الحکم الجامعۃ
لشتی العلوم النافعۃ

کا اردو ترجمہ

خطبات

www.KitaboSunnat.com

تالیف

فضیلۃ الشیخ العلامہ عبداللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیۃ والشئون الدینیۃ دولۃ قطر

ناشر

الدار السلفیہ

۶/۸ اے حضرت ٹیریس شیخ حفیظ الدین روڈ بائیکلہ بمبئی ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الحکم الجامعۃ

لشتی العلوم النافعۃ

کا اردو ترجمہ

خطبات

عبداللہ بن زید المحمود

تالیف

فضیلۃ الشیخ العلامہ عبداللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیۃ والشئون الدینیۃ دولۃ قطر

www.KitaboSunnat.com

ناشر

الدار السلفیۃ

۶/۸ اے حضرت ٹیریس شیخ خفیظ الدین روڈ بائیکلہ بمبئی ۸ ۔۔۔۔ ۴

۹۲

۹۵

۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں !

سلسلۂ مطبوعات الدار السلفیہ نمبر ۸۰

نام کتاب	خطبات محمود
نام مؤلف	عبداللہ بن زید المحمود
تصحیح وتقدیم	مختار احمد ندوی
ترجمہ	نصیر احمد بلی
طباعت	مطابع الدار السلفیہ
کتابت	توفیق احمد
تاریخ اشاعت	فروری ۱۹۸۹ء
تعداد اشاعت اول	تین ہزار
قیمت	۱۲۵ روپئے

ملنے کا پتہ

الدار السلفیہ

۶/۸ اے حضرت ٹیرس شیخ حفیظ الدین روڈ بائیکلہ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

کلمۃ الناشر	۱۵
مقدمۃ المؤلف	
مقدمۂ مؤلف	۲۰
مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وعموم برکۃ بعثتہ	
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور آپکی بعثت کے ہمہ گیر فیوض وبرکات	۳۳
الاسراء والمعراج وبیان معجزات الانبیاء	
شب اسراء، شب معراج، اور نبیوں کے معجزات کا بیان	۵۰
المحافظۃ علی الصلوات الخمس، وکونہا العنوان علی صحۃ الایمان	
پنج وقتہ نمازوں کی پابندی، اور نمازوں کی یہ پابندی ایمان کی درستی کی علامت ہے	۶۵
الجمعۃ وفرضہا، وبیان فضلہا، والتحذیر عن دخول البدع فیہا	
جمعہ کی نماز، اس کی فضیلت، اس کے فرائض اور اس کی بدعتوں کے بیان میں	۷۸
التذکیر بالخطبۃ الاخیرۃ من یوم الجمعۃ	
جمعہ کا دوسرا خطبہ	۹۲
فضل الاسلام ومایشتمل علیہ من المحاسن والمصالح العظام	
اسلام کے عظیم محاسن اور اوصاف	۹۵
نظام شرع الاسلام، وکونہ صالحًا لکل زمان ومکان	
شریعت اسلامیہ کا نظام ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر قابل قبول ہے	۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوة النصاری وسائر الامم الی دین الاسلام

اسلام کی دعوت مسیحیوں اور دنیا کی دیگر قوموں کے نام ۱۲۴

القوانین وسوء عواقبها علی الدین

غیر اسلامی آئین اور اس کے برے اثرات ۱۴۸

غربة الاسلام وفساد الناس من اخر الزمان

اسلام کا غریب الدیار ہونا اور آخری زمانہ میں لوگوں کے اندر فتنہ وفساد رونما ہونا ۱۶۵

فضل العلم وتعلمه وتعلیمه

علم اور پڑھنے پڑھانے کی فضیلت ۱۸۰

فضل القرآن وتفسیر قوله " ان الذین یتلون کتاب الله واقاموا الصلوٰة "

قرآن پاک کی فضیلت اور اس کی آیت " ان الذین یتلون کتاب اللہ الخ " کی تفسیر ۱۹۲

هجرة النبی علیه الصلوٰة والسلام من مکة الی المدینة

ہجرت نبوی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک ۲۰۸

وجوب الایمان بما اخبر به القرآن من معجزات الانبیاء علیهم الصلاة والسلام

انبیاء کرام کے ان معجزات پر ایمان لانا ضروری ہے جن کی قرآن کریم نے خبر دی ہے۔ ۲۲۶

التذکیر بحدیث " المومن القوی احب الی الله من المؤمن الضعیف " وفیه بیان القضاء والقدر علی الوجه الصحیح

حدیث پاک " طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ پسندیدہ ہے " پر تبصرہ اور قضا وقدر کا حقیقی مفہوم۔ ۲۴۸

حدیث " الطهور شطر الایمان " ۲۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک " پاکی آدھا ایمان ہے ... الخ ۲۶۶

تفسیر قولہ " یٰآیھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم "

تفسیر آیت " یاایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم " ۲۸۰

فضل الدعاء وکونہ یدفع شر القدر والقضاء

دعا کی فضیلت ۔ دعاؤں سے بلائیں پسپا ہوتی ہیں ۲۹۴

آیۃ الحقوق العشرۃ المذکورۃ فی قولہ " واعبدوا اللہ ولاتشرکوا بہ شیئا "

آیت " واعبدوا اللہ ولاتشرکوا بہ شیئا " میں مذکور دس حقوق کا بیان ۳۰۷

الحیاۃ الطیبۃ ، وکونہا لاتدرک الا بالاعمال الطیبۃ

حیاۃ طیبہ کا حصول اعمال صالحہ کے بغیر ناممکن ۳۲۲

تھذیب الاولاد علی المحافظۃ علی الفرائض والفضائل

والتنزہ عن منکرات الاخلاق والرذائل

بچوں کی تربیت تاکہ بچے فرائض اور فضائل کے حصول اور انکی نگہداشت کیلئے کوشش کریں اور بداخلاقی و بداطواری سے بچیں ۳۲۵

قولہ سبحانہ " المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا "

آیت " المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا " ۳۴۲

وصیۃ لقمان لابنہ

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت ۳۵۳

فی حقوق الزوجۃ

بیوی کے حقوق ۳۶۸

الصلاۃ فی الجماعۃ وصفۃ الصلاۃ المشروعۃ ۳۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز باجماعت اور نماز کی مشروع ترکیب	۳۷۶
فرض الزکاۃ وفضلها وبرکۃ المال المزکی وحسن عاقبتہ	
فریضۂ زکوٰۃ، اس کی فضیلت، جس مال کی زکوٰۃ دی گئی اس کی برکت اور اس کا انجام	۳۸۵
عقاب المانعین للزکاۃ، وکونہ یجب علی الامام ان ینتزعها منهم طوعا او کرها۔	
زکوٰۃ روک لینے والوں کی سزا، مالکان چاہیں نہ چاہیں امیر کا فرض ہے کہ وہ	۳۹۷
زکوٰۃ کی مقدار کو ان سے وصول کرے۔	۳۹۷
قولہ تعالیٰ "ان قارون کان من قوم موسیٰ"	
تفسیر ارشاد باری "ان قارون کان من قوم موسیٰ"	۴۱۰
الخلق الحسن وکونہ ینحصر فی فعل ما یجملہ ویزینہ واجتناب ما یدنسہ ویشینہ	۴۲۳
حسن اخلاق ایسے کردار سے عبارت ہے جو آرائش وزیبائش کا باعث اور آلودہ اور داغدار کرنے سے بچاتا ہے	۴۲۳
فضل النظافۃ وکونها من الایمان	
پاکی اور صفائی افضل ہے اور پاکی ایمان کا جزء ہے	۴۳۶
جواز الادویۃ المباحۃ والتطعیم	
مباح دواؤں اور ٹیکہ لگانے کا جواز	۴۴۴
تفسیر سورۃ الجمعۃ	
تفسیر سورۂ جمعہ	۴۵۴
فضل رجب وشعبان	۴۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجب اور شعبان کی فضیلت	۴۷۰
الذکری لآخر شعبان والاستعداد بالعمل لدخول شهر رمضان	
اختتام شعبان پر یاد دہانی اور ماہ رمضان کی آمد پر	
عمل کے لئے تیاری	۴۷۹
الذکری الجامعة لفوائد الصیام	
روزے کے فوائد کی ہمہ گیر وضاحت	۴۸۸
الذکری الثانیة من رمضان	
ماہ رمضان سے متعلق دوسری یاد دہانی	۵۰۱
الذکری الثالثة من رمضان	
ماہ رمضان کی تیسری یاد دہانی	۵۱۲
الذکری الرابعة فی العشر الاخیرة من رمضان وبیان زکاة الفطر	
چوتھی تنبیہ رمضان کے آخری عشرہ اور صدقہ فطر کے بیان میں	۵۲۳
التذکیر بعید الفطر	
عید الفطر کی یاد	۵۳۳
نوع ثان فی التذکیر بعید الفطر	
عید الفطر کی مناسبت سے دوسری یاد دہانی	۵۴۱
نوع ثالث فی التذکیر بعید الفطر	
عید الفطر سے متعلق تیسری یاد دہانی	۵۵۱
الخطبة الاخیرة من عید الفطر	
عید الفطر کا آخری خطبہ	۵۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذکری فی اول شوال وفضل نوافل الصلاۃ والصیام	۵۶۵
آغاز شوال کے موقعہ پر نصیحت اور نفل نمازوں اور روزوں کی فضیلت کے بیان میں	۵۶۵
فضل عشر ذی الحجۃ وفضل الصیام فیھا والصدقۃ	
ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت اور ان دنوں روزہ رکھنے اور خیرات کرنے کی اہمیت	۵۷۶
فقہ احکام منسک حج بیت اللہ الحرام	
حج بیت اللہ کے فقہی احکام	۵۸۷
الحج من الشرائع القدیمۃ	
حج قدیم ترین عبادت	۵۹۰
فتح مکۃ	
فتح مکہ	۵۹۲
صفۃ الاحرام بالحج	
احرام حج کے آداب	۵۹۵
اجتناب محظورات الاحرام	
ممنوعاتِ احرام	۵۹۹
حکمۃ الحیض، ومایجب علی من ابتلیت بہ فی سفر حجھا	
حکمت حیض اور حائضہ عورت کا حج	۶۰۱
اٰداب الطواف بالبیت	
طواف کا بیان	۶۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاکتفاء بسعی واحد عن الحج والعمرۃ فی حق القارن والمتمتع ۶۰۵

افراد اور قران کرنے والے کے لئے ایک سعی کافی ہے

ادب الوقوف بعرفۃ وما ینبغی ان یقول فیہ

وقوف عرفات کی اہمیت اور اس کے آداب کا بیان ۶۰۸

الحکم فی نزول مزدلفۃ والدفع منھا

مزدلفہ میں آنے اور وہاں سے روانگی کا بیان ۶۱۰

دم المتعۃ والقران، ھل ھو دم نسك او دم جبران

قران اور تمتع کی قربانی شکرانہ ہے یا جرمانہ ؟ ۶۱۸

جواز رمی الجمار ایام التشریق قبل الزوال

گیارہویں ، بارہویں ، تیرہویں ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنا چاہیئے ۶۲۲

سقوط الرمی عمن لا یستطیع الوصول الی موضع الجمار

بدون استنابۃ ۶۲۴

اگر کوئی شخص از خود رمی نہ کر سکے تو اسے نائب بنانا ضروری نہیں ۶۲۴

فصل من ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان لا یقصر

الصلوٰۃ بمنی ولا یجمع

منیٰ میں قیام کے دوران نماز کو قصر کرنا اور اس کے وقت پر پڑھنا سنت ہے ۶۲۷

المبیت بمنی

منیٰ میں رات گذارنا ۶۲۹

الصدقۃ علی المضطرین افضل من حج التطوع

بیکسوں کی مدد کرنا بار بار نفلی حج کرنے سے بہتر ہے ۔ ۶۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التذکیر بعید الاضحیٰ

خطاب بمناسبت عید الاضحیٰ ۶۵۰

التذکیر الثانی بعید الاضحیٰ

عید اضحیٰ کا دوسرا خطاب ۶۶۰

نوع ثالث من التذکیر بعید الاضحیٰ

عید اضحیٰ کا تیسرا خطبہ ۶۶۹

الخطبۃ الثانیۃ لخطبۃ عید الاضحیٰ

عید اضحیٰ کا دوسرا خطبہ ۶۸۰

الامانۃ وموقعھا من الدیانۃ

امانت داری اور دین کے اندر اس کا مقام ۶۸۳

تفسیر سورۃ " سبح اسم ربك الاعلیٰ "

تفسیر سورۂ اعلیٰ ۶۹۷

صلۃ الارحام وکونھا من الاعمال المیمونۃ فی بسط الرزق وبرکۃ الاعمار

صلہ رحمی جس سے روزی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے ۷۱۶

الوصیۃ فی حالۃ الصحۃ وکونھا من الحزم وفعل اولی العزم

وصیت بحالت صحت اور یہ احتیاط پسندوں اور حوصلہ مندوں کا کام ہے ۷۳۰

فضل الصبر علی المصائب، وتحریم ضرب الخدود

وشق الجیوب والنیاحۃ علی المیت

مصائب پر صبر کرنا۔ اور رخساروں پر طمانچہ مارنے، گریبان پھاڑنے اور

میت پر رونے کا بیان ۷۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضل الصدقة والنفقة فی وجوه البر والخیر ۷۵۵

نیکی اور بھلائی کی راہ میں صدقہ خیرات کی فضیلت ۷۵۵

الجهاد فی سبیل الله وفضل النفقه فیه

اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان ۷۶۴

العدل قوام الدنیا والدین وصلاح المخلوقین

عدل و انصاف پر دین کا انحصار اور خلائق کی بھلائی ۷۸۹

الشکر وحقیقته واثار برکته وحسن عاقبته

شکر کی حقیقت، اس کے برکات اور اس کا حسن انجام ۸۰۰

الدین بمثابة الروح للانسان وضیاعه من اکبر الخسران

دین انسان کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے اس کی بربادی سب سے بڑا خسارہ ہے ۸۱۴

حمایة الدین والوطن فی منع افلام الخلاعة والفتن

دین اور وطن کے تحفظ کے لئے بلیو فلم اور اس کی فتنہ انگیزی پر روک ضروری ہے ۸۲۷

حدیث " لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا "

حدیث " لاتحاسدو " کی تشریح ۸۳۹

الایمان والنذور

نذر اور قسمیں ۸۵۱

فضل حسن الجوار، وکونه ینحصر فی بذل الندی وتحمل الاذی

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت ۸۶۶

تفسیر سورة الطلاق وبیان الطلاق الشرعی والبدعی والاحداد

تفسیر سورۂ طلاق ۔ طلاق شرعی، طلاق بدعی اور سوگ کا بیان ۸۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخمر وكونها ام الشرور والداعية الى الفجور

شراب اور نشہ آور چیزوں کی حرمت اور نقصانات ۸۹۲

التذكير بالاستقامة على الدين

دین پر ثابت قدمی کا تذکرہ ۹۱۶

تحريم الربا بانواعه وعموم مفاسده واضراره

سود اور اس کی جملہ اقسام کی حرمت اور اس کے عام مفاسد اور مضرتیں ۹۲۹

فضل الصدق فى البيع والشراء والاخذ والعطاء

خرید و فروخت اور لین دین میں سچائی کی فضیلت ۹۴۵

فتح مكة

فتح مکہ ۹۵۵

التذكير بقوله " ارايت الذى يكذب بالدين "

" ارأيت الذى يكذب بالدين " کی روشنی میں کچھ نصیحتیں ۹۶۷

تفسير "قد افلح المؤمنون"

تفسیر " قد افلح المؤمنون " ۹۷۸

موقف الاسلام من القتال الواقع بين اهل لبنان

لبنانیوں کے درمیان واقع خانہ جنگی اور اسلامی موقف ۹۹۵

الاخلاق الحميدة للمراة المسلمة الرشيدة

ہدایت یافتہ مسلم خاتون کے اوصاف حمیدہ ۱۰۰۵

الاقتصاد فى مؤن النكاح ومراعاة التسهيل وعدم التعسير

نکاح کے اخراجات میں میانہ روی، سہولت کو بروئے کار لانا اور عسرت سے بچنا ۱۰۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساوی التبرج واخلاق التفرنج
بے پردگی اور فرنگی تمدن کی مضرت ۱۰۴۰
نهاية المرأة الغربية بداية المرأة العربية
مغرب پرست عورتوں کی انتہا، عرب خواتین کی ابتدا ہے ۔ ۱۰۵۱
الرجال قوامون على النساء
مرد عورتوں پر حاکم ہیں ۱۰۵۴
مراعاة حفظ المال بحسن التدبير وكراهة الاسراف والتبذير
حسن تدبیر کے ساتھ دولت کی حفاظت اور اسراف اور فضول خرچی کی کراہت ۱۰۶۸
اخلاص الدعاء لله توحيد وصرفه لغير الله شرك
صرف اللہ سے مخلصانہ دعا کرنا توحید ہے اور غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے ۔ ۱۰۷۹
آداب السلام في الاسلام وسنة المصافحة والمعانقه وكراهة التقبيل
سلام کے اسلامی آداب، مصافحہ اور معانقہ کی سنت اور بوسہ کی کراہت ۱۰۹۱
العدوى والطيرة والتشاؤم بالارباع وشهر صفر ۱۱۰۲
چھوت چھات، فال لینا، گنڈہ تعویذ اور چہار شنبہ اور ماہ صفر کو منحوس سمجھنا ۱۱۰۲
صلاة الاستسقاء
پانی مانگنے کی نماز ۱۱۱۵
المسارعة الى الخيرات قبل الفوات
فوت ہونے سے پہلے نیکیوں کی طرف سبقت کرنا ۱۱۲۱
آخر العام ومحاسبة النفس على ما اسلفته من الاعمال
اختتام سال پر نفس کا محاسبۂ اعمال ۱۱۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نموذج للخطبة الاخيرة ۱۱۴۴

دوسرے خطبہ کا نمونہ

نموذج ثانی للخطبة الاخيرة

دوسرے خطبہ کا ایک اور نمونہ ۱۱۴۶

نموذج ثالث للخطبة الاخيرة

آخری خطبہ کا ایک اور نمونہ ۱۱۴۹

نموذج رابع للخطبة الاخيرة

خطبۂ اخیرہ کا ایک اور نمونہ ۱۱۵۲

وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم

وفاۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الناشر

" الحکم الجامعۃ لشتی العلوم النافعۃ " جسے ہم اردو زبان میں خطبات " عبداللہ بن زید المحمود " کے نام سے اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں، حقیقت میں یہ عظیم علمی نادر مجموعہ عالم اسلام کے مشہور وجید عالم، مجتہد اور داعی الی اللہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زید المحمود رئیس المحاکم الشرعیہ والشئون الدینیۃ دولۃ قطر۔ کے علمی خطبات مواعظ ومقالات کا مجموعہ ہے۔

واعظین منبر کے لئے یہ ایک پوری لائبریری کا کام دے گا۔ اسلام کا تحقیقی مطالعہ کرنے والے حضرات کے لئے یہ سند وحجت اور دلیل وبرہان کی حیثیت رکھتا ہے اس میں وعظ و نصیحت بھی ہے، حکمت ومعرفت بھی ہے، اور دلیل وحجت بھی، یہ مجموعہ علامہ موصوف کی علمی زندگی کا خلاصہ ہے۔

علامہ عبداللہ بن زید المحمود اس موجودہ صدی کی عظیم علمی شخصیت ہیں جو پچاس سال سے زائد مسلسل اپنی زبان اور قلم سے مجددانہ انداز میں حق کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کی زبان میں تاثیر اور قلم میں بلا کا زور ہے دوحہ کی جامع مسجد میں ان کے خطبات جمعہ کی گونج پوری اسلامی دنیا میں سنی جاتی ہے۔

وہ مجتہدانہ بصیرت کے مالک ہیں اور اپنے مسلک وعقیدہ میں کسی فقہی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔ وہ دین میں تقلید شخصی کے سخت مخالف ہیں اور دلیل وحجت کو وہ حق کا معیار مانتے ہیں۔ نصوص قطعیہ سے جو بات ثابت ہو جائے اسی کو وہ حق مانتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں مذہبی فرقہ بندی کو وہ جائز نہیں سمجھتے۔

اگرچہ اپنے بعض اجتہادی مسائل میں وہ امت کے متفقہ موقف سے ہٹ گئے ہیں، لیکن ان میں بھی انھوں نے دلیل وحجت ہی کو آخری معیار قرار دیا ہے اور اپنی جرأت حق کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔

ان کے بعض اجتہادی مسائل سے اختلاف ضرور کیا جا سکتا ہے، لیکن اس اختلاف کی حیثیت علمی اور اجتہادی ہے جس کی وجہ سے وہ ملامت کے بجائے شکر و احسان کے مستحق ہیں۔

ان کی علمی زندگی کا یہ عظیم کارنامہ اہل علم کے سامنے پیش کرتے ہوئے ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ رب العالمین اس دینی اور علمی کوشش اور خدمت کو قبول عام عطا فرمائے اور مؤلف اور مترجم و ناشر و معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین

یکم فروری ۱۹۸۹ء

مختار احمد ندوی

مدیر

الدار السلفیہ

بومبائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیۃ والشؤون الدینیۃ دولۃ قطر

کے حالات زندگی

آپ کا پورا نام عبداللہ بن زید بن عبداللہ بن محمد بن راشد بن ابراہیم بن محمود ہے۔ آپ حضرت حسن بن علیؓ بن ابی طالب کی اولاد اشراف کی طرف منسوب ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۳۲۹ھ میں نجد کے علاقہ حوطہ بنی تمیم میں ہوئی، وہیں آپ نے تربیت پائی اور ابتدائی تعلیم حوطہ کے قاضی شیخ عبدالملک بن ابراہیم اور اپنے ماموں شیخ عبدالعزیز بن محمد الشتری سے حاصل کی۔ آپنے انتہائی کم عمری میں قرآن مجید حفظ کر کے ثابت کر دیا کہ آپ کو صغر سنی کے باوجود حفظ و شعور کی غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ جس سے متاثر ہو کر آپ کے اساتذہ تراویح اور تہجد کی امامت کے لئے آپ کو آگے بڑھانے لگے، حالانکہ ابھی آپ کی عمر ۱۵ سال کی بھی نہیں ہوئی تھی۔

۱۳۵۵ھ رمضان المبارک میں آپ نے قطر کا سفر کیا اور وہاں تین سال تک رہ کر شیخ محمد بن عبدالعزیز المانع سے تعلیم حاصل کرتے رہے، اس عرصہ میں آپ نے بہت سی کتابوں کے متن یاد کر ڈالے، جیسے مختصر المقنع، بلوغ المرام، الفیہ بن مالک اور فقہ میں ابن عبدالقوی کی نظم کا بیشتر حصہ۔ قطر سے واپس آکر آپ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ مفتی الدیار السعودیہ کے پاس ریاض میں ٹھہر گئے اور تقریباً ایک سال تک ان سے علم حاصل کرتے رہے۔ اسی عرصہ میں شیخ محمد بن ابراہیم کے پاس ملک عبدالعزیز آل سعود فرمانروائے نجد و حجاز کا یہ حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہونچا کہ ۸ جید علماء کو منتخب کر کے مکہ مکرمہ بھیجا جائے، جہاں وہ حرم شریف میں وعظ و تدریس کی خدمت انجام دیں، چنانچہ آٹھ علماء میں شیخ عبداللہ بن زید المحمود کا انتخاب ہوگیا اور آپ ۱۳۵۹ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لائے اور کچھ دنوں تک مسجد الحرام میں وعظ و درس فرماتے رہے۔

اسی سال ذی الحجہ میں شیخ عبداللہ بن قاسم آل ثانی حاکم قطر اپنے بیٹے شیخ حمد بن عبداللہ آل ثانی کے ساتھ حج کیلئے مکہ تشریف لائے اور ملک عبدالعزیز آل سعود سے کہا کہ ہمیں قطر میں قضا اور افتاء کے لئے ایک جید عالم کی ضرورت ہے کیونکہ شیخ محمد بن عبدالعزیز المانع کے قطر سے چلے آنے کے بعد وہاں کوئی قاضی نہیں تھا، چنانچہ شیخ ابن مانع کے اشارہ اور سب کے مشورہ سے قاضی قطر کے منصب کے لئے شیخ عبداللہ بن زید المحمود کا انتخاب ہوا اور ملک عبدالعزیز کی طرف سے سرکاری حکم جاری ہوا کہ آپ حاکم قطر اور ان کے بیٹے کے ساتھ قطر تشریف لے جائیں۔ اس طرح ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ سے آپ باقاعدہ قطر کے منصب قضاء پر فائز ہوئے۔ مقدمات میں انصاف اور دعویداروں کی راحت رسانی کے لئے آپ خاص طور پر مشہور رہیں۔ رات اور دن کے کسی حصہ میں آپ فتویٰ پوچھنے والوں اور فیصلہ چاہنے والوں کو واپس نہیں کرتے، دن نکلتے ہی علی الصباح مجلس قضا میں بیٹھ جایا کرتے ہیں، کبھی کسی کو مجلس میں آنے سے روکا نہیں، آپ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے، لوگوں کو روکنے یا پابندیوں اور اصول کے ساتھ مجلس میں داخل کرنے کے لئے پولیس کی مداخلت کو آپ نے کبھی پسند نہیں کیا، حالانکہ اس کی وجہ سے بعض اوقات جاہل عوام کی طرف سے ناگوار باتوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے، مگر محض فریقین کی دادرسی اور مسائل پوچھنے والوں کی سہولت و راحت کے لئے آپ نے یہ معمول جاری رکھا ہے جن کا تانتا آپ کے دفتر اور گھر میں دن رات لگا رہتا ہے اور حتی الامکان آپ مقدمات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومسائل کو اسی وقت نمٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت ہی ناگزیر اسباب ومجبوری ہی کے تحت ان کو ملتوی کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے فریقین کے درمیان ہمیشہ صلح وصفائی کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حکومت قطر کی ترقی اور اس کے دفاتر کی تنظیم کے ساتھ ساتھ محرم ۱۳۷۸ھ میں "رئاسۃ المحاکم الشرعیہ" قائم کیا گیا جس کی رئاست وسربراہی کے منصب پر فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زید المحمود سرفراز ہوئے، اس وقت اس رئاسۃ کے تحت دو محکمۂ شرعیہ قائم تھے۔

۱۳۸۰ھ میں آپ نے "دائرۃ الاوقاف والزکات" کی بنیاد ڈالی، تاکہ اوقاف اور یتیموں کے مال کی حفاظت ونگرانی کی جائے اور انھیں بڑھایا جائے۔ حضرت شیخ ہی کو یہ سعادت وفضیلت حاصل ہے کہ آپ نے ان معذوروں کے بالغ ہونے تک کیلئے ان کے مال کو بڑھانے کا ایک کامیاب نظام بنایا، جبکہ پرانا نظام بلکہ موجودہ پڑوسی حکومتوں کا نظام بھی صرف اتنا ہے کہ نوعمر یتیموں کے رشتہ داروں میں سے کسی کو اس کی جائداد واموال کا ولی مقرر کرکے چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ من مانی جا وبے جا طور پر ان میں تصرف کرتے ہیں۔

حضرت شیخ کے اس نئے نظام کی وجہ سے قطر کا محکمۂ شرعیہ اب یتیموں کا والی بن گیا ہے۔ جو اپنے حسن تصرف وتدبیر سے ان کے مالوں کی نگرانی کرتا ہے اور ان کے بالغ ہونے تک ان میں اضافہ اور بڑھاوے کی جدوجہد کرتا ہے۔ حضرت شیخ نے ملک کے تمام اطراف میں مساجد کی تعمیر کروائی اور مسجد الشیوخ میں خطبۂ جمعہ کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا ہے، جو دراصل آپ کا ہفتہ وار علمی درس ہے جو آپ کے بلند علمی افکار اور فقہی آراء پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ ادھر پچھلے سالوں سے آپ نے چند اہم ترین موضوعات پر نہایت وقیع علمی رسائل لکھے جن میں عصر حاضر کے بہت سے جدید مسائل پر آپ نے محققانہ جوابات دیئے جو اپنی تحقیق وجدت کے اعتبار سے پچھلے اسلامی دور میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطر کی حکومت اپنی علم نوازی اور دینی کتابوں کی اشاعت کے لئے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ تفسیر وحدیث اور فتاویٰ ومسائل وتاریخ پر مشتمل بڑی بڑی ضخیم کتابیں نہایت اعلیٰ طباعت کے ساتھ مزین ہوکر اسلامی کتب خانوں اور دنیا کے علمی اداروں میں تقسیم ہوا کرتی ہیں۔ لیکن یہ اہتمام فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن زید المحمود کی علم نوازی اور علمی قدردانی ہی کے سبب ہے۔ آپ امیر قطر اور ان کی حکومت کے علمی اور روحانی مشیر ہیں اور ملک کے نہایت مؤقر اور عظیم منصب پر فائز ہیں۔ اور اپنی اعلیٰ علمی اور شخصی وجاہت کی وجہ سے اسلامی دنیا میں عقیدت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

یوں تو تقریباً تمام اہم دینی موضوعات پر آپ کے رسائل موجود ہیں جن میں بعض نہایت اہم اور بہت ہی مفید ہیں۔ خاص طور پر مسلک سلف کی تائید اور شرک وبدعات اور منکرات وفواحش کی رد میں آپ کے تمام رسائل انتہائی قابل قدر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ مولف

احمد اللہ علی نعمہ و استزیدہ من فضلہ وکرمہ و
اصلی واسلم علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ
وبعد !

حمد و صلوٰۃ کے بعد ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (فصلت : ۳۳)

جو شخص اللہ کی طرف بلائے ، خود بھی نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں سے ہوں ، اس کی بات سے اچھی کس کی بات ہوگی ۔

ہر انسان کے ایک نہ ایک حاجت ، اور ہر حاجت کی کوئی نہ کوئی غرض ضرور ہوتی ہے ، میرے قلم سے نکلنے والی ہر کتاب کی بنیادی غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں ان کے ذریعہ اپنے رب کی دعوت کو عام کروں اور امت مسلمہ کو دردمندی اور ہمدردی سے نصیحت کروں تاکہ پروردگار عالم مجھے اجر و ثواب سے نوازے اور میرے بھائی اپنی نیک دعاؤں میں مجھے فراموش نہ کریں ، میری انتہائی نگارش اور بنیادی خواہش بس یہی ہے ۔

واللّٰهُ عند لسانِ کل قائلٍ وقلبہٖ[1] (الحدیث)

اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کی زبان اور اس کے دل کے عین قریب ہوتا ہے ۔

---

[1] یہ ایک رمز کا ٹکڑا ہے جسے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے اور حکیم ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ارشاد ہے

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(التوبۃ - ۱۰۵)

اور کہہ دو کہ تم عمل کئے جاؤ، پھر اللہ اور اس کا رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور تم خدائے عالم الغیب والشہادۃ کی طرف پھیرے جاؤ گے (جو ہم سے غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے) پس وہی تم کو تمہارے اعمال سے آگاہ کرے گا۔

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات دل کو لگتی ہے کہ "کسی عالم کی لکھی ہوئی کتابیں گویا اس کی نیک اولادیں ہیں جو ہمیشہ رہیں گی، کیونکہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، صرف تین عمل باقی رہ جاتے ہیں (۱) صدقۂ جاریہ (۲) وہ علم جس سے فائدہ پہونچایا جائے (۳) یا ایسی نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے"[1] کسی انسان کا اس سے بڑھ کر نقصان اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے کسی علم سے نوازے، مگر یہ علم اس کے سینہ میں اس طرح گھٹ کر رہ جائے کہ نہ وہ اسے کسی کو سکھائے، نہ عام لوگوں میں اس کا چرچا کرے، بلکہ جب وہ دنیا سے منہ موڑے تو اس کا یہ علم بھی اس کے ساتھ اس کی قبر کے گڑھے میں دفن ہو جائے، یہی وہ شخص ہوگا جس کا علم ملک خدا اور بندگان خدا کے لئے خسارے اور نقصان کا باعث ہوگا۔

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(الزمر - ۱۵)

تم کہہ دو کہ سراسر نقصان والے وہی لوگ ہیں، جو قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو خسارے میں ڈالیں گے

[1] الادب المفرد للامام البخاریؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، بروایت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ حق تو یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا، اسے زبان و بیان کا علم بخشا، گویائی کی قوت دی، ایمان سے نوازا، علم و بصیرت اور عقل و تمیز دے کر ہر جاندار پر اسے فضیلت دی اور یہی نہیں بلکہ اس کے اعلیٰ مقاصد اور عظیم ترین خصوصیات کی وجہ سے خود فرشتوں پر اسے فوقیت دی،

غرض میں نے ابتداء سے بڑی محنت کی، اور اس مجموعہ کی تیاری میں جو میری تیس سالہ جد وجہد کا نچوڑ ہے، پوری جانفشانی سے کام لیا، اور اب بتوفیق الٰہی ایک ایسی علمی جنت کی حیثیت رکھتا ہے جس میں ایسے مفید علوم اور مختلف نوعیت کی فنی بحثیں ہیں، جن سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور ملتا ہے اور جن کی نظیر کسی اور مجموعہ میں مشکل سے دستیاب ہو سکے گی۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ میں اس مجموعہ کو ہر عیب سے پاک سمجھتا ہوں، یہ اس لئے کہ بسا اوقات کہنے والے پر جو بات مخفی رہ جاتی ہے، بعضے قاری اور پڑھنے والے اس سے آگاہ ہوتے ہیں۔

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ — اور ہر ایک علم دار سے بڑھ کر دوسرا علم دار ہے

(یوسف: ۷۶)

لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس مجموعہ کی حیثیت محض خطبوں کی کسی ایسی کتاب کی سی ہو کر رہ جائے جسے منبر پر پڑھ کر سنا دیا جائے، اور بس، بلکہ میری تمام تر خواہش ہے کہ یہ نہ صرف میری نظر میں بلکہ حقیقت میں بھی اپنے موضوع اور مضامین کے لحاظ سے اس سے کہیں اعلیٰ وارفع اور خوبصورت اور مکمل ہو،

حالانکہ یہ مجموعہ علمی رسائل سے جتنی مماثلت رکھتا ہے، اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خطبے کی کتاب ہے اور باوجودیکہ خطیب حضرات کے لئے یہ کتاب از بس ضروری ہے، مگر اسے خطبات کی کوئی کتاب کہنے سے مجھے چڑ ہے، اس لئے کہ میری تمام تر کوشش یہ رہی ہے کہ اہل تحقیق علم و تحقیق کے اس گھاٹ پر اتریں اور بار بار اس کے چشمہ صافی سے فیضیاب ہوں۔

چنانچہ مقررین تقریری مواد اس سے اخذ کریں، مناظرہ کرنے والے بحث مباحثہ کے نکات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے دریافت کریں، واعظین اور اہل قلم وعظ و تحریر کا طریقہ سیکھیں جبکہ نقد و تبصرہ کرنے والے فریق مخالف کی تردید یا ان کے دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے اس میں دیئے گئے دلائل کو کام میں لائیں، کیونکہ یہ کتاب کیا ہے؟ مفید ترین علوم و معارف کا گنجینہ، احکام و مسائل کی حکمتوں کا دفینہ محاسن اسلام کا سرچشمہ، حلال و حرام کے مسائل کا خزانہ اور شرک و بدعات اور گمراہی اور ضلالت کے خلاف جنگ کے لئے ایسا زبردست اسلحہ خانہ اور کتب خانہ ہے جس کے ذریعہ دین و دنیا کی اصلاح ہوتی ہے جسم و جان، مال و اولاد، اور تہذیب و اخلاق کا سررشتہ استوار اور مضبوط ہوتا ہے اور کفر و شرک اور نفاق کے خلاف محاذ آرائی کے لئے قابل قدر مواد دستیاب ہوتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی عارف کامل، اہل قلم مصنف، یا بالغ نظر دانشور ان عظیم ترین مقاصد کے حصول کے لئے ایسی کسی کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی تجربہ ہی کرنا چاہے تو اس کے چیدہ چیدہ مضامین جیسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت آپ کی بعثت عالم کے لئے رحمت، شب معراج اور اس کی حکمت، اسلام اور اس کی افضلیت اور پر زور آغاز اسلام کے اسرار و رموز وغیرہ کا مطالعہ کرلے اور یہ دیکھے کہ ان موضوعات کے حقائق کو کس قدر جدت اور ندرت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور کم و بیش اسی قدر اسلوب کی جھلکیاں اس کے دیگر مضامین میں نمایاں ہیں۔

میں نے اس کا نام "الحکم الجامعۃ لیقتنی العلوم النافعۃ" رکھا ہے۔ ناظرین کو اس کتاب میں فن بلاغت اور علم البیان کے مختلف اسالیب اور حسن و جمال کے ایسے قلمی خاکے جابجا نمایاں طور پر نظر آئیں گے جنھیں فن کی اصطلاح میں "جناس" کہا جاتا ہے، اور یہ محض فطری جودت طبع کا نتیجہ ہے، اس کے اندر کسی قسم کے تکلف یا آورد کا عمل دخل قطعی نہیں ہے، ایسے بھی میں نے اپنی طرز نگارش کے ناقد بعض علماء اور دانشوروں سے سنا ہے کہ وہ میری تحریر کو "سہل ممتنع" قرار دیتے ہیں اور میں اللہ رب العزت سے مزید درستی، راستی اور پختگی کا طالب ہوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا مطمع نظر اور راہ نما اس سلسلے میں کتاب اللہ ہے اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ کی اس کتاب میں فن بلاغت اور علم البیان کے وہ جواہر پارے ہیں، جن تک ہر کس و ناکس کی رسائی بھی نہیں ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا (النساء : ۶۳) اور ان سے نہایت نرم اثر کرنے والی بات کہو۔

یعنی ایسا موثر اور بلیغ کلام جو براہ راست دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور ذہن و ضمیر میں پیوست ہو جائے۔ ناظرین کو کتاب کی بعض ناصحانہ عبارت پر تکرار کا گمان ہوگا، مگر ایسا شاذ و نادر ہوگا، کیونکہ ظاہری طرز نگارش اور عنوان یکساں نظر آنے کے باوجود معلومات اور طرز بیان بہر حال جداگانہ اور مختلف ہوتا ہے اور یہاں بھی میرے پیش نظر اللہ کی کتاب کا اسلوب ہے جس کے اندر ایک ایک واقعہ قدرے تفصیل سے بیان ہوتا ہے، کہیں وہی قصہ مختصراً درج ہوتا ہے، اور کہیں درمیانی راستہ اختیار کیا جاتا ہے، چنانچہ روزہ حج اور متعدد اسلامی تقریبات کا تذکرہ اسی قبیل سے ہے، اور علم و معرفت اور معانی و بیان کی رو سے ان کا رنگا رنگ تذکرہ ہی مفید ہے، یہانتک کہ ہر تقریب کے لئے میں نے تین مختلف نوعیت کے مضامین نصیحت تیار کئے ہیں، اس لئے کہ کسی بھی زمانے میں خوشی اور مسرت کے ایام خواہ کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں، یکساں طریقہ پر ان کی مکرر یاد دہانی سے اکتاہٹ ضرور ہوگی اور مسائل خصوصاً حلال و حرام کے احکام میں جس قدر تنوع اور جدت ہوگی، اتنا ہی لطف دوبالا ہوگا اور توجہ مبذول کرنے اور قبول کرنے کا جذبہ بڑھیگا پھر ہر موضوع جداگانہ الفاظ چاہتا ہے اور موقعہ موقعہ کی بات مناسب ہوتی ہے۔

نیز میرا طریق کار یہ بھی ہے کہ جب میرے پیش نظر کوئی علمی بحث ہوتی ہے، جسے حسن و خوبی کے ساتھ مجھے بیان کرنا ہوتا اور اس کے بھلے یا برے گوشہ کو میں اجاگر کرنا چاہتا ہوں یا اس کے احکام و مسائل کا تذکرہ مقصود ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اپنی فہم و بصیرت کے مطابق دل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھول کر میں اس پر گفتگو کرتا ہوں، خواہ بحث کا دائرہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو جائے، اور اس دوران مجھے کسی جلد باز کی عجلت پسندی یا سہل انگار کی عجز و درماندگی کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی ہے اور اس کی وجہ میرے نزدیک صرف یہ ہے کہ زبان و بیان اور اظہار و تعبیر کی صلاحیت ہر شخص کی مختلف ہوتی ہے کوئی کمال گویائی رکھتا ہے، اور کسی کو مافی الضمیر کے اظہار کی بہتر صلاحیت حاصل ہوتی ہے، پھر علوم و معرفت کی مختلف قسمیں ہیں، اور ہر قسم جداگانہ فکر و نظر اور اخذ و تعبیر کی متقاضی ہے، نیز علماء معانی نے کلام کا یہ عیب شمار کیا ہے کہ کوئی قادر الکلام مقدرت کے باوجود کسی موضوع کو تشنہ چھوڑ دے یا بحث کو پیوستہ اور مربوط رکھنے کے باوجود درمیان سے اسے قطع کر دے۔

یہ تو ہوا۔ اس کے علاوہ مختلف شہروں اور ملکوں کے وہ باشندے جو قطر کی جامع مسجد سے نشر ہونے والی ہماری تقریریں سنتے ہیں، اور پھر جسے قطر ریڈیو دو مرتبہ نشر کرتا ہے، ایک مرتبہ نماز جمعہ کے وقت اور دوبارہ شنبہ کی رات میں شام کے وقت، تب ہمارے ان نادیدہ احباب کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ کاش مختلف علوم سے متعلق یہ کارآمد تقریریں انھیں کہیں یکجا مل جائیں، اس لئے کہ ان کے اندر مختلف وقتی مسائل کا حل اور پند و نصیحت کا بیش بہا ذخیرہ مضمر ہوتا ہے۔

ان عوام الناس کی تائید متعدد علماء و مشائخ اور مختلف لیڈران و سرداران قوم نے بھی کی ہے اور ان تقاریر کو یکجا شائع کرنے کی پرزور اپیل کی ہے، چنانچہ صبح و شام اس تعلق سے مختلف خطوط ہمیں ملتے رہے ہیں، لیکن اب سے پہلے تک ہم نے انھیں تسلی دی اور جس قدر ہم نے پس و پیش سے کام لیا ان کا تقاضا شدید ہوتا تھا یہاں تک کہ بہ اصرار انھوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس سلسلے میں اگر مزید تاخیر کی گئی تو سخت نقصان یا کسی ناگہانی آفت کا قوی اندیشہ ہے کیونکہ دنیا مختلف آفتوں اور رکاوٹوں کی آماجگاہ ہے، یہاں کب کیا ہو جائے کوئی کہہ نہیں سکتا، ان کے اس دعویٰ، اس کی حقیقت اور اس کی قدر و قیمت سے میں بھی ناواقف نہیں تھا، اس لئے ان کے اصرار اور عجلت پسندی کو میں نے حق پر مبنی سمجھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کے باوجود میں اہل زمانہ کے حالات بالخصوص اپنے بھائی بندوں کی خصلتوں اور ان کے جذبات سے بخوبی واقف ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ انھیں میری لغزشوں اور کوتاہیوں پر حرف گیری کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ میری معروضات کو بغور پڑھیں اور ان سے استفادہ کریں، لیکن یہ سوچ کر میں اپنے دل کو بہلاتا ہوں کہ مجھ سے پہلے سلف صالحین بھی ابناء زمانہ کے کینہ وحسد کا شکار رہے ہیں اور معاصرین نے ہمیشہ ان کا پیچھا کیا ہے، پھر کوئی شخص کتنا ہی عالم وفاضل اور مہذب وشائستہ کیوں نہ ہو، اہل زبان سے رستگاری کے لئے انتھک جدوجہد کیوں نہ کرتا ہو، اسے خاطر خواہ کامیابی نصیب نہیں ہوتی ہے، کیونکہ جسے کوئی بھی نعمت میسر ہو، وہ ضرور کینہ وحسد کا نشانہ بنتا ہے، کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لایسلم المرء من ضد ولو حاول العزلة باعلاء الجبل

کوئی شخص خواہ پہاڑ کی کسی چوٹی پر تنہائی کی زندگی کیوں نہ بسر کرے، مخالفت اور عداوت سے نہیں بچ سکتا،

یہی وجہ ہے کہ اس قماش کے ہمارے کسی کرم فرما کے سامنے جب کوئی اخبار یا رسالہ پہونچتا ہے اور اس میں درج ہمارا کوئی مضمون نفس الامر میں راست ودرست ہونے کے باوجود اسے اپنے عقیدے یا رائے کے خلاف محسوس ہوتا ہے، وہ پہلی فرصت میں پرچہ کے ایڈیٹر کے پاس مراسلہ لکھتا ہے اور اپنے باطل افکار وخیالات کی اشاعت کے لئے اس کے پیچھے پڑجاتا ہے، تاکہ عوام وخواص میں اس کا پروپیگنڈہ ہو اور صحیح روایات اور ٹھوس حقائق پر مبنی حالات کو حرف گیری اور عیب جوئی کا نمونہ بنا کر پیش کیا جائے،

ایک مرتبہ اپنے ایک ایسے ہی کرم فرما کے پاس دعا سلام کے لئے حاضر ہوا، اس وقت کچھ علمی کتابچے بھی میرے ساتھ تھے، چنانچہ موقع ملتے ہی وہ کہنے لگے، تمہارے ان رسائل کو میں نے آج تک نہیں پڑھا ہے، کیسی عجیب بات ہے کہ کچھ اوپر تین سال پہلے بھی انھوں نے مجھ سے یہی کچھ کہا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حالیہ ملاقات پر بھی وہی کچھ دہرا دیا ، میں نے عرض کیا، لیکن اس کے اندر الحاد یا بے دینی کی کوئی بات تو نہیں ہے ، انھوں نے کہا ، ایسا نہیں، بلکہ میری طبیعت ہی اس سے بیزار ہے اور ہاں فلاں صاحب تمہارے خلاف بہت کچھ لکھ رہے ہیں ! میں نے کہا، ٹھیک ہے اگر وہ ناحق کو ناحق ثابت کر دیں، اور کہنے والے کے منہ پر اسے مار دیں تو انھیں خوش آمدید کہا جائے گا، اور جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے میں حق کو قبول کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں، لیکن جو ناحق ہوگا، میں اسے کہنے والے کے منہ پر لوٹا دوں گا، میں نے یہ کہا اور بادل ناخواستہ ان کے پاس سے اٹھ گیا۔

ایسے ہی طائف کے ایک امیر کبیر کے پاس میرا جانا ہوا، ہمارے سامنے میز پر کچھ علمی رسالے بکھرے ہوئے تھے وہ مجھ سے کچھ پیچیدہ مسائل پر گفتگو کر رہے تھے، اتنے میں ایک بڑے عالم وہاں آپہونچے ہم دونوں ایک دوسرے سے بخوبی واقف تھے ، انھوں نے امیر موصوف کو اور میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا، جب وہ اطمینان سے بیٹھ گئے تو امیر نے ان سے کہا: صاحب موصوف! آخر کیا بات ہے کہ جب کسی عالم دین یا اپنے کسی دینی بھائی کا کوئی علمی رسالہ آپ کے حضور پیش ہوتا ہے تو فراخ دلی اور کشادہ روی کے ساتھ اس کا استقبال کرنے کے بجائے اس کے خلاف نفرت اور ناگواری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور سنجیدگی اور غور سے اسے پڑھنے اور مؤلف کے ساتھ علمی بحث مباحثہ سے گریز کرتے ہیں آخر یہ کون سا طریقہ ہے؟ وہ صاحب چپ رہے اور کوئی جواب نہیں دے سکے۔

ہر چند کہ اپنے پروردگار کے روبرو میں اپنے آپ کو بری نہیں قرار دیتا، پھر بھی میری امیدیں اس وقت سوا ہو جاتی ہیں، علمی صوابدید کی باغ تمنا میں بہار آتی ہے، اور روزمرہ کے کاموں میں نکو کاری اور احسان کا جذبہ اس وقت تیز تر ہو جاتا ہے، جب میں بیرونی علماء کرام اور اپنے نادیدہ احباب سے سنتا ہوں کہ وہ میرے علمی رسائل اور حکیمانہ اسلوب نگارش پر میرے حق میں دل سے دعائے خیر کرتے ہیں، اور علمی مسائل کی پیچیدہ گتھیوں کو حل کرنے کے لئے اسے پہلی اور اولین کوشش قرار دیتے ہیں اس لئے میرے یہ احباب میری نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود رافت و رحمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور محبت میں میرے دل کے قریب ہیں۔

اور لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے وہ دل کو لگتی ہے کہ کسی عالم سے سب سے زیادہ بے رخی برتنے والے خود اس کے گھر والے اس کے پڑوسی اور اس کے آس پاس رہنے والے ہوتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرعون کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے پروردگار کا پیغام لے کر اس کے دربار میں پہونچے تو جواب میں فرعون نے کہا تھا،

اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ	کیا تجھے ہم نے اپنے میں بچہ سا پرورش نہیں کیا
فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ	اور تو ہم میں اپنی عمر کے بہت سال رہ چکا ہے

(الشعراء - ۱۸)

یعنی چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت اور ان کی ابتدائی نشو ونما فرعونیوں کے یہاں ہوئی تھی اس لئے اسی بہانے انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے انکار کر دیا اور حق کی توہین کا سنگین جرم کیا، پھر ہم نے اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا ہوگا کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عداوت اور دشمنی کی اور محض اس لئے کہ آپ کی نشو ونما ان کے درمیان ہوئی، انھوں نے آپ سے دشمنی کی اور حق کی دعوت قبول کرنے کے بجائے تکبر سے کام لیا جبکہ انصار نام ونسب اور رہائش اور سکونت میں قریش سے کوسوں دور تھے لیکن انھوں نے حضور کی دعوت پر لبیک کہا اور فوراً اسے قبول کر لیا۔

نیز ہمیں علامہ ابن تیمیہ کے خلاف ان کے معاصرین اور ہم وطن علماء کی فتنہ انگیزی اور چشمک کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جنھوں نے علامہ موصوف کی خداداد صلاحیتوں سے جل کر ان کے خلاف کینہ، حسد، شورش اور فتنہ وفساد کا بازار گرم کیا، حالانکہ اس مرد باخدا کو اللہ نے وسیع علم سے نوازا، مختلف علوم وفنون میں انھیں ایسی مہارت حاصل تھی جس سے معاصرین انگشت بدنداں تھے چنانچہ ان کے مقابلہ میں آنے کی جسارت تو انھیں نہیں ہوتی تھی، اس لئے طعن وتشنیع کی پھونکوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ومعرفت کے اس چراغ کو بجھانا چاہتے تھے، جبکہ خود اللہ رب العزت کو اس نور کی تکمیل مقصود تھی۔

غرض آپ کے ہم عصر مخالفین بار بار حکام وقت سے آپ کے خلاف شکایتیں کرتے تھے بنت نئی فرد جرم لگا کر آپ کو قتل کرنے کے درپے تھے، کبھی یہ دعویٰ کرتے کہ آپ نے اسلام کو بدل ڈالا، جو عورتیں حرام تھیں، انھیں لوگوں کے لئے حلال کر دیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض اور دشمنی کی بنا پر آپ کی زیارت کو ممنوع قرار دیا، اللہ رب العزت کو ایسے اوصاف سے متصف قرار دیا، جن سے عام مخلوق متصف ہوتی ہے، یہ اور اس جیسی انگنت الزام تراشی کے بعد بعضوں نے آپ پر کفر کا الزام عائد کیا، آپ کی رائے کا مذاق اڑایا اور یہ پروپیگنڈہ کیا کہ وہ شرعی احکام کا مذاق اڑاتے تھے اور انھیں خاطر میں نہیں لاتے تھے، انجام کار حکام وقت بھی وقت کی اس آزمائش میں بری طرح ناکام ہوئے، ان کے کچے کانوں نے ان شکایتوں کو صحیح سمجھا اور ان کے مخالف مقامی علماء کو اہمیت دیتے ہوئے انھوں نے ان کی خواہشات کو پورا کیا۔ اور علامہ موصوف کو کبھی جیل بھیجا، کبھی رہا کر دیا، پھر قید کر دیا، پھر رہائی دی، اور بالآخر تیسری مرتبہ اس مرد باخدا نے جیل ہی میں اپنی جان کو جان آفریں کے سپرد کر دیا۔

لیکن اس بندہ خدا کی وفات کے بعد یہ عقدہ کھلا کہ حق ان کے ساتھ تھا، ان کے عقائد اور ان کی روش راست اور درست تھی، چنانچہ اس ضرب المثل کی مصداق کہ "زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو"، خود عوام الناس نے انھیں شیخ الاسلام اور تقی الدین کے عظیم المرتبت القاب سے یاد کیا، حالانکہ انھوں نے اپنی زندگی میں کسی بلند و بالا نام سے انھیں یاد نہیں کیا، اور آپ کے بعد تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ ان کے خلاف اٹھنے والا طوفان بدتمیزی اور طعن تشنیع محض مخالفین کے کینہ وحسد کا نتیجہ تھا، نیز اس لئے کہ اللہ نے انھیں زبردست خوبیوں سے نوازا تھا، چنانچہ عمر بن وردی نے کہا ہے ؎

عثی فی عرضہ قوم سلاط ٭ لھم من نثر جوھرۃ التقاط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی عزت کو پامال کرنے کے لئے زبان درازوں نے خوب مبالغہ آرائی کی، حالانکہ یہی لوگ ان کے علمی زر وجواہر کے خوشہ چین ہیں۔

تقی الدین احمد خیر حبر ÷ خروق المعضلات به تخاط

تقی الدین احمد وہ بہترین عالم دین ہیں۔ جو مسائل کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھاتے ہیں۔

حسدوه لما لم ینالوا ÷ مناقبه فقد مکروا وشاطوا

ان کے حاسدین نے جب ان کے بلند مقامات تک رسائی نہیں حاصل کی، تو ان کے خلاف مکاری اور شیطنت سے کام لیا۔

وکانوا عن طرائقه کسالی ÷ ولکن فی اذاه لهم نشاط

کتنی عجیب بات ہے کہ ان کی روش اپنانے میں یہ سستی کرتے ہیں، لیکن انھیں اذیت پہونچانے کے موقعہ پر چست وچالاک ہوتے ہیں۔

یہ تو ہوا، اس کے علاوہ ہر اہم علمی رسالہ کی اشاعت کے موقع پر میری کوشش ہوتی ہے کہ سماج کو درپیش مسائل ان کے اندر پیش کیا جائے، اصل موضوع اور اس کے مقاصد سے قارئین کو خبردار کیا جائے اور کوئی ایسی نئی چیز پیش کی جائے، جو اب سے پہلے پیش نہیں کی گئی ہو، حالانکہ اسلاف نے بعد والوں کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے اور جسے آزمائش مقصود ہو اسے ہمارے حسب ذیل رسائل کا مطالعہ کرنا چاہئے، بیت اللہ کا حج اور اسلام کی دی ہوئی سہولتیں، میت کی طرف سے قربانی کے بجائے اس کی طرف سے صدقہ اور خیرات کرنا افضل ہے، اور اس کے عقلی اور نقلی دلائل، نیز میت کی طرف سے قربانی کرنے میں لوگوں کو درپیش مشکلات اور ان کے ازالہ کے لئے شرعی سہولیات بیمہ اور اس کی مفصل شرعی حیثیت وغیرہ

اور ہمارے دیگر بکثرت علمی رسائل بھی اسی نہج پر پلائے جاتے ہیں، نیز جمعہ کے خطبات میں بھی ہم نے اپنی اسی روش کو برقرار رکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر اب تک ہمارے بعض کرم فرما دینی بھائیوں اور علماء کرام کی یہ روش رہی ہے کہ وہ ہمارا رسالہ ہاتھ میں لیتے ہی کسی ایسے عقیدے، طریق کار، یا موضوع کی جستجو میں لگ جاتے ہیں، جہاں وہ فوراً انگشت نمائی کر سکیں، یا ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کریں، تو ایسے دینی بھائیوں سے میں ضرور کہوں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں، اس لئے کہ اس سے ان کے اشکال اور شبہات رفع ہوں گے، لیکن مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ اپنی عادت کے مطابق پہلے تو بادل ناخواستہ اس کے عنوانات پر نظر ڈالیں گے، یا یہ بھی ممکن ہے کہ مزید سرگرم ہو کر اس کے ابتدائی اوراق کو دیکھیں گے اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ تالی پیٹ لیں گے، اور کتاب کو ردی کی ٹوکری میں پھینک کر الگ ہو جائیں گے، گویا یہ کتاب ان کے نزدیک اسی لائق تھی اور پھر وہ تحقیق و تفتیش کے بجائے لوگوں کے کہنے سننے پر کان دھریں گے اور بلا سوچے سمجھے وہی کچھ کہیں گے، جس کا لوگوں میں چرچا ہو گا کیونکہ ان کی نظر میں جس تیز رفتار زمانہ میں وہ سانس لے رہے ہیں، ان کی دانست میں اس کا یہی تقاضا ہے اور ہر چیز انھیں بھاری بھرکم اور بھدی ہی نظر آتی ہے۔!

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مقبول و مفید علم سے نوازے، شکر و سپاس کے لائق نیک عمل کی توفیق بخشے اور دروغ گوئی اور فسق و فجور سے ہمیں اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے، آمین!

(ریاست قطر کی شرعی عدالتوں اور امور مذہبی کے صدر)

عبداللہ بن زید آل محمود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

اور

آپ کی بعثت کے ہمہ گیر فیوض و برکات

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

(الجمعۃ - ۲)

اسی نے ان ناخواندہ لوگوں میں سے رسول بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم و حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں اللہ رب العزت اپنے مومن بندوں پر احسان کا اظہار کرتا ہے اور انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دیتا ہے۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

(التوبۃ : ۱۲۸)

اس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہے۔

ایک اور آیت میں فرماتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران : ۱۶۴)

اس نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ انھیں میں سے ایک رسول ان کے سکھانے کو بھیجا۔

غار حرا میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا، تو وحی کی اسی ابتداء سے درحقیقت بعثت نبوی کا بھی آغاز ہوا۔ وحی کا آغاز اس آیت سے ہوا،

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق : ۱)

(اے رسول) اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے۔

بعثت کی ابتدا اسی آیت سے ہوئی، اور آپ کی ولادت اور بعثت کے درمیان ۴۰ برس کا وقفہ تھا، آپ کی بعثت اس وقت عمل میں آئی جب نبیوں کا سلسلہ منقطع ہوا، آپ کو ایسا مکمل دین اور ہمہ گیر آئین عطا ہوا جو ہر زمانے اور علاقے کے لئے قابل قبول تھا، اس دستور نے انسانی زندگی کے شب و روز کو ایسے زمانہ میں منظم کیا، جب لوگوں کے اندر جہالت عام تھی، ضلالت اور گمراہی نے ان کے درمیان ڈیرہ ڈال رکھا تھا، اور اللہ کو چھوڑ کر ہر قوم نے عبادت اور بندگی کے لئے ایک معبود بنا رکھا تھا، لیکن اس دستور کا بھلا ہو، جس نے لوگوں کے اندھے پن کو ہٹا کر ان کی آنکھیں کھول دیں، انھیں جہالت سے نکال کر راہ ہدایت پر گامزن کیا ان کی تاریک آنکھوں کو روشن کیا، بہرے کانوں کو سماعت کے لائق بنایا اور بند دلوں کے دریچوں کو کچھ اس طرح کھول دیا کہ آپ کی بعثت کی برکت ہے کہ خلق خدا اپنی رضا اور رغبت سے فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہونے لگی۔

اُمیّوں سے مراد عرب کی قوم ہے، انھیں امی کے نام سے اسی لئے موسوم کیا گیا کہ پڑھنے لکھنے سے ناواقفیت اور لاعلمی ان کے اندر عام تھی، درسگاہوں اور کتابوں کا تصور ناخواندہ عربوں میں مفقود تھا، ان کی حیثیت خانہ بدوش قبائل کی تھی، جن کی صبح کہیں اور شام کہیں بسر ہوتی ہے ایسے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھلا لکھنا کیا جان سکتے تھے ؛ البتہ علم و معرفت سے آگاہی انھیں اس وقت ہوئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور قرآن پاک کا نزول ہوا،

سب سے پہلی وحی سورہ اقراء کی یہ آیتیں تھیں ۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

(العلق: ۱، ۵)

(اے رسول) اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے، انسان کو بستہ خون سے بنایا، اپنے رب کا نام پڑھا کر تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا، انسان جو نہ جانتا تھا اس کو سکھایا ۔

اس سورہ میں اللہ رب العزت نے قلم کے ذریعہ کتابت اور تحریر کے سیکھنے کا احساس دلایا، اس لئے کہ جس قوم کو قلم پکڑنا آجائے اس کے اندر سے ناخواندگی رفتہ رفتہ ازخود ختم ہو جاتی ہے یا اس میں کافی کمی آجاتی ہے اور اس فضیلت اور امتیاز کا حصول اسی نبوت اور بعثت کے طفیل ہوا، یعنی اس وقت جب وحی کے ذریعہ نبوت کا باقاعدہ آغاز ہوا، یہ واقعہ آپ کی ولادت باسعادت کے ٹھیک چالیس سال بعد پیش آیا،

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو امی لقب سے نوازا چنانچہ ارشاد ہوا ۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ

اور میری رحمت سب چیزوں کو شامل ہے اسلئے یہ رحمت میں ان کے نام کروں گا جو پرہیزگاری کرتے ہوں گے اور زکوٰۃ دیتے ہوں گے اور جو میرے حکموں کو دل سے مانتے ہوں گے، یعنی ان لوگوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ مَعَهٗٓ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(الاعراف - ۱۵۶، ۱۵۷)

کے نام کریں گا، جو رسول نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تابعداری کریں گے، جس کو وہ توریت انجیل میں لکھا ہوا اپنے پاس پائیں گے، جو ان کو نیک باتوں کا حکم دیں گے اور ناجائز کاموں سے روکیں گے، اور حلال طیب ان کو حلال بتائیں، اور جو حرام ہوگا ان کو حرام ٹھہرائیں گے اور ان سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو ان پر پڑے ہوں گے ان کو دور کر دیں گے، تو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی عزت کی اور ان کی مدد کیا اور جو نور اس نبی کے ساتھ اترا اس کی تابعداری کئے ہونگے وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محض اس لئے امی کے لقب سے یاد کیا کہ آپ نہ لکھ سکتے تھے، نہ لکھا ہوا پڑھ سکتے تھے اور اس امی لقب کے اندر غالباً یہ حکمت الٰہی مضمر تھی کہ وحی الٰہی کو بیش از بیش تحفظ حاصل ہو، اور جھوٹے اوہام اور اس قسم کے باطل خیالات کا کوئی پروپیگنڈہ نہ کر سکے کہ آپ نے فلاں شخص سے سیکھا، یا فلاں فلاں کتاب آپ نے پڑھی!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ

(العنکبوت - ۴۸)

تو اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا، نہ دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتا تھا، بلکہ محض امی تھا ورنہ جھوٹے لوگ فوراً شک کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ آپ کا امی ہونا دلائل نبوت کا ایک زندہ معجزہ تھا، لیکن یہ آپ کی کوئی سنت نہیں تھی پھر ارشاد ہوا،

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ — ان کے سامنے اس کی آیات (احکام) پڑھ کر سناتا ہے۔

یعنی قرآنی آیات پڑھ کر سناتا رہے، اور اس کی ترجمانی کرتے رہے، یہی نہیں بلکہ اصحاب کرام (رضی اللہ عنہم) کو جب کوئی اشکال یا دشواری پیش آتی تو وہ حضور ہی سے دریافت کرتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، فرماتے ہیں،

"جب ہم دس آیتیں سیکھ لیتے تو ان کے معانی اور مطالب جانے اور ان پر عمل کئے بغیر ہم آگے نہیں بڑھتے۔"

اس طرح صحابہ کرام نہ صرف پڑھتے اور معلومات حاصل کرتے تھے، بلکہ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

پھر فرمایا،

وَيُزَكِّيْهِمْ — اور ان کو پاک کرتا ہے۔

یعنی فرائض کی نگہداشت اور فضائل کی تعلیم دے کر ان کے دلوں کو پاک وصاف فرماتے اور نامناسب اخلاق وعادات اور بداطوار سے بچنے کی انھیں تلقین فرماتے تھے، کیونکہ صرف اسی ایک طریقہ سے دلوں کی پاکی اور صفائی عمل میں آتی ہے، اور لائق فخر کارناموں کا دنیا میں ظہور ہوتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا — جو کوئی نفس کو پاک کرے وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور جو اس کو گاڑ دے، نامراد رہے گا۔

(الشمس، ۹، ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وما النفس الا حيث يجعلها الفتى ؛ فكن طالبا للنفس اعلى المراتب

انسان کا دل اسی رخ پر ڈھلتا ہے جس کے مطابق آدمی اس کو ڈھال لے لہٰذا اس بات کی کوشش کرو کہ تمہارا نفس اونچے مراتب کا طلب گار رہو،

پھر فرمایا :

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ۔

کتاب سے مراد قرآن پاک اور حکمت سے مراد احادیث مقدسہ ہے، صحابہ کرام جیسے قرآن پاک سیکھتے تھے، اسی طرح احادیث کا درس بھی بالکل اسی طرح لیتے تھے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

" سنو ! مجھے قرآن پاک اور اسی کے مثل (ایک اور چیز) عطا ہوئی ہے، سنو! عنقریب ایک زمانہ آئے گا، جب ایک آسودہ آدمی اپنے تخت پر گاؤتکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا " بس قرآن پاک کو مضبوطی سے تھامے رہو، اور جو حلال اس کے اندر پاؤ اسے حلال سمجھو اور جسے اس کے اندر حرام پاؤ اسے حرام تصور کرو " ۔

حالانکہ یاد رکھو! جن چیزوں کو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام قرار دیا، وہ بھی اسی طرح حرام ہے، جیسے خود اللہ تعالےٰ نے کسی چیز کو حرام قرار دیا ہو " !

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ بہ روایت مقدام بن معدیکرب)

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے ۔

یعنی اسلام کی آمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب شر انگیزی تیرہ وتار گمراہی اور عجیب قسم کی بدبختانہ زندگی بسر کرتے تھے، ایک دوسرے کی گردن مارنے اور قید کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دریغ نہیں کرتے تھے، اور پتھروں، درختوں، مزاروں اور ہر سرکش اور اپنے سے بالادست قوتوں کے آگے سر نیاز خم کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔

اس کے علاوہ عرب قیصر و کسریٰ کی چکی کے دونوں پاٹوں کے درمیان بری طرح پس رہے تھے، سامراجی قوتیں ان کی سرزمین پر در آئی تھیں اور یہ ان کی بالادستی کا شکار تھے، اجنبی سربازار انھیں رسوا کرنے کے درپے تھے اور یہ مجبور تھے لیکن کامل آزادی انھیں اسی وقت نصیب ہوئی جب وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، ورنہ اسلام کی آمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اقوام عالم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ عرب کس چڑیا کا نام ہے؟

لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج اقوام عالم میں قدیم جاہلیت عود کر آئی ہے، اور مسلمانوں میں قبر پرستی، پیر پرستی اور صالحین کی پرستش عام ہو چکی ہے، جاہل عوام اپنی روزمرہ کی ضروریات میں ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، اور اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے ہیں، حالانکہ یہ ٹھیک وہی روش ہے جو قدیم مشرکین کا طریقہ تھا اور آج نوبت یہاں تک اس لئے آپہونچی ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ اور ان کا مذہب ضعف و ناتوانی کا شکار ہو چکا ہے اور وہ عمل سے کورے ہوتے جارہے ہیں، منافقت اور کجروی ان کا خاصہ بن چکی ہے اور وہ اسلام کا جوا اپنے کاندھوں سے اتار پھینکنا چاہتے ہیں اور اس کے فرائض و واجبات اور اس کے آئین و حدود سے خود کو آزاد اور بری الذمہ قرار دیتے ہیں، بلکہ ایک قدم آگے بڑھا کر وہ اسلامی آئین و قوانین کو بدلنا چاہتے ہیں، اور ایسے اصول کی تائید کرتے ہیں جن کی رو سے سود خوری، زناکاری اور شراب نوشی ان کے لئے حلال ہو۔

عام مسلمانوں کی اسی بداطواری اور کجروی کا نتیجہ ہے کہ آج دیگر اقوام کے مقابلہ میں مسلمان ذلیل و خوار اور گم گشتہ راہ ہیں، اندرونی کشمکش اور ابتری کے وہ ایک عرصہ سے شکار ہیں، مادی وسائل اور دنیاوی نعمتوں سے ان کے ہاتھ خالی ہیں، اور دنیا بھر کی انتقامی کارروائیوں کا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار ہیں، اندرونی خلفشار ذاتی بگاڑ اور بدبختی ان کا نصیبہ بن چکی ہے اور فتنہ اور آزمائش کی سخت گھڑی ان کے سروں پر آکھڑی ہے، آج مسلمان، مسلمان کے خون کا پیاسا ہے، بھائی بھائی کا گلہ کاٹ رہا ہے، اور کمیونزم اور سوشلزم کے نت نئے بے جان اصولوں کے تحت ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت و آبرو کو پامال کرتے ہیں، جبکہ اللہ نے ایسا کوئی اصول اور ضابطہ نازل نہیں فرمایا ہے۔

مسلمانوں کی آپس کی یہ خونریزی اور تصادم جس کا وہ شکار ہیں، اس کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ اپنے دین کی طرف واپس نہ لوٹ جائیں اور اس ضابطۂ حیات کے مطابق زندگی نہ گذاریں جو ان کی مشکلات کا حل اور ان کے سماجی بگاڑ کا بخوبی علاج ہے اور جس کے مطابق زندگی گذار کر ان کے اسلاف نے عزت اور ناموری حاصل کی، اور یہ امر مسلم ہے کہ امت کا پچھلا طبقہ ٹھیک اسی طرح سے عزت اور شہرت حاصل کر سکتا ہے، جس طرح سے اگلوں نے عزت حاصل کی تھی،

اسلام پر یا بالفاظ دیگر قرآنی تعلیمات پر عمل درآمد نے عربوں کے اندر زندگی کی نئی روح پھونک دی ہے قرآن پاک کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر انھوں نے جزیرہ نمائے عرب سے باہر قدم نکالا، انھوں نے خود بھی اس کو پڑھا اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے ملکوں اور علاقوں پر نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کی، اس حکمرانی اور جہانبانی کا راز "اسی تمسک بالکتاب والسنۃ" میں مضمر تھا، اسی کے طفیل وہ سربلند ہوئے، عالم کی تسخیر کی، قوموں کے سربراہ ہوئے اور ناموری اور ترقی کے اعلیٰ مدارج کو طے کیا، اور اسی ہدایت کی وجہ سے فرقہ بندی اور گروہی عصبیت کی دلدل سے نکل کر انھوں نے عالمگیر اتحاد اور باہمی میل ملاپ کی عظیم نعمت پائی، سنگدلی اور سختی و درشتی کے بجائے ان کے دلوں میں نرمی اور مہربانی کے جذبات پروان چڑھے الھڑپن اور جہالت کی جگہ تہذیب و تمدن اور علوم و معرفت کے اعلیٰ جوہر سے وہ سرشار ہوئے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس پر مستزاد ان کی قدیم سنگ دل جاہلانہ اسپرٹ کے بجائے ان کے اندر حد درجہ اچھوتی اور مستحکم دینی اسپرٹ پیدا ہوئی، جس نے ان کی کایا پلٹ دی اور انھیں وہ عزت و شہرت اور بڑائی اور عظمت سے دوچار کیا، جو ان کا مقدر بنی،

اور اس طرح اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ان سے کئے گئے اس وعدہ کو پورا کیا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا

(النور — ۵۵)

جو لوگ تم میں سے ایمان لاکر نیک عمل بھی کریں گے، خدا وعدہ کرتا ہے کہ ان کو زمین پر حاکم بنا دے گا، جیسا اس نے ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جو خود خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کر دے گا، اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد جو اس وقت دشمنوں کی طرف سے ان کو ہو رہا ہے ان کو امن دے گا، اس کے بعد وہ میری بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

اور اللہ کا یہ وعدہ سچا تھا، چنانچہ کل تک جو عرب دربدر بھٹکتے اور خانہ بدوشی کی زندگی گذارتے تھے، زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ وہ ملکوں اور علاقوں کے حکمراں ہوئے، اور کل تک جو تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے چند ٹکڑوں کے محتاج تھے، آج وہ زمین کے خزانوں کے مالک ہوئے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عتبہ بن غزوان سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

"مجھے اپنی اس وقت کی حالت یاد ہے، جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ساتویں نمبر کا صحابی تھا، درختوں کی پتیوں کے علاوہ ہمیں کھانے کی کوئی چیز نصیب نہیں ہوتی تھی، ان پتیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کھا کھا کر ہمارے جبڑے کٹ گئے تھے، ایک دن مجھے ایک چادر ملی، جسے میں نے بیچ سے دو ٹکڑے کر دیئے، ایک خود رکھ لیا اور اس کی تہمد بنا لیا، اور دوسرا ٹکڑا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، انھوں نے تہمد کے طور پر اس کو استعمال کیا، لیکن آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی کسی شہر یا علاقہ کا امیر ہے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو دل میں تو بڑا سمجھوں جبکہ اللہ کے نزدیک میری کوئی حیثیت نہ ہو، اور میں حقیر رہوں"۔

یوں ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں،

" ابتدائے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب عام لوگوں کی بہ نسبت حد درجہ ذلیل، پست اور خوار و زبوں زندگی گذار رہے تھے، ان سے زیادہ بھکمری کی اور تنگی زندگی گذارنے والا اور ان سے زیادہ گم گشتہ راہ شاید کوئی انسان ہوگا، جب تک کوئی انھیں نہ کھلائے وہ خود نہیں کھا سکتے تھے اور خدا کی قسم ہمیں نہیں معلوم کہ عام شہری آبادی میں ان سے زیادہ پست کسی اور کی زندگی ہوگی، لیکن پھر اسلام کا سورج طلوع ہوا، جس نے عربوں کے قدموں کو زمین پر جما دیا، ان پر رزق کے دروازے کھول دیئے اور انھیں دنیا کے انسانوں کا حکمراں اور بادشاہ بنایا، اس میں شک نہیں کہ آج جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ سب اللہ نے اسی اسلام کے طفیل تمہیں بخش دیا، اس لئے اللہ کی ان عظیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمتوں کی قدر کرو، تمہارا پروردگار بڑی نعمتوں والا ہے، اور قدر
کرنے والوں کو وہ پسند کرتا ہے۔"

صحیح قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی، کوئی ربیع الاوّل کی ۸ کو اور کوئی ۱۲ تاریخ کو ولادت کا روز سعید قرار دیتا ہے، اس بارے میں قدرے اختلاف ہے، لیکن وفات کے مہینہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور یہی صحیح ہے کہ آپ کی وفات اسی ماہ میں ہوئی، مگر یہ کہیں ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ولادت کے دن کو کسی تہوار کے طور پر منانے کا حکم فرمایا، نہ ہی اس روز کسی قسم کا جشن منانے یا انجمن سازی اور بزم آرائی کا حکم فرمایا ہو بلکہ اس کے بالمقابل احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے آپ نے فرمایا:۔

"مجھے اتنا بھی مت اونچا اٹھاؤ جتنا عیسائیوں نے حضرت
عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو اونچا کیا (کہ انھیں خدا کا بیٹا قرار دیا)
یقیناً میری حیثیت ایک بندے اور غلام سے زیادہ نہیں، اس لئے
مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو! اور بس!"

(بخاری و مسلم)

نیز فرمایا:

دین کے اندر انتہا پسندی اور غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے
کے لوگ دین میں غلو کرنے سے ہلاک ہوئے،

(مسند احمد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے ابن عباس سے اس کو نقل کیا، اور اس کی
اسناد صحیح ہے)

پھر اصحاب کرام، خلفاء راشدین، تابعین و تبع تابعین، اور اسلاف و ائمہ صالحین میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی سے یہ منقول نہیں کہ وہ حضور کے یوم ولادت کی اس طرح تعظیم کرتے تھے، جشن مناتے تھے یا ولادت کی مناسبت سے پروگرام ترتیب دیتے تھے، تقریریں کرتے، یا میلاد خوانی کی ایسی محفلیں منعقد کرتے تھے، جیسے آج بعض ملکوں اور شہروں میں ان کا انعقاد ہوتا ہے اور اگر یہ کوئی نیک کام ہوتا تو اسلاف ہم سے پہلے اس کو اختیار کرتے ؛

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا،

" بیشک بہترین کلام، اللہ کا کلام ہے، اور بہترین طریقہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور بدترین چیزیں وہ ہیں جو نئی ایجاد کی گئی ہوں ۔"

لہٰذا ولادت کے دن کی تعظیم کرنا، دین کے اندر نئی چیز اختراع کرنا ہے، یوں ہی اسراء شب معراج اور شب برات کی تعظیم دین کے اندر نئی ایجاد ہے، اور ہر نئی ایجاد کی گئی چیز بدعت اور ہر بدعت گمراہی کا باعث ہے، اس لئے حضور کی پیروی کرنی چاہئے، اور بدعات کے راستہ پر نہیں چلنا چاہئے ،

کتاب الابداع فی مضار الابتداع (بدعات کی مضرتوں پر ایک انوکھی کتاب) نامی کتاب میں اس کے مصنف لکھتے ہیں،

" جشن ولادت رسول کی بدعت کو سب سے پہلے مصر کے فاطمیوں نے گڑھ کر ایجاد کیا، انھوں نے دیکھا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) کے یوم ولادت کی تعظیم کرتے ہیں تہوار اور جشن کے طور پر اس کو مناتے ہیں اور کارخانوں اور منڈیوں کو اس روز بند کر دیتے ہیں، تو ان کے بالمقابل انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کو بدعت کے طور پر ایجاد کیا، اور کام کاج کو بند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تجارتی اداروں کو مقفل کرنا شروع کیا، اس طرح ایک بدعت اور برائی کے مقابلہ میں ایسی ہی ایک دوسری بدعت اور خرابی کو انھوں نے جنم دیا اور نئی چیز ایجاد کرلی، اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اس قسم کی بدعتیں دین کے اندر ایجاد کرتا ہے تا قیامت اس کا گناہ اس کو ملے گا،

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ ولادت رسول کا جشن منانا نصرانیوں کی اندھی تقلید اور ان کی پیروی کا نتیجہ ہے، اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، نہ ہی اسلاف صالحین نے اس قسم کا کوئی عمل اپنے پیچھے نمونہ کے طور پر چھوڑا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

ثلاث تشقی بھن الدار ٭ المولد والماتم والزار

تین چیزوں سے گھر منحوس ہوتا ہے میلاد، ماتم اور بھوت سے

حالانکہ جب صحابہ کرام کے سامنے اسلامی تاریخ کے لئے سنہ کی تعیین کا سوال اٹھا جس کے ذریعہ وہ ماہ و سال متعین کرسکیں، یا کسی خاص حادثہ یا واقعہ کو یاد رکھ سکیں، تو اگرچہ ان کے سامنے عیسائیوں کے طریقہ کے مطابق یہ طریقہ موجود تھا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے دن سے اسلامی سنہ کا آغاز کریں، لیکن انھوں نے اس کو پسند نہیں کیا اور ہجرت نبوی سے اس سنہ کا آغاز کیا اس لئے کہ اللہ نے ہجرت کے ذریعہ اسلام کو معزز اور فتح یاب کیا اور باطل کو سرنگوں اور ذلیل وخوار کیا۔!

لیکن بعض نام نہاد عالمان دین یوم ولادت کو بدعت حسنہ کہہ کر اس دن جشن منانا مستحسن قرار دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عوام اس طرح حضور کی تعظیم کرتے ہیں، اور اپنی محبت کا اظہار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں، حالانکہ یہ قول لغو اور باطل ہے، اس لئے کہ بدعت خواہ کیسی ہو وہ سراپا گمراہی کی علامت ہے۔ اور اگر لگاتار اس پر عمل درآمد کی حوصلہ افزائی کی گئی تو عوام سچ مچ اسے سنت سمجھ بیٹھیں گے۔ اور جب اس کے خلاف آواز بلند کی جائے گی، تو یہ پروپیگنڈہ کیا جائے گا کہ سنت میں رد و بدل کیا جا رہا ہے، حالانکہ ان کے ظاہری عمل کی چمک دمک لوگوں کو رجھاتی اور انھیں فریب دیتی ہے، چنانچہ عوام جو برسہا برس سے اس قسم کا جشن مناتے ہیں، ان کا یہ عقیدہ ہو چلا ہے کہ جشن ولادت میں شرکت کرنے والے کو اتنا اتنا اجر و ثواب ملے گا، یا اس کی جسمانی صحت میں بہتری اور اہل و عیال کو خیر و خوبی نصیب ہوگی، اور جو کوئی ان مجلسوں سے اعراض کرے گا، اسے اس قدر خسارہ اور نقصان ہوگا، یا فلاں بیماری یا موت کا شکار ہوگا، یا ایسا ہی کوئی اندوہناک حادثہ اسے درپیش ہوگا، حالانکہ خود اس قسم کا عمل سراپا بدعت ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ایک بدعت اس سے بڑی بدعت کا پیش خیمہ ہوتی ہے، اور اس طرح سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ لیکن ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یہ اور اس جیسی بدعتوں سے ہم (عرب باشندے) بہت دور ہیں، اس قسم کی خرافات ہمارے کانوں میں نہیں پڑتی، نہ ہمارے ملکوں میں اس پر عمل ہوتا ہے، کیونکہ ہمارے عوام بخوبی جانتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بدعت کو اسی لئے بدعت کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے کسی صورت اس کو مشروع نہیں قرار دیا ہے۔

جشن ولادت کی طرح عوام الناس شب معراج اور شب برات کی بدعتوں میں گرفتار ہیں، حالانکہ ان بدعات سے بدعملی اور بدکرداری کو بڑھاوا ملتا ہے، بالخصوص شرک کی راہیں ان سے ہموار ہوتی ہیں، اور یہ واضح ہے کہ شرعی عبادتوں کی بنیاد توقیفی اور اتباع رسول پر مبنی ہے، بدعات، خرافات، یا پسند آنا اور بھا جانا دین کی بنیاد نہیں ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷) رسول تمہیں جو دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ عوام جس چیز کو بنظر استحسان دیکھیں وہ بذات خود راست یا درست ہو، یا حقیقت میں کوئی اس کی شرعی حیثیت ہو۔ اسی لئے بعض سلف صالحین کا قول ہے۔

"جو عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے اصحاب نے نہیں کی، اسے تم بھی مت کرو۔ اس لئے کہ اگلوں نے بعد والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہے"

نیز یہ بھی مقولہ ہے کہ

"جب روئے زمین پر کسی بدعت کا ظہور ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں کوئی سنت ضرور زندہ ہوتی ہے، لہٰذا بدعت کی ایجاد سے بہتر یہی ہے کہ کسی سنت کو زندہ کیا جائے"

اور اگر یہ مان لیا جائے کہ جشن ولادت منانے اور محفل میلاد سجانے والوں کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہے، اور وہ آپ کی تعظیم کے لئے بے دریغ روپیہ پانی کی طرح بہاتے ہیں اور سال بسال آپ کی یاد کو زندہ اور تابندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس قسم کی خوش عقیدگی سے کسی باطل کا جواز یا بدعت کا راستہ ہموار نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی من مانی محبت کی نمائش سے دینی محبت کا اظہار کسی صورت ممکن ہے۔

ورنہ کون نہیں جانتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم بزرگوار ابو طالب آپ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے، آپ ہی کی گود میں حضور نے پرورش پائی۔

ابو طالب نے قدم قدم پر آپ کی سرپرستی اور دستگیری کی اور آپ کی نبوت کو سچا مانا لیکن آپ کے لائے ہوئے اوامر کی کبھی تعمیل نہیں کی، نہ ہی نواہی سے کبھی احتراز کیا۔ اور نہ دین اسلام کو قبول کرنے کا اعلان کیا، اور انجام کار قیامت کے دن ان کا حشر اس طرح ہوگا کہ ان کے پیروں میں آگ کی جوتیاں ہوں گی، جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا، اور یہ ان کے کفر اور انکار کا نتیجہ ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مغفرت طلب کرنے سے بھی ممانعت فرمائی ہے۔ اور اگر عوام الناس کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا ایسا ہی دعویٰ ہے تو حقیقی محبت کی صورت بھی اللہ نے ان کے سامنے پیش کر دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران - ۳۱)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اور یہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ بدعات اور خرافات تمام برائیوں کی جڑ ہے اور ان کی کڑیاں ایک دوسرے سے اس طرح ملی ہوتی ہیں کہ دوسری پہلی سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتی ہے، مزید برآں جشن ولادت کی ان مجلسوں میں ذیل کی یہ چیزیں علانیہ اور برملا ہوتی ہیں، عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط، طبلوں کی تھاپ، گیت وسنگیت، شراب نوشی اور اس کے علاوہ فسق وفجور کی دیگر صورتیں وغیرہ اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ بدکاری اور گناہ کے ان کاموں کو عشق رسول کا نام دیتے ہیں، جبکہ یہ کام کھلم کھلا آپ کی محبت اور اطاعت کے منافی اور اس سے مختلف ہے، کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

ولكان حبك صادقا لأطعته ÷ ان المحب لمن يحب مطيع

اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم حضور کی اطاعت کرتے، اس لئے کہ عاشق صادق اپنے محبوب کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا دم بھرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپ کے فرمان کا تابع بنے، بالخصوص پنجوقتہ نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کریں، اپنے حصہ کی واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، سود خوری، زنا کاری، شراب نوشی اور دیگر ہمہ قسم کی حرام کاری سے کلی پرہیز کرے، وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی امت پر یہ حق ہے کہ وہ جملہ احکام میں آپؐ کی اطاعت کرے، جو اطلاعات آپ نے دی ہیں، ان کو سچ جانے، اور جن چیزوں سے آپ نے خبردار کیا یا منع فرمایا، ان سے باز آجائے، شریعت سے جو عبادتیں ثابت ہیں، صرف ان پر عمل کرے، ہر لمحہ اور ہر گھڑی آپ پر بکثرت درود و سلام بھیجتا رہے، اس لئے کہ درود و سلام افضل ترین اور بزرگ ترین نیکی ہے، جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ دس بار اپنی رحمت اس پر نازل کرتا ہے۔

نیز یہ بھی وارد ہے کہ امت کا درود و سلام ہر روز و شب آپ پر پیش کیا جاتا ہے، اور آپ نے امت کو تعلیم دی کہ وہ ان کے لئے وسیلہ ملنے کی دعا کریں، آپ کے لئے فضیلت طلب کریں اور اس بات کی دعا کریں کہ اللہ آپ کو اس مقام محمود پر پہونچا دے، جس کا آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود توحید کی حدود کی حفاظت فرمائی ہے، شرک کے دروازوں اور اس کے کھلے ہوئے شگافوں کو بند فرما دیا ہے، اس لئے امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں، اپنی خطاؤں اور لغزشوں سے توبہ کریں، اپنے پروردگار کے فرائض کی نگہداشت کریں، اور اگر ان کے اندر ایمان کی حرارت ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں ــــ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شب اسراء، شب معراج اور نبیوں کے معجزات کا بیان

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ

(یوسف : ۳)

ہم اپنی اس وحی کے ساتھ جس کے ذریعہ ہم نے تمہیں یہ قرآن الہام کیا ہے، ایک عمدہ اور بالکل سچا قصہ سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے تم بے خبر تھے۔

قرآن پاک ہمیں اگلوں کے واقعات سناتا ہے اور مستقبل کے متعلق پیشین گوئی کرتا ہے اور واقعات و حقائق کی صحیح جانچ کے لئے قرآن پاک ایک حکم اور شاہد عدل ہے،

اللہ تعالیٰ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اس نے روشن نشانیوں کے ساتھ اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا انھیں دلائل اور معجزات عطا فرمائے، چنانچہ انھوں نے بندگان خدا کو ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دی اور خدا کے علاوہ اوروں کی بندگی سے منع فرمایا، نیز یہ حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل اور انصاف کے مطابق فیصلہ کریں، چنانچہ بعض بندوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی، ان کی نبوت کو تسلیم کیا، اور ان کے معجزات اور ان کی لائی ہوئی نشانیوں کو صحیح سمجھا، لیکن ان کے برخلاف کچھ لوگوں نے بغاوت اور سرکشی سے کام لیا اور حق کے داعی کی آواز پر لبیک نہیں کہا، معصیت اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے اور نبوت کے معجزات کو دیکھنے کے باوجود انھیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا،

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ

جن لوگوں پر تیرے رب کا حکم لگ چکا ہے وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے اگرچہ ان کو ہر قسم کے نشان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ اُمَّةٍ حَقَّتْ يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یونس، ۹۶)

پہونچ جائیں، جب تک کہ وہ دکھ کی مار نہ دیکھیں گے۔

غرض جب ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی، ان کی نشانیوں کو جھٹلایا، اور حق کی بندگی سے انکاری ہوئے۔

وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ھود — ۵۹)

اور گردن کشوں ضدیوں کے تابع رہے

تو اللہ کی گرفت نے انھیں آلیا، چنانچہ ذیل کی آیات میں ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سنتے ہیں۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَّمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. (العنکبوت — ۴۰)

ہم نے ان سب کو گناہوں پر مواخذہ کیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے دبالیا اور بعض کو ہم نے دھنسا لیا اور بعض کو ہم نے غرق کیا، اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

معجزات اور غیبی امور سے متعلق لوگوں کی دو قسمیں ہیں

پہلی قسم: ان مومنین کی ہے جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے اور اس کے نبیوں کی تصدیق کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی کتاب میں اس کی بتائی ہوئی ایک ایک بات پر ایمان لاتے اور اسکی تصدیق کرتے ہیں، اور اس کے نبیوں کے معجزات کو دل سے سچا مانتے ہیں، اور اس کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے کہ ان کی عقل زیادہ گہرائی اور گیرائی کے ساتھ ان کے حقائق اور اصلیت کو جانتی بھی ہے یا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اگر کسی چیز کا انھیں علم نہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کا کوئی وجود نہیں۔ پھر انبیاء کرام کے معجزات خیر العقول ہوتے تھے۔ لہٰذا وہ غیب پر اسی طرح ایمان رکھتے تھے۔ جس طرح قرآن پاک میں ان کا ثبوت ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لانے کے قائل تھے۔ اور اللہ کی مرضی اور اس کی مراد کو دل سے مانتے تھے۔

پھر ایک سچا مسلمان جس کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جب وہ کسی چیز کے بارے میں چاہتا ہے کہ ہو جائے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے تو اسے ان معجزات کے قبول کرنے میں ذرہ برابر دشواری پیش نہیں آتی جنھیں اللہ نے اس کے نبیوں کے لئے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مختلف خرق عادت واقعات کو خلق و تکوین کے سلسلے میں ذکر فرماتا ہے اور نبیوں کے ایسے قصے پیش فرماتا ہے جو لوگوں کی عام عادات کے خلاف ہیں۔ اور ان سے اللہ کی حیرت انگیز صناعی اور عجیب و غریب کاریگری کا احساس ہوتا ہے۔ نیز اس کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ انبیاء نے جو کچھ پیش کیا وہ برحق ہے۔ اور معجزات کو معجزات اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان اس کی نظیر لانے سے یکسر قاصر ہے۔ کیونکہ بطور معجزات پیش کئے گئے کارنامے پیغمبر یا کسی انسان کے بس کا روگ نہیں ہوتے، وہ محض اللہ کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ اور اس کے تصرف کا ہلکا سا اشارہ ہوتے ہیں،

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (الرعد - ۳۸)

اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کوئی نشانی لائیں جب تک کہ اللہ کی طرف سے اجازت نہ ہو۔

معجزات کو آیت، بینہ، اور برہان کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اور ہر نبی کا معجزہ اس کی قوم اور اس کی بعثت کے زمانہ کے لحاظ سے مختلف رہا ہے اور معجزات کے اندر یہ حکمت مضمر ہوتی ہے کہ ان کے ذریعہ انبیاء کے دین کی تائید ہوتی ہے اور ان کی دعوت کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں ایسے چند معجزات درج ہیں،

حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، پھر آپ کا پتلہ بنا کر فرمایا کہ ہو جا، چنانچہ ایک سڈول اور متناسب الاعضاء انسان کی شکل میں منصۂ شہود پر آئے، پھر آپ ہی کی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا فرمایا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا،

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ	بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے
اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ	جیسے آدم کی مثال اللہ نے انھیں مٹی سے پیدا
لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (آل عمران - ۵۹)	کیا، پھر ان سے فرمایا کہ ہو جا پس وہ ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی ایک معجزہ تھا، یہ کیا تھا؟ ایک درخت کی لاٹھی تھی، جس پر آپ ٹیک لگاتے، اس سے درختوں کی پتیاں جھاڑ کر اپنی بکریوں کو کھلاتے، اور اسی کے ذریعہ اپنی بکریاں ہانکتے تھے لیکن یہی درخت کی معمولی سی لکڑی اس وقت ایک معجزہ بن گئی جب آپ کے پروردگار نے اسے زمین پر ڈالنے کا حکم فرمایا،

قَالَ اَلْقِھَا یٰمُوْسٰی ○ فَاَلْقٰھَا	(خدا نے) کہا اے موسیٰ اسے پھینک دے، پس
فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی قَالَ	موسیٰ نے اسے پھینک دیا، تو ناگاہ وہ بھاگتا
خُذْھَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُھَا	ہوا سانپ تھا، خدا نے فرمایا اسے پکڑ لے اور
سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی	خوف مت کر ہم اس کی پہلی سی کیفیت واپس
(طٰہٰ، ۱۹، ۲۰)	لے آئیں گے۔

جب یہ لاٹھی زمین پر پڑی تو حکم الٰہی سے ایک اژدہا بن گئی، لیکن جب خدا نے اسے اٹھانے کا حکم دیا تو وہ حسب سابق لاٹھی بن گئی، جیسی لاٹھی عام طور پر ہاتھوں میں رہا کرتی ہے، اسی طرح اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا ایک معجزہ تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ	تو ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا جہاں جانا چاہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَ الشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ (ص : ۳۸)

ان کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی اور جتنے جن معمار اور غوطہ زن تھے، ہم نے ان کے تابع کر دیئے اور کئی ایک کو قابو میں کر رکھا تھا جو قیدوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

آپ کے حکم سے فرش بچھایا جاتا، آپ اور آپ کی لاتعداد فوج انگنت ہونے کے باوجود اس پر بیٹھ جاتی، اور یہ تخت انھیں ایک صبح لے کر اڑتا تو ایک ماہ کی مسافت طے کرتا، اور ایک شام لے کر چلتا تو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتا، یوں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارہ میں باتیں کرنا عجیب و غریب معجزہ تھا۔

اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا (مریم۔ ۳۰، ۳۲)

میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا ہے اور میں جہاں ہوں، مجھے برکت دی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور مجھے میری ماں کا فرمانبردار بنایا ہے اور مجھ کو سرکش نافرمان نہیں بنایا ہے۔

اسی طرح خدا کے حکم سے آپ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفایاب فرماتے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے، اور اگر قرآن پاک کی یہ آیات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں، یہ نہ ہوتیں اور ان معجزات کا علم ہمیں نہ ہوتا جن سے انبیاء کرام کے مشن کی تصدیق اور تائید ہوتی ہے اور ان کی دعوت قابل قبول تسلیم کی جاتی ہے، تو اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ لوگ ان پیغمبروں اور ان کی کتابوں کو جھٹلا دیتے اور انھیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ قصے بھی سناتا ہے جس کے بارے میں وہ اختلاف میں پڑے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِنَّهُ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (النمل : ۷۷) اور یہ کتاب مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

لہٰذا ان معجزات کی تصدیق کرنا ایک مومن کے عقیدہ میں داخل ہے، اور جو ان سے انکار کریگا وہ کفر کا مرتکب ہوگا۔

دوسری قسم :۔ ان لوگوں کی ہے جو مادہ پرست اور نیچری کہلاتے ہیں اور جو ہر چیز کا انتساب طبیعات اور سائنس کی طرف کرتے ہیں، ان کی دانست میں اللہ کے بجائے یہی مادہ اور طبعیات اس کائنات کی موجد ہے۔

خدا کی پناہ — یہ مادہ پرست ہر اس چیز کا انکار کر بیٹھتے ہیں جو ان کی عقل میں نہیں آتی یا ان کے ظاہری حواس جنہیں تسلیم کرنے سے انکار کر بیٹھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ پروردگار عالم کے وجود کے منکر ہوتے ہیں اور فرشتوں، مرنے کے بعد کی زندگی، اور جنت دوزخ کو من گھڑت افسانہ اور نرا جھوٹ سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن پاک کہتا ہے،

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ (یونس : ۳۹، ۴۰)

مگر انھوں نے ان باتوں کی تکذیب کی ہے جن پر ان کا علم نہیں پہونچتا اور اس کی انتہا ہنوز نہیں آئی، اسی طرح جلدی میں ان سے پہلے لوگوں نے تکذیب کی تھی پھر تو غور کر ظالموں کا انجام کتنا برا ہوا، اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو قرآن کو مانتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو اس کو نہیں مانتے اور تمہارا پروردگار مفسدین کو خوب جانتا ہے

یہ عقلیت پسند تمام خرق عادت واقعات معجزات اور غیبی امور کو سنتے ہی ان کا انکار کر بیٹھتے ہیں، اپنی نام نہاد علمی اور نظریاتی زندگی میں اس قسم کی غیر علمی اور سطحی روش کو اپنائے بیٹھے ہیں، حالانکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص محض اپنے حواس کے سہارے نظر آنے والی چیزوں کا اقرار کرے، اور اس سے ہٹ کر ہر ہر چیز کا انکار کرے ایسا شخص بہر صورت آسمانی کتابوں کا منکر ہوگا، اور پیغمبروں پر نازل کی گئی کسی بھی چیز کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بکثرت اور بیشمار ہیں، جنھیں ان محدود صفحات پر شمار نہیں کیا جاسکتا، منجملہ ان معجزات میں سے آپ کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا ایک زبردست معجزہ ہے، یوں ہی تھوڑے کھانا کا اتنا زیادہ ہو جانا بھی ایک معجزہ ہے جس سے کثیر مخلوق شکم سیر ہوئی نیز سطیحہ (چمڑے کا مشکیزہ) والی بدوی عورت کا قصہ بھی اسی نوعیت کا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے جو کچھ نقل کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی، آپ نے حضرت علی اور فلاں شخص کو بلایا اور فرمایا جاؤ! اور پانی تلاش کرو، وہ دونوں چلے تو ایک عورت ملی جو پانی کے دو سطیحہ (چمڑے کا مشکیزہ) کے درمیان اپنے اونٹ پر بیٹھی ہوئی تھی، دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں اسی وقت کل پانی پر تھی، ان دونوں نے اس سے کہا، اب چل. وہ بولی کہاں؟ انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، اس نے کہا وہی شخص جسے بے دین کہا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں وہی جن کو تم یہ کہتی ہو پھر وہ دونوں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے دعا فرمائی (یا آپ نے ایک برتن منگوایا) اور مشکیزہ کا چھوٹا منہ اس میں کھول دیا، اور لوگوں میں آواز دی گئی کہ (چلو) پانی پیو، اور (اپنے جانوروں کو بھی) پلالو چنانچہ لوگوں نے اپنی چھاگلوں، ہانڈیاں اور برتن بھر لیے، اور جس شخص کو جنابت ہوگئی تھی اس کو بھی ایک برتن پانی دے دیا گیا، اور آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اس کو اپنے اوپر ڈال لو اور اللہ کی قسم وہ عورت (کھڑی دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا کیا جارہا ہے جس سے) وہ عورت یہ سمجھ رہی تھی کہ اسے پانی سے باز رکھا گیا ہے، حالانکہ ہمارا خیال تھا کہ جب اس کے مشکیزے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پانی لیا گیا تھا، اور پھر جب پانی لینا موقوف کیا گیا اس وقت بھی وہ زیادہ بھری ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا تم جانتی ہو، ہم نے تمہارا پانی کچھ کم نہیں کیا ہے، بلکہ اللہ نے ہم کو سیراب کیا ہے۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی انھوں نے کہا، تجھے کس چیز نے ہم سے روک لیا تھا اس نے کہا ایک تعجب (کی بات) ہے۔ مجھے دو آدمی ملے۔ وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے بے دین کہلاتا ہے، اور اس نے ایسا ایسا کام کیا، پس قسم اللہ کی یقیناً وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑھ کر جادوگر ہے (یعنی آسمان اور زمین کے درمیان) یا وہ سچ مچ اللہ کا رسول ہے، غرض اسی معجزے کی وجہ سے اس کی قوم اسلام سے مشرف ہوئی۔

عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "صابی" کہتے تھے، اس لئے کہ خلقت آپ کی طرف نیزی سے امنڈ پڑتی، اور آپ کے دین کی حلقہ بگوش ہو جاتی تھی، مذکورہ بالا واقعہ کی طرح ام معبد کا قصہ بھی پیش آیا، ان کی بکری انتہائی لاغر اور دبلی تھی اور بھلی چنگی بکریوں کے ساتھ چل پھر بھی نہیں سکتی تھی، حضور نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا، اور اللہ کا نام لیا، بکری اٹھ کھڑی ہوئی، اس نے جگالی کیا، اس کا تھن دودھ سے لبریز ہو گیا، اور بہنے لگا۔

سلوا اختکم عن شاتها وإنائها ؛ فانكم ان تسألوا الشاة تشهد

اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن سے متعلق دریافت کرو، اگر تم بکری سے بھی پوچھو گے تو وہ شہادت دے گی۔

لیکن آپ کا جو معجزہ تاقیامت باقی رہنے والا ہے وہ قرآن پاک ہے، جس کے ذریعہ اللہ نے اگلوں اور پچھلوں کو چیلنج کیا، اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ کم از کم اس کے جیسی ایک سورہ بنا کر لے آئیں، مگر قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کے آگے انھوں نے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس کی مثال لانے سے عاجز ہوئے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ تم کہہ دو کہ اگر انسان اور جن مل کر اس جیسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

قرآن لانے کی کوشش کریں تو بھی وہ اس کے مثل بھی نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار کیوں نہ ہو جائیں،

(الاسراء - ۸۸)

قرآن کریم صدیوں کا معجزہ اور زمانے کی ایک نشانی ہے۔ اس کی ہر سطر نیک بختی اور سعادت کی علامت اور عدل وانصاف کا دفتر ہے، اور ہر ورق پر فرائض وواجبات اور فضیلت وبزرگی کا آئین مضمر ہے، جو نجی خصلتوں اور پست حرکتوں سے بچاتی ہے، چنانچہ صحیحین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

اللہ کے ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا ہوئیں جن کی وجہ سے بندے ان پر ایمان لائے اور مجھے جو نشانی عطا ہوئی وہ وحی ہے، جسے اللہ نے مجھ پر نازل فرمایا، اور میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروکار زیادہ ہوں گے، (بخاری، مسلم، بروایت ابوہریرہ)

اللہ اکبر ان دین محمد ÷ وکتابہ أقوی وأقوم قیلا

اللہ سب سے بڑا ہے، اور یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آپ کی لائی ہوئی کتاب نہایت مستحکم اور اس کی باتیں انتہائی ٹھوس ہیں۔

تمام انبیاء کے معجزات اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور ان کا مقررہ زمانہ گذرنے کے بعد اس طرح ختم ہوگئے کہ اب اگر کوئی ان کا مشاہدہ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، البتہ صاحب ایمان بندے ہر زمانے میں ان پر ایمان لاتے ہیں، خواہ وہ انھیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں، کہ وہ ان معجزات پر نہیں، بلکہ جملہ غیبی امور پر بھی ایمان لاتے ہیں جن کی اللہ نے خبر دی ہے۔

اس کے برعکس قرآن پاک تاقیامت زندہ اور تابندہ رہنے والا معجزہ ہے، اس کے اندر اگلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے واقعات اور آنے والے زمانے سے متعلق پیشین گوئی درج ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا

اس طرح ہم گذشتہ واقعات تم کو سناتے رہیں گے اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک نصیحت عطا کی ہے، جو ایک جامع اور کامل کتاب ہے اس لئے جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے۔

(طٰہٰ ۔ ۹۹، ۱۰۰)

دیگر انبیاء کرام کے معجزات کا اثبات محض اس طرح ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے ان کا تذکرہ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ شب اسراء اور شب معراج کا واقعہ ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی، جس کے ماحول کو ہم نے برکت دے رکھی ہے تاکہ انھیں اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ (خدا) بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

(الاسراء ۔ ۱)

باری تعالیٰ نے اس عظیم المرتبت معجزہ کا آغاز اس طرح فرمایا، سبحان الذی الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے چلا۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کو کوئی چیز پسند آتی تو آپ اللہ کی حمد و ثنا فرماتے، یا اس کی بڑائی بیان فرماتے اور یہی قرآن پاک کا طریقہ ہے لیکن افسوس آج عوام اس کے بجائے تالیاں پیٹتے اور سیٹی بجاتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ تسبیح پڑھنا اور اللہ اکبر کہنا ان کے لئے کہیں زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، کاش عوام کو یہ احساس ہو جائے!

علماء کرام کا صحیح ترین قول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی اور روحانی دونوں طرح سے معراج ہوئی، اس لئے کہ موقع محل اور انداز بیان اس کی غمازی کرتا ہے کہ اسی صورت اس معجزہ میں عظمت اور بڑائی نمایاں ہوتی ہے،

قرآن کریم اس حقیقت کو واشگاف کرتا ہے کہ اللہ نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے لے چلا، پھر اس اجمال کی تفصیل میں قدرے اختلاف ہے کہ آپ حجر اسود سے چلے اور یہی صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ام ہانی کے مکان سے چلے، اور یہاں سے بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ گئے، راتوں رات کی یہ سیاحت خرق عادت واقعہ اور ایک عظیم معجزہ ہے۔ اور معجزہ اپنے معنی اور حقیقت کے لحاظ سے اس حد تک عاجز بنانے والا ہے کہ اس کے مثل یا اس کی نظیر لانے سے دنیا عاجز ہوتی ہے اور انبیاء کرام کے نبوت کی یہی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔

اس واقعہ میں یہ مذکور ہے کہ آپ کے سامنے براق لایا گیا، یہ گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، اور بجلی کی طرح تیز رفتار ہونے کی وجہ سے اس کو براق کہا گیا، (یہ لفظ برق سے ماخوذ ہے) اس سفر کا مقصد مسجد اقصیٰ اور اس کے اطراف اور آسمانوں میں اللہ کی عجیب و غریب نشانیوں کا مشاہدہ کرانا تھا، چنانچہ بیت المقدس میں آپ نے انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو باجماعت نماز پڑھائی، یہ نماز نبیوں کی روحوں نے پڑھی، اس لئے کہ ان کے جسد اطہر زمین میں دفن ہو چکے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی مجسم شکلوں کے ساتھ تھے، اس لئے کہ بعض پیغمبروں کی ہیئت کذائی ذکر فرمائی، چنانچہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، انھیں حسن کا وافر حصہ ملا تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کبھی بعض انسانوں کی صورت میں نمودار ہوتے تھے۔

پھر آپ کو آسمانوں پر لے جایا گیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے، انھوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان دنیا کا دروازہ کھلوایا، ادھر سے سوال ہوا، کون ہو؟ انھوں نے کہا جبرئیل! پھر سوال ہوا، تمہارے ساتھ کون ہیں، فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال ہوا، کیا انھیں نبوت مل چکی ہے، فرمایا: ہاں، انھوں نے کہا، ہم انھیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ وہ بہت خوب آئے، پھر اسی طرح انھوں نے تمام آسمانوں کے دروازے کھلوائے، یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک آپ کی رسائی ہوئی، سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ میں نے انبیاء کرام کو ان کی شکلوں کے ساتھ ان کے آسمانی ٹھکانوں پر دیکھا، پھر اللہ نے آپ پر پنج وقتہ نمازیں فرض فرمائیں اور ان کے لئے وضو بھی فرض کیا، یہی قول صحیح ہے، پھر فرمایا، یہ نمازیں پانچ ہیں مگر (اجر وثواب میں) پچاس کے برابر ہیں،

اور علماء کرام کے صحیح قول اور کتاب وسنت کے نصوص کی رو سے یہ امر مسلم ہے کہ اسراء اور معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، اس لئے کہ عالم ناسوت (دنیا کی اس زندگی) میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا امر محال ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا،

قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ (الاعراف - ۱۴۳)

(موسیٰ نے کہا، میرے مولیٰ مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھ کو دیکھوں، خدا نے کہا کہ تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

نیز ارشاد ہے،

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ط (الشوریٰ: ۵۱)

اور کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ کلام کرے، مگر الہام سے یا پس پردہ یا قاصد بھیجے، پھر وہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس رسول کی طرف وحی پہونچائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا تھا وہ نور ہے، میں اسے کیونکر دیکھ سکتا ہوں ! (مسلم بروایت ابوذر)

یعنی اس کے دیدار کی راہ میں نور حائل ہے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

جو تم سے یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، وہ آپ پر سخت بہتان لگاتا ہے۔ پھر انھوں نے دلیل میں یہ آیت پڑھی ۔

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (الانعام - ۱۰۳)	اس کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، وہ سب آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ بڑا باریک بین بڑا باخبر ہے ۔

اور یہ جو ارشاد ہے کہ :۔

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ (النجم - ۱۸)	انھوں نے اپنے رب کی عظیم نشانیوں میں سے دیکھا ،

تو اس سے مراد یہ ہے کہ حضور نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا جس صورت میں اللہ نے انھیں پیدا کیا ہے، آپ کی یہ صورت انتہائی بارعب اور ہیبت ناک ہے،

اسراء اور معراج کا یہ واقعہ نبوت کے ٹھیک ابتدائی زمانہ میں پیش آیا، لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں جو اس واقعہ کی بالکل صحیح صحیح تاریخ، دن، ماہ اور سال کی تعیین کر سکے ۔

اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ معراج کا واقعہ ماہ رجب میں ہوا، یہ صحیح نہیں ہے، نہ اس کی کوئی دلیل ہے اور نہ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین عظام سے یہ ثابت کہ وہ اسراء اور معراج کی محفل سجاتے تھے یا اس کے لئے کوئی رات مخصوص کرتے تھے، ان سے اس قسم کا کوئی عمل یا کوئی بھی اہتمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت نہیں، البتہ اسراء اور معراج کا جو واقعہ کتاب وسنت میں درج ہے، اور اللہ نے جس قدر تفصیل نازل فرمائی، وہ صرف اتنے پر ایمان لاتے تھے اور بس! لیکن اس سے ہٹ کر خصوصاً آج کے زمانے میں بعض علاقوں میں جو لوگ شب معراج، شب برأت یا عید میلاد کے نام سے جو دن یا رات مناتے ہیں، یہ سب بدعت اور خرافات اور نئی نئی ایجادات ہیں، اللہ نے اس کا کوئی ثبوت نازل نہیں فرمایا، نہ ہی احادیث میں اس کا کوئی ذکر ہے، اور انھیں بدعت کا نام اسی لئے دیا گیا کہ دین کے اندر یہ نو ایجاد چیزیں ہیں، اور بدعت کی علامت یہ ہے کہ سال بہ سال اس میں نت نیا اضافہ ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں شب اسراء کا تذکرہ محض اس لئے ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اور اس موقعہ پر جو پنج وقتہ نمازیں فرض کی گئیں ان کی پابندی کی جائے۔ اس لئے کہ شریعت کا یہی اولین فریضہ ہے، اور ہر آدمی کی دینی زندگی سے سب کے آخر میں اسی کا خاتمہ ہوگا۔

بنا بریں سنت پر متوسط طریقہ سے عملدرآمد اس سے بہتر ہے کہ کسی نئی بدعت کو ایجاد کیا جائے رہا عشق رسول کا معاملہ تو اس کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ آپ کی ہدایات اور تعلیمات پر ٹھیک عمل کیا جائے آپ کے ارشادات کو سچ سمجھا جائے، جن چیزوں سے آپ نے منع فرمایا، اس سے پرہیز کیا جائے، اور اللہ کی پرستش اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کی جائے، اور یہ جو بعض لوگ بدعت حسنہ کا چھاگ کھیلتے ہیں، وہ بڑی غلطی کرتے ہیں، اس لئے کہ اسلام میں کوئی چیز بدعت حسنہ نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی اور برائی کا مظہر ہے، اور بعض ایسی چیزوں کو جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رات مشاہدہ فرمایا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا،

"جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، اس رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے عرض کیا، یہ کون لوگ ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا، یہ آپ کی امت کے واعظین ہیں، جو ایسی باتیں کہتے تھے جس پر وہ خود عمل نہیں کرتے تھے۔

(بخاری و مسلم بروایت اسامہ بن زید)

نیز میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کی سرینوں پر اور اگلے حصوں پر تختیاں لگی ہوئی تھیں اور وہ چوپایوں کی طرح چر رہے تھے، کبھی خار دار جھاڑی اور تھوہڑ پر منہ مارتے اور کبھی جہنم کے گرم پتھروں پر پل پڑتے تھے میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا،

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ روک رکھی تھی، اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا، یہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتے تھے، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے کچھ لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو ایک دن کاشت کرتے اور دوسرے دن کھیتی کاٹ لیتے، جب کھیتی کٹ جاتی تو وہ از سر نو ویسی ہی ہو جاتی، میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا، یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور جو خرچ کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ انھیں مرحمت فرماتا تھا، اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

(بزار بہ روایت ابوہریرۃ، اس کی سند میں قدرے ضعف ہے)

یہ شب معراج کی روایت کا خلاصہ ہے، صاحب ایمان بندے اس پر ایمان لاتے ہیں اور بے دین دہریے اسے جھٹلاتے ہیں۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (یونس۔ ۴۱)	اگر تمہیں جھٹلائیں تو ان سے کہہ دو کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، تم اس سے بری ہو جو میں کرتا ہوں اور میں اس سے بری ہوں جو تم کرتے ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں، اور پیغمبروں پر سلام ہو اور ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

پنج وقتہ نمازوں کی پابندی

اور نمازوں کی یہ پابندی ایمان کی درستی کی علامت ہے

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو معاف کرنے اور بخشنے والا ہے نہایت شفقت کرنے والا اور قدر کرنے والا ہے، جس نے طالبین ہدایت کو بہتر کاموں اور اجر کے حصول کی توفیق بخشی، چنانچہ وہ ابتدا سے آخری سانس تک اپنی ساری زندگی میں نیک کام کرتے ہیں، اور ایسی تجارت کی امید کرتے ہیں جس کو کبھی کوئی خسارہ نہ ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے ہاتھ میں عمروں کی مقررہ گھڑی اور چیزوں کی مقدار ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایسے نبی اور رسول ہیں، جو ہر نیک کام کی دعوت دیتے ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما اور آپ کے خاندان اور آپ کے تمام ساتھیوں پر اور ان پر بہت بہت سلامتی نازل فرما،

حمد وصلوٰۃ کے بعد اس میں شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے جملہ خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اور انھیں اپنی توحید کو ماننے اور بندگی کرنے کا حکم دیا اور اس بات کا بطور خاص پابند کیا کہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ پر اس حکم کو نافذ اور جاری کریں، پھر اپنی اولاد اور خاندان کو ان حکموں پر چلائیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ (الحج : ۷۸)

اور اس کی راہ میں جہاد کرو، جیسا کہ جہاد کا حق ہے اسی نے تم کو منتخب کیا ہے۔

عبادت سے نعمتوں کا حصول وابستہ ہے، اور معصیت اور گناہ انتقامی کارروائیوں کا سبب بنتا ہے، شہادتین کے بعد نماز کا ذکر ہے جو بنیادی عبادت ہے، اور دین کا ستون اور امانت کی بنیاد ہے، فضیلت اور بزرگی کی راہیں اسی کے ذریعہ ہموار ہوتی ہیں اور برائیوں سے احتراز ممکن ہوتا ہے، نماز کے ذریعہ خدائے بزرگ و برتر کی یاد پختہ ہوتی ہے، اور انسان برائیوں اور بے حیائیوں سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ (العنکبوت، ۴۵)

اس کتاب کی تلاوت کرو، جو تم پر وحی کے طور پر نازل کی گئی، اور نماز قائم کرو، کیونکہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے۔

نماز کے ذریعے روزی کے دروازے کھلتے ہیں، معاملات اور مشکلات آسان ہوتی ہیں، سینہ کھل جاتا ہے رنج و کرب اور غم والم چھٹ جاتا ہے اور زندگی کی کٹھنائیوں سے بچنے اور روزی کے حصول کی راہوں میں نماز آسان ترین سہارا ہے، نیز اس کے ذریعہ خیر و نیکی میں اضافہ ہوتا ہے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور ضرورتیں تکمیل پاتی ہیں،

زندگی میں جب کوئی سخت گھڑی آتی، یا غم واندوہ کی سیاہ بدلی چھا جاتی تو صحابہ کرام نماز کی طرف دوڑ پڑتے تھے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ (البقرۃ ۔ ۴۵)

صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن جب تک زندہ رہتا ہے نماز اس کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے،
حدیث پاک میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
" تمہاری دنیا کی یہ چیزیں مجھے پسند ہیں، خوشبو اور عورتیں،
اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے "
(اس روایت کو امام احمد اور امام نسائی رحمہا اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا)

یہ پانچ نمازیں شب و روز میں وقفہ وقفہ سے مقرر ہیں، تاکہ بندے اور اس کے معبود کے درمیان غفلت کی گھڑیاں دراز نہ ہو جائیں، اور جو شخص نمازوں کی پابندی کرتا ہے، اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے نمازوں کی پابندی نہیں کی، اس کے ساتھ اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔

پنج وقتہ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان درمیانی وقفہ کے گناہوں کا کفارہ ہیں، بشرطیکہ آدمی گناہ کبیرہ سے احتراز کرے۔

(مسلم بہ روایت ابو ہریرہ)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پنج وقتہ نمازوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا :
جیسے ایک گہری نہر ہو، اور کوئی مسلمان اس کے اندر پانچ مرتبہ
غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کسی قسم کی میل کچیل باقی رہے گی،
عرض کیا گیا ہرگز نہیں، فرمایا پنج وقتہ نمازوں کا یہی حال ہے، جو
کوئی ان کی پابندی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو بخش
دیتا ہے۔

نماز کو عربی میں صلوٰۃ اسی لئے کہا گیا ہے کہ نمازیں بہت ساری دعاؤں پر مشتمل ہوتی ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا یہ وصل یعنی ملاپ سے ماخوذ ہے، اور نماز کو صلوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بندے اور خدا کے درمیان رابطہ کا کام دیتی ہے، اور نمازی جب تک نماز میں ہوتا ہے اپنے پروردگار سے وابستہ اور مربوط ہوتا ہے اور اس کا فضل وکرم اس کے شامل حال رہتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں کیونکہ بندہ جب تک نماز میں رہتے ہوئے اپنا چہرہ کسی اور طرف نہیں پھیرتا، وہ برابر نماز میں رہتا ہے"۔

(امام احمد بہ روایت حارث اشعری)

گویا فرض نمازوں کی پابندی اور جماعت کے ساتھ ان کی ادائیگی صحت ایمان کی علامت اور نشانی ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ (التوبۃ — ۱۸)	اللہ کی مسجدوں کی تعمیر وہی لوگ کرتے ہیں، جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور صرف اللہ سے ڈرتے ہیں۔

مساجد کو آباد کرنا یہی ہے کہ ان کے اندر نمازیں جماعت سے پڑھی جائیں اور جو شخص اللہ کے نزدیک ثواب کی امید پانے کی نیت سے کوئی مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک محل بنائے گا۔ لیکن جس نے کوئی مسجد بنائی مگر اس کے اندر نماز پڑھنا چھوڑ دیا، تو وہ اپنے اس عمل سے اور اپنے رب کی مسجد کو چھوڑ دینے کی وجہ سے سخت مجرم ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک وقت آئے گا، جب لوگ مسجدوں کی تعمیر کریں گے۔ لیکن ان کے اندر اللہ کو بس یوں ہی یاد کریں گے، حالانکہ صحابہ کرام نماز کے چھوڑ دینے والے کو منافق سمجھتے تھے۔ وہ برملا یہ کہتے تھے، لیکن اس پر کوئی گناہ انھیں نہیں ملتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ،

ہم نے خود کو اس حال میں دیکھا ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے سے کوئی ایسا منافق ہی گریز کرتا تھا جس کا نفاق کھلا ہوا ہوتا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے منافقین کا وصف یہ بتایا ہے کہ :۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (المائدۃ ، ۵۸)

اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں یہ اسی لئے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو عقل نہیں رکھتے ۔

چونکہ یہ نماز سے گریز کرتے ہیں اور خدا کے منادی کی آواز پر لبیک کہنے کے بجائے اس سے فرار اختیار کرتے ہیں ، اس لئے اللہ نے ان کے اندر عقل صحیح ہونے سے انکار فرمایا ، حالانکہ اذان کی آواز کامیابی و کامرانی اور فوز و فلاح کی پکار ہے ۔

اور عقل کو اسی لئے عقل کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ اللہ کی مرضی اور مراد کو اور اس کے اوامر و نواہی کو سمجھا اور پرکھا جاتا ہے ۔ یا اس لئے کہ فرائض کی پابندی اور فضیلت و بزرگی کے حصول میں اس کے ذریعہ مدد ملتی ہے اور بری عادتوں اور نکمی خصلتوں سے انسان بچنے کی کوشش کرتا ہے ۔ ؎

ولن ترجع الانفس عن غیھا ÷ مالم یکن منھا لھا زاجر

نفس گمراہی سے باز نہیں آتا تاوقتیکہ کوئی ڈانٹنے والا اس کے پیچھے نہ رہے

اگر تارکین نماز اور جماعت سے غفلت کرنے والوں کے اندر ذرا بھی عقل ہوتی تو اس عظیم کامیابی کو حاصل کرنے میں وہ ذرہ برابر غفلت نہیں برتتے ، اس لئے کہ اللہ کا منادی انھیں پیہم آواز دیتا ہے ۔

• حی علی الصلوٰۃ .. آؤ نماز کی طرف .. حی علی الفلاح .. آؤ کامیابی کی طرف ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ،

جسے کامیابی (یعنی نماز) کی طرف بلایا جائے اور وہ اس آواز پر لبیک نہ کہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ نہ کوئی بھلائی کا ارادہ کر سکتا ہے، نہ ہی اس کے ذریعہ کوئی بھلائی چاہی جا سکتی ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، بہ روایت جندب بن عبداللہ)

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ بڑی جفا کاری، بہت بڑا کفر اور بڑی زبردست منافقت ہے کہ نماز کے لئے پکارنے والا اللہ کا داعی آوازیں لگائے، اور آدمی اس کی آواز پر لبیک نہ کہے، نیز یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہونچی کہ باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو حضور نے جلا دینے کا ارادہ فرمایا، لیکن گھروں میں عورتوں اور بچوں کی موجودگی کی بنا پر ایسا نہیں کیا، کیونکہ ان کے اوپر جماعت سے نماز پڑھنا فرض نہیں ہے۔

اور اگر نماز باجماعت کا ترک کرنے والا خیر سے عالم دین ہو یا اساتذہ اور معلمین کے گروہ سے تعلق رکھتا ہو اس کے باوجود اذان سن کر محض اکڑ بازی اور غرور کی وجہ سے مسجد میں نہ آتا ہو تو ایسا شخص عوام کے لئے زبردست فتنہ اور آزمائش کا باعث ہوگا، کیونکہ نمازوں سے اس کی سستی اور لاپرواہی نماز سے نفرت اور دوری کا کھلا ہوا پروپیگنڈہ ہوگی، اور گویا وہ مسجدوں کو چھوڑ دینے کا پرچار کرنے والا قرار پائے گا، اور لوگ جب اسے دیکھیں گے تو یہی خیال کریں گے کہ نماز فرض نہیں ہے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی دھوکہ دہی سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو باجماعت نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے بیٹھنے کی وجہ سے ان کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی بچھڑ جاتے ہیں، یہ لوگ انتہائی فتنہ پرداز ہیں یہی لوگ بہت زیادہ فتنہ پرداز ہیں۔

اور یہ حقیقت ہے اس لئے کہ برے بھلے ہر کام میں لوگ بھیڑ کی چال چلتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنے لئے راستہ نکالتے ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا،

جس کسی دیہات یا بستی میں تین آدمی کم از کم ہوں، اور اس کے باوجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باجماعت نماز نہ پڑھیں ان کے اوپر شیطان حاوی ہو جاتا ہے، لہٰذا
جماعت سے نماز پڑھنے کی پابندی کرو، اس لئے کہ بھیڑیا ایسی ہی بکری
پر حملہ کرتا ہے جو ریوڑ سے الگ نکل جاتی ہو۔

(اس روایت کو احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا)

مشاہدہ اور تجربہ شاہد ہے کہ نماز جماعت میں شرکت نہ کرنے والے اکثر سرے سے نماز بھی نہیں پڑھتے ہیں، کیونکہ جس چیز میں سستی اور غفلت کی جاتی ہے، اسے بہت جلد چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔ علم و معرفت کی روشنی، خشیت الٰہی ہے، اگر ان امام نہاد علماء دین کو صحیح علم اور خشیت الٰہی کا کچھ حصہ بھی نصیب ہوتا تو وہ باجماعت نماز پڑھنے اور مسجدوں میں آنے سے غفلت اور سستی نہیں کرتے حالانکہ ان نمازوں کی پابندی کرنے والا خدا کی حفاظت اور اس کی ذمہ داری میں رہتا ہے، اس لئے کہ صحیح حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

جس نے باجماعت عشاء کی نماز پڑھی وہ صبح تک اللہ کی حفاظت
میں رہے گا اور جس نے فجر باجماعت پڑھی وہ شام تک اللہ تعالیٰ
کی حفاظت اور امان میں رہے گا۔

نیز فرمایا:۔

جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے آدھی رات تک
نماز پڑھی، اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے پوری
رات نمازیں پڑھیں[1]

---

[1] اس روایت کو امام مالک، مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان کی ایک حدیث سے نقل کیا، ان کے الفاظ یہ ہیں وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں، جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے نصف رات نماز پڑھی، اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی اس نے پوری رات نماز پڑھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جماعت کا تارک خیر کی ان تمام صورتوں سے محروم رہتا ہے۔

وہ لوگ بڑے با برکت اور لائق مبارکباد ہیں اور ان کا مقام و مرتبہ بھی بہت اونچا ہے جو کسی مجلس میں ہوں، ان کے ہم نشین دوست احباب اور خدام بیٹھے ہوں، پھر وہ اذان کی آواز سنے اور گھبراہٹ اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو اور اپنے ساتھیوں کو نماز کا حکم دے پھر وہ فرض ادا کرنے کے لئے کسی مسجد کا رخ کریں، ان کے چہروں پر نور برس رہا ہو۔ وہ متانت اور وقار کا مجسمہ ہوں اور جن کی نگاہیں ان پر پڑیں اسے از خود اللہ یاد آجائے۔ یہ لوگ اپنے لئے بھی با برکت ہیں اور اپنی اولاد اور اپنے ہم نشینوں کے لئے بھی سعادت اور برکت کا باعث ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ	یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی، اور
وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ	یہی لوگ عقل والے ہیں۔

(الزمر ـ ۱۸)

ان کے برعکس وہ لوگ ہیں جو کسی چائے خانے، کلب، بزم یا کھیل کود کے میدان میں بیٹھے ہوتے ہیں، اتنے میں اذان کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی ان کی زبانوں سے لغو کلمات جاری ہوتے ہیں اور دل لہو و لعب کے جذبات سے معمور ہوتے ہیں۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ	شیطان نے ان پر غلبہ پاکر ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا
ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ	یہ شیطان کی جماعت ہیں، سن رکھو،
أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ	شیطانی گروہ ہی آخرت میں نقصان
الْخَاسِرُونَ (المجادلة ـ ۱۹)	پائے گا۔

یہ لوگ خود اپنے لئے وبال جان ہیں، اور اپنی اولاد اور ہم نشینوں کے لئے بھی مصیبت کا باعث ہیں۔

یشقی رجال ویشقی آخرون بهم ❊ ویسعد اللہ اقواما باقوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ بدبخت ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی بدبخت ہوتے ہیں۔
لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اوروں کو بابرکت اور لائق سعادت بناتا ہے۔

اور جو شخص نماز بالکلیہ چھوڑ دیتا ہے، یعنی ایک دن، دو دن اور ایک ماہ دو ماہ گذر جاتے ہیں اور یہ نماز نہیں پڑھتا، اور کبھی یہ عذر کرتا ہے کہ اس کا کپڑا، اور اس کا پاجامہ پاک نہیں ہے، ایسا شخص درحقیقت کافر ہے، اس لئے کہ حضور نے اس کے خلاف شہادت دی ہے۔

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی — اور جس نے افترا پردازی کی اس نے نقصان اٹھایا۔

(طٰہٰ: ۶۱)

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

آدمی اور کفر کے درمیان بس نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے اور
جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

نیز فرمایا:

ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے جس
نے نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کیا۔

(اس روایت کو بہ روایت بریدہ امام احمد نے، ابو داؤد، نسائی اور ترمذی نے نقل کیا، آخر الذکر نے اس کو حسن صحیح کہا ہے، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں ذکر کیا۔ نیز حاکم نے بھی اس کو نقل کیا)

نیز یہ بھی روایت ہے کہ

"اس شخص کا دین نہیں جس کا نماز میں کوئی حصہ نہ ہو۔"

دین کے اندر نماز کو وہی مقام حاصل ہے جو مقام سر کو انسانی بدن میں ہے۔ کیونکہ نماز دین اسلام کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستون ہے، اور ہر انسان کے دین سے سب سے آخر میں یہی چیز گم ہوئی ہے، اسی لئے نماز کو علماء نے میزان کہا ہے، اور جب وہ کسی شخص کی دینداری کا جائزہ لیتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں سوال کرتے، اگر معلوم ہوا کہ وہ نماز کا پابند ہے اس کی دین داری کے قائل ہو جاتے ہیں اور اسے مومن تسلیم کرتے ہیں، اور معلوم ہوا کہ وہ نماز سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا تو اسے بے دین تصور کرتے ہیں، اور جو شخص بے دین ہو، وہ ہر برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے، اور بھلائی اسے چھو کر بھی نہیں گذر سکتی، اور جس کے اندر کوئی بھلائی نہ ہو وہ بھلا کیا کسی کو بھلائی سے نواز سکتا ہے، اس لئے کہ برتن سے وہی کچھ گرتا ہے جو اس کے اندر ہو،

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ	پس اگر انھوں نے توبہ کی اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کیا تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔
(التوبۃ : ۱۱)	

بعض علماء سے یہ بھی منقول ہے کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینے والا بالاجماع کافر ہے، جیسے ائمہ اربعہ سے یہ اجماع وارد ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دینا مباح تصور کیا وہ کافر ہے اور یہ اس لئے کہ جو شخص نماز کے وجوب پر یقین رکھتا ہو وہ کبھی نماز چھوڑنے پر اصرار نہیں کر سکتا۔

بنا بریں اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو، اور اپنی اولاد کا ہاتھ تھام کر انھیں مسجدوں کو لے جاؤ، کیونکہ جو بچہ جس عادت کو لے کر جوان ہوتا ہے، اس کی محبت اس کی گھٹی میں پڑ جاتی ہے اور سرپرست جب بچہ کو نماز کیلئے ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا، اور اس پر محنت کرے گا تو نماز کی محبت اس کے دل میں جم جائے گی وہ اپنے رب کا محبوب بننے گا، خلق خدا میں سب سے زیادہ اپنے رب کا مقرب بندہ بننے گا، اور اس کی دنیا اور آخرت میں سدھار آئے گا، نیز نماز وہ منفرد اور بے مثال علاج ہے جو بچہ کی کجی کو درست کرے گی اس کے بگاڑ کو ٹھیک کرے گی، خدائے ذوالجلال کی یاد کو اس کے دل میں زندہ کرے گی، اور بے حیائی اور برائی سے اس کو باز رکھے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کریں گے صحیح ڈھنگ سے انھیں تہذیب نہیں سکھائیں گے اور مسجدوں میں اپنے ساتھ انھیں نماز کا پابند نہیں بنائیں گے، تو ظاہر ہے شیطان ان کی جگہ لے لیگا اور کفر، حکم عدولی اور نافرمانی کو ان کے دلوں میں پسندیدہ بنائے گا، اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

(الزخرف - ۳۶، ۳۷)

جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گذارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر دم اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ انھیں سیدھے راستے پر چلنے سے روکتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر جا رہے ہیں۔

اور اگر باپ خود نماز چھوڑنے کا عادی ہوگا، تو بچہ بھی اس کی دیکھا دیکھی نمازیں چھوڑے گا کیونکہ والدین اور سرپرست اولاد کے لئے اچھے برے سب کاموں کے حق میں ایک درسگاہ کی حیثیت رکھتے ہیں گھر کا ذمہ دار اگر خود درست رہا تو ماتحت درست ہوں گے، اور اگر ذمہ دار بگاڑ کا شکار ہوا تو ماتحت بھی بگڑ جائیں گے، چنانچہ باپ نماز کا تارک رہا تو لڑکے، لڑکیاں اور بیوی بچے سبھی نمازیں چھوڑ بیٹھیں گے، یا وہ نشہ آور چیزیں استعمال کرے گا، تو لڑکا بھی پیئے گا، باپ تمباکو اور سگریٹ نوشی میں ملوث ہوگا، تو اولاد بھی یہی کرے گی، باپ اگر بات بات پر گالی گلوچ اور لعن طعن کرے گا تو اولاد بھی اسی قسم کی زبان درازی کرے گی، کیونکہ باپ کی روش درپردہ اولاد کی تربیت کا ذریعہ ہوتی ہے اور جو سرپرست اپنی اولاد کو نیکی کے راستہ پر نہ چلائے پھر اس کی اولاد مجرمانہ زندگی گذارے، تو اصل مجرم خود یہی سرپرست ہوگا۔

یوں ہی عورت کو اپنے دین کی حفاظت کرنا ضروری، پاکی کے مسائل اور نماز کا طریقہ سیکھنا اور اپنی اولاد کو ان کا سکھانا اس کے فرائض میں داخل ہے، کیونکہ اولاد کی اچھی تربیت نہ کرنے پر وہ بھی جوابدہ ہوگی، اور حدیث میں ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیوی بھی اپنے شوہر کے گھر میں ذمہ دار کی حیثیت رکھتی ہے
اور اس کے ماتحتوں سے متعلق اس سے بھی باز پرس ہوگی۔

(مسند احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، بروایت ابن عمر)

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے تمہیں اسلام سے مشرف کیا، جملہ خلائق پر تمہیں فوقیت دی، لہٰذا آخر کب تم اس پر پورا پورا عمل کروگے، پھر دین اسلام ہمارے اور تمہارے لئے ایسی ہی حقیقت رکھتا ہے جیسے انسان کے لئے اس کی جان ہے، لہٰذا اس کا کھو دینا اپنا سب سے بڑا نقصان کرنا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہ زبان سے اسلام کا دم بھرا جائے، اور محض زبانی اس سے ربط اور تعلق استوار کیا جائے، بلکہ اسلام وہ ہے جو دل میں پیوست ہو جائے اور اعمال سے اس کی تصدیق کی جائے اسلام ایک نشان راہ اور راستہ کا مینار ہے، جیسے شاہراہوں پر سنگ میل ہوتا ہے، جس سے راہ گیر راستہ پہچانتا ہے، اس لئے اسلام پر سختی سے عمل کرو، تاکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے تم پہچانے جاؤ اور لوگوں کو اس کی دعوت دو، تاکہ تم خود بہتر مسلمان بن سکو، اور یہ حقیقت ہے کہ عمل کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں ہے، چنانچہ صاحب ایمان بندوں کی ہیئت کذائی کو اللہ تعالےٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ	اور مومن مرد اور عورت ان میں سے بعض بعض
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	کے دوست ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ	کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
وَرَسُوْلَهٗ (التوبۃ: ۷۱)	کرتے ہیں۔

جو لوگ علم کے حصول، علاج معالجہ کی خاطر یا تجارت اور بیوپار وغیرہ کے لئے کسی بھی غیر ملک کا سفر کریں ان کا یہ اہم ترین فریضہ ہے کہ وہ جہاں جائیں، اپنے اسلام کو برملا نمایاں اور ظاہر کریں، اپنے دین کی دعوت کو عام کریں، اور پروردگار عالم کی طرف حکمت، دانائی اور خیر خواہی کے ساتھ لوگوں کو بلائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص جب پنجگانہ نماز کا کوئی وقت آجائے تو وقت کے اندر فوری طور پر نماز ادا کریں، اور اس مجلس میں جو اس کے ہم نشین، دوست احباب اور ساتھی حاضر ہوں، انھیں نماز کے لئے کہیں، تاکہ نماز کی برکت خود اس کے اوپر، اس کے ساتھیوں اور اس کی مجلس پر حاوی رہے۔

لیکن اس کے برعکس اگر تم نے اپنی اولاد کی اصلاح و تربیت میں سستی برتی، اپنے رب کے فرض حکموں کو پس پشت ڈالا آخرت کے حکم کو بھول گئے، اپنی عقلوں کو ہی اپنے تمام کاموں کا ذمہ دار ٹھہرایا دنیا کے کاموں میں لگ گئے اور مادے اور معدے کی ضرورتوں میں پڑ کر اپنی زندگی کی اصل غرض کو فراموش کر گئے، تو تم ہزار عیبوں کا نشانہ بنو گے، طرح طرح کی نکتہ چینی کے تیروں سے گھائل ہو گے اور تاریخ تمہاری بداعمالی کی وہ طویل ترین تاریخ کو ریکارڈ کرے گی، جس میں تم نے دل کھول کر اور آنکھوں کو بند کر کے اپنے اسلاف صالحین کے طریقوں کی مخالفت کی، حالانکہ وہ اسی دین کو تھام کر سربلند ہوئے، خدا کی بندگی کے ذریعہ کامیاب اور کامراں ہوئے، اس لئے اگر تمہارے اندر علم اور آگہی کا جوہر موجود ہے تو تم خود غور کر لو کہ امن و امان کا مستحق کون ہے؟ تم یا وہ؟ لہٰذا خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کے فرائض کی پابندی کرو۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (الانفال، ۱) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کی نماز

اس کی فضیلت، اس کے فرائض اور اس کی بدعتوں کے بیان میں

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور رحمتیں اور سلامتی ہو سردار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، حمد و صلوٰۃ کے بعد!

خدائے پاک و برتر نے جملہ خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، ان پر توحید اور اطاعت گذاری کو بطور خاص فرض فرمایا، اور یہ حکم دیا کہ وہ ان امور کی بجاآوری کے لئے خود اپنے اوپر اور اپنی آل و اولاد پر محنت کریں، نیز پنج گانہ نمازوں کی تاکید فرمائی، اس لئے کہ دین داری مذہب اسلام کا ستون ہے اور امانت داری احساس ذمہ داری کا سرمایہ ہے، پھر ان نمازوں میں جمعہ کی نماز کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ جمعہ ہفتہ کی عید ہے اور یہ دن عید اضحیٰ اور عید الفطر سے بھی افضل دن ہے، اس لئے کہ اللہ نے ابتداء سے جمعہ کے دن کو عید قرار دیا تھا تاکہ اس روز لوگ اللہ کی عبادت کے لئے دوسرے کاموں سے فارغ ہو جائیں، چنانچہ صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

> ہم سے پہلی امتوں کو اللہ نے جمعہ کے بارے میں گم گشتہ راہ بنا ڈالا
> چنانچہ یہودیوں نے سنیچر کو اختیار کیا، عیسائیوں نے اتوار کو اپنایا،
> پھر جب ہم آئے تو اللہ نے ہمیں جمعہ کی طرف رہنمائی کی، چنانچہ ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں آئے، مگر سبھوں پر سبقت لے گئے،

دیگر پنجگانہ نمازوں کی طرح جمعہ کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں ہی ہو چکی تھی، لیکن جمعہ کا قیام اور اس کے لئے اہتمام کا موقعہ مکی زندگی میں نصیب نہیں ہو سکا، کیونکہ مشرکین مکہ اس راہ میں زبردست رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے، پھر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ سے ہجرت کی اور وہ مدینہ پہونچے تو حضور نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ والوں کے ساتھ جمعہ قائم کریں اور انھیں نماز جمعہ پڑھائیں، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب فرماتے ہیں (جو اپنے والد ماجد کی اس وقت رہبری کرتے تھے، جب ان کی بینائی جا چکی تھی!)

میرے والد جب کبھی جمعہ کی اذان سنتے تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا فرماتے، میں نے عرض کیا! ابا جان! آپ جب بھی جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب میں کہا، ہاں میرے بیٹے وہ سب سے پہلے شخص تھے جنھوں نے سب سے پہلے ہمیں حرہ بنو بیاضہ کے اندر جو نقیع الخضمات میں واقع ہے، ہم سب کو جمعہ پڑھایا تھا، اور انھوں نے ہمارے لئے ایک بکری ذبح کی تھی چنانچہ ہم نے ان کے پاس ناشتہ کیا تھا، میں نے عرض کیا، ان دنوں آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انھوں نے کہا ہم سب چالیس تھے،

(اس روایت کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کیا، نیز ابن حبان اور بیہقی نے اس کی تخریج کی، اور اس کو صحیح کہا ہے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے استدلال ان لوگوں نے بھی کیا ہے جو جمعہ کے وجوب کے لئے کم از کم چالیس افراد کی شرکت کو ضروری قرار دیتے ہیں، حالانکہ اس تعداد سے متعلق حدیث میں کوئی صراحت درج نہیں ہے، اس لئے کہ یہ اس وقت کی حالت کا تقاضا تھا، جو بروقت رونما ہوا اور شارع نے اس بارے میں کوئی حد بندی نہیں کی ہے، جبکہ صحیح یہ ہے کہ چالیس ہی نہیں بلکہ اس سے کم تعداد میں بھی جمعہ پڑھنا جائز ہے، یہاں تک کہ کسی بستی یا آبادی میں خواہ کتنے افراد کیوں نہ ہوں وہ جمعہ قائم کر سکتے ہیں خواہ وہ دس ہوں، یا اس سے کم یا زیادہ کیوں نہ ہوں،

رہا اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل! تو اس میں شک نہیں کہ آپ نے اولین جمعہ مسجد بنو عبدالاشہل میں اس وقت ادا فرمایا جب آپ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ تشریف لا کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں فروکش ہوئے، اتفاق سے اس روز جمعہ تھا، آپ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور اس روز آپ نے جو خطبہ دیا، اس کے حسب ذیل الفاظ تاریخ میں آج بھی محفوظ ہیں چنانچہ حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:-

> لوگو! اپنے رب کے حضور توبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہاری موت آجائے، اسی طرح نیک کاموں کی طرف جلدی سے آگے بڑھو اس سے پہلے کہ تم کسی مصروفیت میں پھنس جاؤ، اور اللہ کو بکثرت یاد کر کے اپنے اور اس کے درمیان روابط کو استوار کرو اور مخفی اور علانیہ طور پر صدقہ و خیرات کرو، تمہیں روزی دی جائے گی، اور ہر قسم کی کمی کی تلافی کی جائے گی، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ نے تم پر جمعہ کی نماز کو آج کے دن، اور اس مقام پر فرض فرمایا ہے، لہٰذا جس کسی نے سستی کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا، یا اس کی قدر و منزلت کا مذاق اڑایا، اس کے دلی سکون کو اللہ تعالیٰ کبھی برقرار نہیں رکھے گا، نہ اسکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملات میں کبھی برکت دے گا، اور سنو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی
نہ زکوٰۃ ادا ہوگی اور نہ اس کا کوئی روزہ قابل قبول ہوگا۔

(یہ روایت جابر اور یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما۔ اس روایت کو ابن ماجہ نے اور طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے)

بلا عذر جو کوئی جمعہ ترک کر دیتا ہے، ایسے شخص کے لئے اس حدیث میں سخت تنبیہ وارد ہے کیونکہ یہ شخص اپنے روزہ اور نماز جیسے اعمال کو اکارت کرنے کا مستوجب ہوتا ہے، نیز وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بد دعا کی ٹھیک زد میں ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اس کے دلی سکون کو کبھی برقرار نہیں رکھے گا، نہ ہی اس کے معاملات میں کبھی برکت عطا فرمائے گا"، اور جس کا دلی سکون غارت ہو جاتا ہے، ایسا شخص پراگندہ حال اور سخت مضطرب اور بے چین رہتا ہے اور غم واندوہ میں ہمیشہ ہمیشہ ڈوبا ہوتا ہے اور جس کسی کی روزمرہ مصروفیتوں سے برکت اٹھ جاتی ہے، ایسا آدمی بھی ہمیشہ گھبراہٹ اور ذہنی انتشار کا شکار ہوتا ہے، اور وہ جس قدر جمع کرنے کی فکر میں ہوتا ہے اتنا ہی اس کے ہاتھوں سے اس کا کل اتنا نہ چھنتا چلا جاتا ہے۔ جیسے وہ شخص جس کو جوع البقر (گائے بیلوں کی سی پیاس) کی بیماری لاحق ہو جائے ایسا شخص دریا اور سمندر بھی پی جائے تو اس کی پیاس کم ہونے کے بجائے بڑھتی اور پھیلتی ہی چلی جاتی ہے۔ وہ فقیر اور سدا کا مفلس اور قلاش رہتا ہے، لیکن اسی مفلسی اور درماندگی پر اسے کوئی اجر نصیب نہیں ہوتا بلکہ عام فقیر اس شخص سے بدرجہا بہتر ہوتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بہت ساری دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی مانگا کرتے تھے کہ

اللّٰھُمَّ قنعنی بما رزقتنی وبارك لی فیہ واخلف علی کل غائبۃ بخیر	خدایا جس قدر روزی مجھے عطا فرما اس پر مجھے قناعت کرنے والا بنا، اس کے اندر میرے لئے برکت عطا فرما اور ہر گمشدہ چیز کا نعم البدل مجھے عطا فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں کو جمعہ میں شریک ہونا دوبھر معلوم ہوتا ہے، ایسے لوگ جمعہ نہ پڑھنے کے لئے جنگلوں کی طرف فرار کو آسان سمجھتے ہیں، لیکن راستہ میں واقع کسی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے بجائے اس کو چھوڑ بیٹھتے ہیں، یہ خصلت، ضعف ایمان کا نتیجہ ہے اور جمعہ کے ثواب سے بے رغبتی اس کا محرک ہے، اور جب جمعہ کی نماز ترک کرنے کے لئے کوئی شخص صحرا کی طرف نکل جائے تو فرشتے اس کے لئے بددعا کرتے ہیں کہ اسے سفر میں کوئی ساتھی نہ ملے، نہ ہی اس کی کوئی ضرورت پوری ہو،

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے "الہدی النبوی" (سنت نبویہ) میں یہی لکھا ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی سیڑھیوں پر یہ فرمایا ہے کہ لوگ جمعہ ترک کرنے کی عادت سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، اور پھر ان لوگوں کا شمار غافلین میں ہوگا۔

(اس روایت کو مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا نیز حضرت ابن عمر سے بھی اس کو نقل کیا، اور ابن ماجہ سے بھی انھیں کی حدیث کے تحت یہ منقول ہے،)

دلوں پر مہر لگانا یہ ہے کہ دل اس طرح بند کر دیئے جائیں کہ ہدایت کا اس میں گذر نہ ہو اور ایسا شخص ہلاکت سے کبھی بچ نہیں سکے گا نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا گھر تک جلانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جو جمعہ کی نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں، اور محض اس وجہ سے عملی اقدام نہیں فرمایا کہ گھروں میں خاندان اور عورتیں بچے ہوتے ہیں جن پر جمعہ کی حاضری فرض نہیں ہے۔ (مسلم بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

جمعہ پڑھنا اور جمعہ کے لئے حاضر ہونا تمام مسلمانوں پر فرض ہے، البتہ چار قسم کے افراد اس سے مستثنیٰ ہیں، غلام یا عورتیں بچے اور بیمار، یہی احادیث سے ثابت ہے[1] اور جو بیمار جمعہ میں حاضر ہو سکے

---

[1] یہ روایت طارق، اس روایت کو ابوداؤد نے طارق بن شہاب سے نقل کیا، لیکن ابوداؤد نے کہا ہے کہ طارق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا، اور حاکم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے ظہر کی چار رکعت پڑھنی چاہئے، البتہ اس کی نیت کے بقدر اسے جمعہ کا ثواب اور نیت کے مطابق اس کی فضیلت اسے حاصل ہوگی اور اگر عام لوگوں کے ساتھ وہ ایسی مسجد میں حاضر ہوئی جہاں مرد نمازی بھی شریک ہوتے ہیں اور وہ کسی علیحدہ گوشہ میں نماز پڑھتی ہے، تو اس صورت میں مردوں کی طرح اسے بھی دو رکعت نماز پڑھنی ہوگی۔

مسلمانوں کو جمعہ کی تکبیر اولیٰ اور اس کی فضیلت اور ثواب کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے، کیونکہ جمعہ میں حاضری دنیا اور دنیا کی ایک ایک چیز سے افضل ہے اور جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والوں کے نام فرشتے بھی رقم کرتے ہیں، جبکہ شیطان اپنے جھنڈے لے کر اپنی ذریت کے ساتھ بازاروں کا رخ کرتا ہے اور انھیں نمازوں سے باز رکھتا ہے، اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

"اے ابن آدم میری عبادت اور بندگی کے لئے فارغ ہو جا، میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیرے افلاس کو دور کر دوں گا، اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا، تو میں تیرے دل کو طرح طرح کی فکروں سے بھر دوں گا اور تیرے افلاس کو کسی صورت دور نہیں کروں گا،

حضرت معقل بن یسار سے یہ روایت اس طرح منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تمہارا پروردگار کہتا ہے:

اے ابن آدم میری عبادت اور بندگی کے لئے فارغ ہو جا! میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا، اور تیرے دونوں ہاتھوں کو روزی سے لبریز کر دوں گا، اے فرزند آدم! مجھ سے دور مت جا! ورنہ میں تیرے دل میں تنگ دستی سمو دوں گا اور تیرے دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں کو طرح طرح کے بندھنوں سے جکڑ دوں گا۔

(اس روایت کو حاکم نے نقل کیا اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے)

بعض شہروں میں ایسے کچھ لوگ تو ملتے ہیں جو جمعہ میں شریک رہتے ہیں، لیکن افسوس کہ یہ لوگ دیگر اوقات کی پنجگانہ نمازوں میں بڑی سستی کرتے ہیں، ایسے لوگ اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ جمعہ میں شرکت سے پنجگانہ نمازوں کی تلافی اور کفارہ ہو جاتا ہے۔ یہ اس حدیث کی بھی یہی تاویل کرتے ہیں کہ ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ درمیان کی تمام برائیوں کا کفارہ ہوتا ہے، اور اس روایت کا بھی غلط مطلب نکالتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ جس نے جمعہ کی نماز پڑھی اس کی یہ نماز اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے لیے اور مزید تین دنوں کے لیے کفارہ ہوگی۔

اس قسم کی بے جا تاویل کرنے والوں کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کے بارے میں وارد ہے

وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ نکالیں، یہی لوگ حقیقت میں کافر ہیں، اور ہم نے کافروں کے لئے اہانت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(النساء - ۱۵۰، ۱۵۱)

حالانکہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کا کفارہ ہونا اس سے مشروط ہے کہ پنجگانہ نمازوں کی پوری پابندی کی جائے اور رمضان کے روزوں کی رعایت کی جائے۔ جیسا کہ صحیح روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

پنج وقتہ نمازیں، اور جمعہ کی نماز اگلے جمعہ تک، اور ایک رمضان گذشتہ رمضان تک درمیانی وقفہ کے گناہوں کا کفارہ ہیں، تاوقتیکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے :

کفارہ ہونے کے لئے کبیرہ گناہوں سے پرہیز ضروری ہے، جبکہ پنج وقتہ نمازوں کا چھوڑ دینا سب سے بڑا گناہ کبیرہ ہے، یہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر نمازیں چھوڑ دینا کفر ہے، کیونکہ نماز اسلام کا ستون اور برائیوں اور بے حیائیوں سے روکنے والی ہے اور جو نماز چھوڑ دیتا ہے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

آدمی اور کفر کے درمیان (حد فاصل) بس نماز پڑھنا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دیا، اس نے کفر کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے شرک کیا،

اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نماز ترک کرنے کو مباح سمجھنے والا کافر ہے۔

علاوہ ازیں جمعہ کے کچھ آداب اور مستحبات ہیں، اور ہر حساس فرض شناس مسلمان کا یہ فرض ہے کہ ثواب کے حصول کی نیت سے ان کی رعایت اور نگہداشت کرے، جیسے: خاص جمعہ کے لئے غسل کرنا، بہتر لباس زیب تن کرنا، خوشبو لگانا، مسجد میں آنے کے بعد جس قدر میسر ہو نمازیں پڑھنا چنانچہ صحابہ کرام میں سے بعض بارہ رکعتیں پڑھتے، بعض اس موقعہ پر آٹھ رکعت پڑھتے، کوئی اس سے زیادہ اور کوئی اس سے کم نمازیں پڑھا کرتے تھے، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے صحابہ کرام کو آمادہ کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اچھے سے اچھا لباس پہنا، اپنے گھر میں جو خوشبو میسر تھی اسے لگایا، پھر مکتوبہ نماز ادا کی، اور اس وقت تک چپ رہا جب تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ نہ ہو، تو اس کا یہ عمل اس جمعہ اور آنے والے جمعہ کے درمیان کے لئے اور مزید تین دن کے لئے اس کی خاطر مغفرت کا باعث ہوگا اور جس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں اٹھائیں، اس نے لغو حرکت کی، اور جس نے لغو کام کیا اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔ (مسلم)

نیز آپ نے فرمایا:۔

جو شخص اس وقت بات کرے جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی مثال اس گدھے کی ہے جو بوجھ لادے ہوئے ہو، اور جس نے بازو والے سے کہا چپ رہ، حالانکہ امام ابھی خطبہ دے رہا ہو، اس نے بھی لغو حرکت کی اور جس نے لغو کیا، اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔

ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ امام جب اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور منبر پر پہونچ کر خطبہ شروع کردے تو نفلی نماز پڑھنا بھی ممنوع ہے، اور بات چیت کرنا بھی سخت ممنوع ہے، اس لئے اس وقت کسی شخص کو بات چیت یا نماز میں نہیں پڑھنی چاہئے، کیونکہ یہ ممانعت کا وقت ہے، البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ ایک شخص ٹھیک ایسے وقت مسجد میں آیا، جب امام خطبہ دے رہا تھا، یا موذن اذان دے رہا تھا اس وقت تحیۃ المسجد کے طور پر بیٹھنے سے پہلے پہلے دو رکعت پڑھنا اس کے لئے جائز ہے، اس لئے کہ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آیا، ان کا نام سلیک غطفانی تھا، وہ دو رکعت پڑھنے کے بجائے بیٹھ گئے، تو حضور نے خطبہ منقطع کرکے فرمایا، سلیک! کیا تم نے دو رکعت نماز پڑھ لی ہے، انھوں نے عرض کیا، نہیں، آپ نے فرمایا، تب اٹھو، اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔!

جمعہ کا ایک مستحب عمل خطبہ سننا ہے، اس دوران بات خواہ کسی قسم کی ہو، ہرگز نہیں کرنی چاہئے، اس لئے کہ بات چیت سے جمعہ کا ثواب چلا جاتا ہے، نیز اپنی مطلوبہ نشست پر پہونچنے کے لئے لوگوں کی گردنیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پھلانگنی چاہیئے، کیونکہ مسجد کے اندر لوگوں کی گردنوں پر سے گذرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ایک شخص کو حضورؐ نے ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے کہا بیٹھ جاؤ، تم نے اذیت پہونچائی اور تکلیف دی ہے، لہٰذا ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ مسجد میں جہاں صفیں ختم ہو جائیں وہیں آکر بیٹھ جائے اور گردنوں پر سے ہو کر آگے نہ گذرے نہ ہی اپنی چھڑی یا اپنا مصلیٰ رکھ کر کوئی جگہ اپنے لئے مخصوص کر کے پیچھے اور چلا جائے، پھر لوگوں کی گردنوں پر سے ہو کر اس جگہ واپس آئے۔

علماء کرام نے اس قسم کی حرکت کو سنگین ظلم قرار دیا ہے، اس پر مستزاد یہ ایک بدعت ہے کہ مسجدوں میں آنے والے اپنے لئے جگہیں مخصوص کر لیں، اور پہلے آنے والے کو وہاں بیٹھنے نہ دیں، اس لئے کہ جو لوگ سبقت کریں، اور پہلے پہونچیں انھیں اس مقام پر بیٹھنے کا زیادہ حق ہے اور کوئی انھیں روک نہیں سکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ اور آگے نکل جانے والے سب سے آگے ہیں
الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ (الواقعہ - ۱۰،۱۱) یہی لوگ قرب رکھنے والے ہیں۔

اور بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ جس نے اس طرح کوئی جگہ اپنے لئے گھیر لی، اس کی نماز نہیں ہوگی، کیونکہ یہ ایک قسم کی غصب کی صورت ہے یوں ہی جس نے ان لوگوں کو روک دیا، جو روضہ میں پہلے پہونچے، یا پہلی صف میں اگر پہلے سے بیٹھے ہیں، وہ ان کی حق تلفی کرنے والا شمار ہوگا جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

ووضع المصلی فی المساجد بدعة ؛ ولیس من الھدی القویم المحمدی

مسجدوں میں (جگہوں پر قبضہ کرنے کے لئے) مصلی بچھانا بدعت ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راست اور مستحکم سنت میں اس کا کہیں شمار نہیں ہے۔

وتقدیمه فی الصف حجر لروضة ومنع لھا عن سابق متعبد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صف میں (مثلاً) روضہ کے پاس آگے چلا جاتا، روضہ کو گھیر لیتا ہے اور جو عبادت کے لئے وہاں پہلے پہونچ جائے اسے عبادت سے روک لیتا ہے،

نیز نہایت ہمدردی کے ساتھ ہم یہ نصیحت بھی کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان جب مسجد میں داخل ہو تو اسے اپنے دل میں اس تصور کو راسخ کرنا چاہئے، اور اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت امام اور لوگوں کی جماعت کے ساتھ جو جمعہ وہ پڑھنے جا رہا ہے، وہ مکمل اور راست اور درست ہے۔ اور اللہ سے اس کے اجر و ثواب کا خواہاں ہو، اور اس جمعہ کی صحت سے متعلق کوئی خلجان یا وسوسہ ان فقہاء کے اقوال سے اس کے دل میں نہیں ابھرنا چاہئے جو شریعت کو ایسی جکڑ بندیوں سے باندھنا چاہتے ہیں، جن سے اطاعت اور فرمانبرداری میں کمزوری آتی ہے۔

چنانچہ بعض شہروں سے متعلق ہم نے سن رکھا ہے کہ وہاں عجیب مفسدانہ نیت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے، مثلاً وہ اس تصور کے ساتھ جمعہ پڑھتے ہیں کہ اگر یہ جمعہ صحیح نہ رہا، بلکہ باطل ہو گیا تو اس کے بجائے وہ ظہر کی نماز پڑھ لیں گے، حالانکہ اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ جو شخص اس قسم کی فاسد نیت کے ساتھ جمعہ پڑھتا ہے، اس کا جمعہ ضرور فاسد ہو گا اس لئے کہ

"ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے"

(بخاری اور مسلم کی ایک روایت کا اقتباس)

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ہمارے علاقہ میں اس بدعت کا رواج نہیں، نہ اس قسم کا عمل ہمارے یہاں کوئی کرتا ہے، لیکن ہم اپنے ایسے مسلمان بھائیوں کو ضرور نصیحت کریں گے جنھوں نے دین کے اندر ایک نئی چیز کا ارتکاب کیا، اور اس قسم کی بدعت اپنائی، حالانکہ یہ تمام تر شیطان کا وسوسہ اور اس کا دھوکہ ہے اور ہم وسوسہ ڈالنے والے اور پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں یہ وہ دھوکہ باز ہیں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں خواہ وہ جنوں میں سے ہوں، یا آدمیوں میں سے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو لوگ اس قسم کی حرکت کرتے ہیں، وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جمعہ کی فضیلت اور اس کی فرضیت کے حصول میں وہ خسارے کا شکار ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جو درست اور خالص ہو، اور یہ لوگ ظہر کی نماز کی بابت بھی خسارے میں ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی ظہر بھی اس طرح درست نہیں ہوتی، گویا وہ کچھ اس طرح اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں کہ جمعہ اور ظہر دونوں کے سلسلے میں انھیں نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ (محمد:۳۳)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو اکارت مت کرو،

یہاں اس امر کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے اور خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ جمعہ پڑھنے والے کو جمعہ اسی وقت نصیب ہوتا ہے جب اس کی کامل رکعت مل جائے، مثلاً کوئی شخص مسجد میں داخل ہو، اور امام کو دوسری رکعت میں پائے، تو یہ شخص بلاشبہ جمعہ پانے والا قرار پائے گا، اور اب اسے محض دوسری رکعت پڑھنی ہوگی، اور اس کا جمعہ صحیح ہو جائے گا، کیونکہ نماز کی ایک رکعت پانے والا نماز کا پانے والا شمار کیا جاتا ہے، اور اگر کوئی مسجد میں ایسے وقت آئے جب امام نے دوسری رکعت سے سر اٹھا لیا ہو، ایسے شخص کا جمعہ فوت تصور کیا جائے گا، اور اس کا جمعہ نہیں ہوگا، لہٰذا اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ظہر کی چار رکعت پڑھ لے، خواہ وہ اکیلا ہو یا باجماعت نماز پڑھ رہا ہو، اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"جس نے جمعہ کی ایک رکعت پائی، اسے دوسری رکعت ملا لینی چاہیئے، کیونکہ اب اس کی نماز پوری ہوگئی، اور اگر اس نے اس سے بھی کم پائی تو اسے ظہر کی نماز پڑھنی چاہیئے۔"

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے صاحب ایمان بندوں کو یہ حکم دیا کہ وہ جمعہ کے لئے چل پڑیں، اور جب اذان ہو جائے تو خرید و فروخت اور لین دین چھوڑ دیں تو یہ حکم محض اس لئے دیا تاکہ بندے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے لئے یکسو ہو جائیں، نیز انھیں بتایا کہ بندوں کا جمعہ کے لئے حاضری دینا، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ	اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا	اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ	اور (خرید) و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(الجمعة: ۹)

اور نماز کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی مکمل اجازت دیتا ہے کہ وہ زمین پر پھیل کر اپنے رب کا فضل اور اس کی روزی تلاش کریں،

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي	اور جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین پر پھیل
الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	جاؤ اور اللہ کے فضل کی جستجو کرو،

(الجمعة: ۱۰)

یعنی خرید و فروخت کرو، معماری اور کاشت کاری کے کام کرو، اور تجارت کے لئے خشکی اور تری کا سفر کرو، اس لئے کہ تم نے فرض کو ادا کر لیا، اپنے رب کی مقرر کی گئی ڈیوٹی کو پوری کر لیا، اور یہ حقیقت ہے کہ فرض کی ادائیگی سے ضروریات زندگی کی مکمل تکمیل ہوتی ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور زندگی میں روزی کے اندر کشادگی پیدا ہوتی ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ	اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے
اَمْرِهٖ يُسْرًا (الطلاق - ۴)	کام میں آسانی پیدا کرے گا۔
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا	اور جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کیلئے نجات کی شکل نکال
وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۲، ۳)	دیگا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عراک بن مالک ایک تابعی تھے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد کے دروازے کی چوکھٹ کو تھام کر کہتے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اجبت دعوتك وادیت	خدایا میں نے تیری پکار پر لبیک کہا، تیرے
فریضتك وانتشرتُ کما امرتنی	فرض کو ادا کیا اور تیرے حکم کے مطابق زمین میں
فارزقنی من فضلك کما وعدتنی	پھیل رہا ہوں، لہٰذا تیرے وعدہ کے مطابق اپنے
انك خیر الرازقین	فضل سے مجھے روزی عطا فرما، اس لئے کہ تو بہتر روزی دینے والا ہے۔

ان کی انھیں دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے انھیں دولت و ثروت بخشی، اور خیر کے بہت سارے کام انھوں نے انجام دیئے۔

میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو معاف فرمائے، اپنی عفو و درگذر کی چادر سے ہمیں ڈھانک لے، اپنی رحمت سے ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے اور اپنی یاد، اپنی شکر گذاری، اور اپنی اچھی طرح عبادت کی ہم سب کو توفیق بخشے؛ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کا دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ اس کی بندگی کریں، انھیں عقل مرحمت فرمائی تاکہ وہ اس کو پہچانیں، اور اپنی پوشیدہ اور کھلی ہوئی نعمتوں سے انھیں اس لئے سرفراز فرمایا تاکہ وہ اس کا شکریہ ادا کریں۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس شہادت کی ادائیگی کے وقت ہم اپنے رب سے ڈرتے بھی ہیں اور اس کی رحمتوں کے امیدوار بھی ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنھوں نے جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی داغ بیل ڈالی اور لوگوں کے لئے حق اور ہدایت کے راستے بیان فرمائے، اے اللہ رحمت اور سلامتی نازل فرما اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے ساتھیوں پر اور ان پر بہت بہت سلامتی نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! لوگو! خوب جان لو کہ اللہ نے تمہیں رائیگاں نہیں پیدا کیا، نہ ہی تمہیں یوں ہی بے مقصد اور بے کار چھوڑا ہے، بلکہ آگے چل کر ایک ایسا دن آنے والا ہے جس میں اللہ تمہیں اکٹھا کرے گا اور وہاں تمہارے متعلق فیصلہ ہوگا۔ وہ شخص انتہائی خسارے اور نقصان میں ہوگا جو اللہ کی رحمت سے دور اور مجبور ہوگا، حالانکہ اس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اور اس کی جنت سے بھی محروم ہوگا جبکہ اس کی جنت آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے کیا تمہیں اتنا بھی علم اور احساس نہیں کہ تم دبے پاؤں موت کی مقررہ گھڑی کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہو؟ لہٰذا آج اگر تم ایک پابند زندگی گذارنے کی سکت رکھتے ہو، اور فرائض و واجبات، زکوٰۃ، اور روزے رکھتے ہوئے اپنی اس حیات مستعار کے دن کاٹنا چاہتے ہو، تو دیکھو پھر اس میں سستی اور لاپرواہی ہرگز مت کرو۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج تمہارے ارد گرد بکثرت ایسے لوگ ملیں گے جنھوں نے اپنی تمام تر عقل و دانش اور اپنی تمام تر سعی و کاوش کا مدار دنیا کی پونجی جمع کرنے کو بنا لیا ہے، پیٹ اور پلیٹ اور ہوا و ہوس کی ضرورتوں کی تکمیل ان کا مقصد بن چکی ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ انھوں نے اپنے رب کے فرائض اور آخرت کی یاد کو فراموش کر دیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی تاکید ہے کہ لوگو! تم ان جیسے ہرگز مت بنو، چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

(الحشر: ۱۸، ۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور (ہر) نفس غور کرے کہ اس نے آنے والے کل کے لئے کیا آگے بھیج رکھا ہے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ تم جو کرتے ہو اس سے بخوبی واقف ہے، اور ان لوگوں کی طرح مت بن جاؤ جنھوں نے اللہ کو فراموش کر دیا، تو اس نے انھیں ایسا کر دیا کہ خود انھوں نے اپنے آپ کو بھلا دیا، یہی لوگ نافرمان ہیں۔

آج وہ لوگ کہاں ہیں؟ تمہارے وہ آباء و اجداد، دوست احباب اور پاس پڑوس والے کہاں چلے گئے، جنھوں نے دنیا میں بڑھ چڑھ کر کیا کیا نہ کیا تھا، انھوں نے اونچے محل اور بلڈنگیں تعمیر کیں، عجیب و غریب قلعے اور طرح طرح کی دھن دولت جمع کی،

مگر سعادت اور نیک بختی کے بجائے بدبختی اور بدنصیبی کی صورتوں کو بھی یکجا کر لیا، اور اسے مباح سمجھا اور آج وہ منوں مٹی کے نیچے پڑے ہوئے ہیں، اور ان کی ہڈی بھی کب کی مٹی بن چکی ہے!

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کے اہل خانہ کی تعریف کی ہے، یہ اسی لئے تاکہ تم ان کی پیروی کرو، اور ان کے جیسا عمل اختیار کرو، چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

یہ لوگ خیر کے کاموں کی طرف تیزی سے لپکتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ

اور ہمیں ڈر اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہم سے ڈرا کرتے تھے۔

(الانبیاء: ۹۰)

اے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش دے، جملہ امور میں ہمارے حدود سے تجاوز کو معاف فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ، اور کافر و مشرک قوموں کے مقابلے میں ہمیں فتح و نصرت سے شاد کام فرما۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے، جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں، اور پیغمبروں پر سلام ہو، اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

(الصّٰفّٰت: ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے عظیم محاسن اور اوصاف

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں، جس نے ہدایت کے خواہاں افراد کو اسلام کی توفیق بخشی جس کی بنا پر ان کے اعضاء و جوارح کردار اور عمل کے خوگر بنے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس شہادت پر میں ان لوگوں کی طرح ثابت قدم اور استوار رہنا چاہتا ہوں جو اللہ کو اپنا پالنہار قرار دیتے ہیں، اور پھر اسی پر اٹل رہ جاتے ہیں۔ میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اس کے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان کے سردار اور پیشوا ہیں، اے اللہ اپنے پیغمبر اور نبی پر رحمت و برکت نازل فرما، نیز آپ کی تمام پاکباز و پاک نہاد آل و اولاد اور اصحاب کرام پر ابر کرم برسا، اور ان پر بہت بہت سلامتی نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل و کرم سے کل خلائق اور عام انسانوں پر انگنت نعمتوں کی بارش برسا رکھی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں سب سے بڑی نعمت اسلام کی توفیق اور مرتے دم تک اس کے آئین اور قوانین پر ثابت قدم رہنا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے،

"وہ شخص کامیاب اور بامراد رہا جسے اسلام کی توفیق ملی، بقدر ضرورت روزی سے سرفراز رہا اور پھر یہ شخص خدا کی بخشی ہوئی ان نعمتوں پر قانع رہا۔"

(مسند احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، بروایت عمرو بن العاص، وہ شخص کامیاب رہا جو مسلمان ہوا پھر اسے روزی سے نواز اگیا۔۔ ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عموماً یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے ،

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَالسُّنَّۃِ ، وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

اے اللہ! ہم میں سے جسے زندہ رکھ اسے اسلام اور سنت پر زندہ رکھ اور جسے موت عطا فرما اسے ایمان پر موت نصیب فرما!

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی بروایت ابوہریرہ)

نیز ارشاد ہے ،

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

(الانعام - ۱۲۶)

جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۔

اور جو شخص اس عظیم نعمت سے سرفراز ہوتا ہے، اس کے تذکرے سے اسے بے پایاں مسرت ہوتی ہے اس کے فرائض اور نوافل کی ادائیگی کے لئے وہ از خود اٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور اس کے دل میں ملال کے بجائے حد درجہ فرحت اور انبساط طاری ہوتا ہے ۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ

(الزمر: ۲۲)

بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی میں ہے، (تو کیا وہ سخت دل کافر کے برابر ہو سکتا ہے)

لیکن جس کا مقدر گمراہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو اسلام کی یاد سے تنگ اور خالی بنا دیتا ہے اس کے اوامر و نواہی سے اس کے دل میں انقباض پیدا ہوتا ہے، روزہ اور نماز اور حلال و حرام کے احکام اس کے لئے حد درجہ مشکل اور دشوار نظر آتے ہیں، اطاعت سے نفرت اور وسیسہ کاری اور مکاری میں اسے عافیت نظر آتی ہے، صاحب ایمان بندوں سے اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفرت ہوتی ہے۔ اور اس کا دل رہ رہ کر کافروں، فاسقوں اور نافرمانوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے کہ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ ہی محو پرواز ہوتا ہے اور ہم نشین اور قریبی دوست کا طریقہ ہی ہر کوئی اختیار کرتا ہے۔

ثقل الکتاب علیھم لما رأ وا تقییدہٗ بأوامر و نواھی

کتاب اللہ انھیں اس لئے بھاری بھرکم اور دشوار نظر آتی ہے کہ وہ اللہ کے احکام اور اس کے نواہی سے بھری ہوئی ہے،

نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج بہت سارے اسلام کا کلمہ پڑھنے والے محض نام کے مسلمان ہیں، ورنہ وہ اسلام سے کوسوں دور ہیں، بظاہر اسلام کا دم بھرتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ اسلام کے دشمن ہیں، اور مسلمانوں سے دشمنی اور اسلام کی بیخ کنی ان کی سرشت اور فطرت ثانیہ بنتی جارہی ہے، صد افسوس کہ اسلام سے ان کا رشتہ محض زبانی رہ گیا ہے، ورنہ اسلام جیسا کردار اور اس کے احکام کی تابعداری کبھی کی ان کے اندر سے نکل چکی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ نام نہاد مسلمان فرض نمازوں سے منہ چراتے ہیں، اپنے ذمہ کی زکوٰۃ صاف نگل جاتے ہیں، رمضان کے روزے کھا جاتے ہیں، اور سود خوری، اور شراب خوری جیسی چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا، یہ اسے مطلق حرام بھی نہیں سمجھتے ہیں، نہ ہی برحق دین کی سی زندگی گذارتے ہیں، ان کی تمام تر خواہش ہے کہ دنیا میں ان کی زندگی جانوروں اور چوپایوں کی طرح بسر ہو، اطاعت یا ممانعت کا کوئی حکم ان پر عائد نہ ہو، روزہ نماز اور حلال وحرام کی کوئی پابندی ان پر نہ ہو، یہ ننگ اسلام دین کے دشمن اور مسلمانوں کے کھلم کھلا بدخواہ ہیں، یہ اس لائق ہیں کہ ہر قسم کا شر اور عذاب ان پر مسلط ہو، اور خیر اور برکت سے یہ محروم رہیں اور جو خود خیر سے محروم ہوگا دوسرا کوئی کیا اس سے مستفید ہوگا، اس لئے کہ ہر برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے، حالانکہ اسلام وہ دین ہے جو بلند اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، نسلوں اور خاندانوں کو صفائی اور ستھرائی عطا کرتا ہے اور کفر، نفاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں کی میل کچیل اور بداخلاقی کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ اور بداخلاقی اور بداطواری کا کردار انھیں لوگوں سے سرزد ہوتا ہے جو دین کی جڑ بنیاد کھودنے والے ہیں۔

چشم بصیرت اور دیدۂ عبرت رکھنے والے کو ان ملکوں کے حالات پر نظر رکھنی چاہیئے۔ جن کے سروں سے اسلام کا سایہ اٹھ چکا اور آخر کار وہاں کے باشندوں نے اسلام کے شعائر اور اس کے احکام جیسے روزہ نماز اور حج اور زکوٰۃ کو خیرباد کہہ کر ہر قسم کے فسق وفجور اور شرک وبدعات کو آنکھ بند کر کے اپنا لیا، آج ان لوگوں کی یہ درگت بنی ہوئی ہے کہ جہالت اور کفر اور ہر قسم کے نقائص سے یہ معمور ہیں، ان کے اخلاق، عقائد اور کردار سب کچھ بگڑ چکے ہیں، اور ان کی حالت جانوروں سے بھی بدتر ہو چکی ہے، جو راستوں پر شور اور ہنگامہ آرائی کرتے ہیں، نہ روزے اور نماز کا انھیں کوئی درد اور احساس ہے، نہ کسی بھلائی سے انھیں واسطہ ہے نہ کسی برائی سے نفرت کا ان کے دل میں شعور ہے، نہ خرابی اور گناہ سے خود بچتے ہیں اور نہ حق اور ہدایت کی طرف آنا ہی چاہتے ہیں۔ ان پر اللہ کی مار پڑ چکی ہے، اور یہ خود ہی آپس میں ایک دوسرے سے دست بگریبان ہیں۔

اور جو لوگ برائی اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا انجام اس کے سوا اور کیا ہوگا۔ اور اطاعت نہ کرنے پر سزائیں تو ضرور مل کر رہیں گی،

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

(النحل: ۱۱۲)

اور اللہ نے ایک بستی کی مثال دی، جو پرسکون اور مطمئن تھی، اس کا رزق ہر روز ہر طرف سے بافراغت آتا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنایا، ان کی اسی بداعمالی کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔

هو الاسلام ما للناس عنه

اذا ابتغوا السلامة من غناء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہی ایسا دین ہے، جس سے وہ لوگ کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتے، جو سلامتی اور راستی کے خواہاں ہیں۔

فاذا انصرفت شعوب الارض عنه فبشر كل شعب بالشقاء

ساری قومیں بھی اگر اس سے روگردانی کر بیٹھیں تو (اس کا بھلا کیا نقصان ہوگا، البتہ تم) ایسی تمام قوموں اور گروہ کو خوشخبری سنا دو کہ ان کی بدبختی بس آگئی!

نظام العدل يمنع كل شر وطب الشرع ينزع كل داء

یہ اسی لئے کہ عدل وانصاف کا نظام برائی کی جڑ کو مٹا دیتا ہے اور شریعت کا علاج ہر مرض کی دوا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

"اللہ نے تمہارے درمیان اخلاق واطوار کو بالکل اسی طرح تقسیم کر دیا ہے، جیسے اس نے روزی تقسیم کر رکھی ہے، رہی دنیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر کس وناکس کو دیدیتا ہے، خواہ وہ اس کو چاہتا ہو یا نہیں چاہتا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ دین بس اسی کو مرحمت فرماتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہو، لہٰذا خوب سمجھ لو کہ اللہ نے جسے دینداری بخشی وہ ضرور اس کا محبوب اور پسندیدہ ہے۔"

(احمد بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جہاں تک دین کا تعلق ہے یہ ایک ہمہ گیر اور لطیف ونازک رابطہ ہے، اور اس رابطہ کی نعمت سے وہی لوگ مالا مال ہوتے ہیں، جو دنیا اور آخرت کی سعادت کو دل سے چاہتے ہیں، دین کا یہ لگاؤ کسی صورت اور زندگی کے کسی گوشہ میں مشکل یا دشوار نہیں ہوتا، اس سے مربوط ہونے کے بعد مسلمان کی عقل کسی تہذیب کی پابند نہیں رہتی، نہ ہی جائز تجارت کی راہیں اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بند ہوتی ہیں، بلکہ دین اسلام کامیابی کا زینہ اور صلاح و فلاح کا حقیقی ذریعہ ہے۔ اس کا ظاہری رخ اس حقیقت کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں، اس کا ستون نماز ہے یوں ہی روزہ، زکوٰۃ اور حج اس کے باقی ماندہ ارکان ہیں۔

اسلام کے یہ ارکان اس کی عمارت کی بنیادیں ہیں، جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل کا کام دیتی ہیں، دین داروں اور بے دینوں پرہیزگاروں اور گنہگاروں کو ایک دوسرے سے الگ الگ کرتی ہیں، یہی نہیں بلکہ اسلام کے یہ ارکان ایمان کی صحت کی ضامن اور اس کے لئے کسوٹی ہیں، انھیں کے ذریعہ سچا مسلمان کافروں، فاسقوں اور نافرمانوں کے بیچ صاف صاف پہچان لیا جاتا ہے اور ہر دو کے درمیان فوری امتیاز آسان ہو جاتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ امتحان کے وقت ہی آدمی کی قلعی کھل جاتی ہے، پھر وہ سرخرو اور معزز ہو جاتا ہے، یا ذلت اور خواری کا سامنا اسے کرنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے زبانی دعوؤں پر ہی نہیں چھوڑ دیتا کہ وہ بس یہ کہتے پھریں، میں مسلمان ہوں، میں مومن ہوں، یا وہ کلمہ شہادت کے ان الفاظ پر محض انحصار کر بیٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں، کوئی بس یہ کہتا پھرے، لیکن اس کے اعمال اور کردار کا کوئی جائزہ نہ لیا جائے، نہ اس کی کسی صورت آزمائش کی جائے کہ اس کا کون سا عمل اس دعوی مسلمانی کی کہاں تک تصدیق کرتا ہے یا اسے کہاں تک جھٹلاتا ہے ــ؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت: ۱)	کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ اقرار کر لینے کے بعد کہ وہ ایمان لے آئے، انھیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا اور انکی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ؛ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

یعنی ہم نے پہلی قوموں کو طرح طرح سے آزمایا، انھیں احکام اور واجبات کا پابند بھی بنایا اور حرام کاموں سے پرہیز کا حکم بھی دیا ..... !

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا (العنکبوت ۔ ۳) تو اللہ ضرور انھیں جان کر رہے گا جنھوں نے سچ کر دکھایا ،

اور یہ محض اس لئے کیا جائے گا تاکہ ہم ان کے ایمان کا جائزہ لیں، چنانچہ اگر انھوں نے فرائض و واجبات کی کماحقہ پابندی اور رعایت کی، اور دین پر چلتے رہے تو ان کا کردار ان کے گفتار کی تصدیق کرے گا اور وہ اپنے دعوے میں سچے ہوں گے ،

وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (العنکبوت ، ۳) اور ضرور جان کر رہے گا، ان لوگوں کو جو جھوٹ بولنے والے ہیں ،

یہ وہی لوگ ہوں گے جو اپنے منہ سے مومن ہونے کا دم بھرتے ہیں، لیکن دل سے ایمان نہیں لاتے تھے ، نہ ہی ان کے ہاتھ پاؤں اسلام کے تابع فرمان تھے ، اسلام سے ان کا لگاؤ محض رسمی اور برائے نام تھا، اس کے مطابق عمل درآمد اور اس کے حکموں کی بجاآوری سے یہ کوسوں دور تھے ، ؎

www.KitaboSunnat.com

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل ؛ دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (البقرۃ: ۷-۹) کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں، وہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو دھوکہ دیتے ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنابریں فرزندان اسلام کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے حکموں کے مطابق چلیں، تاکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے انھیں جانا اور پہچانا جائے، پھر اس کی دعوت کو لوگوں میں عام کریں، اس لئے کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو بہتر مسلمانوں میں ان کا بھی شمار ہوگا، پھر اسلام ایک نشان راہ اور اندھیاری کے اندر روشنی کا مینار ہے، اسلام کے ذریعہ مسلمانوں کا تعارف اور ان کی پہچان ہوتی ہے، ورنہ جس کے اندر اس کا کوئی گردار نہیں، بھلا اس کے اسلام کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ وَالْاِيْمَانُ فِي الْقَلْبِ — اسلام برملا اظہار کا نام ہے جبکہ ایمان دل کے اندر ہوتا ہے۔

اسلام کے علانیہ ہونے کا مطلب یہی ہے کہ مسلمان کو اپنے اسلام کا لوگوں میں برملا اظہار اور اس کا اعلان کرنا چاہئے اور اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ لوگ اسے پنج وقتہ نمازیں ادا کرتے ہوئے دیکھا کریں، مال کی زکوٰۃ تقسیم کرتے ہوئے اسے دیکھیں، اسی طرح رمضان کا روزہ رکھے تو لوگوں کی بھی اس پر نگاہ ہو، اور اس طرح اس کا اسلام علانیہ اور کھلم کھلا لوگوں میں اجاگر اور نمایاں رہے، اور لوگ انگلی اٹھا کر کہہ سکیں کہ دیکھو یہ مسلمان ہے، اور یہی لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

نیز علماء کے اس مقولہ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ

اسلام یہ ہے کہ بندہ اللہ کو ایک مان کر اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دے، اور دل سے اس کا تابع فرمان بن جائے۔

لیکن اس کے برخلاف جو شخص برائے نام اسلام سے واسطہ رکھتا ہے، نہ نمازیں پڑھتا ہے نہ فریضہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے، نہ رمضان کے روزے رکھتا ہے، نہ ہی اعمال کا بدلہ ملنے کے لئے مرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اٹھائے جانے کی زندگی کو تسلیم کرتا ہے، اور نہ جنت اور دوزخ کو صحیح سمجھتا ہے، تو اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ ایسے شخص کا اسلام قطعی کھوٹا اور بے معنی ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں، یہ محض زبانی جمع خرچ ہے، جسے احساس اور وجدان جھٹلاتا ہے، اور کتاب وسنت سے اس کی تکذیب اظہر من الشمس ہے، اس قسم کے اسلام کی مثال کسی ویران گھر کی ہے جس کے بام ودر اور دیواریں گر پڑی ہوں، اور اس پر ہو کا عالم طاری ہو، افسوس کہ بہت سے لوگوں کو اسلام کی حقیقت کا احساس نہیں، اور وہ محض زبانی اسلام کا دم بھرتے ہیں، حالانکہ اسلام زبان سے اقرار، دل سے یقین اور اعضاء وجوارح سے عمل کا نام ہے۔

دین اسلام عقل سلیم اور فطرت مستقیم کا دین ہے، دین اور دنیا کی مصلحتیں اس کے اندر اکٹھا ہیں، اور جسم اور جان کا فائدہ محض اسی دین کے اندر مضمر ہے، یہ دین سعادت ابدی اور حیات اخروی کا ضامن ہے، جو لوگ امور مملکت کے اندر سے دین کو اور سیاست سے مذہب کو الگ کرتے ہیں، ان کے یہاں جھوٹ، فساد اور چنگیزی کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلام وہ ہمہ گیر مذہب ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے وضع فرمایا، اور دنیا جہان کے انسانوں کے لئے بس اسی کو پسند فرمایا، عالم انسانی، کیا عرب اور کیا عجم ان کا بس یہی ایک دین ہو سکتا ہے، اس کے سوا کوئی دین قابل قبول نہیں ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا	آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا، اور تمہارے لئے دین اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔

(المائدۃ: ۳)

ایمان کی حلاوت بس انہیں لوگوں کو نصیب ہوگی جنھوں نے اللہ کو رضا ورغبت کے ساتھ رب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کیا، اسلام کو اپنا مذہب قرار دیا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے دل سے قائل ہوئے۔ حدیث سے یہی ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ بیشک دین اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے

(آل عمران : ۱۹)

نیز فرمایا :۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا خواہاں ہوگا، اس سے ہرگز اس کے (پسندکردہ) دین کو قبول نہیں کیا جائے گا، اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

(آل عمران : ۸۵)

اسلام صلح صفائی اور امن و آشتی کا دین ہے، عزت اور نظم و ضبط اس کا خاصہ ہے، یہی وہ مذہب ہے جو بدعت کی خرافات سے عقل کو بچاتا ہے اور ضلالت و اوہام کی تیرہ و تار بدلی کو چھانٹ کر رکھ دیتا ہے، جو لوگ اس دین کے ہو کر رہتے ہیں وہ دنیا کے قائد اور پیشوا بنتے ہیں اور پھر دانگ عالم اور خلق خدا سب ان کے فیض سے مستفید ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ اس دین کو ضائع کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں

وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ

اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کون عزت دے سکتا ہے۔

(الحج : ۱۸)

یہی وہ دین ہے جو خون اور دھن دولت دونوں کی حفاظت کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ تمہارا خون اور تمہارا مال سب قابل احترام ہے۔ اسلام کے سوا کوئی ایسا دین نہیں، جو ہر زمانہ اور علاقے کے لائق اور مناسب ہے، اس دین نے اپنے ماننے والوں کے شب و روز کو حکمت، مصلحت، اور عدل و نکوکاری سے مزین اور آراستہ کیا، کاش اگر عام انسان بھی اس دین کو تسلیم کرلیں اور اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات کے مطابق زندگی گذارنے لگیں، اور اس کے آئین اور قوانین کو اور اس کے جملہ حدود وقیود کو اختیار کرلیں تو کوئی بعید نہیں کہ وہ بانصیب اور سعادت مند رہیں، اسلئے کہ اسلام ہی جادۂ ہدایت اور صراط مستقیم کا ضامن ہے۔

موجودہ زمانے کی بیشتر قومیں جب دولت اسلام سے تہی دست ہوئیں، اور کتاب وسنت پر عمل انھیں نصیب نہیں ہوسکا، تو یہ سخت حیران اور پریشان ہوئیں، کیونکہ اب ان کے سروں پر کسی ایسے دین کا سایہ نہیں تھا، جو ان کی حفاظت کرسکے، نہ کوئی ایسا دستور تھا جو ان کو منظم اور آراستہ کرسکے، چنانچہ ان کے اخلاق جانوروں سے بدتر ہوئے، اور اب وہ یہ عذر لنگ کرنے لگے کہ ان کی زندگی امر ونہی اور گیر ودار سے خالی اور کسی قسم کی عبادت جیسے روزہ، نماز اور حلال وحرام کے حکموں سے عاری اور تہی ہے۔

دشمنان اسلام نے اسلام کی شہرت کو بٹہ لگادیا، اور اس قسم کا پروپیگنڈہ کرکے اس کے اجلے دامن پر کذب وافترا پردازی اور دجل وفریب کاری کی کیچڑ اچھالی کہ اس کے احکام نہایت سخت اور دشوار ہیں، بالخصوص اس کا فوجداری دستور حد درجہ کٹھن اور مشکل ہے۔ اور کم از کم اس بیسویں صدی کے لئے کسی صورت موزوں یا مناسب نہیں ہے، یہ اس قسم کی بیجا باتیں آئے دن سامنے آتی رہتی ہیں۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (الکھف - ۵)

کیسی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے۔

یہ غلط سلط پروپیگنڈہ مستشرقین آئے دن کرتے رہتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے کھلے ہوئے دشمن ہیں، اور ان کا خاص مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو دین اسلام سے باز رکھیں، اور اس عظیم دولت سے انھیں محروم کردیں، اس لئے کہ اسلام کی اصل قدر قیمت سے خود انھیں بھی کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقفیت نہیں ہے نہ اس کی حلاوت اور مٹھاس انھوں نے چکھی ہے، ورنہ جس نے ایک بار اس کا مزہ چکھ لیا، وہ ہمیشہ کے لئے اس کا گرویدہ ہوگیا، اور جس نے نہیں چکھا وہ سدا کے لئے محروم رہا، لہٰذا دین اسلام پر نکتہ چینی اور عیب جوئی محض جہالت اور نادانی کا نتیجہ ہے، ایک شاعر کہتا ہے۔

صدیقک لایثنی علیک بطائل فماذا یرجی فیک العدو یقول

تمہارا دوست تا دیر تمہاری تعریف نہیں کرے گا۔ لیکن دشمن تمہارے اندر جو کچھ دیکھے گا فوراً وہ کہہ دے گا،

ہمارے اسلاف نے تیرہ سو برس تک محض شریعت اسلامیہ کی روشنی میں حکومت کی ہے، اور یہی وہ دستور تھا جو ان کی موجودہ اور آئندہ مشکلات کا حل پیش کرتا تھا، اور انھیں کامل تشفی اور طمانیت بخشتا تھا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (المائدۃ: ۴۹)

اور اللہ نے جو حکم نازل کیا ہے اسی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرو، اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور ان سے بچتے رہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو کچھ اللہ نے تم پر نازل کیا ہے اس کے کسی حکم سے وہ تم کو بہکا دیں۔

چنانچہ مسلم حکام اپنے دور حکومت میں خون کے بدلے میں خون اور چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے زنا کاروں، بہتان بازوں اور شراب خوروں کو کوڑوں کی سزا دیتے، اور اس سلسلے میں انھیں کسی کی ملامت کا کبھی اندیشہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ انھیں اعمال کی بدولت انھیں عزت، قوت اور ملک کے اندر استحکام نصیب ہوتا تھا، شریعت کی ان سزاؤں سے آج تک ایک زمانہ سخت وحشت زدہ اور چیں بہ جبیں ہے اور اسے بڑا برا سمجھتا ہے۔ لیکن اس حقیقت کو انھیں بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ اسلام کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ فوجداری نظام، جرائم کے ازالہ یا اس کے اندر بھاری کمی لانے کی جس قدر صلاحیت رکھتا ہے اور سماج کے ان گنت روگ کی اصلاح اور درستی جس قدر یہ کرتا ہے، کوئی اور نظام یا ازم اس کا عشر عشیر بھی نہیں کرسکتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ (حٰمٓ السجدۃ: ۴۴)

آپ کہہ دیجئے کہ یہ (قرآن) ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے، مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے۔

اور ظاہر ہے جو کوئی اپنا احترام نہیں کرے گا، دوسرا کوئی کہاں تک اس کی عزت اور احترام کرے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج: ۱۸)

اور جسے اللہ رسوا کرے اسے کوئی ذلیل کرنے والا نہیں،

اور عوامی فائدہ کے پیش نظر انفرادی مضرتوں کو بڑی حد تک انگیز کیا جاسکتا ہے۔

آخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب جزیرہ نمائے عرب سے نکلے تو ان کے ہاتھوں میں صرف قرآن پاک تھا، وہ جہاں گئے، اسی کی دعوت دی، اسی کی برکت سے انھوں نے ملکوں کو فتح کیا، اور قوموں کے جسموں پر نہیں، ان کے دلوں پر حکومت کی، ان کی عظیم تر کامیابی اور ترقی کا راز بس یہی تھا، انکی فتوحات، ان کی قیادت اور سیادت، اور ان کی طاقت و قوت کے پیچھے یہی ایک چیز مضمر تھی۔ چنانچہ بزرگی اور عظمت اور ترقی کے تمام منازل انھوں نے اسی طرح طے کئے، اور قرآن پاک کی ہدایت اور رہنمائی کی روشنی میں قبائلی گروہ بندی کے بجائے ایک امت اور ایک قوم کا استحکام انھیں نصیب ہوا، الگ الگ اکائیوں میں بٹنے کے بجائے ان کے اندر اتحاد پیدا ہوا، ظلم و زیادتی، دہقانیت اور بدانتظامی سے ہٹ کر انھوں نے اعلیٰ درجہ کی تہذیب، وسیع علم، اور منظم شہریت کو اختیار کیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ کل تک جو قوم حد درجہ پسماندہ اور جہالت آمیز زندگی کی خوگر تھی، دیکھتے دیکھتے ان کی کایا پلٹ گئی اور بالکل ایک نئی دینی روح اور مذہبی اسپرٹ ان کے اندر پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے انھیں عزت وعظمت اور شکوہ و دبدبہ ملا، اور علم و معرفت کے سربستہ راز ان پر آشکار ہوئے، اور جو جو وعدے اللہ نے ان سے کئے، ایک ایک کرکے انھیں پورا کردکھایا چنانچہ اس کا ارشاد ہے،

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا

(النور: ۵۵)

اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین پر حکومت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے (نیک) لوگوں کو حکومت دی تھی، اور ان کے دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے مستحکم کردے گا، اور خوف کے بعد ان (کے خوف) کو امن سے بدل دے گا، وہ لوگ میری عبادت کریں گے، اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

❖

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کا یہ وعدہ سچا ہوا، چنانچہ کل کے بادیہ نشین اور خانہ بدوش، آگے چل کر مہذب ملکوں کے حکمراں ہوئے، کل تک جن کے بدن پر چیتھڑے جھولتے تھے اور جنھیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہوتی تھی، زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ بڑی بڑی سلطنتوں کے سیاہ و سپید کے مالک ہوئے اور دور کیوں جائیے، فتوحات کے آغاز میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فوج ظفر موج نے کسریٰ کے شہروں کو تاراج کیا، اور ایرانی مسلح افواج کے سپہ سالار کو محسوس ہوا کہ اب شکست یقینی ہے تو اس نے اسلامی فوج کے قائد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجا اور دریافت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ وہ آخر کیا چاہتے ہیں ؟ اور ایرانی علاقے میں ان کی آمد کی کیا وجہ ہے ؟ ان کا دوٹوک جواب یہ تھا کہ

نرید ان نخرج الناس من جور الادیان الی عدل الاسلام وان نخرجھم من عبادۃ المخلوق الی عبادۃ اللہ وحدہ وان نخرجھم من ضیق الدنیا الی سعتھا	ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو ادیان و مذاہب کی تنگنائے سے نکال کر اسلام کے عدل و کرم گستری کی طرف لے جائیں، خدا کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی کی طرف لے جائیں، اسی طرح انھیں دنیا کی تنگی سے نکال کر دین کی وسعت اور کشادگی کی طرف لے جائیں۔

اسلاف صالحین، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین عظام کا طریق کار اور ان کی روش یہی رہی ہے، اور کتاب و سنت اور دلیل و حجت کے ساتھ اسی طریقہ پر انھوں نے ابتداء سے انتہا تک محنت کی ہے، اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اسلام اور اس کی بے مثل تہذیب اور کلچر کا دائرہ روز بروز پھیلتا اور بڑھتا رہا، اور آج تک اس کی نظیر یا مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ نہ اس دوران کہیں کسی پر ظلم و جبر ہوا، فتوحات کے اس زریں دور میں جب کہ اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا، اور نئے نئے ملک اسلام کے زیر نگیں آ رہے تھے، ان فرزندان اسلام نے کبھی بھی اپنے لئے عیش و عشرت اور آسائش و آرام کا خیال بھی دل میں نہیں لایا، نہ ہی انھوں نے اپنے لئے بنگلہ اور کوٹھی بنانے یا خزانہ بھرنے کا کوئی تصور کیا، بلکہ ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ دین کے اصول اور ضابطوں کو استحکام حاصل ہو، عوام کے دلوں میں اس کی بنیادیں استوار اور مضبوط ہوں، بے دینوں کے طریقے ایک ایک کر کے تہس نہس اور ریزہ ریزہ ہوں، اسلامی علوم و فنون اور شرعی احکام کا بازار گرم ہو اور عربی زبان دانی کو فروغ حاصل ہو، چنانچہ انھوں نے نہایت چابکدستی سے نئے نئے شہر آباد کئے، مسجدیں تعمیر کیں، نیکی، خیر سگالی اور رفاہیت کے قابل فخر کارنامے انجام دیئے اور بے حیائیوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برائیوں اور بدکاری کے اڈوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ اور بالکل ایک نئی تہذیب اور تروتازہ تمدن کو جنم دیا جو دین دنیا کا حسین گلدستہ اور شگفتہ امتزاج تھا۔ انھوں نے اطاعت خداوندی اور اس کی تعمیل کو ان اصولوں کی بنیاد قرار دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں بیش از بیش قوت حاصل ہوئی، نیکی اور بھلائی کے یہی چھوٹے چھوٹے پودے آگے چل کر تناور درخت ہوئے۔ اور زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ انھیں اور ان کی آنے والی نسلوں نے ان درختوں کا پھل کھایا، روزی بارش کی طرح ان پر برستی رہی۔ اللہ نے انھیں آل واولاد اور دھن دولت ہر طرح سے نوازا، اور روئے زمین پر بے پناہ کثرت اور افزائش انھیں حاصل ہوئی،

لیکن بعد کی صدیوں میں مسلمان جس قسم کی ابتری اور زبوں حالی کا شکار ہوئے، اور ان کے حالات جو اس قدر بگڑ گئے کہ آج ان کے بعض علاقوں پر ان کے دشمن قابض ہیں، اور انھیں پہلی سی عزت حاصل نہیں رہی ہے تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اسلام سے ان کے کردار اور عمل کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے ان کے عقائد اور تصورات میں زبردست بگاڑ آچکا ہے اور ان کے اندر منافقوں کے قبیل کی ایسی کالی بھیڑیں در آئیں ہیں، جو اسلامی احکام کو علانیہ ٹھکرانے پر تلی ہوئی ہیں، بالخصوص اسلامی سزاؤں اور ان سے متعلقہ قوانین کی پابندی سے گریزان کے دلوں میں راسخ ہو چکا ہے اور ان کی پوری نیت یہ ہے کہ اس کے بجائے انسان کے اپنے بنائے ہوئے قوانین لاگو کئے جائیں یہ اور اس قسم کی چیرہ دستی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اقوام عالم سے اس قوم کی حالت ابتر ہے۔ جادۂ ہدایت سے ان کے قدم ہٹے ہوئے ہیں، ان کے اندر زبردست کشمکش، اضطراب اور بے چینی عام ہے، اور کل تک جو نعمتیں انھیں حاصل تھیں، آج ایک ایک کرکے ان سے چھینی جارہی ہیں، وہ قہر خداوندی کا نشانہ بنتے جارہے ہیں۔ اور اللہ کا فرمان اٹل ہے کہ :-

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ (الرعد، ۱۱)	بیشک اللہ کسی قوم کی حالت کو بغیر اس کی جد وجہد کے نہیں بدلتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ اور تجربہ شاہد ہے، اور عبرت کی نگاہ بارہا یہ منظر دیکھ چکی ہے کہ جب بھی کسی مسلم ملک یا اسلامی ریاست میں الحاد اور بے دینی کا ظہور ہوا، اور وہاں بسنے والے مسلمانوں نے اسلامی شریعت کو پس پشت ڈال کر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جملہ شرعی عبادات سے دست بردار ہوئے اور دنیا جہان کی برائیوں کو اپنایا اور نشہ بازی اور طرح طرح کی بازیوں کے خوگر ہوئے، تو اللہ ایسی قوموں پر اول ہر قسم کا شر اور بگاڑ مسلط فرماتا ہے، برائیوں کا دروازہ ان پر کھل جاتا ہے اور پھر زیادہ عرصہ نہیں گذرتا کہ اللہ کا عذاب انھیں چاٹ جاتا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال ۔ ۲۵)

اور اس فتنہ سے بچو جس کا شکار صرف وہی لوگ نہیں ہوں گے، تم میں سے جنھوں نے ظلم کیا، (بلکہ دوسرے لوگ بھی اس کا شکار ہونگے) اور خوب جان لو کہ اللہ تعالےٰ سخت عذاب والا ہے۔

کاش آج کا مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو، بارگاہ ایزدی میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے، دین پر سختی سے چلے، اپنے پروردگار کے اوامر اور احکام کی سچی نگہداشت کرے، اور اگر ایمان کی رمق موجود ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، اور ان کے حکموں کی صحیح صحیح تعمیل کرے۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعتِ اسلامیہ کا نظام

ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر قابلِ قبول ہے

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے خاص ہیں، جس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی، اگر اسکی یہ توفیق ہمارے شاملِ حال نہ ہوتی تو اس نعمت سے ہم بہرہ ور بھی نہ ہوتے، اگر اللہ ہماری ہدایت نہ فرماتا، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، ہماری یہ شہادت ایسے ہر عقیدہ یا نظریئے سے پاک ہے، جو اللہ کو پسندیدہ اور محبوب نہیں، ہم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایسے بندے اور رسول ہیں جنھیں اللہ نے جملہ انسانوں میں سے منتخب فرمایا، اور انھیں امتیاز بخشا۔

اے اللہ اپنے بندے اور رسول پر رحمت اور برکت نازل فرما، اور آپ کی آل و اولاد، اصحاب اور آپ کے متبعین پر بھی رحمت نازل فرما، اور انھیں سلامتی عطا فرما،

حمد و صلوٰۃ کے بعد! برادرانِ اسلام! ہم سب کو خدائے بزرگ و برتر سے ڈرتے رہنا چاہئے، اور تقویٰ اختیار کرنا چاہئے، اس لئے کہ وہ جہانوں کا مالک اور بڑا علیم و خبیر ہے، نیز اسلامی حقوق اور اس کے واجبات کی تعمیل اور ان کی بجاآوری وقت کا اہم فریضہ ہے، اور ہمیں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اللہ کے بندوں پر اس کی ایک سے بڑھ کر ایک نعمتیں ہیں، جن میں سب سے بڑی اور افضل ترین نعمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی، چنانچہ ایک روایت میں ہے :-

وہ شخص کامیاب ہوا، جسے اسلام کی توفیق ملی، گذارے کے بقدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزی اسے دستیاب ہوئی، اور اللہ نے جس قدر بخشا اس
پر اس نے قناعت کی۔ (مسند احمد)

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔
(الانعام - ۱۲۶)

اس توفیق الٰہی پر یہ شخص خوش ہوتا ہے، اس کا ذکر خیر اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے، اور پھر اس کے فرائض و واجبات ہی نہیں بلکہ اس کے نوافل اور مستحبات کے لئے یہ شخص خوش دلی اور فرحت و انبساط کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور جی جان سے انھیں ادا کرتا ہے اور اسلامی ہدایت کا یہ بھی خاصہ ہے کہ اس کی حلاوت اور شیرینی جب کسی کے نصیب ہوتی اور اس کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے، تو اس کے ایک ایک عضو سے نشاط اور سرگرمی نمایاں ہوتی ہے،

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا
اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اس کے سینہ کو تنگ اور بند کر دیتا ہے
(الانعام - ۱۲۶)

لیکن جو اس نعمت سے بے بہرہ ہوتے ہیں، اسلام کے نام سے ان کے دل میں کڑھن پیدا ہوتی ہے، اس کے اوامر اور نواہی سے ان کو کوفت ہوتی ہے، اس کے حلال و حرام اور اس کی عبادتوں جیسے روزہ اور نماز سے ان کے دل میں نفرت اور اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ
اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (البقرۃ ۸، ۹)

ایمان لانے والے نہیں۔ وہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، حالانکہ وہ (کسی اور کو نہیں) اپنے آپ کو ہی دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی محسوس نہیں کرتے۔

یہ اوصاف جن کے اندر ہوتے ہیں، ان کے اندر ٹال مٹول اور سستی گھر کر لیتی ہے۔ اطاعت سے انھیں نفرت ہوتی ہے، ایمان والوں سے ان کو بغض ہوتا ہے، اور کافروں، بدیزوں اور نافرمان لوگوں سے انھیں محبت ہوتی ہے، کیونکہ آدمی اپنے جیسے کی طرف بڑھتا ہے اور جو اس کے دوست کا طریق کار ہوتا ہے وہی اس کا طریقہ ہوتا ہے۔

موجودہ زمانے میں بیشتر مسلمان اسلام سے دور کا رشتہ رکھتے ہیں، حالانکہ وہ اس سے کوسوں دور ہوتے ہیں، اسلام کی محبت کا دم بھرتے ہیں، جبکہ وہ درپردہ عداوت رکھتے ہیں، اس کی جڑ بنیاد کو کھودتے اور اس کی عمارت کو ڈھانے کے لئے کوشاں ہوتے ہیں، تم ان کا یہ زبانی دعویٰ تو ضرور سنو گے کہ وہ منھ سے یہ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں" آپ کا نام سن کر وہ درود بھی پڑھتے ہیں، آپ کے دین کو برحق بھی مانتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ قبروں اور قبر والوں کا وسیلہ بھی چاہتے ہیں، ان سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں، اور اپنی پریشانی دور کرنے کی ان سے دعائیں کرتے ہیں، لیکن افسوس انھیں یہ احساس نہیں کہ یہی سب سے بڑا شرک ہے، جو ان کی نماز، روزہ، اور ان کے ہر ہر نیک عمل کو اکارت کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بارہا اس سے خبردار کیا ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی اور گمراہ نہیں جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو تا قیامت اس کی پکار کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، بلکہ وہ ان کی صیحہ و پکار کا احساس بھی نہیں رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ کر رکھا ہے کہ آپ کی امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو کر جہنم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلی جائے گی، صرف ایک فرقہ نجات پائے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ فرقہ کون سا ہوگا، آپ نے فرمایا، یہ فرقہ ہوگا جو اس طریق کار پر عمل پیرا ہوگا، جس پر آج میں اور میرے صحابہ عمل پیرا ہیں۔

اسلاف صالحین جیسے صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین عظام، اسی طرح صلاح الدین عماد الدین، نور الدین ایوبی، اور وہ تمام مسلم سلاطین اور حکمراں جن کا نام تاریخ کے زریں صفحات پر ثبت ہے اور جن کی حسین یادیں دل و نگاہ کو خیرہ کرتی رہیں گی جنھوں نے زبردست فتوحات حاصل کیں، اور ایک زمانہ ان کے نام سے لرزہ براندام رہا،

یہ تمام اولوالعزم ہستیاں ہمیشہ اسلام سے وابستہ اور منسلک رہیں، انھوں نے اسلامی دستور کو اپنا دستور اور قرآن کریم کو اپنا رہنما اور پیشوا اقرار دیا، اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ایمان ویقین، امن وامان اور طمانیت اور خوش بختی میں کوئی بھی ان سے آگے نہیں بڑھ سکا، اور انھیں کریمانہ اوصاف اور اعلیٰ اخلاق کے سایہ میں انھوں نے چین اور سکون کی زندگی بسر کی، اسلام کی مٹھاس نصیب ہونے کے بعد انھوں نے اس کی اس طرح قدر کی کہ وہ ہمیشہ کے لئے اسی کے ہوگئے اور اس کی برکات وثمرات سے مستفید ہوتے رہے، اور مثل مشہور ہے کہ جو جانتا ہے وہی قدر کرتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ سدا محروم رہتا ہے، اور حدیث میں آتا ہے۔

"اسلام کی حلاوت کچھ اسی کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ کی ربوبیت کا قائل ہوجائے، اسلام کو بطور دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول پسند کرے اور اس پر راضی رہے"

(مسلم بروایت عباس بن عبدالمطلب)

نالتکاتف علی التمسک بالاسلام والعمل بشرائعہ علی التمام

شانہ سے ملاکر اسلام کو مضبوطی سے تھامنا اور اس کے مکمل دستور پر عمل کرنا (یہی ان کا کام ہوتا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ جوہر ہے جو مسلمان کو متحد کرتا ہے، ان کے دلوں کو باہم مربوط کرتا ہے۔ ان کے آپس کے جھگڑوں کو ختم کرتا ہے اور دشمن کے خلاف فتح کے لئے انھیں آمادہ اور تیار کرتا ہے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:۔

"اللہ نے اسلام کے ذریعہ جو عزت دی ہے، کسی اور چیز کے ذریعہ خواہ کتنا بھی تلاش کروگے ایسی عزت کہیں اور نہیں پاؤگے"

اللہ نے صاحب ایمان بندوں کے اتحاد و اتفاق کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح کیا ہے،

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔

(آل عمران، ۱۰۲، ۱۰۳)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ اور تمہاری موت نہیں آئے مگر ایسی حالت میں جبکہ تم مسلمان ہو، اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تم سب تھامے رکھو، اور آپس میں تفرقہ مت رکھو،

اللہ کی رسی سے مراد قرآن پاک کی تعلیمات اور اسلامی دستور کے مطابق عمل درآمد ہے یہی اس کی مضبوط رسی، اس کا مستحکم آئین اور اس کے ٹھوس قوانین ہیں۔

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے، عزت و قوت اور نظم و ضبط کا دستور ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جو انسانی عقل کو بدعتوں کی خرافات اور وہم و ضلالت سے پاک صاف کرتا ہے، اور انسان خواہ بڑے سے بڑا یا چھوٹے سے چھوٹا کیوں نہ ہو، اس کا تعلق عوام یا خواص سے ہو یا اشراف یا پست اقوام سے، شرعی حدود، انسانی حقوق اور مسائل و احکام میں وہ سب کے ساتھ یکساں اور مساوی برتاؤ کرتا ہے۔ اسلام کا معیار فضیلت محض ایمان اور اطاعت ربانی ہے اس کے بغیر کسی اور چیز سے کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر یا کالے کو گورے اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دین کا تقاضا ہے کہ مومن عفو و درگذر اور شفقت اور ہمدردی میں بھائی بھائی کی طرح رہیں۔ اور ایک دوسرے کی مدد اور سہارا پہونچانے کے لئے دیوار بن جائیں،

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ (المائدۃ: ۵۴)	وہ مسلمانوں کے حق میں نرم دل ہوں گے لیکن کافروں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے۔
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ (التوبۃ: ۷۱)	اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ عنقریب رحم فرمائے گا۔

❊

یہی وہ دین ہے جو خون اور دولت کی قدر پہچانتا ہے اور ان کا احترام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہے، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی اور رضاء و رغبت کے بغیر حلال نہیں ہے، اس دین کو جولے کر اٹھا، اس نے قوموں کی امامت کی، اور ملک خدا اور بندگان خدا کو ان کے ذریعہ سعادت اور نیک بختی ملی۔ لیکن جنھوں نے اس دستور کی قدر نہیں کی وہ شر اور فساد میں غرق ہوئے اور ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج: ۱۸)	اور جسے اللہ رسوا کرے، اسے کون عزت دے سکتا ہے۔

اسلام ہر زمانے اور ملک کے لائق دین ہے، اس لئے کہ اس کے فطرت پر مبنی احکام اور قوانین نے انسانی زندگی کو بہتر نظام کے مطابق آراستہ پیراستہ کیا اور عدل و انصاف اور نکوکاری اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پختگی کو کسی لمحہ فراموش نہیں کیا،

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا (الانعام، ۱۱۵) — اور تمہارے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کے اعتبار سے پوری ہوئیں،

یعنی اسلامی آئین اور الٰہی فرامین قول کے سچے اور فیصلہ کے لحاظ سے عدل و انصاف پر مبنی ہیں، اور اگر عوام اس دین کی تعلیمات پر ایمان لے آئیں، اس کے احکام اور نظم و نسق کے مطیع اور فرمانبردار بن جائیں، اور اس کی حدود اور ضابطوں کے مطابق اپنی زندگی کو استوار کریں تو ان کی سعادت اور خوش نصیبی میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، نہ ان کے اندر بغاوت، سرکشی، اور دراز دستی یا ظلم و زیادتی کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (الاسراء ۹:) — (یہ قرآن) وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے۔

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ (الکہف ۲، ۳) — اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری ہو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے بہتر اجر ہوگا، اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

بعثت نبوی سے آج تک تیرہ صدیاں گذریں، اسلام اور اس کا دستور کتاب و سنت آج بھی برقرار اور استوار ہے اور کیوں نہ ہو اس لئے کہ اللہ نے اسلامی دستور کی وہ شان رکھی ہے جو رہتی دنیا کے انسانوں کے نزاع اور خلفشار کا فیصلہ اور ان کا ازالہ کرتا ہے، اور جب کبھی امت میں اختلاف ہو تو ان کے اندر اجماع اور جمعیت کی شان عود کر آئے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے، اس سے پہلے ہی یہ دین کامل اور مکمل ہو چکا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ کی یہ نعمت عظمیٰ اس کے بندوں پر مکمل شکل میں منضبط ہو چکی تھی جس میں کسی قصور یا فتور کا کوئی اندیشہ یا احتمال بھی نہیں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں خرید و فروخت بھی کی ہے، مزدوری بھی کی ہے، اور مزدوری کرائی بھی ہے، نکاح بھی کیا ہے اور طلاق بھی دی ہے، جنگ بھی کی ہے اور مصالحت بھی کرائی ہے، غرض زندگی کا ہر ہر معرکہ سر کیا ہے تا آنکہ حجۃ الوداع کے موقعہ جب آپ عرفات میں وقوف فرما رہے تھے، ذیل کی آیت نازل ہوئی،

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

(المائدۃ، ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا، اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا،

ٹھیک اسی روز اسی موقعہ پر آپ نے فرمایا تھا،

میں تم میں نہایت شفاف اور روشن شاہراہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کی راتیں دن کی طرح روشن اور عیاں ہیں، اس راستہ سے وہی کجی اختیار کرے گا جو ہلاک ہو کر رہے گا [1]

اسلام کا یہ دستور ہر زمانہ اور علاقے کے قطعی لائق اور ہر جہان کے جملہ مسائل کے حل کیلئے کافی ہے خواہ ان مسائل اور مشکلات کا تعلق موجودہ زمانے سے ہو یا مستقبل کے کسی بھی دور سے، اور جو کوئی گمراہ شخص زمانہ کا کوئی سا قضیہ پیش کرے، کتاب و سنت سے اس کا حل ضرور مل کر رہے گا، اور گمراہی کے مقابلہ میں ہدایت کی صورت سامنے آکر رہے گی۔

---

[1] ایک روایت میں حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں، ان کو پکڑنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے، کتاب اللہ اور میری سنت، ان میں کبھی تفریق نہیں کی جا سکتی، تا آنکہ حوض پر میرے پاس پہنچ نہ ہوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنان اسلام نے ہر زمانہ کی طرح آج بھی اسلام کی شہرت کو داغ دار کرنا چاہا ہے، شریعت اسلامیہ پر طرح طرح کی دھجیاں اور چیتھڑے لپیٹنے اور اس کے پاکیزہ آئین و قوانین کو چھپانے اور ڈھانکنے کی کوشش کی ہے کبھی وہ یہ الزام دیتے ہیں کہ یہ دین پرانا ہو چکا ہے، اور بالخصوص بیسویں صدی میں اس پر عمل درآمد کی سکت اس کے اندر نہیں ہے کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ دین کو سیاست سے الگ کر دیا جائے، کیونکہ اس کے شرعی اصول حد درجہ سخت اور دشوار ہیں۔ یہ اور اسی جیسی ہفوات اور خرافات انھوں نے اسلام کے خلاف پھیلا رکھی ہے۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (الکھف: ۵)

کیسی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے۔

ظاہر ہے اس قسم کی الزام تراشی اور بہتان بازی محض دشمنان اسلام کو خوش کرنے اور اسلام سے نفرت پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے، اس لئے کہ اپنے اس مقصد کے لئے وہ اپنی مہم کو اور بھی تیز سے تیز رکھیں گے۔ اور طعن تشنیع کا بازار گرم رکھیں گے۔

صديقك لا يثنى عليك بطائل فماذا ترى فيك العدو يقول

تمہارا دوست تمہاری کسی خوبی کی ستائش نہیں کرے گا، ہاں دشمن جو کچھ دیکھے گا اس کا پروپیگنڈہ ضرور کرے گا۔

البتہ آخر کی ان صدیوں میں مسلمان حد درجہ خوار اور زبوں حال ہو چکے ہیں، ان کے حالات بگڑ چکے ہیں، اور ان کے افکار اور نظریئے میں پراگندگی اور انتشار کی وجہ سے ان کے دشمنوں نے ان کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر رکھا ہے، جس کی ایک وجہ اسلام پر ان کی کمزور گرفت بداعمالی اور بداعتقادی ہے اور ان کے اندر منافقوں کے ایک گروہ کا ظہور ہے جو شدت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی احکام کو پس پشت ڈالنے کا مکروہ اور منظم پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اس کے آئین اور قوانین سے کلی احتراز کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلامی دستور کے بجائے ایسے انسانی قوانین کو جاری کرنے کی سازش کرتے ہیں، جن کی رو سے شراب نوشی، سود خوری اور زنا کاری کی کھلی چھوٹ مل جائے، رقص و سرود، دھوکہ بازی اور بے حجابی جائز ہو سکے، اور ہر طرح کھل کھیلنے کا انھیں موقعہ مل جائے۔ افسوس وہ اس قسم کے باطل اصولوں کو الٰہی قوانین کے بدل کے طور پر اپنانے کی سر توڑ کوشش میں مرے جا رہے ہیں،

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ	کیا وہ جاہلیت کے فیصلہ کو چاہتے ہیں حالانکہ
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ	جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں ان کے لئے اللہ
(المائدہ ۵۰)	سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے،

ان کی اس قسم کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ عام لوگوں سے ان کی حالت ابتر ہے، ان کے اندر گمراہی اور ضلالت اوروں سے زیادہ نمایاں ہے، ان کے دلوں کی بے چینی اور اضطراب اظہر من الشمس ہے، اور اس سب کے نتیجہ میں ان کے ہاتھوں سے ایک ایک نعمت چھن رہی ہے اور اس کے بدلہ میں طرح طرح کے انتقامی کارروائیوں کا وہ دن بدن شکار ہوتے جا رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان پر چسپاں ہوتا ہے کہ

جو قوم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عہد توڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ ان پر غیروں میں سے ایک دشمن مسلط کر دیتا ہے، جو ان کے ہاتھوں سے انگنت چیزیں چھین لیتا ہے اور جب تک اس قوم کے پیشوا اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے درمیان خوف اور دہشت کا ماحول پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا یہ بھی وعدہ ہے اور اس کا وعدہ سچ ہے کہ جو اس کی ہدایات پر عمل کرتا ہے اس کے دین کو مضبوطی سے تھامتا ہے اور اس کی شریعت کو اپنی زندگی کا شعار بناتا ہے، اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے دنیا میں گمراہ یا ناکام نہیں بناتا، لیکن جو کوئی اس کی یاد سے اعراض کرتا ہے اپنے رب کی اطاعت اور اس کے دستور سے منہ پھیر لیتا ہے، اللہ تعالےٰ دنیا میں اس کی زندگی کو تنگ کر دیتا ہے، اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھایا جائے گا، اور دین کے اصولوں کی تصدیق کے لئے موجودہ زندگی کا مشاہدہ ہی کافی ہے،

ایک قاضی کے بدلہ دوسرے قاضی یا ایک امیر کی جگہ دوسرے امیر کی تبدیلی میں چنداں مضائقہ نہیں، لیکن اللہ کی حکمت پر مبنی شریعت یا اس کے آئین میں تبدیلی کھلی ہوئی گمراہی تصور ہوگی جبکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدۃ، ۴۴)

اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے فیصلہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں،

امام مالکؒ پر اللہ تعالےٰ رحم فرمائے، وہ کہا کرتے تھے

اللہ کی قسم! اس امت کے پچھلے لوگوں کی اصلاح صرف اسی طریقہ سے ہو سکتی ہے جس طریقہ سے اگلے لوگوں کی اصلاح ہو چکی ہے۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی وسیع تر فتوحات اور مختلف علاقوں پر مسلمانوں کی عمل داری اور حکمرانی کے بعد اسلام کے ان جیالوں نے راحت اور آسائش کا سبز باغ نہیں دیکھا، نہ ہی سہولت اور آسانی میسر آنے کے بعد تن آسانی کی ادنیٰ سی کوئی کوشش کی، بلکہ انھوں نے اپنی تمام تر قوت اسلامی آئین کو پختہ اور مضبوط بنانے میں صرف کی، ملحدوں، اور بے دینوں کے اصولوں کی ہمیشہ بیخ کنی کی، اور اسلامی علوم وفنون اور عربی زبان وادب کی ترویج واشاعت کی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عظیم مقصد کے لئے انہوں نے احکام وضع کئے، حلال وحرام کے مسائل کو لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کیا، اور گمراہیوں اور وہم وخرافات کو دلوں سے اکھاڑ پھینکنے کی سرتوڑ کوشش کی، جس کے نتیجہ میں اسلامی تمدن نے بے نظیر، حیرت انگیز اور بےمثال ترقی کی، چنانچہ انھوں نے نئے نئے شہر تعمیر کئے، جگہ جگہ مسجدیں بنائیں، نیکی اور خیرات کی مستحکم صورتیں برپا کیں اور ایک تروتازہ اور ایسا جدید معاشرہ ترتیب دیا، جو دین اور دنیا دونوں سے ہم آہنگ تھا، اس سماج کی بنیادوں کو اطاعت اور فرمانبرداری پر استوار کیا، چنانچہ استطاعت اور صلاحیت کی قوت بیش از بیش ہوئی، پھر انھوں نے نیکی اور بھلائی کے جو درخت لگائے تھے، وہ ایک ایک کرکے بارآور ہوئے، اور ان پر روزی مینہ کی طرح برسنے لگی، اللہ نے ان کے مال واولاد میں برکت عطا فرمائی اور روئے زمین پر ان کی آبادی بکثرت ہوئی،

اثارهم تنبيك عن اخبارهم حتى كانك بالعيان تراهم

ان کے قدیم آثار تمہیں ان کے حالات سنائیں گے اور تم انھیں اس طرح اپنے سامنے پاؤگے جیسے انھیں آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔

لیکن افسوس کہ اس کے بعد بساط الٹ گئی، اور شریعت اسلامیہ پر عمل کی گرفت جب سے کمزور ہوئی اور قرآنی ہدایات سے انکار کیا گیا مسلمانوں کے اندر پسماندگی اور اضمحلال بڑھتا گیا اور اللہ کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ جو بستی اسلامی شریعت سے کھل کر بغاوت کرتی ہے، فرض نمازوں کو چھوڑ بیٹھتی ہے، اور اللہ کو خوش کرنے والی عبادت سے منہ موڑتی ہے، اللہ تعالےٰ ایسی تمام بستیوں پر شر اور فساد کا دروازہ کھول دیتا ہے اور عذاب کی ڈور ڈھیلی چھوڑ کر انھیں ہر قسم کی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الانفال ۲۵)

اور ایسے فتنہ سے بچو جو تم میں سے خاص کر ظلم کرنے والوں کو ہی اپنا نشانہ نہیں بنائے گا (بلکہ دوسرے بھی اس کا شکار ہوں گے) اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی دعوت

مسیحیوں اور دنیا کی دیگر قوموں کے نام

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے مخصوص ہیں، تمام انبیاء کرام پر درود و سلام ہو اور ان کے تمام متبعین پر، جنھوں نے تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان لایا اور ان کے درمیان کہیں کسی قسم کی تفریق نہیں کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! برادران کرام اور سامعین عظام! اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے دھن دولت کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال پر نظر رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ دنیا کسی کو بھی دیدیتا ہے، خواہ وہ اس کا محبوب ہو یا نہ ہو، لیکن دین اسلام سے وہ صرف اس کو نوازتا ہے، جس کو وہ محبوب رکھتا ہے اور جو کوئی دین دار ہوتا ہے، وہ بھی اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔

دین اسلام ہی وہ آسان کشادہ اور سادہ دین ہے جس کے حقائق سمجھنا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا چنداں دشوار نہیں ہے، اس دین کی بنیاد نماز ہے، اور زکوٰۃ، روزہ اور بشرط استعداد زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج اس کے ارکان ہیں، اللہ نے ان ارکان کو اسلام کی بنیاد اور کافروں اور مسلمانوں، گنہگاروں اور پرہیزگاروں کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے۔ نیز یہی ارکان اسلام کی صحت کی کسوٹی ہیں، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کون سا پیروکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچا اور پاکباز مسلمان ہے، اور کون کافر، فاسق اور نافرمان ہے۔

اسلام زبانی جمع خرچ کا نام نہیں، یا محض ٹائٹل بدل لینے کا نام اسلام نہیں ہے۔ بلکہ اسلام وہ دین ہے جس کی تعلیمات دل میں ثبت ہو جائیں، اور اعمال و کردار سے اس کی تصدیق ہو۔ لہٰذا اپنے اسلام کی تشہیر کرنی چاہئے۔ تاکہ مسلمان کی حیثیت سے ہمارا تعارف ہو، ساتھ ہی اسلام کی دعوت و تبلیغ کا عمل تیز سے تیز تر کرنا چاہئے، کیونکہ اسی صورت سے ہم اچھے مسلمان بن سکتے ہیں اور کردار اور عمل کے بغیر یہ دعویٰ نرا کھوکھلا اور بے معنیٰ ہے۔

دین اسلام وہی برحق دین ہے جس کو اللہ نے جملہ انسانوں کے لئے پسند فرمایا، ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ: ۳)

آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔

نیز فرمایا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران: ۸۵)

اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو (دین کے طور پر) اختیار کرے گا اس کا وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

یہ بھی فرمایا:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام: ۱۲۵)

تو جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس کے تذکرے سے اس کا دل اچھلتا ہے، اور اس کے فرائض وواجبات کی ادائیگی کے لئے ہی نہیں، بلکہ اس کے نوافل اور مستحبات کیلئے بھی وہ خوش دلی اور کھلے سینہ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ (الزمر: ۲۲)

تو کیا جس کے سینہ کو اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کے نور پر ہے، (وہ سخت دل کافر کے برابر ہو سکتا ہے؟)

اسلام اخلاق کو آراستہ کرتا ہے، نسل اور خاندان کو صاف ستھرا رکھتا ہے، کفر، شرک اور نفاق کی جڑیں کھودتا ہے، فرائض اور محاسن کی نگہداشت کے لئے آمادہ کرتا ہے اور نکمی خصلتوں اور برے اخلاق سے روکتا ہے۔

دین اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، صلح کو پسند کرتا ہے اور جنگ سے نفرت کرتا ہے البتہ اضطرار اور مجبوری کے عالم میں اس قابل نفرت چیز کی بھی اجازت دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس دین کو اللہ نے قرآن پاک میں "سلم" قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ (البقرۃ: ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

اسلام عزت، طاقت، اور نظم ونسق کا نام ہے اور یہی وہ دین ہے جو عقلوں کو شرک بدعات اور گمراہی اور اوہام کی تاریکیوں سے نجات دلاتا ہے۔

اسلام شرعی حدود، آپس کے حقوق اور جملہ مسائل میں عدل ومساوات کی تلقین کرتا ہے اس کی رو سے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں البتہ برتری اور فضیلت محض ایمان کی وجہ سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام خون اور دولت کی قدر کرتا ہے، اس کی یہ تعلیم ہے کہ " تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر حرام ہے "[1] نیز وہ یہ سکھاتا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر لے لینا حلال نہیں ہے۔

یعنی کامل رضا اور خوش دلی سے" اور قرآن کریم میں ہے،

وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ (البقرۃ: ۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رشوت کے طور پر) پہونچاؤ۔

اسلام سعادت اور پیشوائی کا دین ہے، جو کوئی اس دین کو لے کر اٹھا وہ قوموں کا سردار ہوا، اور خدا کی زمین اور اس کے بسنے والوں پر بہار آئی، لیکن جنھوں نے اس دین کو پامال کیا یا ہاتھوں سے کھو دیا وہ ذلت اور بگاڑ میں جا پڑے۔

وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (الحج: ۱۸)

اور جسے اللہ رسوا کرے اسے بھلا کون عزت دیگا بیشک اللہ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

اسلام خدا کی زمین میں اس کا آخری دین ہے، اللہ نے اس دین کو بندوں کی دینی اور دنیوی مصلحت کے لئے برپا کیا، یہی وہ دین ہے جس نے جملہ انسانوں کی زندگی کو بہتر نظم و نسق کے ساتھ آراستہ کیا۔ اور اگر اسلام اور اس کے جملہ شرعی احکام اور حلال و حرام کا مقررہ دستور نہ ہوتا، تو خلقت جانوروں کی طرح سڑکوں اور شاہراہوں پر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوتے، انھیں روزہ نماز اور بھلائی برائی کا احساس تک نہ ہوتا، نہ ہی کسی کا زیر میں وہ حصہ لیتے، یا برائی سے احتراز کرتے

---

[1] اس روایت کو مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، جبکہ ابن ہشام کی ایک روایت میں ہے: ان دماءکم واموالکم علیکم حرام، جبکہ مذکورہ الصدر عبارت یوں ہے، ان دماءکم واموالکم حرام علیکم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام عہد حاضر کی ایک سے ایک عالمی مشکلات کا حل پیش کر سکتا ہے، آنے والی کوئی بھی مصیبت یا کوئی سخت سے سخت مسئلہ ہو اس کا ٹھوس جواب دے سکتا ہے، وہ ہر زمانے اور علاقہ کے لئے موزوں اور مناسب تدابیر رکھتا ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ بندگان خدا کی زندگی ایک سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے، اس کے اندر حکمت، مصلحت، عدل و مساوات اور نکوکاری اور پختگی سب کچھ موجود ہے، کاش زمین کے بسنے والوں کے اندر اس کی تعلیمات پر ایمان و یقین راسخ ہو جائے اس کے احکام اور نظم و نسق کے مطابق ڈھلنے کی صفت ان کے اندر پیدا ہو جائے، اس کے حدود و قیود اور اس کے طریقہ پر مرنا انھیں آجائے، تو ان سے بڑا خوش نصیب اور سعادت مند کوئی اور نہیں ہو سکتا اور پھر ان کے اندر کبھی بھی بغاوت، سرکشی اور دشمنی کے جراثیم پنپ نہیں سکتے، اس لئے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (الاسراء: ۹) (بلاشبہ یہ قرآن) وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے،

❖

دین اسلام کی دعوت کے دوران ہم کسی عربی قومیت یا سیاسی دھڑے بندی کا پروپیگنڈہ نہیں کرتے نہ ہی اس دعوت کے دوران ہم نسلی عصبیت یا فقہی گروہ بندی کا پرچار کرتے ہیں ہم صاف ستھرے اور سیدھے سادھے دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں، اور اسی دین حق کا پرچار کرتے ہیں، جسے اللہ نے تمام بندوں کے لئے پسند فرمایا اور یہی حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ

اللہ نے تمہارے واسطے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا، اور جس کو ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعِيسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

(الشوریٰ: ۱۳)

اور جس کا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا، کہ دین کو قائم رکھنا، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا، مشرکوں کو وہ بات گراں گذرتی ہے، جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف برگزیدہ کر لیتا ہے، اور جو اس کی طرف رجوع کرے، اسے اپنے تک رسائی دیتا ہے۔

اللہ نے دین کو قائم کرنے اور اس کے کلمہ کو بلند اور مستحکم کرنے کا حکم فرمایا، لیکن دین کے اندر تفرقہ اور گروہ بندی کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ کسی نبی پر ایمان لایا جائے اور دوسرے کا انکار کر دیا جائے، یا کسی کتاب کو مان لیا جائے اور دوسری تمام کتابوں سے انکار کر دیا جائے،

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

اور اس کے درمیان ایک راستہ نکالنا چاہتے ہیں۔

اللہ نے بندوں کو اس بات کا حکم بھی دیا ہے کہ وہ یہ اقرار کریں کہ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۡ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

(البقرۃ، ۱۳۶)

ہم تو اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اور جو کتاب ہم پر اتری، اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان سب پر ایمان لائے، ہم ان پیغمبروں میں کسی میں فرق نہیں کرتے، اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ جو کوئی کسی ایک نبی کا انکار کرے گا وہ تمام نبیوں کا منکر اور انھیں جھٹلانے والا تصور کیا جائے گا اور وہ اللہ رب العزت کی بھی تکفیر کا مرتکب ہوگا۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی تکفیر کریں گے، یا آپ کے ان معجزات کو ماننے سے انکار کر بیٹھیں گے جنھیں قرآن پاک نے برحق قرار دیا ہے، ایسے لوگ تمام نبیوں کے کافر اور خود اللہ رب العزت کے بھی منکر اور کافر سمجھے جائیں گے۔ یوں ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار جو لوگ کریں گے، یا اس سے انکار کریں گے کہ قرآن پاک آپ پر اتارا گیا، یا یہ تصور کریں گے کہ قرآن کریم اللہ کی نازل کی گئی وحی نہیں۔ نہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کو لے کر آئے، بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کلام ہے، اور آپ نے اپنے دل سے گڑھ کر اس کو کہا ہے، ایسا شخص بھی کافر اور منکر ہوگا!

غرض ایسے تمام لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم حضرت موسیٰ اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کے منکر تصور ہوں گے، کیونکہ کسی ایک نبی کا منکر تمام نبیوں کا منکر سمجھا جائے گا، پھر یہ بھی کھلی ہوئی بات ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب یا آپ پر نازل قرآن پاک کی تکذیب سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی تکذیب آپ سے آپ لازم آتی ہے۔ یوں ہی آپ کے ان معجزات کی تکذیب بھی اس سے لازم آتی ہے، جن کی تصدیق کا قرآن پاک سے ثبوت ملتا ہے اور خاص طور پر مجھے عیسائیوں کی عقل و دانش اور ان کے جامد افکار پر بڑی حیرت ہے یہ عیسائی بڑے تیز و طرار بنتے ہیں، عربی زبان سے بھی واقف ہیں، پھر عربوں سے ان کا میل جول اور ربط ضبط ان دنوں کافی بڑھ چکا ہے، عربوں کی روزمرہ بول چال بھی یہ اتنی جانتے ہیں کہ اسلامی احکام اور قرآن پاک کی بلاغت اور اثر آفرینی کو سمجھ سکتے ہیں، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ قرآن پاک کی منفعت، اس کے احکام کے محاسن، اس کی حکمت، اس کی ہمہ گیر دعوت اور اس کا جملہ خلائق کیلئے رحمت اور ہدایت ہونا اظہر من الشمس ہے، نیز یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور جملہ انبیاء کرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نبوت اور رسالت کے لئے ہر لحاظ سے کافی ہے، لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تکذیب کرتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں، اسی طرح عیسائی مشنریاں اور پادریوں کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اور ان کی اندھی پیروی میں قرآن پاک کی بھی تکذیب کر بیٹھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

اور محمدؐ تو (اللہ کے) ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذر چکے ہیں۔

نیز فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(الاحزاب: ۴۰)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اسی کے مطابق دوسری جگہ فرمایا:

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ

(المائدۃ: ۷۵)

مسیح بن مریم تو ایک پیغمبر تھے ان سے پہلے بھی کتنے پیغمبر (اپنے اپنے وقتوں میں) گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ مریم (بھی اللہ کی) ایک سچی (بندی) تھیں، یہ دونوں (انسان تھے، اور) کھانا کھایا کرتے تھے۔

حالانکہ بیشتر عقلاء اور دانشور دین اسلام کا اعتراف کرتے ہیں، نبوت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جو دین آپ لے کر آئے ہیں، بنی نوع انسان کی فلاح اور کامرانی کا انحصار محض اسی کو مان لینے اور اس کے مطابق زندگی گذار لینے پر موقوف ہے اور بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرجوش مفکروں نے تو اب کھل کر اپنے بھائیوں کو اس کی دعوت دینی شروع کر دی ہے، اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ آج نہیں تو کل اس دعوت اور تبلیغ کے ثمرات اور برکات مرتب ہو کر رہیں گے، انشاء اللہ :

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ (الانعام : ۹۰)

پھر اگر یہ (کافر) ان باتوں سے انکار کرتے ہیں، تو ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو ان سے انکار کرنے والے نہیں ،

اے عیسائیو! حقیقت تو یہ ہے کہ تم عصبیت کا شکار ہو اور انصاف سے کام نہیں لیتے ہو۔ تمہاری عقلوں پر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا قرآن تمام تر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کرتا ہے، اور اس کی حمایت میں از اوّل تا آخر سرگرم ہے، آپ کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے، آپ کی بے داغ پیدائش اور پرورش کے احوال سناتا ہے اور آپ کی والدہ مکرمہ سیدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کی عفت و عصمت پر ایک سے بڑھ کر ایک ثبوت لاتا ہے۔

قرآن پاک بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر، محض ماں کے ذریعہ پیدا فرمایا، جیسے آدم علیہ السلام کو مٹی سے ماں باپ کے بغیر محض اس طرح پیدا فرمایا، کہ آپ کو کہا ہو جا چنانچہ آپ وجود میں آگئے، پھر روشن اور کھلے ہوئے معجزات کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی، چنانچہ آپ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے، اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے، لوگ گھروں میں جو کھاتے پیتے اور ذخیرہ کرتے اس کی ٹھیک ٹھیک خبر دیتے اور گہوارے میں لوگوں سے اس طرح کلام فرماتے تھے کہ :-

اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۙ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا

میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی اور مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ

(مریم: ۳۰، ۳۴)

مجھے بابرکت بنایا، اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید فرمائی، جب تک کہ میں زندہ رہوں اور (یہ کہ) اپنے ماں کے ساتھ حسن سلوک کروں، اور مجھے تند خو اور سخی کا خوگر نہیں بنایا، مجھ پر سلام ہے اس روز جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن (دوبارہ) اٹھایا جاؤں گا۔ یہ عیسیٰ بن مریم تھے اور یہ وہ سچی باتیں ہیں، جن میں وہ شک کرتے ہیں،

یہ وہ امتیازی اوصاف اور بنیادی خصوصیات ہیں جنہیں قرآن پاک ثابت کرتا ہے اور تمام مسلمان اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جو لوگ جھٹلاتے ہیں، وہ کفر کرتے ہیں اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ ان معجزات کا اس طرح تفصیلی تذکرہ اس انجیل میں بھی نہیں ہے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے اور اس کی لطیف وجہ بھی قرآن پاک نے صاف صاف ذکر کر دی ہے کہ

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

(النمل - ۷۶)

یہ قرآن بنی اسرائیل کو ایسے بیشتر واقعات سناتا ہے جس میں وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں،

اور یہ تو واضح حقیقت ہے کہ آج جو انجیل عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہے وہ بعینہٖ وہی انجیل ہرگز نہیں ہے جس کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا، بلکہ موجودہ انجیل حد درجہ تحریف کی گئی اور بدلی ہوئی ہے، اور اس کے اندر اللہ پر اور انبیاء کرام علیہم السلام پر اس قدر افترا پردازی اور جھوٹ باندھا گیا ہے، جس کا اعتراف خود ان کے علماء اور دانشوروں کو ہے،

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ

ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ

(البقرۃ ۷۹)

نوشتے تحریر کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلہ تھوڑی سی قیمت حاصل کریں تو افسوس ہے ان پر کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے (ایسی باتیں) لکھیں اور افسوس ہے ان پر کہ ایسی کمائی کرتے ہیں

مسیحیوں نے اپنے پادریوں کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اللہ کی شریعت میں من مانی تبدیلی کریں، اور حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر ڈالیں، اور اس طرح دراصل مسیحیوں نے اپنے پوپ اور پادریوں کو اللہ سے ہٹ کر مزید خداؤں کا درجہ دیدیا، یہی نہیں، بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا قرار دیا، اور خدا کو تین اقنوموں میں تقسیم کرکے اس کو تین کا تیسرا بتایا، حالانکہ قرآن پاک اور غیر محرف انجیل اس سفید جھوٹ سے قطعی بری ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

(المائدۃ - ۷۲)

یقیناً وہ لوگ کافر ہیں، جنھوں نے کہا کہ بیشک اللہ تو یہی مسیح بن مریم ہے اور مسیح نے تو کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے، بلاشبہ جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

نیز ارشاد ہے،

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اے اہل کتاب! اپنے دین کے معاملہ میں حد سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۡ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

(النساء - ۱۷۱)

نہ بڑھو، اور اللہ کی شان میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہو، بیشک مسیح مریم کے بیٹے عیسیٰ تو اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا، اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ بات نہ کہو کہ خدا تین ہیں، باز آجاؤ، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، بلاشبہ اللہ ہی اکیلا معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔

❖

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ یہ قرآن پاک صدیوں کی ایک نشانی اور ہر وقت اور ہر زمانہ کا ایک زندہ معجزہ ہے۔ یہ کتاب سینہ اور سفینہ دونوں میں اس طرح محفوظ ہے کہ جب سے اس کا نزول ہوا، اور قیامت جب بھی آئے گی اس پورے طویل عرصہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اگر چاہے کہ اس کے اندر ایک حرف گھٹا بڑھا دے، یا ایک نقطہ، شوشہ یا ایک دائرہ کم یا زیادہ کر دے تو یہ کسی صورت ممکن نہیں ہوگا، اس لئے کہ خود اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر - ۹)

بیشک ہم نے ہی قرآن کو اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دین اسلام کی اساس ہے اگر قرآن کریم نہ ہوتا، تو جس طرح یہود اور دیگر اقوام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا، آج بھی ایک دنیا اسی قسم کا شرمناک جرم کرتی اور نہ صرف ان کا بلکہ ان کے معجزات کا انکار کرتی، اور یہ پروپیگنڈہ کرتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کا تمام تر قصہ من گھڑت افسانہ ہے اور ان کی والدہ مکرمہ پر بھی سنگین الزامات عائد کرتی، اب جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اولوالعزم پیغمبر کی تصدیق، تائید اور حمایت میں زبردست جد وجہد کی اور اس نیک مقصد کیلئے سر بکف جہاد کیا، کیا اس کا صلہ یہی ہے کہ خود آپ کی نبوت کی تکذیب کی جائے؟ یا آپ کے عظیم معجزے قرآن کریم کو جھٹلایا جائے؟ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اقوام عالم کے ساتھ خود میسحی دنیا کو بھی اس بات کا چیلنج کیا ہے کہ وہ قرآن پاک کی ایک سورہ جیسی بنا کر لے آئیں؟ لیکن آج تک ہی نہیں تا قیامت دنیا اس سے عاجز رہے گی، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

(الاسراء: ۸۸)

ان سے کہدو کہ اگر تمام انسان اور جن جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں کہ اس قرآن کے مانند کوئی کلام بنالائیں، تو ہرگز اس جیسا نہیں بنا سکیں گے، اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار ہی کیوں نہ ہو۔

حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھ نہیں سکتے تھے، اور نہ لکھی ہوئی کوئی چیز پڑھ سکتے تھے، یہی نہیں بلکہ آپ کے شہر میں یا اس زمانے میں کوئی درسگاہ، مکتب یا لکھنے پڑھنے کی چیزیں یا جگہیں نہیں تھیں، جہاں آپ کسی قسم کی تعلیم حاصل کر سکتے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ

(العنکبوت: ۴۸، ۴۹)

اور تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے، ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے انکے سینوں میں محفوظ ہیں اور ہماری آیتوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم وحی الٰہی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۰ سال ہوئی تو یہ وحی آپ پر نازل ہوئی۔ لہٰذا یہ کبھی نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن کریم کو حضور نے اپنے دل سے گڑھ کر عام کیا، نہ اللہ نے اس کو وحی کے طور پر نازل فرمایا، اور نہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کو لے کر آئے اس قسم کا نظریہ یا تصور قرآن پاک کو جھٹلانے کے مترادف ہے اور جو کوئی ایسا سوچے گا وہ کافر ہوگا اور اللہ تعالےٰ اسے جہنم کی سزا دے گا ،

اللہ نے سلسلۂ نبوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا، چنانچہ ارشاد ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ۔

(الاحزاب ۴۰)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل و مکمل شریعت پر سابقہ تمام شریعتوں کو بھی ختم فرما دیا لہٰذا آج کسی صورت یہ درست نہیں کہ کوئی شخص سابقہ کسی شریعت کے مطابق عمل کرے، اس لئے کہ اللہ نے حضور کو جملہ نوع انسان کی طرف نبی اور رسول بنا کر اس لئے بھیجا، تاکہ آپ انھیں خوشخبری بھی سنائیں اور ڈرائیں بھی، ساتھ ہی اللہ کے حکم سے اسی کی طرف خلق خدا کو دعوت دیں، نیز اللہ نے آپ کو روشن چراغ بنا کر بھیجا، تاکہ اس دیئے سے تمام چراغ جل جائیں، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مسلمانوں کے لئے نبی اور رسول ہیں، اسی طرح مسیحیوں اور یہودیوں کے لئے بلکہ مشرق و مغرب کی جملہ اقوام اور تمام انسانوں کے لئے آپ ہی پیغمبر ہیں، اور سارے عالم کے لئے آپ رحمت اور ہدایت کا چشمہ بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ،

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے ۔

(الانبیاء ۱۰۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا :

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (السبا : ۲۸)

اور ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۔

یہ بھی ارشاد ہوا ،

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف : ۱۵۸)

کہدو ، اے لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں ۔

❁

اللہ نے اپنے ان بندوں کی ستائش کی ہے ۔ جو اس نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں ، جن کا تذکرہ توریت اور انجیل میں وہ درج پاتے ہیں جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں برائیوں سے منع فرماتے ہیں ، پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال اور گندی چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں ، اور ان کے اوپر سے ان پھندوں اور بھاری بھرکم بوجھ کو اتار پھینکتے ہیں ، جو اب تک ان کے اوپر تھا ، لہٰذا جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور ان کی مدد کی ، اور جو نور ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ، اس کی پیروی کی تو وہی کامیاب ہونے والے ہیں ۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

" ہر نبی کی بعثت خاص طور پر اس کی اپنی قوم کی طرف ہوتی ہے ، جبکہ میری بعثت تمام انسانوں کی طرف ہوئی ہے ۔ "

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث ہوئے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً اور ہم نے تم کو تمام انسانوں کی طرف خوشخبری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا — دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ہی بھیجا ہے۔ (سبا: ۲۸)

اور اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آج روئے زمین پر موجود ہوتے تو انھیں بھی صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا لازم ہوتا، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں توریت کا ایک پرزہ دیکھا، تو آپ نے انھیں فرمایا:

"عمر! میں ایک روشن اور بیحد صاف ستھری شریعت لے کر آیا ہوں اور میرے بعد جو کوئی اس سے کجی اختیار کرے گا، وہ ہلاک ہو جائے گا، اور اگر میرے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) آج زندہ ہوتے، تو انھیں بھی میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا،

(اس روایت کے بعض الفاظ حافظ ابو یعلی کی اس روایت میں ہیں جو حماد سے اور انھوں نے شعبی سے اور انھوں نے اس کو جابرؓ سے نقل کیا ہے۔)

عام مسیحیوں اور ان کے پادریوں کو اسلام قبول کرنے، اس کے عقائد اپنانے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور آپ پر نازل شدہ اس قرآن پاک کو تسلیم کرنے سے ــ ("جس کے اردگرد باطل کا گذر بھی نہیں ہو سکتا، اور جو خدائے حکیم و دانا کا آخری کلام ہے۔") جو چیز سب سے زیادہ روکتی ہے، وہ ان عیسائی مشنریوں اور انکے اداروں کی اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم ہے، جس کے تحت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب و افترا اور بہتان تراشی کرتے ہیں حضور کو ایک عبقری عظیم دانشور اور باکمال شخصیت مشہور کرکے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ قرآن کریم آپ کا اپنا کلام ہے، اللہ کی وحی کے بغیر یا حضرت جبرئیل کے آپ پر نازل کئے بغیر خود حضور نے اس کو وضع کیا ہے ظاہر ہے ان کا یہ جھوٹا پروپیگنڈہ ہے، اور اللہ کی ذات ان کی اس کذب و افترا پردازی سے بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند اور بالاتر ہے۔

مسیحی دنیا اس قسم کا جھوٹ اپنے پوپ اور پادریوں سے سیکھتی ہے اور اس مسموم پروپیگنڈے سے بچپن کے زمانے سے ہی متاثر ہوتی ہے، یہ اثر اور تاثیر ان کے رگ وپے میں سرایت ہو چکی ہے اور ان کی سرشت اور عقیدہ بن چکا ہے اور یہی وہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے جو انھیں اسلام قبول کرنے اور نبوت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق سے مانع ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسیحی مفکرین اور دانشور محض عربی زبان دانی سے ناواقفیت کی وجہ سے حضور کی تکذیب کرتے ہیں، حالانکہ یہی عربی زبان اسلام اور مسلمانوں کی زبان ہے، اسی کے ذریعہ قرآن پاک کی بلاغت کو سمجھا جا سکتا ہے، اور قرآن پاک بھی اسی واضح اور صاف ستھری زبان میں نازل ہوا ہے،

درحقیقت قرآن پاک کی بلاغت اسی وقت سمجھ میں آسکتی ہے، جب کہ عربی زبان وادب سے بخوبی واقفیت ہو، اس کے احکام، اس کی حکمتیں، اس کی عام ہدایت اور موعظت اور اس کی حلاوت اور ذوق سے مکمل آگاہی حاصل ہو اور یہ تمام چیزیں زبان دانی کے مختلف اسلوب اور انداز کو پرکھنے کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ - ۲-۴)

(یہ کتاب) خدائے رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل کی گئی ہے، ایسی کتاب جس کی آیتیں واضح ہیں یعنی ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں جو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے، لیکن ان میں سے اکثر نے اس سے منہ پھیر لیا پس وہ سنتے ہی نہیں،

آج مختلف قومیں اسلام قبول کرنے، قرآن پاک پر ایمان لانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تصدیق کرنے سے محض اسی لئے گریزاں ہیں کہ ان کے اور قرآن پاک کی زبان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، اور یہی پردہ ان کی عقلوں پر کچھ اس طرح پڑا ہوا ہے کہ وہ مذکورہ ہر ہر چیز کو قبول کرنے سے قاصر ہیں،

رہے وہ ترجمے جو ان دنوں مسیحی دنیا میں خود عیسائیوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں، ہر چند کہ یہ کئی ترجمے ہیں، جو ان کے یہاں گردش میں ہیں، لیکن ان ترجموں میں مکمل قرآن پاک موجود نہیں دوسرے قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت سے ان تراجم کا دور کا واسطہ نہیں ہے، مزید برآں ان کے اندر اس قدر اختلاط اور ملاوٹ ہے جس کی وجہ سے قرآن پاک کے معانی اور مطالب بھی ان کے اندر ٹھیک ٹھیک نظر نہیں آتے، اور نہ ان کو کسی صورت حقیقی قرآن پاک کے ہم پلہ کہا جاسکتا ہے

بنابریں عیسائی دنیا کو میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ پوری توجہ اور لگن سے عربی زبان وادب کا مطالعہ کریں، اس کو سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں، اس لئے کہ قرآن فہمی یا اسلام سے رغبت رکھنے والوں کے لئے یہ اشد ضروری ہے، اسی زبان کے ذریعہ اسلامی عبادات جیسے روزہ، نماز، حج اور زکوٰۃ کے مسائل سمجھے جاسکتے ہیں اور یہ بھی صاف صاف معلوم کیا جاسکتا ہے کہ راست اور درست دین اسلام کیا ہے،

يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الاحقاف: ۳۰) (یہ کتاب) حق اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

غرض پوری وضاحت اور صراحت سے انھیں معلوم ہوسکتا ہے کہ اسلام ہی سب سے زیادہ درست دین ہے، سعادت مندی، سیاست، اور قیادت صرف اسی دین کا خاصہ ہے، یہی دین ہر زمانے اور علاقے کے لئے لائق اور مناسب ہے اسی دین نے جملہ انسانوں کی زندگی کو بہتر طریقہ پر منظم اور آراستہ کیا ہے، حکمت، مصلحت، عدل واحسان اور پختگی صرف اسی دین کے سہارے انسانی زندگی میں نمایاں اور درخشاں ہیں، اور اگر آج دنیا اسلامی تعلیمات کو تسلیم کرلے، اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام اور نظم ونسق کی خوگر بن جائے اور اس کی حدود وقیود کے مطابق خود کو ڈھال لے تو اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ ان کے اندر سعادت مندی اور خوش نصیبی بیش از بیش ہوگی، اس لئے کہ قرآن پاک ہی وہ کتاب ہے جو راستی اور درستی کی تعلیم دیتا ہے، اور اسی کی راہ دکھاتا ہے' مشاہدہ شاہد ہے کہ جن مسیحیوں نے عربی زبان سیکھ لی، اور اس کے ادب سے واقفیت حاصل کرلی، ان کے افکار اور خیالات میں عظیم انقلاب آیا، اسلام کی فضیلت اور قرآن پاک کے برکات وثمرات ان کے سامنے اظہر من الشمس ہوئے اور جن نکات اور رموز سے ان کے پیش رو واقف نہیں ہوسکے، اس زبان سے بہرہ ور ہونے والے بعد کے لوگ ان سے واقف ہوئے چنانچہ آج مسیحیوں کی معتد بہ تعداد وہ ہے جو مشرف بہ اسلام ہوکر اس دین کی سرگرم داعی اور مبلغ بن چکی ہے اور اسلامی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہوکر دوسروں کو اس کی ترغیب دے رہی ہے آج ان میں سے بہتوں کو یہ احساس ہوچلا ہے کہ اسلام سے ہٹ کر ان کی زندگی سخت حیرت اور اچنبھے سے دوچار تھی، ان کے پاس ایسا کوئی دین یا دستور نہیں تھا، جو ان کی حفاظت کرسکے یا ان کے اندر اجتماعیت یا نظم وضبط کی روح پھونک سکے، اور یہی وجہ ہے کہ آج کی مسیحی دنیا رفتہ رفتہ دین اسلام میں داخل ہورہی ہے، اور سال بہ سال ان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے (اللھم زد فزد)

غرض اس میں شک نہیں کہ آج موجودہ مسیحی دنیا کے لئے عربی زبان سے واقفیت وقت کی اہم سماجی ضرورت ہے، اسی کے اندر ان کے لئے اقتصادی اور معاشی مفاد مضمر ہے، اور زندگی کے وسائل کی فراوانی اسی میں مرکوز ہے، پھر عرب ان کے شہروں میں کثرت آمد ورفت رکھتے ہیں اور ان سے اختلاط اور میل جول کی وجہ سے ایک دوسرے کی زبان سے آگاہی ناگزیر ہے، جیسے خود عربوں کو صنعت وحرفت، تجارت، اور طب وتعلیم جیسے میدانوں میں انگریزوں سے سابقہ پڑنے کی وجہ سے نہ صرف وہ بلکہ ان کی اولاد بھی انگریزی زبان سیکھتی ہے اور یہ وقت کی اہم ترین ضرورت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقاضا ہے، چنانچہ عہد نبوی میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں سے گفتگو کی ضرورت درپیش ہوئی، آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

ابتدائے اسلام میں جب فتوحات کا دور تھا۔ ان دنوں جو ملک دائرہ اسلام کے اندر داخل ہوتے تھے، وہاں اسلام تیزی سے اسی لئے رسوخ اور پختگی حاصل کرتا تھا کہ وہاں کے باشندے عربی زبان سیکھ کر اس کے اندر یگانہ صلاحیت پیدا کر لیتے تھے، دوسری طرف انھیں اسلامی احکام سے واقفیت ہوتی تھی، قرآن پاک کی بلاغت وہ سمجھتے تھے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ اسلام برحق اور حد درجہ درست مذہب ہے، جس نے انسانوں کی زندگی کو بہتر طریقہ پر منظم اور آراستہ کیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ عام خلقت جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتی تھی، لیکن بایں ہمہ انھیں کوئی لالچ نہیں ہوتا تھا، وہ خود مختار اور بااختیار تھے اور خدا نے چاہا تو آج نہیں تو کل وہ وقت آئے گا، جب دنیا کی بیشتر قومیں اسلام کے دائرے میں داخل ہونگی۔

حبشہ کے والی نجاشی ایک قدیم عیسائی فرمانروا تھے۔ عرب ملکوں سے قربت اور عربوں سے میل جول کی بنا پر وہ عربی زبان اچھی طرح جانتے تھے، حبشہ کی طرف ہجرت کے موقعہ پر جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات پڑھیں تو اس میں شک نہیں کہ خوف و خشیت اور رقت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ پڑا، اس لئے کہ قرآن کریم کا حسن کلام ان کے دل پر راست اثر کر رہا تھا، پھر جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ قرأت سے فارغ ہوئے، تو نجاشی رحمۃ اللہ علیہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا، پھر اسے اوپر کیا اور فرمایا، "بخدا قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی اس سے کم یا زیادہ نہیں ہیں" اور جب ان کی اس بات کو سن کر درباریوں کے بطریق، بشپ اور پادری ناک بھوں چڑھانے لگے، اور اکڑنے اور اترانے لگے، تو انھوں نے کہا تھا، خواہ تم کتنی ہی ناک بھوں چڑھاؤ، کتنا ہی پیچ و تاب کھاؤ! (کوئی پرواہ نہیں، اور ہاں) تم لوگ میرے ملک میں جہاں چاہو رہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی تمہیں ترچھی نگاہ سے دیکھے گا تو وہ آپ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

حضرت نجاشی کی فضیلت اور انھوں نے جس طرح قرآن پاک کی تصدیق کی، اس سلسلے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے،

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ

(المائدۃ: ۸۳، ۸۴)

اور جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں، جو پیغمبر پر نازل ہوا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اس لئے کہ انھوں نے حق بات پہچان لی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو ہم کو بھی انھیں لوگوں کے ساتھ لکھ لے، جو گواہی دینے والے ہیں اور ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم اللہ پر اور اس حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ (باغ میں) داخل کرے گا،

آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان نمازوں میں اور نماز کے علاوہ اوقات میں ان آیات کو پڑھتے ہیں، جن سے حضرت نجاشی کی فضیلت، اسلام کے اندر ان کی سبقت اور قرآن پاک اور نبوت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے ایمان کی توثیق ہوتی ہے،

غرض قابل ذکر امر یہ ہے کہ قرآن پاک سن کر نجاشی پر جو اثر اور تاثیر ہوئی محض یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے محض قرآن پاک سن کر اسلام قبول کر لینے کا فیصلہ کیا، اور انھیں یہ سعادت بھی ملی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کرام نے ان کی وفات کے بعد ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنان اسلام نے اسلام کی شہرت کو داغدار کیا ہے اور اس کے پاکیزہ چہرے پر کذب و افترا پردازی اور الزام تراشی کا طومار باندھ دیا ہے اس لئے کہ انھوں نے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ اسلام سخت مشقت اور زبردست بندھنوں کا دین ہے، اس دین کے اندر خونریزی اور تصادم کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ جبر و اکراہ اور تلوار کے زور سے پھیلا ہے، اس دین کے اندر جنگ کا طریقہ یہی ہے کہ فریق مقابل کے سامنے تلوار پیش کی جاتی ہے۔ اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یا تو اسلام قبول کرو، ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے، یہ اور اسی قسم کی دور از کار اور من گھڑت باتیں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق پھیلائی جاتی ہیں، اور اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ قرآن پاک سننے سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں، اور خود بھی دور بھاگتے ہیں، حالانکہ ان باتوں سے وہ اپنے آپ ہی کو ہلاک کرتے ہیں، مگر وہ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔! لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ اسلام کے دشمن ہیں، اور طعن تشنیع کے تیروں سے آراستہ ہو کر انھوں نے اسلام کے خلاف ایک محاذ بنا رکھا ہے، تاکہ عام لوگوں کو اس دین سے دور رکھ سکیں، حالانکہ ایسوں کے بارے میں کسی نے خوب کہا ہے:

صدیقك لایثنی علیك بطائل ؛ فماذا ترجی فیك العدو یقول

تمہارا دوست دیر تک تمہاری تعریف تو نہیں کرے گا لیکن دشمن تمہارے اندر جو کچھ دیکھے گا، فوراً بول اٹھے گا۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کی اشاعت قرآن پاک کی مرہون منت ہے، فتوحات کا زیادہ تر حصہ شمشیر و سناں کی بجائے اسی قرآن عظیم کے ذریعہ ہوا، البتہ تلوار کی ضرورت صرف وہاں درپیش ہوئی ہے، جہاں اذیت رسانی یا دشمنی کا قلع قمع مقصود ہو، اور قرآن کریم میں خود اس مفہوم کی آیتیں موجود ہیں جس سے دین کے اندر زور زبردستی کا انسداد ہوتا ہے، ارشاد ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ — دین کے بارے میں کوئی زور زبردستی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرۃ: ۲۵۶)

نہیں، کیونکہ ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔

نیز فرمایا،

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ

(یونس: ۹۹)

اور تمہارا رب چاہتا تو روئے زمین پر آباد سارے کے سارے ایمان لے آتے، تو کیا تم لوگوں پر زور زبردستی کروگے تاکہ وہ ایمان لائیں۔

یہ بھی ارشاد ہوا،

فَذَكِّرْ ۣ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۙ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ

(الغاشیہ: ۲۱، ۲۲)

تو تم لوگوں کو نصیحت کرتے رہو، کیونکہ تم نصیحت کرنے والے ہو، تم ان پر داروغہ کی طرح مسلط نہیں ہو۔

یعنی آپ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ان پر مسلط نہیں ہیں، نہ ہی ان کے دلوں کے اندر ہدایت کو آپ داخل کر سکتے ہیں، بلکہ آپ کے ذمہ ہدایت پہونچا دینا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر کے شہری فتوحات کی داغ بیل ڈالی تھی، لیکن تاریخ شاہد ہے کہ یہ آغاز نہایت فروتنی اور انکساری کے ساتھ تھا، چنانچہ فتح و نصرت کے بعد جب اہل مکہ آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے فرمایا تھا،

اذھبوا فانتم الطلقاء[1]: جاؤ! تم سب آزاد ہو۔

---

[1] احیاء علوم الدین للغزالی، البتہ اذھبوا کا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اہالیان مکہ کو آزاد اور خود مختار قرار دیا، اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی جبر و اکراہ کے لئے روکا نہیں گیا، بلکہ آپ نے سب کو رخصت کر دیا، تا آنکہ وہ اپنی مرضی اور اختیار سے اسلام میں داخل ہوئے، اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں تھی کہ جہاد کا مقصد اللہ کے نام اور اس کے دین کی سربلندی ہے اور وہ مقصد حاصل ہوا، لہٰذا اب کسی زور زبردستی کی اس لئے ضرورت نہیں کہ اسلام اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے ہدایت کو اپنانے کا نام ہے،

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

(الانعام: ۱۲۵)

تو جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اللہ اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کے سینہ کو تنگ اور بند کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا:-

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ

(القصص: ۵۶)

تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

۱۳۹۴ھ میں مؤلف کتاب علاج کے لئے لندن گئے، صاحب موصوف نے اسلامی مرکز لندن میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی اور یہ خطبہ دیا جو اوپر گذرا۔ بی بی سی لندن نے انہیں دنوں عربی ملک میں اس تقریر کو نشر کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اسلامی آئین اور اس کے برے اثرات

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں. جس نے طالبان ہدایت کو دین اسلام کی توفیق بخشی، چنانچہ اعضاء وجوارح عمل اور کردار کے لئے آمادہ ہوئے. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ انھیں صالح نفوس کی سی گواہی ہے جو کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر وہ ثابت قدم رہتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے، اس کے رسول، اور خلائق کے سردار ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما، اور آپ کی آل اور جملہ اصحاب کرام پر بہت بہت سلام فرما،

حمد وصلوٰۃ کے بعد برادران اسلام! اللہ تعالےٰ تم پر رحم وکرم فرمائے:

اس میں شک نہیں کہ اللہ کی نعمتیں اس کے بندوں پر ایک سے بڑھ کر ایک اور بے شمار ہیں. لیکن ان میں سب سے عظیم ترین نعمت دین اسلام کی توفیق پالینا ہے. اور اسلامی آئین اور اس کی شریعت کو اپنا دستور تسلیم کرلینا ہے اور پھر خلائق کے درمیان رہتے ہوئے اس کے حقوق کی انجام دہی اور اس کے فرائض کی بجا آوری ہے. اور اس سے بڑھ کر کوئی شخص خوش نصیب نہیں ہوسکتا، جسے اسلام قبول کرلینے کی توفیق اور سعادت نصیب ہوچکی ہو،

اللہ نے کتاب حکیم کو نازل فرمایا، اور اپنے نبی صادق امین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا. نیز آپ کی نبوت اور رسالت کو جملہ خلق خدا پر حجت اور دلیل قرار دیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

(الشوریٰ: ۱۳)

اللہ نے تمہارے واسطے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا، مشرکوں کو وہ بات گراں گذرتی ہے جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنے تک رسائی دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک صاف ستھری سادہ اور آسان شریعت کے ساتھ عمل میں آئی، اس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ شریعت محمدی پچھلی تمام شریعتوں کی خاتم ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی خاتم النبیین ہے، اور جملہ انسانوں کی طرف آپ کی بعثت ہوئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین کامل اور مکمل ہے، آپ کی شریعت ہمہ گیر ہے اور ہر زمانہ اور حالات کے لائق اور موافق ہے، انسانی زندگی نے اسی دستور کے ذریعہ استواری اور استحکام پایا، اور حکمت مصلحت عدل و احسان اور راستی اور درستی کے ذریعہ اس کو منظم اور منضبط فرمایا اور اگر دنیا کے تمام انسان اسلامی تعلیمات کو تسلیم کریں، اس کے احکام اور آئین کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیں، اور اس کی حدود و قیود کو اپنا لیں، تو ان کی زندگی خوش نصیب اور باسعادت ہو سکتی ہے، کیونکہ

يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (الاسراء ۹) (یہ قرآن) سب سے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے اس دستور کو عقائد کی کمزوری کا علاج قرار دیا، جس سے شک شبہ کا ازالہ ہوتا ہے اور برے طریقہ کا رواج ختم ہوتا ہے۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى

کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں، ان کے لئے یہ ہدایت اور شفا ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ ان کے حق میں اندھے پن کا سبب ہے۔

(فصلت: ۴۴)

شریعت اسلامی کا نظام نوع انسانی کی تمام مشکلات کا حل اپنے اندر رکھتا ہے اور ان کے تمام اختلافات کو ختم کر سکتا ہے اس لئے کہ اللہ نے اس شریعت کو خاص بندوں کے لئے حکم اور منصف کے طور پر وضع کیا ہے۔ تاکہ خصومت اور نزاع کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(النساء: ۵۹)

پھر اگر کسی معاملہ میں باہم اختلاف ہو جائے تو اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو،

علماء باتفاق اس کے قائل ہیں کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کی کتاب کی طرف رجوع کیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی سنت کی طرف رجوع کیا جائے،

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا

اور کسی ایمان دار مرد اور ایمان دار عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب : ۳۶)

کام کا حکم دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (النور : ۵۱)

یقیناً مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی جاتی ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو ان کا قول یہی ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں ۔

اسلامی شریعت ، جملہ عوامی مشکلات اور ان کے مسائل کا حل اپنے اندر رکھتی ہے ۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء : ۸۳)

اور اگر یہ لوگ اس خبر کو اللہ کے رسول کے سامنے اور نیز اپنے حاکموں کے سامنے پیش کرتے تو ان میں سے جو حضرات بات کی تہہ کو پہونچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ اس کی اصلیت معلوم کر لیتے ۔

ٖ

خرید و فروخت ، لین دین ، وقف ، وصیت ، ترکہ کی تقسیم ، عہد و پیمان ، امان ، صلح و جنگ نکاح و طلاق ، قصاص ، زخمی کرنے اور خون بہانے کے احکام ، سود خوری ، زنا کاری ، شراب نوشی کے مسائل اور فوجداری کے وہ تمام ضابطے اسلامی شریعت کے اندر بطور خاص پائے جاتے ہیں ، جن سے جرائم کا کلی انسداد ہوتا ہے ، یا ان کے اندر بے حد کمی آتی ہے ، نیز اسی دستور کا یہ بھی خاصہ ہے کہ وہ مال کو حلال اور جائز طریقہ سے کمانے پر زور دیتا ہے ، پھر اس کے حقوق اور صحیح مواقع پر اس کے خرچ کا حکم دیتا ہے ، اور مناسب شرطوں کے پائے جانے پر صدقہ خیرات اور زکوٰۃ ادا کرنے کی پوری تاکید کرتا ہے ، نیز یہی وہ دستور ہے جو مال کی نشو و نما اور تحفظ کی صحیح اور مفید صورتیں بتاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز تجارتوں کی راہیں دکھاتا ہے اور فضول خرچی اور اسراف کو حرام قرار دیتا ہے۔

قصہ کوتاہ! شریعت اسلامیہ سارے عالم کی مشکلات کا حل پیش کرتی ہے اور جو لوگ اس پر عمل کے خوگر ہیں، ان کے اندر امن، ایمان، خوش نصیبی اور طمانیت کی لہر سی دوڑ جاتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت میں اسی حقیقت کی پرزور تاکید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا:

> میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے، اللہ کی کتاب اور میری سنت ان دونوں کے اندر علیحدگی اور دوری کبھی بھی نہیں کی جا سکتی، تا آنکہ یہ دونوں اسی طرح حوض (کوثر) پر مجھ سے آملیں گے۔ [1]

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

> کوئی بھی قوم جب اللہ اور اس کے رسول کا عہد و پیمان توڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں میں سے کوئی دشمن ان پر مسلط فرما دیتا ہے اور وہ ان کے ہاتھوں کی چیزیں چھین لیتا ہے اور جب تک مسلمانوں کے امام اللہ کی کتاب کے مطابق لوگوں میں فیصلہ نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی آپس کی چپقلش اور خصومت کو تیز سے تیز تر کرتے گا۔ [2]

---

[1] حاکم بہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا، پھر اس ٹکڑے کو ذکر فرمایا۔

[2] اس کا بعض ٹکڑا حضرت بریدہ نے اور انھوں نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا ہر دو پیشین گوئی سورج سے زیادہ واضح اور روشن ہے اور روز مرہ کے مشاہدات سے ان کی مزید توثیق ہوتی ہے۔

یہ ایک رہی! اس پر مستزاد یہ بھی حقیقت ہے کہ دین کی ایک طاقت اور قوت ہوتی ہے اور یہ قوت لوگوں کے دلوں پر زبردست طریقے پر اثر انداز ہوتی ہے، بالخصوص صاحب ایمان مسلمانوں کا دل اس سے پوری طرح متاثر ہوتا ہے، انھیں فرائض، واجبات اور فضیلت اور اجر کے لائق امور کی طرف برانگیختہ کرتا ہے اور ناپسندیدہ اخلاق اور برے اطوار سے انھیں پرہیز کرنے کی تلقین کرتا ہے، اور یہ امر مسلم ہے کہ عوام الناس کا ذہن دین کی شریعت اور اس کے بتائے ہوئے دستور کا پابند ہوتا ہے وہ دستور کو سن کر بلا کم وکاست اس پر عمل کرتے ہیں چنانچہ مشاہدہ شاہد ہے کہ اگر کسی پرجوش فریق یا سخت جھگڑالو مقدمہ باز سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھو! اللہ کا حکم یہی ہے، یہ سنتے ہی وہ فوراً چپ سادھ لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اللہ کا حکم سن لینے کے بعد بحث اور حجت تکرار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ روز روشن کی طرح دلیل کے واضح ہو جانے اور ٹھوس ثبوت مل جانے کے بعد اب وہ حجت اور تکرار نہیں کرتا،

شریعت پر مبنی تمام عدالتوں کی بنیاد علم ومعرفت اور عدل وانصاف پر استوار ہوتی ہے عقل اور حکمت پر مبنی سیاست حکام اور رؤساء وقت کے لئے زبردست معین اور مددگار ہوتی ہے اور یہی وہ مستحکم ذریعہ ہے جس سے رعایا پر ان کا حکم چلانا، اور مملکت یا بستی اور شہر کا نظم ونسق سنبھالنا دشوار نہیں ہوتا، کیونکہ شرعی قوانین جھگڑالو سے جھگڑالو فریق کو اس کی حدود میں رکھتے ہیں، اور اسے اس کی اوقات بتا دیتے ہیں اور جس قدر حق اسے ملا، اسی پر قناعت کرنے والا اسے بنا دیتے ہیں،

دین کو دین اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نوع انسانی اسی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتی اور بناتی ہے اور اس کے احکام کی پابندی کرتی ہے، یوں ہی شریعت کو بھی اسی لئے شریعت کہا جاتا ہے کہ لوگ اسی کے مطابق چلتے ہیں، اسی کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے ہیں، اور خوش خوش اپنے مستقر پر لوٹ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں، پھر دین اور شریعت اللہ اور اس کے رسول کے نور کا پرتو ہوتی ہیں اور انھیں کے بتائے ہوئے طریقہ کی چھاپ ان پر نمایاں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں میں اسلامی شریعت کی حکمرانی ہوتی ہے، جہاں اس کے فوجداری نظام کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے اور حقوق وغیرہ کا لین دین تمام تر اسی کی روشنی میں ہوتا ہے، ہمارا مشاہدہ ہے کہ ان ملکوں میں ایمان اور یقین کی بارش ہوتی ہے، خوش نصیبی اور امن و آشتی کا وہاں دور دورہ ہوتا ہے، اور کشمکش اور اضطراب یا عام سماجی بے چینی کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا، جبکہ اس کے برعکس سے معاملہ برعکس ہوتا ہے، اور کوئی چیز اپنی ضد سے عموماً پہچانی جاتی ہے

چنانچہ اس کے برعکس جہاں کافروں کے دستور کی عملداری ہوتی ہے، وہاں رعیت کا حال اور بھی برا ہوتا ہے، آپس کی رقابت، دشمنی اور رسہ کشی حد سے بڑھی ہوتی ہے اور ہر قسم کے فتنہ اور آزمائش سے ان ملکوں کی خلقت دوچار ہوتی ہے۔ نقض امن کا ہر چہار سو خطرہ ہوتا ہے قتل غارتگری اور ڈکیتی کا دور دورہ ہوتا ہے، مال و دولت سے بھری پری دکانیں اور بازار منٹوں میں لوٹ لئے جاتے ہیں خواتین اور معصوم بچوں کا اغواء روزمرہ کی بات ہوتی ہے اور اس قسم کے جرائم گھٹنے یا کم ہونے کے بجائے سال بسال ان کے اندر اضافہ ہوتا جاتا ہے اور یہ سب محض اس لئے ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت کو وہاں سے دیس نکالا دیدیا جاتا ہے، اور انسانی قوانین کو اس کی جگہ نافذ کیا جاتا ہے اور انھیں پسند کیا جاتا ہے، حالانکہ ان قوانین کے بنانے والے انھیں کی طرح کے انسان ہوتے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے، آخرت کے دن کا ان کے نزدیک کوئی تصور نہیں پایا جاتا، اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ حرام ٹھہرایا، اس کو وہ حرام نہیں سمجھتے اور نہ حق اور صداقت کے طریقہ پر خود چلتے ہیں، غرض یہ تمام تر چنگیزی کا نتیجہ ہے، جو سیاست کو دین سے جدا کر دینے کی پاداش میں ان پر مسلط ہوتی ہے۔ یہ چنگیزی سیاست اللہ کی حرام کی گئی چیزوں کو بھی راست اور درست ٹھہراتی ہے، چنانچہ سود خوری، زنا کاری اور شراب نوشی ان کے یہاں گوارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جائز ہے، کوئی ان میں سے کوئی بھی حرکت کرے، اس سے کوئی بھی باز پرس نہیں ہوگی، سودی لین دین سے بڑھنے والی آمدنی ان کے لئے درست ہے، لاٹری جوا، اور سٹہ کی کمائی ان کے لئے کوئی عیب نہیں اور اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا سودا اور لین دین ہے جس میں فریقین کی رضامندی دیکھی جاتی ہے، لہٰذا اگر فریقین کسی حرام نوعیت کا بھی سودا کریں تو چونکہ یہ ان کا اپنا معاملہ ہے، لہٰذا جائز ہے، خواہ ان کی آپس کی مرضی شریعت اور اللہ و رسول کے طریقہ سے کتنی ہی کیوں نہ ٹکراتی ہو، ان کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ، ۲۱)	کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے وہ دین مقرر کیا ہے، جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا،

گویا ان کا طریقہ ایک حاکم کی بالادستی کو اس کی رعیت سے ہٹا کر انھیں اس بات کی پوری اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے طور پر جو چاہیں کریں ان پر کوئی پابندی یا رکاوٹ نہیں ہے اور ان کا یہ دستور ہر ملحد، بے دین اور دہریہ کو اپنے کافرانہ عقیدے کے پرچار کی اجازت دیتا ہے اور ہر قسم کی بندش اور پہرے کو ان سے اٹھا لیتا ہے،

حالانکہ اسلامی شریعت دین اور انسانی نفوس کی حمایت اور ان کے تحفظ پر مبنی ہے، یہ دستور مال و دولت اور عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے، اخلاق و عادات اور نسل و خاندان کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر و شرک، منافرت، منافقت، ذاتی دشمنی، عداوت اور بداخلاقی کا انسداد کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک مشہور عیسائی فلسفی ہربرٹ اسپنسر کہتا ہے،

"قوموں کی عادات و اخلاق اور ان کی امتیازی صفتیں ان کے تمدن کا بنیادی جوہر ہوتی ہیں اور یہ تمام عناصر دین سے قوت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرتے ہیں، اور دینی اساس پر ان کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں، اب اگر بعض علماء اور ماہرین جوان قدروں کو دین سے علیحدہ کرکے اس کی بنیاد کو علم اور عقل و دانش پر رکھنا چاہتے ہیں اور جن قوموں اور افراد میں اس قسم کی انتقل پیدا ہونے والی ہے اور ان کے اندر ایک خاموش ادبی جنگ چھڑنے والی ہے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا اور اس کے نقصانات کہاں تک پہونچیں گے۔"

دنیاوی عدالتوں کا طریق کار یہ ہے کہ ان کے یہاں فریقین کے درمیان مقدمہ کو بلا وجہ طول دیا جاتا ہے، انھیں ختم نہیں کیا جاتا، نہ ہی مکمل کرنے کے بعد انھیں تمام کیا جاتا ہے اور یہ طوالت مدعی اور مدعا علیہ کے دعووں اور جوابی دعوؤں اور ان کی غیر ضروری تفصیلات سے ہوتی ہے، اور اس قدر جواب در جواب اور طویل سوالات کے سلسلے سے عوام بالخصوص فریقین کے درمیان دن بدن بے چینی اور اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔

بنا بریں جن ملکوں میں شرعی عدالتوں پر مہریں ثبت کر دی گئیں اور ان کے بالمقابل انسانی کوٹھیاں کھل گئیں ہیں، وہاں کے ارباب دانش اور اہل فکر کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہاں کے عوام کا حال زار کیا ہے، ان کی سماجی زندگی میں کسقدر بحران اور ابتری طاری ہے، ان کے روزمرہ کے دنوں میں کس قدر نقائص، جہالت، کفر و شرک، بد اخلاقی اور خاص طور پر ان کے عقائد اور اعمال میں کتنا بگاڑ آچکا ہے کہ آج ان کی زندگی جانوروں سے بدتر ہو چکی ہے اور وہ شاہراہوں اور سڑکوں پر بے محابا پھرتے ہیں، انھیں روزہ نماز اور بدنی اور مالی عبادتوں کا کوئی احساس نہیں ہے، نہ ہی نیکی اور برائی میں فرق اور تمیز کی صفت ان کے اندر ہے، کسی برائی سے بچنے کی ان کے اندر توفیق نہیں اور حق و ہدایت کی طرف بڑھنے کا ان کے اندر کوئی جذبہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ کل تک جو لوگ انسانی قوانین اور اصولوں کا سب سے زیادہ دم بھرتے تھے، آج وہی سب سے زیادہ ان سے نالاں اور پریشان ہیں، کیونکہ اب دستور کی تلخی انھوں نے چکھی اور اس کی مضرتوں کا اب جا کر انھیں علم ہوا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ اغیار ان قوانین کے شیدائی ہوں تو ہوں، لیکن کوئی مسلمان جس کے دل میں ایمان کی رمق ابھی باقی ہو، وہ ان اصولوں کو کبھی پسند نہیں کرے گا، ہاں اگر وہ کسی ایسے علاقہ میں ہے جہاں وہ ان کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے، یا بصورت دیگر وہ اپنے دشمن کو نقصان ہی پہنچانا چاہتا ہے تو وہ البتہ اس سے مستثنیٰ ہوگا۔

تیرہ سو سال کا عرصہ گذرا جب سے مسلمانوں نے اسلامی شریعت اور اس کے دستور کو اپنا حکم بنایا اور اسی میں وہ اپنے لئے عزت اور عافیت سمجھتے ہیں اور مسلم حکام اور سلاطین نے بھی اپنے آپ کو شریعت کا بندہ اور اس کا پابند سمجھا، چنانچہ ایک مرتبہ جب سلطان صلاح الدین ایوبی سے ایک شخص نے شکایت کی، تو اس کے جواب میں انھوں نے کہا تھا۔

"میں نے شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے والوں کو مقرر کر رکھا ہے خواہ ان کا یہ فیصلہ تمہارے حق میں ہو یا تمہارے خلاف میں ہو، بہر صورت وہ شرعی حکم ہے، رہی میری حیثیت! تو میں بھی شریعت کا بندہ اور اس کا غلام ہوں، شریعت کا فیصلہ نافذ کرنے کے سوا میرا کوئی دوسرا کام نہیں ہے"

ماضی میں عالم اسلام اور عرب دنیا کے اندر بیشتر شہروں میں انسانی قوانین کی عدالتیں اس طرح قائم کی گئیں کہ وہاں کے مسلم عوام قطعی اس کو پسند نہیں کرتے تھے، اصل میں ہوتا یہ تھا کہ مسیحیوں یا انگریزوں کو ان دنوں بعض عرب علاقوں پر یا مسلم اکثریتی شہروں پر غلبہ اور تسلط حاصل تھا، اور ان کی تمام تر خواہش تھی کہ ان کی پرجا انھیں کے طور طریق پر چلے، اس لئے انھوں نے مسلمانوں کی مرضی اور خواہش کے بغیر اس قسم کی عدالتوں کو قائم کیا، اور انسانی قوانین کو زبردستی ان پر لادنے کی کوشش کی۔!

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ کیا یہ لوگ زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (المائدۃ: ۵۰) اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں، ان کے لئے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے'

غرض اس طریقہ سے انسانی قوانین کی عدالتوں کے کھل جانے اور نزاع اور خصومت کے مواقع پر خود مسلمانوں کے ان عدالتوں کی طرف رجوع ہونے کے نتیجہ میں وہ خدشے اور اندیشے رونما ہوئے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب سے بہت پہلے ڈرایا تھا، چنانچہ آپ نے فرمایا تھا،

جب تک مسلمانوں کے سربراہ اور پیشوا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے، اللہ تعالےٰ ان کے اندر باہمی ناچاقی اور انتشار کو سخت سے سخت تر کرتا رہے گا۔! [1]

اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، اس لئے کہ یہ روایت روشن صبح کی طرح عیاں اور ظاہر ہے، اور بہتر آدمی وہی ہے جو اوروں کے ذریعہ عبرت اور نصیحت حاصل کرتا ہو، لہٰذا آج ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے، جنھوں نے آسمانی قوانین کے بجائے انسانی قانون کو اپنایا، ان کی کیفیت یہ ہے کہ آج وہ عام لوگوں سے بدتر اور ابتر زندگی گذار رہے ہیں، بے راہ روی ان کے اندر نمایاں ہے، اندرونی کشمکش اور اضطراب میں وہ غرق ہیں ایک ایک کرکے ان کے ہاتھوں سے نعمت اور دھن دولت چھنتی جارہی ہے اور آئے دن وہ انتقامی کاروائیوں کا شکار ہوتے جارہے ہیں، حالانکہ اگر یہ ہوش کے ناخن لیں تو انھیں محسوس ہوگا کہ ان کی موجودہ ابتری اور پریشانی کے سمندر میں دین اسلام ہی ایک ایسی کشتی ہے جو ہلاکت کی بھنور سے ان کو نجات دے سکتی ہے

---

[1] بیہقی بروایت بریدہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، البتہ اس کے اندر " وما لم تحکم أئمتهم بکتاب الله کے بجائے وما عطلوا کتاب الله ہے (مفہوم ہر دو کا یکساں ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج یہی کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے، جو موجودہ ہمہ گیر بلاؤں کے سیلاب سے انھیں کو بچا سکتی ہے جو بڑھ کر اس پر سوار ہو جائیں گے ورنہ جو لوگ اس سے باہر رہیں گے، ڈوب کر حرف غلط کی طرح مٹ جانے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہیں ہے،

نیز تجربہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ موجودہ انسانی قوانین کو محض اس لئے روبہ کار لایا گیا، تاکہ لوگوں کے مال و دولت کو چھین لیا جائے، ان کے حقوق کو پامال کیا جائے، اور ان کی حدود اور امتیاز کو ختم کر دیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ شکست و ریخت ترمیم و تنسیخ اور حکم دینے اور پھر واپس لے لینے کے واقعات سے دوچار رہتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ	اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں
(المائدۃ : ۴۴)	

دشمنان اسلام نے اسلام کی شہرت کو بٹہ لگایا، کذب و افترا پردازی اور بہتان تراشی کا طومار باندھا، پردہ پوشی اور کتمان کا الزام لگا کر قدامت پسندی اور بنیاد پرستی کی اس پر تہمت رکھی اور یہاں تک کہا کہ یہ دین بیسویں صدی اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے، اس کے ضابطے اور اصول حد درجہ دشوار ہیں، لہٰذا سیاست سے دین کو جدا کر دینا چاہئے غرض یہ اور اس قسم کے انگنت الزام مخالف کیمپ سے آئے دن لگائے جاتے ہیں۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا	یہ کیسی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں، محض جھوٹ ہے۔
(الکہف : ۵)	

یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں کہ اس قسم کا الزام دھرنے والے اسلام کے دشمن ہیں، ان کی تمام تر کوشش اسلام کو تہس نہس کر دینے کی ہے، اور وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت کی آگ تیز سے تیز تر کر دی جائے ،

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف : ۸)	یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں، حالانکہ اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں ۔
صديقك لايثنى عليك بطائل	فماذا ترى فيك العدو يقول

تمہارا دوست دیر تک تمہاری تعریف کرنے سے رہا ، البتہ دشمن تمہارے بارے میں جو کچھ دیکھے گا وہ کہہ دے گا ۔

اسلام دشمن طاقتیں اس دین کے خلاف تمام تر انتقامی کاروائیاں اس لئے کرتی ہیں کہ اس دین کی رو سے قاتل پر قتل کی وجہ سے قصاص کا حکم ہوتا ہے، چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، شراب نوشی پر کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے اور پھر ان تمام سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ ہم مسلمانوں کے لئے اب یہ کوئی شرمناک الزام نہیں رہا، اور نہ اس قسم کی الزام تراشی سے ہمارا سر شرم سے نیچے جھکتا ہے، اس لئے کہ دنیا بھی اب اس حقیقت سے واقف ہوتی جا رہی ہے کہ اسلام کی یہ سزائیں آپریشن کی حیثیت رکھتی ہیں اور جس طرح جسم کے متاثر عضو کو بدن سے کاٹ کر اس لئے الگ کر دیا جاتا ہے کہ باقی ماندہ حصہ اس سے متاثر نہ ہو، اسی طرح پورے سماج کو بچانے کے لئے ایک فرد کو اس کی قرار واقعی سزا دی جاتی ہے ، اور یہ حقیقت ہے کہ ان اسلامی سزاؤں سے ایک طرف جرائم کے اندر بھاری کمی آتی ہے ۔ تو دوسری طرف جیل خانوں میں سناٹا طاری ہوتا جاتا ہے ، اور ملک میں فورس اور ریزرو پولیس بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے ۔

وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ	اور اللہ کے دین میں تم کو ان کے حال پر ذرا بھی ترس نہ آنا چاہئے اگر تم اللہ پر اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (النور: ۲) قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو ،

جبکہ یہ نادان اپنی مہلک ایجادات جیسے ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں اور نیپام بموں کو فراموش کر جاتے ہیں جن سے لاکھوں کروڑوں انسان فنا کے گھاٹ اتر سکتے ہیں، بوڑھے، جوان، بچے، مرد، عورت، حاملہ خواتین اور جانور غرض ان گنت جاندار چشم زدن میں ختم ہو سکتے ہیں، کھیتی باڑی اور نسلوں کی نسلیں تباہ ہو سکتی ہیں، اس لئے سچ پوچھو تو وحشت اور بربریت اسلام کے فوجداری نظام میں نہیں بلکہ خود ان دشمنان کی سرشت اور خصلت میں ہے ،

تیرہ ۱۳ صدیوں سے مسلمانوں کا دستور یہی کتاب وسنت ہے جو سعادت اور خوش بختی کا نوشتہ اور عدل وانصاف کا دستور ہے، آج زمین کے چپہ چپہ پر جابجا ایسی شرعی عدالتیں قائم ہیں، جہاں مسلم اور غیر مسلم اپنے نزاع اور خصومتوں کے مقدمات تصفیہ کیلئے لے جاتے ہیں، انھیں یقین ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ عالمی مشکلات اور دنیا بھر کے مسائل کو حل کر سکتی ہے، خواہ ان مسائل کا تعلق موجودہ زمانے سے ہو، یا آئندہ سے، کبھی اور کسی زمانے میں کوئی سا مشکل قضیہ کیوں نہ پیش آئے اسلامی شریعت اس کا مکمل حل پیش کرتی ہے، اور گمراہی سے ہدایت کو الگ کر سکتی ہے، اسی طرح کوئی اہل باطل اگر اسلام کے خلاف کوئی حجت پیش کرے گا تو اسلام اس کا تدارک اور جواب دے سکتا ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر سکتا ہے، البتہ موجودہ زمانے میں چونکہ اہل اسلام کا اسلام سے رشتہ کمزور ہو چکا ہے، عمل اور کردار میں فتور پیدا ہو گیا ہے اور عقائد و افکار میں بھی اس قدر قصور آگیا ہے کہ آج مسلمانوں میں نام نہاد مسلمان یا بالفاظ دیگر منافقین کی ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے، جو اسلام کو پس پشت ڈالدینے کا نعرہ لگاتے ہیں اور اسلامی احکام اور اس کی حدود وقیود سے وابستگی کے بجائے انسانی قوانین کی عملداری کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ اور اگر کسی کو اللہ گمراہ کرنا چاہے تو اس کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

(المائدۃ : ۴۱)

تم کچھ بھی اللہ سے اختیار نہیں رکھتے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہتا، ان کے لئے دنیا میں بھی وہی ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ خلفاء راشدین، حکمراں صحابہ و تابعین، شاہان بنو امیہ اور بنو عباس اسی طرح عظیم فاتحین جیسے نورالدین، سلطان صلاح الدین اور دیگر مسلم کشور کشاؤں کا ذکر جمیل محض اس لئے دنیا میں عام ہوا، نیز ان کی حسین یادیں، تاریخی یادگاریں اور خوبصورت تذکرے محض اس لئے زبان زد خاص و عام ہیں کہ انھوں نے دین کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا اور شریعت الٰہیہ کو خود اپنے اوپر اور عام انسانوں پر نافذ کر رکھا تھا، چنانچہ اللہ کا یہ ارشاد ان پر صادق آتا تھا کہ،

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

(الحج : ۴۱)

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ نمازیں پڑھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے اچھے کام کرنے کا حکم دیں گے، اور برے کاموں سے منع کریں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

شریعت اس کی اجازت دیتی ہے اور حقائق سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ایک قاضی کی جگہ اس سے بہتر دوسرے قاضی کو نصب کیا جا سکتا ہے، لیکن آسمانی شریعت کو برخاست کر کے انسانی دستور کو نافذ کرنا جملہ علماء اسلام کے اجماع کی رو سے باطل اور حرام ہے، اور مسلم حکمرانوں، دانشوروں اور قائدین نے موجودہ زمانے میں جب یہ اندازہ کر لیا کہ انسانی قوانین کس قدر ضرر رساں ہیں، انکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضابطے دین سے کس حد تک دور لے جاتے ہیں، اور ان کی وجہ سے عام انسانوں میں فتنہ وفساد، بے چینی اور اضطراب، نفاق وشقاق اور عام ابتری اور اخلاقی بگاڑ جس طرح پھیلا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے بالخصوص مسلمانوں میں گروپ بندی اور تفرقہ پڑ چکا ہے، ان کا رعب ودبدبہ دشمن کے دلوں سے نکل چکا ہے، اور ان کا معاشرہ تباہ وبرباد ہو چکا ہے، اس لئے ملت کے یہ دانشور اور لیڈران اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ امت پھر سے اپنے دین کی طرف لوٹ جائے، اپنے اخلاق واطوار کا جائزہ لے اور اسلامی شریعت کو باہمی نزاع کی صورت میں حکم ٹھہرائے، یہ دعوت کسی نہ کسی مناسبت سے جمع ہونے والے مسلمانوں کے اجتماعات اور ان کی مجلسوں میں آج عام طور پر دی جاتی ہے، جہاں مسلمان صلاح ومشورے کے لئے اکٹھا ہوتے ہیں یا اپنے معاشرے کی مہلک بیماریوں اور ان کے علاج کے لئے جمع ہوتے ہیں، تاکہ ان کا معاشرہ پاک صاف اور سادہ اور پاکیزہ ہو جائے، اور آج جو یہ دعوت جس طرح عام کی جا رہی ہے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس کا مثبت جواب بہت جلد رونما ہوگا۔

فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ (الانعام: ۹۰)

اور اگر انھوں نے ان باتوں سے انکار کیا (تو کچھ پرواہ نہیں) ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو ان سے انکار کرنے والے نہیں۔

اس موقعہ پر وقت کی مناسبت سے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد نقل کرنا مناسب ہے جس میں آپ نے فرمایا:

والله لن يصلح آخر هذه الامة الا ما اصلح اولها

خدا کی قسم! اس امت کے پچھلوں کی اصلاح بھی وہی چیز کرے گی جس نے اگلوں کی اصلاح کی تھی۔

میں اسی بات کی نصیحت کرتا ہوں اور تمہارے درمیان اللہ کو اپنا نائب بناتا ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (المومن : ۴۴)

اور عنقریب تم اس کو یاد کرو گے جس کا میں تم سے تذکرہ کرتا تھا اور میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں، بیشک اللہ بندوں کو بخوبی دیکھتا ہے

بنا بریں خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی لغزشوں پر توبہ کرو، اپنے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اور اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا غریب الدیار ہونا

اور

آخری زمانے میں لوگوں کے اندر فتنہ وفساد کا رونما ہونا

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس نے طالب ہدایت کو اسلام کی توفیق بخشی جس کی بنا پر انسانی اعضاء و جوارح عمل اور کردار کی راہ پر چل پڑے، چنانچہ انھوں نے نمازوں کی پابندی کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کیا، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ اس شخص کی سی شہادت ہے، جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور پھر اسی پر وہ اٹل رہ جاتا ہے، میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جملہ خلائق کے سردار ہیں، اے اللہ! اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور ان پر بہت بہت سلام ہو،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! نصوص کی صراحت، اور واقعات ومشاہدات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ عوام الناس کے اندر سال بہ سال فرائض سے دوری اور محاسن اخلاق سے تہی دامنی دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور اس کے بجائے پست اخلاقی اور بری عادتیں روز بروز ان کے اندر گھر کرتی جارہی ہیں، نیز یہ بھی ایک بدیہی امر ہے کہ دین کو قبولیت اور قوت بھی حاصل ہوتی ہے اور کبھی اسے پس پشت اور کمزور بھی کر دیا جاتا ہے۔

دین کو قبولیت کا شرف اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ وہ پورا پورا کنبہ اور خاندان دینی بصیرت اور علم ومعرفت کے حصول کے لئے کوشاں اور اس میں کامیاب ہوتا ہے، دین کے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیمتوں کو اختیار کرتا ہے، رخصتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے، اور پورے معاشرے میں اکا دکا افراد فسق و فجور میں مبتلا اور اس کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور اگر کسی محفل میں یہ کشائی کی جسارت بھی کرتے ہیں تو چاروں طرف سے ان پر پھٹکار برستی ہے اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔

اور دین کو پس پشت ڈالنے یا اس پر ادبار اور نکبت کی کیفیت یوں طاری ہوتی ہے کہ پورا پورا خاندان ظلم و جفا کاری کا خوگر ہو جاتا ہے، عزیمتوں سے گریز اور رخصت پر عمل کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے، اور پورے معاشرے اور سماج میں چند دانشور اور دین کی سمجھ رکھنے والے موجود ہوتے ہیں، اور وہ بھی عام طور پر منہ چھپائے پھرتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ اس امت کا مزاج اور اس کے خاصان خاص افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام تھے، جن کے قلوب اس امت کے اندر سب سے زیادہ صاف شفاف تھے، علم و معرفت میں وہ یگانہ اور کامل تھے اور وہ خدا کے ایسے خوش نصیب بندے تھے، جنھیں اللہ نے بطور خاص اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لئے انھیں چن رکھا تھا، ان کے بعد تابعین عظام تھے، جنھوں نے جذبہ احسان کے ساتھ صحابہ کرام کی پیروی کی اور ان سے علوم و معرفت کو حاصل کیا، لہٰذا صحابہ کے بعد تابعین افضل خلائق اور بزرگ ترین انسان تھے، اس لئے کہ صحیحین میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

> سب سے زیادہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد آئیں گے، اور پھر وہ لوگ ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے، (راوی کہتے ہیں) میں نہیں جانتا کہ یہ آپ نے دو بار فرمایا یا تین بار، پھر ایک ایسی قوم آئے گی، جن سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی مگر وہ گواہی دیں گے، امانت داری نہیں برتیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ خیانت کریں گے، نذر مانیں گے، مگر اس کو پوری نہیں کریں گے
اور ان کے اندر فربہی اور مٹاپا رونما ہوگا۔!

یعنی عیش وعشرت میں غرق رہنے اور مرغن غذاؤں کو بکثرت استعمال کرنے کی وجہ سے، اور ایک روایت میں ہے کہ

ان میں سے ہر کوئی گواہی کی صورت میں بڑھ کر قسمیں کھائے گا اور
ان کی یہی قسمیں، ان کی گواہی متصور ہوں گی۔!

مذکورہ روایت سے آخری زمانہ میں امت کے اندر بگاڑ پھیل جانے کا واضح اشارہ ملتا ہے نیز مشاہدہ بھی اس کی پوری پوری شہادت دیتا ہے۔

اس روایت کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

اگلے اور پچھلے نیک لوگ سب جا چکیں گے اور بھوسہ (یا فرمایا)
چھلکے باقی رہ جائیں گے۔ جیسے جو یا کھجور کی بھوسی ہوتی ہے جن
کی اللہ پرواہ بھی نہیں کرے گا [1]

اور یہ امر مسلم ہے کہ جب امت کا وہ طبقہ نہیں رہے گا، جو خود نیک تھا اور نیکی کا حکم دیتا تھا اور برائی سے منع کرتا تھا، تو ظاہر ہے ان کے بعد میدان خالی ہو جائے گا، اور پوری فضا پر فاسق وفاجر اور بے دین لوگوں کا تسلط ہوگا، چنانچہ یہ ناہنجار افراد خوب خوب اُجلے اور پیلے بن کر نکلیں گے۔

---

[1] اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں درج کیا۔ نیز امام بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابن عمرو بن عاص سے نقل کیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قرب قیامت کے دنوں میں علم ناپید ہوگا، اور جہالت کا دور دورہ ہوگا، چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث درج ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علم اس طرح نہیں اٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے بندوں کے سینوں سے کھینچ کر نکال پھینکے گا، بلکہ علم اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اللہ سب سے پہلے (ایک ایک کرکے) علماء کو اٹھاتا جائے گا، یہاں تک کہ جب علماء باقی نہیں رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے چنانچہ لوگ ان سے مسائل دریافت کریں گے اور وہ بغیر جانے بوجھے فتوے صادر کریں گے، اور اس طرح نہ صرف وہ خود گمراہ ہونگے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے، (بخاری بروایت مروان اسلمی، مسند احمد)

نیز یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید فرمائی یعنی بالخصوص جب امت میں بگاڑ آجائے تو دین پر سختی سے عمل کیا جائے، چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ کی روایت میں ہے،

تم میں جو کوئی زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، لہٰذا تمکو میری سنت کی اور میرے بعد ہدایت سے فیضیاب خلفاء راشدین کی پیروی کرنی چاہیئے تمہیں چاہئے کہ ان کے طریقہ کو مضبوطی سے تھام لو اور انھیں دانتوں سے مضبوط تھام لو، اور دیکھو نئی نئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی کا باعث ہے۔

(اس روایت کو ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے نقل کیا، اور ترمذی نے اس کو حدیث حسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح کہا ہے، اسی سے ہم آہنگ وہ روایت ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

> میری امت کے اندر بگاڑ رونما ہونے کے دنوں میں میرا جو امتی میری سنت کو مضبوطی سے تھامے ہوگا، اسے سو شہیدوں کا اجر ملے گا: (بیہقی، طبرانی)

فتنہ وفساد اور بگاڑ کے ان دنوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کے ایام سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ فرمایا:۔

> تمہارے بعد کا زمانہ صبر وشکیب کا زمانہ ہوگا، اس زمانے میں دین کو مضبوطی سے تھامنے والا ایسا ہوگا جیسے وہ ہاتھوں میں انگارہ اٹھائے ہو، اس زمانے میں (دین پر) عمل کرنے والوں کو اس زمانے کے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا، ہمارے آج کے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر انھیں اجر کیوں کر ملے گا؟ آپ نے فرمایا، یہ اس لئے کہ آج تم حق پر عملدرآمد کیلئے معاونین (کا حلقہ) پاتے ہو، جبکہ انھیں ایسے معاونین نصیب نہیں ہوں گے۔

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوثعلبہ خیشنی سے نقل کیا ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ فی زمانہ بہت سے انسان اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن اسلام سے انھیں دور کا واسطہ نہیں ہوتا، یہ اپنے آپ کو اسلام کا گرویدہ اور اس کا حلقہ بگوش جتلاتے ہیں لیکن درپردہ یہ اس دین کے دشمن ہیں، اور مسلمانوں اور ان کے مذہب کی جڑ بنیاد کو کھوکھلا کرنے کے درپے ہیں، اور اسلام سے محض ان کا نام کا رشتہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ عمل اور کردار اور اسکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام کی تابعداری کے بجائے یہ صرف زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہیں، اور کھوکھلا نعرہ لگاتے ہیں، یہ گندم نما جَو فروش پنج وقتہ نمازوں سے سب سے پہلے راہ فرار اختیار کرتے ہیں، فرض شدہ زکوٰۃ سے ہمیشہ کتراتے ہیں، رمضان کے روزے نہیں رکھتے، سود خوری اور شراب نوشی کو جائز اور مباح سمجھتے ہیں اور سب سے بدترین بات یہ ہے کہ صحیح اسلامی تعلیمات بالکل ایک طرف ہوتی ہیں اور یہ ان تعلیمات کی بالکل مخالف سمت میں ہوتے ہیں، اور عجیب ستم ظریفی یہ ہے کہ ہر زمانہ میں انھیں کی اکثریت ہوتی ہے، اور اللہ تعالےٰ نے کتنا بجا ارشاد فرمایا ہے ،

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف، ۱۰۳) اور اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں اگرچہ تم کتنا ہی چاہو ،

نیز ایک عوامی کہاوت ہے کہ حج کے قافلے بہت ہوتے ہیں مگر ان میں حقیقی حجاج کرام کتنے ہوتے ہیں!

فما اكثر الناس بل ما اقلهم وايم الله انى لم اقل فندا

انسانوں کا ایک انبوہ ہے، مگر حقیقی انسان کتنے کم ہیں، بخدا میں نے یہ بات جھوٹ موٹ نہیں کہی ہے

انى لافتح عينى حين افتحها على كثير ولكن لا ارى احدا

میں جب آنکھیں کھولتا ہوں تو اپنے سامنے بہت سارے انسان پاتا ہوں، مگر آدمی ان میں ایک بھی نہیں دیکھتا۔!

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "جب دینی امور پر عمل کے اندر بگاڑ آجاتا ہے تو دین کمزوری اور انحطاط کا ذریعہ بن جاتا ہے" لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب دینی امور پر عمل کے اندر بگاڑ آجائے، تو دین کہاں رہا؟ اس لئے دین کے کمزوری اور انحطاط کا ذریعہ بننے کا سوال بھی نہیں پیدا ہوتا، جیسے اگر نماز فاسد ہوجائے تو وہ نماز کہاں باقی رہتی ہے یوں ہی اگر روزے میں بگاڑ آجائے تو روزہ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ نہیں رہ جاتا ، لہٰذا حقیقت تو یہ ہے کہ جب بھی دین کا لفظ بولا جائے گا ، اس سے دین خالص مراد ہوگا ،

ان الصنیعۃ لاتعد صنیعۃ حتی یصاب بھا طریق المصنع

کاریگری ، کاریگری کہے جانے کی مستحق نہیں جب تک کہ اس چیز کی کاریگری کو دیکھ کر اس کے کارخانہ تک ٹھیک سے پہونچا نہ جاسکے ،

لہٰذا اوامر کے ترک ، اور نواہی کو اختیار کر لینے کے ذریعہ جب عوام اپنے دین کو بگاڑ لیں گے تو وہ دین کی حدود سے نکل جائیں گے ، اور دین کے بجائے بے دینی کو اپنالیں گے اور یہ فاسد انقلاب ان کے اندر کمزوری اور انحطاط کا پیش خیمہ ہوگا ، اس لئے کہ فوجیوں کا پاپ خود ان کے اوپر وبال بن کر لوٹتا ہے ۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (الرعد : ۱۱)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آج مسلمانوں کی عام کمزوری اور تنزلی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ مسلم حکمرانوں کے باہمی اختلافات اور خونریز تصادم کی وجہ سے دین کی بنیادی تعلیمات کو انھوں نے ضائع کر دیا اور گناہوں کا یہ انبار کمزوری ، ناتوانی ، اور ناکامی کی سب سے بڑی وجہ ہوتا ہے ،

دینی کمزوری کے اسباب بیشمار ہیں ، جس سے عوام تک کمزوری در آتی ہے ، ایسی ہی ایک کمزوری کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے ،

" تین چیزیں اسلام کو کمزور بناتی ہیں ، گمراہ ائمہ اور قائدین
علماء کی لغزشیں اور منافقوں کی قرآن پاک کے ساتھ مناظرہ بازی "

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہ اماموں کی طرف سے مجھے اپنی امت کے لیے بڑی فکر اور اندیشہ لاحق ہے "

علماء کی لغزشوں سے جو اندیشے عام طور پر لاحق ہوتے ہیں ان میں ایک اندیشہ یہ ہے کہ علماء کسی غلطی کی وجہ سے خود دھوکہ کھا جائیں، اور جاہل ان کی اسی طرح پیروی کرلیں اور اس قسم کی نری تقلید اور اندھی پیروی سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت خطرہ درپیش ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔

" علماء کی لغزش سے ان کے اندھے پیروکار بھی ہلاکت میں جا پڑتے ہیں "

نیز علماء کی غلطی اور کوتاہی کو کسی جہاز کے ڈوب جانے سے بھی تشبیہ دی گئی ہے، جس کے ڈوبنے پر ایک انبوہ غرقاب ہوتا ہے۔ یوں ہی گمراہ ائمہ عوام کے اندر پیشوا اور سربراہ کی حیثیت رکھتے ہیں اب اگر یہ لوگ جادۂ مستقیم سے ہٹ جائیں، قرآن کریم اور سنت نبوی (علی صاحبہا الف تحیۃ) کی شریعت کو چھوڑ بیٹھیں، اور اس کی جگہ انسانی دستور کو نعم البدل تصور کریں، تو ظاہر ہے یہ خود بھی گمراہ ہونگے اور اسی گمراہی میں لوگ بھی ان کی پیروی کریں گے، ان کے بگاڑ کے باوجود انھیں کی تائید اور حمایت کریں گے اور ان کو ترجیح دیں گے، اور مثل مشہور ہے کہ برائی ہو یا بھلائی، پرجا، اپنے راجہ کے مطابق ہی ہوتی ہے اور چرواہا جب بگاڑ کے راستہ پر چلے گا، تو پورا کا پورا ریوڑ کب درست ہوگا؟

علماء کی لغزش کا دوسرا اندیشہ ان کی دنیا کی طلب اور محبت ہے جس سے لوگوں کی گردنیں کٹتی ہیں، اور دینی مصلحت کی طرف سے ان کے اندر مروتی سی آجاتی ہے۔ یوں ہی قوت، استقامت اور اللہ کی راہ میں جہاد سے وہ گریز کرتے ہیں اور یہ اسی لئے ہوتا ہے کہ دنیاوی اور مادی لذتوں میں پڑ کر وہ دین کے کاموں سے دور بھاگتے ہیں، پیٹ اور پلیٹ کی یہ محبت ان دنوں مسلم ملکوں پر ایک بیکراں فوج کی طرح حملہ آور ہے، اور دیگر دشمنان اسلام کے بجائے اکیلی یہی ایک ایسی دشمن ہے جو فوج، پھاٹے، لشکر جرار، یا دفاعی یا امتناعی کسی قسم کی کوشش کے بغیر مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلم ملکوں کو زیر و زبر کئے ہے، اور فتح و کامرانی کا پھریرا اڑا رہی ہے، چنانچہ اسی مفہوم کے مطابق وہ روایت ہے جس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں درج کیا ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

" ایک وقت آئے گا جب قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی، جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا ان دنوں ہماری تعداد اتنی ہی کم ہوگی ؟ آپ نے فرمایا، نہیں ! لیکن تم سمندر کی جھاگ کی طرح ہو کر رہ جاؤ گے، اور اللہ تعالےٰ تمہاری ہیبت کو تمہارے دشمنوں کے دلوں سے نکال دے گا اور ان کی ہیبت کو تمہارے دلوں میں بیٹھا دے گا، ساتھ ہی تمہارے اندر " وہن " پیدا کر دے گا، انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ! " وہن " کیا ؟ آپ نے فرمایا، دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جو چیز فساد کی جڑ ہوتی ہے، اس سے بندوں کے اندر کمزوری ضرور آتی ہے۔

وکل کسر فان الدین یجبرہ ؛ ومالکسر قناۃ الدین جبران

دین ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ کی تلافی کرتا ہے، لیکن اگر دین ہی کا نیزہ ٹوٹ جائے، تو اب ایسی کون سی چیز ہے، جو اس کی تلافی اور بھرپائی کرے گی ؟

اس لئے یہ حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی اور کمزوری دین کی وجہ سے نہیں، بلکہ دینی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینے کی وجہ سے ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی واقعہ ہے کہ موجودہ دینی ضعف اور اجنبیت دیرپا اور دائمی نہیں بلکہ اسی قسم کا اضمحلال کبھی درپیش آتا ہے، اور کبھی ختم بھی ہوجاتا ہے، اس لئے کہ یہ ایک عارضی کیفیت ہے، جیسے جسم کو بعض عوارض لاحق ہوتے ہیں اور پھر جسم ان سے شفایاب ہوجاتا ہے،

قد ینعم اللہ بالبلوی وان عظمت ویبتلی اللہ بعض القوم بالنعم

بلائیں اور آزمائشیں خواہ کتنی بڑی ہوں، یہ بھی کبھی اللہ کا انعام ہوتی ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو انھیں نعمتوں کے ذریعہ آزماتا ہے،

لہٰذا وہ وقت دور نہیں، جب موجودہ ابتری اور اجنبیت کے بعد اسلام اپنی سابقہ سربلندی اور ہردلعزیزی کی طرف لوٹے گا، اور یہ کمزوری بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب کے اندر ارتداد کی ہوا چلی، تو اسلام پر ایسی سخت گھڑی آئی کہ مسلمانوں کی صرف تین ایسی مسجدیں باقی رہ گئی تھیں، جہاں وہ نمازیں ادا کرسکتے تھے، ورنہ باقی مسجدیں ان کے ہاتھوں سے نکل چکی تھیں، ایک مسجد حرام (مکہ مکرمہ) دوسری مسجد نبوی (مدینہ منورہ) تیسری مسجد عبدالقیس (جواثی، یا احساء کی) چنانچہ احساء کا ایک شاعر کہتا ہے،

والمسجد الثالث الشرقی کان لنا والمنبران وفصل القول والخطب

مشرق کی تیسری مسجد ہمارے ہاتھوں میں تھی، اور دو منبر جہاں دوٹوک فیصلے اور خطبے دیئے جاتے تھے

ایام لا منبر للناس نعرفہ الا بطیبۃ والمحجوب ذی الحجب

یہ ان دنوں کا قصہ ہے جب مسلمانوں کے کسی منبر کو ہم نہیں جانتے تھے، سوائے اس ایک کے جو مدینہ منورہ (طیبہ) میں تھا، اور دوسرے جہاں حجاج کرام غلافوں والے کعبہ کے پاس (طواف کرتے) ہوتے تھے، (یعنی مکہ مکرمہ میں)

لیکن اس ضعف اور ناتوانی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمت نہیں ہاری، اور اپنی سرگرمی اور مجاہدانہ عمل کو اس وقت تک جاری رکھا، جب تک کہ دین کی قوت اور اس کی ہمہ گیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرگرمیوں کو انھوں نے لوٹا نہیں لیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ

"اسلام کا آغاز غربت میں ہوا، اور جس طرح اس کا آغاز غربت میں ہوا، اسی عالم میں وہ پھر لوٹ کر چلا جائے گا، لہٰذا غریب رشک کے لائق ہیں۔"

اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، اور امام احمد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے اس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ :-

یارسول اللہ من الغرباء ؟ قال النزاع من القبائل	اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) غرباء کون لوگ ہیں ؟ آپ نے فرمایا: کسی قبیلہ کے وہ لوگ جو اپنے قبائل سے دوری پر ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا،

ھم الذین یصلحون ما افسد الناس من سنتی	یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو میری ان سنتوں کو دوبارہ درست کر دیتے ہیں، جنھیں لوگ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔

بہرکیف مذکورہ بالا اس روایت کو عوام کے ایک طبقہ نے حوصلہ شکنی اور قوموں کی غلامی کے لئے ایک آڑ بنا رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان لوگوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے، نیکی کا حکم دینے، برائیوں سے روکنے اور اللہ، اس کے رسول، قائدین اسلام اور عام مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ اسی روایت کو آگے کرتے ہیں، اور عزیمت اور جوش کے ان کاموں سے صاف راہ فرار اختیار کر لیتے ہیں، جیسے ان کی دانست کے مطابق رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعہ مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ وہ ہر ایسی ذلت اور پسماندگی کے آگے ہتھیار ڈال دیں، جیسی ذلت اور زبوں حالی میں وہ ان دنوں گھرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کی غربت اور لاچاری جو دین کو درپیش ہے، اور وہ غربت جو کسی ملک میں بڑی شدت سے لاحق ہے۔ اور کہیں نہیں، یا کسی زمانے میں اس کا غلبہ ہوتا ہے اور کبھی اس کا نام ونشان بھی نظر نہیں آتا، ایسی ہی غربت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایتوں کے اندر ان رہنماؤں سے تشبیہ دی ہے جو سفر میں قافلوں کی رہبری کرتے ہیں اور راستہ کے پرخطر مقامات کی پیشگی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ کارواں بروقت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرلے، اور ہمت وحوصلہ کے ساتھ راستے کی رکاوٹوں سے بآسانی نکل جائے، نیز ڈاکوؤں اور لٹیروں سے محفوظ رہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، ابھی ہم اپنے خیموں کو ٹھیک کر رہے تھے، کچھ لوگ مویشیوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے، ادھر کچھ افراد تیراندازی کی مشقیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک منادی نے آواز دی، جماعت کھڑی ہو رہی ہے، راوی کہتے ہیں کہ ہم اکٹھا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ہر نبی کا یہ فرض رہا ہے کہ وہ اپنی امت کے لئے جس چیز میں خیر کا انھیں علم ہوتا، اس کی انھیں ضرور اطلاع کرتے، اور اپنے علم کے مطابق ہر قسم کے شر سے انھیں بچاتے تھے، اور اس امت کی عافیت اس کی ابتدا میں ہے اور عنقریب امت کے اگلے لوگوں کو ایسے امور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جو خود تمہیں بھی ناگوار ہوں گے۔ یہ فتنے کچھ اس طرح پے در پے آتے رہیں گے کہ ایک کے بعد ایک سے رقت پیدا ہوتی رہے گی ،،

یعنی بعد کا زمانہ پہلے کے بہ نسبت زیادہ برا ہوگا ،

پھر ہدایت اور راستی کے طریقہ پر چلنے والے خواہ کتنے ہی کم ہوں، سمجھ داروں کو اس سے وحشت نہیں ہوتی، یوں ہی دین کو چھوڑ کر ہلاک ہونے والے خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، ان کی کثرت سے وہ دھوکہ نہیں کھاتے، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف، ۱۰۳) اور اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ تم کتنی ہی شدید خواہش کرو، وہ ایمان لانے والے نہیں،

صحیح حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ

اس امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور فتح یاب رہے گا کوئی انھیں کتنا ہی نقصان پہونچائے، یا کتنی ہی ان کی مخالفت کرے انھیں کوئی ضرر نہیں پہونچ سکتا، اور یہ سلسلہ تا قیامت یوں ہی جاری رہے گا،

(بخاریؒ و مسلمؒ، بہ روایت حضرت معاویہ و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما، نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حضرت ثوبان، جابر بن سمرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا،)

اور اللہ تعالےٰ کی یہ سنت متوارثہ ہے کہ وہ لگاتار اس دین کا ایک نہ ایک پودا لگاتا رہتا ہے جسے بندگان خدا اس کی اطاعت کے لئے استعمال کرتے ہیں اور دین کے اندر غلو کرنے والوں کی تحریف، جاہلوں کی تاویل، اور خطا کاروں کے طور طریق سے وہ مسلسل جنگ کرتے ہیں [1]

---

[1] اس روایت کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تحت ذکر کیا، نیز حاکم نے مستدرک میں اس کو بیان کیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالےٰ ہر سو سال کے آغاز پر ایسے شخص کو بھیجتا ہے، جو امت کے دین کی تجدید کر دیتا ہے [1]

اسی سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ترمذیؒ کی وہ روایت ہے، جس میں انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے، جس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ خیر اس کے آغاز میں ہوتا ہے یا اختتام میں، [2]

مذکورہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حالات میں تبدیلی آئے گی، دین زوال سے محفوظ رہے گا اور تا قیامت جاری و ساری رہے گا، لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حق کے مقابلہ میں باطل کو ہمیشہ غالب رکھے گا، وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ بدگمانی کا معاملہ کرتے ہیں اور یہ صحیح نہیں اس لئے کہ حق اور باطل کے درمیان جنگ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گی، اور انجام بہر حال پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

والدین منصور وممتحن فلا تعجب فهاذی سنة الرحمٰن

آخری فتح دین کی ہوگی اور آزمائش جاری رہے گی، لہٰذا تعجب مت کرو، اللہ تعالےٰ کی یہی سنت متوارثہ ہے۔!

---

[1] اس روایت کو ابو حاتم نے خولانی کی حدیث سے نقل کیا۔

[2] اس روایت کو ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، آپ نے فرمایا "میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے، جس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ خیر اس کے آغاز میں ہے یا اختتام میں" حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے، یہ حدیث حسن ہے، اور بعض ایسے طرق سے منقول ہے جس سے وہ صحت کے درجہ تک ترقی کر جاتی ہے، نیز انھوں نے یہ بھی کہا کہ ابن حبان نے حضرت عمار کی حدیث سے اس کی تصحیح کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ (محمد ، ۴)

یہی (حکم ہے) اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا، لیکن اس نے چاہا کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمائے ۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ۝

(محمد ۳۱)

اور ضرور ہم تمہاری آزمائش کریں گے، تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو معلوم کریں، اور تمہارے حالات کو جانچیں ۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(الصّٰفّٰت ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲)

تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے، ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں اور پیغمبروں پر سلام ہو اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم

اور

پڑھنے پڑھانے کی فضیلت

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنی تمام بداعمالیوں سے اسی کی پناہ چاہتے ہیں، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے انھیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تاکہ اس دین کو دیگر مذاہب کے مقابلہ میں غالب کردے، اے اللہ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما! اور آپ کی تمام آل اور اصحاب پر، اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما!

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کیا اور اسے زبان و بیان کا علم دیا، گویائی کے ذریعہ اسے حسن و جمال بخشا، ایمان کے ذریعہ شرافت دی، علم اور عقل دے کر جملہ حیوانات پر اسے بزرگی اور فضیلت بخشی، انسان کو عدم سے وجود میں لایا، ابتداء میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا، پھر اس کے لئے علم اور معرفت کی راہیں ہموار کیں، چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (النحل: ۷۸)

اور اللہ نے تمہاری ماؤں کے شکموں سے تم کو نکالا (اس حال میں کہ) تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تمہارے لئے کان، آنکھ، اور دل پیدا کئے تاکہ تم شکر ادا کرسکو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے پڑھنے پڑھانے، علم حاصل کرنے اور اسی کا ہو رہنے کی زبردست تاکید فرمائی ہے، اس لئے کہ انسان خواہ کوئی ہو، علم اور معرفت کے بغیر اس کے اندر طاقت نہیں آئے گی اور نہ وہ کسی صورت ترقی کر سکتا ہے، چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

العلم یرفع بیتا لا عماد لہ والجھل یھدم بیت العز والشرف

علم بے ستون کے گھروں کو اونچا اور اونچا اٹھاتا ہے، جبکہ جہالت کی وجہ سے عزت اور شرافت والے گھر منہدم ہو جاتے ہیں۔

علم کی شرافت اور بزرگی اس کے مدلول اور مآل کی شرافت اور بزرگی کے طفیل ہے قابل تعریف علم کتاب و سنت کا ہے۔ یہی دین کا علم کہلاتا ہے جیسے قرآن پاک کا علم، احادیث مقدسہ کا علم، احکام و مسائل اور حلال و حرام کا علم اور پھر اس پر عمل کرنا، اور علم کے ساتھ عمل اس لئے اشد ضروری ہے کہ جس نے جس قدر علم حاصل کیا اور اگر اس پر عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا علم بھی مرحمت فرمائے گا، جن کو وہ نہیں جانتا ہے۔

لیکن جس نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا، اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ بت پرستوں سے پہلے ایسے شخص کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا، چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے، ؎

وعالم بعلمہ لم یعملن معذب من قبل عبا دالوثن

جس عالم نے اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا، اس سے متعلق کہا گیا ہے کہ بت پرستوں سے پہلے اسے عذاب دیا جائے گا،

اور علم کی بنیاد حشیت الٰہی ہے، رہے دنیاوی علوم تو یہ وہ علوم نہیں ہیں، جن کی قرآن پاک میں تعریف آئی ہے، اس لئے کہ ان علوم کا شمار اس آیت کے تحت ہے۔

یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ

یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کا علم رکھتے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمْ غٰفِلُوْنَ (روم، ۷) وہ غافل ہیں۔

البتہ بقدر ضرورت جن علوم کی مسلمانوں کو ضرورت ہے، ان کا سیکھنا بہر حال قابل تعریف ہوگا جیسے اسلحہ کا علم قوت کے حصول کا وہ علم ہے جس سے دشمن کو مغلوب کیا جائے، اور اسلام کے کلمہ کو بلند کیا جائے۔ اس لئے کہ روایات میں وارد ہے کہ ایک تیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے ۱ تیر بنانے والا، جو ثواب سمجھ کر تیر بنائے ۲ اسے تعاون دینے والا، اور ۳ تیر انداز۔

علاوہ ازیں علماء نے ان علوم کو سیکھنا بھی ضروری قرار دیا ہے۔ جن کا سیکھنا انسانی زندگی میں اشد ضروری اور ناگزیر ہے جیسے ہر قسم کی مباح صنعت وحرفت، جیسے لوہاری اور بڑھئی کا کام، پارچہ بافی، اور کاشتکاری وغیرہ۔ ان علوم کی حیثیت فرض کفایہ کی سی ہے لہٰذا اگر تمام لوگوں نے انھیں سیکھنے سے احتراز کیا تو وہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔

نیز علماء نے اس کو بھی صدقہ میں شمار کیا ہے کہ کسی جاہل کو تعلیم دی جائے، یا کسی ناقص اور ناتمام کی تلافی اور بھرپائی کر دی جائے۔ یوں ہی قرآن کریم میں جس کی تعریف وارد ہے اس سے مراد وہ دینی عقل اور بصیرت ہے، جس سے اس نوعیت کی عقل والا فرائض اور فضائل کو بخوبی سمجھ لے اور ناپسندیدہ اخلاق اور بری عادتوں سے باز آجائے یا بالفاظ دیگر اس عقل کے ذریعہ وہ اللہ کی مقصود ومراد اور اس کے اوامر ونواہی کو سمجھے، چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

والعقل فی معنی العقال ولفظه فالخیر یعقل والسفاه یحمله

عقل، عقال سے ماخوذ اور اس کا ہم معنی ہے، چنانچہ نیک سمجھ دار عقل سے کام لیتا ہے، جبکہ بیوقوف اسے لادے پھرتا ہے۔

رہی وہ عقل جس کا مقصد دنیاوی مہارت، دنیوی اسباب کی جانکاری، اور اس کے طریقوں سے آگاہی ہے، تو اس قسم کی عقل اللہ کے نزدیک چنداں قابل ذکر نہیں ہے، اس لئے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (المائدہ ۵۸)

اور جب تم نماز کے لئے اذان (کے کلمات) پکارتے ہو تو یہ اسے دل لگی اور کھلواڑ بناتے ہیں، یہ اسی لئے کہ یہ نادان قوم ہے ۔

مذکورہ آیت سے جن لوگوں کی طرف اشارہ ہے اللہ نے ان کے اندر سے عقل سلیم کی نفی فرمادی اس لئے کہ اس درجہ عقل والے اذان کی ان آوازوں پر لبیک تک نہیں کہتے، جو صلاح و فلاح اور کامرانی و کامیابی کی کلید ہے ۔ اور دنیا و آخرت کی بھلائی اسی کے اندر مضمر ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نفع بخش اور مفید علم کی تحصیل پر زور دیا ہے، جس کا تعلق دین اور دنیا کے امور اور ان کی بھلائیوں سے ہو ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا :

جو کوئی علم کے حصول کے لئے کسی راستہ پر چل پڑے، اللہ تعالےٰ اس کے اس عمل سے جنت کا راستہ اس کے لئے آسان کر دیتا ہے ۔

(مسلم بروایت ابوہریرہ)

یہ اجر اور ثواب اسی شخص کو میسر آتا ہے جو محض اخلاص اور للّٰہیت کے جذبہ سے کسی درسگاہ یا یونیورسٹی کی راہ لے اور اس کی تمام تر نیت یہ ہو کہ وہ علوم و فنون اور تحریر کی مبادیات کو خود بھی سیکھے گا اور دوسروں کو بھی سکھائے گا، یہ اسی لئے کہ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(الزمر ۹)

تم کہہ دو کہ کیا جاننے والے اور نہیں جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں ۔ بیشک عقل والے ہی بخوبی سمجھ سکتے ہیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا :۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

تم میں جو ایمان لائے اور جنھیں علم عطا کیا گیا انھیں اللہ اونچے درجات پر فائز کرتا ہے ۔

(المجادلۃ : ۱۱)

قرآن پاک اپنے صاحب ایمان حاملین سے پہم یہ تقاضا کرتا ہے کہ علم جہاں اور جس سے ملے، اس کو ضرور سیکھیں، خواہ سکھانے والا ان سے بدتر ہو، یا کمتر ہو، اس لئے کہ بسا اوقات عالم فاضل کو وہ باتیں نہیں سوجھتیں، جو کبھی جاہل کو سوجھ جاتی ہیں،

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ

اور ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے ۔

(یوسف : ۷۶)

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

اور کہہ (اے) رب مجھے بیش از بیش علم دے ،

(طٰہٰ : ۱۱۴)

اس لئے کہ علم حجت اور برہان ہے، علم کا طلب کرنا عبادت ہے، اس کی جستجو کرنا جہاد ہے اور اس کا سیکھنا اور جو شخص سیکھا ہوا نہ ہو اس کا سکھانا صدقہ ہے، اور صدقہ کی ایک قسم یہ ہے کہ تم کسی جاہل کو سکھا دو، یا ناقص کی تلافی کر دو ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد یہ ہے کہ

جو شخص جتنا بہتر علم رکھتا ہے، اسی کے مطابق اس کی قدر و قیمت ہوتی ہے ،

آپ کا یہ ارشاد نہ صرف حد درجہ بلیغ ہے بلکہ علم کی جستجو کے لئے اتنا ہی زیادہ آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے اس لئے کہ جو شخص علم نہیں رکھتا اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور وہ ماند پڑ جاتا ہے، اسے جاہل گنوار اور سادہ کہا جاتا ہے، اس ارشاد کو بعض شعرا نے یوں نظم کیا ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسود مریض القلب یخفی انینہ ویضحی کئیب البال عندی حزینہ

وہ حسد کرنے والا، دل کا مریض اور اپنی آہوں کو چھپانے والا ہے، اور وہ غمزدہ میرے نزدیک نہایت پژمردہ ہوا جاتا ہے۔

یلومر علی ان رحت للعلم طالبا اجمع من عند الرواۃ فنونہ

جو تمہیں محض اس لئے ملامت کرتا ہے کہ تم علم کی تلاش میں نکل کھڑے ہو اور حاملین علم سے علوم وفنون کو حاصل کیا،

فاعرف ابکار الکلام وعونہ واحفظ مما استفید عیونہ

چنانچہ کلام کی نوخیز اور معاون صورتوں کو جانا، اور خاص الخاص لائق استفادہ باتوں کو یاد رکھا۔

ویزعم ان العلم لایکسب الغنی ویحسن بالجھل الذمیم ظنونہ

وہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ علم سے دولت اور بے نیازی نہیں حاصل کی جاتی، حالانکہ وہ اپنی مذموم جہالت کی وجہ سے اپنی بدگمانیوں کو بھی نیک گمان بنائے ہوئے ہے۔

فیالائمی دعنی اغالی بقیمتی فقیمۃ کل الناس مایحسنونہ

اے ملامت کرنے والے، چھوڑ! مجھے اپنی قیمت کو بڑھانے دے، اس لئے کہ ہر شخص کی قیمت اسی کے مطابق ہے جسے وہ حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی آیت میں اپنا سب سے پہلا جو احسان جتلایا، وہ یہی کتابت اور تحریر کا علم ہے، جو درحقیقت جملہ علوم وفنون کی کلید ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ	پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ	پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے، پڑھو اور
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ	تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم
بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ	سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا

(العلق ۱-۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیات علم کی دستوں اور اس کی پہنائیوں کی راہیں ہموار کرتی ہیں۔ اور قلم اور تحریر کو اس راہ میں تعاون کا ذریعہ قرار دیتی ہیں، اس لئے کہ علم شکار کی طرح ہے اور اسے حیطۂ تحریر میں لانا گویا شکار کو جال کے ذریعہ پکڑ لینا ہے، اور یہی وہ کتابت اور تحریر ہے جو ناخواندگی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے، یا اس کے اندر بے حد کمی پیدا کرتی ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ اور امی تھے۔ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے، اور امی کا لقب آپ کو خود بارگاہ الٰہی سے تفویض ہوا ہے، چنانچہ ارشاد ہے،

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف، ۱۵۷)

وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہیں۔ جن کے اوصاف) کو وہ اپنے یہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انھیں نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور پھندے تھے، ان سب کو ان سے اتار دیتے ہیں، تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور ان کی مدد کی، اور جو نور (ہدایت یعنی قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا۔ اس کی پیروی کی، تو وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخواندگی اور امیت آپ کا ایک زبردست معجزہ تھا، اور اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقوع پذیر ہونا اس لئے ضروری تھا تاکہ خود آپ پر یا آپ پر نازل شدہ قرآن پاک پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ یہ باطل خیالات اور جھوٹے توہمات کا پشتارہ ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں سے ان خیالات یا انکار کو حاصل کیا ہے یا فلاں فلاں کتاب سے آپ نے اس کو نقل کر لیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ	اور تم (اے محمدؐ) اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب لکھ سکتے تھے اپنے ہاتھ سے، ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے، بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں، (اور) جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے، ان کے سینوں میں (محفوظ) ہیں، اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں، جو ظالم ہیں۔
(العنکبوت: ۴۸، ۴۹)	

اس کے باوجود کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ اور امی تھے، پھر بھی جب طویل سورتیں آپ پر نازل ہوتیں تو یہ سورتیں اگرچہ یکبارگی اور پوری پوری نازل ہوا کرتی تھیں، اس کے باوجود پوری سورہ آپ کو اسی وقت زبانی یاد ہو جایا کرتی تھی، اور اس کا ایک حرف بھی آپ فراموش نہیں کرتے تھے، آپ کی ناخواندگی آپ کا ہی زبردست معجزہ تھی، لیکن ناخواندہ رہنا یہ کوئی سنت نہیں ہے، اس لئے کہ عام سنتوں کا آپ حکم دیا کرتے تھے، لیکن اس ناخواندگی کا آپ نے کسی کو حکم نہیں دیا، کہ وہ عمر بھر امی رہے، اور عہد نبوی میں قریش کی اکثریت ناخواندہ رہا کرتی تھی، جیسے عرب خانہ بدوش قبائل عموماً پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انھیں اسی لقب سے یاد کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ	وہ وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعة: ۲)

میں سے ایک پیغمبر کو بھیجا، جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں، اگر چہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے

یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے عربوں کو ایک نئی زندگی بخشی، جس کی وجہ سے ان کی خشک اور روکھی پھیکی جاہلانہ زندگی میں دین کی نئی بہار آئی اور یہ نئی زندگی دینی علوم و فنون اور حکمت و معرفت سے لبریز ہونے کے ساتھ ساتھ تمدن اور تہذیب اور شائستگی سے آراستہ اور مزین تھی، جس کی وجہ سے انھیں عزت و بزرگی، اور علمی برتری اور عرفان حاصل ہوا، چنانچہ کل کے یہ صحرانورد اور خاک نشین اپنی بے مثال دینداری کے ساتھ ساتھ زندگی کی سب سے متمدن اور معمور ثقافت اور کلچر کے مالک تھے، ان کے اندر علماء اور ماہرین، زبان و بیان کے رمز شناس، مقرر اور خطیب اور جملہ علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھنے والے موجود تھے اور ان کے درمیان خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ آپ آفتاب و ماہتاب بن کر اپنے ان پیروؤں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے تھے، ان کے دلوں کی صفائی اور تزکیہ فرماتے تھے، اور ان کے اخلاق و عادات کو بیش از بیش آراستہ و پیراستہ فرماتے تھے،

جنگ بدر کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ اس موقعہ پر مشرکین میں سے ستر قتل ہوئے، اور اتنے ہی گرفتار ہوئے، جب بدر کے یہ اسیر دربار نبوی میں پیش ہوئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مالدار قیدی سے سونے کی مقررہ مقدار زر فدیہ کے طور پر طلب فرمائی، انھیں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد بھی تھے، اور جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ حکم فرمایا کہ اگر وہ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں تو اپنے زر فدیہ کے بدلہ صحابہ کرام کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، اور آزاد ہو جائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ظاہر ہے اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ آپ ناخواندگی اور امیت کے ازالہ کے لئے کس قدر سرگرم اور کوشاں تھے اور صحابہ کرام کے اندر تعلیم کو کس قدر عام کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ اسی لئے کہ کسی شخص کے اندر ناخواندگی اس کے لئے عیب قرار پاتی ہے، ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اس کلیہ سے مستثنیٰ تھی۔ اس لئے کہ آپ کی ناخواندگی آپ کی نبوت کا ایک زندہ معجزہ تھی۔ لیکن آپ کی سنت مستمرہ ہرگز نہیں تھی کیونکہ آپ نے اپنے کسی صحابی کو امی یا ناخواندہ رہنے کا کبھی حکم نہیں فرمایا ہے۔

ناخواندگی کی ضد علم ہے اور علم اس لئے اشرف ترین وصف ہے کہ عالم اپنا امتیاز نمایاں کرنے کے لئے اپنی اس صفت سے دوسرے کو آگاہ کرتا ہے تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ عالم اور واقف کار ہے، جاہل نہیں ہے، ورنہ جو لوگ جاہل ہوتے ہیں، وہ اپنی اس صفت کو چھپاتے ہیں اور جہاں تک ان کی کوشش ہوتی ہے، جاہل ہو کر بھی اس سے برأت ظاہر کرتے ہیں اور یہی جہالت کی بدترین خرابی ہے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں کتابت اور تحریر کا حکم فرمایا ہے، اور اس وصف کو شخصیت کو مکمل کرنے والا وصف اور انسان کی عظیم ترین ضرورت قرار دیا ہے، اس لئے کہ یہی وہ صفت ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے حقوق، اپنا مال اور اپنا سب کچھ بچا لے جاتا ہے اور تنگدستی اور فاقہ مستی کے دنوں میں یہی علم اس کا پیشہ اور ذریعہ معاش بنتا ہے، چنانچہ شاعر نے کہا ہے۔

تعلم قوام الخط یا ذا التأدب وما الخط الا زینۃ المتأدب

اے باادب! تحریر اور خط کی نوک پلک سنوار اور اس کو اچھی طرح سیکھ اس لئے کہ باادب کے لئے خط نویسی باعث زینت ہے۔

فان کنت ذا مال فخطک زینۃ وان لم تک ذا مال فافضل مکسب

خوش قسمتی سے اگر تم دولت مند ہو تو تمہاری تحریر زینت کا باعث ہوگی اور اگر مال دار نہیں ہو تو یہی صفت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لئے افضل ترین پیشہ قرار پائے گی ،

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ،

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ..... وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا ..... وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(البقرۃ : ۲۸۲)

اے ایمان والو ! جب کبھی تم آپس میں کسی مقررہ میعاد تک کے لئے اودھار کا معاملہ کرو ، تو اس کو لکھ لیا کرو ، اور لکھنے والے کو چاہئے کہ تمہارے درمیان دستاویز انصاف سے لکھے . اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح اللہ نے اس کو لکھنا سکھایا ہے وہ بھی بے عذر لکھ دے اور جس کے ذمہ حق واجب ہو ، وہ لکھوائے ، اور اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے ، ڈرتا رہے اور اس میں سے کچھ کم نہ کرے ..... اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا ، اس کو مدت کے یقین کے ساتھ لکھنے میں کاہلی نہ کرو ، یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے اور گواہی کے لئے درست طریقہ ہے اور بہت ہی قریب ہے اس سے کہ تم کسی طرح شک میں نہ پڑو ..... اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے ، اور اللہ سے ڈرو ، اور وہ تم کو فلاح و سعادت کے طریقوں کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے ۔

مذکورہ بالا آیات کتابت و تحریر سیکھنے کے لئے آمادہ کرتی اور ابھارتی ہیں اور اس کو انسانی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام سماجی ضرورت قرار دیتی ہیں اور اس قبیل کے جن احکام سے متعلق اللہ نے بندوں کو حکم فرمایا ہے اور مذکورہ آیت میں صاف صاف اس کا حکم دیا ہے، ان کا تعلق ہماری دینیات اور دینی مسائل سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پس پردہ اور آنکھ سے اوجھل جو قرضہ جات ہیں، شہادت کے موقع پر ان کے بارے میں گواہی دینے سے غفلت برتنا، یا انھیں حیطۂ تحریر میں لانے کے اندر تساہل برتنا قرآن پاک کے نزدیک صریح فسق ہے، اور اللہ کے صریح حکم کی نافرمانی اور اس کی حکم عدولی ہے۔

ہماری معزز حکومت (قطر) نے اس سلسلے میں اپنے فرض کو انجام دیا ہے، اور مملکت کے چھوٹے اور بڑے تمام باشندوں کے لئے علم کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ضروری اسباب مہیا کر دیئے ہیں، خصوصاً تعلیم بالغاں کے لئے دن میں ایسا نظم کیا ہے کہ صبح اور شام کے فارغ اوقات میں یا رات میں چھٹی کے وقت وہ لکھنا پڑھنا سیکھ سکتے ہیں، حکومت کا یہ اقدام علم کی نشر و اشاعت اور ناخواندگی کو مٹانے کے لئے ہے، تاکہ باشعور افراد اس موقعہ کو غنیمت جان کر جب تک انھیں فرصت میسر ہے، تعلیم حاصل کرلیں، یہ دروازہ ہر گھڑی ان کے لئے کھلا ہوا ہے۔

اس لئے کہ کتابت اور تحریر بزرگی اور کمال کی علامت ہے، جیسے جہالت نقص اور کمزوری کی نشانی ہے اور بعض بڑی عمر کے لوگوں کو مکتب اور درسگاہوں میں جانے سے شرم آتی ہے اور وہ خود کو کوتاہ اور کمتر سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے، ایسے بھی کوئی شرمیلا یا اترانے والا تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ دولت انکساری اور خاکساری کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے، کیا یہ صحیح نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے معزز ہونے کے باوجود تعلیم حاصل کی، اور اگر انھوں نے درسگاہوں میں آمد و رفت جاری رکھی اور اسی دوران نماز کا وقت آجائے تو ظاہر ہے انھیں فوری نماز پڑھنے میں کوئی دشواری لاحق نہیں ہوگی، اور نماز سے شغف تعلیم و تعلم سے رابطہ کا قوی ذریعہ ہے، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرۃ: ۲۸۲) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے۔

میں تمہیں اس امر کی نصیحت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا نائب بناتا ہوں اور تمہارے دین اور تمہاری امانتوں کو اسی کے سپرد کرتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کی فضیلت

اور اس آیت کی تفسیر

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کی شرارتوں، اپنی بداعمالی اور شیطانوں کے وسوسوں سے بس اللہ کی پناہ مانگتے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ برحق ہے، ظاہر کرنے والا اور بادشاہ ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں جنھیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور کل مخلوقات پر آپ حجت ہیں، اے اللہ درود نازل فرما اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ

(فاطر: ۲۹، ۳۰)

بیشک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں، جو کبھی برباد نہ ہوگی تاکہ اللہ ان کو ان کی اجرتیں پوری پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے، بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر داں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی قرآن پاک سے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ (ابراھیم: ۵۲)

یہ لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے، اور (اس لئے بھیجا گیا ہے) تاکہ ان کو ڈرایا جائے۔

نیز ارشاد ہے

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (حٰمٓ السجدۃ)

(یہ کتاب) خدائے رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل کی گئی ہے، ایسی کتاب جس کی آیتیں واضح ہیں، یعنی ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں جو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔

قرآن کریم اللہ کی مضبوط رسی اور اس کا مستحکم دین ہے، یہ عظیم المرتبت کتاب اللہ کا نور اور اس کا سیدھا راستہ ہے، یہ حد درجہ مفید شفا ہے اس کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کی پیروی کرنے والے کے لئے حفاظت اور بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اس کا پیروکار کبھی میں پڑ کر ہلاک نہیں ہو سکتا بار بار اسے الٹنے پلٹنے اور پڑھنے سے اس کے بوسیدہ ہونے کا کوئی خطرہ نہیں، اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہونگے اس کا سننے والا کبھی اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا، قرآن کریم صدیوں کا معجزہ ہر زمانے کے لئے نشانی، سعادت کا دفتر، عدل وانصاف کا دستور، فرائض اور فضائل کا قانون اور گندی خصلتوں میں پڑنے سے صاف بچا لینے والا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے جو لوگ اللہ کی رضا کے طلبگار ہوتے ہیں، ان کو اللہ اس کتاب کے ذریعہ سلامتی کے راستے دکھاتا ہے، اور اپنے حکم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ	ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے
إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ	اور ان کو سیدھے راستہ پر چلاتا ہے

(المائدہ: ۱۵)

آج ہم میں سے کوئی اللہ کی اس کتاب پر غور کرے اور اس کی صاف ستھری نصیحتوں اور وصیتوں پر عمل کرے تو اس میں شک نہیں کہ نہ صرف وہ خود باسعادت ہوگا، بلکہ اس کا گھر بانصیب اور اس کا سماج اور پوری قوم نیک بخت اور خوش قسمت ہوگی ،

قرآن پاک پر تدبر کرنا اور نفس کو اس پر عمل کے لئے آمادہ کرنا عبادت ہے، تلاوت کرنے والے کو ہر حرف پر دس نیکی ملتی ہے، دوسری طرف آخرت میں جنت کے اندر اس کا درجہ بلند سے بلند تر ہوتا ہے، چنانچہ قاری سے کہا جائے گا کہ وہ پڑھتا جائے اور چڑھتا جائے ۔ !

قرآن پاک عمل کے لئے نازل ہوا، صرف اس لئے نہیں کہ تلاوت کے وقت اچھی آواز سے اس کو پڑھا جائے اور بس ۔! اس لئے کہ جو شخص قرآن پاک پڑھتا ہے، لیکن اس پر عمل نہیں کرتا اللہ نے اس کو بدترین مثال سے یاد کیا، یعنی گویا وہ گدھا ہے جو کتابوں کا بوجھ لادے ہوئے ہے یعنی کتابیں ڈھوتا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا کہ ان کتابوں میں کیا ہے، اور کسی نے کہا ہے ۔

ذو امل للاخبار لا علم عندهم	بمتقنها الا كعلم الأباعر

وہ اخبار اور روایات کو ڈھونے والے ہیں، انھیں کوئی پختہ علم نہیں ہے، بس اونٹوں کا سا علم ہے

لعمرك ما يدري البعير اذا غدا	باوساقه او راح ما في الغرائر

بخدا ! اونٹ صبح شام بوجھ تو اٹھاتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ تھیلوں میں کیا ہے اور کس چیز کا اس پر منوں بوجھ ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ	جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(الجمعة : ۵)

پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے پھرے، جو لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، ان کی مثال بری ہے، اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ہر چند کہ مذکورہ آیت قوم یہود کے بارے میں نازل ہوئی، جنھیں تورات پر حکم کا پابند بنایا گیا، لیکن انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا، لیکن بایں ہمہ اس کے مخاطب وہ مسلمان بھی ہیں جنھیں قرآن پاک پر عمل کا حکم دیا گیا، لیکن انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا، اور اس سے کورے رہے اور یہ امر مسلم ہے کہ قرآن پاک کی آیات سبب نزول یا واقعات نزول کی پابند نہیں ہیں، بلکہ اس کے الفاظ عام ہیں اور اس لحاظ سے اس کا مصداق بھی بندھا ٹکا نہیں ہے، لہٰذا اس ارشاد

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔

(المائدة : ۶۸)

کہہ دو۔ اے اہل کتاب! تم کسی راہ پر نہیں ہو، جب تک کہ تم تورات اور انجیل کو اور اس کے سوا جو کچھ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے، اس کو قائم نہ رکھو۔

کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

یا (اھل القرآن) لستم علی شی حتی تقیموا (القران)

اے (قرآن والو) تم کسی راہ پر نہیں ہو، جب تک کہ تم (قرآن پاک) کو قائم نہ رکھو۔

تدبر کتاب اللہ ینفعک وعظہ فان کتاب اللہ ابلغ واعظ

اللہ کی کتاب پر غور کر اس کی نصیحت تمہیں فائدہ دے گی، اس لئے کہ کتاب اللہ بلیغ ترین ناصح ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبالقلب ثم العین لاحظه واعتبر ٭ معانیه فهو الهدی للملاحظ

پہلے دل کی آنکھ پھر ظاہر کی آنکھ سے اس کو دیکھو، اور اس کے معانی پر غور کرو، اس لئے کہ اس کے معانی ملاحظہ کرنے والے کے لئے باعث ہدایت ہیں،

جو شخص اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، گھر والوں پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت ان پر سایہ فگن ہوتی ہے، اور فرشتے انھیں ڈھانپ لیتے ہیں، اور اللہ اس کے اردگرد موجود ہستیوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرتا ہے، علاوہ ازیں جو لوگ اپنے گھروں میں نوافل پڑھتے ہیں، اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ان پر روزی بڑھا دی جاتی ہے۔ اور خیر و برکت کا بکثرت نزول ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اپنے گھروں کو قبرستان مت بنا دو۔

یعنی گھروں کو مقبروں جیسا مت بنا دو، جہاں نہ نفل نمازیں پڑھی جائیں اور نہ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے،

اس پر مستزاد قیامت کے دن قرآن پاک قابل قبول سفارشی اور سچے حجت اور تکرار کرنے والے کے روپ میں سامنے آئے گا، اور ان لوگوں کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوگا، جنھوں نے اس کو اپنا پیشوا بنایا، اس کے اوامر پر عمل کیا اور اس کے نواہی سے احتراز کیا، ایسوں کی حمایت کرتے ہوئے قرآن پاک کہے گا، اے میرے پروردگار! تو نے اسے میرا حامل بنایا، اس نے بڑی اچھی طرح مجھے اٹھائے رکھا، میری مقررہ حدود کی نگہداشت کی، میری ماننے کے لائق باتوں کو مانا، نہ ماننے کی باتوں سے پرہیز کیا، اور اس طرح لگاتار دلائل کا ایسا انبار لگا دے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں داخل فرما دے گا،

لیکن اگر معاملہ برعکس رہا، تو قرآن پاک خود ایسے شخص کا مدمقابل بن کر سامنے آئے گا، اور پروردگار کے سامنے حجت پیش کر کے اسے مغلوب کرے گا، چنانچہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تونے اسے میرا حامل بنایا، لیکن یہ بدترین حامل ثابت ہوا، اس نے میری حدود کو برباد کیا، میری اطاعت کرنا چھوڑ دیا، میری ممنوعہ باتوں کو اپنا لیا اور اسی طرح اس قدر لگاتار ڈھیلیں دے گا کہ بارگاہ ایزدی کی طرف سے اس سے کہہ دیا جائے گا کہ ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی! تم جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔ چنانچہ قرآن پاک اسے پکڑے گا، اور بیڑی لگے چوہے کی طرح اسے پکڑ کر جہنم میں منہ کے بل ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اور پیغمبر نے کہا، اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔

(الفرقان: ۳۰)

یہی "ھجران" اس شخص کو قرآن پاک کی تلاوت چھوڑ دینے پر اور اس پر عمل نہ کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت پر اصرار کیا، اور آپ کے لائے ہوئے قرآن کریم سے بے رخی برتی، لہٰذا مذکورہ آیت کے مخاطب ایسے تمام اشخاص ہوں گے جو قرآن کریم کی تلاوت چھوڑ بیٹھیں گے اور اس پر عمل بھی نہیں کریں گے، اور یہ حقیقت ہے کہ بہتیرے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں جن پر خود قرآن کریم لعنت کرتا ہے، مثلاً وہ یہ آیت پڑھتا ہے،

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ ۔ اور نمازوں کی پابندی کرو۔

اور نمازوں کی پابندی کے بجائے ان سے دور بھاگتا ہے،

کبھی یہ آیت پڑھتا ہے۔

"وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ" اور زکوٰۃ ادا کرو۔

اور خود زکوٰۃ چوری کرتا ہے،

کبھی وہ پڑھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ

بلاشبہ شراب اور جوا اور بت پانسے (یہ سب) ناپاک اور شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہو، تاکہ تم کامیاب ہو۔

(المائدہ: ۹۰)

اور خود صبح شام شراب میں بدمست رہتا ہے،

دوران تلاوت قرآن پاک کو بہتر آواز سے پڑھنا مستحسن ہے، اس لئے کہ حدیث میں ہے،

اچھی آواز بنا کر قرآن پاک کو خوب تر پڑھنے کی کوشش کرو، اس لئے کہ خوش آوازی سے قرآن کریم کا حسن دوبالا ہوتا ہے۔[1]

نیز فرمایا،

"جس نے قرآن پاک کو خوش آوازی سے نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں" (ابوداؤد، باسناد جید)

"تغنی" اسی خوش آوازی کو کہتے ہیں، اس لئے کہ اچھی آواز بنانے سے سننے والا کان لگاتا اور نصیحت اور عبرت حاصل کرتا ہے،

نیز فرمایا،

اللہ تعالےٰ کسی شے کے سننے کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا، جتنا اس خوش آواز نبی کے قرآن سننے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو خوش الحانی اور بلند آواز کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔ (ابوداؤد باسناد جید)

---

[1] دارمی اور محمد بن نصر نے اس روایت کو کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا، اور حاکم نے براء بن عازبؓ سے اس کو نقل کیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا باری تعالےٰ کا یہ ارشاد کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ (فاطر: ۲۹)	جو لوگ اللہ کی کتابیں پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

تو اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے بکثرت مواقع پر قرآن پاک کی تلاوت اور نماز قائم کرنے کے حکم کو ایک ساتھ جوڑ کر بیان فرمایا ہے، اس لئے کہ قرآن خود نماز کو اللہ کے لئے قائم کرنے کی یاد دلاتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ (العنکبوت: ۴۵)	جو کتاب وحی (کے ذریعہ) تمہاری طرف بھیجی گئی ہے، اس کو پڑھا کرو، اور نماز کی پابندی کرو، بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے، اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (الانفال: ۲، ۴)	مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ تیز کر دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے صاحب ایمان مسلمانوں پر قرآن کریم کی رو سے پنجگانہ فرض نمازوں کی کامل ادائیگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو لازم قرار دیا ہے اور اس کامل ادائیگی کے لئے نماز کی ادائیگی سے زیادہ موزوں لفظ نماز کی اقامت ہے، اس لئے کہ اقامت صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ رکوع سجدہ اور نماز کے جملہ ارکان کو کامل اعتدال کے ساتھ ٹھیک ٹھیک خشوع خضوع سے ادا کیا جائے اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کے مطابق نماز کا حکم دیا، ویسے ہی اس کو ادا کیا جائے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

"جیسے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو، بس ایسے ہی تم بھی نمازیں پڑھا کرو" (بخاری بہ روایت مالک بن حویرث)

لیکن افسوس کہ بیشتر مسلمان عادت سمجھ کر نمازیں پڑھتے ہیں اور اس کو عبادت نہیں سمجھتے جس کی وجہ سے ان کی نماز، نماز کہلانے کے لائق نہیں ہوتی ہے، کیونکہ ان کا رکوع، سجدہ اور کوئی رکن ٹھیک ٹھیک ادا نہیں ہوتا، لہٰذا اس قسم کی نمازیں پڑھنے والا نمازوں کو قائم نہیں کرتا، بلکہ انھیں گلا گھونٹ کر مار رہا ہے، اور سخت اندیشہ ہے کہ اس قسم کی نمازوں کو بالکل اسی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا جس طرح پرانا کپڑا لپیٹ کر پھینک دیا جائے گا، اور نماز اس شخص کو بددعا دیتے ہوئے کہے گی،

"اللہ تعالیٰ تجھے بھی غارت کرے جیسے تو نے مجھے غارت کیا"

دیگر اشیاء کی طرح نماز کا اپنا ایک میزان اور ترازو ہے، جس کے ذریعہ اس کا وزن کیا جاتا ہے اور وہ میزان یہ ہے کہ نماز ٹھیک ٹھیک اس طریقہ اور دستور کے مطابق ادا کی جائے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے،

إنّ الصنيعة لا تعد صنيعة حتى يصاب بها طريق المصنع

وہی کاریگری قابل ذکر کاریگری ہے جو کارخانے کا ٹھیک راستہ دکھا دے (یعنی مصنوعات کے ذریعہ آدمی بآسانی پہونچ جائے)

نماز کا شرعی میزان وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی کو نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا طریقہ سکھایا، یہ دیہاتی نماز کو بگاڑ کر پڑھ رہا تھا۔ اللہ نے نہ صرف اسے بلکہ تا قیامت آنے والے انسانوں کی تعلیم کے لئے صحیح نماز پڑھنے کی اسے توفیق بخشی، بخاری اور مسلم کے نزدیک ثابت شدہ روایت کے مطابق اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک دیہاتی مسجد میں آکر نماز پڑھنے لگا، پھر حضور کی خدمت میں " السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر حاضر ہوا، آپ نے جواب میں وعلیک السلام فرمایا اور اس سے کہا " جاؤ نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی ہے " ایسا تین مرتبہ ہوا، بالآخر اس شخص نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس سے بہتر طریقہ میں نہیں جانتا، آپ ہی مجھے سکھا دیجئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نماز کا مشروع طریقہ تعلیم فرمایا، آج اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان کان لگا کر اس تعلیم کو حاصل کرے، ذہن کو یکسو رکھ کر اس طرف توجہ دے اور دل لگا کر اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری کوشش کرے اور سننے کا فائدہ یہی ہے کہ اس پر کما حقہ عمل کیا جائے، اس لئے کہ اللہ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو اچھی بات نہ صرف سنتے ہیں، بلکہ فوری طور پر بہتر سے بہتر باتوں پر عمل شروع کر دیتے ہیں،

بنا بریں اس ناواقف دیہاتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی، آپ نے فرمایا،

" جب تم نماز کا ارادہ کرو تو ٹھیک ٹھیک وضو کرو "

اس حکم کا مفہوم یہ ہے کہ عضو میں ہر ہر جگہ پانی پہونچایا جائے، اس لئے کہ نماز کی چابی پاکی ہے اور پاکی کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتا ہے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

" استقامت اختیار کرو، حالانکہ تم اس کی طاقت نہیں رکھو گے اور جان لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے، اور نماز کی حفاظت بس مومن ہی کرتا ہے "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وضو کا لفظ • وضاءۃ • سے ماخوذ ہے، یعنی پاکیزگی، اور صفائی، اور اسلام صفائی ستھرائی کا دین ہے، اور وضو سے اعضاء میں چستی سرگرمی اور نماز کے لئے کھڑے ہونے میں طاقت پیدا ہوتی ہے، جب کہ وضو سے گناہ بھی مٹتے ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا،

"پھر قبلہ رخ کھڑے ہو جاؤ اور تکبیر کہو"

صحابی مذکور کو آپ نے نماز کے آغاز میں قبلہ رخ کھڑے ہونے کا حکم فرمایا، اس لئے کہ جو کوئی قبلہ رخ کھڑا ہو سکے، اس کے لئے یہ شرط ہے، ہاں اگر کوئی شخص ہوائی جہاز یا کار میں ہو تو جدھر ان سواریوں کا رخ ہو ادھر منہ کر کے اسے نماز پڑھنی چاہئے، خواہ ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ اس کے لئے امکانی صورت یہی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کی طاقت کی بقدر پابند بناتا ہے،

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ — پس تم جدھر رخ کرو، وہیں اللہ کا منہ ہے۔

(البقرۃ: ۱۱۵)

پھر فرمایا:-

"قبلہ رخ کھڑے ہو جاؤ اور تکبیر کہو"

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہونے کے وقت زور سے نیت کے الفاظ کہنا کوئی مشروع نہیں ہے، اس لئے کہ نیت کا تعلق دل سے ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر سے اور قرأت کا آغاز الحمد للہ سے فرماتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی ثابت ہے، جس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ تکبیر کے وقت زبان سے آپ نیت نہیں فرماتے تھے، پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام میں سے کسی سے یہ ثابت یا منقول نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا، اللہ اکبر کہنے سے پہلے کیا آپ بھی اس طرح نیت کرتے ہیں کہ " میں فلاں فلاں نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں"، انھوں نے کہا نہیں! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے یہ منقول نہیں ہے، اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۱) — یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (کے عمل) میں ایک اچھا نمونہ موجود ہے ۔

اور مسنون یہ ہے کہ جب کوئی شخص تکبیر تحریمہ کہے تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر اسے سینہ پر رکھے، جیسے ایک حقیر ذلیل قیدی اپنے آقا کے سامنے یوں ہی کھڑا ہوتا ہے اور نماز کے اندر خشوع وخضوع پیدا کرنے کے لئے یہ صورت بہترین معاون ہے،

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون: ۱، ۲) — بیشک وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں ۔

راوی کہتے ہیں پھر آپ نے فرمایا،

پھر قرآن کا جو حصہ آسان معلوم ہو اس کو پڑھو،

آپ نے سورہ فاتحہ کا ذکر نہیں فرمایا، کیونکہ ان دنوں لوگ زمانہ جاہلیت سے نئے نئے نکلے ہوئے تھے، اور اکثر دیہاتی عرب سورہ فاتحہ تک یاد نہیں رکھتے تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا، اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز کے اندر قرآن پاک کا کوئی حصہ میں ٹھیک سے ادا نہیں کر پاتا، لہٰذا مجھے کچھ تعلیم کیجئے، آپ نے فرمایا " کہو، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر"، انھوں نے عرض کیا، حضور یہ تو میرے پروردگار کیلئے ہے (اس کی حمد وثنا کے طور پر) میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا " اچھا یہ بھی کہہ لو اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جو لوگ سورہ فاتحہ یاد رکھتے ہیں، انھیں اس کو پڑھنا چاہئے، کیونکہ نماز میں اس کا پڑھنا بطور رکن ضروری ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی کوئی نماز نہیں"!

فرمایا،

"پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ ٹھیک ٹھیک رکوع کرلو"

ٹھیک ٹھیک رکوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سکون و وقار سے رکوع کرو۔ اور نماز کا اصل جوہر خشوع و خضوع ہے، اور کامل رکوع کی ادنیٰ صورت یہ ہے کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم تین بار کہا جائے، یہ بھی سنت ہے کہ رکوع میں سر اور پشت کو ہموار رکھے، سر کو نیچا یا اونچا نہ کرے،

پھر فرمایا،

"تو سر اٹھاؤ، (یعنی رکوع سے) یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ"

(یعنی تمہارے اعضاء اعتدال کے ساتھ ٹھیک ہو جائیں)

اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ جس کی پشت رکوع کے بعد سیدھی نہ ہو اس کی نماز نہیں،

پھر فرمایا،

"پھر سجدہ میں جاؤ، اور اچھی طرح سجدہ کرچکو" اور یہ بھی ضروری ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر کیا جائے، چہرہ اور اس میں ناک بھی شامل ہے، اور دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور پیروں کے دونوں سرے،

فرمایا، "پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اچھی طرح بیٹھ جاؤ، اسی طرح پوری نماز میں کرو،

نماز کا یہی وہ مشروع طریقہ ہے جو نماز کو اس لائق بناتا ہے کہ اس کو اللہ کی طرف بلند کرے اور پھر یہ نماز اللہ سے اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرے، اور کہے،

اللہ تیری حفاظت کرے، جیسی تو نے میری حفاظت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مذکورہ نماز سے جو چیز گھٹائی جائے گی ، وہ چھین جھپٹ کے مترادف ہوگی ، اور بدترین انسان وہ ہے جو نمازوں کے اندر چھین جھپٹ اور ہیرا پھیری کرتا ہے اور رکوع سجدہ وغیرہ پورا پورا ادا نہیں کرتا ہے ۔

نماز بالکل نہ پڑھنا حقیقت میں کفر ہے ، یہی دلائل ، براہین اور کتاب وسنت کے نصوص کا تقاضا ہے ، علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ، صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

آدمی اور کفر کے درمیان نماز (حد فاصل) ہے ۔

رہی یہ آیت

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (فاطر ۲۹، ۳۰)

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں ، وہ ایسی تجارت کی امید کرتے ہیں جو کبھی برباد نہ ہوگی ، تاکہ اللہ ان کو ان کی اجرتیں پوری پوری دے ، اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے ،

تو یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے نماز کی اقامت اور خرچ کی ادائیگی جیسے صدقہ اور خیرات کو بیشتر مقامات پر ایک ساتھ بیان کیا ہے ، کیونکہ ایک مسلمان روزہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ صدقہ اور خیرات کی عبادت بھی ضرور انجام دیتا ہے ، پھر مال کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ اس کا نائب ہے ، اور اللہ تعالیٰ اس کی سخت نگرانی کرتا ہے کہ بندہ کہاں تک نیابت کا حق ادا کرتا ہے ،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ،

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ

اور جس مال میں اس نے تم کو جانشین بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو جو لوگ تم میں سے ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (الحدید: ۷)	لائے، اور خرچ کرتے رہے، ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

نیز فرمایا

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (المنفقون: ۱۰)	اور جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، اور اس وقت (حسرت سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اور تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں سے ہو جاتا،

اور ایک روایت میں ہے!

ہر روز کا سورج جس گھڑی نکلتا ہے دو فرشتے یہ صدا دیتے ہیں،
اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف چل پڑو، اور خوب سمجھ لو کہ جو چیز
تھوڑی ہو مگر کافی ہو وہ ایسی چیز سے بہتر ہے جو بہت ہو مگر غفلت سے
غافل کر دے۔ اے اللہ خرچ کرنے والے کو مزید اجر اور صلہ عطا فرما
اور بخل کرنے والے کو ہلاک فرما،
(احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اس کو نقل کیا،)

اس روایت کے اثرات آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں اور خیرات کرنے والے دنیا اور آخرت کی با سعادت ہستیاں ہیں، اور خیرات سے کبھی مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے،

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا: ۳۹)	اور تم جو کچھ کرتے ہو تو وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے اللہ پاکیزہ دولت سے نوازے اسے زکوٰۃ کی فوری ادائیگی کرنی چاہیئے اور چھپ کر اور برملا خرچ کرنا چاہیئے، تاکہ اس دولت سے اس کی خوش نصیبی میں اضافہ ہو اور انسان جس قدر دولت کو ذخیرہ آخرت بناتا ہے وہی اس کا ہوتا ہے۔

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن : ۱۶)	اور سنو اور اطاعت کرو، اور اس کی راہ میں خرچ کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص نفس کے بخل سے محفوظ رہا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو عفو و درگذر سے ڈھانک لے، ہم پر اپنا وسیع فضل و کرم نازل فرمائے اور اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے اور اپنے ذکر، شکر اور بہتر عبادت کی توفیق بخشے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک

تمام تعریف اس اللہ پاک کے لئے ہے جس کی اطاعت کرنے والا اور جس سے ڈرنے والا معزز ہے، اور اس کے حکموں کو ضائع کرنے والا اور اس کی نافرمانی کرنے والا ذلیل و خوار ہے وہ اپنے فرمانبرداروں کو اپنی خوشنودی کے امور کی توفیق دیتا ہے۔ لیکن معصیت کرنے والوں کو رسوا کرتا ہے، اور شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے چنانچہ کفر، فسق و فجور اور نافرمانی کا انھیں خوگر بنا دیتا ہے، اور اللہ کی یاد سے انھیں غافل کر دیتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت مبعوث فرمایا، جب نبیوں کا سلسلہ ٹوٹ چکا تھا، عوام کے اندر تاریکی اور ضلالت گھر کر چکی تھی، جہالت عام تھی اور بت پرستی اور قبر پرستی کی جڑیں اندر تک پھیلی ہوئی تھیں، ایسے نازک حالات میں اللہ نے آپ کی بعثت فرمائی، جس کی برکت سے اللہ نے نوع انسانی کو نجات دلائی، آپ ایک کامل دین اور ہمہ گیر شریعت کے ساتھ تشریف لائے جو ہر زمانے اور علاقے کے لائق تھی جس نے انسانی زندگی کو ایسا مستحکم نظام بخشا، جس سے اخلاق آراستہ ہوئے، عقائد میں پاکیزگی آئی، کفر اور آپس کی ناچاقی کا خاتمہ ہوا، اور اس دستور نے نوع انسانی کو راہ راست کی توفیق بخشی، لیکن عام انبیاء کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت اور تبلیغ کی راہ میں زبردست اذیت اور سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، اللہ کا ارشاد ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ	کیا تم خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی مشکلیں پیش آئی ہی نہیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہونچیں اور وہ ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور جو ایمان والے لوگ ان کے ساتھ تھے، سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی (حالانکہ گھبراؤ نہیں) اللہ کی مدد قریب ہے۔

(البقرۃ : ۲۱۴)

عزت اور بڑائی مشقت اور تکلیفوں پر منحصر ہے، سعادت اور خوش نصیبی کے حصول کے لئے جسم کو سختی اور سخت کوشی سے گذرنا پڑتا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ سب سے زیادہ کڑی آزمائش اور امتحان انبیاء کرام کا ہوتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

یقیناً جس قدر مجھے اللہ کی راہ میں اذیت دی گئی، کسی کو نہیں دی گئی، اور اللہ کی خاطر جتنا مجھے ڈرایا گیا کسی کو نہیں ڈرایا گیا۔ اس پر مستزاد تیس ۳۰ دن اور راتیں مجھ پر ایسی بھی گذریں ہیں کہ میرے اور بلال (رضی اللہ عنہ) کے لئے ایسا کوئی کھانا نہیں ہوتا تھا، جسے کوئی جگر رکھنے والا کھا سکے، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جسے بلال اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔!

جب اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور آپ کی اس بعثت کو اپنے مومن بندوں کے لئے عظیم احسان قرار دیا یعنی اس آغاز نبوت کو بطور نعمت پیش فرمایا، تو ذیل کی آیتیں اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نازل فرمائیں ،

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝	پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ،
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ	انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھو اور
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ	تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے
بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ	علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ
یَعْلَمْ (العلق ۱ - ۵)	نہیں جانتا تھا ،

انھیں آیات کے ساتھ بعثت کا آغاز ہوا، یہ واقعہ ولادت نبوی سے ٹھیک چالیس سال بعد پیش آیا، اور یہ واقعہ ہے کہ آپ کی یہ بعثت نسل انسانی کے لئے عظیم تر بزرگی اور عظمت کی حامل تھی، چنانچہ ارشاد ہے ،

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ	بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا
اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	کہ ان میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن پر
یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ	اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان
وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ	کو پاک کر دیتے ہیں، اور ان کو کتاب اور حکمت کی
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ	تعلیم دیتے ہیں، اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی
مُّبِیْنٍ (آل عمران : ۱۶۴)	گمراہی میں تھے ۔

یعنی بعثت نبوی سے پہلے عام عرب ہر قسم کی برائی، بدبختی، گمراہی اور اندھے پن کا شکار تھے، پھر جب اللہ نے ذیل کی آیات نازل فرمائیں ۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝	اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو اور ڈراؤ اپنے
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝	پروردگار کی بڑائی بیان کرو، اور اپنے کپڑوں
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (المدثر، ۱-۵)	کو پاک رکھو، اور ناپاکی سے دُور رہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری ہمت اور عزم و حوصلہ کے ساتھ اس دعوت کو عام کیا اور مختلف تقریبات اور حج کے موسم میں میلوں اور بازاروں میں پہونچ کر ۱۳ سال تک مکہ مکرمہ اور اس کے اطراف تبلیغ کا کام کرتے رہے، ان مواقع پر آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ

میں اللہ کا رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، خداوند عالم کا پیغام عام کرنے کے لئے کون مجھے ٹھکانہ دے گا؟ کون میری مدد کرے گا ...؟ (زاد المعاد ص۲۴ ج ۱)

لیکن اس کے جواب میں قوم آپ کو سخت اذیت پہونچاتی، جو کوئی ایمان لاتا اسے ایذائیں دیتی، ہاں البتہ آپ کے قبیلہ کے کچھ افراد بالخصوص آپ کے عم بزرگوار حضرت ابو طالب آپ کی پوری حفاظت فرماتے اور دشمنوں کی طرف سے سخت دفاع کرتے تھے، آپ کے خاندان کے یہی افراد آپ کے ساتھ ایک عرصہ تک شعب ابی طالب میں نظر بند بھی رہے، جہاں قریش نے اللہ کے ان نیک بندوں کا زبردست بائیکاٹ کر رکھا تھا، اور چاہتے تھے کہ خاندان بنو ہاشم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ کر دے، نیز اس ناپاک مقصد کے لئے انھوں نے عام سماجی بائیکاٹ کے لئے ایک دستاویز تیار کی، اور اسے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا، اسی واقعہ کی طرف حضرت ابو طالب نے اپنے مشہور قصیدہ میں اشارہ فرمایا ہے ؎

جزی اللہ عنا عبد شمس و نوفلا عقوبۃ شر عاجل غیر آجل

ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ عبد شمس اور نوفل کو ان کی اس شرارت کا فوری بدلہ دے، اس کے اندر تاخیر نہ کرے،

اور ورقہ بن نوفل نے اپنی فراست سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشین گوئی کی تھی کہ آپ کی قوم آپ کو ستائے گی اور کڑی آزمائشوں میں مبتلا کرے گی، یہاں تک کہ آپ کو اپنا وطن تک خیرباد کہنا پڑے گا! اس وقت آپ نے فرمایا تھا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا میری قوم مجھے میرے شہر سے نکال دے گی ؟" حضرت ورقہ نے کہا تھا، ہاں! دراصل یہ منصب جو آپ کو تفویض ہوا، جو بھی اس پر فائز ہوا، اس سے سخت دشمنی کی گئی، اسے اذیت دی گئی اور اگر اس دن تک میں زندہ رہا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا، لیکن ورقہ زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہے اور انتقال کر گئے۔" (بخاری بروایت حضرت عائشہ رضؓ)

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی انتقال کر گئیں، یہ جب تک زندہ رہیں، حضور پر اپنا مال قربان کرتی رہیں، اسی دوران قریش کے سردار اور مشہور بزرگ حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی، آپ ہمیشہ ان کی تائید اور حمایت کرتے تھے، اور قریش اس ڈر سے حضور کو نہیں ستاتے تھے کہ مبادا ابوطالب کو غصہ آجائے اور وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔

لیکن جب راستہ کی یہ رکاوٹ ہٹ گئی، اور خواجہ ابوطالب انتقال کر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والوں کو سخت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، بالخصوص حضرت بلال حضرت صہیب اور حضرت سمیہ جیسی کمزور صحابی اور صحابیات (رضی اللہ عنہم) پر ظلم و ستم اور زور و شور بڑھ گیا اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا، اور یہ بھی فرمایا کہ:-

حبشہ میں اس وقت ایک ایسا بادشاہ حکمرانی کر رہا ہے جس کی زیر حکمرانی کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۳۴)

اس فرمان کے بعد عورتوں اور مردوں پر مشتمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اپنے جسم کو مشرکین کی ایذا رسانی سے اور اپنے دین کو ان کی فتنہ سامانی سے صاف بچا لیا، اس مقدس گروہ میں حضرت عثمان بن عفان، آپ کی معزز اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم جیسے اجلہ صحابہ شریک تھے، یہ مقدس گروہ مکہ مکرمہ سے پاپیادہ نکلا، اور پیدل چلتا ہوا ساحل بحر پہونچا، وہاں انھوں نے ایک کشتی کرایہ پر لی اور اس پر سوار ہوکر حبشہ پہونچ گئے۔ اللہ والوں کی یہ پہلی ہجرت تھی، والی حبشہ نجاشی نے اس مقدس گروہ کو پناہ دی، ان کا اکرام کیا، اور ان سے کہا تھا:-

تم جہاں چاہو جاسکتے ہو جس نے تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کیا وہ مجرم ہوگا اور اسے تاوان دینا ہوگا،

اس کے بعد ہجرت کرنے والوں کا ایک سلسلہ چل پڑا اور کچھ اوپر اسّی مردوں اور عورتوں نے اللہ کے لیے ہجرت فرمائی،

ابتداء اسلام میں جب بھی مشرکین کی ایذا رسانی بڑھ جاتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو نماز کا حکم فرماتے اور صبر وضبط، عفو و درگذر اور ہر قسم کی تکلیف پر ستانے والے کو معاف کردینے کا حکم دیتے تھے، ان دنوں جوش اور ولولہ کی وجہ سے صحابہ جنگ کی اجازت کے خواہاں تھے تاکہ باطل کے مقابلہ میں انھیں فتح ونصرت مل سکے، چنانچہ ایسے ہی ایک موقعہ پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ مکہ میں قیام کے دوران حضور کے پاس آئے اور عرض کیا،

اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم مشرک ہوکر بڑے معزز تھے، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد جیسے ہم ذلیل ہوکر رہ گئے ہیں حضور نے انھیں جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا، مجھے عفو و درگذر کرنے کا حکم ملا ہے، لہٰذا جب تک حکم نہ ہو تم قوم سے جنگ مت کرو۔!

لیکن آگے چل کر جب جنگ کا حکم نازل ہوا تو کچھ لوگوں کو ناگواری ہوئی، اور انھوں نے چاہا کہ کاش یہ حکم ان سے ٹل جاتا، اس وقت ذیل کی آیات نازل ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ (النساء: ۷۷، ۷۸)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو جنگ سے روکے رکھو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسے ڈرنے لگی، جیسے اللہ سے ڈرنا چاہئے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یوں کہنے لگی کہ اے پروردگار تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ہم کو تھوڑے دنوں کی مہلت اور کیوں نہ دی، ان سے کہہ دو کہ یہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور پرہیز گاروں کے لئے آخرت ہی بہتر ہے، اور وہاں تم پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تم کو آپکڑے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں (چھپ کر) رہو!

پھر جب اذیت اور ایذا رسانی کا سلسلہ بڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے طائف روانہ ہوئے تاکہ قبیلہ بنو ثقیف اس دعوت کو قبول کرے اور ان کی تائید اور نصرت وحمایت سے یہ کام آگے بڑھے، لیکن افسوس انھوں نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا، اور اوباش لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جنھوں نے آپ کو جھوٹا اور جادوگر کہا، اور آپ پر پتھروں کی بارش برسا دی، اس یورش کی وجہ سے آپ لہولہان ہوئے اور آپ کی ایڑیاں خون سے تر ہو گئیں آپ افسردہ اور غمزدہ واپس ہوئے، راستہ میں جب آپ وادی نخلہ پہونچے، جو آج نجد والوں کی میقات ہے اور ان دنوں ایک موضع تھا۔ تو آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں وضو فرمایا، اور نماز پڑھی، اور یہیں آپ نے وہ مشہور دعا مانگی۔

اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی، وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین، انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی الی عدو یتجھمنی ام الی قریب ملکتہ امری ان لم یکن بک غضب علی فلا ابالی غیر ان عافیتک ھی اوسع لی، اعوذ بنور وجھک الکریم الذی اضاءت لہ السمٰوات والارض واشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والآخرة ان یحل علی غضبک، او تنزل علی سخطک لک العتبی حتی ترضیٰ ولاحول ولاقوة الا بک۔

(طبرانی بروایت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب)

اے اللہ میں اپنی کمزوری کا گلہ، اپنی بے تدبیری اور لوگوں کی نظروں میں اپنی ذلت کا شکوہ بس تیرے ہی سامنے کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو ہی کمزوروں کا پروردگار ہے اور تو ہی میرا بھی پروردگار ہے۔ تو مجھ کو کس کے حوالہ کرتا ہے، اس دشمن کے جو مجھ سے بیزار ہے یا ایسے دوست کے جس کے ہاتھ میں تو نے میرا فیصلہ کیا ہے اگر تو مجھ سے ناراض نہ ہو تو اس کے بعد مجھ کو کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن پھر بھی تیری جانب سے عافیت میں میرے لئے بڑی گنجائش ہے۔ میں تیری اس کریم ذات کے نور کے وسیلہ سے تیری پناہ لیتا ہوں، جس سے سب آسمان اور زمین جگمگا رہے ہیں اور سب تاریکیاں روشن ہیں، اور جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کے کام درست ہیں، اس بات سے کہ تو مجھ پر غصہ ہو، یا مجھ سے خفا ہو، اور خفا ہونا تجھ کو زیبا ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، تیری مدد کے بغیر ہم میں نہ کوئی قوت ہے اور نہ طاقت ہے!

طائف سے واپسی پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہا تو قریش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ کو داخلہ سے روک دیا، تب آپ نے مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا اور کہلوایا کہ قریش نے مجھے میرے ہی شہر میں داخل ہونے سے روک دیا ہے، لہٰذا میں تمہاری امان میں شہر کے اندر آنا چاہتا ہوں، مطعم بخوشی اس کے لئے راضی ہوئے اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار زیب تن کریں، پھر انھیں ساتھ لے کر اس مقام پر آئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے، اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اس پورے عرصہ میں مطعم اور ان کے ساتھی آپ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے، اس واقعہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا اثر تھا کہ مقتولین بدر سے متعلق آپ کہا کرتے تھے کہ

> اللہ کی قسم! اس وقت اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان مقتولین کی گلو خلاصی کا مجھ سے مطالبہ کرتے، تو محض ان کے لئے میں انھیں درگذر کر دیتا۔

ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت اور دشمنی میں حجاز اور نجد کے تمام عرب قریش کے ساتھ تھے، اور آپ سے برسر پیکار تھے، پھر جب مدینہ منورہ کے انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کو قبول کیا اور یہ عہد کیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان تمام ساتھیوں کو جو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئیں گے، انصار ان کی ایسی ہی حفاظت کریں گے، جیسے وہ اپنے اہل وعیال اور آل اولاد کی حفاظت کرتے ہیں، پھر لیلۃ عقبہ کے موقعہ پر جب انصار نے اس معاہدہ کی توثیق کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام لانے والے کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم فرمایا،

چنانچہ صحابہ کرام چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر قریش سے چھپ چھپ کر ہجرت کرنے لگے اور جو اصحاب ہجرت کرتے قریش ان کی جائداد اور کل اثاثہ ضبط کر لیتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ (الحج، ۳۹، ۴۰)

جن سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے، ان کو اجازت دی جاتی ہے۔ (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہی مظلوم لوگ ہیں جن کو ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا، ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا معبود اللہ ہے۔

قتال اور جنگ سے متعلق سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی، یہی وجہ تھی کہ قریش اور تمام عربوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگیں لڑیں، وہ دین اسلام کا دفاع کرنے اور دشمنوں کی اذیت کے انسداد کے لئے تھیں، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جانے والی اذیت بڑھتی گئی، اور قریش نے اکٹھا ہو کر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں سخت دکھ پہونچایا، اور آخر میں یہ طے کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک آدمی منتخب کیا جائے، اور ایک وقت میں سب مل کر تلوار سے حضور کا کام تمام کر دیں، تاکہ آپ کا خون سبھوں کی گردن پر ہو، اور اس طرح اکیلا خاندان بنی ہاشم ایک ایک سے بدلہ نہیں لے سکے گا، تب مشرکین کی اس سازش کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی، اور ان کی مکاری اور عیاری کو واضح کر دیا، اور ذیل کی آیت نازل فرمائی۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (الانفال: ۳۰)

اور جب کافر تمہارے خلاف اپنی تدبیروں میں لگے تھے تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں، یا تم کو قتل کر دیں، یا تم کو نکال دیں تو وہ اپنی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اللہ اپنی خفیہ تدبیر کر رہا تھا، اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

قتل کی اس اجتماعی سازش کے دوران ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حملہ کا سخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندیشہ ہوا، یہاں تک کہ آپ نے ہتھیار کی آواز سنی، آپ بیدار ہوگئے اور فرمایا کون ہے ؟ ادھر سے آواز آئی میں ربیعہ بن کعب اسلمی ہوں، اور اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہا ہوں تاکہ آپ سو سکیں آپ نے فرمایا، اچھا تم مانگو، انھوں نے عرض کیا، حضور میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا، اس کے علاوہ اور کچھ ؟ فرمایا بس یہی اور کچھ نہیں! آپ نے فرمایا، تب زیادہ سے زیادہ سجدہ کرکے تم میری مدد کرو۔ (اس روایت کو مسلم نے نقل کیا)

پھر صحیح قول کے مطابق اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیع الاول میں ہجرت کا حکم فرمایا، اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاناغہ صبح یا شام روزانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے، لیکن جس روز اللہ نے آپ کو ہجرت کا حکم فرمایا، اور مکہ مکرمہ چھوڑ دینے کے لئے کہا، اس دن آپ ٹھیک دوپہر میں ان کے مکان پر حاضر ہوئے چونکہ یہ آپکی روزمرہ کی آمد کا وقت نہیں تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دور سے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ بخدا کسی نئی بات کی وجہ سے آپ کی اس وقت آمد ہوئی ہے پھر جب آپ مکان کے اندر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تخت پر ایک طرف ہٹ گئے، تاکہ آپ تشریف فرما ہوسکیں، چنانچہ آپ بیٹھ گئے، اور فرمایا، اپنے پاس سے سبھوں کو ہٹا دو، اور تخلیہ کرلو، انھوں نے عرض کیا، اس وقت میری یہی دونوں بچیاں عائشہ، اور اسماء (رضی اللہ عنہا) میرے پاس ہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ان کے علاوہ کوئی اور یہاں نہیں ہے، آپ نے فرمایا، اللہ نے مجھے ہجرت کا حکم فرمایا ہے، حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی معیت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا کیوں نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے، پھر عرض کیا، اے اللہ کے نبی! میرے پاس دو سواریاں ہیں، اسی مقصد کے لئے میں نے انھیں تیار کیا ہے، پھر آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توشہ تیار کرنے لگیں، انھوں نے چمڑے کی ایک تھیلی کو توشہ دان بنایا، پھر اپنے کمر بند کو بیچ سے پھاڑ کر دو ٹکڑا کیا، ایک سے تھیلی کا اوپری حصہ باندھ لیا، اور دوسرے سے نچلا حصہ، تب سے آج تک آپ کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا، (یعنی دو ٹپکوں والی)

آپ دونوں صاحبان نے پہلے سے عبداللہ بن اریقط کو رہبر کے طور پر اجرت پر رکھ لیا تھا، عبداللہ اس وقت اپنی قوم کی طرح شرک پر بدستور قائم تھے، پھر جب قوم خواب غفلت میں ڈوبی ہوئی تھی، آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ سے نکل پڑے، آپ کی روانگی کا علم صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تھا، حضور نے آپ کو اپنے پیچھے اس لئے روک رکھا تھا تاکہ لوگوں کی جو امانتیں آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، وہ ان کے مالکوں کو پہونچا دیں، پھر خود بھی مدینہ آجائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پورے عرصہ میں مکہ والوں کے درمیان صادق اور امین کے نام سے ہی مشہور تھے اور مکہ کے جس باشندے کو اپنی کسی چیز کے بارے میں کوئی اندیشہ ہوتا وہ جھٹ اسے آپ کے حوالہ کر دیتا تھا، کیونکہ آپ کی صداقت اور امانت داری سے ہر کوئی بخوبی واقف تھا، غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے چھپ چھپا کر نکل پڑے، اور مکہ کے نشیب میں واقع غار ثور پہونچ کر اس کے اندر داخل ہو گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ دن میں بکریاں چرائیں اور شام کو جب تک دونوں کا قیام غار میں رہے، غار پر آجائیں، اس طرح دونوں کے قدموں کے نشانات بھی مٹ جائیں گے اور آپ دونوں کو تازہ دودھ بھی ملتا رہے گا، انھوں نے ایسا ہی کیا،

ادھر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع کر دی اور اسی جستجو میں غار کے قریب سے ان کا گذر ہوا، اور وہ اتنے بھی نزدیک پہونچ چکے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے کسی نے اپنے جوتے کے تسمہ کو بھی دیکھ لیا، تو ان کی نگاہیں ہم پر پڑ جائیں گی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہتے تھے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر ان دو آدمیوں کی بابت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا، خود باری تعالےٰ ہو۔" (احمدؒ بروایت انسؓ)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(التوبۃ : ۴۰)

اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے، تو (پرواہ نہیں) اللہ نے اس وقت ان کی مدد کی، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے، جبکہ وہ اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ کچھ غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی، اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی، جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کی بات ہمیشہ بلند ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں تین دن رہے، پھر وہاں سے نکلے، اور مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے، آپ نے مکہ مکرمہ کی طرف الوداعی نگاہ ڈالتے ہوئے کہا تھا،

اللہ کی قسم! روئے زمین پر محبوب ترین بستی میرے لئے صرف تو ہے، اور اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے چھوڑ کر یوں نہ نکلتا۔

آپ کی روانگی کے بعد مشرکین قریش نے ہر دو صاحبان کی تلاش میں چاروں طرف زبردست جستجو کی، یہاں تک کہ یہ اعلان کیا کہ جس نے ان دونوں کو مکہ مکرمہ لوٹا دیا، یا کسی ایک کو دیکھا اور آکر اس کی اطلاع دی، اسے ہر دو صاحبان کے بدلہ سو اونٹ دیئے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق سے اسی اثنا میں ایک شخص کچھ لوگوں کے پاس آیا، ان لوگوں میں سراقہ بن مالک بن جعشم بھی تھے، اس نے انھیں کو خطاب کر کے کہا، سراقہ! میں نے ساحل سمندر پر کچھ لوگوں کا وجود دیکھا ہے، میں سمجھتا ہوں وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں، ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتے۔!

سراقہ کہتے ہیں کہ میں بھی سمجھ گیا تھا کہ وہ یہی لوگ ہیں، لیکن میں نے ان سے کہا نہیں نہیں یہ وہ لوگ ہرگز نہیں، دراصل تم نے فلاں فلاں آدمیوں کو دیکھا ہے، میرا مقصد درحقیقت اس کی اس اطلاع کو جھٹلانا تھا، تاکہ یہ انعام صرف میں پاؤں، تھوڑی ہی دیر کے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً گھر جا کر باندی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا لے آئے، میں نے اپنا نیزہ لے لیا، اور گھوڑے پر بیٹھ گیا، اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کے قریب تک پہونچ گیا، اتنے میں میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں نیچے گر پڑا، پھر جب میں اور قریب ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی آواز سنی، اور آپ ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے، جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلسل ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چل رہے تھے اور (جب انھوں نے مجھے دیکھا تو میں نے سنا وہ) حضور سے کہہ رہے تھے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تلاش کرنے والے ہم تک پہونچ گئے اور حضور ان سے کہہ رہے تھے، غم مت کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ کے رسول نے دعا کی اور سراقہ کا گھوڑا گھٹنے تک (اس کے اگلے دونوں پیر) زمین میں دھنس گئے، وہ کہتے ہیں کہ میں زمین پر گر پڑا، پھر میں نے امان طلب کرنے کے لئے انھیں آواز دی، اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ظاہر ہو کر رہے گا، میں نے آپ سے عرض کیا، بخدا میں ان تمام لوگوں کو لوٹا دوں گا، جو آپ کی تلاش میں اس طرف آتے ہونگے، لہٰذا میرے حق میں اللہ سے دعا کیجئے کہ میرا گھوڑا نکل جائے، آپ نے دعا فرمائی، اور ان کا گھوڑا باہر نکل آیا، پھر سراقہ نے جو کچھ کہا تھا اس کو سچ کر دکھایا، چنانچہ جو کوئی اس طرف کا رخ کرتا تھا، وہ اسے یہ کہہ کر لوٹا دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ تم کیا؟ میں خود اس طرف دور تک دیکھ آیا ہوں، ادھر کوئی نہیں ہے!

بعد میں جب ابوجہل نے سراقہ بن مالک کا واقعہ سنا تو انھیں ڈانٹنے اور ملامت کرنے لگا کہ انھیں لوٹایا کیوں نہیں، سراقہ بن مالک نے انھیں جواب دیتے ہوئے کہا تھا،

ابا حکم واللہ لو کنت شاھدا ٭ لامر جوادی حین ساخت قوائمہ

ابوحکم! بخدا اگر تو نے میرے گھوڑے کی وہ حالت زار دیکھی ہوتی، جب اس کے اگلے دونوں پیر زمین میں دھنس گئے تھے!

علمت ولم تشکک بان محمدا ٭ رسول ببرھان فمن ذا یقاومہ

تب کسی شک و شبہ کے بغیر تو جان لیتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رسول ہیں جو دلیل اور برہان لے کر آئے ہیں، لہٰذا ان کا مقابلہ بھلا کون کر سکتا ہے؟

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد خزاعی کے خیموں پر گذرے، وہ ایک مستقل مزاج صبر شعار خاتون تھی، ایک کپڑا پیسے مغیمہ کے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی اور لوگوں کو کھلاتی پلاتی تھی اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سے گذر ہوا، آپ نے اس سے دریافت فرمایا، کیا تمہارے پاس کچھ گوشت ہے، یا دودھ ہے جسے ہم خرید سکیں، اتفاق سے اس کے پاس کچھ نہیں تھا، اس نے کہا اگر میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو مہمانی کرنے میں دشواری نہیں ہوتی، اس کی قوم بھی نادار اور قحط کا شکار تھی، اچانک آپ کی نگاہ خیمہ کے ایک کونے پر پڑی، آپ نے فرمایا، ام معبد! یہ کیا ہے، اس نے کہا، لاغری کی وجہ سے یہ بکری ریوڑ سے بچھڑ گئی ہے، آپ نے پوچھا، کیا اس میں دودھ ہے؟ اس نے کہا، یہ تو اس سے زیادہ مشقت کی چیز ہے،

آپ نے فرمایا، تمہاری اجازت ہو تو میں اسے دوہ لوں، اس نے کہا، اگر اس کے دودھ ہو تو دوہ لو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، بکری کی پشت پر ہاتھ پھیرا، اور اللہ کا نام لیا، چنانچہ دودھ سے اس کا تھن بھر گیا، اس نے جگالی کی، اور اچھلنے لگی، پھر آپ نے اس سے ایک برتن منگوایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے تین تا دس آدمی سیراب ہو سکتے تھے، آپ نے اس برتن میں دودھ دوہا، یہاں تک کہ اس کو لبریز کر دیا، اب سبھوں نے ایک مرتبہ پی کر پھر بار بار دودھ پیا، یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے، پھر آپ نے دوبارہ دوہا، اور اسے ان کے نزدیک چھوڑ دیا، پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے پھر جب ان کا شوہر ابو معبد آیا، تو اس نے دودھ کی بابت سوال کیا، ام معبد اسے بتانے لگی، اور آپ کا حلیہ اور پوری تفصیل ذکر کرنے لگی، ابو معبد نے بتایا، یہ قریش کا وہی شخص ہے جسے وہ بڑی شدت سے تلاش کر رہے ہیں، ایک شاعر نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں،

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین حلا خیمتی ام معبد

لوگوں کا معبود اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں رفیقوں کو بہتر بدلہ دے جو ام معبد کے خیموں پر اترے۔

ھما نزلا بالبر وارتحلا بہ فافلح من امسیٰ رفیق محمد

نیکی کے ساتھ وہ اترے پھر وہاں سے کوچ کیا جس شخص کو حضور کی رفاقت نصیب ہوئی وہ کامیاب رہا،

فیال قصی ما زوی اللہ عنکم بہ من فعال لاتجاری وسؤدد

آل قصی کس قدر نصیب والے ہیں کہ اللہ نے انھیں جو کردار اور سرداری عطا فرمائی ہے کسی اور کو کیا میسر ہوگی،

سلوا اختکم عن شاتھا وانائھا فانکم ان تسالوا الشاۃ تشھد

اپنی بہن (ام معبد) سے اسکے برتن اور اس کی بکری کا حال دریافت کرو، اور اگر تم اس بکری ہی سے پوچھو تو وہ بھی تمہیں سب کچھ بتا دے گی۔!

پھر آپ زوال کے بعد مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، اس وقت انصار کے گروہ میں اس سوال پر رسہ کشی ہوئی کہ آپ کی میزبانی کی سعادت کون پائے، لیکن آپ نے فرمایا کہ میں قبیلہ بنو نجار کے پاس ٹھہروں گا، یہ لوگ حضرت عبد المطلب کے ننھیال کے لوگ تھے، اور اس طرح دراصل آپ ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے تھے، چنانچہ آپ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس فروکش ہوئے، اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبل آپ نے قباء میں دوشنبہ، سہ شنبہ، چہارشنبہ اور پنجشنبہ کو قیام کیا، پھر جمعہ کے دن بھی وہیں ٹھہر کر جمعہ کی نماز پڑھائی، مدینہ کے قیام کے دوران آپ کا یہ پہلا جمعہ تھا، پھر وہیں آپ نے مسجد قباء کی تعمیر فرمائی۔ پھر آپ ناقہ پر سوار ہوئے راستہ میں انصار کا جو قبیلہ پڑتا، آپ کو اپنے یہاں قیام اور مہمانی کی دعوت دیتا اور کہتا آپ ہمارے یہاں تشریف رکھئے، ہمارے پاس عددی قوت اور اسلحہ سب کچھ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے، اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ حکم الٰہی کی پابند ہے[1] بالآخر اونٹنی اس جگہ آئی جہاں آج مسجد نبوی ہے، اور اسی جگہ آکر بیٹھ گئی، آپ پر اللہ کی بیش از بیش رحمتیں اور برکتیں ہوں، اور اس طرح اللہ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کر دکھایا،

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ	اے پروردگار مجھے جہاں کہیں پہونچانا ہو تو
وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ	سچائی کے ساتھ پہونچا، اور جہاں کہیں سے نکالنا
لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا	ہو تو سچائی کے ساتھ نکال اور اپنے پاس سے
(الاسراء : ۸۰)	ایسی قوت عطا فرما جو ہر حال میں مدد دینے
	والی ہو،

ہجرت نبوی سے متعلق قبیلہ انصار نے سب سے بہترین اشعار جو کہے ان میں قیس بن حرمہ کے یہ اشعار ہیں جنھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سنا تو انھیں یاد کرنے کے لئے دہرانے لگے تھے،

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ یذکر لو یلقی حبیبا مواتیا

کچھ اوپر دس سال آپ نے قریش میں سکونت اختیار کی، اور کسی مناسب دوست کی تلاش میں نصیحت کرتے رہے،

---

[1] سیرت ابن ہشام ص ۱۰۱ ج ۲ مطبوعہ دار الجیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویعرض فی اھل المواسم نفسه فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا

مختلف مواقع پر آپ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے، لیکن آپ کو ایسا کوئی نظر نہیں آیا جو آپ کو دعوت دے یا اپنے یہاں پناہ دے،

فلما اتانا واستقرت به النوی واصبح مسرورا الطیبة راضیا

جب آپ ہمارے یہاں تشریف لائے اور مستقل طور پر ٹھہر گئے، اور طیبہ کی فضاؤں میں رضا و رغبت اور مسرت سے رہنے لگے،

واصبح لا یخشی ظلامة ظالم بعید ولا یخشی من الناس باغیا

تو کسی (نزدیک یا) دور کے ظالم یا کسی باغی اور سرکش کی طرف سے آپ کو کوئی خوف نہیں رہا۔

بذلنا له الاموال من جل مالنا وانفسنا عند الوغی والتاسیا

ہم نے جنگ اور ہمدردی اور غمگساری کے تمام مواقع پر اپنے کل اثاثہ سے آپ پر خرچ کیا،

لعادی الذی عادی من الناس کلهم جمیعا وان کان الحبیب المصافیا

جو آپ سے دشمنی کرے گا، ہم ایسے تمام لوگوں سے دشمنی کریں گے خواہ وہ باصفا اور محبوب دوست کیوں نہ ہو،

ونعلم ان الله لا رب غیره وان کتاب الله اصبح هادیا

ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، اور اللہ کی کتاب ہماری رہبر اور رہنما ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام کے ان معجزات پر ایمان لانا ضروری ہے جن کی قرآن کریم نے خبر دی ہے

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، حمد وصلوٰۃ کے بعد!

صحیحین میں یہ روایت درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

> تمام پیغمبروں کو ایسی نشانیاں اور معجزات مرحمت ہوئے جن پر نوع انسانی ایمان لائی اور مجھے جو چیز عطا ہوئی، وہ وحی تھی جسے اللہ نے مجھ پر نازل فرمایا، اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروکار زیادہ ہوں گے۔

تمام خرق عادت واقعات کو آیات ومعجزات اور برہان کہا جاتا ہے، معجزات اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے لوگوں کو ان کا مقابلہ کرنے اور ان کی نظیر لانے سے عاجز بناتا ہے۔ انبیاء کرام کے معجزات وہ آیات اور براہین ہیں جو ان کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں، اللہ کی طرف سے نبوت کی تصدیق کی علامت ہوتے ہیں، ایمان کی دعوت، اس دعوت کی مقبولیت، اور اس بات کی قوی علامت ہوتے ہیں کہ یہ اللہ کی صنعت اور کاریگری ہے جو ہر چیز پر قادر ہے، اور جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے، انبیاء کرام کا ذاتی عمل دخل یا ان کی کسی صنعت یا کارکردگی کا نتیجہ ہرگز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (المومن، الرعد ۳۸)

اور کسی پیغمبر کے اختیار میں نہ تھا کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لاسکے۔

عصائے موسوی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک میں تھا، ہمارے تمہارے ہاتھ کی اسی چھڑی کے مانند تھا، جو کسی درخت کی ٹہنی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا،

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ (طٰہٰ: ۱۷، ۱۸)

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، انھوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے، میں اس کا سہارا لیتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لئے اور بھی فائدے ہیں۔

لیکن جب اللہ نے اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دینے کا حکم فرمایا تو وہی ایک نشانی اور معجزہ بن گیا اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا،

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (طٰہٰ: ۱۹، ۲۰)

فرمایا: اے موسیٰ اسے (زمین پر) ڈال دو، تو انھوں نے ڈال دیا پس اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے، اللہ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے۔

یعنی پھر حسب سابق لاٹھی بن گیا۔! اور ایک مسلمان جب اللہ تعالےٰ کی قادر مطلق ذات پر ایمان لاتا ہے تو اسے اللہ تعالےٰ کی خبر دی ہوئی ان تمام عجیب باتوں پر یقین لانا آسان ہو جاتا ہے جو انبیاء کرام کو عطا ہوئیں، اور جو خلق و تکوین کے عجائبات میں شمار ہوتی ہیں، جیسے حضرت آدم علیہ السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مٹی سے پیدائش، پھر اللہ تعالیٰ کا آپ سے یہ کہنا کہ ہو جا، بس آپ ایک کامل انسان بن گئے پھر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر محض ماں کے ذریعہ پیدا فرمایا، یوں ہی دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو معجزات اور کرامات عطا ہوئے، جیسے اصحاب کہف کا قصہ جس کی تفصیل اللہ نے ہمیں سنائی ہے۔ انبیاء کرام کو ان معجزات کی اس لئے ضرورت تھی تاکہ ان کے دین کی تائید ہو اور ان کی دعوت کی تصدیق کا رجحان عام ہو، اس لئے کہ انبیاء کرام کے معجزات سے انسانی عقل دنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے جن معجزات سے نوازا اگر قرآن پاک ان کا تذکرہ اور تائید نہیں کرتا، تو عام لوگ انھیں اور ان کے معجزات کو جھٹلا دیتے ہیں اور ان پر نازل کتابوں کو بھی ماننے سے انکار کر دیتے، پھر انبیاء سابقین کی ان آیات اور نشانیوں کی تصدیق اور اثبات صرف اسی صورت ممکن ہے، جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تائید اور حمایت کی جائے، اور آپ پر نازل شدہ قرآن پاک پر کامل ایمان نہ لایا جائے۔

اس لئے کہ :-

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ

(النمل: ۷۶، ۷۷)

بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان باتوں کو بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اور بلاشبہ یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

نیز فرمایا:-

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ

بلاشبہ ان کے قصوں میں عقل مندوں کے لئے بڑی عبرت ہے، یہ قرآن کوئی دل سے بنائی ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

(یوسف ۱۱۱)

بات نہیں ہے، بلکہ ان کتابوں کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں، اور ہر چیز کی تفصیل ہے، اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۙ مَّنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا (طٰہٰ: ۹۹، ۱۰۰)

اسی طرح ہم تم سے گذرے ہوئے واقعات کی خبریں بیان کرتے ہیں، اور بلاشبہ ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک سرمایہ نصیحت (قرآن) عطا فرمایا ہے، جو شخص اس سے منہ پھیرے گا یقیناً وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اٹھائے گا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

(ھود: ۴۹)

یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم وحی کے ذریعہ تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ہی اس کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (اس سے) واقف تھی، تو صبر کرو، بیشک پرہیزگاروں ہی کا انجام بہتر ہے۔

اللہ کی بعض نشانیاں اور آیات خلق وتکوین کے عام اسلوب اور اس کی سنت کے عین مطابق ہیں، جبکہ بعض عام انسانی دستور کے خلاف ہیں، لیکن ان سے اس کی عظیم قدرت الٰہیہ کا ثبوت اور ظہور ہوتا ہے، جبکہ خلق وتکوین کے سلسلے میں بعضی آیات خرق عادت ہیں:۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰسٓ: ۸۲)

اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا! بس وہ ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ انبیاء کے بیشتر معجزات انسانی عقل کے لئے حیرت انگیز ہیں، پھر عوام الناس معجزات اور غیبی امور تسلیم کرنے نہ کرنے کے سلسلے میں دو قسم میں بٹے ہوئے ہیں،

پہلی قسم : مادہ پرستوں اور طبیعیات کو تسلیم کرنے والوں کی ہے، جو ہر اس چیز کا انکار کرتے ہیں، جن کا علم و ادراک ان کے حواس سے نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ وہ خود باری تعالیٰ اس کے فرشتے، مرنے کے بعد کی زندگی، جنت جہنم اور ان تمام چیزوں کا انکار کرتے ہیں جو خرق عادت اور عقل انسانی سے ماوراء ہوتی ہیں، اور جن کی تہہ تک رسائی سے ان کی عقل و بصیرت قاصر ہوتی ہے،

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ (یونس: ۳۹، ۴۰)

بلکہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہ پا سکے اور جس کی حقیقت ان کی سمجھ میں نہیں آئی، اس کو انھوں نے جھٹلایا، اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، جو ان سے پہلے گذر چکے تو دیکھ لو کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا، اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو قرآن پر ایمان لائیں گے، اور بعض ایسے ہیں جو ایمان نہیں لائیں گے تمہارا پروردگار مفسدوں کو خوب جانتا ہے، اور اگر یہ اس قدر سمجھانے پر بھی تم کو جھٹلائیں تو تم کہہ دو کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، اور میں جو کچھ کرتا ہوں اس کی ذمہ داری تم پر نہیں اور تم جو کچھ کرتے ہو، اس کے لئے میں ذمہ دار نہیں۔

❖

کم و بیش تمام علمی نظریات میں ان کی سرشت یہی ہے، یہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام کے معجزات کو جھٹلاتے ہیں، یا ان کا بھی صاف انکار کر دیتے ہیں، اور کسی ایک پر ایمان نہیں لاتے، ایسے افراد اپنے آپ کو خواہ کتنا ہی دین اسلام کی طرف منسوب کریں، وہ مسلمان نہیں، مرتد ہیں، اور اصل کافروں کی بہ نسبت مرتد زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، اور یہ زہریلی نسل ان علاقوں میں بکثرت پھیل چکی ہے، جہاں فرنگی تہذیب نے پنجے گاڑ لئے ہیں اور جنھیں بڑا مہذب اور کلچرڈ سمجھا جاتا ہے،

عمی العیون عموا عن کل فاشلة ؛ لانهم کفروا بالله تقلیدا

ہر قسم کے فائدے سے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں، اس لئے کہ اندھی تقلید میں پڑ کر انھوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا،

دوسری قسم! ان پاکباز مسلمانوں کی ہے جو اللہ کی بتائی ہوئی ہر بات کی ٹھیک ٹھیک تصدیق کرتے ہیں، کسی قسم کا شک شبہ اور تردد نہیں کرتے، یہ عقل کے غلام بھی نہیں ہوتے کہ ان حقائق کا ادراک ہو تو یہ تسلیم کریں، ورنہ ان کا انکار کر دیں، یہ گروہ درحقیقت سچے مومنوں کا گروہ ہے، یہ صدق دل سے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، اور انھیں سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں،

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرة : ۱ تا ۵)

الم یہ ایسی کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ بتانے والی ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، جو تم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے نازل ہوئیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معجزہ اللہ کی حیرت انگیز نشانی ہوتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کے لئے اس عمل کو براہ راست کرتا ہے، نبی یا غیر نبی کے عمل کا کوئی دخل اس کے اندر نہیں ہوتا، اور اس کے اندر حکمت یہ مضمر ہوتی ہے کہ اگر پیغمبر کوئی نشانی دکھائے بغیر محض اپنی رسالت کا اعلان کریں کہ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے، تو اس سے پیغمبر کی تصدیق یا ان پر ایمان لانے کی راہ اس قدر ہموار نہیں ہوتی جتنی اس صورت میں جبکہ وہ کوئی معجزہ پیش کریں جس میں ان کی کارکردگی کا کوئی دخل نہ ہو، اور نہ اس جیسی کوئی چیز کوئی انسان پیش کر سکتا ہو، اس میں شک نہیں کہ ایسے معجزات سے ان کے دعویٰ کی تصدیق اور نبوت کی صحت کا علم بآسانی ہوتا ہے، اور اس کو معجزہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ انسان اس قسم کے اقدام کی جسارت نہیں کر سکتے، نہ اس کی نظیر پیش کر سکتے اور نہ اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اور انبیاء یہ نشانیاں اللہ کی طرف سے انبیاء کی تصدیق اور اللہ کی طرف سے جو کچھ وہ لے کر آتے ہیں، اس کا بین ثبوت ہوتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر معجزات کو کتاب اللہ نے برہان کا نام دیا ہے جیسے ارشاد ہے،

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ — پس یہ دو نشانیاں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔ (القصص: ۳۲)

یعنی لاٹھی اور ید بیضاء نیز قرآن پاک کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء سابقین کے ایسے واقعات بھی پیش کرتا ہے جو ان کی قوموں کے ساتھ گذرے، ساتھ ہی ان کے معجزات اور خرق عادت قصوں کو پیش کرتا ہے جن سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ قرآن پاک ان واقعات کو کہیں شرح و بسط سے ذکر کرتا ہے، اور کہیں مختصر طور پر پیش کرتا ہے، لیکن کوئی کسر باقی نہیں رکھتا۔

اور ان واقعات کا قرآن کی زبانی ذکر کرنا اس لئے ضروری تھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی مقدس کتابوں جیسے تورات، انجیل، وغیرہ میں کافی تبدیلی کی تھی، اور اللہ پر اور اس کے نبیوں پر اور رسولوں پر جھوٹ اور بہتان باندھا تھا، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ

(البقرۃ : ۷۹)

پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے تو کتاب لکھتے ہیں، پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے بدلہ تھوڑی سی قیمت حاصل کریں تو افسوس ہے ان پر کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے (ایسی باتیں لکھیں) اور افسوس ہے ان پر کہ ایسی کمائی کرتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ اپنے علماء کو اس کا مجاز سمجھتے تھے کہ وہ اپنے رب کی شریعت میں جیسی بھی چاہیں تبدیلی کر دیں، کیونکہ

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(التوبۃ : ۳۱)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا لیا ہے

قرآن کریم سابقہ تمام کتابوں کا نگراں اور ان کا مخلص مصحح ہے، اس لئے اس نازک فرض کو بھی اس نے بحسن و خوبی انجام دیا کہ حق اور باطل میں تمیز کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دے، اسی لئے قرآن پاک نے انبیاء کرام کے واقعات و معجزات کو دوبارہ ذکر کیا، تاکہ یہ کتاب اس سلسلے میں ایک پختہ ماخذ ہو،

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (النمل ۷۶، ۷۷)

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان باتوں کو بیان کرتا ہے، جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اور بلاشبہ یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (المائدۃ: ۱۵،۱۶)

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آگئے ہیں کہ تم کتاب الٰہی میں سے جو کچھ چھپاتے تھے، وہ اس میں سے بہت کچھ صاف صاف بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں، بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے، جو لوگ اللہ کی رضا کے طلب گار ہوتے ہیں، ان کو اللہ اس کتاب کے ذریعہ سلامتی کے راستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے، اور ان کو سیدھے راستہ پر چلاتا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (المائدۃ: ۱۹)

اے اہل کتاب ایسی حالت میں کہ پیغمبروں کا آنا ایک عرصہ سے موقوف تھا، ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آچکے ہیں، جو ہمارے احکام تم سے صاف صاف بیان کرتے ہیں، تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہماری طرف کوئی خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا، تو اب تمہارے پاس خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے آچکے ہیں، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عرب؟ کیا عجم کل روئے زمین کے لئے نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا، ارشاد ہے،

وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

اور ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کی طرف خوشخبری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سبا : ۲۸)

دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور لیکن بہت سارے لوگ نہیں جانتے ۔

نیز فرمایا :-

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(الاعراف : ۱۵۸)

وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں، ناخواندہ نبی اور رسول کی، جن کا نام (اوصاف) وہ اپنے یہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انھیں نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور پھندے تھے، ان سب کو ان سے اتار دیتے ہیں، تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور ان کی مدد کی اور جو نور ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی پیروی کی تو وہ کامیاب ہونے والے ہیں (اے محمد) تم کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں (جس کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے ۔

ایسے تمام واقعات جو قرآن پاک کے خلاف جاتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم انھیں دیوار پر مار دیں کیونکہ جو چیزیں قرآن پاک کے مخالف جائیں، ہمیں ان کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ صحت کے لحاظ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ثقہ نہیں، پھر کذب اور دروغ گوئی ان کے اندر بکثرت شامل ہے ۔

آیات اور معجزات کا تقابل عقل اور قیاس سے کرنا درست نہیں، کیونکہ مذکورہ ہر دو کا تعلق براہ راست اللہ سے ہے، جو ہر چیز پر قادر ہے، نبی کا کوئی دخل اس کے اندر نہیں ہوتا ۔ لہٰذا ان آیات سے استدلال اور ان کی نظیر پیش کیے جانے کا بار بار چیلنج کرنا اس کتاب کی کامل صحت اور اس کے لانے والے کی مکمل سچائی کا روشن ثبوت ہے، بالخصوص جبکہ تا قیامت دنیا میں آنے والا ہر انسان اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن پاک خود ایک معجزہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی خلق و تکوین کی عظیم ترین اور موثر ترین نشانی ہے، قرآن پاک صدیوں کا معجزہ اور ہر زمان و مکان کی نشانی ہے، سعادت کا دفتر، عدل و انصاف کا دستور اور بزرگی کا قانون ہے اور ہر برائی اور بے حیائی سے بچاتا ہے، اللہ کی زمین میں اس کی دعوت عام ہے، اسے مضبوطی سے تھامنے والا محفوظ اور اس کا پیروکار ناجی ہے، اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے، اسے کتنا ہی دہرایا جائے وہ کبھی بوسیدہ یا پژمردہ نہیں ہوگا، ایک ایسا عجیب و غریب کلام جو رشد و ہدایت کا داعی اور پیغامبر ہے انبیاء سابقین اور پچھلی امتوں کے واقعات کا سچا امین ہے اور ان کی سرگزشت اور ان کی تمام تر کارکردگی کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے ۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔	بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر ایسے بہت سارے واقعات بیان کرتا ہے، جس میں وہ باہم اختلاف کرتے ہیں اور بیشک یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت (کا باعث) ہے
(النمل : ۷۶، ۷۷)	
فيالها من آيات حق لو اهتدى	بهن مريد الحق كن هواديا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیتیں کس قدر حق پر مبنی ہیں، اگر حق کا متلاشی کما حقہ ان کی اطاعت کرے تو وہ اس کی رہبر ہونگی،

وَلٰكِنْ عَلٰى تِلْكَ الْقُلُوْبِ اَكِنَّةٌ فَلَيْسَتْ وَاِنْ اَضْغَتْ تُجِيْبُ الْمُنَادِيَا

لیکن ان کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، اس لئے وہ کتنا ہی کان لگائیں، مگر حق کے اس منادی کی آواز پر لبیک نہیں کہیں گے،

یہ قرآن پاک ایک سو چودہ سورتوں پر مشتمل ہے، ان میں بعض سورتیں طویل اور بعض مختصر ہیں، یہ تمام سورتیں اعلیٰ درجہ کی بلاغت اپنے اندر رکھتی ہیں، اللہ نے اس کتاب کو اپنے امی صفت پیغمبر پر نازل فرمایا، آپ لکھنا نہیں جانتے تھے، نہ لکھا ہوا پڑھ سکتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کا امی ہونا بذات خود عظیم معجزہ ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ (العنکبوت: ۴۸، ۴۹)

اور تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے، بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں (اور) جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں (محفوظ) ہیں، اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں،

اللہ نے تمام خلائق کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اس کی ایک سورہ جیسا کوئی ٹکڑا بنا کر لائیں، لیکن آج تک دنیا اس سے عاجز ہے۔

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (الاسراء: ۸۸)

تم کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس پر اکٹھا ہو جائیں کہ اس قرآن کے مثل لے آئیں تو وہ اس کے مثل نہیں لا سکتے، اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے عالم کو دیا گیا یہ چیلنج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت آپ کی رسالت کی تصدیق اور آپ پر نازل شدہ قرآن پاک کے حق میں ایک عظیم معجزہ ہے ۔

ارشاد ہے ،

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (الحاقۃ: ۴۴، ۴۶)

اور اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی جھوٹ بات بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر انکی رگ گردن کاٹ ڈالتے ۔

یوں نہ کہا جائے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام نہیں یا جبرئیل علیہ السلام اس کو لے کر نازل نہیں ہوئے ، بلکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے طور پر اس کو بنا لیا ہے ، یہ اس لئے نہ کہا جائے کہ یہ صریح حضور کی تکذیب ہے ، اور ایک سرکش مدعی نے کچھ اسی قسم کا دعویٰ اب سے پہلے کیا ہے ۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (المدثر: ۲۵) یہ آدمی کا کلام ہے ۔

* وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الفرقان: ۵، ۶)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں جس کو اس شخص نے لکھوا لیا ہے، پھر وہی صبح اور شام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں ، ان سے کہہ دو کہ اس (قرآن) کو اس نے نازل فرمایا ہے ، جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے ، بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

* قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (النحل: ۱۰۲)

تم کہہ دو کہ اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں ،

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی معجزات ہیں ، جیسے آپ کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا ، تھوڑے کھانے کا زیادہ ہونا ، وغیرہ ، اور سب سے بڑا معجزہ یہی قرآن کریم ہے ، جو صدیوں کی نشانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صدیوں کا معجزہ ہے، اور ہر نبی کو اس کی قوم کے حسب حال اللہ نے معجزہ دیا ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم انتہائی سرکش اور نافرمان تھی، اور آپ کی یہ قوم متعدد گروہ میں تقسیم تھی، جیسے فرعون ہامان، قارون کا گروہ وغیرہ اس لئے انھیں متعدد معجزات دیئے گئے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ (المؤمن، ۲۳، ۲۴)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن دلیل دے کر فرعون و ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تو انھوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر (اور) بڑا جھوٹا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ (الإسراء : ۱۰۱)

اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں،

یہ نشانیاں لاٹھی، ید بیضا، اور وہ پتھر تھا جو آپ کو اٹھاتا تھا، پھر آپ اس پر لاٹھی مارتے اور اس سے اس طرح بارہ چشمے پھوٹ پڑتے کہ ان کی قوم کی ہر شاخ اپنے سرچشمہ کو پہچان کر اس سے پانی پی لیتی یوں ہی جب فرعون اور اس کے لشکر نے بنی اسرائیل کو آلیا تو اللہ کے حکم سے دریا پھٹا پھر لشکر کو نگل گیا،

قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ

(الشعراء : ۶۱، ۶۳)

تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ یقیناً ہم تو پکڑے گئے موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں، کیونکہ میرا پروردگار میرے ساتھ وہ مجھے راستہ بتائے گا پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ تم اپنی لاٹھی دریا پر مارو تو دریا پھٹ گیا، اور ہر ایک ٹکڑا (یوں) ہوگیا (کہ) گویا پہاڑ (ہے)

یعنی اونچے پہاڑ کی طرح، اسی نوعیت کے معجزات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تھے، اللہ نے ہوا کو ان کے تابع بنا دیا تھا، جہاں وہ جانا چاہتے، ان کے حکم سے ہوا بآسانی انھیں پہونچا دیتی تھی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کے دوش پر فرش بچھا دیئے جاتے، جس پر آپ اور آپ کا پورا لشکر سوار ہو جاتا، اور ہوا انھیں جہاں وہ چاہتے، منتقل کر دیتی۔ اس ہوا کی مسافت ایک ماہ کی اور شام کی مسافت ایک ماہ کی ہوتی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ بھی اسی نوعیت کا تھا، ایک سخت چٹان سے اللہ نے ان کے لئے ایک اونٹنی برآمد کر دی تھی، جس کا پانی میں ایک دن حصہ مقرر تھا، اور ایک دن ان کی قوم کا حصہ مقرر تھا،

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (الاعراف: ۷۳)

یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے ایک نشانی ہے، تو اسے زمین میں چھوڑ دو، تاکہ وہ اللہ کی زمین میں کھائے، اور اسے برائی کے (ارادے کے) ساتھ مت چھوؤ، ورنہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔

یوں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے معجزات تفویض ہوئے، آپ مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتے، اور اس میں پھونک مارتے، جو اللہ کے حکم سے سچ مچ کا پرندہ بن جاتا، اسی طرح مادر زاد اندھے اور کوڑھیوں کو اللہ کے حکم سے ٹھیک کر دیتے، اور اللہ ہی کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ کر دیتے تھے، اور لوگ اپنے گھروں میں جو کچھ ذخیرہ کرتے تھے، اسے بیان کر دیتے تھے۔

ان معجزات کی تصدیق اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی کرتے تھے، اس لئے کہ ان کی کتابوں میں یہی مذکور ہے، اور ان کی مشہور قومی روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی روز اللہ نے موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات دی تھی، اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا تھا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قرب اور ان کی پیروی کا زیادہ حق رکھتے ہیں، لہٰذا تم یہود کی مخالفت کرو، اور عاشورہ سے ایک دن پہلے یا بعد کا بھی روزہ رکھو۔ (مسند احمد میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "عاشورہ کا روزہ رکھو، اور اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ رکھ کر ان کی مخالفت کرو۔ اور ایک روایت میں" یا اس کے بعد" کا ٹکڑا بھی منقول ہے۔)

ان معجزات اور واضح دلائل سے یہ علم بالضرور حاصل ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی تصدیق کے لئے ان نشانیوں کو انھیں عطا فرمایا، تاکہ وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے دعویٰ کی تصدیق کر سکیں۔ نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ معجزات خرق عادت تھے اور ان کا مقابلہ کسی صورت نہیں کیا جا سکتا، نہ ان کی نظیر پیش کی جا سکتی ہے، اس لئے کہ انبیاء کرام کا ارادہ یا ان کی کسی کاریگری کا کوئی اثر ان کے اندر نہیں ہوتا تھا، نہ ان کے سوا کسی کی عادت کو ان کے اندر کوئی دخل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہر نبی کی قوم چونکہ ان معجزات کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، اس لئے اپنے پیغمبروں کو جادوگر یا مجنوں کہہ دیتی تھی،

أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ (الذاریات: ۵۳)	کیا اس (بات) کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آتے ہیں، بلکہ یہ سب سرکش قوم ہیں۔

یعنی نسل در نسل ان کے اندر الزام تراشی کا یہ سلسلہ اس طرح جاری تھا، جیسے وہ ایک دوسرے کو اس کی وصیت کرتے رہے ہوں، حالانکہ جادوگری یا مجنوں کی بھپتی محض الزام تراشی تھی اور یہ معجزات محض اللہ کی طرف سے تھے، تاکہ بندے اپنے نبیوں کو سچا اور برحق تصور کریں،

وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (المومن: ۷۸، الرعد: ۳۸)	اور کسی رسول کے لئے یہ (ممکن) نہیں کہ وہ کوئی نشانی لائے، مگر اللہ کے حکم سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جادوگروں کی عجیب وغریب کرشمہ سازی اور کاہنوں کی نت نئی شعبدہ بازی کا تعلق ایسے مشترکہ عادت میں داخل امور سے ہے، جنہیں بہتیرے لوگ انجام دیتے ہیں، اور یہ بالعموم ایسے کام ہوتے ہیں، جن کے جھوٹ کا پول بہت جلد کھل جاتا ہے۔

عوام کفر، شرک اور بت پرستی میں محض اس لئے مبتلا ہوتے ہیں کہ نبیوں کی ہدایت سے وہ روگردانی کرتے ہیں، ان پر ایمان نہیں لاتے، اور اس کے بجائے اپنی عقل ورائے پر اعتماد کرتے ہیں۔

مسلمان جب ہر چیز پر قادر مطلق باری تعالےٰ کی ذات پر ایمان لے آتا ہے تو اس کی کتاب کے ان عجائبات پر ایمان لانا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں رہ جاتا جو اس کے اندر درج ہیں جیسے حضرت آدم کو حیرت انگیز طریقہ سے مٹی سے پیدا کرنا، پھر انھیں کی پسلی سے حضرت حواء کی پیدائش اور ماں باپ کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش وغیرہ، اور انبیاء ورسل کی طرف سے خرق عادت عجائبات کی پیش کش از بس ضروری ہے، تاکہ ان کا دین مستحکم ہو اور ان کی دعوت کی تصدیق کی جائے اور اگر قرآن پاک اتنے شد ومد سے ان معجزات کی تکرار اور تائید نہیں کرتا، جن کے ذریعہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی توثیق فرمائی تو اقوام عالم نہ صرف ان معجزات اور نبیوں پر نازل ہونے والی کتابوں کو جھٹلا دیتے بلکہ ان نبیوں کو بھی تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیتے،

انبیاء سابقین کی نبوت کا اثبات اسی صورت ممکن ہے، جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کر لیا جائے اور آپ پر نازل قرآن پاک کو مان لیا جائے، جو ایسے تمام واقعات کو ہو بہو بیان کرتا ہے جس میں بنی اسرائیل اکثر اختلاف کرتے ہیں اور یہی کتاب ایمان لانے والوں کے لئے رحمت اور ہدایت کا باعث ہے۔

اللہ کی کچھ نشانیاں وہ ہیں جو خلق وتکوین کے عام قاعدے پر منطبق ہوتی ہیں، اور بعض ایسی ہیں جو انسانوں کی جانی پہچانی عادتوں کے یکسر خلاف ہیں، لیکن اللہ کی یہ نشانیاں اس حقیقت کا مظہر ہیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے، اور اس کے بہت سارے کام عادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہوتے ہیں، اب جو لوگ ملحد اور مادہ پرست ہیں، وہ اللہ کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ کا انکار کرتے ہیں اور خرق عادت واقعات کی گہرائی اور ان کی حقیقت کو جانے بغیر ان کا انکار کر دیتے ہیں اور انکار کی یہ روش ایسے تمام واقعات کے ساتھ اختیار کرتے ہیں، جو ان کی عقل میں نہیں آتے یا جو عام انسانی دستور سے مختلف ہوتے ہیں، اور ان کی دور از کار تاویلیں کرنے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ (یونس: ۳۹)	جس چیز کے علم پر قابو نہ پا سکے، اور جس کی حقیقت ان کی سمجھ میں نہیں آئی اس کو انھوں نے جھٹلا دیا اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے گذر چکے تو دیکھ لو کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا،

علمی نظریات کے بارے میں ان کا نقطہ نظر یہی ہے چنانچہ اللہ کی آیتوں کا انکار، ان تمام کی تکذیب اور ان پر ایمان نہ لانا یہی ان کی سرشت ہے، جو چیز ان کی نظروں سے اوجھل ہو اور جو ان کے دائرہ علم سے باہر ہو یہ جھٹ اس کا انکار کر دیتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ اللہ کو اس کے فرشتوں کو اور جنت اور جہنم تک کو نہیں مانتے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ بے دین نام نہاد فلاسفہ، انسانوں کے دین اور ان کی دنیا کو اس قدر تباہ و برباد کر دیتے ہیں، جتنا آگ بھی لکڑیوں کے ڈھیر کو نہیں جلاتی ہوگی، کیونکہ وہ اپنی دانست میں یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء عام انسانوں کے سامنے جھوٹے فسانے گھڑتے ہیں، بے سر و پا قصے انھیں سناتے ہیں، اور انسانی طور طریق اور ان کے نظام فطرت سے ہٹ کر اقدام کرتے ہیں،

ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ (ص: ۲۷)	یہ ان لوگوں کا گمان ہے، جنھوں نے کفر کیا تو ان لوگوں کے لئے دوزخ سے ہلاکت ہے جنھوں نے کفر کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح یہ دین کی اساس، اللہ کی کتاب اور اس کے بھیجے ہوئے پیغام رسالت اور نبوت کو جھٹلاتے ہیں، حالانکہ یہ بھی کفر الٰہی کے مترادف ہے کیونکہ اس کا ضرر چھوت کی طرح عوام میں ایک سے دوسرے کو لگتا ہے، اور اس باطل عقیدے کا شکار ہو کر لوگ دین سے دور کفر و الحاد کی وادی میں سرگرداں ہوتے ہیں۔

اور یہی لوگ اپنے اپنے علاقوں میں جب اپنے عقیدے کا پرچار کرتے ہیں تو زمین پر ایک نئے فتنہ اور فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں، اور کفر و الحاد کی آواز بلند کرنا نہ صرف فتنہ و فساد کے جراثیموں کو زندہ کرنا ہے بلکہ ملک خدا اور خلق خدا کو تاراج اور تباہ و برباد کرنا ہے۔

انبیاء کرام کا مشن نہایت اہم ہے، اول تو وہ انسان ہوتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ اللہ حق کے ساتھ انھیں امتیاز بخشتا ہے، تاکہ خدا کے پسندیدہ دین کو وہ حسن گفتار اور نیک کردار کے ساتھ بندگان خدا میں پھیلائیں، شوق دلا کر اور خوف پیدا کر کے تبلیغ و ارشاد کا فرض انجام دیں، عدل و مساوات کی روشنی میں شرعی احکام کو نافذ کریں، یہ پیغامبر اتنے بھی عاجز اور لاچار ہوتے ہیں کہ اپنے قریب ترین عزیز، اپنے عزیز ترین ماں باپ اپنے چہیتے بیٹے یا عام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی سے قاصر ہوتے ہیں چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کے والد بزرگوار کافر تھے، اور اسی حال میں مرے، سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا فرزند کفر ہی کی حالت میں مرا، شفیق باپ کو یہ اجازت بھی نہیں ملی کہ فرزند کو کشتی پر بٹھالیں، چنانچہ کنعان پانی میں ڈوب کر مر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب آپ کا موذی دشمن اور آپ کے دین کا کٹر مخالف تھا، جس کی مذمت اور وعید میں اللہ نے قرآن پاک کی ایک سورہ نازل فرمائی، جسے تا قیامت مسلمان نمازوں میں پڑھتے رہیں گے حضرت ابوطالب بھی آپ کے چچا تھے، انھوں نے آپ کی کفالت اور پرورش کی، مشرکین کی ایذا رسانی کے مقابلہ میں تا حیات دیوار بنے رہے، مرنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا! محترم چچا! لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے، آپ کے لئے محض اسی کلمہ کو میں اللہ کے سامنے ثبوت کے طور پر پیش کر دوں گا، لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوطالب نے نہیں کہا، اور حضرت عبدالمطلب کے طریقہ پر انتقال کیا، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ،

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (القصص : ۵۶)	بیشک تم ان کو ہدایت نہیں دے سکتے جن کو تم چاہو، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے ۔

اور ان کے لئے مغفرت طلب کرنے کی بھی ممانعت فرمادی ،

مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (التوبۃ : ۱۱۳)	نبی کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے یہ (جائز) نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت چاہیں، خواہ وہ ان کے رشتہ دار کیوں نہ ہوں، بعد اس کے کہ انھیں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ والے ہیں ۔

اس لئے جس کا عمل سست ہو اس کا نسب اس کے کوئی کام نہیں آتا ،

مذکورہ سطروں کا مقصد محض یہ دکھانا ہے کہ نبیوں کے تمام معجزات منجانب اللہ ہوتے ہیں، انبیاء کا کوئی عمل دخل اور تصرف اس کے اندر کارفرما نہیں ہوتا، چنانچہ قرآن پاک کا ارشاد ہے ،

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (المومن : ۷۸)	اور کسی رسول کے لئے یہ (ممکن) نہیں کہ وہ کوئی نشانی لائیں مگر اللہ کی اجازت کے بعد ۔

اللہ نے اپنے نبیوں کو محض اس لئے معجزات سے نوازا، تاکہ یہ معجزات ان کی قوم کے خلاف حجت ثابت ہوں اور جو شخص ہدایت کے لئے آمادہ ہو، وہ فوراً راہ راست پر آجائے، اور جو انکار کا شیوہ اختیار کرلے اس کے لئے دوزخ کا عذاب تیار رہے ،

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ	بیشک جن لوگوں پر تمہارے پروردگار کا حکم ثابت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (یونس: ۹۶، ۹۷)

ہوگیا، وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے، تاوقتیکہ وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں اگرچہ سارے معجزے ان کے سامنے آموجود ہوں،

ثابت شدہ معجزات، اور اولیاء کی جو کرامات پایۂ تحقیق کو پہونچیں، جیسے اصحاب کہف کے قصے وغیرہ، چونکہ ان کا ثبوت قرآن پاک کی نص سے ہوتا ہے، لہٰذا ان کی حیثیت قطعی ہے، اور رائے یا انکار کی کوئی گنجائش ان کے اندر نہیں ہوگی، یوں ہی ان کے اصل معنیٰ اور مصداق سے محض عقل یا قیاس کے ذریعہ ان کو ادھر ادھر موڑا نہیں جائے گا، پھر انبیاء کے تمام معجزات حیرت انگیز ہوتے ہیں، لہٰذا ان کو جھٹلانا ٹھوس تسلیم شدہ شرعی قواعد کو جھٹلانا متصور ہوگا، اور یہ عمل قطعی ارتداد کے مترادف ہوگا،

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ (یونس: ۳۹)

بلکہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہ پاسکے اور جس کی حقیقت ان کی سمجھ میں نہیں آئی، اس کو انھوں نے جھٹلایا، اس طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے گذر چکے تو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا،

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:-

"اللہ اور اس کے رسول نے جو خبریں دی ہیں، ان کی تصدیق ہر مسلمان پر فرض ہے، اور کسی امر نہی، یا خبر سے متعلق یہ تصدیق کسی عقلی دلیل پر موقوف بھی نہیں ہے، کیونکہ دین اسلام میں جو علوم ناگزیر ہیں، اور جو قرآن پاک یا احادیث میں کھول کھول کر بیان کر دیئے گئے ان کا مقصود ہی یہ ہے کہ دل وجان سے انھیں تسلیم کیا جائے، خواہ عقل وقیاس سے ان کی حکمت اور حقیقت سمجھی نہ جاتی ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو اسی وقت تسلیم کرتے ہیں، جب ان کی عقل میں آتی ہو، تو ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے، جن کے بارے میں قرآن پاک کہتا ہے کہ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ (الانعام: ۱۲۵)

ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ ہمیں بھی وہ چیز نہیں دی جائے گی جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔

اور یہ روش رکھنے والے قرآن پاک اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان لانے والے نہیں، نہ ہی ان کی اطلاعات کو یہ دل سے تسلیم کرنے والے ہیں، اور قرآن پاک یا پیغمبر کوئی خبر دیں ان کے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے کہ ان کا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ جس چیز کو انکی عقل نہ مانے وہ اس کو سچ ماننے سے بھی انکار کر دیتے ہیں، یا پھر اس کی تاویل اور چھان بین میں پڑ جاتے ہیں اور جو اطلاعات کتاب وسنت سے ثابت نہیں، لیکن ان کی عقل سے بعید نہیں، یہ جھٹ اس کو مان لیتے ہیں، ظاہر ہے ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک اور سنت کا وجود یا عدم وجود یکساں اور برابر ہے، اور کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ ہر تذکرہ ان کے نزدیک قطعی بے حقیقت اور بے اثر ہے۔ امام صاحب موصوف کا اقتباس تمام ہوا۔

غرض تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی ہر بیہودہ گوئی سے پاک ہے، اور پیغمبروں پر سلام ہو۔ اور تمام تعریفیں صرف اللہ رب العزت کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک

" طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ پسندیدہ ہے "

پر تبصرہ اور قضا و قدر کا حقیقی مفہوم

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے زندگی اور موت کو محض اس لئے بنایا تاکہ تمہیں آزمائے، اور دیکھے کہ کردار اور عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے، اور وہ نہایت زور آور اور مغفرت کرنے والا ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عمر کی مقدار اور تمام معاملات کی کلید اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور نیکی کے کاموں کی طرف آپ دعوت دیتے رہے ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت و برکت نازل فرما، اور آپ کی تمام آل واصحاب پر بہت بہت سلامتی نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

> " طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے کہیں زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے اور خیر خوبی سبھی کے اندر ہے، لہٰذا ہر ایسی شی کی حرص کرو جو تمہیں فائدہ پہونچائے، اللہ سے مدد چاہو، اور عاجز مت بنو، اور اگر کسی ناگہانی افتاد میں گرفتار ہو جاؤ تو یوں نہ کہو کہ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایسا کرتا تو ایسا ہو جاتا وغیرہ، بلکہ یوں کہو کہ اللہ کو یہی منظور تھا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور یہ "اگر" شیطان کے عمل دخل کو کھول دیتا ہے۔ (مسلمؒ بروایت ابو ہریرہؓ)

راقم کہتا ہے کہ مذکورہ روایت جوامع الکلم میں شمار ہوتی ہے، اور حکمت و دانائی کی کلید ہے یہ ایک ایسی صاف ستھری نصیحت اور ٹھوس حکمت ہے، جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ابھارا ہے، اور اس بات کی فہمائش کی ہے کہ وہ اس کے مصداق اور مراد کو اپنانے کی حتی المقدور کوشش کریں، کیونکہ اسی کے اندر ان کی دنیا اور آخرت کی سعادت مضمر ہے۔

حدیث کے آغاز میں آپ نے فرمایا:

طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے کہیں زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے"

کیونکہ کمزور کی بہ نسبت زور آور اپنی زور آوری کی وجہ سے فوقیت اور امتیاز کا مالک ہے اور حق و صداقت اور عدل و انصاف کی راہ میں زور آوری شرعی اور فطری طور پر پسندیدہ اور مطلوب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ابتداء سے طاقت ور امیر کی معیت میں جہاد اور جنگی سرگرمیوں کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جاتا رہا ہے خواہ یہ امیر فاسق کیوں نہ رہا ہو۔ جبکہ کمزور قائد کی زیر قیادت جہاد کے لئے نکلنا ان کے لئے دوبھر ہوتا تھا، اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہوتی تھی کہ جہاں تک کمزور ایمان کا تعلق ہے تو یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے، لیکن اس کی کمزوری سے عام لوگوں کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے جبکہ طاقت ور امیر کا فسق و فجور خود اس کے لئے مضر ہے، لیکن اس کی طاقت اور شوکت سے عام لوگوں کو فائدہ پہونچنے کی امید ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ آپ کمزور کی بہ نسبت طاقت ور کو امیر بناتے تھے، جیسے آپ نے زیاد بن امیہ کو والی مقرر کیا، نیز اس قماش کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوگوں کو بھی اس منصب سے نوازا، اور آپ کہا کرتے تھے۔

" اے اللہ میں فاسق و فاجر کی سخت گیری اور ثقہ آدمی کی عجز و درماندگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں "

قاضی کے انتخاب کے وقت اس کے اندر ان اوصاف کا ہونا بہتر سمجھا جاتا ہے کہ وہ طاقت ور ہو۔ مگر سخت گیر نہ ہو، نرم ہو، لیکن اس کے اندر کوئی کمزوری نہ ہو اور بردبار ہو اور ذہانت اور ہوشیاری سے مالا مال ہو، نیز کسی شاعر نے کہا ہے ؎

مَا آنْتَ بالسبب الضعيف وانما ؛ نجح الامور بقوة الأسباب

کمزور سبب کے ذریعہ تم ذرا بھی نہیں چل سکتے۔ جن امور میں کامیابی ہوتی ہے، اسباب کی طاقت سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

قابل تعریف اور لائق ذکر کامیابی دین دنیا کی کامیابی کو شامل ہے، کیونکہ اسی کے ماتحت سارے کام عزم اور حوصلے کے ساتھ انجام پاتے ہیں، اور حزم و احتیاط سے ان کے اندر کامیابی ملتی ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے،

مفید شی کی حرص کرو، اللہ سے مدد مانگو، اور عاجز و درماندہ مت بنو! "

یہ جامع نصیحت اور واضح حکمت و موعظت ہے، جس سے انسان کے اندر دین دنیا کے منافع کی حرص اور جسم کے وسیع تر مفاد کی جستجو پیدا ہوتی ہے، اور جب آدمی کوئی ایسا علاج پاتا ہے، جس سے اس کی مضرتوں کا ازالہ اور بیماریوں کا دفعیہ ممکن ہوتا ہے تو وہ اسے اپنانے کے لئے جلدی کرتا ہے اور یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ جسم اور جان کی مصلحتوں اور دنیا اور آخرت کے مفاد کو یکجا کرتا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

" ہر مرض کی کوئی نہ کوئی دوا ضرور ہے، جس نے جان لیا، جان لیا اور جو ناواقف رہا، ناواقف رہا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: بندگان خدا! دوا کیا کرو ،،

اور کسی حرام چیز کو دوا کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے، یوں ہی ضرر کے اندیشہ سے بچنے کے لئے بھی مکروہ اور نامناسب دوا نہیں کھانی چاہئے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

نحن فی دار بلیات ٭ نعالج افات بافات

ہم آزمائشوں کے گھر میں ہیں، اور مختلف آفتوں کا علاج انھیں کے جیسی آفتوں سے کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اسباب پر طعنہ زنی کرنا راست شریعت پر تنقید کے مترادف ہے اور اسباب سے اعراض کرنا عقل میں فتور کی علامت ہے"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا:

جو چیز تمہیں فائدہ دے اس کی حرص کرو"

اس کے تحت مذکورہ امور تو آتے ہی ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ دینی امور کی نگرانی اور اور فرائض ربانی کی نگہداشت کی حرص بھی اسی کے تحت آتی ہے، کیونکہ زندگی کے امور اسی حرص اور خواہش کے ذریعہ اصلاح پذیر ہوتے ہیں، اور دنیاوی آفتوں سے تحفظ کی یہی بہترین صورت ہے، اور دعاء ماثورہ میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ

اے اللہ میرے دین کی اصلاح فرما جس سے میرے معاملات کا تحفظ وابستہ ہے، اور میری دنیا کو درست فرما جس سے میرا معاش منسلک ہے

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے، جو یہ کہتے ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ: ۲۰۱)

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں نیکی عطا فرما، اور دوزخ کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو ایسے امور سے عاجز اور درماندہ نہیں ہونا چاہئے، جن کا فائدہ اسے دین اور دنیا میں حاصل ہو اس لئے کہ عجز و درماندگی حرمان نصیبی کی علامت ہے۔ اور کسی شاعر نے کہا ہے۔

دع التکاسل فی الخیرات تطلبها ٭ فما یسعد بالخیرات کسلان

جن بھلائیوں کے حصول کے لئے کوشاں ہو، ان کے اندر سستی مت کرو، کیونکہ سست آدمی کبھی اچھی چیزوں کو حاصل کرنے کی سعادت نہیں پاتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، واعوذ بك مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ	اے اللہ میں رنج و کرب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، عجز و درماندگی اور سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں، نیز قرض کی زیادتی، اور لوگوں کی قہرمانیوں سے بھی تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔

(ابوداؤد بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ)

٭

کسی انسان کی سخت ترین آزمائش عجز و درماندگی سے ہوتی ہے، اور بعض آدمی عجز و درماندگی کا نام توکل اور فسق و فجور کو تقدیر الٰہی کا فیصلہ قرار دیتے ہیں۔

اگر تم کسی شخص کو نماز چھوڑنے یا شراب پینے یا کسی برائی کو ترک کرنے کی نصیحت کرو، تو وہ معذرت کرتے ہوئے کہے گا، میرے حق میں یہی نوشتۂ الٰہی تھا، گویا ایسا شخص عبادت سے چشم پوشی کی صورت میں خود کو قدریہ اور برائی کا ارتکاب کرنے کے لئے اپنے آپ کو جبریہ تسلیم کرتا ہے۔ بعینہٖ یہی سرشت مشرکین کی ہے جو کہتے ہیں،

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَ	اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی چیز کی پرستش کرتے، اور نہ ہمارے باپ دادا کرتے اور نہ ہم اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ. (النحل: ۳۵)

حکم کے بغیر اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی کیا تھا، جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں، تو پیغمبروں پر سوائے اس کے کہ اللہ کے احکام صاف طور پر پہونچا دیں اور کچھ ذمہ داری نہیں'

اللہ کے نزدیک تقدیر کا بہانہ ڈھونڈنے والے کی ایک نہیں چلے گی، کیونکہ قضا وقدر کا بہانہ کرکے وہ ان اوامر ونواہی کو رائیگاں اور بیکار کرنا چاہتا ہے، جن پر تمام عبادات اور جملہ احکامات کا دار و مدار ہے، بالخصوص حلال وحرام کا انحصار بھی اسی پر ہے، اللہ نے انسان کو پیدا کیا، اس کو سماعت وبصارت اور عقل سے نوازا تاکہ منافع کے حصول، قوت کی بحالی، صحت کے بچاؤ اور اپنے مقام کے بقاء اور تحفظ کے لئے اس کو خرچ کرسکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنا علاج کرتے تھے۔ آپ کے خاندان اور صحابہ کرام میں بھی جو کوئی کسی مرض میں مبتلا ہوتا، اسے علاج کا حکم دیتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جس چیز کا حکم فرماتے، یا ان کے لئے دستور بنادیتے، وہ دین کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے اور اس کی پیروی اور اس پر عمل درآمد لازم ہوجاتا ہے، نیز یہ اس حدیث کے تحت داخل ہے جس میں آپ نے فرمایا " نفع دینے والی چیز کی حرص کرو، اللہ سے مدد چاہو، اور عاجز مت بنو "، انبیاء کرام اولیاء عظام کا دین تمام تر امر الٰہی پر منحصر ہے، اور قضا وقدر پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان کا سارا اعتماد اسی پر ہے، وہ حکم الٰہی کو تقدیر پر مقدم کرتے ہیں، اور تقدیر کے خلاف تقدیر سے جنگ کرتے ہیں، جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ شام میں طاعون پھیلا ہے چنانچہ آپ اس علاقہ میں جانے سے باز آئے، اور ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے لوٹنا چاہا تو ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا، امیر المومنین! کیا تقدیر الٰہی سے گریز کررہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا، نہیں ہم اللہ کے ایک فیصلہ سے اس کے دوسرے فیصلہ کی طرف جارہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز کہا جاتا ہے کہ تقدیر الٰہی خواہ کچھ ہو حرکت و عمل سے باز نہیں آنا چاہئے، یوں ہی قسمت پر بھروسہ اور اس پر تکیہ بھی نہیں کرنا چاہئے، البتہ تحفظ، ترقی، یا بچاؤ کے کاموں میں تقدیر اور قسمت کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے، اور ایسی صورت میں اگر تقدیر کا نوشتہ غالب آجائے تو آدمی کو اپنی کوتاہی یا زیادتی پر ملامت نہیں کرنا چاہئے، اور نہ عام آدمی اس کو ملامت کرے گا، کیونکہ بسا اوقات آدمی پر بعض ایسی مصیبتیں اور آزمائشیں آجاتی ہیں، جن کے برداشت کی اس کے اندر تاب نہیں ہوتی اسی لئے ارشاد ہے کہ

"یوں مت کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا اور ایسا ہوتا"

کیونکہ یہ ایک بیکار سی ملامت ہے،

عقل مند اور ہوشیار آدمی اپنے تمام کاموں میں حزم و احتیاط کرتا ہے اور اولو العزم لوگوں کا طریقہ اختیار کرتا ہے، اور جب اس پر تقدیر الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے، جس کے دفعیہ یا ازالہ کی اس کے اندر کوئی سکت نہیں ہوتی، تب وہ یہ کہہ کر سہارا لیتا ہے کہ یہ اللہ کا فیصلہ تھا، خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور اس طرح وہ اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے،

اور اس کی کمزوری، درماندگی یا کوتاہی کی وجہ سے یا حد درجہ احتیاط کے باوجود وہ مغلوب ہو جاتا ہے، اور حفاظت اور تحفظ کے وسائل دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں، تو ایسا شخص اپنی سستی یا غیر ضروری احتیاط کی پاداش میں ضرور لائق ملامت سمجھا جاتا ہے، اور ایسی صورت میں یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ شخص تقدیر الٰہی کو دلیل اور حجت کے طور پر اختیار کئے ہوئے ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (النساء: ۷۹)

اور جو کوئی بھلائی تمہیں پہونچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہونچے تو وہ تمہارے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔

غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ کرام سے ایک فروگذاشت ہوئی تھی، انھوں نے فوجی اہمیت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامل ایک پہاڑی درے سے غفلت برتی، تا آنکہ مشرکین کی ایک ٹکڑی اسی طرف سے حملہ آور ہوئی، اور انھوں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر ڈالا، اس وقت صحابہ کرام کا تصور کچھ اس قسم کا تھا کہ چونکہ وہ اللہ کے سپاہی اور اس کی راہ میں اس کے نبی کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں، لہٰذا انھیں شکست نہیں ہو سکتی، اور وہ ناقابل تسخیر ہیں، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی،

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ	یہ کیا بات ہے کہ جب تم پر مصیبت آپڑی حالانکہ
اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ	اس سے دوگنی مصیبت تم ان کو پہنچا چکے ہو، تو تم
قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ	بول اٹھے کہ یہ مصیبت ان پر کہاں سے آگئی؟ آپ کہہ دیجئے
(آل عمران، ۱۶۵)	کہ یہ مصیبت خود تمہارے ہی ہاتھوں آئی ہے۔

یعنی تم نے اپنے خیموں کی حفاظت اور اپنے حدود کا تحفظ نہیں کیا، اور اس سلسلے میں کوتاہی برتی، اس لئے آزمائش سے دوچار ہوئے،

وعاجز الرائی مضیاع لفرصته حتی اذا فات امر عابت القدر

کمزور رائے رکھنے والا ہر موقعہ کو کھو دیتا ہے اور جب کوئی کام ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو یہ جھٹ تقدیر الٰہی کو کوسنے بیٹھ جاتا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں،

اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے کوئی کام کرنا عین توکل ہے۔ اور توکل کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے اسباب سے انحراف کرنا شریعت سے ناواقفیت کی علامت ہے، یا ایسے شخص کی عقل میں فتور ہے کیونکہ توکل کا مرکز دل ہے، جبکہ اسباب کو بروئے کار لایا جاتا ہے، اعضاء وجوارح اور حرکت وعمل سے، پھر انسان اس کا پابند ہے کہ وہ اسباب کو کام میں لائے، اللہ سے رزق کی جستجو کرے، اسی کی عبادت کرے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا شکر ادا کرے ،

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (الملك : ۱۵)

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو تابع کر دیا ، تو تم اس کے راستوں پر چلو پھرو ، اور اللہ کا دیا ہوا ، رزق کھاؤ ، اور یاد رکھو کہ اسی کے پاس اٹھ کر جانا ہے ۔

بعض لوگ اس قسم کا سوال کرتے ہیں کہ انسان صاحب اختیار ہے یا مجبور محض ہے ،

اس کا جواب یہ ہے کہ انسان با اختیار ہے ، خود مختار طریقہ پر ہر کام کرتا ہے ، خواہ وہ کام خیر کا ہو یا شر کا ہو ، لہٰذا کرنے والا خود مختار ہوگا ، تو اس سے ہی مقصود کردار سرزد ہوگا ، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ط (الانعام : ۱۰۵)

بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیلیں پہونچ چکی ہیں ، پس اب جو دیکھے تو اس کا فائدہ اسی کے لئے ہے ۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ (الکھف : ۲۹)

تم کہدو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے ، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے ۔

اور جو شخص کہتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے تو یہ نظریہ جبریہ کا ہے ، وہ یہی سمجھتے ہیں کہ آدمی اپنے تمام افعال اور کردار میں پابند اور مجبور ہے ، ان سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتا ، حضرت انسان کو وہ پنسی پر سے تشبیہ دیتے ہیں ، جو چٹیل میدان میں پڑی ہو اور بے اختیار ادھر سے ادھر اڑتی رہے ، ان کے بول کچھ یہ ہیں ،

ماحیلة العبد والاقدار جاریة علیه فی کل حال ایها الرائی

بہر صورت جب تقدیر کا فیصلہ آدمی کے قطعی برخلاف ہو ، ایسی صورت میں اے دیکھنے والے تو ہی غور کر کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان بھلا کیا کچھ کر سکتا ہے ،

ألقاه فی الیم مکتوفا وقال له ایاك ایاك ان تبتل بالماء

اس کو دست و پا بستہ دریا میں ڈال دیا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو ہوشیار رہو، دامن کو بھیگنے نہ دینا ،

میں کہتا ہوں کہ یہ شعر اللہ پر الزام تراشی اور اس کے رسول پر افتراء پردازی کا کھلا ہوا ثبوت ہے اور ایسا شخص حق اور عدل و انصاف سے بہت دور ہے ، اس لئے کہ اللہ نے انسان کو حرکت و عمل اور سعی و کاوش سے روک کر اس کا ہاتھ پاؤں باندھ کر نہیں پیدا کیا ، نہ ہی طاقت اور قوت کے وسائل سے اسے محروم رکھا ہے ، اور نہ آخرت کی راحت اور دنیا کی نعمت سے علیحدہ یا مقاصد سے اسے اور اس کے خاندان کو دور رکھا ہے ، کیونکہ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (الدھر: ۳)

بلاشبہ ہم نے اس کو سیدھا راستہ دکھایا خواہ شکر گذار ہو یا ناشکر گذار رہے ۔

نیز فرمایا ،

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (النحل: ۷۸)

اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے ، اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تاکہ تم اس کا شکر کرو ۔

یہ وہ وسائل اور اسباب ہیں جو بندے کو دنیا کی اذیتوں اور آخرت کے عذاب سے نجات دیتے ہیں ، اور خدا کا یہ بندہ زندگی میں خوش قسمت اور مرنے کے بعد باسعادت ہوتا ہے ، لیکن اگر حضرت انسان نے ان مصالح سے فائدہ نہیں اٹھایا ، اور اللہ نے جس مقصد کے لئے اس کی تخلیق کی اس مقصد کے لئے ان کا استعمال نہیں کیا ، یا بالفاظ دیگر جائز اور مباح کاموں میں ان کو استعمال نہیں کیا ، تو ایسا شخص اندھا ، بہرا ، یا اس سے عاجز و درماندہ انسان کی طرح ہوگا جس کا ہاتھ پاؤں بندھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے، اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّ اَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الاحقاف: ۲۶)

اور ہم نے ان کے لئے کان، آنکھیں اور دل دیئے، تو نہ ان کے کان ان کے کچھ کام آئے، اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

نیز فرمایا:

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان: ۴۴)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں، نہیں (بلکہ) وہ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

جہنم والوں سے متعلق باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (الملک: ۱۰، ۱۱)

اور منکر کہیں گے کہ اگر ہم پیغمبروں کی بات سنتے یا سمجھتے تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے تو دوزخیوں پر لعنت ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا، اسے سماعت و بصارت اور عقل سے نوازا، اور دنیا کے اندر اس کی رہائش کے لئے کارآمد تمام چیزیں جیسے کھانا، پانی لباس اور دوا وغیرہ مہیا فرمائی، اب جس قدر جڑی بوٹیاں اور پھول پتے اطباء علاج کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور وبا و دیگر امراض سے جن کے ذریعہ بچنا چاہتے ہیں، ایسی تمام چیزیں اللہ کی مخلوق اور اس کی پیدا کردہ ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھیں اس نے محض اپنی رحمت اور مہربانی سے زمین سے اگایا، تاکہ بندگان خدا کو بیش از بیش فائدہ پہونچے، پھر ہر جڑی اور شاخ و گل کو مختلف امراض کے لئے تیر بہدف اور تریاق قرار دیا جس سے ان کا خاطر خواہ ازالہ ہوتا ہے، لہٰذا یہ تمام کارخانہ محض قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ بلاء اور وباء کا دفعیہ اور ان کا ازالہ کرتا ہے، اور محض اسی کی حکمت کاملہ سے وقت بے وقت ادنیٰ دوائیں صحت و شفاء کا ضامن بنتی ہیں، اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بندہ کا ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے دریا میں ڈال دیا ہے، ایسے لوگ جبریہ کا عقیدہ رکھتے ہیں، اور یہ قضاء وقدر اور تقدیر کی آڑ لے کر اپنے دلوں کو ایسی برائیوں خرابیوں اور نافرمانی کی صورتوں سے بہلانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں جن کے ان کے دل و دماغ خوگر ہو چکے ہیں،

یہ بدنہاد اپنے ظلم وجور، نافرمانی اور بدکرداری، اور زناکاری اور شراب نوشی غرض ہر خرابی کو قضاء قدر کے سر ڈالتے ہیں، حالانکہ تقدیر الٰہی کا بھلا کیا قصور ہو سکتا ہے یہ قصور تمام تر خود ان بدباطنوں کا ہے، ورنہ اگر کوئی ظالم انھیں ٹھونک پیٹ دے، ان کا مال و دولت چھین لے، یا ان کی ہتک عزت کرے، اور پھر اپنی تمام حرکتوں کو اسی قضاء قدر کے سر ڈال کر خود کو بری الذمہ قرار دے تو ہمارے یہی گانٹھ کے پورے ان کی اس دلیل کو رد کر دیں گے، کیونکہ وہ صاف یہ کہیں گے کہ ایک باطل کام کے ارتکاب کے لئے سراسر باطل کا سہارا لیا گیا، تب انھیں سوچنا چاہئے کہ جب انھیں اس قسم کا استدلال اپنے خلاف گوارا نہیں، تو اللہ اپنے خلاف، حرام اور معصیت کے ارتکاب اور اپنی بندگی کے ترک کے لئے اس قسم کا عذر لنگ کہاں تک سن سکے گا، اسی لئے بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ جبریہ کے حامل عقیدہ رکھنے والے کے منہ پر یہ کہہ کر طمانچہ مارنا چاہئے کہ یہ بھی تقدیر الٰہی کی وجہ سے ہوا اور کیوں نہ ہو، جب کہ خود تمہارا بھی یہی خیال ہے،

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے چوری کی تھی، اور اس کا اعتراف کرایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے چوری کیوں کی تھی؟ اس نے کہا، قضاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر نے مجھے اس پر مجبور کیا! آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے، میں بھی اسی قضاء قدر کی رو سے تمہارا ہاتھ کاٹے دیتا ہوں، چنانچہ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم فرمایا، اور فوراً اس کی تعمیل کر دی گئی۔

اسی عقیدہ کے حامل بعض افراد ذیل کے اس شعر سے استدلال کرتے ہیں،

جری قلم القضاء بما یکون ✦ فسیان التحرک والسکون

جو کچھ ہونے والا ہے قضاء و قدر کا قلم عین اس کے مطابق چل چکا ہے، لہٰذا اب حرکت و عمل کرو یا بالکل چپ چاپ بیٹھ رہو، سب برابر ہے۔

مذکورہ شعر حد درجہ فتنہ انگیز اور جبریہ عقیدہ کا کھلا ہوا پروپیگنڈہ ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا، اور عقل و نقل اور قیاس کی رو سے اس قسم کا تصور اور عقیدہ سراسر باطل ہے، اور اس نظریہ کے حامی قضاء قدر کے صاف ستھرے عقیدے کو اپنے گلہ کا طوق اور پیر کی بیڑی قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے گلو خلاصی اور مفر کی کوئی صورت نہیں، نہ ہی لوگوں کو ان سے نجات کے لئے کوئی راہ ہے، حالانکہ ایسے افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کے سامنے ساکت اور لاجواب ہیں، جس میں آپ نے فرمایا، "اپنے لئے مفید چیز کی حرص کرو، اللہ سے مدد چاہو، اور عاجز مت بنو" پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر وسیع کائنات اور دنیا کی جملہ خلائق کو لغو اور بیکار محض یوں ہی پیدا کر دیا ہو، ان کی کوئی حیثیت اور وقعت نہ ہو، اور ان کا ہاتھ پاؤں بندھا ہوا ہو، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ نے انھیں زندہ، سرگرم اور با اختیار پیدا فرمایا اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور اس کے سوا کوئی طاقت اور قوت کسی اور کو حاصل نہیں ہے لیکن بایں ہمہ اس نے ہر چیز کے لئے ظاہری اسباب کو بھی پیدا کر رکھا ہے،

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ اور ان سے کہدو کہ عمل کئے جاؤ آئندہ اللہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (التوبۃ : ۱۰۵)

اس کا رسول اور ایمان لانے والے تمہارا عمل دیکھیں گے، اور پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جو ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو بتائے گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے تھے۔

حالانکہ جس کسی کا عمل سست ہو، اس کا قضا وقدر پر انحصار کرنا کسی صورت اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا،

قضا وقدر کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ کائنات کے اندر وقوع پذیر حوادث و واقعات کا یہ وہ پیشگی علم ہے جو باری تعالیٰ کو ازل سے حاصل ہے، وہ ماضی کے حالات اور مستقبل میں ہونے والے واقعات اور ان کی وجوہات کو بخوبی جانتا ہے، کیونکہ بندوں کا کوئی پوشیدہ عمل اس پر مخفی نہیں ہے، لہٰذا وقوع پذیر حوادث کا قبل از وقت علم ایک چیز ہے، اور اس کا ایسی بات پر جبر کرنا علیحدہ چیز ہے اور صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا،

"اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل خلائق کی تقدیر کو لکھ رکھا تھا"

یہ تحریر اس کا بین ثبوت ہے کہ اشیاء کے وجود سے بہت پہلے باری تعالیٰ کو ان کا مکمل علم تھا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،

"اللہ نے جملہ خلائق کو پیدا کیا، اور ان کے آئندہ کردار کا اسے پیشگی علم تھا، پھر اسی علم کے تحت فرمایا کہ ایک نوشتہ ہو جا، چنانچہ ایک نوشتہ (رجسٹر) بن گیا، اور اس کا یہ ارشاد اسی سے متعلق ہے،

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ

کیا تم نے نہیں جانا کہ اللہ وہ سب جانتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ؕ (الحج : ۷۰)

جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے بلاشبہ یہ سب کتاب میں ہے، بلاشبہ اللہ کے لئے یہ سب آسان ہے ،

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کتاب الایمان ص۱۹۹ پر ذکر کیا ۔

نیز یہ بھی طے شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ تقدیر کو تقدیر سے بدلتا اور لکھے ہوئے کو لکھے ہوئے سے مٹاتا ہے ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کے یہ الفاظ آج بھی سنے جا سکتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ،

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ شَقِیًّا فَامْحُنِیْ وَاَثْبِتْنِیْ سَعِیْدًا فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَا تَشَآءُ وَتُثْبِتُ

اے اللہ اگر تو نے اصل کتاب میں مجھے بدبخت لکھ رکھا ہے تو اسے مٹا دے اور مجھے نیک بخت تحریر فرما اس لئے کہ تو جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور لکھ دیتا ہے ۔

اور خود اس کا ارشاد ہے ۔

وَیَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (الرعد : ۳۹)

اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، اور اس کے پاس اصل کتاب ہے ۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد میں ہونے والا ترمیم و تنسیخ، قضا و قدر کے اسی پیشگی فیصلے کے تحت ہوتی ہے ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

" دعاؤں سے تقدیر پلٹ جاتی ہے، نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اور خیرات سے بری موت ٹل جاتی ہے "

(ابن حبان، حاکم نے اس کو صحیحین کی شرط کے مطابق صحیح کہا ہے)

اور دعاء قنوت میں ہے ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ ہماری حفاظت فرما، اور ہمارے نوشتہ تقدیر کے شر کو ہم سے پھیر دے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا سے قضا وقدر کا فیصلہ بدل جاتا ہے، جیسے خیرات سے بُری موت ٹل جاتی ہے، یوں ہی اس ارشاد "نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے" کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ شب و روز میں اضافہ ہوتا ہے، یا عمر میں برکت ہوتی ہے، اور تقدیر الٰہی میں ہر دو کا امکان ہے۔

حکم الٰہی، انبیاء اور علماء کا دین ہے، اور وہ قضاء قدر کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں، لہٰذا یہ جو شاعر نے کہا ہے،

جری قلم القضاء بما یکون ٭ فسیان التحرک والسکون

جو کچھ ہونے والا ہے تقدیر کا فیصلہ اس کے متعلق صادر ہو چکا ہے، لہٰذا اب کچھ کیا جائے، یا نہ کیا جائے سب برابر ہے۔

یہ شعر قطعی لغو اور جھوٹ ہے، کیونکہ کچھ کرنا، نہ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ شریعت الٰہیہ کا دار و مدار امر الٰہی اور اس کی ممانعت پر ہے، یوں بھی اچھے ناموں میں "حارث" اور "ہمام" دو نام ہیں، ان میں آخر الذکر سے ایسا شخص مراد ہے جو اپنے دل سے منصوبے بنائے، اور سوچے کہ مثلاً وہ فلاں کام کرے گا، جبکہ اول الذکر سے وہ آدمی مراد ہے، جو اپنے چاروں ہاتھ پیروں سے اپنے خواب کی تعبیر کی عملی مشق کرتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے،

المسلم الحق یصلی فرضه ٭ ویاخذ الفاس ویسقی ارضه

سچا مسلمان اپنے فرائض کو ادا کرتا ہے اور بیلچہ لے کر اپنے کھیت کو بھی سینچنے لگتا ہے،

یجمع بین الشغل والعبادة ٭ لیکفل الله له السعادة

اپنا کام اور عبادت ساتھ ساتھ انجام دیتا ہے تاکہ اللہ اس کی سعادت کا ضامن ہو!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم نے پہلے عرض کیا کہ آدمی کو جو امراض لاحق ہوتے ہیں، وہ قضا وقدر کا نتیجہ ہیں، اور جس علاج معالجہ سے اس کو شفا ہوتی ہے وہ بھی تقدیر الٰہی سے ہے، لہٰذا تن بتقدیر رہنے والے کڑوی کسیلی دوا اسی لئے پیتے ہیں تاکہ مضرت اور اذیت سے بچ سکیں، چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

وخذ مرا تصادف منه نفعا ولا تعدل عنه الی حلو یضر

کڑوی (دوا) استعمال کرلو، اس سے تم کو افاقہ ہوگا، لیکن اسے چھوڑ کر ایسی میٹھی چیز کے پیچھے مت پڑجاؤ جو نقصان دے۔

فان المرحین یسر حلو وان الحلو حین یضر مر

کیونکہ کڑوی چیز اگر فائدہ دے تو وہ میٹھی ہے، اور میٹھی چیز اگر نقصان پہونچائے تو وہ کڑوی ہے۔

اور حدیث سے ثابت ہے کہ:

"بڑھ کر صدقہ اور خیرات کرو، کیونکہ بلا اور مصیبت، خیرات سے آگے پیش قدمی نہیں کرتی"

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

زکوٰۃ دے کر اپنے مال کی حفاظت کرو، خیرات کرکے اپنے بیماروں کی دوا کرو، اور دعا اور گڑگڑا کر بلاؤں کے دفعیہ کے لئے مدد حاصل کرو"

(ابوداؤد نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول اپنی مراسیل میں اس کو نقل کیا)

زمین وآسمان کے درمیان دعا اور بلا ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتی ہیں، اس لئے دعا میں مانگنے سے عاجز نہیں بننا چاہئے، اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ اگر میری تقدیر میں یہ لکھا ہوگا تو میرے پاس آکر رہے گا، خواہ میں دعا کروں یا نہ کروں، کیونکہ یہ بے دینوں کا طریقہ ہے، جو دعا کی عبادت کو باطل کرنے کے درپے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے بعض چیزیں ایسی مقدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمادی ہیں، جنھیں بس دعا سے حاصل کیا جاسکتا ہے، اور اگر دعا مانگ کر انھیں طلب نہیں کیا گیا تو ان کا حصول بھی نہیں ہوسکے گا،

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ (محمد: ۳۸) اور جو بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے آپ سے بخل کرتا ہے۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی لغزشوں سے توبہ کرلینی چاہیئے، فرائض الٰہی کی پابندی کرنی چاہیئے، اور دلوں میں ایمان ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیئے،

❖

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک

پاکی آدھا ایمان ہے ..... الخ

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کو کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت و برکت نازل فرما، اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر بہت بہت سلامتی نازل فرما! حمد و صلوٰۃ کے بعد!

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعریؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پاکی آدھا ایمان ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دے گا، سبحان اللہ اور الحمد للہ (دونوں یا فرمایا ایک) سے آسمان و زمین کے درمیان کی فضا بھر جائے گی، اور نماز نور ہوگی اور صدقہ برہان اور دلیل ہوگا، اور صبر روشنی اور قرآن پاک تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہوگا، لوگوں میں ہر کوئی صبح صبح نکل پڑتا ہے اور اپنے آپ کو فروخت کرتا ہے، اب کوئی تو خود کو آزاد کرا لیتا ہے (چھڑا لیتا ہے) اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت عظیم المرتبت اور زبردست اہمیت کی حامل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہم ترین حکمت، فضیلت اور فرائض کو پیش کیا ہے، لہٰذا یہ جامع ترین مقولہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوئے، چنانچہ آپ کا اس نوعیت کا ارشاد دریا بکوزہ کے مترادف ہوتا ہے۔

حدیث کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے، "پاکی آدھا ایمان ہے"۔ پاکی سے مراد یہاں حدث اصغر (بے وضو ہونے کی کیفیت) یا خباثت ہے، شطر الایمان سے مراد آدھا ایمان ہے، اور پاکی آدھا ایمان اس لئے ہے کہ دراصل انسان کی دو حالتیں ہیں، ایک وہ جس میں وہ پاک صاف ہوتا ہے اور ایک وہ جس میں اس پر حدث طاری ہوتا ہے، اور یہی پاکی نماز کی کنجی ہے، کیونکہ بے وضو آدمی جب تک وضو نہ کرلے، اس کی کوئی نماز قابل قبول نہیں ہوتی، اور راجح قول کے مطابق جس طرح شب معراج میں نماز فرض ہوئی اسی کے ساتھ ساتھ وضو بھی فرض قرار پایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"نماز کی کنجی طہارت (وضو) ہے اور اس کو حرام کرنے والی تکبیر ہے، اور اس کو حلال کرنے والا سلام ہے"

(ابوداؤد، ترمذی، دارمی، اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثابت قدم رہو، حالانکہ تم اس کی سکت نہ رکھ سکو گے، اور خوب سمجھ لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے۔ اور وضو کی نگہداشت بس مومن ہی کرسکتا ہے۔ [1]

---

[1] احمد، حاکم، اور بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو نقل کیا۔ نیز بیہقی نے شعب الایمان (حاشیہ جاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ وضو بھی منجملہ اس امت کی ایک خصوصیت ہے، دیگر اقوام کو یہ خصوصیت حاصل نہیں رہی ہے، اس لئے کہ آپ نے فرمایا:

"دوسری قوموں کے درمیان اپنی امت کو میں ان کی روشن پیشانی اور چمکدار اعضاء کے ذریعہ پہچانوں گا، ان کے یہ نشانات وضو کی جگہ سے درخشاں ہوں گے"

وضو، کو وضو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سارے اعضاء کے اندر چمک دمک اور تر و تازگی آتی ہے، گناہوں اور غلطیوں سے معافی نصیب ہوتی ہے۔ تمام اعضاء میں نشاط اور سبقی آتی ہے، اور نماز کے لئے کھڑے ہونے کی صورت میں سستی اور نیند کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

وضو کے لئے پانی کی پاکی اور اس کی اباحت ضروری ہے، یعنی پانی کو چھین جھپٹ کر حاصل نہ کیا ہو۔ وضو اس طرح کرے کہ جو چیزیں پانی کو عضو تک سرایت کرنے سے مانع ہوں، انھیں پہلے ہی ہٹا لیا جائے۔ یوں ہی انگوٹھی اگر تنگ ہو تو وہاں پانی پہونچاتے ہوئے اسے حرکت دیدے۔ گھڑی اور کنگن وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے، عورت اگر سر کے بالوں پر ایسی کسی چیز کا لیپ کرلے، تو اس کا ازالہ بھی ضروری ہے تاکہ پانی سر پر ہر جگہ پہونچ جائے۔

پانی نہ ہو تو اللہ نے تیمم کو وضو کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ	اور پانی نہ مل سکے تو ان حالتوں میں پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو، یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کر لیا کرو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تمہیں

بقیہ حاشیہ: میں اور طبرانی نے کبیر میں اسی کو حضرت ابن عمرو بن العاص سے نقل کیا، اور طبرانی نے کبیر میں حضرت سلمہ بن اکوع سے اس کو نقل کیا، اور منذری نے کہا کہ ابن ماجہ کی اسناد صحیح ہے، اور رافعی نے اس کو ثابت شدہ روایت قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (المائدۃ: ۶) کسی طرح کی مشقت میں ڈالے بلکہ چاہتا ہے کہ (اس طرح کے اعمال کے ذریعہ) تمہیں پاک کردے'

اس طرح تیمم کو بھی اللہ نے پاکی کا باعث قرار دیا۔ نیز تیمم کے لئے سفر شرط نہیں، بلکہ شہر میں بھی اس کی اجازت ہے، چنانچہ شہری یا دیہاتی جب اپنے گھروں میں وضو کے لئے پانی نہ پائیں، یا غسل کی ضرورت ہو اور غسل کے لائق پانی میسر نہ ہو، یا پاس پڑوس میں پانی ہے، مگر ان سے مانگنا پڑے گا، اور اس کے باوجود نہیں معلوم کہ وہ دیں یا نہ دیں، ایسی صورت میں انھیں تیمم کر لینا جائز ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ مٹی پر دو بار ہاتھ ماریں، ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے پر ہاتھوں کو پھیر لیں، اور دوبارہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر پھیر لیں، اور فرائض اور نوافل پڑھ لیں۔ ان کی نمازیں درست ہونگی پھر جب پانی نصیب ہو تو جنابت کا غسل کر لیں، اور نمازیں نہ دہرائیں، کیونکہ صحت اور جواز کے لحاظ سے نمازیں ٹھیک ہو چکیں، اب انھیں دہرانا کوئی ضروری نہیں،

یوں ہی جو لوگ شہر میں ہوں، اور نماز کا وقت آنے پر جستجو کے باوجود پانی نہ پائیں، انھیں تیمم کر لینا چاہئے، اسی طرح مدارس کے طلباء اور طالبات بھی اگر پانی نہ پائیں اور نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو، تو تیمم کر کے انھیں نمازیں پڑھ لینی چاہئیں، اور اس حدیث کی رو سے ان کی نمازیں درست ہوں گی۔ کیونکہ "مٹی مسلمان کے لئے وضو (کے قائم مقام) ہے، خواہ دس سال تک اسے پانی نہ مل سکے، اور جب پانی ملے تو اسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرے اور پانی کو اپنے جسم پر استعمال کرے، یہ اس کے لئے بہتر ہوگا، (بزار عن ابی ہریرہ، اسنادہ صحیح)

پھر آپ نے فرمایا اور "الحمدللہ میزان کو بھر دے گا" اللہ تعالیٰ نے میزان قائم کرنے کا تذکرہ کئی موقعہ پر دہرایا ہے اور تولنے کا یہ عمل، اعمال کے لحاظ سے ہوگا، جسم کی کثافت یا نزاکت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ تو جن کے (نیک اعمال کے) بوجھ بھاری ہوں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ

(المومنون: ۱۰۲، ۱۰۳)

وہی کامیاب ہونے والے ہیں اور جن کے (عمل کے) بوجھ ہلکے ہوں گے، وہ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اپنے نفسوں کو نقصان میں ڈالا وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

روایات میں وارد ہے کہ موٹے شکم سیر، خوب کھانے اور پینے والوں کو قیامت کے دن لایا جائے گا، اور جب ان کا وزن کیا جائے گا تو مچھر کے پر کے برابر بھی ان کا وزن نہیں ہوگا، ورنہ یہ آیت پڑھ لو!

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ..... فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا

(الکہف: ۱۰۳، ۱۰۵)

ان سے کہدو کہ کیا ہم تمہیں ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی ہوئی کوشش برباد ہوگئی اور وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں ..... اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔

❖

منقول ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے پستہ قد تھے، کچھ فاصلہ سے اگر کوئی انھیں کھڑا دیکھتا تو سمجھتا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک دن بعض صحابہ کے ساتھ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی پنڈلی کھل گئی، اس کی لاغری دیکھ کر لوگ ہنس پڑے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابن مسعودؓ کی باریک پنڈلی کو دیکھ کر مت ہنسو، بخدا ان کی پنڈلی قیامت کے دن اللہ کے نزدیک احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگی"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اور اللہ اکبر سے بندے کا میزان حد درجہ وزنی ہو جاتا ہے، اور اس کی گونج عرش کے گرد سنائی دیتی ہے، اور بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

دو کلمے خدائے رحمٰن کو پیارے ہیں، زبان پر نہایت ہلکے ہیں اور میزان میں وزنی ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم،

مذکورہ روایت میں آپ نے اسی لئے فرمایا کہ سبحان اللہ اور الحمدللہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو بھر دیتا ہے" کیونکہ سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر سے ہمارا جسم ایمانی طاقت کے مطابق قوی تر یا لاغر ہو جاتا ہے، پھر فرمایا: اور نماز نور ہے، مخفی نہ رہے کہ نماز دین کا ستون اور ایمان کی جڑ ہے، اس کی وجہ سے فضیلت کی طرف رہنمائی اور رسوائی سے تحفظ ملتا ہے، خدائے بزرگ و برتر کی تازہ تازہ ہوتی ہے، بے حیائی اور برائی سے رکاوٹ ہوتی ہے، رزق کے دروازے کھل جاتے ہیں، کاموں میں آسانی ہوتی ہے، رنج و غم کے بادل چھٹ جاتے ہیں، حاجتوں کی تکمیل اور مطلب برآری میں آسانی ہوتی ہے، مصیبتوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں، اور زندگی میں روزی کے دروازے کشادہ تر ہو جاتے ہیں، خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ جب انھیں زندگی کا کوئی بھی کٹھن معاملہ درپیش ہوتا، یا کسی قسم کی سختی پیش آتی، وہ گھبرا کر نماز کی طرف لپک جاتے تھے، نماز حیات انسانی کا نور ہے، جیسے قبر کی تاریکی اور پل صراط کے عالم وحشت میں یہ مومن کے لئے نور ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نور قرار دیا ہے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے،

" رات کی تاریکی میں مسجدوں کی طرف نکل پڑنے والوں کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت ہو "

(ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا ہے)

نیز فرمایا :۔

اللہ نے تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان کی حفاظت کی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نمازیں اس کے لئے نور، برہان اور قیامت کے دن نجات کا باعث ہونگی، اور جس نے ان کی حفاظت نہیں کی، وہ اس کے لئے نہ نور ہونگی، اور نہ برہان اور نجات ہونگی، اور قیامت کے دن اس کا حشر فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا، جو برائی کے بدترین ہمنشین تھے۔

(احمد بہ سند جید، طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کو نقل کیا)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک تازہ قبر پر ہوا، آپ نے فرمایا، یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، یہ فلاں تاجر کی قبر ہے، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم دو رکعت نماز اس قبر والے کے نزدیک دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔

(منذری نے اس کو طبرانی کے توسط سے اوسط میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے نقل کیا، اور کہا کہ اس کی اسناد حسن ہے)

پھر فرمایا:

خیرات برہان ہے، برہان پھوٹ پڑنے والی روشنی ہے، صدقہ کو برہان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ صدقہ اپنے ادا کرنے والے کے صاحب ایمان ہونے کی دلیل پیش کرتا ہے، اور خیرات کرنے والا مال کی فطری محبت کے باوجود اپنے رب کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے، اس کا گویا ثبوت پیش کرتا ہے،

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۱۰) تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں،

نیز صدقہ کو صدقہ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ صدقہ اور خیرات کرنے والے کے ایمان کی تصدیق کرتا اور اس کے وجود کو ثابت کرتا ہے، صدقہ نفلی خیرات اور فرض زکوٰۃ ..... دونوں پر بولا جاتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبۃ: ۱۰۳) تم ان لوگوں کے مال سے صدقہ لے لو کہ اس کے قبول کرنے سے تم ان کو گناہوں سے پاک صاف کردوگے، اور ان کے لئے دعا بھی کرو۔

فریضہ زکوٰۃ کو اسی لئے زکوٰۃ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ سے اس کے ادا کرنے والے کے ایمان کا تزکیہ اور صفائی ہوتی ہے۔ اور اس کے اندر سے بخل اور حرص کو نکال باہر کرتا ہے، اور اس کو پاکیزہ بناتا ہے، یونہی مال کو بھی صاف ستھرا رکھتا ہے، اور اس کی نشوونما اور افزائش کرتا ہے، اس کے اندر خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے، یہاں تک کہ وارث کے ہاتھوں میں بھی اس کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ صدقہ خیرات سے مال و دولت گھٹتی نہیں، بلکہ بڑھتی ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا: ۳۹) اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو، وہ اس کا عوض دیتا ہے، اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن: ۱۶) اور سنو اور اطاعت کرو، اور اس کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اور جو شخص نفس کے بخل سے محفوظ رہا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر روز جب سورج نکلتا ہے اس کے دونوں طرف دو فرشتے ندا دیتے ہیں، اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف چل پڑو اور جو تھوڑی سمجھ لو کہ جو چیز تھوڑی ہو مگر کفایت کر جائے، وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لہو و لعب میں مبتلا کر دے، اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدلہ عنایت فرما اور روک رکھنے والے کو ہلاکت عطا فرما۔

(امام احمد بہ روایت ابودرداء، ابن حبان، حاکم)

پھر فرمایا:

صبر روشنی ہے،

راقم عرض گذار ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں،

۱ اطاعت الٰہی پر صبر کرنا، ۲ اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر صبر کر لینا، ۳ اور تقدیر الٰہی پر صبر کرنا، خواہ اس سے تکلیف کیوں نہ ہو،

صبر کی اعلا صورت یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت پر مستحکم اور ثابت قدم رہے، ایسے بھی اطاعت گذاری اور نیک کاموں کو مسلسل انجام دینے کے لئے صبر اور ثبات کی شدید ضرورت ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

❖ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ❖ (البقرۃ: ۴۵)	اور مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے
❖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران: ۲۰۰)	اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی ترغیب دو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب رہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کو مرابطہ کے نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یاد کیا ہے۔ جیسے ماہ رمضان کو صبر کا مہینہ قرار دیا ہے، کیونکہ اس ماہ میں نماز روزہ جیسی عظیم عبادت کے اندر مومن صبر وثبات سے کام لیتا ہے، اور اللہ کی حرام کردہ چیزیں جیسے کھانے پینے اور جماع سے قطعی احتراز کرتا ہے۔

شریعت الٰہیہ کے تمام فرائض کی انجام دہی میں صبر اور جمے رہنے کی شدید ضرورت ہے، چنانچہ باجماعت نماز کی پابندی سے ادائیگی صبر کی محتاج ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے دل کی خوشی ضروری ہے اور ہر سال جب اس کا وقت آئے تو اس موقعہ پر صبر ضروری ہے، یوں ہی رمضان کے روزے نفلی روزے بالخصوص سخت گرمی میں ان کی ادائیگی کے لئے صبر وشکیب ضروری ہے، غرض ہر ہر نفلی عبادت صبر کرنے اور ایک دوسرے کو اس کی ترغیب دینے کا تقاضا کرتی ہے۔

صبر کی دوسری قسم وہ ہے جس میں اللہ کی حرام کی گئی چیزوں پر صبر سے کام لیا جاتا ہے یعنی سود خوری، زناکاری، شراب نوشی، قتل وخونریزی، اور لوگوں کا مال ناحق طریقہ پر ہڑپ کرلینا وغیرہ ان محرمات سے بچنا اور اللہ کی ایک ایک حرام کی گئی چیز سے احتراز کرنا صبر کا اعلیٰ مظاہرہ ہے، اور کسی صاحب دل کا مقولہ ہے کہ "مسجدوں میں بھیڑ بھاڑ کرنے والوں کو مت دیکھو، بلکہ یہ دیکھو کہ ان میں سے کتنے حرام چیزوں اور اللہ کی حرام قرار دی گئی حدوں سے پرہیز کرتے ہیں"، کیونکہ عبادت اور بندگی نیک وبد ہر کوئی انجام دیتا ہے، جبکہ حرام کاری سے پرہیز وہی کرتا ہے جو صدیق کی سی شان رکھتا ہو۔

صبر کی تیسری صورت یہ ہے کہ تقدیر کے فیصلے خواہ کتنے ہی المناک کیوں نہ ہوں، ان پر صبر کیا جائے۔ جیسے اہل وعیال پر آنے والی ناگہانی افتاد، مال کی تباہی وبربادی، اور انکی افلاس اور بھکمری کی کیفیت وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک حال پر صبر کرنا عین تقدیر الٰہی پر صبر کرنے کے مترادف ہے، پھر یہ ضروری ہے کہ جونہی پہلی مرتبہ صدمہ لاحق ہو فوراً صبر کرلینا چاہئے۔

(بزار بروایت ابوہریرہؓ)

اور یہ جو فرمایا کہ "قرآن پاک تمہارے حق میں یا تمہارے برخلاف حجت ہے" تو اللہ کے بندوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان یہ اس کا عین انصاف ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے جملہ کتابیں نازل فرمائیں، اور اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا،

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء: ۱۶۵)

(ان) سب پیغمبروں کو اللہ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر اس لئے بھیجا تھا کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہے۔

قرآن کریم خود سچا ہے، دوسری کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، سفارش کرتا ہے، اور اس کی سفارش لائق قبول ہے، جس نے اس کو اپنا رہبر بنایا، اس کے فرائض کی نگہداشت کی، اس کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیزوں سے پرہیز کیا، قرآن پاک اسے جنت میں لے جائے گا، لیکن جس نے اس کی اطاعت ترک کر دی اور اس کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیزوں کا ارتکاب کیا، وہ اسے دوزخ میں پہونچا کر رہے گا، کیونکہ قیامت کے دن قرآن پاک ایسی ہستی کے روپ میں اٹھایا جائے گا، جس کا رنگ بدلا ہوا ہوگا، وہ مختلف قوموں سے بحث کرے گا، کبھی اس گروہ اور کبھی اس گروہ سے بحث اور تکرار کرے گا، اور جن لوگوں نے اس کے بتائے ہوئے فرائض کی حفاظت کی، اس کی مقرر حدود سے احتراز اور حرام ٹھہرائی گئی چیزوں سے پرہیز کیا، اس کے حق میں باری تعالیٰ سے عرض کرے گا، اے پروردگار تو نے اس شخص کو حامل قرآن بنایا، اس نے بڑی اچھی طرح مجھے اٹھائے رکھا، میری حدود کی نگہداشت کی، اطاعت گذاری خوب اچھی طرح کی، میری بتائی ہوئی معصیتوں سے بچا، اور اس طرح متواتر دلیل پر دلیل اس قدر دے گا کہ اس سے کہا جائے گا، ٹھیک ہے۔ اب اسے تمہارے سپرد کیا جاتا ہے، چنانچہ قرآن کریم اس کا ہاتھ تھام کر اسے جنت میں داخل کرا دے گا،

پھر دوسری قسم کے گروہ کی بابت عرض کرے گا، اے رب تو نے اس شخص کو بھی میرا حامل بنایا، لیکن اس نے بدترین طریقہ سے مجھے اٹھایا، اس نے میرے فرائض کو ضائع کیا، میری بتائی ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معصیت کا ارتکاب کیا، اور اس طرح لگاتار دلیلوں پر دلیلیں دیتا جائے گا کہ اس سے کہا جائے گا ۔ اچھا یہ تمہارے حوالہ ہے ، چنانچہ قرآن پاک اسے منہ کے بل دوزخ کی آگ میں جھونک دے گا ۔ اسی لئے بزرگوں نے کہہ رکھا ہے کہ

جس نے قرآن پاک کی ہم نشینی اختیار کی وہ اس کے پاس سے صحیح سلامت نہیں اٹھ سکے گا، بلکہ قرآن پاک یا تو اس کا موافق ہو گا، یا مخالف رہے گا ،

قرآن پاک کا نزول عبرت حاصل کرنے اور غور و فکر کرنے کے لئے ہوا ہے ، نیز اس لئے کہ دل عمل کے لئے آمادہ اور تیار رہے ، قرآن پاک رب العالمین کا زمین والوں کے لئے آخری پیغام ہے ، یہ خلق خدا سے راست مخاطب ہے ، اس کے اندر اوامر و نواہی ، اور خوشخبری اور تنبیہ سبھی کچھ ہے ، اب جس نے قرآن پاک پڑھا لیکن اس پر عمل نہیں کیا ، اللہ نے اس کو بدترین مثال سے بیان فرمایا چنانچہ ارشاد ہے ۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا — ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں پیٹھ پر لادے پھرے ، (الجمعہ : ۵)

یعنی کتابوں کا پشتارہ اٹھائے ہے اور کچھ نہیں جانتا کہ اس کے اندر کیا ہے ، چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

زوامل للاخبار لا علم عندهم — بتقنيها الا كعلم الأباعر

وہ خبروں کو لادے ہوئے ہیں ، انھیں خود کوئی علم نہیں ہے ، جیسے اونٹ کے علم (نہیں ہوتا)

لعمرك ما يدري البعير اذا غدى — بأوساقه اوراح ما في الغرائر

تمہاری زندگی کی قسم اونٹ جب صبح یا شام کو بوجھ لے کر نکلتا ہے تو اسے کچھ علم نہیں ہوتا کہ تھیلوں میں کیا ہے ۔ ؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے بعضے ایسے ہیں، جن پر قرآن کریم لعنت کرتا ہے۔ آگے آپ نے فرمایا،

"لوگوں میں ہر کوئی صبح صبح نکل پڑتا ہے، اور اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے، اب کوئی تو خود کو آزاد کرا لیتا ہے، اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔"

دنیا کا کوئی سا انسان ہو، ان دو وصفوں سے خالی نہیں، بعضے وہ ہیں، جنھیں اللہ نے ہدایت دی، اور بعض وہ ہیں جن پر گمراہی کی مہر ثبت ہو چکی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (البقرۃ: ۲۰۷)

اور ایک شخص ایسا بھی ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کو بیچ ڈالتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

اور دوسرا رخ پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (البقرۃ: ۲۰۴ تا ۲۰۶)

اور ایک شخص ایسا ہے کہ دنیوی زندگی کے بارے میں اس کی باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں، اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے، اور جب وہ تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے تاکہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی کو برباد اور نسل کو نابود کرے اور اللہ فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا، اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو غرور اس کو گناہ پر اکساتا ہے، تو اس کے لئے جہنم کافی ہے اور بیشک وہ برا ٹھکانا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس لئے کہ لوگوں کی کوششیں مختلف ہیں، بعضے جنت والوں کا عمل کرتے ہیں اور بعضے دوزخ والوں کا عمل کرتے ہیں۔

وللخیر اھل یعرفون بھدیھم اذا اجتمعت عند الخطوب المجامع

کچھ لوگوں کا عمل نیکوں کا ہوتا ہے، وہ اپنی سیرت سے اس وقت پہچانے جاتے ہیں، جب کبھی گفتگو اور بات چیت کی نشست منعقد ہوتی ہے۔

وللشر اھل یعرفون بشکلھم تشیر الیھم بالفجور الاصابع

کچھ لوگ شریروں کا عمل رکھتے ہیں، انھیں ان کی شکلوں سے پہچانا جاتا ہے، اور ان کی نافرمانی کی حرکتوں کے ساتھ ان کی طرف انگشت نمائی کی جاتی ہے۔

قیامت کے دن جب اعمال کا دفتر کھولا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا،

"یہ تمہارے اعمال کا رجسٹر ہے، ہم نے تمہارے لئے اسے شمار کر رکھا ہے، اور پورا پورا تیار کیا ہے اب جو کوئی بھلائی پائے اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور جو کوئی اس کے علاوہ پائے، اسے کسی اور کو نہیں اپنے آپ کو ملامت کرنا چاہئے"

لہٰذا تو اب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو، اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے مخصوص ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اور اس کی حمد وثنا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ . وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

(الحج، ۷۷، ۷۸)

اے لوگو! ایمان لاؤ، رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو، اور بھلائی (کے کام) کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جیسا کہ جہاد کا حق ہے، اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔

بعض سلف صالحین کا مقولہ ہے کہ جب باری تعالیٰ " یا ایھا الذین آمنوا " سے خطاب فرمائے تو کان لگا کر سننا چاہئے کیونکہ ایسی آیت سے کسی خیر کا حکم ہوتا ہے، یا شر سے باز رہنے کی تلقین کی جاتی ہے،

اللہ نے اپنے بندوں کو ایمان والو کے لفظ سے خطاب فرمایا، اور یہ اس وقت ہوا جب مسلمانوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہوا، ان کے اعضاء وجوارح عمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے آمادہ اور تیار ہوئے، یہی وجہ ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا" کا لفظ مدنی آیات میں ہی پایا جاتا ہے، مزید برآں یہ آیت سجدہ کی آیات سے ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" سورۂ حج کو ایک فضیلت اس چیز سے حاصل ہے کہ اس کے اندر دو سجدے ہیں "

اور ایک روایت میں ہے،

" جو کوئی اس سورہ میں مذکور دونوں سجدوں کو نہ کرے وہ انھیں سرے سے نہ پڑھے "

(مراسیل ابوداؤد بروایت خالد بن معدان، امام احمد بروایت عقبہ ابن عامر)

اس حدیث سے وہ لوگ حجت پکڑتے ہیں، جن کی نظر میں سجدۂ تلاوت واجب ہے، حالانکہ صحیح یہ ہے کہ یہ سجدہ مستحب ہے، واجب نہیں، کیونکہ بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

لوگو! ہم جب آیت سجدہ پر پہونچیں تو جس نے سجدہ کیا، اس نے ٹھیک کام کیا اور جو سجدہ نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں،

البتہ اللہ نے اپنے ان بندوں کی تعریف فرمائی ہے جن پر خدائے رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں، تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں، نیز یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے جب سجدہ کی آیت پڑھتے تو منبر سے اتر کر سجدہ فرماتے، اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین بھی سجدہ کرتے تھے، اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی اسی کے مطابق ہوا،

یہ بھی منقول ہے کہ آدمی جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہٹ کر روتا اور کہتا ہے، " افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کر لیا، اور جنت کا حقدار بنا، ایک میں ہوں کہ سجدہ کا مجھے حکم ہوا، لیکن میں نے سجدہ نہیں کیا، اور دوزخ کا حقدار بنا، "

جہاں تک سجدۂ تلاوت کی دعا اور تسبیح کا تعلق ہے، اس کی نوعیت کوئی متعین نہیں ہے چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی نے سجدہ کیا اور کوئی تسبیح نہیں پڑھی یا "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھ لیا تب بھی کافی ہوگا۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سجدہ تلاوت آیا نماز کی طرح ہے، اور نماز کی شرطیں اس کے لئے ضروری ہیں جیسے پاکی، قبلہ رخ ہونا، تکبیر کہنا اور سلام پھیرنا وغیرہ یا یہ محض سجدہ ہے اور اس کے لئے مذکورہ شرطیں ضروری نہیں ہیں، بعض فقہاء اس کا جواب دیتے ہیں کہ سجدہ تلاوت بھی نماز کی طرح ہے۔ لہٰذا نماز کے لئے ضروری شرطیں، اس کے لئے بھی لازم ہیں، جیسے پاکی اور قبلہ رخ ہونا وغیرہ۔

اس تعلق سے یہ لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے مانوس ہیں، جو کہتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے قرآن پاک پڑھتے
جب سجدہ کی آیت پر گذر ہوتا تو اسے پڑھ کر تکبیر کہتے، اور سجدہ کرتے
چنانچہ ہم بھی سجدہ کرتے تھے۔"

(اس روایت کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا جس کے اندر قدرے لین ہے۔)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ سجدۂ تلاوت صرف سجدہ کا نام ہے جو دعا کے مشابہ ہے، لہٰذا اس کے لئے طہارت اور پاکی کی شرط نہیں ہے۔ نہ ہی تکبیر (اللہ اکبر) اور سلام پھیرنا ضروری ہے کیونکہ یہ کوئی نماز تو ہے نہیں۔ اس کی مشروعیت صرف اس لئے ہے تاکہ بندہ خشوع وخضوع اختیار کرے اور دعائیں مانگے یہی وجہ ہے کہ تلاوت کے بعد سجدہ سہو کرلیا جاتا ہے۔ خواہ عصر اور فجر کے بعد کا ممنوع وقت کیوں نہ ہو۔ اور یہی صورت سجدۂ شکر کی ہے، یہ اس وقت مستحب ہے جب کوئی نعمت میسر آئے، اور اذیت کا خاتمہ ہو اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ کسی نعمت کی خوشخبری پاکر شکرانہ کے لئے آپ فوراً سجدہ میں چلے جاتے تھے۔

بنابریں صحیح قول کے مطابق سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر میں حدث سے پاکی ضروری نہیں، کیونکہ ان دونوں کی حیثیت دعاء، تلاوت، تسبیح اور ایسی عبادتوں کی سی ہے جو بغیر وضو ادا کی جاسکتی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس " يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا " کے تحت اگر بندہ مومن اس طرح سجدہ میں گر جائے، کہ اس سے اس کی نیت اپنے رب کی خوشنودی ہو تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ اسے بالضرور اجر سے نوازے گا، اور بندۂ مومن جس کی عمر عزیز صبح و شام اسلام کے زیر سایہ کٹ رہی ہو اس کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ وہ لمحہ ہے جو تسبیح، نماز کی کسی رکعت، سجدہ یا صدقہ خیرات میں کٹ رہا ہے۔

یہاں تک کہ وہ مُردے جو قبروں میں جا چکے ہیں، انھیں سخت حسرت اور افسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے اعمال میں کیا کچھ زیادتی کی، جس کی پاداش میں وہ چاہیں گے کہ دنیا میں دوبارہ لوٹ آئیں، اور پھر سے کچھ نیک کام کر جائیں، اور جن لوگوں نے دراز دستی یا زیادتی کی، وہ کہیں گے،

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ (المومنون: ۹۹، ۱۰۰)

اے میرے پروردگار مجھے پھر دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ جس دنیا کو چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک عمل کروں۔

انھیں ان کے سوالوں کا جواب نہیں ملے گا، نہ عمل کرنے کا انھیں موقع دیا جائے گا، وہ اپنی گروی رکھی چیزوں کو چھڑا نہ سکیں گے، یوں ہی عمل کرنا چاہیں گے، لیکن کر نہیں سکیں گے، اور آج تم ہو کہ عمل کرنے کی قدرت رکھتے ہو، لیکن اس سے گریز کر رہے ہو،

کچھ لوگ عبادات کے ذریعہ اللہ کا تقرب چاہتے ہیں، لیکن یہ نادان، اولیاء، صالحین اور مردوں کا وسیلہ اور ان کی سفارش کے چکر میں پھنسے ہیں۔ اور ان کی سفارش چاہتے ہیں، حالانکہ یہ شرک ہے جس سے ان کی نماز، روزہ اور سارے اعمال اکارت جاتے ہیں،

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ز (المائدۃ: ۵)

اور جو ایمان لانے کے بعد منکر ہوا تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اور اپنے اعمال کا ثواب اپنی نظروں سے دیکھیں گے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب سے پوچھیں گے کہ ہمیں رکوع سجدہ کے ساتھ عبادت کا پھر سے موقعہ دیا جائے، اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ آخرت، جزاء کا گھر ہے، وہاں عمل کی گنجائش نہیں، البتہ ان کے دلوں میں حمد وثنا اور تسبیح کے بول اسی طرح ڈالے جائیں گے، جیسے ہم دنیا میں خود بخود سانس لیتے ہیں، اور "واعبدوا ربکم" کی آیت سے اللہ نے بندگی کا حکم فرمایا ہے، اور شرک سے ممانعت کی ہے۔

اللہ نے خلائق کو بندگی کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور انھیں ہر قسم کی دنیاوی بھلائیوں سے اس لئے نوازا تاکہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں اور آخرت میں اس سے مستفید ہوں، نیز نیک اعمال کی جزاء اور بدلے کے لئے ان کی خاطر جنت کو پیدا فرمایا۔

اور اس آیت

• وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ •

میں عبادت ایک ہمہ گیر عمل ہے جو اللہ کی پسندیدگی اور خوشنودی کو شامل ہے، چنانچہ پنج وقتہ فرض اور نفل نمازیں عبادت ہیں، فرض اور نفلی صدقات، اور فرض ونفل روزے عبادت ہیں، والدین کے ساتھ حسن سلوک، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ نیکوکاری، عبادت ہے، اللہ کی حمد وثنا، توبہ واستغفار، غور وفکر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت یہ سب عبادت ہے، نفس کو عمل کے لئے آمادہ کرنا، رو رو کر دعائیں مانگنا عبادت ہے، اور آخر الذکر تو عبادت کا مغز ہے اور کسی چیز کا مغز اس کا خالص ترین حصہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان، ۷۷) کہہ دو کہ میرا پروردگار، تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا اگر تم اس کو نہ پکارو۔

یہ دعا خواہ بندگی کے طور پر ہو، یا سوال کے لحاظ سے ہر دو صورت میں یہ عبادت ہے، عبادت بندے کو محبوب خدا بناتی ہے، اولیاء مقربین اور کامیاب گروہ میں اس کا شمار ہوتا ہے، جیسا کہ بخاری میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے : جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میرا
اس سے اعلان جنگ ہے ، بندہ میرے مقرر کردہ فرائض کے علاوہ کسی
اور چیز کے ذریعہ میرا تقرب نہیں حاصل کر سکتا ، اور لگاتار نوافل پڑھ کر
بھی بندہ میری اتنی قربت حاصل کر سکتا ہے کہ میں اسے محبوب رکھنے لگتا
ہوں ، ..... الخ (بخاریؒ ۔ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز کو یہ خصوصیت اسی لئے حاصل ہے کہ یہ اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ کی کڑی ہے ، نمازی ہمہم اپنے رب سے وابستہ ہوتا ہے اور اس کے پروردگار کا فضل و کرم اس کے شامل حال رہتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے

" میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں ، کیونکہ اللہ تعالےٰ نمازی کے آگے اپنے
چہرے کو اس وقت تک نصب کئے ہوتا ہے ، جبتک کہ وہ نمازی ادھر
ادھر متوجہ نہ ہو ۔ " (امام احمدؒ بہ روایت حارث اشعری)

مرادوں کے حصول ، مصائب کے دفعیہ اور زندگی میں روزی کی فراخی کے لئے نماز کی ادائیگی سے بڑھ کر کوئی سہارا کامیاب نہیں ۔ جس کسی سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے ، پھر وہ شرمندہ ہو کر اٹھتا ہے ، وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے ، اللہ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے ، اور اللہ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے ، یا کوئی شخص کسی مصیبت کا شکار ہوتا ہے ، کوئی محبوب چیز اس سے جدا ہو جاتی ہے ، جان یا مال کا نقصان ہوتا ہے ، یا دنیا کی کوئی سی آفت آتی ہے تو یہ شخص اٹھ کر وضو کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے ، تو اللہ تعالےٰ بھی اس کی مصیبتوں کو ہلکی کرتا ہے ، اور اس شخص کو یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے ، ہلاک ہونے والی ہر چیز یا گم ہونے والی ہر شی کا وہی بہترین معاوضہ اور عوض دے سکتا ہے ، یوں ہی جو شخص کسی مصیبت یا شدید غم کا شکار ہوتا ہے ، اور اٹھ کر وضو کرتا ، اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کا رنج و غم دور ہو جاتا ہے ، اور اللہ بھی اس کے حزن و کرب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلے خوشی اور مسرت سے اسے نوازتا ہے، اسی طرح جس کسی کو حد سے زیادہ غصہ آجائے تو ایسا شخص بھی وضو اور نماز سے فارغ ہوتا ہے، اور پھر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، اور اس کی بیقراری کو قرار آتا ہے اور یہی ذیل کی اس آیت کا مفہوم ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ — اور مدد لیا کرو صبر اور نماز سے

(البقرۃ: ۱۵۳)

اور کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی زندگی میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے،

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ — اور نیکی کرتے رہو تاکہ کامیاب رہو۔

(الحج: ۷۷)

یہ آیت کریمہ اس حقیقت کو واشگاف کرتی ہے کہ نیکی اور خیرات کی کوئی سی صورت ہو وہ کامیابی کی کنجی اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں اور کامیابی و کامرانی کا سرچشمہ ہے،

خیر کا یہ حکم جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے صادر فرمایا یہ ان تمام منافع اور فوائد کو شامل ہے جو دین دنیا میں فرد یا اشخاص کے لئے مفید ہے، کیونکہ سب سے بہتر آدمی وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو بیش از بیش فائدہ پہونچائے، پھر مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اور خدا کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو، نیز لوگوں میں بہترین آدمی اسی کو سمجھا جا سکتا ہے جس سے خیر کی توقع رکھی جائے اور شر سے گریز کی توقع ہو، جبکہ اس کے بالمقابل بدترین آدمی وہ ہے جس سے خیر کی امید تو درکنار، اس کے شر سے بچاؤ کی بھی کوئی توقع اور امید نہ رکھی جاتی ہو۔!

والخير ابقى وان طال الزمان به — والشر اخبث ما اوعيت من زاد

زمانہ خواہ کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو خیر ہمیشہ باقی رہے گا، اور جن چیزوں کا توشہ کیا گیا ان میں شر ہی سب سے بدترین چیز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے انسانوں کو مختلف طبقے اور کنبے میں بانٹ رکھا ہے، ان میں بعض اہل خیر ہیں جن کی بھلائی، نیکو کاری، اور عوام کے لئے نفع رسانی کی، ان کی کوششیں مشہور و معروف ہیں، ان کے بالمقابل بعضے وہ ہیں جو شرارت، برائی اور نافرمانی کا پتلہ ہوتے ہیں ؎

وللخیر اھل یعرفون بھدیھم اذا اجتمعت عند الخطوب المجامع

کچھ لوگ اہل خیر ہوتے ہیں، اور اپنے طور طریقہ سے اس وقت پہچانے جاتے ہیں، جب بحث مباحثہ کے لئے مختلف گروہ اکٹھا ہوتے ہیں،

وللشر اھل یعرفون بشکلھم تشیر الیھم بالفجور الاصابع

اور کچھ لوگ شریر ہوتے ہیں، جو اپنی شکلوں سے پہچانے جاتے ہیں، اور ان کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور آپ کے اوصاف حسنہ یہ تھے کہ آپ صلہ رحمی کرتے، دوسروں کا بوجھ اٹھاتے، بیکس اور مفلس کی مدد کرتے، مہمانوں کو کھانا کھلاتے، اور حق کی راہ میں درپیش مشکلات کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے تھے، اور یہی وہ بنیادی صفات افراد ہیں، جن کی بابت باری تعالیٰ کا ارشاد ہے،

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (الانفطار ۱۳، ۱۴) بیشک نیک لوگ عیش و آرام میں ہوں گے، اور برے لوگ دوزخ میں ہوں گے۔

ابرار کے گروہ میں وہی لوگ شامل ہیں جو نیکی اور بھلائی کا کام بڑھ کر کرتے ہیں، نماز، صدقہ اور خیرات صلہ رحمی اور نیکو کاری غرض ایک ایک صورت کو تندہی سے انجام دیتے ہیں، پھر نیکی اور خیر کی حیثیت خزانوں اور لوگوں کی حیثیت کلید اور کنجی سی ہے، اب کچھ لوگ خیر کی کلید بنتے ہیں، اور شر کے خلاف روک اور قفل بن جاتے ہیں، ایسے لوگ دنیا، برزخ (قبر) اور آخرت کی زندگی میں راحت اور آسائش کے ساتھ رہیں گے، ان کے بالمقابل بہتیرے شر اور فساد کی کلید اور اس کے سرچشمہ ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ ہر برائی اور خرابی میں بڑھ کر حصہ لیتے ہیں، فسق و فجور ان کی گھٹی میں پڑا ہوتا ہے، نمازوں سے دوری، شراب نوشی، زنا کاری، چوری، حرام خوری، بے حیائی، اور بدکرداری کا ارتکاب ان کے لئے کسی صورت مشکل نہیں ہوتا، لیکن دوسری طرف جو شخص نیکی اور خیر سے متصف ہوتا ہے، نہ صرف اللہ کی نظر میں وہ محبوب ہوتا ہے بلکہ زمین و آسمان کی جملہ خلائق اس سے محبت کرتی ہے، اور وفا شعار مسلمان نمازوں میں ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ — ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو،

کامیابی اور کامرانی کی یہ انتہائی معراج ہے، اور باری تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مفہوم ہے:

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ — اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم کامیاب رہو،

پھر فرمایا:-

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ — اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو برگزیدہ کیا،

بہت سے لوگ قرآن کریم کے اندر مذکور جہاد کی آیات سن کر کج فہمی اور بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں، اور بس یہی سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جہاد سے مراد کافروں سے جنگ اور لڑائی ہے، حالانکہ یہ جہاد کی ایک قسم ضرور ہے، لیکن جہاد کا وسیع و عریض مفہوم صرف اسی ایک صورت میں منحصر یا موقوف نہیں ہے، بلکہ اس کا معنیٰ بے حد وسیع اور ہمہ گیر ہے، جہاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور خلق خدا کو فائدہ پہونچانے کے لئے اپنی تمام تر قوت اور کوشش کو صرف کیا جائے، جہاد کا تعلق گفتار اور کردار سے بھی ہوتا ہے، زبان، بیان، دلیل و حجت، اور شمشیر و سنان سے بھی اس کا سابقہ پڑتا ہے، اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"مجاہد وہ شخص ہے جس نے اللہ کی ذات اقدس کے لئے اپنے نفس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جہاد کیا ہو ،

نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا بھی "اللہ کی راہ میں جہاد" کی ایک قسم ہے ، اور ہر شخص پر اپنی بساط کے مطابق یہ عمل واجب ہے ، چنانچہ علماء دین کی یہ ذمہ داری ہے اور جہاد کا یہ فریضہ ان پر عائد ہے کہ وہ علم اور تعلیم کی نشر و اشاعت کے لئے ، لوگوں کو وعظ و نصیحت کے لئے ، منفعت کے حصول اور مضرتوں سے بچنے کی تلقین کے لئے اوروں سے زیادہ خود کو وقف کریں ، کیونکہ جتنا یہ فریضہ ان پر عائد ہے دوسروں پر عائد نہیں ہے ۔

حکام اور سرداران قوم پر جہاد کی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حق کے فیصلہ کو دوسروں کی بہ نسبت خود زیادہ نافذ کریں ، انصاف کا حکم دیں ، مظلوم کی مدد کریں ، اس کے حقوق کو پورا پورا ادا کریں ، ظالم کے ظلم کا انسداد کریں ، اس کی حدود سے اسے آگاہ کریں جس قدر اس کا حق ہے ، اتنے ہی پر اس کو اکتفا کرنے والا بنائیں ، اس لئے کہ وہ قوم کبھی برگزیدہ اور مقدس نہیں ہو سکتی جس کے طاقتوروں سے ان کے کمزوروں کا حق پورا پورا وصول کر کے کمزوروں کو لوٹا نہ دیا جائے ، پھر ہر کس و ناکس پر اس کی بساط کے مطابق جہاد واجب ہے ، اور اس فرض کی ادائیگی خود اپنے اہل و عیال اور گھر بار کے ساتھ ضروری ہے ، مثلاً گھر والوں کو نیکی کا حکم دیتا رہے ، برائیوں سے روکتا رہے ، اور جس طرح خود پنج وقتہ نمازیں مسجد میں ادا کرنے کی پابندی کرتا ہے ، اس پابندی کو گھر والوں پر بھی لاگو کرے تاکہ اس حکم کی تعمیل ہو ،

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ	اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی
عَلَيْهَا ۔ (طٰہٰ ، ۱۳۲)	اس پر جم جاؤ ۔

جہاد کے اجزاء ترکیبی یہ ہیں ، دلیل و حجت اور زبان و بیان کے ساتھ جہاد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض مسلسل ادا کرنا ، اور جہاں تک حکمت و نصیحت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینے کا تعلق ہے ، تو یہ درحقیقت اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا جہاد ہے ، جس پر تا حیات وہ سرگرم رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا جنگ کے ذریعہ جہاد تو اس کی مشروعیت محض حقیقی جہاد کی تائید و حمایت اور اس کے استحکام کے لئے ہے، اور اسی پر دین کا مدار اور انحصار ہے۔

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا — اور تمہارا رب کافی ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

* وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا (النساء: ۶۳) — اور ان سے ایسی باتیں کہو جو ان کے دل میں اثر کر جائیں،

* وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان: ۵۲) — اور اس (قرآن) کے ذریعہ زور و شور سے ان کا مقابلہ کرو،

* يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (التوبة: ۷۳) — اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو،

*

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین سے جنگ کا حکم نہیں تھا، اور جب کسی منافق کو قتل کرنے کا آپ سے مشورہ لیا گیا، تو آپ نے فرمایا تھا:

"لوگ اس قسم کی باتیں آپس میں نہ کرنے لگیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگے ہیں"

اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا شبہ محض اس لئے کیا جاتا ہے کہ بظاہر منافق اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور خود کو صحابی قرار دیتے ہیں، اسی لئے آپ نے ان کے ساتھ جنگ اور قتل و خونریزی سے گریز کیا،

"اجتباکم" کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا، بہترین لوگوں میں تمہیں بنایا، اور ایسے افراد میں تمہیں شمار کیا جو دوسروں کو فائدہ پہونچاتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط

(آل عمران : ۱۱۰)

تم بہتر امت ہو جسے لوگوں کے لئے برپا کیا گیا، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

❖

اب جن لوگوں کے اندر سے یہ اعلیٰ صفات مفقود ہونگی، ان کے اندر سے اسی درجہ خیر و خوبی بھی کم سے کم تر ہوتی جائے گی، پھر فرمایا:-

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج : ۷۸)

اور تم پر دین کے اندر کوئی تنگی نہیں رکھی،

اللہ نے دین کے اندر حرج کی نفی کی ہے، کیونکہ تمام تر اسلامی شریعت سہل، آسان، اور کشادہ اور فراخ ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

"مجھے بواسیر کا عارضہ لاحق تھا، میں نے اس حالت میں نماز پڑھنے کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، یہ نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھو، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اور یہ بھی دیکھا کہ ایک تکیہ اس کے لئے اٹھائی گئی ہے جس پر وہ سجدہ کر رہا ہے تو آپ نے تکیہ ایک طرف ڈال دی، اور فرمایا: زمین پر نماز پڑھو، (یعنی سجدہ زمین پر کرو) اور اگر ایسا نہ کر سکو تو (سجدہ کا) اشارہ کرو، اور رکوع سے سجدہ کو نیچا کرو۔

درحقیقت شریعت اور دستور سازی کی بنیاد جلب منفعت اور دفع مضرت پر ہے، اور یہ جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے دنوں میں لوگوں کو روزہ رکھنے میں مشقت ہوتی ہے، اور تیز گرمی انھیں ستاتی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کے احکام سخت مشقت انگیز ہیں، تو یہ محض ان لوگوں کی بڑ ہے، جن کا دین کمزور ہے اور جو چیزوں کو خواہشات کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، عقل و ہوش کی نظر سے نہیں دیکھتے، یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بڑائی اور بزرگی سختی اور تنگی پر منحصر ہے اور نیک بختی اور صحت و سلامتی تک رسائی کے لئے مشقت اور سخت کوشی کو پل بنانا ناگزیر ہے۔ جبکہ اللہ نے جن مصلحتوں کی بنا پر روزہ فرض کیا ہے، اس کا نفع بندوں کو دینی اور جسمانی طور پر ضرور پہونچ کر رہے گا، کیونکہ روزہ ایک قسم کی جسمانی ورزش اور تحفظ کی ایسی صورت ہے۔ جس کے بعد بدن میں صحت لوٹ کر آتی ہے، اور روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے جس سے جسم پاکیزہ اور صحت مند ہوتا ہے۔

اور حدیث میں ہے،

"روزے رکھو، صحت مند ہوگے"

نیز یہ امر مسلم ہے کہ جسم کے اندر کچھ بیکار فضلہ اور ایسا زائد مادہ ہوتا ہے جو اگر جسم میں پڑا رہ جائے تو اس میں سڑاند پیدا ہو کر صحت بگڑ جائے، اب اگر روزہ رکھ لیا جائے تو یہ مادہ خشک ہو کر ختم ہو جاتا ہے، اور عضلات میں نئی توانائی آجاتی ہے، اور خورد و نوش کی اشتہا پیدا ہوتی ہے، جیسے گھوڑے کو دوڑ کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے جسم کو چھریرا کرتے ہیں۔ یوں بھی عبرت پذیری اور غور و فکر کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے جو باتوفیق بندے بکثرت نفلی روزے رکھتے ہیں، دوشنبہ پنجشنبہ کے دن، ذی الحجہ کے دس روزے، عاشوراء، اور عرفہ کے روزے رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں، ایسے لوگ اوروں کے بہ نسبت پاکباز، صلح اور جسمانی لحاظ سے بھی صحت منداور چاق و چوبند ہوتے ہیں، کیونکہ عبادت اور تابع داری کی وجہ سے اللہ انھیں قوت اور صحت سے نوازتا ہے اور ان کی عمریں دراز کرتا ہے، نماز کی بابت بھی یہی کچھ کہا جاتا ہے، کیونکہ بعضے نماز کو جسمانی ریاضت کی ایک صورت اسی لئے قرار دیتے ہیں کہ اس سے جسم کی ساخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرداخت ہوتی ہے، اور یہی عبادت کا سرچشمہ ہے، اور بدن کو قوت بخشتا ہے، پھر اللہ نے روزہ اور نماز کو ٹھوس مصلحتوں کے تحت فرض قرار دیا ہے، اور دینی وجسمانی مفاد کو اس کے اندر مضمر رکھا ہے جبکہ دوسری طرف سود، زنا، شراب اور دیگر محرمات کی حرمت محض واضح مفاسد اور ٹھوس خرابی کی بنیاد پر عمل میں آئی ہے، اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا، روزہ دار روزہ رکھتے ہوئے ان لوگوں کی بہ نسبت باسعادت اور خوش نصیب ہیں، جو کھانے پینے کے حق میں بڑے دلیر ہوتے ہیں، ان روزہ داروں کا روزہ ایسے افراد کی دلیری اور جسارت کی بہ نسبت کہیں بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ (ص ۲۸)

ہاں تو کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کے برابر کر دیں گے، جو دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں، یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا کی فضیلت

دعاؤں سے بلائیں پسپا ہوتی ہیں

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں، اور اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما، اور آپ کی آل، آپ کے اصحاب کرام اور آپ کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ نے خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، ان کے اندر عقل وشعور اس لئے رکھا تاکہ وہ اپنے خدا کو پہچانیں، اور کھلی اور چھپی نعمتوں سے انھیں اس لئے نوازا تاکہ وہ اپنے رب کا شکریہ ادا کریں، چنانچہ باری تعالےٰ کا ارشاد ہے،

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

(الذاریات، ۵۶ تا ۵۸)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں، میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں، اور نہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں، بلاشبہ اللہ ہی سب کو رزق پہونچانے والا قوت والا ہے۔ (اور) توانا ہے۔

عبادت کی کئی قسمیں ہیں، جیسے فرض ونفل نمازیں عبادت ہیں، اور روزہ، زکوٰۃ، حج، صدقہ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیرات، تسبیح، حمد وثنا، غور وفکر کے ساتھ تلاوت، جی لگا کر عبادت کرنا، اور دعائیں مانگنا سب عبادت ہے، بلکہ آخرالذکر عبادت تمام عبادتوں کا مغز اور حاصل ہے خواہ یہ دعائیں بندگی کے قبیل سے ہوں، یا حاجت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (البقرة : ۱۸۶)

اور جب تم سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (کہدو کہ) میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں، جب بھی وہ مجھے پکارے تو ان کو چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ سیدھا راستہ پائیں۔

روزے کے تذکرے کے درمیان یہ آیت کیونکر پیش کی گئی؟ اس کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے علماء نے لکھا ہے کہ روزہ دار عبادت اور بندگی کے کاموں میں وسعت سے کام لیتا ہے، اور بیچ بیچ اللہ سے ہمہ اوقات بالخصوص افطار اور سحر کے اوقات میں تضرع و زاری کرتا، اور دعائیں کرتا ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ روزہ دار کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں اور اس کی ایک دعا ضرور سنی جاتی ہے خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ افطار کے وقت بندہ اپنے رب سے دعائیں مانگے، کیونکہ دعا مانگنا بھی ایک عبادت ہے، بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (مومن : ۶۰)

اور تمہارے رب نے کہدیا ہے کہ تم مجھے پکارو، میں تمہاری پکار کو سنوں گا، بیشک جو لوگ میری عبادت سے اتراتے ہیں، وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے۔

مذکورہ آیت میں دعا کو عبادت کہا گیا ہے اور جو لوگ اپنے رب کی عبادت اور بندگی سے تکبر کرتے ہیں اور دعائیں مانگنے سے اعراض کرتے ہیں، ایسوں کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ وعید سنائی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ نہایت ذلت اور حقارت کے ساتھ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، اب یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہونچی کہ دعا دین کا ستون، زمین و آسمان کا نور، اور جیسا کہ حدیث میں ثابت ہے "مومن کا ہتھیار ہے"، دعائیں ہر کٹھن اور مشکل اوقات کے لئے پہلے سے فراہم کردہ ذخیرہ اور خزانہ ہیں، اور یہ امر واقعہ ہے کہ جو راحت کے دنوں میں اپنے خدا کو یاد رکھے گا، اللہ اس کو سختی کے دنوں میں ہرگز فراموش نہیں کرے گا، " لہٰذا جب مانگو اللہ سے مانگو، اور جب بھی مدد چاہو اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کرو[1] کیونکہ دعا سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی چیز بزرگ تر نہیں، اور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے والوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے، پس بندہ کا یہ فرض ہے کہ یاذاالجلال والاکرام کو حرز جان بنالے، اور اس کو دہراتا رہے اور جو کوئی اللہ سے دعائیں نہیں مانگتا، اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوجاتا ہے، پھر ایسے بھی دعا عبادت ہے اور عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز ہے اور مسلمانوں کی تخلیق ہی عبادت کے لئے عمل میں آئی ہے۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ دعا کی قبولیت کے لئے جلدی نہ کرے، اور یوں نہ کہے کہ میں نے کتنی ہی دعائیں مانگیں، لیکن ایک بھی قبول نہیں ہوئی، اور اس طرح رفتہ رفتہ سست ہوکر دعائیں مانگنا ہی چھوڑ دے، حالانکہ یہ رحمت الٰہی سے مایوسی کی علامت ہے۔ جبکہ اللہ تعالےٰ بندوں کی مصلحت سے بخوبی واقف ہے، اور یہ ہوتا ہے کہ بندہ کبھی دنیا کی کسی لذت یا کسی مادی راحت کے حصول کی دعا کرتا ہے، روزی کی فراخی، مال کی افزائش اور بچہ کے حصول کی دعا کرتا ہے، لیکن اللہ کے علم میں ہے کہ اس بندے کی یہی دعائیں اگر بسرعت قبول کرلی جائیں، تو بندہ نہ صرف نقصان اٹھائے گا، بلکہ ہلاک ہوجائے گا، کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو محض اپنی رحمت اور مہربانی کی وجہ سے ایسی انگنت چیزوں سے بچاتا ہے، جن کی اگرچہ وہ تمنا اور خواہش کرتا ہے، مگر اللہ جانتا ہے کہ وہی چیز بندے کو دے دی جائے تو اس کی دین دنیا سب خراب ہوجائے۔

---

[1] ترمذیؒ، بروایت ابوالعباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ (البقرۃ : ۲۱۶)

اور عجب نہیں کہ تم کوئی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو،

بعض اسلاف یہ دعائیں مانگتے تھے،

اللھم اعطیتنی مما احب، فاجعله عونا لی علی ما تحب، اللھم مازویت عنی مما احب فاجعله فراغا لی فیما تحب

اے اللہ! تو نے میری پسندیدہ چیز جو مجھے عنایت فرمائی، اسے اپنی پسندیدہ چیز کے لئے میری معاون فرما، اور میری جس پسندیدہ چیز کو مجھ سے دور رکھا اسے اپنے کسی پسندیدہ عمل کے لئے میری خاطر فراغت کا باعث بنا،

اللہ کو پکارنے اور اس سے دعائیں مانگنے والا کبھی نقصان نہیں اٹھاتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ یا تو اس کی دعائیں قبول کرتا ہے، یا اس کے اجر و ثواب کو ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے، یا اسی کے مطابق کسی آفت یا برائی کو اس سے روک لیتا ہے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ

صحابہ کرام نے عرض کیا، تب ہم خوب خوب دعائیں مانگیں گے،

آپ نے فرمایا، اللہ کا فضل کہیں زیادہ ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان مرد عورت کا یہ فرض ہے کہ ہر حال اور ہر وقت میں بکثرت دعائیں مانگے،

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (الاعراف، ۵۵)

لوگو اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں کیا کرو، بلاشبہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا،

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان، ۷۷)

کہہ دو کہ میرا پروردگار تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا، اگر تم اس کو نہ پکارو!

دعا مومن کا ہتھیار ہے جس سے نہ صرف بلائیں بلکہ قضا و قدر کے نوشتے بھی ٹل جاتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شر سے نجات مل جاتی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صرف دعائیں قسمت کے لکھے کو مٹا سکتی ہیں، محض نیکی سے عمر بڑھتی ہے اور اپنے گناہوں کی بدولت آدمی روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔

صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دے رکھی ہے کہ دعاؤں سے نوشتہ تقدیر تک بدل جاتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کی قسمت میں لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ مفلس رہ کر زندگی گذارے گا، یا اس کے ہاتھوں قتل سرزد ہوگا، یا موٹر کار کا ایکسیڈنٹ، دریا میں ڈوب جانا، یا آگ سے جل مرنا اس کے نصیب میں ہے، یا یہ اور اس جیسے متعدد قصے جو لوگوں کی زبانی ازل سے اس کے تقدیر کے نوشتے میں ثبت ہیں، اس کے ذہن میں گردش کر رہے ہیں، اب یہ شخص اللہ رب العزت کے حضور مسلسل دعائیں کرتا ہے، روتا اور گڑگڑاتا ہے، یہاں تک کہ اللہ اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے، اور اس کے پہلے نوشتہ تقدیر کو مٹا کر اس کے دوسرے نوشتہ قسمت پر مہر ثبت کر دیتا ہے، جو ازل سے اللہ کے علم میں ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا برقرار رکھتا ہے، اب یہ شخص لائق عفو زندگی گذارتا ہے اور بے نیاز اور خوشحال ہو جاتا ہے، اسی لئے دعائے قنوت کا ایک ٹکڑا یہ بھی ہے کہ

اللھم اھدنی فیمن ھدیت و عافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت وقنی واصرف عنی شر ما قضیت ۔!

اے اللہ مجھے ہدایت دے ان کے ساتھ جنہیں تو نے ہدایت فرمائی، اور مجھے بھی معاف فرما ان لوگوں کے ساتھ جنہیں تو نے معاف فرمایا، اور میرا والی بن ان کے ساتھ جن کا تو والی بنا، اور میرے لئے برکت عطا فرما اس کے اندر جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا اور مجھے بچا، اور مجھ سے پھیر دے اس تمام شر کو جس کا تو نے فیصلہ صادر کر دیا ہے۔

اور اگر دعاؤں سے نوشتہ تقدیر میں تبدیلی نہ آتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی دعا مانگتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ امت کو ان گراں مایہ دعاؤں کا کوئی علم ہوتا، اس لئے یہ امر مسلم ہے کہ دعاؤں سے قسمت کے لکھے میں تبدیلی بھی ایک امر الٰہی ہے، اور شریعت سے یہ امر ثابت ہے، اس لئے جو لوگ دعاؤں پر یقین نہیں رکھتے اور عاجز آ کر یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ چیز میری قسمت میں ہوگی، تو مجھے حاصل ہو کر رہے گی خواہ میں دعائیں مانگوں یا نہ مانگوں، ان کا یہ طریقہ ان ملحدین اور بے دین لوگوں کا طریقہ ہے جنھوں نے دعا کی مشروعیت اور اس کے ثواب کی اثر آفرینی کو قسمت کے لکھے پر تکیہ کرتے ہوئے، باطل اور رائیگاں تصور کیا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے جملہ امور کو ان کے اسباب سے مربوط کر رکھا ہے، اور دعاء کو اجابت کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے، اور قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

(البقرة : ۱۸۶)

اور جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان سے کہہ دو کہ) میں قریب ہوں پکارنے والے کی پکار کو میں سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے اس لئے انھیں چاہئے کہ وہ میرے حکم کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ سیدھا راستہ پائیں،

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں سے پناہ مانگی ہے، آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جو نہ ڈرے اور ایسے نفس سے جو آسودہ نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہوتی ہو۔

(حاکم بہ روایت ابن مسعود، حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے، جبکہ عراقی نے اسے ایسا نہیں بتایا ہے)

اس کائنات ارضی میں مومن کی مثال دریا کی گہرائی میں ڈوبتے ہوئے اس شخص کی سی ہے جو اسے میرے رب! اے میرے پروردگار کا اس قدر ورد کرتا ہے کہ نجات وسلامتی کے ساحل پر جا اترتا ہے، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتلاء وآزمائش اندوہ ناک واقعات، خطرات اور کربناک ایسے انسانی زندگی میں ایسے چور دروازوں سے در آتے ہیں، جن کا گمان بھی اسے نہیں ہوتا ہے اور ان المناک واقعات سے نجات کی صرف یہی صورت ہے کہ بندۂ مومن اپنے رب کے ساتھ آہ وزاری کرے، روئے اور گڑگڑائے، کیونکہ اللہ بہترین پناہ دینے والا اور سب سے اچھا آقا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں عفو و درگذر اور صحت وعافیت کی بکثرت دعائیں مانگا کرتے تھے، اور ہر صبح دم آپ فرمایا کرتے تھے

اللھم انی اسالك العفو والعافیة فی دینی ودنیای واھلی وعیالی ومالی، اللھم استر عوراتی وآمن روعاتی، اللھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی، وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بعزتك ان اغتال من تحتی (ابوداؤد)	اے اللہ میں تجھ سے معافی اور سلامتی کا خواہاں ہوں، اپنے دین اور اپنی دنیا، اور اپنے اہل و عیال اور مال میں، اے اللہ میری شرمگاہ کی پردہ پوشی فرما، دہشت کی ساعت میں میری حفاظت فرما، اے اللہ سامنے اور پیٹھ پیچھے سے میری حفاظت فرما، اور میرے دائیں بائیں اور اوپر سے میرا تحفظ فرما، اور اس بات سے میں تیری عزت کی پناہ ڈھونڈتا ہوں کہ نیچے سے مجھ پر حملہ کیا جائے۔

نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے انتقام، عافیت کے ہٹ جانے، ناگہانی بدلہ لینے اور اس کے ہر قسم کے غصہ اور ناراضگی سے بھی ہمیشہ پناہ مانگا کرتے تھے[1] اور جب سجدہ ریز ہوتے تو فرماتے تھے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ	اے اللہ تیری ناراضگی کے مقابلہ میں تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں تیری سزا کے مقابلہ میں تیری عفو و درگذر کی پناہ چاہتا ہوں، اور تجھ سے خود تیری

[1] مسلم، ابوداؤد، ترمذی، بروایت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك

ہی پناہ چاہتا ہوں، میں تیری کماحقہ تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا، تو بعینہ ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

قصہ کوتاہ! یہ حقیقت ہے کہ دعا ایک محفوظ قلعہ اور ہر خیر کی کلید اور کنجی ہے، نیز خود دعائیں مانگنا دنیا کی لذت ہے جس نے اسے چکھا، اس کی لذت سے آشنا ہوا، اور جو محروم رہا، یکسر منحرف ہوگیا جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، اور دعاؤں میں مٹھاس رکھ دی گئی، گویا اس کے لئے خیر و برکت اور رحمت و مغفرت کے تمام دروازے کھول دیئے گئے، چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مجھے دعا کی قبولیت کی قطعی فکر نہیں، بس دعائیں مانگنے کی فکر ہے کیونکہ جب مجھے دعا کرنے کی توفیق مل گئی، تو مجھے کامل یقین ہے کہ میری ان دعاؤں کو قبولیت کی توفیق بھی ضرور حاصل ہے۔

بعض اسلاف یہ کہتے ہیں،

"جب مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت اور ضرورت درپیش ہوتی ہے، تو اس سے مناجات کی لذت کا مجھ پر ایسا دروازہ کھل جاتا ہے اور مجھے دعائیں مانگتے ہوئے اس قدر لذت ملتی ہے کہ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ بعجلت میری دعائیں قبول ہوجائیں"

بالخصوص سجدہ میں کی گئی دعاؤں کے اندر یہ اثر زیادہ ہوتا ہے، اور ان کا بھید ہی کچھ نرالا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب سے انتہائی قریب ترین ہوتا ہے لہٰذا سجدہ میں جاؤ تو خوب دعائیں مانگو! (مسلم بہ روایت ابوہریرہ، البتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاکثروا فیہ من الدعاء کے بجائے ان کی روایت میں ہے، فاکثروا الدعاء ۔ یعنی خوب دعائیں مانگو) (یعنی سجدہ کا کوئی ذکر نہیں ہے)

اور فرمایا کہ

رہا رکوع تو اس کے اندر اپنے رب کی تعظیم کرو، اور رہا سجدہ تو اس میں بکثرت دعائیں مانگو، کیا عجب ہے کہ تمہاری یہ دعائیں قبول ہوجائیں ، (مسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

غرض دعا کی تاثیر اور اس کی فضیلت کے جملہ اسباب کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہیں، البتہ دعا کا ایک مخصوص دروازہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے، اور اس کے کچھ ایسے آداب ہیں، جن سے داعی کا آراستہ اور واقف ہونا ضروری ہے، کیونکہ ان آداب سے محروم ہونے والا قبولیت اور اجابت کی دولت سے بھی محروم ہوسکتا ہے ،

دعا کے منجملہ آداب میں سے ایک یہ ہے کہ دعا کرنے والے کی طعام گاہ حرام کھانے سے پاک ہو کیونکہ خیر کی راہ میں مخل ہونے والی چیزیں بھی سدراہ ہوتی ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ،

" سعد ! اپنی طعام گاہ کو ٹھیک رکھو مستجاب الدعوات بنوگے ،

پھر مسائل سے پیشتر وسائل کا مقدم کرنا ضروری ہے، کیونکہ نیک وسائل ان صالح اعمال سے ہیں جو دعاؤں کو بارگاہ خداوندی تک اٹھائے ہوتے ہیں، اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دعائیں مانگ رہا ہے، مگر اللہ کی حمد و ثنا نہیں کی، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا تو آپ نے فرمایا ،

اے نماز پڑھنے والے تو نے جلدی کی، پھر آپ نے اسے بلایا اور فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعائیں مانگے تو پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھے، پھر دعا کرتے ہوئے جو چاہے اللہ سے مانگے۔

(احمد، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، نیز انھوں نے اس کو صحیح بتایا ہے، اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو نقل کیا)

دعا کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ دعا کے دوران اپنے دونوں ہاتھوں کو اللہ کے سامنے پھیلائے کیونکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تمہارا رب بڑا باحیا اور پردہ پوشی کرنے والا ہے، جب اس کا کوئی بندہ اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتا ہے تو خالی ہاتھ انھیں لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔

(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم آخر الذکر نے اس کو صحیح کہا ہے)

نیز جب دعا کرے تو حضور قلب سے دعائیں مانگے، اور قبولیت کی امید رکھے، کیونکہ سہو و نسیان اور لہو و لعب میں مصروف دل کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ہے۔

" اور جب بھی مانگو اللہ سے مانگو " غیر سے مت مانگو، ہاں کوئی بہت ہی ضروری چیز ہو جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں، پھر مخلوق سے سوال کرنا حرام ہے، مجبوری کی صورت علیحدہ ہے، اور بعض اسلاف یوں دعائیں مانگا کرتے تھے۔

اللھم کما صنت وجھی عن السجود لغیرك فصن لسانی عن السوال لغیرك	اے اللہ جس طرح تو نے میری پیشانی کو غیر کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بچایا، ایسے ہی میری زبان کو غیر سے سوال کرنے سے بھی محفوظ رکھ۔

کسی مخلوق کا اپنے ہی جیسی مخلوق سے سوال کرنا ذلت اور رسوائی کا باعث ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (الشمس: ۹) یقیناً وہ کامیاب رہا جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا،

یعنی فضیلت و بزرگی کے ذریعہ اپنے نفس کو بچائے رکھا،

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس: ۱۰) اور وہ شخص ناکام رہا جس نے اس کو گناہوں میں دبا دیا،

یعنی رذائل اور آلودگی میں اس کو ملوث کیا، اور ظاہر ہے کہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بدتر کوئی ذلت اور رسوائی نہیں، کیونکہ ہاتھ پھیلانے سے چہرے کی آب اور رونق چلی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے رکھی ہے کہ

"بھیک مانگنا اپنے چہرے پر خراش لگانا ہے، سوائے اس کے کہ سلطان وقت سے مانگے، یا کسی ناگزیر چیز کو طلب کرے، اور آپ نے یہ بھی بتایا کہ جو کوئی کثرت سوال کرتا ہے، قیامت کے دن اس کی پیشی اس طرح ہوگی کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا"

آپ نے فرمایا:

"اگر تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر جائے، اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لائے، اور اسے فروخت کرے، تاکہ اس طرح اپنے چہرے کو بچالے تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے، اور لوگ بھی اسے دیں یا نہ دیں"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتوں پر قسم کھاتے ہوئے فرمایا،

صدقہ خیرات کرنے سے کبھی کوئی مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے اور جو بندہ لوگوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔"

یہ حقیقت ہو کر رہے گی، اور کوئی اس کو دفع نہیں کر سکتا، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آخری کمائی بھیک ہے، لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ در در بھیک مانگنے سے اپنی عزت اور آبرو کو بچائے رکھے، اور جو بے نیازی برتتا ہے، اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، اور جو معافی چاہتا ہے اللہ اسے معاف کر دیتا ہے، اور جو کوئی بہ تکلف صبر کرتا ہے، اللہ اسے صبر و شکیب دیدیتا ہے، اور جو مال تمہیں کسی اشراف نفس یا سوال کے بغیر حاصل ہو اسے لے لو، اور جو نہ ملے اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت لگاؤ، کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں، اور در بدر بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے ہیں، حالانکہ دکانداروں تاجروں یا پھر بینکوں میں ان کا وافر سرمایہ جمع ہوتا ہے، ایسے لوگ خطاکار اور گمراہ ہوتے ہیں، کیونکہ مجبوری کے علاوہ لوگوں سے سوال کرنا حرام ہے، اور جو کوئی اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتا ہو، گویا وہ اپنے انگارے جمع کرتا ہے، اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ تھوڑے انگارے جمع کرے یا زیادہ جمع کرے اور اگر یہ شخص اضطراری حالت میں ہو اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تو اب سوال کرنے میں حرج نہیں ہے کیونکہ کوئی حقیقی سائل خواہ گھوڑے پر بیٹھ کر آئے، اس کا بہر حال حق ہے، اور اگر سائل سچ کہے تو اسے در سے لوٹانے والا کامیاب نہیں ہوگا، اور اللہ نے اپنی کتاب مبین میں سائل کے لئے حق مقرر کر رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

www.KitaboSunnat.com

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي	اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں اور
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ	یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں،
وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ	اور مانگنے والوں پر خرچ کرے۔

(البقرۃ: ۱۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مسکین وہ نہیں جسے لقمہ دو لقمہ پلٹا دے، یا کھجور یا دو کھجور اسے لوٹا دے، بلکہ مسکین وہ ہے جو اس قدر بے نیازی نہ پائے جو اسے بے نیاز کر دے، اور لوگوں کو اس کی حالت بھی معلوم نہ ہو کہ کوئی اس کو کچھ دیدے، ..... الخ (اور نہ وہ خود کھڑا ہو کر کسی سے سوال کرتا ہے) (متفق علیہ، نیز امام مالک و امام احمد رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں اور امام ابو داؤد اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا۔)

لہٰذا خواب غفلت سے بیدار ہو جانا چاہئے، اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہئے، اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیۃ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا

میں مذکور دس حقوق کا بیان

تمام تعریفیں اللہ کے لئے مخصوص ہیں جس کے فضل و انعام سے نیک چیزوں کی تکمیل ہوتی ہے اور اس کی اطاعت اور تابعداری سے زندگی نیک خیرات میں افزائش اور برکات کا نزول ہوتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسی گواہی ہے جس سے ہم درجات کے بلندی کی امید کرتے ہیں، اور جنت کی آرزوؤں میں کامیابی کے طالب ہیں،

میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم محکم آیات و معجزات کے مالک تھے، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے بلند ہمت اور صالح اعمال والے اصحاب و خاندان پر رحمت و برکت نازل فرما، اور ان پر بہت بہت سلام ہو۔!

حمد و صلوٰۃ کے بعد: اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے،

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا	اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى	کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ	اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں
ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ	اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والے دوستوں
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ	اور مسافروں اور جو (باندی غلام) تمہارے قبضہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

(النساء : ۳۶، ۳۷)

میں ہوں، سب کے ساتھ احسان کرو، اللہ تکبر کرنے والے، شیخی کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا، جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنا سکھاتے ہیں، اور جو مال اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے، اسے چھپا کر رکھتے ہیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور اس آیت میں مذکور حقوق "دس حقوق" کے نام سے موسوم ہیں،

اس میں شک نہیں کہ قرآن پاک اللہ رب العالمین کا اپنے مومن بندوں کے نام ایک کھلا ہوا پیغام ہے جو انھیں اپنے صادق اور امین پیغمبر کے توسط سے صاف اور کھلی ہوئی عربی زبان میں موصول ہوا ہے، قرآن کریم صدیوں کا معجزہ، زمانے کی نشانی، سعادت کا دفتر، عدالت کا دستور، فضیلت کا داعی اور رذائل سے روکنے والا ہے، اللہ کا یہ فرمان ہے کہ وہ اس کی پرستش کریں، اسے ایک سمجھیں اور اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کریں،

عبادت ان تمام چیزوں، باتوں اور کاموں کو محیط ہے، جو اللہ کو پسندیدہ ہے، نماز خواہ فرض ہو یا نفل عبادت ہی نہیں، بلکہ عبادت کی جڑ بنیاد ہے، اسی طرح روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، ماں باپ کے ساتھ نیکی، صلۂ رحمی، مسکینوں، یتیموں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، ذکر تسبیح، اللہ کی حمد و ثنا غور و فکر کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت، دعاء و استغفار یہ سب عبادت ہیں، اور آخر الذکر یعنی دعا عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز ہے، اور اللہ نے بندوں کی تخلیق محض عبادت کے لئے کی ہے، چنانچہ اس کا ارشاد ہے،

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(الذاریات : ۵۶)

میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اسلئے پیدا کیا تاکہ وہ (میری) عبادت کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت وہ عظیم ترین عمل ہے، جس کے ذریعہ بندہ دنیاوی امور، اور یہاں کی سعادت ۔ اور آخرت کے ثواب کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرسکتا ہے ،

ہماری یہ دنیا کٹھنائیوں ، پریشانیوں ، شر و فساد اور اذیتوں سے پٹی پڑی ہے ۔

اس بگڑی ہوئی دنیا کو آراستہ اور صاف ستھرا بس دین داری اور پروردگار عالم کی بندگی ، ہی کرسکتی ہے ، یہی وہ جوہر گرانمایہ ہے جو کسی صاحب ایمان مسلمان کو ہر رنج و کرب سے دور کشادگی میں پہونچا سکتا ہے ، تنگی سے فراخی اور مشکلات سے نکال کر آسائش و آرام سے ہمکنار کرسکتا ہے ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ! ابن آدم میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا ،
میں تیرے دل کو بے نیازی سے بدل کر تیری مفلسی کا سد باب کردوں
گا ، اور اگر تونے ایسا نہیں کیا تو میں تیرے دلوں کو الجھنوں سے بھر دونگا
اور پھر کبھی تیرے افلاس کا سد باب نہیں کروں گا ،

(حاکم ، نیز انھوں نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے)

عبادت کے لئے فارغ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جن عبادتوں کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے ان کی ادائیگی اس قدر کھلے دل سے کی جائے کہ اس دوران اہل و عیال اور مال و دولت کی طرف کسی قسم کا رجحان نہ ہو ، نہ یہ چیزیں عبادت سے اسے برگشتہ کریں ، کیونکہ زندگی کے پیچیدہ اوقات جو بندے پر گذرتے ہیں ، ان کے مقابلہ میں یہی عبادت اس کا بہترین سہارا ہے ، یوں ہی بندے کو خدا تک پہونچانے کا سب سے بڑا اور بہتر ذریعہ عبادت ہے جو اسے کامیاب و کامراں قرار دیتی ہے ، اور اولیاء اللہ میں اس کا شمار کراتی ہے ، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ

بندہ لگاتار نوافل پڑھ کر اس طرح میرا تقرب حاصل کرتا ہے کہ میں
اس سے محبت کرنے لگتا ہوں .....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..... یہاں تک کہ فرمایا ... اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے
تو میں اسے ضرور عطا کر دوں، اور اگر میری پناہ چاہے تو اسے پناہ دیدوں'
(بخاریؒ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

پھر فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا (النساء: ۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ،

جہاں عبادت کا حکم صادر فرمایا، وہیں عبادت کو اکارت کرنے والی چیزوں سے سختی سے روک دیا، چنانچہ حکم ہوا "ولا تشرکوا بہ شیئا"، اور شرک سے ممانعت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ اعمال کو تباہ و برباد کرتا ہے، چنانچہ جو کوئی شرک کرے گا اس کا عمل رائیگاں جائے گا، اور جو شرک کرے گا، اللہ اس پر جنت کو حرام قرار دے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا، اللہ رب العزت نے یہ خبر بھی دے رکھی ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں جو کسی زندہ یا مردہ مخلوق کو پکارے یا اس تک وسیلہ ڈھونڈے تاکہ حاجت کی تکمیل اور مصیبت کے دفعیہ کے لئے اس کی سفارش اسے حاصل ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ أَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (الاحقاف: ۵، ۶)

اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے، اور ان کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو، اور جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور وہ ان کی عبادت ہی سے انکار کر بیٹھیں گے،

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا

اور اللہ کے سوا جن (معبودوں) کو تم پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ

(فاطر : ۱۳، ۱۴)

نہیں، اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات نہ مانیں اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور (اے مخاطب) تجھ کو (خدا نے) باخبر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔

❖

اور وہ صرف باری تعالےٰ کی ذات ہے۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (یونس : ۱۰۶)

اور اللہ کے سوا کسی ایسے کو مت پکارو جو تمہیں نہ نفع پہونچائے اور نہ نقصان پہونچائے، پس اگر تم نے (ایسا) کیا تو یقیناً تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو۔

❖

شرک سے تنبیہ جس قدر بلیغ انداز سے قرآن پاک نے کی ہے کہیں اور اس قدر ڈانٹ پھٹکار نہیں پائی جا سکتی،

لیکن عجیب بات ہے کہ عصر حاضر کے بت پرست اور مزار پرست ان آیات کو اپنے مشرکانہ کردار پر چسپاں نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ آیات اولین مشرکین کی بابت نازل ہوئی، ان کے بارے میں نہیں، گویا پہلے زمانے میں شرک اور مشرکوں کا وجود تھا، پھر وہ معدوم ہوئے، اور رہے یہ مشرک تو ان کی دانست میں ان کے سات خون معاف ہیں، اور ان پر کبھی کوئی آنچ نہیں آئے گی،

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

(یونس : ۱۸)

اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسے کی پوجا کرتے ہیں جو نہ انھیں نفع پہنچاتے ہیں اور نہ نقصان پہونچاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک یہ ہمارے سفارشی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلوں کی طرح پچھلوں کا شرک بھی ان سے زیادہ بدترین اور عظیم گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بعثت کل روئے زمین کے انسانوں کی طرف اس حال میں ہوئی کہ لوگ ہر قسم کی پرستش کرتے تھے، کوئی اولیاء اور صالحین کو پوجتا تھا اور کوئی درختوں اور پتھروں کی پرستش کرتا تھا، آپ نے کسی تفریق یا امتیاز کے بغیر سب کے خلاف علم جہاد بلند کیا، اور ان سے نبرد آزما ہوئے۔ اس لئے آج جو لوگ قبر اطہر کے اردگرد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں، یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مزاروں پر پکارتے ہیں، یہ سب مشرک تصور ہوں گے۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن: ۱۸) اور یہ کہ مسجدیں تو اللہ ہی کے لئے ہیں، تو تم اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

پھر فرمایا:۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل: ۲۳) اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو،

اللہ رب العزت نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کا حکم اپنی اعلیٰ وارفع ذات کی بندگی کے ساتھ مربوط کیا، اور انسان کے جذبۂ ترحم کے ساتھ اس کو وابستہ نہیں کیا، جو انسان کے دل میں موجزن ہوتا ہے اور حدیث میں ہے۔

"رب کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں اور اس کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں مضمر ہے"

اس لئے حضرت انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نرمی، نکوکاری اور پیار و محبت کا برتاؤ کرے۔

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (الاسراء: ۲۳، ۲۴)

اور ان سے ادب سے بات کرو، اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہو، اور ان کے حق میں یہ دعا کرتے ہو کہ اے پروردگار جس طرح انھوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ماں باپ کا حسن سلوک فراموش کر دیتے ہیں، خصوصاً ماں کی ممتا کو بھلا دیتے ہیں۔ جس نے مشقت سہہ کر اس کا بوجھ اٹھایا، پھر تکلیفیں اٹھا کر اسے جنا، پھر اس کی پرورش اور پرداخت کے ہر موڑ پر جیسے دودھ پلانے، تیمارداری کرنے، صاف ستھرا رکھنے، اسے زندہ اور صحت مند رکھنے کے لئے کچھ راتیں یا ساری رات جاگتے رہنے میں گذارا اور سن شعور تک اس کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ رکھا، یہاں تک کہ لوگوں نے کہنا شروع کیا، عمر کی ساخت پرداخت اور پرورش اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک کہ اس نے کئی عمروں کو نگل نہیں لیا،

غرض جو لوگ یہ سب فراموش نہیں کرتے، لیکن اس کے باوجود اپنے ماں باپ کے ساتھ سختی اور درشتی کا برتاؤ روا رکھتے ہیں، ان سے بدتر کون لوگ ہوں گے، جو اپنے ماں باپ کی پرورش کا احسان نہیں مانتے اور ان کا شکر ادا کرنے کے بجائے ناشکری کے عظیم گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ " والدین کی نافرمانی بھی اتنی ہی سوگوار ہے جتنی کسی بچہ کی گمشدگی اور بسا اوقات عورت کا بانجھ پن اس کے لئے کہیں زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔" اس لئے اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی، اور عفو و درگذر کا برتاؤ کرو، تمہاری عورتیں بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کریں گی: [1]

پھر فرمایا:

وَذِی الْقُرْبٰی: اور قرابت والوں (کے ساتھ حسن سلوک کرو)

یعنی اپنے خویش و اقارب، ماں جائی رشتہ دار، بھائی بند، بہنیں، ماموں، خالائیں، چچا پھوپھی، اور خالو چچا اور پھوپھی کی اولاد، اور ایسے تمام رشتہ دار جو تم سے نسبت کا تعلق رکھتے ہوں

---

[1] مسند احمد، ترمذی، حاکم، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح بتایا، اور دوسروں نے اس کا اقرار کیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث میں ہے

" نسب کو اتنا ضرور سیکھو کہ اس کے ذریعہ اپنے خاندانی رشتہ داروں سے مل سکو اور ان کے ساتھ (حسب مراتب) سلوک کر سکو، کیونکہ قرابت داروں کے ساتھ ملنے جلنے اور سلوک کرنے سے اپنے لوگوں میں محبت زیادہ ہوتی ہے، دولت بڑھتی ہے، اور عمر بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(مسند احمد، ترمذی، حاکم، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

یہ بھی منجملہ ان مبارک کاموں سے ہے جس سے ان کے انجام دینے والوں پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے، روزی میں افزائش اور عمر میں درازی حاصل ہوتی ہے، اور صحیحین میں ہے کہ

"جو اپنی روزی میں افزائش اور عمر میں درازی کا خواہاں ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے"

اللہ نے اپنی مکمل کتاب میں ان کے حقوق کو درج فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے،

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (الاسراء: ۲۶)

اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو، اور مسکین کو اور مسافر کو، اور فضول خرچی مت کرو۔

نیز اللہ کا یہ ارشاد بھی ہمارے لئے کافی ہے کہ

" میں خدائے رحمان ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا، اور اپنے نام سے اس کا نام منتخب کیا، اب جس نے اس کو جوڑا میں اس کو جوڑوں گا، اور جس نے اس کو توڑا میں بھی اسے توڑ دوں گا،

(اس روایت کو طبرانی نے جریر سے نقل کیا، لیکن ابومطیع کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس روایت کو بھی ضعیف قرار دیا گیا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑنے کا مفہوم یہ ہے کہ میں خیر اور بھلائی کو اس کی جان، مال اور اولاد میں زیادہ کروں گا اور توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ خیر و برکت اور بھلائی کے روابط کو اس سے منقطع کر دوں گا، لہٰذا جوڑنے والا جوڑا ہوا، اور توڑنے والا توڑا ہوا ہوگا۔

ومطعم الغنم یوم الغنم مطعمه انی توجه والمحروم محروم

کمائی کے دن جو شخص اپنی کمائی سے دوسروں کو کھلائے گا، وہ جہاں کہیں جائے گا، اسے بھی کھلایا جائیگا اور جو نہیں کھلائے گا محروم رہے گا۔

صلہ رحمی کی حقیقی صورت یہ ہے کہ باہم سلام کو عام کیا جائے، تحفہ تحائف کا تبادلہ اور ایک دوسرے کا اکرام کیا جائے، پیدل چل کر قرابت داروں کی زیارت کی جائے، ہدیہ لیا جائے اور دیا جائے، اور اکرام واحترام کی ہر ممکن صورت پر عمل کیا جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔

"ھدیہ کا آپس میں لین دین کرو، ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی، کیونکہ ہدیہ چھپے ہوئے کینہ کو نکال باہر کرتا ہے، اور سینہ کی جلن کو دور کر دیتا ہے،

(اس روایت کو ابویعلیٰ نے جید سند کے ساتھ نقل کیا، اور یہ ایسی چند روایتوں میں سے ایک ہے جن کے بعض راویوں میں ضعف ہے، اور بعض راوی جید ہیں، ملاحظہ ہو شرح جامع صغیر ج ۱ ص ۴۸۲ الیقا ص ۴۸۲)

پھر برابری کرنا، صلہ رحمی کی تعریف میں نہیں آتا، بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب کوئی رحم کے رشتہ کو توڑ دے تو یہ اس کو جوڑنے کی کوشش کرے،

اور یہ صلہ رحمی کرنے والا اپنے اس عمل سے اللہ کے ساتھ صلہ کا معاملہ کرتا ہے، اور اللہ اور بندوں کے درمیان بھلائی اور بخشش رائیگاں نہیں جاتی،

پھر فرمایا:

والیتامیٰ اور یتیموں (کے ساتھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یتیموں کے ساتھ اچھا برتاو کرو ۔ یتیم وہ بچے ہیں جن کے باپ سن رشد کو پہونچنے سے پہلے فوت ہوجائیں، اور جب بچہ بالغ ہوجائے تو اب باپ کے مرنے پر وہ یتیم نہیں کہلائے گا. اس لئے اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک پر بندوں کو ابھارا کیونکہ ان کے باپ اور سرپرست کے مرنے کے بعد انھیں حاجت اور ضرورت گھیرے ہوئے ہے ، اور مسلمانوں کا بہترین گھرانا وہ ہے جہاں کوئی یتیم پل رہا ہو اور اس کے ساتھ بہتر سلوک کیا جاتا ہو ، جبکہ بدترین گھر مسلمانوں کا وہ ہے جہاں کسی یتیم کے ساتھ بدتر سلوک کیا جاتا ہو ، اور جس نے اللہ کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا ، اس کے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر بال کے عوض اسے ایک نیکی ملے گی ،

پھر فرمایا :-

والمساکین ، اور مسکینوں (کے ساتھ)

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں غربت مسکین بنا ڈالے ، اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

مسکین وہ نہیں جسے لقمہ دو لقمہ پلٹا دے ، یا کھجور دو کھجور اسے لوٹا دے
بلکہ مسکین وہ ہے جو اس قدر بے نیازی نہ پائے جو اسے بے نیاز کر دے
اور لوگوں کو اس کی حالت بھی معلوم نہ ہو کہ کوئی اس کو کچھ دے دے ۔ (بخاری ومسلم)

اور سائل اگر چہ سوار ہو کر آئے ، تب بھی وہ مستحق ہے ، اور اگر وہ سچ کہے تو اسے لوٹانے والا ہرگز کامیاب نہیں ہوگا ،

پھر فرمایا :

والجار ذی القربیٰ اور رشتہ ناطے کے پڑوسیوں کے ساتھ

یعنی رشتہ دار پڑوسی ۔ اسے تین حقوق حاصل ہیں ، ایک پڑوس کا ، ایک اسلام کا اور ایک رشتہ ناطے کا ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا،

والجار الجنب اور دور کے پڑوسیوں کے ساتھ۔

یعنی دور کا پڑوسی، اگر وہ مسلمان ہے تو اسے دو حق حاصل ہیں، ایک پڑوس کا حق، دوسرے اسلام کا، اور اگر وہ کافر ہے تو اسے صرف ایک حق حاصل ہے۔ یعنی پڑوس کا حق، اور اس لحاظ سے بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کی بابت متواتر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث بھی ٹھہرائیں گے۔

(بیہقی در سنن کبریٰ بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا، اس کی اسناد صحیح ہے اور اس میں کچھ اضافہ ہے)

اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اسے اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے

(امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اسی متن کے ساتھ اس کو نقل کیا، نیز امام بخاری و مسلم نے سنن میں اس کو نقل کیا ہے)

اور مقولہ ہے کہ اللہ کے نزدیک بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر ہو، اور اللہ کے نزدیک اچھا دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے ساتھ بہتر ہو، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اے اللہ! جائے اقامت کے برے پڑوسی سے میں تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں، رہا خانہ بدوش پڑوسی تو وہ جگہ بدلتا رہتا ہے۔

(بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ)

اور یہ صحیح ہے کہ بعض قوموں نے اپنی گراں قدر قیمتی جائدادیں محض اس لئے اونے پونے فروخت کر ڈالیں کہ انھیں اپنے پڑوسیوں سے خطرہ اور مضرت لاحق تھی، ایسے ہی کسی دل جلے نے کہا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یلومونني اذ بعت بالرخص منزلی ۔۔۔ وما علموا جارا ھناك ینغض

میں نے سستے داموں اپنے گھر کو بیچ دیا، اس لئے وہ مجھے ملامت کرتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ یہاں ایک ایسا پڑوسی بھی ہے جس سے زندگی رحیران ہے،

فقلت لھم کفوا الملامة انھا ۔۔۔ بجیرانھا تغلو الدیار وترخص

میں نے ان سے کہا ملامت سے باز آجاؤ کیونکہ پڑوسیوں کی وجہ سے گھروں کی قیمت گراں یا ارزاں ہوتی ہے

پھر فرمایا،

والصاحب بالجنب ۔۔۔ اور پاس بیٹھنے والوں (کے ساتھ)

اس سے مراد اہلیہ ہے، آیت میں بیوی کے ساتھ نکوکاری اور نرمی و مہربانی کا حکم صادر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے حق میں بہتر ثابت ہو اور میں اپنی اہلیہ کے حق میں بہتر اور خوب تر ہوں"

اور مقولہ ہے کہ عورتیں اشراف پر چھا جاتی ہیں، اور کمینوں سے مغلوب ہو جاتی ہیں ایک عوامی کہاوت یہ بھی ہے کہ عورتیں، دلیروں کی امانت ہیں، لیکن نکمی خصلت والوں کی شکار ہو جاتی ہیں۔ اور عرفہ کے دن خطاب کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا،

"عورتوں سے متعلق اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انھیں اللہ سے امانت کے طور پر لیا ہے، اور اللہ کے کلمہ کے ذریعہ ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے، لہٰذا تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ایسوں کو نہ آنے دیں، جنھیں تم ناگوار سمجھو، اور جن سے تمہیں نفرت ہے انھیں تمہارے گھروں میں نہ گھسنے دیں، اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انھیں برابر خرچ دو، اور دستور کے مطابق انھیں پوشاک مہیا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ہم میں سے کسی کی اہلیہ کا اس پر کیا حق ہے۔؟ آپ نے فرمایا:

جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اسے منہ پر مت مارو، یہ مت کہو کہ اللہ تمہارا برا کرے، اور گھر کے علاوہ انھیں کہیں تنہا مت چھوڑو، (حاکم بروایت ابو ہریرہ، انھوں نے اس کو صحیح کہا، اور دیگر محدثین نے ان کے اس قول کو برقرار رکھا ہے۔)

اس لئے یہ حرام ہے کہ بیوی یا اس کے ماں باپ پر لعن طعن کیا جائے، اور کسی معقول وجہ کے بغیر اس کے واجبی حقوق یا اخراجات کو منقطع کر دیا جائے۔

پھر فرمایا:۔

وابن السبیل — اور مسافروں کے ساتھ

اس سے وہ مسافر مراد ہے جس کے اخراجات ختم ہو جائیں، اور وہ اس قدر صدقہ اور خیرات کا مستحق ہو جائے گا، جس کے ذریعہ اپنے وطن مراجعت کر سکے، ایسے شخص کو واجب شدہ زکوٰۃ اور نفلی خیرات دی جائے گی۔

پھر فرمایا:

وما ملکت ایمانکم — اور جو تمہارے قبضہ میں ہوں (ان کے ساتھ)

یعنی اپنے زر خرید غلاموں کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔

ان اللہ یحب المحسنین — بیشک اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔

اوپر مذکور جملہ دس حقوق ہیں اور کسی شک کے بغیر ان اعلیٰ صفات سے متصف ہونا مکارم اخلاق سے آراستہ ہونے کے مترادف ہے اور جسے اللہ ان کاموں کی توفیق بخشے، اسے جاننا چاہئے کہ یہ اللہ کی ہونی ہدایت اور تائید ہے، جو بارگاہ ایزدی سے اسے عطا ہوئی، لہٰذا اس کا فرض ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جو کچھ نیکو کاری کرے، اسے مخفی رکھے، اور احسان جتلا کر اپنے عمل کو برباد نہ کرے، کیونکہ احسان جتلانے سے ثواب باطل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک اتنا کہہ دینے سے بھی کئے دھرے پر پانی پھر جاتا ہے کہ میں نے ایسا کیا، میں نے ویسا کیا، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ (البقرۃ، ۲۶۴) اے ایمان والو! اپنے صدقہ اور خیرات کو احسان جتلا کر یا ستا کر برباد مت کرو،

"من" سے مراد احسان جتلانا ہے، جبکہ "اذی" یہ ہے کہ اس داد و دہش کا اپنی مجلس میں بار بار تذکرہ کرے، حالانکہ اس قسم کے تذکرے سے اس کے بخل پن اور بخل و امساک کا پتہ چلتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ احسان کر کے اس کو جتلانا ایسا ہے جیسے گھر بنا کر اسے منہدم کر دیا جائے، کسی شاعر نے یہ بھی کہا ہے،

يرب الذى يأتى من الخير انه اذا فعل المعروف زاد وتمما

بسا اوقات کچھ نیکی کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب بھی کوئی احسان کرتے ہیں تو اس میں مزید اضافہ کرتے ہیں اور اسے پورا کرتے ہیں۔

وليس كبان حين تم بناءه تتبعه بالنقض حتى تهدما

وہ ایسے نہیں ہوتے جیسے کوئی عمارت تعمیر کرے اور جب وہ پایۂ تکمیل کو پہونچے تو فوراً اسے منہدم کر دینے کے درپے ہو،

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ احسان کرنے میں تین باتوں کی فوری ضرورت ہوتی ہے: عجلت کی جائے خیرات کو چھوٹے سی چھوٹی شکل میں دکھایا جائے، اور اس کو مخفی رکھا جائے، یعنی اس کا چرچا نہ کرے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے،

اذا الجود لم يرزق خلاصا من الاذى فلا الحمد مكسوبا ولا المال باقيا

داد و دہش کے بعد اگر ایذا رسانی سے بچاؤ نہیں کیا گیا تو نہ ہی تعریف اکٹھا کی جا سکے گی اور نہ دولت باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گی ،

آیت کو ان الفاظ پر ختم فرمایا :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا	بیشک اللہ تکبر کرنے والے اور شیخی کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا ،

یعنی جو اپنی چال میں اترائے ، کسی پر مہربانی کرے تو فخر بھی کرے ، لوگوں کو خیرات دے تو احسان جتلائے ، اور خاص طور پر یتیموں ، پڑوسیوں اور مسکینوں کے سامنے تکبر کرے ، اور اہل وعیال اور بیوی پر بے جا دھونس جمائے ،

بنا بریں برادران اسلام سے التماس ہے کہ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہوں ، لغزش سے توبہ کریں ، آخرت کے لئے دنیا سے توشہ جمع کریں ، اور اگر ادنیٰ درجہ کا بھی ایمان ہو تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں ــــ !

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات طیبہ کا حصول
اعمال صالحہ کے بغیر ناممکن !

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں جو معاف کرنے اور بخشش دینے والا ہے، بڑی نرمی کرنے اور قدر کرنے والا ہے، جو ہدایت طلب کرنے والے کو بہتر سے بہتر امور کی توفیق دیتا اور اجر و ثواب کے کاموں کی طرف مائل کرتا ہے، جس کی بنا پر وہ تا زیست نیک کام کرتے ہیں، اور ایسی تجارت کی امید کرتے ہیں، جس میں کبھی خسارہ نہ ہوگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں، اے اللہ اپنے پیغمبر اور نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرما، اور آپ کی جملہ آل و اصحاب پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے،

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(النحل : ۹۷)

جو شخص نیک عمل کرے، خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو، تو ہم اس کو ایک اچھی زندگی بسر کرائیں گے، اور ان کو (قیامت کے دن بھی) ان کے اچھے اعمال کا صلہ ضرور دیں گے۔

اللہ کا یہ وعدہ ہے — اور اس کا وعدہ حق اور سچ ہے کہ — جس نے مرد یا عورت ہو کر کوئی سا نیک عمل کیا، مثلاً دنیا میں باسعادت اور عمدہ زندگی گذاری، اور اس کی لذت کو اپنے اندر پایا، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت و عافیت اور خوشی اور مسرت کو اپنے جسم میں سرایت کرتے ہوئے محسوس کیا، تو ایسا شخص زندگی میں بھی باسعادت اور نیک بخت ہوگا، اور مرنے کے بعد بھی خوش نصیب اور قسمت والا ہوگا، گویا اسے دو گونہ نیکی حاصل ہوگی، اور دو سعادتوں سے شاد کام ہوگا ایک دنیا کی سعادت اور دوسری آخرت کی سعادت، پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس قسم کی باسعادت زندگی نیک اعمال کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی، اور امن و سکون کا یہ وہ جزیرہ ہے، جس تک رسائی دین پر ثابت قدمی اور استقامت کے بغیر ممکن نہیں،

حیات طیبہ، دنیا کی وہ زندگی ہے، جس کی ہر ساعت میں سکون اور چین جھلکتا ہو، اور ایسی ہی زندگی آخرت کی سعادت کا باعث ہوتی ہے، اور ان لوگوں کا شمار ان میں ہوتا ہے، جنھوں نے دنیا میں بھی نیکی اور سعادت پائی اور آخرت بھی ان کی کامیاب اور بامراد ہوئی، بعض کوتاہ اندیش یہ سمجھتے ہیں کہ اچھی زندگی سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو دنیا میں رنگ برنگ کے عمدہ کھانے نصیب ہوں، پہننے کے لئے عمدہ کپڑے مہیا ہوں، آرام دہ اور سجی سجائی سواری پیش خدمت ہو، رہنے کے لئے آراستہ پیراستہ محل ہو، بینک بیلنس اور وافر دولت ہر وقت موجود رہے، غرض چین اور آرام کے جملہ اسباب کی اس کے گرد فراوانی ہو، یہ نادان بس اسی کو حیات طیبہ اور اچھی زندگی کی معراج سمجھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہی سب کچھ ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ فاسد خیال اور کوتاہ اندیشی محض قرآن کریم سے لاعلمی اور ناواقفیت کا کھلا ہوا نتیجہ ہے، اور اس حقیقت سے پوری طرح اغماض برتنے کا شاخسانہ ہے، جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان کی حقیقی سعادت اور حیات طیبہ کا اصل سرچشمہ کیا ہے، حالانکہ زندگی کی شاہراہ پر قسم قسم کی لذت سے شاد کام ہونا مسلم اور غیر مسلم سبھوں کے لئے عام ہے، پھر دنیا قدرت کا ایک وسیع و عریض دسترخوان ہے، جہاں نکوکار اور بدکار اور مطیع اور فرمانبردار سبھوں کو کھانے اور زندہ رہنے کی اجازت حاصل ہے اور اللہ کی قدیم سنت مستمرہ ہے کہ وہ دنیا اپنے چہیتوں کو بھی بخشتا ہے اور ان کو بھی جنھیں وہ ذرا بھی محبوب نہیں رکھتا، لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین سے صرف ان کو نوازتا ہے، جن سے اسے بڑی محبت ہوتی ہے، یہی نہیں بلکہ دنیا کی لذتوں سے سے استفادہ نیک وبد ہی نہیں، انسانوں اور جانوروں کے درمیان بھی مشترک ہے، چنانچہ جو چاہے دیکھ سکتا ہے کہ آج اونچی سوسائٹی اور بڑے سماج میں کتوں کو وہ سب کچھ نصیب ہوتا ہے جو افسوس کہ انسانوں کو بھی نہیں ملتا، لہٰذا جن لوگوں کی نگاہیں ان حقائق پر ہیں، اور جنھیں اب شک وشبہ نہیں رہ گیا ہے اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ قابل رشک زندگی کا حصول صرف اور صرف نیک اعمال پر منحصر ہے، اور ثابت قدمی اور دین پر استقامت ہی وہ پل ہے جس کے ذریعہ اس تک رسائی ممکن ہے، اور نیک اعمال یہ ہیں کہ بندہ پنجگانہ فرض نمازوں کی پابندی کرے فریضہ زکوٰۃ کو ادا کرے، صدقہ اور خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے، قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے، مسکینوں کے ساتھ نیکوکاری کرے، یتیموں، ضرورت مندوں کے ساتھ بھلائی کرے، مصیبت زدہ انسانوں اور فاقہ مستوں کے دکھ درد کا مداوا کرے، خواہ ان کا تعلق کسی قوم سے ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ نفلی عبادتوں کا بھی اہتمام کرے، لہٰذا اب جو کوئی ان اعمال کا التزام کرتا ہے اور حلال روزی کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے، اللہ اسے ایسی قابل صد رشک روزی عطا کرتا ہے جس کی لذت کو وہ نہ صرف اپنے دل کی گہرائی میں پاتا ہے، بلکہ اس کے واضح اور دوٹوک اثرات اس کے پورے جسم پر خوشی اور مسرت کی لہر بن کر طاری ہوتے ہیں، کیونکہ یہی وہ اعمال ہیں، جن سے انشراح صدر ہوتا ہے، تمام کام آسان ہوتے ہیں، رزق کشادہ ہوتا ہے اور رنج وکرب ختم ہوتا ہے، جبکہ اس کے بالمقابل پوری دنیا کٹھنائیوں اور مصیبتوں کی آماجگاہ ہے۔

شر وفساد اور اذیت اور مضرت کی وجہ سے یہ دنیا اور خلائی یہ رقاصہ حسرتوں اور نامرادیوں کا قبرستان بنی ہوئی ہے، اور جس کی اصلاح اور درستی صرف اس طرح ہوگی کہ دین کی تابعداری کی جائے اور اللہ رب العالمین کی اطاعت اور فرمانبرداری میں آدمی اپنے آپ کو غرق کرلے،

ما احسن الدین والدنیا اذا اجتمعا واقبح الکفر والافلاس فی رجل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرد واحد کے اندر دین اور دنیا کا جمع ہو جانا کتنا اچھا ہے، اور اس کے برخلاف کسی شخص کے اندر کفر و افلاس کا یجا ہونا کیا ہی برا ہے۔

لیکن یہ بھی جان لینا چاہئے کہ کسی کے پاس خواہ کتنی ہی دھن دولت ہو، مگر صالح اعمال کا اس کے پاس کال ہو، تو ایسا شخص قابل رشک زندگی کا حق دار نہیں بن سکتا، بلکہ اس کے قطعی برعکس اس کی زندگی وبال جان ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (التوبة: ۸۵)

اور (اے پیغمبر) ان کا مال اور ان کی اولاد تم کو تعجب میں نہ ڈالے، بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ دنیا میں ان کو سزا دے اور جب ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں۔

تم دیکھو گے کہ دنیا دار بڑا جلد باز اور ہمیشہ روتا دھوتا نظر آئے گا، اس کی سدا کی نیت یہ ہوگی، کہ سب کچھ خود سمیٹ لے اور کسی کو ایک پائی تک نہ دے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رنج والم اور کٹھنائیوں اور پریشانیوں کی کالی بدلی میں اس طرح گرفتار رہے گا کہ خوشی اور مسرت گویا اس کے قریب سے بھی کبھی ہو کر نہیں گئی ہے،

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رنج وغم اور حزن والم ایسی تیرہ وتار آزمائش اور بلائیں ہیں جو لگاتار آتی جاتی ہیں، ان کی وجہ سے دل کی سوزش نہاں خانہ دل میں بھڑکتی رہتی ہے، اور جسم کے اندر یہ لاوا اس طرح پھوٹتا رہتا ہے جس سے مالدار اور تن وتوش رکھنے والا بدن بھی تمہیں اندر سے کھوکھلا اور نحیف ونزار نظر آئے گا، چنانچہ کوئی شاعر کہتا ہے۔

والهم يخترم الجسيم نحافة ويشيب ناصية الصبي ويهرم

رنج وغم بیماری سے بھاری جسم کو برباد کر کمزور کر دیتا ہے اور کمسن بچوں کی پیشانی کے بال سفید کر دیتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انھیں جلد بوڑھا بنا دیتا ہے،

اور یہ حقیقت ہے کہ آج جو بڑے لدے پھندے نظر آتے ہیں، قیامت کے دن ان کے پاس پھوٹی کوڑی تک نہ ہوگی، سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے نیکی اور سچائی کا راستہ اپنایا، اور اپنے مال سے ان حقوق کو ادا کرتا رہا جو اللہ کی طرف سے اس پر واجب ہیں، حالانکہ لوگوں کو تجارت اور بیوپار سے کسی کو منع نہیں کیا جاتا، اور خاص طور پر آخر آخر زمانے میں دھن دولت بھی مومن کے لئے ڈھال ثابت ہوگی اور مسلمان کبھی بھی روپیہ پیسہ سے بے نیاز خود کو نہیں سمجھے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ جس نے حلال طریقہ سے دولت کمائی اور اس کے حقوق وواجبات کو ادا کرتا رہا، تو یہی دولت اس کی بہترین معاون ثابت ہوگی، اس کے لئے نیکیوں میں اضافے اور جنت میں اعلیٰ مراتب کے حصول کے لئے ممد ومعاون ہوگی، کیونکہ نیک اعمال سے زندگی پاکیزہ اور صاف ستھری ہوتی ہے، اور رزق میں وسعت اور جسم و جان میں صحت وتوانائی کے اثرات زیادہ سے زیادہ مرتب ہوتے ہیں،

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۲)

اور جو اللہ سے ڈرے گا، تو اللہ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دے گا، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا (الطلاق: ۴)

اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کرے گا،

اور حدیث پاک میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا میں تیرے دل کو غنا اور بے نیازی سے بھر دوں گا، اور تیری مفلسی کو دور کردوں گا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو میں تیرے دل کو الجھنوں سے بھر دوں گا، اور تیرے افلاس کو کبھی دور نہیں کروں گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے لئے فارغ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی سب کچھ چھوڑ کر عبادت ہی کرتا رہ جائے خرید و فروخت، لین دین، کھیتی باڑی اور تعمیر غرض ایک ایک کام سے جی ہٹالے، اور بس مسجد کا ہو رہے، شریعت اس قسم کی ذہنیت کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کرتی، کیونکہ دین اسلام کد و کاوش کسب معاش اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں اور سعادتوں کو یکجا کرنے کی ہمیشہ تحریک اور تائید کرتا ہے اسلام اس کو پسند کرتا ہے کہ مومن توانا اور طاقت ور رہے، بے نیاز اور پرہیزگار رہے، باہنر و پیشہ ور رہے، لیکن کبھی بیکار اور کسی پر بار نہ بنے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ،

"اپنے ورثہ کو اگر تم بافراغت اور دولت مند چھوڑ و تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگ دست اور نادار چھوڑ جاؤ اور وہ در بدر ٹھوکریں کھاتے پھریں" (بخاری)

بعض اصحاب کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی جائداد اور مالیات فروخت کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے گھوڑے اور اسلحے خرید کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتے ہیں، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منع فرما دیا، اور فرمایا کہ،

اپنا مال و اسباب روکے رکھو، اور اسے تباہ مت کرو، یوں ہی بعض صحابہ نے اپنا کل مال خیرات کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے انھیں بھی ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عبادت کے لئے گوشہ نشینی کی خاطر دنیا اور عورتوں سے کنارہ کشی کی اجازت چاہی تو آپ نے انھیں روک دیا، اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا، کیا میں نہ بتا دوں کہ تم راتوں کے تہجد گذار اور دنوں میں روزہ دار رہا کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: ایسا مت کرو، کیونکہ تمہاری اپنی ذات کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے اہل وعیال کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری اہلیہ اور تم سے ملنے جلنے والوں کا بھی تم پر حق ہے، لہٰذا تم حقداروں کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کرو۔"

اس حقیقت کے بخوبی واضح ہوجانے کے بعد اب یہ بات بھی صاف ہوجاتی ہے کہ عبادت کیلئے فراغت کا مطلب یہی ہے کہ اللہ کی فرض کردہ عبادت کی بحسن وخوبی ادائیگی کی جائے، اور اہل وعیال اور مال ومنال کا ہی ہوکر نہ رہا جائے، چنانچہ جوں ہی فرض نمازوں کا وقت آجائے، سب کچھ چھوڑ کر فوراً باجماعت وقت پر نماز کے لئے لپک جانا چاہئے، اور دھندا بیوپار اور خرید وفروخت کی خاطر کبھی نماز سے غفلت نہیں کرنی چاہئے۔

یوں ہی جب فریضۂ زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آئے تو بڑھ کر حقداروں کو زکوٰۃ دی جائے اور یوں کہے کہ اے اللہ اس ادائیگی کو میرے لئے فرصت اور غنیمت کا سبب بنا، تاوان اور جرمانہ مت بنا اور یہ سب کرتے ہوئے آدمی دنیا کو اپنے دل میں انتہائی ہلکی پھلکی اور ارزاں تصور کرے، بالخصوص جب بھی کوئی فرض الٰہی اس کے سامنے آئے، کسی قسم کی گرانی محسوس نہ کرے، اور اللہ کی نعمتوں کے بسرعت حصول اور ان سے کسب فیض کی اس سے بہتر صورت نہیں ہوسکتی کہ اللہ کی اطاعت اور بندگی کو دل وجان سے کیا جائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام، تجارت اور خرید وفروخت کرتے، عمارت سازی میں حصہ لیتے، کاشتکاری کرتے اور تجارت کے لئے خشکی اور تری میں سفر کرتے تھے، لیکن جب ان پر کوئی ناگہانی آفت آتی، یا فریضۂ الٰہی کا وقت آجاتا، تو وہ صرف اسی کے ہو رہتے، اور پھر کوئی تجارت یا خرید وفروخت انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی تھی، تاوقتیکہ وہ اس عمل یا عبادت سے سبکدوش نہ ہوجائیں، ایسے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسعادت افراد کے بارے میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ،

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ

(النور : ۳۷)

جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، اور نہ خرید و فروخت، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں، جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی، تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے، اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرمائے ،

❖

یعنی دنیا کی وسعت اور کشادگی سے اس لئے سرفراز کرتا ہے کہ وہ واجبات کی نگہداشت کرتے ہیں ، پھر نیک عمل متقی اور پرہیزگار کا نصب العین ہے ، اگر اس کا بال بال دنیا سے چمٹا ہوا ہو، تب بھی اس کی تمام تر دوا دوش اسے اپنے مشن اور نصب العین سے علیحدہ نہیں کر سکتی، اس لئے کہ دنیا محض ایسی پونجی اور سرمایہ ہے ، جس کی بھلائی سے مومن مستفید ہوتا ہے ، چنانچہ ہاتھ پاؤں سے وہ اپنے کام سے کام رکھتا ہے ، لیکن اس کا دل آخرت کے اسی بنیادی عمل میں اٹکا ہوتا ہے ، دنیا میں رہتے ہوئے وہ ایسا کوئی کام نہیں کرتا جس سے آخرت کی سرگرمی متاثر ہو، یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنے اوپر واجب اللہ کے کسی حق کو ادا کرتا ہے ، نماز ، روزہ ، یا نفلی عبادت سے فراغت پاتا ہے، تو اللہ اس پر رزق کے دروازے چوپٹ کھول دیتا ہے ، کمائی کے اسباب کو اس کے لئے آسان کر دیتا ہے ، اور قناعت پسندی اور اعتدال و خوشنودی کی ایک رو اس کے دل میں دوڑ پڑتی ہے ، جو بے نیازی اور غنا کی کل پونجی ہے ۔ اور غنا اسی کا نام ہے ، غنا ہرگز اس کا نام نہیں کہ مال و دولت کی فراوانی ہو ، بلکہ سب سے بہترین غنا دل کی بے نیازی ہے ، اور اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ

" میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا ، میں تیرے دل کو بے نیازی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھر دوں گا ، اور تیرے فقر کا انسداد کروں گا ۔

اور غنا اور قناعت جب کسی دل کے اندر سرایت کرتی ہے تو اس دل میں خوشی ، مسرت فرحت ، اور رشک کے جذبات موجزن ہوتے ہیں ، اور ایسا شخص اپنی ذات اور خاندان میں خوش خوش راضی برضا زندگی بسر کرتا ہے ، اور انبساط فرحت اور نشاط انگیز ایام سے شاد کام ہوتا ہے ، اللہ تعالےٰ اسے جس قدر نوازتا ہے اتنے پر اسے قناعت پسند بنا دیتا ہے اس کی دنیا میں بہتر آسائش اور راحت سے اسے نوازتا ہے اور سچ پوچھو تو حیات طیبہ اور مطلوب " غنی " سے مراد یہی کچھ ہے ، خانہ خدا کا طواف کرتے ہوئے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے ، سننے والوں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے ۔

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ بِخَیْرٍ	اے اللہ جس قدر روزی تو نے مجھے عطا کی اس پر مجھے قانع بنا ، اس کے اندر میرے لئے برکت عطا فرما ، اور جو چیز مجھ سے ضائع ہو جائے اس کا نعم البدل مجھے عطا فرما ۔

قناعت کی دعا کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کشادہ روزی اور تجارت میں فراخی کے لئے آدمی کوشش نہ کرے ، کیونکہ مومن خواہ کوئی ہو اللہ کی رحمت اور برکت سے وہ کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا ،

اور روزی میں فراخی کی کوشش بھی حیات طیبہ میں شمار ہوتی ہے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے ،

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ	اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے ، میرے گھر کے اندر کشادگی عطا فرما ، اور جتنا کچھ مجھے عطا فرمایا ، اس کے اندر خیر اور برکت نازل فرما ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت اسی قسم کی حیاۃ طیبہ کا وعدہ فرماتا ہے، اور ہر مومن مرد و عورت سے اس کا یہ وعدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ اپنا وعدہ فراموش نہیں کرتا، اور جو کوئی اس زندگی کا ذائقہ چکھتا ہے، وہ بخوبی جان لیتا ہے اور محروم رہنے والا اس سے گریز کرتا ہے۔

اور یہ جو ارشاد ہے کہ

اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں تمہارے دل کو الجھنوں سے بھر دوں گا، اور تمہاری غربت کو بھی ختم نہیں کروں گا۔

یہ ان لوگوں کے خلاف زبردست تنبیہ ہے، جو اللہ کی عبادت سے گریز کرتے ہیں، اور اپنی تمام تر عقل پوری سرگرمی، اور سارا انہماک صرف دنیا کمانے کے لئے صرف کر دیتے ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ پیٹ اور شرم گاہ کی خواہشوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، اپنے رب کے فرائض سے غفلت برتتے ہیں، جیسے نماز، زکوٰۃ وغیرہ۔ اسی طرح آخرت کے تمام کاموں کو بھلا دیتے ہیں، ایسے افراد، نفس کی غریبی، دل کی مفلوقیت اور دنیا کے گورکھ دھندے میں پھنسے ہوتے ہیں، اور تم ہمیشہ انھیں غمزدہ، آزردہ اور دل شکستہ پاؤ گے۔ ان کا دل ہمیشہ جوڑ جوڑ کر رکھنے روکے رکھنے اور بدحالی میں گذرتا ہے، ان کے دل میں خوشی کا کبھی گذر نہیں ہوتا، اور اس طرح ان کی زندگی پھیکی اور بے کیف گذرتی ہے اور یہ تمام تر خدا کی عبادت سے گریز اور اعراض کا نتیجہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ (طٰہٰ: ۱۲۳) — جس نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ نہ گمراہ ہوگا، اور نہ بدبخت ہوگا۔

یعنی اپنی کوشش میں ناکام یا زندگی میں نقصان پذیر نہیں ہوگا۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا (طٰہٰ: ۱۲۴) — اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا، تو اس کے لئے تنگی کی زندگی ہوگی۔

یعنی اس کی زندگی میں —

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ : ۱۲۴)

اور ہم قیامت کے دن اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے ۔

یعنی وفات کے بعد ۔

اس تیرہ وتار اور تنگ وتاریک زندگی سے وہ لوگ دوچار ہوں گے ، جو اپنے رب کی بندگی سے اعراض کریں گے اور آخرت کے حالات کو فراموش کریں گے ، یہاں تک کہ اگر اس کے پاس قیمتی جائداد ، عظیم تجارت اور بینک بیلنس ہوگا تب بھی ایسے افراد روزی کی تنگی میں اس طرح مبتلا ہوں گے گویا ابتداء زیست سے حقیر ہیں ، غریبی ان کی گھٹی میں پڑی ہے ، اور نیکی اور خیرات سے وہ تہی دست اور فرومایہ ہوں گے ، ایسے افراد اس افلاس کی وجہ سے عنداللہ ماجور نہیں ہونگے ، اس لئے ناظرین ایسے افراد کی خوش پوشاکی اور زرق برق لباس کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں ، کیونکہ حقیقی زندگی کی ابتری پریشانی ، مضرت اور اذیت انھیں ہر چہار طرف سے گھیرے ہوگی ، ان پر عرصہ حیات تنگ ہوگا ، اور ان کی لذت تلخیوں سے دوچار ہوگی ۔

خلقوا وما خلقوا المكرمة فكانهم خلقوا وما خلقوا

یہ پیدا تو ہوئے ، لیکن ان کی پیدائش کسی عظمت کے لئے عمل میں نہیں آئی ، اس لئے پیدا تو ہوگئے ، مگر یوں جانو جیسے ان کی پیدائش ہی نہیں ہوئی ۔

رزقوا وما رزقوا سماحة فكانهم رزقوا وما رزقوا

انھیں روزی بھی دی گئی ، مگر کشادہ دستی اور فراخی کے ساتھ انھیں روزی نہیں دی گئی ، اس لئے روزی تو انھیں مہیا ہے مگر یہ ایسی ہے جیسے انھیں روزی ہی نہیں دی گئی ۔

اور اگر تم ایسے لوگوں سے دریافت کرو ، جن کی ہیئت کذائی یہ ہے تو تمہیں محسوس ہوگا کہ یہ عنصر مختلف شہروں میں بکثرت پائی جاتی ہے یہ وہ بھاری بھرکم تاجر ہیں ، جنھیں اللہ نے نعمتوں سے نوازا ، اپنی مخلوق میں بہتوں کے مقابلہ میں انھیں برتری بخشی ، لیکن ان کا گانٹھ کے پوروں نے دھن دولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اپنے دانت گڑانے، زکوٰۃ دینے سے ہاتھوں کو روک لیا، صدقہ خیرات کرنے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور نیکی اور خیر کی راہوں پر خرچ کرنے سے گریز کیا، جبکہ انھیں کاموں کے لئے اللہ نے انھیں پیدا کیا اور جب انھوں نے یہ سب کیا تو شیطان نے انھیں آکر ڈرایا دھمکایا، زمانہ کا خوف روپیہ کی کمی، اور وقت کے چلے جانے کا ڈر پیدا کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا انھوں نے ہاتھوں کو اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا، اور تجوری پر مہر لگا لی، اور اس سرشت پر اس قدر سختی سے کاربند رہے کہ دنیا سے ناکام اور نامراد سدھار گئے، آخرت کے لئے انھوں نے کوئی توشہ روانہ نہیں کیا، کسی گناہ سے محفوظ نہ رہ سکے اور ندامت اور شرمندگی انھیں ایسے وقت میں ہوئی، جب کہ ندامت چنداں مفید نہیں ہوتی۔

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ
وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ
(الفجر: ۲۴، ۲۶)

اس دن وہ کہے گا، کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ نیک اعمال آگے بھیجے ہوتے اس دن اللہ گنہگاروں کو ایسی سزا دے گا کہ اس جیسی سزا کسی نے نہ دی ہوگی، اور ان کو اس طرح جکڑے گا کہ اس جیسا کسی نے نہ جکڑا ہوگا۔

وكم من مالك مالا كثيرا ولكن حظه منه قليل

کتنے ہی لوگوں کے پاس وافر دولت ہے، لیکن اس دولت سے انھیں بہت معمولی حصہ نصیب ہوتا ہے۔

لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ قناعت کی تعریف کرتے ہوئے ہم سعی و کاوش اور کمانے اور بے نیاز رہنے کی مذمت نہیں کر سکتے، یا سستی، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے اور غربت و افلاس کی بخدا ہم کبھی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے، بلکہ ہم اب بھی بے نیاز، پرہیزگار، طاقت ور مومن اور صاحب حوصلہ اور زور آور صاحب ایمان مسلمان افراد کی جی بھر کر تعریف کریں گے، جو محض اپنی کوشش اور محنت سے اپنی تجارت کو وسیع کرتے ہیں، آخرت کے لئے ذخیرہ جمع کرتے ہیں، ان کے پاس دھن دولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بھی فراوانی ہوتی ہے، نیک اعمال بھی وافر ہوتے ہیں، رائے اور عقل و تدبیر سے بھی مالا مال ہوتے ہیں، فضول خرچی اور بے جا خرچ سے بھی بچتے ہیں، غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ اور خیرات سے نوازتے ہیں، اور یتیموں اور رشتہ داروں کا بھی پورا خیال کرتے ہیں، یہ وہ بانصیب افراد ہوتے ہیں، جن کی نعمت، بافراط، استوار، اور دائمی ہوتی ہے، ان کے اعمال میں نیکی غالب ہوتی ہے اور اللہ کی طرف سے رزق کی برکھا ان پر لگاتار برستی ہے یہی وہ باسعادت اور نیک توفیق افراد ہیں جنھیں اللہ ہدایت یاب بناتا ہے، اور یہ عقل مند اور ہونہار ہوتے ہیں۔

میں اللہ رب العزت سے کشادہ معافی اور وسیع و عریض فضل و کرم کی درخواست کرتا ہوں اور یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنے صالح بندوں میں شامل فرمائے، اور ہمیشہ اپنا ذکر کرنے، شکر یہ ادا کرنے اور نیک طریقہ سے عبادت کرنے کی توفیق بخشے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی تربیت

تاکہ بچے فرائض اور فضائل کے حصول اور ان کی نگہداشت کے لئے کوشش کریں اور بداخلاقی اور بداطواری سے بچیں،

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے مخلوق کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا، انھیں اس لئے عقل سے نوازا تاکہ وہ اس کی معرفت حاصل کریں، اور ہر قسم کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے اس لئے مالا مال کیا تاکہ وہ اس کا شکریہ ادا کریں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنھوں نے اپنی امت کو خوف الٰہی اور تقویٰ کی تعلیم دی۔ اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی تمام آل واصحاب پر جنھوں نے ان کی مدد کی اور ہر قسم کا سہارا دیا، بہت بہت سلام نازل فرما،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! لوگو! اللہ سے ایسا ہی ڈرو، جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور جس قدر حکمت اور آیات اس نے نازل کیں، ان پر غور وفکر کرو، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یوں ہی رائیگاں اور بے کار نہیں پیدا فرمایا، اور نہ پیدا کرکے تم سے ایک لمحہ کے لئے غافل ہوا، بلکہ اس نے تمہیں محض اپنی معرفت اور بندگی کے لئے پیدا فرمایا اور تمہیں اس کا پابند بنایا کہ تم اپنی اولاد اور اہل وعیال کا رخ بھی اسی طرف موڑنے کے لئے تگ ودو کرو۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اور اللہ کی راہ میں خوب کوشش کرو جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ اجْتَبٰكُمْ (الحج: ۷۸) کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو برگزیدہ کیا

اور اپنی کتاب مبین میں یہ بھی نازل فرمایا کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم: ۶) اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے (گھر) والوں کو آگ سے بچاؤ۔

آگ سے تحفظ کی صورت صرف یہ ہے کہ فریضۂ خداوندی کی ہمہ گیر پابندی کی جائے، اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچا جائے، جیسے گھر والوں کو آگ سے صرف اس طرح بچایا جا سکتا ہے کہ انھیں خیر کا حکم دیا جائے شر سے روکا جائے، معروف اور بھلائی کی طرف آمادہ کیا جائے، اور منکرات اور برائیوں سے منع کیا جائے کوئی باپ اپنی اولاد کو نیک آداب اور اعلیٰ اخلاق سے بہتر کسی چیز سے آراستہ نہیں کیا ہوگا، جس کے ذریعہ وہ ہدایت اور راستبازی کی طرف بڑھے اور حماقت اور ہلاکت سے باز آجائے۔

حسن اخلاق کی تعلیم کی صورت یہی نہیں ہے کہ بچوں کو لاٹھی یا چھڑی سے مارا جائے، بلکہ اس تعلیم کا طریقہ یہ ہے کہ انھیں علم و ہدایت، عبادت اور تقویٰ کی عملی تربیت اور مشق کرائی جائے بگاڑ اور تباہی کے مواقع سے دور رکھا جائے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ: ۱۳۲) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر جم جاؤ، ہم تم سے روزی کے طالب نہیں بلکہ ہم تمہیں روزی دیتے ہیں اور (بہتر) انجام تو متقی پرہیزگاروں کا ہے۔

اس لئے جو لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے بعد اور اپنی اولاد کے بعد ان کی یادیں محفوظ رہیں انھیں خود اپنے رب کی بندگی کرنی چاہئے اور جن سے انھیں محبت ہو، انھیں ان اعمال کی تاکید کرنی چاہئے کیونکہ اس طرح جو لوگ اللہ کو یاد کریں گے، اللہ تعالیٰ بھی انھیں یاد رکھے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر تم نے اپنی اولاد کی تربیت میں غفلت برتی اور انھیں اطاعت اور فرمانبرداری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے کبھی بھی آمادہ نہیں کیا، مسجدوں میں جمعہ اور پنجگانہ نمازوں کے لئے اپنے ساتھ انھیں بھی شریک نہیں کیا، تو ظاہر ہے ان بچوں پر شیطان غالب ہوگا، اور کفر، نافرمانی اور جرم عدولی کو ان کے دلوں میں محبوب اور پسندیدہ بنائے گا،

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ	اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے آنکھیں بند کرلے
نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ	تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں تو وہ اس کا
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ	ساتھی ہو جاتا ہے، اور شیطان ان کو راستے سے
وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ	روکتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے
(الزخرف، ۳۶، ۳۷)	پر ہیں۔

اولاد اور ان کے سرپرستوں کے لئے سب سے اندوہناک بیماری یہ ہے کہ بچوں کو بے مہار چھوڑ دیا جائے، ان کی نکیل ان کے ہاتھوں میں دیدی جائے، راتوں میں ان پر نظر نہ رکھی جائے، نہ انھیں تلاش کیا جائے، نہ نماز کے وقت انھیں ڈھونڈا جائے، نہ یہ معلوم کیا جائے کہ وہ کب آتے اور کب چلے جاتے ہیں ظاہر ہے یہ بدترین غفلت ہے، کیونکہ اس طرح انھیں حماقت اور بگاڑ کے راستے پر ڈالنا ہوا، اور احمق اور فسادی بچوں کے اخلاق کو سب سے زیادہ بگاڑنے والے ہیں، کیونکہ بچے ان سے طرح طرح کی گمراہی اور پاگل پن کو سیکھیں گے، اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سارے بے داغ، محفوظ عزت اور شرافت اور سالم عقیدے والے افراد ایسوں سے دوستی کر لیتے ہیں، جو کم عقل، احمق اور دین و ایمان کے لحاظ سے ناتواں اور کمزور ہوتے ہیں، جو ان کی بزرگی اور فضیلت کو بگاڑ دیتے ہیں اور انھیں قعر مذلت میں ڈال کر ان کے عقیدے کو تباہ کر دیتے ہیں، ان کی طبیعت کو آلودہ اور ان کے اخلاق کو تاراج اور پامال کر دیتے ہیں، اور اس طرح گمنامی اور بدنامی کے ساتھ یہ لوگ مشہور ہو جاتے ہیں۔

جب تک باپ سر پر کھڑا نہ رہے بچہ مفید مگر کڑوی دوا کو استعمال نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ قرآن پاک کے ممانعتی احکام سے زیادہ سلطان وقت کو باز رکھنے کی قوت بخشتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اپنے گھر والوں کے اوپر ذمہ دار اور نگراں ہے ۔

تم میں سے ہر کوئی چرواہا ہے اور ہر کسی سے اس کی رعیت کی بابت پرسش ہوگی ۔[1]

محب صادق اپنے تلخ کام دوست کو بار بار اس لئے سرزنش کرتا ہے تاکہ وہ مضرت میں نہ پڑ جائے، اس لئے اپنے بچہ کو کڑوی کسیلی دوا پلاؤ تاکہ اسے فائدہ پہونچے، میٹھی دوا پلا کر اسے نقصان مت پہونچاؤ،

فان المرجین یسرحلو ؛ وان الحلو حین یفرمر

کڑوی چیز اگر فائدہ پہونچائے تو وہ شیریں ہے، لیکن میٹھی چیز اگر نقصان پہونچائے تو وہ کڑوی ہے ۔

دسیسہ کاری اور نافرمانی نوجوانوں کے ذہن میں پسندیدہ اور مرغوب ہے اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ ہمارا نوجوان اپنا نفیس وقت لہو ولعب میں گذارتا ہے، اپنے لئے مفید چیزوں کے حصول کی کوشش نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ اس کی زبان بیہودہ گوئی میں اور دل ہرزہ سرائی میں معروف ہوتا ہے، جبکہ اچھی تعلیم کا اثر بچے پر اچھا ہوتا ہے کیونکہ بچپن کی تعلیم پتھروں پر نقش کی طرح پائیدار ہوتی ہے، اور تعلیم دین کا حاصل ہے اس لئے غور کرنا چاہئے کہ تم دین کو کن لوگوں سے حاصل کر رہے ہو ۔

بہتر تعلیم اسی صورت ممکن ہے جب کہ دماغ بہتر ہو، تعلیم کے ذمہ دار اور تدریس کے منصب پر فائز افراد قابل ہوں، اور اساتذہ کے ساتھ طلباء کی مثال ایسی ہے جیسے زبان اور جسم کے دیگر اعضاء جو روز زبان سے کہتے ہیں کہ تو راست اور درست رہ تاکہ ہمارے اندر بھی راستی آئے، ورنہ تو اگر ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی اسی ٹیڑھے پن کا شکار ہو جائیں گے ،

معلم گفتار کی طرح اپنے کردار کا بھی داعی ہوتا ہے، کیونکہ دعوت گفتار کی بہ نسبت کردار سے زیادہ موثر ہوتی ہے، اب اگر کوئی استاد نماز کا تارک اور بلا کا سگریٹ نوش ہوگا، تو وہ عملاً انھیں دونوں

---

[1] بروایت مسند امام احمد، ابوداؤد، بخاری مسلم اور ترمذی بروایت ابن عمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کی تعلیم بھی دینے والا بنے گا کیونکہ عادت اور اخلاق چھوت کی طرح پھیلتے ہیں، اور طبیعت ایک دوسرے کے اندر منتقل ہوتی ہے۔ اور ہر کوئی اپنے استاد اور اپنی پسندیدہ شخصیت کے طریق کار کا پابند ہوتا ہے، اس لئے ہر ایک کو دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کس کا دوست ہے جو درس تدریس اپنے پڑھنے پڑھانے والے کے اندر بزرگی کے حصول اور فرائض کی پابندی کے اثرات کو مرتب نہ کرے۔ اور ناپسندیدہ اخلاق وعادات سے اسے نہ بچائے، ایسی تعلیم سے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ہرگز بلند نہیں ہوگا، بلکہ جہالت اور گمراہی کے گڑھے میں ہمیشہ کے لئے جا پڑے گا، یوں ہی تعلیم کی آخری معراج یہ بھی نہیں کہ اسے کوئی پیشہ بنا لیا جائے۔

کوئی درسگاہ خواہ کسی قدر پرخلوص اور خیر خواہ ہو، طلباء کی اصلاح اور فلاح کے لئے ضروری ہے کہ سرپرست بھی اس ادارہ کا ممد ومعاون ہو۔ چنانچہ باپ کا یہ فرض ہے کہ ہر حال میں وہ اپنے بچے کی نگرانی کرے، مفید کتابوں کو پڑھنے کے لئے اسے ہمیشہ آمادہ کرے، بیہودہ انجمنوں اور نشستوں سے اسے بچائے، ہر مضر چیز سے اسے دور رکھے، عشاء بعد گھر اسے ساتھ لے کر آئے۔ فرض نمازیں اسے ساتھ لے کر مسجد میں ادا کرے، کیونکہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا بچہ پر ابتدا میں شاق ضرور ہوگا، لیکن بار بار کی مشق اور اسے ہاتھ پکڑ کر مسجد میں آمد ورفت سے اس کے دل میں ایک صلاحیت پختہ ہوگی، جس سے پروردگار کی محبت اس کے دل میں موجزن ہوگی، خلائق میں وہ مقرب ہوگا اور اس کی دین اور دنیا اصلاح پذیر ہوگی، کیونکہ نمازیں بندے اور اس کے رب کے مابین مضبوط رشتہ استوار کرتی ہیں اور خود ایک بندے کا دوسرے سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اس لئے کسی شک کے بغیر نماز بچے کی ہر قسم کی کجروی اور کمزوری کا تیر بہدف علاج ہے، جس سے اس کے مفاسد کی اصلاح ہوتی ہے، رب کریم کی یاد کو اس کے دل میں موجزن کرتی ہے، اور اسے بیحیائی اور برائی سے باز رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ ۔۔۔ جو کتاب تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اس کو پڑھا کرو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت : ۴۵)

اور نماز کی پابندی رکھو، بیشک نماز بیحیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرۃ : ۴۳)

اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

بچپن پر مجاہدہ اور محنت راہ خدا میں جہاد کے مترادف ہے،

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ (الحج : ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو، جیسا کہ کوشش کا حق ہے اس نے تم کو منتخب کیا ہے۔

جو نوجوان مسجدوں میں باجماعت نماز کے عادی ہوتے ہیں، ان کے کوائف سن کر ہمیں دلی مسرت ہوتی ہے اور ہمارے دل میں ان کی محبت گھر کرتی ہے، اس کا شکوہ اور دبدبہ ہمارے دل میں موجزن ہوتا ہے، کیونکہ اللہ جس بندے سے محبت کرتا ہے، اس کی محبت کو اپنے بندوں کے دلوں میں راسخ کرتا ہے، اور وہ محبوب عالم ہوتے ہیں، لیکن ان کے بالمقابل جس نوجوان کے بارے میں ہم سنتے ہیں کہ وہ اطاعت الٰہی سے گریز کرتا ہے، دسیسہ کاری میں غرق ہوتا ہے، بدکاری اور برائی اس کے چہرے پر نمایاں ہوتی ہے، دین پر تنقید اور دین داروں سے بغض و حسد اس کے دل کی گہرائی میں جاگزیں ہوتا ہے، ایسے نوجوانوں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ شخص ذہنی طور پر دیوالیہ اور بدکار ہے، اور اس کے برے اثرات سماج کے دیگر نوجوانوں پر بھی پڑتے ہیں۔

حالانکہ باپ اپنی اولاد کے لئے درس گاہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اپنے کردار کے مطابق عمل کرنے کی اپنے بچے کو کھلی دعوت دیتا ہے، اب اگر باپ نماز چھوڑتا ہے تو اولاد بھی اس کی پیروی میں نمازیں چھوڑ دے گی، اگر باپ شرابی ہے تو بیٹے بھی شرابی ہوں گے، اور باپ سگریٹ پیے گا تو بیٹا بھی یہی کچھ کرے گا اور روز مرہ کے مشاہدے سے دینی ہدایات کی کماحقہ تصدیق کا بارہا تجربہ ہوتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جو والدین یا سرپرست اپنے بچوں کی تربیت سے غافل ہوتے ہیں، ان بچوں کی اخلاقی حالت اوروں کی بہ نسبت نہایت ابتر اور دگرگوں ہوتی ہے، ان کا اندروں بگڑا ہوا ہوتا ہے، اور وہ ہمیشہ ایسے کاموں میں مصروف نظر آتے ہیں جن سے ان کی آخرت، ان کی دھن دولت اور ان کی روزمرہ کی حالت سب کچھ دن بدن ابتر ہوتی جاتی ہے، نمازوں کی انھیں کوئی فکر نہیں ہوتی، خواہشات کے پیچھے آنکھ بند کرکے دوڑتے ہیں، دین کی اہم عبادتوں اور شعار کا مذاق اڑاتے ہوتے ہیں اور ایسی راہوں پر بگٹٹ رواں دواں ہوتے ہیں جو ہرگز مسلمانوں کا راستہ نہیں ہوتا۔

لیکن جن باسعادت اولاد کی تربیت پر ان کے سرپرست توجہ دیتے ہیں اور انھیں لے کر مسجدوں میں پابندی سے حاضر ہوتے ہیں، ہم اوروں کی بہ نسبت انھیں زیادہ با اخلاق اور نیک باطن پاتے ہیں ان کے کردار پاک صاف اور ان پر روزی برستی نظر آتی ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَ أُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔

(الزمر: ۱۸)

کاش برادران اسلام خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں، اپنے رب کے حضور توبہ کریں، اور اگر وہ حقیقی ایمان رکھتے ہیں، تو انھیں اللہ اور اس کے رسول کی سچی پیروی کرنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ... الخ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے فضل و انعام سے صالحات کی تکمیل ہوتی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسی گواہی ہے جس سے ہم نجات کی امید کرتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ زبردست آیات اور معجزات کے حامل تھے، اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر سلامتی نازل فرما،

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (الکہف: ۴۶)

مال اور اولاد دنیا کی زندگی میں زینت ہیں اور نیک اعمال (جو مرنے کے بعد پیچھے رہ جانے والے ہیں) وہی بہتر ہیں، تمہارے رب کے نزدیک ثواب اور آرزو کے لحاظ سے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مال اور اولاد دنیا کی زیب و زینت ہیں، دولت اور مال سے اپنوں میں آدمی کی عزت ہوتی ہے، دوست اس کی قدر کرتے ہیں، اہانت اور رسوائی میں پڑنے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، آخر زمانے میں یہی دولت مومن کی ڈھال ہوگی، جس سے کسی صورت یا حالت میں آدمی بے نیاز نہیں ہوگا اور اسی دولت کے سہارے آدمی اپنے عزیزوں اور بھائیوں پر مہربانی کر سکتا ہے، یوں ہی اولاد خوشبو اور زمانہ کی تسلی ہیں، اور مال کی کمائی جس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوصلے کو بلند اور قوموں کی روحوں کو نمایاں کرتی ہے اور اہل وعیال کو بڑھاتی ہے کوئی اور چیز نہیں بڑھاتی ۔ یہی وجہ ہے کہ تم دیکھو گے کہ آدمی تھکا دینے والی مشقت کرتا اور خطرات میں کود پڑتا ہے، تاکہ دولت کمائے، اور اہل وعیال کا تحفظ کرے اور اسی مال کے کمانے اور اپنی اولاد کے لیے بقاء اور تحفظ کی خاطر کبھی آدمی اپنے آپ کو لذتوں سے محروم کرتا اور نیکی کی راہ میں خرچ سے بھی گریز نہیں کرتا ہے ۔

مال شریعت کی رو سے مطلوب ہے، اور طبعی طور پر پسندیدہ ہے، البتہ مال کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں زینت بنے، اور وفات کے بعد اس کے لئے باعث سعادت ہو۔ اب اگر مال والا اعتدال کی راہ پر چلے، حلال طریقہ پر دولت کمائے اور اس کے حقوق کو ادا کرے تو اس کی نیکیاں بڑھیں گی اور جنت میں اس کے درجات بلند ہوں گے، اور بسا اوقات دولت مند سارا اجر سمیٹ لیتے ہیں، اور بلند درجات پر فائز ہوتے ہیں، اور نیک شخص کے لئے پاکیزہ دولت بہترین سرمایہ ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

> یہ دولت ہری بھری میٹھی سبزی ہے، جس نے اسے اس کے حق کے ساتھ لیا...

اور ایک روایت میں ہے ۔

> جس نے اس کو خوش دلی سے لیا، اسے اس کے اندر برکت ہوگی، اور جس نے اسے نفس کے اشراف کے ساتھ لیا، (لالچ کیا) اسے برکت نہیں ہوگی، اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر آسودہ نہیں ہوتا، اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے ۔ اس لئے کہ مال دھوپ چھاؤں ہے، اور مال کی وجہ سے اچھی یادگار بھی باقی رہ جاتی ہے، اور بڑا اجر بھی حاصل ہوتا ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں ہی اولاد بھی دنیا کی زندگانی میں صرف اسی صورت زینت بن سکتے ہیں جبکہ وہ فرائض اور فضیلت کے اوصاف سے متصف ہوں اور بداخلاقی اور نکمی خصلتوں سے محترز ہوں، اور ان اوصاف سے وابستہ افراد اس لائق ہوتے ہیں کہ اپنے رب کی اطاعت کریں، اپنے والدین کے ساتھ بہتر سلوک کریں، صلہ رحمی کریں، لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔ اپنے والدین کے بہتر رازدار رہیں، خیر وخوبی کی کوئی چیز ان سے فراموش ہو جائے تو یہ انھیں بتادیں اور اگر وہ بتائیں تو یہ انھیں یاد دہانی کرائیں کیونکہ یہی کچھ کرنے کے بعد ان کا ذکر جمیل عام ہوتا ہے، ان کی اچھی تعریف کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کی یادیں زندگی میں بھی برقرار رہتی ہیں، اور مرنے کے بعد بھی وہ نادر روزگار ہوتے ہیں،

ذکر الفتی عمرہ الثانی وحاجتہ ٭ ما قاتہ وفضول العیش اشغال

نوجوان کی یاد اس کی دوسری زندگی ہے، اس نے جس قدر روزی پائی وہی اس کی اصل ضرورت ہے، ورنہ باقی زندگی محض مصروفیت ہے۔

دینداری سے اولاد کے اخلاق آراستہ ہوتے ہیں، ان کے اندر سے کفر و شقی منافقت اور بگاڑ کی صورتوں کا ازالہ ہوتا ہے اور جو کوئی دین دار ہوگا یہ دین اس کیلئے زینت بنے گا اور جس کے اندر سے دین نکل جائے گا، اس کے اندر عیب پیدا ہوگا، اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا کرتے رہنے کا حکم دیا ہے کہ

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف : ۱۵)	اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاح پیدا کریں میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں فرماں برداروں میں ہوں۔
صلاح المرء یصلح اھلہ	ویعدیھم داء الفساد اذا فسد

آدمی ٹھیک رہا تو اس کے گھر والے ٹھیک ہونگے، ورنہ بگاڑ گھر والوں میں سرایت کر جائے گا۔

ویشرف فی الدنیا بفضل صلاحہ ویحفظ بعد الموت فی الاھل والولد

اپنی صالحیت کی وجہ سے دنیا میں معزز ہوگا اور مرنے کے بعد اپنے گھرانے اور اولاد میں بھی دیکھا جائیگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر اولاد حماقت اور بگاڑ سے متصف رہی، واجبات جیسے نماز روزے کو پس پشت ڈالا، اور اپنے رب کی نافرمانی کی تو ایسی اولاد والدین کیلئے گلے کی ہڈی بنیں گے جن کی وجہ سے ان کی زندگی مکدر ہوگی، دنیا کی لذت تلخ ہو کر رہ جائے گی، اور گھر بار اور تمام رشتہ داروں کے لئے وہ آزمائش اور مصیبت بنے رہیں گے، جیسا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں بایں الفاظ ارشاد فرمایا،

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ	اور وہ جو لڑکا تو اس کے ماں باپ دونوں ایماندار
فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا	تھے، تو ہم کو اندیشہ ہوا کہ (کہیں بڑا ہو کر)
وَّكُفْرًا فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا	سرکشی اور کفر کر کے ان کو عاجز نہ کر دے تو ہم نے
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ	چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (لڑکا)
رُحْمًا (الکھف: ۸۰، ۸۱)	عطا فرمائے، جو پاکیزگی میں بہتر اور محبت کرنے میں
	اس سے بڑھ کر ہو۔

❖

آج ایسی کتنی اولاد ہیں جنھوں نے اپنے والدین کو کفر اور سرکشی کی وجہ سے اذیت پہونچائی ہے

فکم سلیل رجاہ للجمال اب ❖ فاصبح خزیا با علی هضبة رفعا

کتنی ہی اولاد سے ان کے باپ نے اچھائی کی توقع رکھی، لیکن وہ ان کے لئے رسوائی کا باعث ہوئے اور انھیں رسوائی کی اونچی چوٹی پر پہونچا دیا،

واکثر النسل یشقی الوالدان به فلیته کان عن اباءه دفعا

بہت سی اولاد سے ماں باپ کی قسمت پھوٹ جاتی ہے کاش یہ اولاد اپنے باپ کا دفاع کر سکیں۔

اضاع حادیك فی دنیا وآخرة لا الحی اغنی ولا فی هالك شفعا

انھوں نے تمہاری دنیا اور آخرت کو تباہ کر دیا، نہ زندہ کو بے نیاز کیا اور نہ کسی مردہ کی سفارش کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا	بیشک تمہاری بیویوں میں اور تمہاری اولاد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَحْذَرُوْهُمْ سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو تم ان سے ہوشیار رہو۔ (التغابن = ۱۴)

" من " تبعیض کے لئے ہے یعنی کچھ بیویاں اور بیٹے تمہاری دشمن ہیں ان کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ تمہیں والدین کی نافرمانی کرنے اور انھیں چھوڑ دینے کا حکم دیتی ہیں، قطع رحمی کے لئے اکساتی ہیں، پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کی تلقین کرتی ہیں اور تم آنکھیں بند کرکے ان کی تعمیل کرتے ہو، اور ان بیویوں کو بت بنا کر گھروں میں ان کی پرستش کرتے ہو، اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ کی معصیت کی چیزوں میں جس نے کسی مخلوق کی اطاعت کی گویا اس نے اس مخلوق کی پوجا کی اور زیادہ دن نہیں گذریں گے کہ یہ مخلوق اس پر اس طرح چھا جائے گی کہ اس کی دین اور دنیا سبھی کو تباہ کر دے گی اور جو اولاد تمہارے دشمن ہیں، ان کی ہیئت کذائی یہ ہے کہ وہ نمازیں چھوڑ دیتے ہیں، نشہ آور چیزیں استعمال کرتے ہیں، بلا جھجک گناہ کرتے ہیں، اور ان سب کی وجہ سے ان کی فطرت بگڑتی جاتی ہے، اخلاق تباہ ہوتے جاتے ہیں، اور ان کی اخلاقی پستی کا اثر ان کے دوسرے بھائیوں بہنوں اور گھر والوں پر براہ راست پڑتا ہے۔

ماں باپ کی لاپرواہی اور غفلت سے اولاد کے اندر بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بچوں کی اچھی تربیت کی انھیں چنداں فکر نہیں ہوتی، نہ انھیں کسی اچھی بات کا حکم دیتے ہیں، اور نہ بری بات سے منع کرتے ہیں بلکہ شتر بے مہار کی طرح انھیں اس طرح آزاد چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور کب آتے ہیں، اور کہاں کیا کرتے ہیں، اس کی کوئی خبر نہیں رکھتے، اس پر مستزاد کبھی باپ اور سرپرست خود بد عادات اور بری اطوار کا شکار ہوتے ہیں، نمازیں چھوڑ دیتے ہیں، سگریٹ نوشی میں ملوث یا نشہ کے عادی ہوتے ہیں اور اس طرح وہ اپنی اولاد کو بھی انھیں بدعادتوں کی رفتہ رفتہ تلقین کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا عقیدہ بگڑ جاتا ہے اور طور طریق الگ خراب ہوتا ہے، اور ماں باپ کی بری روش سے اولاد اس لئے بگڑتی ہے کہ نیکی اور بدی کی دونوں صورتوں میں ماں باپ کی آغوش اولاد کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہے اور نگراں کار یا ریوڑ کا چرواہا اگر ٹھیک رہا تو ریوڑ بھی ٹھیک رہے گا، اور اگر چرواہا بگڑ گیا تو ریوڑ بھی تباہ و برباد ہو جائے گا، اس لئے یہ امر مسلم ہے کہ اولاد کی بدکرداری سے سرپرست اور والدین بھی ملامت کے اسی قدر مستوجب ہونگے، جتنی اولاد اس کی ذمہ دار ہوگی، کیونکہ مقولہ ہے۔

فلا تجزعن فی سیرۃ انت سرتھا فاول راض سیرۃ من یسیرھا

جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے اب اس پر بے صبرے مت بنو، کیونکہ اول کسی روش کو جو اپناتا ہے وہ اس سے خوش ہی ہوتا ہے۔

باپ کا یہ فرض ہے کہ پہلے اپنے اخلاق اور کردار کو سدھار کر خود اپنی اصلاح کرے، اپنے واجبات اور فرائض کی نگہداشت کرے تاکہ وہ بہترین نمونہ بنے، بالخصوص اپنی اولاد کے لئے بہتر درسگاہ ثابت ہو، اور اولاد اچھے کاموں میں اس کی پیروی کرے، اس کے بعد باپ کو چاہیئے کہ اولاد کی صحیح نگرانی کرے، رات میں وہ کب گھر آتے ہیں، اس پر نگاہ رکھے اور اپنے ساتھ نماز کیلئے انھیں مسجدوں میں خود لے جائے، کیونکہ جو کوئی جوانی میں کوئی کام کرتا ہے، اسی کی محبت اس کے دلوں میں کروٹیں لیتی ہے، لہٰذا جو باپ اپنی اولاد کا ہاتھ پکڑ کر انھیں مسجد لے جائے گا، اس کی محبت اس کے دل میں راسخ ہوگی، جس سے وہ خدا کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہوگا، بندگان خدا کے نزدیک اس کی محبت زیادہ ہوگی، اور اس کی دنیا اور دین درست ہوں گے، کیونکہ نماز افراد کے لئے دوا کی حیثیت رکھتی ہے اولاد کی کجی اس سے درست ہوتی ہے، ان کا فساد دور ہوتا ہے، خدا نے بزرگ و برتر کی یاد ان کے اندر بیدار ہوتی ہے، برائی اور بے حیائی کا ازالہ ہوتا ہے کریمانہ اخلاق دلوں کے اندر جاگزیں ہوتے ہیں اور ناپسندیدہ اخلاق اور کردار کا سدباب ہوتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ جو کتاب وحی تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔ (العنکبوت: ۴۵)

پڑھا کرو، اور نماز کی پابندی رکھو، بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

اور اگر تم نے اولاد کی تربیت سے غفلت برتی، نماز اور دیگر نیک کاموں کے لئے انھیں آراستہ اور تیار نہیں کیا اور برائیوں سے روکنے کی کوشش نہیں کی، تو شیطان ان کی اس ذمہ داری کو سنبھالے گا، جس کے نتیجہ میں ان کے اندر کفر سرکشی اور نافرمانی کے جراثیم پروان پائیں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الزخرف: ۳۶، ۳۷)

اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے آنکھیں بند کرلے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہوجاتا ہے، اور شیطان ان کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

اور باری تعالیٰ کے ارشاد

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکھف: ۴۶)

مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی رونق (وزینت) ہیں۔

میں جو زینت (رونق) مذکور ہے، شریعت کی نظر میں یہ مطلوبہ اور طبعی طور پر پسندیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور خدا ترسی کو محبوب رکھتا ہے، سچے تاجر اسے پسند ہیں، پھر اللہ خود جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے اور پاکیزگی اور صفائی کو پسند کرتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو اس کے اثرات کو بندے پر دیکھنا پسند فرماتا ہے، جس کا شمار دنیا کی پسندیدہ لذتوں میں ہوتا ہے، لیکن یہ لذتیں فانی اور آنی جانی ہیں، کیونکہ اللہ کے سوا ہر چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل اور رائیگاں ہے، اور دنیا کی ہر لذت ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہے، اس کے برعکس جو چیزیں باقیات صالحات میں شمار ہوتی ہیں، وہ مرنے کے بعد بھی نفع مند اور تشفی بخش زندگی کا جوہر اپنے اندر رکھتے ہیں، اس لئے کوئی احمق ہی ہوگا جو اس فانی زندگی اور اس کی زیب و زینت کی اصلاح و درستی کے لئے اپنی جان کو جلاتا ہوگا اور نیک اعمال کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا ہوگا، حالانکہ نیک اعمال کو دنیاوی زندگی کی روح کا درجہ حاصل ہے، جن کا نیک بدلہ انسان کو دنیا کی زندگی میں بھی ملتا ہے اور مرنے کے بعد آخرت میں اپنے رب کے جوار میں بھی اس کے اجر و ثواب کی اسے قوی امید ہوتی ہے۔

اور جانتے بھی ہو کہ باقیات صالحات کسے کہتے ہیں، باقیات صالحات یہ ہیں کہ فرض نمازوں کی جماعت کے ساتھ پابندی کی جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے، مراتب داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے مسکینوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، نفل نمازوں اور دیگر نفلی عبادات میں اپنے اوقات کو صرف کرے اور جو شخص ان جیسے اعمال کا التزام رکھتا ہے، ساتھ ہی حلال کاموں کی سعی کرتا ہے، اسے دنیا کی زیب و زینت اور مرنے کے بعد سعادت اخروی نصیب ہوگی،

دین و دنیا کا یکجا ہونا کس قدر بہتر ہے، اور اس کے برعکس کفر و افلاس کی یکجائی کسی شخص کے اندر کتنی بری ہے، بعضے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دولت کے ذریعہ وافر بے نیازی عطا کرتا ہے لیکن اسے دنیا کی زینت اور مرنے کے بعد سعادت اس دولت سے نہیں ملتی۔

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (التوبة: ۵۵)	ان کے مال اور ان کی اولاد تمہیں حیرت میں نہ ڈال دیں، کیونکہ بیشک اللہ تعالیٰ انھیں ان کے ذریعہ دنیا ہی کی زندگی میں سزا دینا چاہتا ہے
خلقوا وما خلقوا لمكرمة	فكانهم خلقوا وما خلقوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ پیدا تو ہوئے، لیکن کسی بزرگی اور بڑائی کے لئے ان کی پیدائش عمل میں نہیں آئی، اس لئے ان کا پیدا ہونا اور نہ ہونا یکساں ہے۔

رزقوا وما رزقوا سماح يد فكانهم رزقوا وما رزقوا

انھیں روزی دی گئی، لیکن کشادہ دستی (سخاوت) سے محروم رہے، اس لئے گویا بارروزی اور بے روزی ہونا ان کے لئے یکساں ہے۔

اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ کون لوگ ان حالات کا شکار ہیں، تو تم دیکھو گے کہ بکثرت شہروں میں ان گنت ایسے تاجرین اس مرض میں گرفتار ہیں جنھیں اللہ نے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں انھیں دولت اور بے نیازی دی، لیکن اس کے باوجود ان کے دل مال کی محبت میں جمے ہوئے ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی سے ان کے ہاتھ قاصر ہیں، اور صدقہ خیرات، قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی، اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ سے وہ گریز کرتے ہیں، حالانکہ ان کی پیدائش اور تخلیق کا مقصد یہی ہے، غرض وہ اپنی اسی سرشت پر ذلیل وخوار ہو کر دنیا سے عدم آباد کی طرف روانہ ہوتے ہیں اپنے پیچھے بہت سارا مال چھوڑ جاتے ہیں، لیکن آگے کے لئے نیکی اور بھلائی کا کوئی توشہ نہ وہ بھیجتے ہیں اور نہ کسی گناہ سے بچے رہتے ہیں، اور اس طرح ان کی دولت دنیا میں اذیت اور آخرت میں عذاب الٰہی کا باعث بن جاتی ہے۔

اللہ نے اپنی کتاب میں ہر دو چہروں کی رونمائی کی ہے، کچھ تو وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے دولت سے نوازا اور یہ بندے اپنے خدا کے شکر گذار ہوئے، دوسرے وہ لوگ جنھیں اسی دولت سے مالا مال کیا، لیکن انھوں نے سرکشی اور تکبر سے کام لیا، پہلی قسم کے افراد سے متعلق فرمایا۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ

جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، اور نہ (خرید و) فروخت، وہ اس دن سے ڈرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ (النور: ۳۷، ۳۸)

ہیں۔ جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔

یعنی انھیں رزق میں وسعت اور برکتوں سے نوازتا ہے۔ جبکہ ان کے برعکس دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں فرمایا،

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (التوبة: ۷۵، ۷۷)

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے پھر جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) دیا تو اس میں کنجوسی کرنے لگے اور روگردانی کر کے پھر گئے۔ تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ نے اس دن تک کے لئے جس میں وہ اس سے ملیں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا، اس لئے کہ انھوں نے اللہ جو وعدہ کیا تھا، اس کے خلاف کیا، اور (نیز) اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

اس لئے جسے اللہ تعالیٰ مال و دولت کی جس قدر روزی عطا فرمائے، اس کا فرض ہے کہ سب سے پہلے بڑھ کر زکوٰۃ ادا کرے، اور پوشیدہ یا علانیہ طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے تاکہ یہ دولت اس کے لئے سب سے زیادہ سعادت کا باعث رہے اور دنیا کی زندگی میں زینت اور مرنے کے بعد باقیات صالحات بنی رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا	اور سنو اور اطاعت کرو اور اس کی راہ میں خرچ
لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ	کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص اپنے
نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	نفس کے بخل سے محفوظ رہا تو ایسے ہی لوگ کامیاب
(التغابن : ۱۶)	ہونے والے ہیں ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اور آپ کو اپنی عفو و درگذر سے نوازے، اپنا فضل ہم پر بیش از بیش کشادہ فرمائے، اپنے نیک بندوں میں اپنی رحمت سے ہمیں بھی شامل فرمائے، اور ہمیں اپنا ذکر کرنے اپنا شکریہ ادا کرنے، اور اپنی بہتر عبادت کرنے کی توفیق بخشے (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العزت کے لئے ہیں، جس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی، اور اگر اس کی یہ توفیق شامل حال نہ ہوتی تو ہم ہرگز ہدایت کے اس سیدھے راستہ پر نہیں آتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہماری یہ شہادت ہر ایسے قول اور عقیدے سے پاک وصاف ہے، جسے اللہ پسندیدہ یا محبوب نہیں رکھتا، نیز میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنھیں اس نے اپنی تمام مخلوقات کے درمیان سے منتخب فرما کر پسند فرمایا۔

اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے آل و اصحاب پر اور ان تمام لوگوں پر جنھوں نے آپ کی پیروی کی، اور آپ کی سنتوں کو مضبوطی سے تھاما، ان پر رحمت و برکت نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! ناظرین کرام اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ امت مسلمہ کو دیگر امتوں کے مقابلہ میں فضیلت اور بزرگی محض اس لئے حاصل ہے کہ انھوں نے اسلام کو مضبوطی سے تھامے رکھا اس پر پوری طرح عمل کیا، اور قرآن کریم کے احکام پر کاربند رہے، اور یہ قرآن کریم کسی شک وشبہ کے بغیر صدیوں کا معجزہ، زمانے کی نشانی، سعادت کا دفتر، عدل وانصاف کا آئین اور فضیلت و بزرگی کا داعی اور ہر نکمی خصلتوں سے سختی سے روکنے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو کوئی کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے، اس کی واضح نصیحتوں اور راست و درست ہدایات پر عمل کرتا ہے، یہ شخص آپ اپنی ذات کے ساتھ باسعادت ہوتا ہے، اور اس کا پورا خاندان، اس کا سماج اور اس کی پوری قوم باسعادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خوش نصیب ہوتی ہے اور اس طرح یہ پورا معاشرہ ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ستائش کے لائق ہوتا ہے، جبکہ دوسرے لوگ سرکش، گھمنڈی اور کینہ پرور ہوتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ وصیت یاد دلائی ہے، جس میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو دلسوزی کے ساتھ نصیحت فرمائی، اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کی ہدایت بخشی، پھر قرآن پاک کے اندر لفظ کے عموم کا اعتبار ہے، اسباب کے خصوص کا اعتبار نہیں ہے، گویا یہاں اس محاورے پر عمل ہوتا ہے کہ ؎

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب ✦ گرہ کشا ہیں نہ رازی نہ صاحب کشاف

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳)	اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا بیشک شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

اس برگزیدہ ہستی نے اپنے فرزند کو شرک سے منع فرمایا اور اس کے عواقب اور انجام سے ڈرایا، کیونکہ یہ اتنا عظیم جرم ہے جس سے اعمال اکارت جاتے ہیں،

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدۃ: ۷۲)	اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں، (۱) شرک اکبر (۲) شرک اصغر

شرک اکبر یہ ہے کہ آدمی، قبر، پیر، فقیر، ولی، فرشتہ، درخت، پتھر یا کسی اور کو پکارے اور اپنی حاجتوں کی تکمیل کے لئے یا مصیبت کے ازالہ کے لئے ان کا وسیلہ ڈھونڈے، یہ اتنا بڑا شرک ہے جس کی بخشش نہیں ہوگی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پکارنا اور دعا کرنا بھی ایک عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے، اور جس نے غیر اللہ کی طرف اس عبادت کے رخ کو پھیرا، اس نے اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ شرک کیا، لہٰذا ایسے تمام لوگ جو مُردوں کو پکارتے ہیں، ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں اور مرد و زن مل کر ان کی قبروں پر بھیڑ لگاتے ہیں، وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے والے سمجھے جائیں گے، کیونکہ شرک اعتقادی، قولی اور عملی تینوں قسم کا ہوتا ہے۔ ان کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (الاحقاف، ۵، ۶)

اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو پکارنے کی خبر بھی نہ ہو، اور جب سب لوگ جمع کر دیئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور وہ ان کی عبادت ہی سے انکار کر بیٹھیں گے۔

پھر فرمایا:

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (لقمان: ۱۶)

بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین میں چھپا ہو تو اللہ اس کو قیامت کے دن حاضر کر دے گا، بلاشبہ اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔

اس آیت میں اس حقیقت کی آگاہی درج ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اپنے بندوں کا احاطہ کئے ہے اور ان کا کوئی حال یا عمل اللہ پر مخفی نہیں ہے، کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ ایسا چیونٹی کی اس آہٹ سے بخوبی واقف ہے جو کسی اندھیری رات میں کسی سنگی چٹان پر اس کے چلنے سے نمودار ہو، اور ہر اوجھل چیز اس کے لئے گویا سامنے موجود ہے اور ہر چھپی شے اس کے لئے برملا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الملك : ۱۳، ۱۴)	اور تم لوگ خواہ چھپا کر بات کہو یا پکار کر (اس کو سب خبر ہے) بلاشبہ وہ دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے، بھلا جس نے پیدا کیا کیا وہ تمہارے حالات کو نہیں جانتا وہ باریک بیں (اور) باخبر ہے۔

اور ــــ " احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت تم اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اسے نہ دیکھو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے " (مسلم، بروایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الشعراء : ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰)	جب تم تہجد کی نماز میں کھڑے ہوتے ہو تو وہ تم کو دیکھتا ہے اور نیز نمازیوں کے ساتھ تمہاری نشست و برخاست کو بھی دیکھتا ہے، بیشک وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مسجد حرام میں تین افراد اکٹھا ہوئے، دو قریشی اور ایک ثقفی، یا دو ثقفی اور ایک قریشی یہ بڑے لحیم شحیم لیکن عقل کچھ کم رکھتے تھے، اتنے میں ایک نے دوسرے سے کہا، تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا اللہ ہماری باتیں سنتا ہے، پہلے نے کہا، جب ہم زور سے کہتے ہیں تو سنتا ہے، لیکن آہستہ کہتے ہیں تو نہیں سنتا، دوسرے نے کہا، اگر زور سے کہنے پر سنتا ہے، تو آہستہ کہنے پر بھی ضرور سنے گا، تب یہ آیت نازل ہوئی،

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الملك : ۱۴)	بھلا جس نے پیدا کیا کیا وہ تمہارے حالات کو نہیں جانتا وہ باریک بیں (اور) باخبر ہے۔

اذا ما خلوت الدهر يوما فلا تقل خلوت ولكن قل علي رقيب

زمانہ میں کسی دن جب تنہا رہو تو یوں مت کہو کہ میں تخلیہ میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ مجھ پر ایک نگران ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا تحسبن الله يغفل ساعة ولا ان ما يخفى لديه يغيب

ہرگز یہ نہ سمجھو کہ اللہ ایک ساعت بھی کبھی غافل ہوتا ہے، اور یہ نہ سمجھو کہ اس سے کوئی شی اوجھل ہے اور وہ اس سے مخفی ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، وہ ذات پاک ہے جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے، مشہور بحث کرنے والی خاتون ؛ خولہ بنت ثعلبہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اس وقت میں گھر کے ایک گوشہ میں اس کی کچھ باتیں سن رہی تھی، جبکہ بعض باتیں مجھ پر مخفی تھیں، ابھی یہ خاتون اسی جگہ پر تھی کہ اللہ نے اس کی شکایت کو سن لیا، اور یہ آیت نازل فرمائی :-

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (المجادلة : ۱)

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی تھی، اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، بلاشبہ وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے [1]

پھر فرمایا :-

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان : ۱۷)

بیٹا نماز کی پابندی کر اور لوگوں کو اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دے اور بری باتوں سے روک اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

---

[1] نسائی، ابن ماجہ، بخاری نے تعلیقاً اس کو ذکر کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے انھیں پابندی نماز کا حکم فرمایا اور تاکید فرمائی کہ وہ نمازیں ٹھیک ٹھیک، ٹھہر ٹھہر کر، رکوع، سجدہ اور قیام خشوع خضوع سے ادا کریں، کیونکہ یہی نماز کا جوہر ہے، اور خشوع کے بغیر نمازیں پڑھنا گویا ایسا ہے، جیسے بے روح کا لاشہ ہو، اور وہی مومن کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھتے ہوں، اس لئے کہ نمازوں کا ایک میزان ہے، جس سے انھیں تولا جاتا ہے، جس نے انھیں پورا کیا، اللہ انھیں پورا اجر دیتا ہے۔ ان کی نمازیں بلند ہوتی ہیں، ان کے اندر نور پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے ادا کرنے والوں سے کہتی ہیں کہ جیسے تم نے میری حفاظت کی اللہ تمہاری بھی حفاظت فرمائے مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نماز کا وجود قدیم شریعتوں میں تھا، اور جیسے ہم پر نمازیں فرض ہیں، ہم سے پہلے کی قوموں پر بھی یہ اسی طرح فرض تھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا،

سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز کے اندر بھی چوری کرے، کسی نے عرض کیا، بھلا نماز کے اندر کیونکر چوری کی جاسکتی ہے، آپ نے فرمایا: نماز کی چوری یہ ہے کہ اس کے رکوع سجدوں کو پورا پورا ادا نہ کیا جائے۔

(احمد، حاکم، اور بقول عراقی، ابوقتادہ کی حدیث سے انھوں نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے یوں ہی احمد، طبرانی اور ابن خزیمہ نے ان الفاظ کے ساتھ اس کو نقل کیا، بدترین افراد وہ ہونگے ..... از افادات منذری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے رکوع سجدہ اطمینان سے ادا نہیں کرتا، آپ نے اس سے فرمایا، تم نے نماز نہیں پڑھی اس لئے جاؤ پھر سے نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی ایسا انھوں نے تین بار کیا" (صحیحین بروایت ابوہریرہ)

جب کوئی شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے تو وہ براہ راست اللہ کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "آدمی اور کفر و شرک کے درمیان (حد فاصل)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ہے " (مسلم۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ بروایت جابر) جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا، نیز فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے، جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا، نیز فرمایا:

ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے، جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا،

(احمد ابوداؤد، نسائی، ترمذی، بروایت بریدہ آخر الذکر نے اس کو حسن صحیح کہا ہے، ابن ماجہ، صحیح بن حبان، حاکم، نیز انھوں نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس کی کوئی علت کا علم نہیں ہو سکا)

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا، اللہ رب العزت اس سے بری الذمہ ہوا، (احمد، اور طبرانی نے کبیر میں اس کو نقل کیا، اور اگر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد منقطع ہونے سے محفوظ رہی تو ان کی یہ روایت بھی صحیح ہے، کیونکہ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر نے حضرت معاذ سے نہیں سنا، اور طبرانی کی اوسط والی اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں، بالخصوص ایسی روایتوں میں جو متابعات میں سے ہوں۔ اور شرک، ماں باپ کی نافرمانی، شراب نوشی اور بے حیائیوں کے ترک کے سلسلہ کی یہ ایک طویل حدیث ہے۔)

یہ بھی منقول ہے کہ جس نے نمازیں نہیں پڑھیں، دین کے اندر اس کا کوئی حصہ نہیں، اور دین میں نماز کو وہی اہمیت اور مقام حاصل ہے، جو بدن کے اندر جسم کو ہے، اسی لئے سلف نماز کو میزان کہتے تھے، اور کسی فرد بشر کی دین داری زیر بحث آتی تو سب سے پہلے اس کی نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بابت سوال کرتے، اگر انھیں بتایا جاتا کہ وہ شخص پنج وقتہ نمازیں باجماعت پابندی سے ادا کرتا ہے تو سمجھ لیتے کہ وہ دین دار ہے، اور اگر معلوم ہوتا کہ اس شخص کی زندگی میں نماز کا کوئی حصہ نہیں تو وہ جان لیتے کہ فلاں شخص بے دین ہے، اس کے اندر ادنیٰ دین داری نہیں پائی جاتی، اور وہ خیر سے دور اور ہر برائی کے لائق ہے، اور جس کے اندر برائی ہی برائی ہو وہ کسی اور کو بھلائی کیونکر دے سکتا ہے اس لئے کہ ہر برتن سے وہی کچھ گرتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ	اگر انھوں نے توبہ کی، نمازوں کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

(التوبۃ : ۱۱)

اس میں شک نہیں کہ نماز ہر شرافت اور بزرگی کی جڑ ہے اور ہر بری اور نیچی خصلتوں سے روکنے والی ہے، نماز سے خدائے بزرگ و برتر کی یاد آتی ہے، برائی اور بے حیائی کا انسداد ہوتا ہے، رزق کے دروازے کھلتے ہیں، پیچیدہ کام آسان ہوتے ہیں اور رنج و غم کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ	اور صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو، اور وہ بلاشبہ گراں ہے مگر ان لوگوں پر جو عاجزی کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں اپنے پروردگار سے ملنا ہے اور بالآخر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(البقرۃ : ۴۵، ۴۶)

آخرت پر ایمان جزا و سزا پر یقین اور نیک اعمال سے دلوں کو تقویت ملتی ہے اور فرض نمازوں اور دیگر عبادات کے لئے جسم سرگرداں اور چست ہوتا ہے اور نمازیں نفس پر گراں نہیں گذرتیں بلکہ آسان اور ہلکی پھلکی نظر آتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا :

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمٰن ۱۷)

اور لوگوں کو اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دے اور بری باتوں سے روک اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

یعنی معروف کا حکم دے، اور معروف وہ ہے جسے عقل سلیم، اور فطرت مستقیم مستحسن قرار دے، اس کے اندر خیر اور اطاعت کے تمام کام شامل ہیں، اور منکر سے باز رکھے منکرات کے اندر ایسے تمام کام داخل ہیں جن کا عقل سلیم اور فطرت مستقیم راست انکار کرے، " امر بالمعروف " دین کے واجبات اور فرائض میں سے ایک ہے، اور رب العالمین کی عبادت کی ایک صورت ہے، نیز یہ اللہ کی راہ میں جہاد کی ایک شکل ہے، اور جہاد اسلام کا کوہان ہے، اور یہ صحیح ہے کہ نکو کار اگر خطا کار کو منع نہ کرے تو وہ بھی اس کے جرم میں برابر کا شریک ہے، اور اگر برائی کو روک دیا جائے تو اس سے برے کاموں میں کمی آئے گی، ان کی اشاعت اور حوصلہ افزائی نہیں ہوگی، اور اگر معصیت پس پردہ ہو تو صرف اس کے کرنے والے پر اس کا اثر مرتب ہوگا، لیکن اگر برائی رونما اور اس کے ازالہ کی تدبیریں نہ کی جائیں، تو عامۃ الناس کی اس خاموشی کی وجہ سے انھیں بھی اس کی مضرت لاحق ہوگی۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبۃ ، ۷۱)

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر اس لئے لعنت کی گئی کہ وہ ایک دوسرے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان برے کاموں سے نہیں روکتے تھے، جو وہ کرتے تھے، اور یہ وہ بہت برا کام کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہیں نیکیوں کا حکم دینا چاہئے اور برائیوں سے روکنا چاہئے، اور نادان کا ہاتھ پکڑ کر اسے راستی اور حق کے راستہ پر گامزن کرنا چاہئے ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب نازل فرمائے گا۔ جس کے بعد تم اگر دعائیں بھی مانگو گے تو تمہاری دعائیں قبول نہیں ہونگی۔"

(ابوداؤد، ترمذی۔ بروایت ابن مسعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان فرمائی ہے، اسے بھی بغور سننا چاہئے، آپ نے فرمایا:

اللہ کی حدود کو قائم کرنے والے یعنی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روک دینے والے کی مثال اور اس کی حدود کو توڑ دینے والے یعنی برائی کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک قوم نے ایک کشتی میں سوار ہونے کے لئے قرعہ ڈالا، چنانچہ بعض کے حصہ میں اوپر بیٹھنا نکلا، اور بعض کو نیچے بیٹھنا نصیب ہوا، نیچے والوں نے جنھیں پانی لینے کے لئے اوپر جانا پڑتا تھا، یہ سوچا کہ کیوں نہ ہم تہہ خانے ہی میں کوئی سوراخ کرلیں، اور یہیں سے پانی نکال لیا کریں، تاکہ ہمیں اوپر نہ جانا پڑے، اب یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر انھوں نے اپنی تدبیر پر عمل کیا تو کشتی اور کشتی والے سب ڈوب جائیں، ــــ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اوپر والوں نے قوت کے ساتھ نیچے والوں کو ہاتھ پکڑ کر منع نہیں کیا، اور اس حرکت سے باز نہیں رکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو خود بھی ڈوبیں گے ، اور انھیں بھی لے ڈوبیں گے ، اور اگر انھیں
باز رکھا اور منع کیا ، تو خود بھی محفوظ رہیں گے اور دوسروں کو بھی بچا
لیں گے ۔ (بخاری و مسلم ، بروایت نعمان بن بشیر)

یہ مثال ، واقعات اور حقائق کے عین مطابق ہے ، اور واقعہ یہ ہے کہ منکرات کا غلبہ ہو ، اور ان کا انسداد نہ کیا جائے تو ان کے اثرات ہر نیک و بد پر پڑ کر رہیں گے ۔

جن لوگوں کو اللہ نے عبرت کی نگاہ بخشی انھیں ایسے تمام ملکوں کا جائزہ لینا چاہئے ، جہاں کبھی اسلامی حکومت قائم تھی ، لیکن آگے چل کر یہ بساط الٹ گئی اور وہاں کے عوام کے اندر کفر اور فسق و فجور کا بازار گرم رہا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے عام غفلت برتی گئی ، دیکھنا چاہئے کہ آج وہاں کے باشندوں کا کیا حال رہا ؟ ان کے اندر کون سے نقائص اور جہالت کی کیسی کیسی شکلیں پیوست ہوئیں ، کفر اور عقائد ، اخلاق اور کردار کے بگاڑ نے ان کی کیسی درگت بنائی ، یہاں تک کہ آج ان کی حالت جانوروں سے بدتر ہے ، یہ سڑکوں پر ایک دوسرے کا گلہ کاٹتے ہیں ، روزہ نماز اور نیکی ، بدی کی انھیں کوئی خبر نہیں اور نہ نیکی اور حق کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور نہ ہی بدی سے گریز کرتے ہیں ۔

اور اس کی وجہ درحقیقت یہ ہے کہ جب دل برائی کا خوگر ہوتا ہے اور آنکھ بار بار برائیوں کا مشاہدہ کرتی ہے ، تو دل کے اندر سے برائی کا احساس رفتہ رفتہ ختم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ دل برائی کو برائی تصور نہیں کرتا ، نہ ذہن کے اندر کسی معصیت کے معصیت ہونے کا وہم گذرتا ہے ، کیونکہ برائی کو اپنانے کی وجہ سے دل کا نور بجھ جاتا ہے ، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بار بار مس کرنے سے حس مردہ ہو جاتی ہے ، اور بعینہٖ اخلاق کی مردنی کی وجہ یہی ہے ، اور فرد کی طرح قوموں کا حال بھی یہی ہے چنانچہ قومیں اپنے اخلاق کی وجہ سے برقرار اور ثابت قدم رہتی ہیں اور اگر ان کے اخلاق بگڑ گئے تو قوموں کے پیر بھی اکھڑ جاتے ہیں ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران، ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جنھیں لوگوں کے لئے برپا کیا گیا۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، اور برائیوں سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان لاتے ہو،

جب لوگوں کے اندر سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اسپرٹ نکل جائے تو یہ افراد بھی خیر سے محروم ہو جاتے ہیں، اور بدترین لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، پھر فرمایا،

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان، ۱۷)

اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے کی آزمائش ناگزیر ہے، اور اسے اذیت اور تکلیف سے ضرور ہی دوچار ہونا پڑتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف محض اس لئے تشریف لے گئے، تاکہ وہاں کے باشندوں کو خدا کا پیغام سنائیں، اور بنو ثقیف کو اپنی تائید اور نصرت کے لئے آمادہ کریں تو ان لوگوں نے اوباش اور غنڈوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا، چنانچہ انھوں نے آپ پر پتھروں کی بارش برسا کر آپ کو لہولہان کر دیا، آپ پر فقرے کسے، اور دیوانہ اور جادوگر کہا، آپ حد درجہ افسردہ اور غمزدہ ہو کر واپس تشریف لائے، وادی نخلہ آئے تو وہیں ایک گوشہ میں نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی،

اے اللہ! میں اپنی کمزوری کا گلہ، اپنی بے تدبیری اور لوگوں کی نظروں میں اپنی ذلت کا شکوہ بس تیرے ہی سامنے کرتا ہوں، تو کمزوروں کا پروردگار ہے، اور تو ہی میرا پروردگار ہے، تو مجھ کو کس کے حوالہ کرتا ہے۔ ایسے دوست کے جو مجھ سے بیزار ہے، یا کسی ایسے کے جو میرا دشمن ہے اور اسی کے حوالہ تو نے میرا فیصلہ کیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہ ہو تو اس کے بعد مجھ کو کسی بات کی کوئی پرواہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، لیکن پھر بھی تیری جانب سے عافیت میں میرے لئے بڑی گنجائش ہے، میں تیری اس کریم ذات کے نور کے وسیلہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جس سے سب آسمان اور زمین جگمگا رہے ہیں اور سب تاریکیاں روشن ہیں، اور جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کے کام درست ہیں، اس بات سے کہ تو مجھ پر غصہ ہو، یا مجھ سے خفا ہو، اور خفا ہونا تجھ کو زیبا ہے، یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، تیری مدد کے بغیر ہم میں نہ کوئی قوت ہے، اور نہ طاقت ہے۔ (صحیح مسلم)

پھر فرمایا :-

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ — اور لوگوں کے سامنے اپنے گال مت پھلا۔

(لقمن : ۱۸)

یعنی ان کے سامنے تکبر مت کرو، کیونکہ لوگوں کے خلاف جو لوگ اتراتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل و خوار کرتا ہے اور اترانے والوں کو قیامت کے دن ذروں کی شکل میں اس طرح اٹھایا جائے گا کہ لوگ انھیں اپنے پیروں کے نیچے روندیں گے، یہ اسی لئے کہ دنیا میں جب یہ لوگوں کے سامنے اتراتے تھے تو لوگ انھیں ذروں کی طرح ان کو ذرہ بے مقدار تصور کرتے تھے۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

سنو ! کیا میں تمہیں سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں، انھوں نے عرض کیا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا : تم میں سب سے بہتر وہ ہیں، جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، جو گوشہ نشین ہوں، خود اوروں سے محبت کرتے ہوں، اور دوسرے ان سے محبت کرتے ہوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنو ! کیا میں تمہارے برے لوگوں کی بابت تمہیں نہ بتاؤں ، انھوں نے عرض کیا ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں ، جو چغلخوری کرتے ہیں ، دوستوں کو دوستوں سے جدا کرتے ہیں ، اور پاک دامن لوگوں کے دامن کو آلودگیوں سے داغدار کرتے ہیں۔

(طبرانی)

واذا اردت شریف الناس کلهم فانظر الی ملك فی زی مسکین

لوگوں میں سب سے شریف آدمی کو دیکھنا چاہو تو کسی بادشاہ کو دیکھو ، جس نے فقیرانہ لباس پہن رکھا ہو ،

هذا الذی حسنت فی الناس سیرته وذاك یصلح للدنیا و للدین

لوگوں میں تنہا یہی وہ شخص ہے جس کی سیرت بہترین ہے ، اور جو دنیا اور آخرت میں صلاح و فلاح کے لائق ہے ۔

پھر فرمایا :-

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ

اور زمین پر اترا کر مت چل بیشک اللہ اترانے والے (اور) فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ، اور اپنی چال میں اعتدال رکھ اور اپنی آواز کو پست رکھ بلاشبہ آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے ۔

(لقمان ، ۱۸ ، ۱۹)

مرح یعنی فخر و تکبر ، حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو چال ڈھال میں میانہ روی کی تلقین فرمائی غور و فکر کی تعلیم دی ، اور لائق اعتنا چیزوں سے بھی گریز کرنے کا حکم دیا ، بالخصوص موجودہ زمانے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ سیر و سیاحت کے لئے نت نئی آہن پوش کاروں اور سواریوں کے نتیجہ میں قسم قسم کے خطرات اور تکلیفیں روز افزوں ہیں، اور اسی جلد بازی اور غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے عام طور پر یہ سواریاں اور کاریں الٹ جاتی ہیں، یا ٹکرا جاتی ہیں، اور یہ محض برق رفتاری اور سرعت کا نتیجہ ہے، جو دلوں میں بسا ہوا ہے، کسی شاعر نے کہا ہے:

قد یدرك المتأنی بعض حاجته وقد یکون مع المستعجل الزلل

سنجیدہ اور غور و فکر کرنے والا بسا اوقات اپنی بعض ضرورتوں کو پالیتا ہے، جبکہ جلد باز کبھی ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے

کسی شخص کی کامل عقل اور سنجیدگی کا اندازہ دوسرے لوگ اس کی میانہ روی اور معتدل مزاجی سے کرتے ہیں، جبکہ کم عقلی، زود رنجی اور تنک مزاجی کا اندازہ بھی اسی تیز رفتاری اور جلد بازی سے کیا کرتے ہیں اور اس کی یہ حرکت خود اس پر اور دیگر لوگوں پر مصیبت بن کر آتی ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبد القیس سے کہا تھا، تمہارے اندر دو عادتیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے بردباری اور سنجیدگی، انھوں نے عرض کیا الحمد للہ! اللہ کا شکر و احسان ہے جس نے میرے اندر دو ایسی فطرت ودیعت فرمائی جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

لہٰذا ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہئے، اپنے فرائض کی کما حقہ نگہداشت کرنی چاہئے اور اگر ہم مومن ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی ہمیں اطاعت کرنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے حقوق

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے فضل وکرم سے نیکیوں اور نیک کاموں کی تکمیل ہوتی ہے، اور اس کی عبادت پر عمل درآمد سے زندگی خوشگوار ہوتی ہے، خیر وخوبی کا فیضان اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ہماری یہ شہادت قول وعمل اور نیت کے اندر پُرخلوص ہے، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ آیات ومعجزات کے حامل ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے باکمال اور صاحب فضل اصحاب کرام اور اہل بیت عظام پر، اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

(النساء ۱)

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی پہلے) اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے بہت سے مرد و عورتیں (پیدا کر کے زمین پر) پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے رہو، اور قرابت کے بارے میں بھی ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے حال کا نگراں ہے۔

خدائے بزرگ وبرتر نے بجا ارشاد فرمایا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس گھڑی پیدا فرمایا، آپ یکہ و تنہا تھے، آپ کے ساتھ کوئی ہمنشیں یا انس و محبت کرنے والا نہیں تھا، چنانچہ اس پورے عرصہ میں آپ ادھر ادھر یوں ہی پھرا کرتے یا تنہائی میں وحشت زدہ اور اکتاہٹ کا شکار ہوتے تھے، آپ کے دل کو قرار نہیں تھا، نہ اہل و عیال یا کوئی گھر تھا، جہاں آپ کو کچھ سکون ملتا، اسی مجبوری، رنجوری اور کبیدہ خاطری کے عالم میں ایک مرتبہ جب آپ گہری نیند سو گئے تھے، اور آپ کو ذرہ برابر احساس بھی نہیں ہوا، اللہ نے اوپر والی پسلی سے آپ کی اہلیہ حضرت حواء کو ایک پوری عورت کے روپ میں پیدا کیا، جن سے آپ کو سکون، انس اور طمانیت نصیب ہوئی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (الروم: ۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں، تاکہ ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی،

اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورتوں کی بابت بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرو، دراصل انھیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے، اور اگر اس کجی کے باوجود تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اٹھا سکتے ہو، اور اگر سیدھا کرنے گئے تو اسے توڑ دو گے اور توڑ دینا طلاق دیدینا ہے۔ (اس روایت کا کچھ حصہ بخاری و مسلم میں بہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہے)

شادی کرنا انبیاء کرام کی سنت ہے، انسانی ضرورت کا اہم ترین جز اور نسل کی افزائش کا ناگزیر سبب ہے، جبکہ تجرد کی زندگی گذارنے والے بدترین زندگی گذارتے ہیں، اور ان کی موت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بدترین موت ہوتی ہے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر تین آدمی آئے ، اور آپ کی عبادت کے بارے میں استفسار کیا، جب انھیں بتایا گیا، تو آپ کی عبادت انھیں کچھ کم محسوس ہوئی، اس لئے انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے بھلا ہمارا کیا موازنہ ہوسکتا ہے۔؟ پھر ان میں سے ایک نے کہا، اب تو میں رات رات بھر تہجد میں گذاروں گا اور کبھی نہیں سوؤں گا، دوسرے نے کہا، میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا، اور کبھی روزہ نہیں توڑوں گا، تیسرے نے کہا، میں عبادت کے لئے تجرد کی زندگی گذاروں گا، اور عمر بھر عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے فرمایا: رہا میں تو میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا اور پرہیزگاری کی زندگی گذارتا ہوں، لیکن میں نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، روزے رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں ۔! (بخاری ومسلم ونسائی بروایت انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ عبادت کے لئے مجرد رہنا اور شادی بیاہ اور اہل وعیال سے کٹ جانا نہ شریعت کا فیصلہ ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور آپ نے فرمایا ہے۔

اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو تم اس سے نکاح کرادو، کیونکہ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بڑا فتنہ اور زبردست فساد رونما ہوگا، (ترمذی بہ روایت ابوہریرہ رضؓ)

نیز یہ بھی روایت ہے کہ

تین چیزوں میں تاخیر مت کرو ۱۔ نماز میں جب اس کا وقت آجائے، ۲۔ جنازہ دفن کرنے میں جب وہ سامنے آجائے، اور بیوہ عورت جب اسے کفو میسر آئے، (یعنی مناسب رشتہ آجائے) (ترمذی حاکم، بروایت علی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذیؒ نے کہا کہ یہ متصل نہیں، نیز ان کے علاوہ نے بھی اس کے ضعیف ہونے کی صراحت کی ہے)

لہٰذا جس شخص کو بوقت نکاح صالح دین دار بیوی میسر آئے اسے جان لینا چاہئے کہ عظیم سعادت اسے نصیب ہوئی، اور دنیا خود ایک سرمایہ اور پونجی ہے اور سب سے بہترین سرمایہ ایسی نیک بیوی ہے جسے جب بھی دیکھے اسے خوشی نصیب ہو، جب کوئی حکم دے، وہ اس کی اطاعت کرے، اس کی نظروں سے اوجھل رہے تو اپنے شوہر کے مال اور خود اپنی حفاظت کرے،

اس نعمت کے حصول پر واجب ہے کہ شوہر ایسی بیوی کے ساتھ دستور کے مطابق برتاؤ کرے اکرام و احترام کے ساتھ بہتر اخلاق اور میٹھی زبان کے ساتھ اس سے برتاؤ کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مومنوں میں کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر ہوں، (ترمذی، صحیح ابن حبان بروایت ابوہریرہ باسناد صحیح)

نیز فرمایا:

دو کمزور کی بابت اللہ سے ڈرو، عورت، اور یتیم (بیہقی نے شعب میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ "بیوہ عورت، اور یتیم بچہ" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی وفات کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے یہی فرمایا:۔

معاویہ بن حیدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے حقوق یہ ہیں کہ جب تم کھاؤ انھیں بھی کھلاؤ، تم پہنو تو انھیں بھی پہناؤ، ان کے چہروں پر مت مارو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں برا بھلا مت کہو، اور انھیں گھروں میں ہی چھوڑ دو "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ نبوت پر کچھ عورتیں آئیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کر رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر فرمایا، آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بہت ساری خواتین آئیں، جو اپنے شوہروں کے بارے میں شکایت کر رہی تھیں، یہ تم میں کوئی اچھے لوگ نہیں ہیں۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

دانشوروں کا قول ہے کہ عورتیں شریف مردوں پر غلبہ رکھتی ہیں، جبکہ کمینے خود ان پر چھائے رہتے ہیں، اور کوئی شریف آدمی کبھی بدلہ نہیں لیتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

کوئی مومن کسی ایمان والی بیوی سے بغض نہ رکھے، اس لئے کہ اگر ایک عادت اس کی ناگوار ہوگی تو دوسری عادت ضرور پسندیدہ ہوگی، (مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ لعنت ملامت اور گالی گلوچ کا برتاؤ کرتے ہیں، ان کے ماں باپ کو گالی دیتے ہیں اور ان پر تہمت رکھ کر ان کی بے عزتی کرتے ہیں، ایسے لوگ سب سے شریر لوگ ہوتے ہیں، جن کی طبیعت اور اخلاق میں بگاڑ ہوتا ہے، اور ان کے اخلاق میں بگاڑ ہونے کی وجہ سے ان کی اولاد بھی بگاڑ کا شکار ہوتی ہے۔

رہے وہ لوگ جو بہتر ہیں، وہ اپنی زبان اور اپنے آپ کو پاکیزہ رکھتے ہیں، اپنے حسب نسب کو بدسلوکی اور بدزبانی سے بچاتے ہیں، اپنی بیویوں کے ساتھ اکرام و احترام اور شیریں کلامی کا معاملہ کرتے ہیں، ان کے ساتھ خوشگوار زندگی گذارتے ہیں، ان کی خانگی معاشرت لائق رشک ہوتی ہے، اہلیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ میل جول، صلح صفائی اور حسن اخلاق کا برتاؤ کرتے ہیں، گھروں میں جاتے ہیں تو انھیں سلام کہہ کر اندر جاتے ہیں، اور سلام بھی الفت و محبت عام کرنے کا ایک سبب ہے، جس سے گھر کے اندر خیر و برکت اور رافت و رحمت پھیلتی ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے گھر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو، اس سے تم اور گھر والوں پر برکتوں کا نزول ہوگا "

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے بغض رکھتے ہیں، انھیں اذیت پہونچاتے ہیں، انھیں اس لئے مارتے ہیں تاکہ عاجز آکر وہ انھیں روپیہ دیں اور وہ ان سے خلع کرلیں کبھی ان کا نان ونفقہ بند کرتے ہیں، بسا اوقات ان خواتین کے ساتھ ان کے انھیں شوہروں سے پیدا ہونے والے بچے ہوتے ہیں، جو ان کا دودھ پیتے ہیں، یا ایسے بچے ہوتے ہیں، جن کا خرچ ان کے اوپر ہوتا ہے، لیکن یہ انھیں چھوڑ دیتے ہیں، اور ان کے ساتھ حسن سلوک تک نہیں کرتے، ظاہر ہے ان کی یہ حرکت حرام ہے اور سب سے بڑا بڑا ظلم ہے اور کمینہ خصلت اور نیچ آدمی ہی اس قسم کی جسارت کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (البقرۃ: ۲۳۱)

تو انھیں دستور کے مطابق یا تو نکاح میں رہنے دو یا ان کو قاعدے کے مطابق چھوڑ دو، اور اس ارادے سے انھیں نہ روکو کہ بعد میں ان پر زیادتی کرنے لگو، اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کریگا،

کسی شخص کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جن کے اخراجات اس کے اوپر ہوں یہ انھیں غارت کردے (ابوداؤد، نسائی، حاکم، البتہ آخر الذکر نے (من یعول، جن کا وہ کفیل ہو) کا اضافہ کیا ہے، اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

اور عورت کا بھی یہ فرض ہے کہ اپنے شوہر کا اکرام و احترام کرے، ناگوار یا نازیبا کلمات اس کے سامنے نہ کہے، گالی گلوچ، یا لعن طعن اس پر یا اس کے گھر والوں پر نہ کرے، اور ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بچے جو اسے بگاڑنا چاہتے ہیں، اس کی عصمت و عزت کو پامال کرنا چاہتے ہیں، یا اس کی بیٹیوں کی عزت پر بٹہ لگانا چاہتے ہیں، پھر خواتین کی آغوش ان کی آنے والی نسلوں کے لئے درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہے، اب یہ عورت کا کام ہے کہ وہ اپنی اس درس گاہ کو ایسی صالح اور درست بنائے جہاں سے صالح اور نکوکار لڑکے اور لڑکیاں نکلیں، یا اسے اس طرح بگاڑ دے، کہ اس کی زیر تربیت لڑکے لڑکیاں، سب بگڑ کر رہ جائیں، عورت کا یہ فرض ہے کہ اپنی اولاد کو وضو کا حکم دے، وقت آنے پر نماز کے لئے کہے، یوں ہی لڑکیوں کو بھی اچھی تربیت دے، انھیں ساتر اور پورا لباس پہنائے، جس سے ان کا بدن اچھی طرح ڈھک جائے، ایسا تنگ یا چھوٹا لباس نہ پہنائے جس سے ذلت اور حقارت کا احساس پیدا ہو، اور انھیں ننگ و عار اور شرم محسوس ہو، ایسا لباس بھی کافروں اور مشرکوں کا ہے، جس سے عورت کا ہاتھ بغل تک نظر آتا ہو، پیر پنڈلی تک دکھائی دیتا ہو، یوں ہی سر، گردن اور گلا سب صاف اور نمایاں ہو، اور یہ وہی زینت دکھانے کا لباس ہے جس سے اللہ نے کتاب مبین میں منع فرمایا ہے، اس قسم کی پوشاک انگریزوں کے اندھے مقلدین کی بھی من پسند پوشاک ہے، جن کی گرفت اپنے دین پر کمزور ہو چکی ہے، ان کی عورتیں زیب و زینت کے طور پر ایسے چست اور تنگ لباس زیب تن کرتی ہیں، جس سے ان کا عضو عضو تھرکتا اور جھلکتا ہے، اور وہ کپڑا پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخی عورتوں کی ہیئت کذائی بھی اسی قسم کی بتائی کہ وہ کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہونگی، خود بھی مائل ہوں گی اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں گی، ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔۔۔

اور اللہ ان انصار اور مہاجر خواتین پر بیش از بیش رحم و کرم فرمائے، جن کی بابت یہ ارشاد باری نازل ہوا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ (الاحزاب: ۵۹)

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلیں تو) اپنی چادریں اپنے (سروں) پر (سے) لٹکا لیا کریں، یہ امر ان کے لئے موجب شناخت ہوگا، تو ان کو ایذا نہ دی جائے گی، اور اللہ بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے موٹی موٹی چادریں لے کر انھیں پھاڑ لیا اور اپنے سروں اور جسم پر ڈال کر اس طرح باہر نکلیں کہ پردہ پوشی کی وجہ سے کوئی انھیں پہچان تک نہ سکتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز باجماعت اور نماز کی مشروع ترکیب

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام ہو ، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جملہ مخلوقات کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اور انھیں اپنی توحید کو تسلیم کرنے اور اپنی بندگی کرنے کا حکم دیا نیز اس عمل کو بذات خود ان کے اوپر نافذ فرمایا، اور اس بات کا بھی پابند کیا کہ وہ اس عظیم ترین کاز کے لئے اپنے اہل وعیال اور اپنی اولاد میں کوشش کریں۔

اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کے اقرار کے بعد طاعت وعبادت کی بنیاد نماز ہے جو دین داری اور تمام تر امانت داری کا ستون ہے، اس سے فضیلت وبزرگی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، اور نیکی خصلتوں سے آدمی گریز کرتا ہے، خدا نے بزرگ وبرتر کی یاد دلوں میں تازہ ہوتی ہے، بے حیائی اور برائی سے بچا جاتا ہے، روزی کے دروازے کھلتے ہیں، معاملات آسان ہوتے ہیں۔ سینہ کھل جاتا ہے، رنج وغم کا ازالہ ہوتا ہے اور نماز وہ سب سے بڑا سہارا ہے، جس سے زندگی کی مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں، خیر وبرکت کو عام کیا جا سکتا ہے، ضرورتوں کی بآسانی تکمیل کی جا سکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریق کار یہ تھا کہ دنیا کا جب کوئی اہم معاملہ ان کے سامنے پیش آتا یا کسی سختی اور مصیبت میں وہ گرفتار ہوتے تو گھبرا کر نماز کی طرف لپکتے تھے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے :-

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو ،

(البقرۃ : ۴۵)

اس میں شک نہیں کہ نماز دنیا کی زندگی میں مومنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا :

تمہاری دنیا کی یہ چیزیں مجھے محبوب ہیں ، عورتیں اور خوشبو
اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔

(مسند احمد ، نسائی ، حاکم ، سنن بیہقی ، بروایت انس ، اس کی اسناد جید ہے)

یہ کل پانچ نمازیں ہیں ، جنھیں جملہ اوقات میں متفرق طور پر تقسیم کر دیا گیا ہے ، تاکہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان دیر تک رابطہ ٹوٹا ہوا نہ ہو ، جو لوگ ان نمازوں کی کامل نگہداشت کریں گے ، ان سے اللہ کا معاہدہ ہے کہ وہ انھیں جنت میں داخل کرے گا ۔ جملہ عبادات میں یہی عبادت سب سے پہلے فرض کی گئی ، جیسے یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کے دین سے سب سے آخر میں اسی چیز کا خاتمہ ہوگا ، چنانچہ جس کسی کی زندگی سے نماز جا چکی ہوگی اس کا دین اور اسلام سب کچھ ختم ہو چکا ہوگا ، اور کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ،

نماز خطاؤں کو کس طرح مٹا دیتی ہے ، اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک بھری پری نہر سے تشبیہ دی ، جس میں مسلمان دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے ، بھلا اس صورت میں اس کے بدن سے کچھ بھی میل کچیل باقی رہے گا ؟ (ہرگز نہیں !) بس نماز کی ادائیگی کا بھی یہی خاصہ ہے نیز فرمایا " پنج وقتہ نمازیں ، جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک کی ادائیگی ان کی درمیانی مدت کے لئے کفارہ ہیں ، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے ، (مسند احمد ، مسلم ، ترمذی ، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز کو " صلوٰۃ " کا نام اس لئے دیا گیا کہ یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان صلہ اور رابطہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کڑی ہے، نمازی اپنے رب سے پیہم وابستہ اور مربوط رہتا ہے، اس کے احسانات اور اس کے فضل وکرم سے جڑا ہوا ہوتا ہے، اور حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے رخ کو اپنے بندے کے رخ کے سامنے اس وقت تک کئے ہوتا ہے، جب تک کہ وہ نماز سے اپنی توجہ نہ پھیر لے۔ (احمد بروایت حارث اشعری)

اس لئے نماز کے افتتاح کی ایک صورت یہ ہے کہ یوں کہے،

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الانعام: ۷۹)

میں نے ساری مخلوق سے یکسو ہوکر صرف اسی ہستی کی طرف اپنا رخ کرلیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

نمازی درحقیقت اپنے رب کی نعمتوں اور اس کے فضل وکرم سے وابستہ ہوتے ہیں، جبکہ اس کے بالمقابل نماز نہ پڑھنے والا اپنے رب سے کٹا ہوا ہوتا ہے، اس کا شمار نہ حزب اللہ میں ہوتا ہے نہ خدا کے ولیوں میں وہ گنا جاتا ہے، اس سے مربوط اپنے رب سے جڑا ہوا، اور منقطع اپنے رب سے کٹا ہوا ہوتا ہے۔

اور جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے وہ صبح تک اللہ کی ذمہ داری کے تحت ہوتا ہے یوں ہی جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی، وہ شام تک اللہ کی ذمہ داری کے تحت ہوتا ہے۔

(ابن ماجہ، بسند صحیح، بروایت سمرہ)

نیز فرمایا:۔

جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی، گویا نصف رات تک اس نے تہجد کی نماز پڑھی، اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، گویا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے پوری رات تہجد کی نماز پڑھی ۔

(مسلم ابو داؤد ، بروایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

اور جو لوگ جان بوجھ کر نماز ترک کر دیتے ہیں ، غیر شعوری طور پر وہ کفر کے اندر جا پڑتے ہیں ، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" آدمی اور کفر کے درمیان (حد فاصل) نماز ترک کر دینا ہے ۔ جس نے نماز کو چھوڑ دیا ، اس نے کفر کیا ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :

ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے ، جس نے نماز کو ترک کر دیا ، اس نے کفر کیا ۔ (ترمذی ، بروایت بریدہ نیز انھوں نے اس کو حدیث حسن صحیح کہا ہے)

سلف صالحین نماز کو میزان کہتے تھے ۔ جب وہ کسی شخص کی دین داری پر بحث کرتے تو اول یہ سوال کرتے کہ وہ نماز کہاں تک پڑھتا ہے ؟ اگر ان سے کہا جاتا کہ وہ شخص نمازوں کی حفاظت کرتا ہے تو وہ اسے دین دار سمجھتے تھے ۔ اور اگر کہا جاتا کہ نماز قطعی نہیں پڑھتا ، تو جان لیتے کہ وہ دین دار نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ غیر دین دار آدمی ہر شرارت کے لائق اور ہر بھلائی سے دور ہوتا ہے ، اور جس کے اندر خیر کا کوئی جذبہ موجود نہ ہو ، وہ کسی اور کو بھلا خیر سے کیونکر نواز سکتا ہے ۔ کیونکہ ہر برتن سے وہی کچھ گرتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے ۔

اگر نماز ایک طرف مومنوں کے لئے راحت اور آسائش کا سبب ہے تو دوسری طرف منافقوں کے لئے یہ وبال جان ہے ، جو نماز پڑھ کر نہ ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ نماز چھوڑ کر کسی عذاب کا اندیشہ کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اسے مذاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (المائدۃ ۵۸)

اور کھیل بنا لیتے ہیں، کیونکہ یہ ایسی قوم ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔

اللہ نے اس گروہ کے اندر سے عقل سلیم ہونے کا انکار کیا کیونکہ کامیابی و کامرانی اور صلاح و فلاح کی پکار یعنی اذان کی آواز سن کر یہ اس آواز کو ان سنی کر دیتے ہیں، اور اس پر لبیک نہیں کہتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے،

"جسے کامیابی کی دعوت دی گئی، لیکن اس نے اس دعوت پر لبیک نہیں کہا، اس نے کسی خیر کا ارادہ نہیں کیا، نہ اس سے کسی خیر کی توقع ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والوں کو منافق گردانتے تھے، اور ایسا کہنے پر وہ چنداں گنہگار نہیں ہوتے تھے، جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا،

"جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ کل خدا سے بحالت اسلام اس کی ملاقات ہو، اسے ان پنجوقتہ نمازوں کی باجماعت حفاظت کرنی چاہئے کیونکہ یہ نمازیں سنن ہدیٰ ہیں، اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھ لی، جیسے پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے، اور اگر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے اور ہم نے دیکھا کہ باجماعت نماز سے کوئی ایسا ہی شخص پیچھے رہ جاتا تھا جو کھلا ہوا منافق ہوتا تھا۔"

بابرکت، برگزیدہ اور شریف ترین آدمی وہ ہے جس کا مقام و مرتبہ بھی سب سے بلند ہے کہ وہ کسی مجلس میں رونق افروز ہو، اس کے ساتھ اس کے ہم نشین دوست احباب اور اس کے فرزند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہوں۔ پھر انھیں نماز کے لئے اذان کی آواز سنائی دے، چنانچہ یہ شخص خوش خوش اٹھ کھڑا ہو، اور اپنے ہم مجلس لوگوں کو بھی نماز کے لئے ساتھ ساتھ لیتا چلے اور یہ سب کے سب اللہ کی کسی مسجد کا رخ کریں، جہاں فریضۂ خداوندی کو باجماعت ادا کیا جاتا ہے، ان کے چہروں پر نورانیت اور وقار کا نور چمک رہا ہو، ان کے چہروں پر جس کی نگاہ پڑ جائے اسے خدا یاد آجائے۔ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو خود بھی بابرکت ہیں، اور اپنے ہم نشینوں اور فرزندوں کے حق میں بھی برکت اور خیر کا باعث ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ	وہ وہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور
وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ	وہی لوگ عقل والے ہیں۔

(الزمر: ۱۸)

ان کے برعکس کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں، جو بزموں، قہوہ خانوں، انجمنوں اور فٹبال کے میدانوں میں براجمان ہوتے ہیں، اتنے میں اذان کی آواز آتی ہے، لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، ان میں سے کوئی نماز کے لئے نہیں اٹھتا، ان کی زبانوں پر لغو اور بے ہودہ کلمات جاری ہوتے ہیں، اور دلوں میں بے ہودگی بھری ہوتی ہے۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ	شیطان نے ان کو قابو میں کر لیا ہے اور ان کو
ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ	اللہ کی یاد بھلا دی ہے۔ یہ شیطان کا گروہ ہے
أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ	یاد رکھو شیطان کا گروہ ضرور نقصان اٹھانے
(المجادلة: ۱۹)	والا ہے۔

یشقی رجال ویشقی الاخرون بهم ویسعد الله اقواما باقوام

کچھ لوگ بدبخت ہوتے ہیں، ان کے ساتھ دوسرے بھی بدبخت ہوتے ہیں، جبکہ اللہ کچھ لوگوں کو دوسرے لوگوں کی وجہ سے بانصیب اور نیک بخت بناتا ہے۔

اس لئے ہمارا آپ کا فرض ہے کہ اپنے رب کے فرائض کی تعمیل کے لئے بذات خود کوشش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مجاہدہ کریں اور اپنی اولاد کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ نماز کے لئے انھیں لے جائیں، کیونکہ جس چیز کی محبت کو دل میں لے کر لڑکا جوان ہوتا ہے اس کی محبت بھی اس کے دل میں یوں ہی جوان رہتی ہے اس لئے بچہ کا ہاتھ پکڑ کر نماز کے لئے انھیں لے جائے، اس کے اس مجاہدہ سے نماز کی محبت بالضرور بچہ کے دل میں راسخ ہوگی جس سے وہ اپنے رب کا محبوب ہوتا ہے، عام خلائق کی بہ نسبت وہ خود خدا کی بارگاہ کا مقرب ہوتا ہے، اس کی دین اور دنیا کے کام آسان اور استوار ہوتے ہیں، کیونکہ نماز کی وجہ سے بچہ کی کجی کی اصلاح ہوتی ہے، اس کے مفاسد درست ہوتے ہیں، خدائے بزرگ و برتر کی یاد اس کے دل میں اجاگر ہوتی ہے، نماز انھیں بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

اور اگر تم نے بچوں کی تربیت سے غفلت برتی اور مسجدوں میں اپنے ساتھ نماز کے لئے لے جانے کا سلیقہ انھیں نہیں سکھایا، تو اب شیطان اپنے ڈھنگ سے ان کی تربیت کرے گا اور ان کے دلوں میں کفر شرک اور فسق و فجور کے بیج بوئے گا، اور اللہ تعالیٰ نے بجا ارشاد فرمایا ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ	اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے آنکھیں بند کرلے تو اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے، اور شیطان ان کو راستے سے روکتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستہ پر ہیں۔

(الزخرف، ۳۵، ۳۶)

نمازی کو دوران نماز حضوری قلب کا خیال رکھنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہے، اس لئے ڈر اور خوف کے ساتھ کھڑا رہنا چاہئے، اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر یا ناف کے اوپر ہاتھوں کو باندھ لینا چاہئے۔

نماز اس وقت تک مشروع اور خدا کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگی، جب تک کہ پوری نماز رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق نہ ہو، چنانچہ صحیحین میں ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں آئے، نماز پڑھی، پھر حضور کے پاس آئے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو، آپ نے جواب میں وعلیک السلام فرمایا، اور کہا لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، چنانچہ لوٹ کر جانے اور نماز پڑھنے کا عمل تین مرتبہ ہوا، آخری بار انھوں نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں اس سے بہتر نہیں کر سکتا، لہٰذا مجھے نماز سکھائیے۔

اس ناواقف دیہاتی عرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز سکھائی، ہمیں کھلے دل اور ہوش کے کانوں سے اسے سننا چاہیئے، آپ نے فرمایا:-

جب نماز کے لئے اٹھو تو اچھی طرح وضو کرو، کیونکہ پاکی نماز کی کنجی ہے، اور بے وضو آدمی جب تک وضو نہ کرے، اللہ تعالےٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور نماز کی فرضیت کے ساتھ ساتھ وضو کی فرضیت بھی عمل میں آئی ہے ـــ پھر فرمایا:۔ پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو، نماز میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے، البتہ اگر نمازی موٹر کار، یا ہوائی جہاز میں ہو تو گاڑی کا رخ جدھر پھر جانے، اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے خواہ وہ قبلہ رخ رہے یا اس کی طرف پشت ہو جائے،

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے یہ کہنے کا حکم نہیں دیا ہے کہ " میں فلاں نماز کی نیت کرتا ہوں ـــ اس لئے کہ نیت کا تعلق دل سے ہے، اور نیت کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا بدعت ہے۔ پھر فرمایا: پھر تمہیں جو قرآن سے میسر ہو اُسے پڑھو، پھر اطمینان سے رکوع کرو، اطمینان، طمانیت اور سکون کو کہتے ہیں، پھر رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہے، اور یہ کامل تسبیح کی کم سے کم مقدار ہے، پھر فرمایا، پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یعنی رکوع سے اٹھنے کے بعد سر اور جسم کو سیدھا کھڑا کرو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ " جس کی پشت رکوع سے سیدھی نہ ہو، اس کی نماز نہیں ہوتی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا کہ اطمینان سے سجدہ کرو، یعنی سجدہ میں طمانیت اور سکون اختیار کرو، اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہو ، پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ ، اور ٹھیک سے بیٹھ جاؤ ، پھر اسی طرح اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ کرو ، اور اسی سکون اور وقار کو پوری نماز میں برقرار رکھو، نماز کی مشروع اور درست ترکیب یہی ہے اور یہی نماز اللہ تک بلند ہو کر پہونچتی ہے، اور اس کے اندر نورانیت ہوتی ہے اور نمازی سے کہتی ہے کہ اللہ تیری حفاظت کرے ، جیسی تو نے میری حفاظت فرمائی ،

اور جو شخص نماز پڑھتا ہے، لیکن رکوع سجدے کو اطمینان سے نہیں کرتا ، نہ ہی نماز کے تمام کاموں کو سکون اور وقار سے انجام دیتا ہے ، ایسے شخص کی نماز بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور یہ نماز اس سے کہتی ہے کہ تو نے جس طرح مجھے ضائع کیا، اللہ تجھے بھی یوں ہی ضائع کرے ۔

بنا بریں برادران اسلام کو خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنی چاہئے ، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہئے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرنی چاہئے کہ ایمان دار ہونے کی یہی شرط ہے ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریضۂ زکوٰۃ

اس کی فضیلت جس مال کی زکوٰۃ دی گئی اس کی برکت اور اس کا نیک انجام

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اپنے آپ کی برائی اپنے نفس کی شرارت، اپنی بداعمالیوں اور شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما، اور آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب کرام پر رحمتیں نازل فرما،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! صحیحین سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی، حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری، مسلم بہ روایت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما)

اسلام کی بابت سوال کرنے والوں کے لئے "ارکان اسلام" کی یہ مختصر وضاحت ہے جو پیش کی گئی، اسلام کے یہ ارکان کافر ومسلم اور پرہیزگار وگنہگار کے درمیان امتیاز کا باعث ہیں، نیز صحیح اسلام کو جاننے کی کسوٹی ہیں، جس کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ کون سچا مسلمان ہے اور کون کافر، فاسق اور نافرمان ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اس کے صفحات، نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کے احکام سے لبریز ہیں، نماز دین اسلام کا ستون، اور زکوۃ ہر مسلمان کے مال کے اندر اللہ کی امانت ہے، اللہ نے زکوۃ کو کچھ اسی طرح فرض کیا ہے کہ مسلمان مالداروں سے اتنی زکوۃ وصول کر کے غریب مسلمانوں کے حوالہ کی جائے جو ان کی ضرورت کی کفالت کرے اور اس سلسلے میں غریبوں کو مشقت کی آزمائش یا بھوک سے دوچار اسی وقت تک ہونا پڑے گا، جب تک کہ مالدار اس مقررہ مقدار کو ان سے روک رکھیں گے جو غریبوں کے حق کے طور پر ان کے مال میں واجب ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اس وقت تک لوگوں سے جہاد کریں جب تک کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دیں اور نماز کی پابندی، اور زکوۃ کی ادائیگی پر کاربند نہ ہوں،

اور یہی وجہ ہے کہ مانعین زکوۃ سے صحابہ کرام نے جنگ کی ہے، اور زکوۃ روک لینے کی وجہ سے انھیں مرتدین کے زمرہ میں شمار کیا ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ انھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فوقیت دیتے ہیں، آپ نے فرمایا: ٹھہرو، میں تمہیں اپنے اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں حقائق بتاتا ہوں، یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر عرب کے اندر ارتداد کی آندھی آئی اور انھوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا چنانچہ اونٹ اور بکری سب کی زکوۃ کو دبا لیا، ہم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے باتفاق یہ طے کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور مسئلہ کا کوئی حل نکالیں، چنانچہ سب اکٹھا ہوئے اور عرض کیا! اے خلیفہ رسول! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنگ کرنا ہوتا، آپ وحی الٰہی کی روشنی میں اس کا اقدام کرتے، اور اللہ فرشتوں سے آپ کی تائید کرتا، لیکن اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اس لئے آپ گھر میں بیٹھ رہیں، کیونکہ تمام عربوں سے جنگ کی ہمیں آپ کو سکت حاصل نہیں ہے، انھوں نے جواب میں فرمایا: کیا تم سب کی یہی رائے ہے، ہم نے عرض کیا، ہاں! ہماری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ متفقہ رائے ہے۔ آپ نے فرمایا، بخدا اگر میری یہ رائے ہوتی تو اس سے بہتر میرے لئے یہ ہوتا کہ میں آسمان سے گر پڑتا اور پرندے مجھے اچک کر کہیں دور لے جاتے، پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے، اور فرمایا ــــ لوگو! (سنو) جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوجتا تھا، اسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہو چکی ہے، لیکن جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا، اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ لوگو! (خوب سمجھ لو) اگر تمہارے دشمنوں کی تعداد کتنی ہی زیادہ ہو، اور ان کے مقابلہ میں تم قلت میں رہ جاؤ، تب شیطان تمہارے ساتھ کچھ اسی قسم کا کھیل کھیلے گا، حالانکہ اللہ رب العزت کا یہ وعدہ ہے کہ تمام ادیان کے مقابلہ میں وہ اس دین کو غالب اور سربلند کر کے چھوڑے گا، خواہ شرک اس حقیقت کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ سمجھیں! (دیکھو) اللہ کا ارشاد بجا ہے، اور اس کا وعدہ سچا ہے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ

(الانبیاء: ۱۸)

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا سر کچل ڈالتا ہے تو وہ اسی وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے، اور جو باتیں تم (اللہ کی شان میں) بناتے ہو ان سے تمہاری خرابی ہے۔

كَمْ مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

(البقرۃ: ۲۴۹)

بسا اوقات تھوڑی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

*

لوگو! خدا کی قسم اگر اونٹ کی ایک مہمل رسی جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کو ادا کرتے تھے، (اور آج وہ اس سے انکار کریں گے) تو میں اتنی سی بات پر بھی ان سے ضرور لڑ کر رہوں گا، اور اگر تمہاری جمعیت سے مجھے الگ رہنا پڑا تب بھی میں تن تنہا اپنی تلوار ہونت کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر ٹوٹ پڑوں گا، خواہ اللہ کی راہ میں مجھے کتنی ہی آزمائشوں سے کیوں نہ دوچار ہونا پڑے، یا اس کی راہ میں کام آجاؤں "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تب ہم نے جان لیا کہ آپ حق پر ہیں، پھر ہم نے آپ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی جب ان کی بیعت کے لئے لوگوں کو احاطہ میں اکٹھا کیا جا رہا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ چوروں سے جنگ کرنا اسی لئے مباح جانا کہ غرباء ان امراء کی دولت میں ان پر فرض زکوٰۃ کی بقدر حصہ دار ہیں، لہٰذا اگر امراء نے زکوٰۃ چوری پر اصرار کیا تو حاکم کا یہ فرض ہے کہ جہاد اور جنگ کے ذریعہ اس فریضہ کو ان سے وصول کرے، اور مطلوبہ رقم حاصل کر کے اسے غریبوں کے حوالہ کرے، اسلام کا یہی منصفانہ فیصلہ ہے، جس کے مطابق کتاب وسنت کا نزول ہوا، اور برملا یہ اعلان کیا گیا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں، جن کا ظہور زکوٰۃ کی فرضیت کے سال میں ہوتا ہے، اس وقت غرباء، امراء سے مطالبہ کریں گے کہ اللہ نے جو مال تمہیں عطا کیا اس میں سے کچھ ہمیں بھی دو، ایسی نازک گھڑی میں کھل کر یہ پتہ چلتا ہے کہ کون امانت دار تاجر ہے، اور کون خیانت کرنے والا اور بیچ ہے اب جو امانت دار تاجر ہوتا ہے وہ اپنے آپ کا محاسبہ کرتا ہے خوشی خوشی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے جلدی کرتا ہے، اور اس ادائیگی کو اپنے رب کے حضور اپنے لئے غنیمت شمار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ خدایا! اس عمل کو ہمارے لئے غنیمت بنا، جرمانہ اور تاوان مت بنا۔!

ایک مسلمان اپنے دین کی اس ذمہ داری کو جانتا ہے کہ دولت اللہ کا فضل ہے، جسے اللہ نے اسے بخش دیا اور اس کو اس دولت کا نائب بنایا، تاکہ اس کے ایمان اور امانت داری کی صحت کی آزمائش کرے،

لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ (النمل: ۴۰) — تاکہ مجھے آزمائے (کہ) میں شکر گذار ہوتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔

یہ مسلمان اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر گذار ہوتا ہے، اور اللہ کا ممنون کرم ہوتا ہے کہ اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں اسے فضیلت اور فوقیت بخشی ۔

ایک مالدار جسے اللہ نے دولت سے نوازا ، جب وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس کی یہ ادائیگی شکر و امتنان کا سرنامہ بنتی ہے ، یہی وجہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ غرباء اور مساکین اس شخص کی خوبیوں کے گن گاتے ہیں ، زبان سے اس کی تعریف کرتے ہیں ، یا دل سے اس کے ممنون ہوتے ہیں اور کہتے ہیں تمہارا عطیہ اللہ قبول کرے تا حیات تم پر برکتوں کا نزول رہے اور اللہ تمہیں پاکی اور اجر سے نوازے ۔

اس کے برعکس ایک ذلیل اور خیانت کرنے والے تاجر کا یہ حال ہوتا ہے کہ مال کی محبت اس کے رب کی اطاعت پر حاوی ہوتی ہے ، یہ شخص اپنے حصہ کی زکوٰۃ کو اپنے لئے مباح سمجھتا ہے اور اپنے شہر کے فقیروں کا حق مارتا ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ کو تاوان اور بھاری جرمانہ سمجھتا ہے ، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : آخر آخر زمانہ میں لوگ امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھیں گے ، لہٰذا مومن جب زکوٰۃ ادا کرے تو اسے یہ کہنا مستحب ہے کہ "خدایا اسے تاوان مت بنا بلکہ ہمارے لئے غنیمت بنا ۔

زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے مال کی صفائی ہوتی ہے یعنی مال کی افزائش اور اس کی پاکی عمل میں آتی ہے ، زکوٰۃ اپنے ادا کرنے والے ہی نہیں بلکہ اس کے وارثین کے لئے بھی خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے ، ادا کرنے والے کے اوپر سے بخل اور حرص و ہوس کے الزام کو دھو دیتی ہے اور اسے پاک و صاف کرتی ہے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا (التوبۃ : ۱۰۳) تم ان لوگوں کے مال سے صدقہ لے لو کہ اس کے قبول کرنے سے تم ان کو گناہوں سے پاک صاف کر دو گے ،

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کی افزائش ہوتی ہے ۔ www.KitaboSunnat.com

وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو تو وہ (تمہیں) اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا : ۳۹) عوض دیتا ہے، اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے

لیکن اس کے لئے یہ تجربہ شرط ہے اور مثل ہے کہ جو چکھتا ہے مزہ پاتا ہے، اور محروم آدمی سدا کڑتا ہے۔

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن : ۱۶) اور سنو اور اطاعت کرو اور اس کی راہ میں خرچ کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اور جو شخص نفس کے بخل سے محفوظ رہا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

فبادروا بزكوٰة المال ان بها للنفس والمال تطهيرا وتحصينا

زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کرو، کیونکہ اس کے اندر جان و مال کے لئے پاکیزگی اور تحفظ ہے۔

اتحسبون ان الله اورثكم مالا لتشقوا به جمعا وتخزينا

کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ اللہ نے تمہیں اس لئے مال دے رکھا ہے تاکہ اسے جوڑ جوڑ کر جمع رکھتے ہوئے تم اپنی بدبختی کا سامان کرو۔

وتصرفوه فى مرضاة انفسكم وتحرموا منه فقيرا ومسكينا

اور اس دولت کو اپنی خوشی کے کاموں میں صرف کرو، اور غریبوں اور مسکینوں کو اس سے محروم رکھو۔

زکوٰۃ، خیرات، اور صلہ رحمی جیسے کسی برحق فریضہ سے جس کسی نے غفلت برتی، شیطان اس سے کہیں زیادہ بڑے خرچ میں اسے مبتلا کر دیتا ہے، اور یہ تمام اخراجات ناحق اور بلاوجہ ہوتے ہیں، اب ہم پھر اصل مدعا کی طرف لوٹتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ جو کوئی حق کی راہ میں کسی قسم کا خرچ کرتا ہے، خواہ زکوٰۃ یا صدقہ اور خیرات کرتا ہے، اللہ اسے کئی گنا عنایت فرماتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (البقرة : ۲۴۵) ہے کوئی ایسا جو اللہ کو اچھے طریقہ سے قرض دے پھر اللہ اس کے مال کو کئی گنا بڑھا دے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مال کو محفوظ بنائیں، کیونکہ جس مال کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے اور اس کے اندر زکوٰۃ کا کوئی حصہ بچ رہے تو یہ معمولی سی زکوٰۃ کی رقم پورے مال کو برباد اور اس کی برکت کو رائیگاں کر دیتی ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں مالدار، عیال دار اور مکانات سکونت رکھتا ہوں، مجھے بتائیے میں کیا کروں اور کیونکر خرچ کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، کیونکہ اس سے مال کی صفائی ہوتی ہے۔ نیز قرابت داری کو جوڑے رکھو، اور مسکینوں، پڑوسیوں اور سوال کرنے والوں کے حقوق پہچانو!"

(مسند احمد بروایت انس رضی اللہ عنہ، اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں)

اس ارشاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری کارگذاری کی طرف واضح رہنمائی فرمائی۔

حقیقت یہ ہے کہ دولت دھوپ چھاؤں ہے، اور آدمی کے مرنے کے بعد اس کی دولت دوسروں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے، ساتھ ہی روپیہ سے اچھی یادیں بھی وابستہ ہوتی ہیں، اور عظیم اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، اب اگر کوئی آدمی جسے اللہ نے نعمت سے سرشار کیا، دوسرے لوگوں کی بہ نسبت اسے بے نیازی سے نوازا، اور پھر یہ شخص اپنے دل کو مال کی محبت پر مرکوز کرے، اور ہاتھوں کو زکوٰۃ، خیرات سے روکے رکھے، صلۂ رحمی نہ کرے، خیر اور بھلائی کی راہوں میں روپیوں کو صرف نہ کرے، جس کے لئے دراصل دولت کو اللہ نے پیدا ہی کیا ہے، تو اس سے بڑا بدکار اور بدکردار آدمی بھلا کون ہوگا، اور فسق و فجور والا تاجر کون ہوگا، جس نے اللہ کی نعمت کی ناقدری کی، اور اپنے آپ کو اپنی دولت کی وجہ سے ہلاکت کے ابدی گھر تک پہنچا دیا ہو۔

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى	جس دن (وہ مال) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ	گا، پھر اس سے ان کنپٹیوں کی پیشانیاں اور پہلو اور
هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا	پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے کہا جائیگا کہ دیکھو) یہ
مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (التوبۃ: ۳۵)	وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، تو تم جو جمع کرتے تھے، اب اس کا مزہ چکھو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے تمام لوگ جو یہ کہنے سے نہیں چوکتے کہ یہ میرا مال ہے، میں نے اپنی ذہانت اور محنت سے اسے دن دونی رات چوگنی بڑھایا، انھیں اس طرح کی ڈینگ مارنے سے ہزار بار بچنا چاہئے، اس کے بجائے ان کو یہ کہنا چاہئے کہ

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ (النمل : ۴۰)

یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں، یا ناشکری کرتا ہوں، اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی، شکر الٰہی کا عملی مظاہرہ ہے، اور اس کی علامت یہ ہے کہ بندہ مال کے ذریعے بے نیازی کی دولت پاکر اپنے رب کے سامنے سربسجود رہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ اس بات کی علامت بھی ہے کہ مذکورہ شخص امانت کی ادائیگی اور ایمان کی سلامتی کے اوصاف سے مالا مال ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ "صدقہ برہان ہے"[1] یعنی اس سے زکوٰۃ ادا کرنے والے کے مومن ہونے کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ شخص اپنے مال کی محبت پر اپنے رب کی بندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ اور زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے زکوٰۃ ادا کرنے والے کے ایمان کی تصدیق اور اس کے ایماندار ہونے کا عملی ثبوت ملتا ہے۔ جیسے زکوٰۃ نہ دینا نفاق کی صاف علامت قرار پاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ (التوبۃ : ۶۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب (کے کام) ایک طرح کے ہیں (یعنی) برے کام کرنے کو کہتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں

---

[1] مسلم، بروایت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی سے ہاتھ روک دیتے ہیں : نیز فرمایا :-

فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ (التوبۃ : ۷۶ ، ۷۷)

پھر جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) دیا تو اس میں کنجوسی کرنے لگے، اور اپنے (عہد سے) روگردانی کرکے پھر گئے، تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ نے اس دن تک کے لئے جس میں وہ اس سے ملیں گے، ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا ،

زکوٰۃ کی مقدار کوئی زیادہ نہیں، لیکن اس پر مرتب ہونے والا اجر بے پناہ ہے اور اس کے پیچھے اللہ تعالےٰ زبردست اثرات چھوڑتا ہے جس کا نمایاں عکس زروسیم، اور اسباب تجارت میں صاف دکھائی دیتا ہے، چنانچہ جہاں تک زکوٰۃ کی مقدار کا سوال ہے، ایک ہزار ریال جس پر ایک سال گذرا ہو اس پر ۲۵ ریال زکوٰۃ واجب ہے۔ اور بس ــــ!

اور زکوٰۃ کا حساب اسی نظام کے ساتھ چلتا ہے، اور رہی وہ کرنسی جس کا عام طور پر لوگوں میں بکثرت چلن ہے اور جیسے نوٹ، چیک، ڈالر، یا اسٹرلنگ پاونڈ وغیرہ کہتے ہیں، ان کرنسیوں کی حیثیت سونے چاندی کی ہے، اور جس ملک کی یہ کرنسی ہوگی، وہاں کی مالیت کے لحاظ سے سونے چاندی کا اندازہ کرکے ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی، اور جس شخص کی نقدی بینک میں امانت کے طور پر رکھی ہو، یا کسی تاجر کے پاس ہو، اس کی زکوٰۃ سال گذرنے کے بعد نکالی جائے گی، اور جو لوگ روپیہ کہیں امانت کے طور پر رکھتے ہیں، لیکن اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، ایسے لوگ گنہگار اور خطاکار ہیں، اور ان کی دھن دولت اس لائق ہے کہ اگر ان کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے تو اس سے برکت نکل جائے، اور ان کے اوپر بے برکتی اور نحوست کا سایہ پڑے، اور اس کا مالک ان سے فائدہ اٹھانے سے بھی محروم رہ جائے، کیونکہ مشاہدہ شاہد ہے کہ جس مال کے اندر زکوٰۃ کی رقم باقی رہ جاتی ہے، اسے ہلاکت اور بربادی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھاٹے اتار دیتی ہے۔ اور خشکی، تری میں یا کسی کے مکر جانے میں یا چوری ڈکیتی کے سلسلے میں جس قدر مال برباد ہوتا ہے، ان میں اکثریت ایسے مال کی ہوتی ہے جن کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی ــــ!

اور جو روپیہ یا سرمایہ شیئر کی شکل میں کسی کمپنی میں لگا ہو، جیسے سیمنٹ، بجلی، کھاد، جہاز رانی ماہی گیری، یا کسی بھی کمپنی میں۔ اور شیئر کی اس رقم پر ایک سال گذر جائے تو شیئر ہولڈر پر اس کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے، اسے چاہئے کہ آغاز سال پر زکوٰۃ ادا کرے۔ اور جس طرح تجارت کے اسباب کی زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ ان کی بھی زکوٰۃ نکالے۔ اور یہ شیئر اسباب تجارت کی حیثیت اس لئے رکھتے ہیں کہ اگر اپنے اس سرمائے کو بیچنا چاہتا ہے تو فوراً اسے فروخت کر سکتا ہے۔ اور شیئر ہولڈر کو اپنے حصص پر جس قدر منافع ملے گا، اسے چاہئے کہ ان پر قبضہ ہوتے ہی اس کی بقدر زکوٰۃ فوراً ادا کرے، کیونکہ تجارت کا نفع تجارت کے اصل مال کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، یوں ہی جس قدر جائداد یا اسٹیٹ کرایہ کے لئے تعمیر کی جائے، ان کا بھی یہی حکم ہے، اور یہ صنف موجودہ زمانے میں نفیس ترین مال تجارت تصور کی جاتی ہے، یہاں تک کہ موجودہ زمانے میں ایک ایک ایسی عمارت ہزار، لاکھ یا اس سے کم وبیش سالانہ کرایہ پر دی جاتی ہے۔

چونکہ اسلامی شریعت کی بنیاد خاص وعام کی مصلحت بینی اور ان کے مفاد کی رعایت کے لئے ہے۔ اس لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ اس قدر کثیر سرمائے پر غریبوں کے حق میں مفید کوئی فلاحی اسکیم نافذ نہ کی جائے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی حکم دے رکھا ہے کہ جو چیزیں خرید وفروخت کے لئے مہیا کی جائیں، یا جنھیں کرایہ پر اٹھا رکھا جائے، ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی، کیونکہ ان کی حیثیت خرید وفروخت کی سی ہے، بالکل اسی طرح جیسے زیورات جنھیں کرایہ پر دیا جائے وغیرہ۔ اور علماء کا اجماع ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی، لیکن ہم اس کے قائل نہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے پہلے کل جائداد کی قیمت کا اندازہ کیا جائے پھر ان کی قیمت کو مدنظر رکھ کر زکوٰۃ نکالی جائے۔ یہ اس لئے نامناسب ہے کہ ایسا کرنے میں مالکان کو تکلیف مالایطاق (ناقابل برداشت تکلیف) لازم آئے گی، بلکہ اس اہم موقعہ پر درمیانی صورت یہ ہے کہ جائداد کی پیداوار کی زکوٰۃ نکالی جائے، مثال کے طور پر اس قسم کی کسی بڑی جائداد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے مکان یا کارخانہ کی سالانہ آمدنی چار ہزار روپیہ کرایہ کی شکل میں حاصل ہوتی ہے، تو یہ زکوٰۃ کے طور پر اس میں سے سو ریال زکوٰۃ لازم آئے گی ۔ یا اگر چالیس ہزار سالانہ آمدنی وصول ہوتی ہے تو اس کی زکوٰۃ ایک ہزار کی شکل میں واجب ہوگی، یوں ہی تجارت کے نقطۂ نظر سے خریدی گئی اراضی اسباب تجارت کے حکم میں ہے، اور سال گذرنے پر ان کی بھی قیمت کا تعین کرکے ان کی زکوٰۃ نکالی جائے گی اور مسلمان جن گھروں میں سکونت پذیر ہو، موٹر کار جو اس کے استعمال میں ہو یا جن کی آمدنی پر اس کے اہل وعیال کی روزی اور معیشت کا دارومدار ہو، ان پر بھی اس لئے زکوٰۃ نہیں عائد ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عوامل یا اسباب سے زکوٰۃ کو ساقط کر دیا ہے، جن سے مالکان کی روزی وغیرہ وابستہ ہو ۔

عورتوں کے زیورات ــــ جو سونے وغیرہ سے ڈھلے ہوئے ہوں ــــ اور جو متمول عورتوں کے پاس عام طور پر پائے جاتے ہیں، ان پر زکوٰۃ عائد ہوگی، یہ وہ خواتین ہوتی ہیں جو زینت کے لئے نہیں، بلکہ جوڑ جوڑ کر رکھنے کے لئے ان زیورات کو اپنے پاس رکھتی ہیں، لہٰذا ان ڈھلے ہوئے زیورات کی قیمت کا تخمینہ نکال کر ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مثال کے طور پر اگر ڈھلے ہوئے ان زیورات کی مالیت چار ہزار ریال ہو، تو زکوٰۃ کے طور پر سو ریال نکالے جائیں گے، یا ان کی مالیت چالیس ہزار ریال ہو تو ہزار ریال زکوٰۃ کے طور پر نکالنا واجب ہوگا اور ان سے کم یا زیادہ کا تخمینہ اسی طرح (چالیس فی صد سے) کیا جائے گا اور جن ڈھلے ہوئے زیورات کو خواتین زیب وزینت کے لئے استعمال کرتی ہیں، یا انھیں عاریۃً دوسروں کے حوالہ کرتی ہیں، ان سے متعلق فقہاء کا راجح قول یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ ساقط ہوگی، ان کے نزدیک ان زیورات پر زکوٰۃ اس وجہ سے عائد نہیں ہوگی کہ ان کا زیب تن کرنا، یا عاریۃً دینا ہی ان کی زکوٰۃ ہے ۔

نقدی رقم، اسباب تجارت اور اونٹ گائے وغیرہ میں زکوٰۃ اگر ادا کی جاتی رہی تو اس سے ان کی افزائش ہوتی ہے، اور یہ دولت آفات سے محفوظ رہتی ہے، اس کے بالمقابل جن اموال کی زکوٰۃ نہیں نکالی جاتی، ان کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ وہ مال تلف یا ہلاک ہوتا ہے، یا ان کے بیوپار میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خسارہ یا نحوست کے آثار نمودار ہوتے ہیں، یا پھر ان پر طرح طرح کی آفتیں طاری ہوتی ہیں، یہ محض زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کا نتیجہ ہیں، اور اس پر مستزاد ان مالکان پر جو عذاب نازل ہوگا، وہ علیحدہ ہے،

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ	جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا
فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ	پھر اس سے ان بخیلوں کی پیشانیاں اور پہلو
وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ	اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائیگا
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ	کہ (دیکھو) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا
تَكْنِزُوْنَ (التوبة ، ۳۵)	تھا، تو تم جو جمع کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو ۔!

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے عفو وکرم سے ڈھانک لے، اپنا فضل وکرم بیش از بیش ہم پر نازل فرمائے، اپنی رحمت سے ہمیں اپنے صالح بندوں میں شامل فرمائے، اور ہمیں اپنی بہتر یاد، اپنا قابل قدر شکریہ ادا کرنے اور اچھی طرح عبادت کرنے کی توفیق بخشے (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ روک لینے والوں کی سزا

مالکان چاہیں یا نہ چاہیں امیر کا فرض ہے کہ وہ زکوٰۃ کی مقدار کو ان سے وصول کرے

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، درود و سلام ہو اللہ کے رسول، سالار انبیاء حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر بہت بہت سلام نازل ہو،

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ رب العزت نے شریعت کے جملہ احکام کو مومن بندوں پر فرض قرار دیا، ان احکام میں سے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور اسلام کے جملہ احکام و ارکان داخل ہیں، اسلام کے یہ ارکان، مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل ہیں، نیز پرہیزگار اور گنہگار کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے کسوٹی کا کام کرتے ہیں، اسی طرح یہ ارکان ایمان کی صحت اور درستی کے لئے قابل قدر معیار ہیں، جس کے ذریعہ سچے مسلمانوں اور کافر و فاسق اور بدینوں کی پہچان ہوتی ہے، اور ان ارکان میں سالانہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کا جب وقت آتا ہے تو اس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوشی اور غمی اور راحت اور کلفت کے دنوں میں کون اپنے رب کی حقیقی اطاعت کرتا ہے، کون پسندیدہ چیزوں میں اپنے رب کو تو مانتا ہے اور ناپسندیدہ امور میں کہاں تک اس کی اطاعت کرتا ہے، اب جو لوگ سچے مومن ہیں، وہ بڑھ کر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، رب کے حضور اسے غنیمت تصور کرتے ہیں، خوش خوش مستحقین کو زکوٰۃ تقسیم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس زکوٰۃ کو ہم پر تاوان مت بنا، بلکہ ہمارے لئے بیش بہا بنا، پھر یہ شخص اپنے رب کے فضل و کرم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل سرمایہ سے زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کرتا ہے اور اس کے مصرف میں اس کو خرچ کرتا ہے۔ اور کسی شک کے بغیر اس طرح ہر دو افراد کے درمیان حد فاصل کھینچ جاتی ہے جو ہوا و ہوس اور خواہش کے پیچھے چلتے ہیں، اور درہم و دینار کو اپنا خدا سمجھتے ہیں، زکوٰۃ کو اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں بخل سے کام لیتے ہیں، اسی لئے حدیث میں ہے کہ

" دینار کا بندہ ہلاک ہوا، درہم کا بندہ ہلاک ہوا "

ایسے افراد کو آپ نے درہم و دینار کا بندہ اسی لئے کہا کہ یہ لوگ اللہ کی محبت کے مقابلہ میں روپیہ پیسہ کی محبت کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور اپنا تمام تر سرمایہ، عقل و شعور اور کردار و اہتمام سب روپیہ کے پیچھے رکھ چھوڑتے ہیں تاکہ پائی پائی روپیہ جمع رکھیں، اور بس اسی کے ہو رہیں یہاں تک کہ اس قماش کے لوگ اپنے رب کے فرائض کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور آخرت تک کو فراموش کر دیتے ہیں، جبکہ اللہ نے مالداروں کی مصلحت اور فقیروں کی رعایت کے لئے زکوٰۃ کو لاگو اور نافذ کیا ہے۔

دولت مند زکوٰۃ دے کر اپنے مال کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بناتے ہیں، اس سے ان کے اندر برکت اور مال کے اندر افزائش کا ظہور ہوتا ہے اور زکوٰۃ دینے والوں کا ایمان بیش از بیش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبۃ: ۱۰۳)

تم ان لوگوں کے مال سے صدقہ لے لو کہ اس کے قبول کرنے سے تم ان کو گناہوں سے پاک صاف کر دو گے۔

اللہ نے زکوٰۃ کو اس لئے صدقہ کہا کہ اس سے زکوٰۃ نکالنے والے کے ایمان کی تصدیق ہوتی ہے اور اس کا عملی ثبوت ملتا ہے کہ شخص مذکور مال کی بجائے اپنے رب کی عبادت کو ترجیح دیتا ہے، اور اس نام کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے مال کا تزکیہ اور صفائی ہوتی ہے اور اس کی ظاہری صورت یہ ہوتی ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کے ہاتھ میں برکت کا نزول مادی آنکھوں سے محسوس ہوتا ہے، اور اس کے دل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گہرائی سے بخل اور حرص و ہوس کا ازالہ ہوتا ہے، اور دل پاک و صاف ہوتا ہے،

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۹)

اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

اسلام کا نام لینے اور اس کا دم بھرنے والے کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اسلام کا علانیہ اظہار کریں انھیں دیکھا جاسکے کہ وہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، روزہ داروں کے ساتھ روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دینے والوں کے ساتھ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کو زکوٰۃ دیتے ہیں، اس طرح ان کا اسلام عام لوگوں کی نگاہوں میں عیاں ہوگا، اور لوگ زبان پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں، اور جو اسلام کی طرف خود کو منسوب کرتے ہیں لیکن نماز، روزے کے قریب نہیں پھٹکتے، نہ ہی زکوٰۃ دیتے ہیں، یا جو لوگ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے، تو اس میں شک نہیں کہ ان کا اسلام بناوٹی، جعلی اور مصنوعی ہے جس کے اندر حقیقت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا، یہ زبانی اور نام کے مسلمان ہیں، جبکہ ان کے حواس اور وجدان اسے جھٹلاتے ہیں، اور کتاب و سنت سے ان کا فریب عیاں ہوتا ہے، اور جو شخص خالی خولی دعویٰ کرتا ہے، امتحان اور آزمائش کے وقت اس کے جھوٹ کا پول کھل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (البقرۃ: ۸، ۹)

اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں، وہ اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے، حالانکہ وہ تو بس اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن انھیں اتنا بھی احساس نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مالداروں کی دولت میں غریبوں کے لئے اس بنا پر بھی زکوٰۃ کو لاگو کیا تاکہ ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دعویٰ کرنے والوں کے دعویٰ کو جانچا جاسکے، نکوکار، شریف مالداروں کی سخاوت کے جوہر کھلیں، اور بخل کرنے اور حرص وہوس میں مبتلا رہنے والوں کا بخل کھل کر سامنے آجائے اور دنیا یقین سے جان لے کہ اللہ نے اس کائنات کو کچھ اس طرح بنا رکھا ہے کہ بعض قومیں ان کے ذریعہ آزمائش میں پڑتی ہیں، جبکہ دوسری قومیں ان کی وجہ سے مشقت میں پڑتی رہیں، پھر یہی دولت بعضوں کے لئے سعادت اور بعضوں کے لئے بدبختی کی علامت بنتی ہے، اللہ نے مال کو ان لوگوں کے لئے خیر وبرکت کا سامان قرار دیا، جو اس سے خیر کی توقع رکھتے ہیں، اس لئے دولت بھی گھوڑے کی طرح ہے جو کسی کے لئے اجر وثواب کا باعث بنتا ہے، اور دوسروں کے لئے اذیت اور عذاب کا سبب قرار پاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

> یہ دولت میٹھی سبزی ہے، جس نے اس کو حلال طریقہ سے لیا اور اس کے حق کو ادا کیا، وہ اس کے لئے بہتر معاون ہوگی اور قیامت کے دن اس کے لئے نیکی کا باعث ہوگی، اور جس نے حلال طریقہ سے اس کو نہیں اپنایا، اور اس کے حقوق کو روکے رکھا، اس کی حالت ایسی ہوگی کہ کھانے پر کھانا کھائے گا، لیکن آسودہ نہیں ہوگا، اور یہ دولت قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگی۔

(مسند احمد، ترمذی، نسائی متفق علیہ، بروایت حکیم بن حزام بالفاظ دیگر)

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے، اور صحت ایمان کی دلیل اور علامت ہے، کیونکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا، صاحب ایمان مسلمانوں کا یہ شعار ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ	اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَّاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ	کہتے ہیں، اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبۃ : ۷۱)

نماز پڑھتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

دوسری طرف منافقین کی خصلتیں یہ ہیں:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَّاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (التوبۃ : ۶۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں، برے کام کرنے کو کہتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انھوں نے اللہ کو بھلا دیا، تو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا۔

"یقبضون ایدیھم" سے مراد زکوٰۃ سے ہاتھ روک لینا ہے، چونکہ انھوں نے اللہ کو فراموش کر دیا، یعنی ان کے مال و دولت میں فرض شدہ اللہ کے حق کو بھول گئے، اس لئے اللہ نے بھی انھیں فراموش کر دیا، اور ان کے جیسا بننے سے عام مسلمانوں کو منع فرمایا، چنانچہ ارشاد ہوا،

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ (الحشر ۱۹)

اور ان کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا، اس لئے اللہ نے بھی ان کو ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔

یعنی ان کی دین اور دنیا کی مصلحتوں اور مفاد کو جن میں ادائیگی زکوٰۃ بھی شامل ہے، ان سے فراموش کر دیا، جبکہ زکوٰۃ کی ادائیگی خیر و برکت کا باعث اور آدمی کے مال اور ایمان میں افزائش اور ترقی کا خاص سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے کہا ہے،

"زکوٰۃ کی ادائیگی، ایمان کے صحت کی علامت ہے۔ جیسا کہ زکوٰۃ خوری خیانت اور منافقت کی نشانی ہے، اور حدیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں لوگ امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان تصور کریں گے، وہ عہد و پیمان کریں گے لیکن عظیم ترین امانت یعنی اپنے رب کی طرف سے روپیہ پیسہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائد زکوٰۃ کو گول کر جائیں گے ۔ اور زکوٰۃ کی رقمیں سرمایہ داروں کی دولت میں ان کے غریب اور مسکین بھائیوں کا حصہ ہوتی ہیں جو امانت کے طور پر ان کے پاس ودیعت ہوتی ہیں اور جب اس دولت پر سال ختم ہوتا ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی گھڑی سر پر کھڑی ہوتی ہے تو صاف طور پر یہ نمایاں ہو جاتا ہے کہ سچا مومن تاجر کون ہے اور ذلت اور خیانت کس بیوپاری کی سرشت میں داخل ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانت کو اس کے مستحقین تک پہونچایا جائے، اور حدیث پاک میں ہے ۔

جس شخص کے اندر امانت داری نہیں، اس کے اندر ایمان نہیں [1]

مالداروں کی دولت میں زکوٰۃ کی اتنی ہی مقدار کو اللہ نے واجب قرار دیا ہے، جس سے غریبوں کی کفالت ہو ۔ وہ بھوکے نہ مریں، اور جتنا کچھ حق اللہ نے مالداروں کی دولت میں عائد کیا اس سے زیادہ کے لئے وہ مشقت اور تکلیف میں نہ پڑیں ۔

حق کی راہ میں زکوٰۃ، صدقات اور صلہ رحمی کی قبیل سے جو کچھ اور جتنا کچھ خرچ کیا جاتا ہے اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بہتر عطا فرماتا ہے، اور کئی گنا زیادہ دیتا ہے ۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (البقرۃ: ۲۴۵)

ایسا کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے، پھر اللہ اس کے مال کو کئی گنا بڑھا دے ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا اور آپ کی قسم برحق اور سچی ہے کہ زکوٰۃ دینے سے مال کے اندر کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے ۔

زکوٰۃ کو "صدقہ" بھی کہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی یکجا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا:

---

[1] امام احمد وابن حبان رحمہما اللہ، بروایت انس، اور اس کی اسناد قوی ہے، نیز طبرانی بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما در اوسط ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البینۃ: ۵)

حالانکہ ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ یکسو ہو کر خالص نیت کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں، اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی سچا اور پختہ دین ہے۔

یعنی یہی وہ راست، درست دین اور صراط مستقیم ہے جو اپنے سالک اور رہرو کو آسائش کی جنت میں پہونچا سکتا ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک لوگوں سے جنگ اور جہاد کا حکم دیا گیا، جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت بیشتر عرب یہ کہہ کر دائرۂ اسلام سے نکل گئے تھے کہ اگر آپ نبی ہوتے تو یوں انتقال نہیں کرتے، اور پھر اس ارتداد کے نتیجے میں انھوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ روک لی اور بعض یہ بھی کہنے لگے کہ رسول کی زندگی میں ہم اس کے پابند تھے کہ آپ کے پاس زکوٰۃ کی رقمیں جمع کریں، تاکہ آپ ہمارے حق میں مغفرت کی دعا کریں، لیکن اب جبکہ آپ کی وفات ہو چکی ہمیں زکوٰۃ دینے کی چنداں حاجت نہیں،

اس کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی اور فتنہ و فساد اتنا شدید ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی گلیوں میں راتوں کو اس لئے پہرے بٹھا دیئے تاکہ کہیں عرب کے صحرا نشین مرتدین مسلمانوں پر حملے نہ کر دیں، معاملہ کی نزاکت کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہماری حالت بکریوں کے

---

[1] بخاری و مسلم بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ریوڑ کی سی تھی، جس کی چوپانی اور نگہبانی کی جاتی ہو، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہماری اس قدر ہمت افزائی کی کہ ہم غضب ناک شیر بن گئے"

غرض ارتداد کی آگ نے عرب کے متعدد خطوں جیسے حجاز، نجد اور یمن، بحرین اور عمان کے علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور صرف تین شہروں کی مسجدوں میں نمازیں ہوتی تھیں، یعنی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جواثاء (احساء) کی مسجد عبدالقیس میں، ورنہ باقی مسجدیں سونی ہو چکی تھیں چنانچہ شاعر کہتا ہے،

والمسجد الثالث الشرقی کان لنا والمنبران وفصل القول والخطب

مشرق کی تیسری مسجد ہمارے ہاتھوں میں تھی، اور دو منبر جہاں دو ٹوک فیصلے اور خطبے دیئے جاتے تھے۔

ایام لا منبر للناس یعرفہ الا بطیبہ والمحجوج ذی الحجب

یہ اس زمانہ کا قصہ ہے جب مسلمانوں کے کسی منبر کو ہم نہیں جانتے تھے سوائے اس ایک کے جو مدینہ منورہ (طیبہ) میں تھا، اور دوسرے (مکہ مکرمہ میں) جہاں حجاج کرام غلافوں والے کعبہ کے پاس (طواف کرتے ہوتے تھے)

جواثاء کے اس شہر میں مرتدین نے قبیلہ بنو عبدالقیس کو محض اس لئے گھیر رکھا تھا کہ وہ اسلام پر ثابت قدم تھے، اور انھوں نے ارتداد کو گوارا نہیں کیا تھا، اور اسی دوران ان محصورین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیغام اس مضمون کا بھیجا کہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی اعانت اور امداد کی جائے۔ اس پیغام میں یہ اشعار بھی درج تھے،

الا ابلغ ابا بکر رسولا وفتیان المدینۃ اجمعینا

(اے مخاطب) سن اور ابوبکر اور مدینہ منورہ کے تمام نوجوانوں کو ہمارا یہ پیغام سنا دے۔

فھل لکم الی قوم کرام قعود فی جواثا محصرینا

کیا تم اس معزز قوم کی مدد نہیں کرو گے، جو، جواثاء میں گھری پڑی ہے،

کان دماء ھم بکل فج دماء البدن تغشی الناظرینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جو ثناء کی) ہر گلی کوچے میں ان کا خون ایسا پڑا ہوا ہے گویا (ذبح کئے ہوئے) اونٹوں کا خون ہے جس نے ناظرین کی آنکھوں کو ڈھانک لیا ہے۔

توکلنا علی الرحمن انا وجدنا النصر للمتوکلینا

ہم نے خدائے رحمٰن پر اسی لئے بھروسہ کر رکھا ہے کہ ہم نے خوب سمجھ لیا ہے کہ فتحیابی توکل کرنے والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

اس کے فوراً بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتدین سے جنگ کرنے اور انھیں واپس دین کی طرف لوٹانے کے لئے اپنی شمشیروں کو برہنہ کیا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لئے لشکروں کو روانہ کیا۔ لیکن فتنہ بڑھتا گیا اور معاملہ سنگین ہوتا گیا، چنانچہ خود مسیلمہ کذاب کی معیت میں پہاڑوں جیسی اٹل فوجیں تھیں، دوسری طرف سجاح نامی ایک عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، اور اس کے ساتھ بھی لشکر جرار تھا۔ ان ٹڈی دل مرتدین سے سب سے سخت معرکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں لڑا گیا، جنھیں دربار رسالت سے سیف اللہ کا لقب ملا تھا، آپ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکریوں سے سخت ٹکر لی۔ لیکن اس معرکہ کا المناک واقعہ یہ ہوا کہ اس جنگ میں ایک بڑی تعداد ان مقدس نفوس کی جام شہادت سے فیضیاب ہوئی، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کا فیض پایا تھا، اور جو صحابہ کرام کے معزز لقب سے یاد کئے جاتے تھے، انھیں میں بہت بڑی تعداد ان برگزیدہ صحابہ کی تھی، جو "قراء" کہلاتے تھے، اور جنھوں نے قرآن کریم کو اپنے سینوں میں محفوظ کر رکھا تھا، یہ معرکہ "عینیہ" نامی مقام پر پیش آیا، جو موجودہ سلطنت سعودیہ عربیہ کی راجدھانی "ریاض" کے قریب ہے۔ ان قاریان کرام کی شہادت سے دیگر صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہوا، اور انھیں اندیشہ ہوا کہ قرآن کریم یا اس کا بڑا حصہ اس طرح ضائع نہ ہو جائے، چنانچہ حضرت عمر اور دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی جمع وتدوین کا فیصلہ کیا، اور باہم مشورے اور اتفاق رائے سے جمع وتدوین کا یہ عظیم المرتبت فیصلہ انھیں کی راستی، درستی اور مصلحت کے عین مطابق معلوم ہوا، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور صحابی رسول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں اس عظیم خدمت کو سونپا گیا ،

ادھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتدین سے اس وقت تک جنگ کی ، جب تک دوبارہ وہ حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر اچھی طرح کاربند نہیں ہوئے ۔ پھر ان مجاہدین اسلام نے بنو عبدالقیس کے دوسرے شہروں " ھجر اور عمان " کا رخ کیا ، اور کچھ دستوں نے یمن کا رخ کیا جہاں انھوں نے اسود عنسی سے مقابلہ کیا ، اس شخص نے بھی مسیلمہ کی طرح کفر اور ارتداد کو اپنایا ، اور اپنے گرد بھاری لشکر کو اکٹھا کیا ، لیکن لشکر اسلام کے مقابلہ میں اللہ نے ان دشمنوں کو شکست فاش دی ، اور دین اسلام کے آفتاب اور اس کی آب و تاب کو از سر نو جاری و ساری کیا ،

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ارتداد کے اس خون آشام فتنہ کی جڑ میں یہ حقیقت مضمر تھی کہ عرب کے مذکورہ دو صوبوں حجاز اور نجد کے باشندے ۹ھ میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے ، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پانے ایک ہی سال ہوا تھا ، اور اب تک اسلام ان لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح جاگزیں بھی نہیں ہوا تھا ۔ نہ اس کے اصولوں پر انھوں نے اپنے ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا شروع کیا تھا بلکہ درحقیقت یہ لوگ ابھی کفر اور اسلام کی اس سرحدی لائن پر تھے ، جہاں سے دونوں راہیں نکلتی ہیں ، چنانچہ قرآن پاک نے اس سرحدی پٹی کی سچی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا ،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (الحج : ۱۱)	اور کوئی آدمی ایسا ہے جو اللہ کی عبادت کنارہ پر (کھڑے ہو کر یعنی بے اطمینانی سے) کرتا ہے پس اگر اسے کوئی دنیوی فائدہ پہونچ گیا تو اس سے ذرا مطمئن ہوگیا ، اور اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑی تو اپنا منہ پلٹا کر کفر کی حالت پر لوٹ گیا ، وہ دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھا ، اور یہی صریح نقصان ہے ۔

یہی وہ حقیقی اسباب تھے ، جن کی تہہ سے اس بھیانک فتنے نے جنم لیا ، اور دیکھتے دیکھتے پورے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام کی مثال اس مضبوط اور مستحکم عمارت کی سی ہے جس کا ایک کنارہ بھی اگر منہدم ہوا تو باقی ماندہ گوشے بھی رفتہ رفتہ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر جائینگے!

اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فریضۂ زکوٰۃ سے روگردانی کرنے والوں کا قلع قمع محض اس بنیاد پر کیا تھا کہ ان مرتدین نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ زکوٰۃ ادا کرنا ان پر فرض نہیں ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ عقیدہ، صاحب عقیدہ کو دائرہ اسلام اور ملت اسلامیہ سے یکسر خارج کر دیتا ہے۔

پھر زکوٰۃ غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے، جسے اللہ نے بڑے سرمایہ داروں پر واجب کیا ہے اب اگر مالداروں نے زکوٰۃ نہ دینے پر اصرار کیا، تو مسلم حکمرانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس وقت تک ان سے جہاد کریں تاوقتیکہ وہ زکوٰۃ کی رقموں کو ان کے چنگل سے نہ نکال لیں اور ان مستحقین زکوٰۃ کے حوالہ کر دیں، جن کی فہرست قرآن کریم نے پیش فرمائی ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی نرمی اور محبت کو ہرگز راہ نہ دیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

"خدا کی قسم میں ہر اس شخص سے شدید جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا"۔!

یہ حقیقت ہے کہ حلال طریقہ سے مال کمانا پھر اس کے واجب شدہ قاعدہ سے اس کی زکوٰۃ کو خرچ کرنا دنیا کا قابل فخر عمل اور آخرت کا عظیم ترین توشہ ہے اور دولت مندوں کو محض اسی لئے اجر اور درجات کے حصول میں سبقت حاصل ہے کہ وہ اپنی گاڑھی کمائی سے طے شدہ زکوٰۃ کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں، اور حلال کمائی نیک آدمی کا بہترین سرمایہ ہے۔

اللہ نے مال و دولت کو ان لوگوں کے لئے خیر قرار دیا ہے، جو اس کے ذریعہ خیر کے طالب ہوتے ہیں اور یہ خیر عربی کے لفظ "خیل" یعنی گھوڑے کی طرح ہے، جو ایک شخص کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے اور دوسرے کے لئے بوجھ اور گناہ کا سبب ہوتا ہے یوں ہی دولت بھی بعض قوموں کے لئے سعادت کا باعث ہے، جبکہ دوسروں کے لئے وبال اور مصیبت ہے اور اس قماش کے افراد اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت سے دنیا کی سزا اور آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکتے ہیں، چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

تو ان کا مال اور ان کی اولاد تم کو تعجب میں نہ ڈالے، بیشک اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں بھی ان کو عذاب دے۔

(التوبۃ : ۵۵)

لہٰذا جس کسی کو اللہ تعالیٰ دولت اور اچھی روزی سے نوازے اس کا یہ فرض ہے کہ فوری طور پر اپنے مال کی زکوٰۃ دے، اور پوشیدہ اور برملا جتنا کچھ ہو سکے خیر خیرات سے کام لیتا رہے، تاکہ دولت پاکر وہ باسعادت رہے ورنہ یہ بھی واقعہ ہے کہ آدمی کا اصل سرمایہ اور اس کی کل پونجی وہی کچھ ہے جسے وہ آخرت کی راہ پر لگا دے، ورنہ جو کچھ وہ دنیا میں چھوڑ جائے گا، وارثین اس پر فوراً قبضہ جما لیں گے۔!

بندۂ مومن کا یہ فریضہ ہے کہ سال میں جب بھی زکوٰۃ واجب ہونے کی گھڑی آئے، وہ اپنا محاسبہ آپ کرے اور اپنے رب کو حاضر ناظر جان کر اس قدر جلد زکوٰۃ نکالے کہ خود اس کا دل خوش ہو جائے اور اس حقیقت کو ہر خاص و عام جانتے ہیں کہ فی زمانہ بیشتر علاقوں میں روپیہ پیسہ کی ریل پیل ہے، اور کچھ اس طرح ہُن برس رہا ہے جس کی نظیر گذشتہ زمانے میں مشکل سے کہیں ملتی ہے، چنانچہ آج یہ حال ہے کہ اللہ نے زمین کے خزانے اور معدنیات کے منھ کھول دیئے ہیں، اور جس قدر خلقت دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہی ہے اسی قدر ان کے اندر زکوٰۃ چوری کی وباء عام ہوتی جا رہی ہے اور مارکیٹ میں کروڑوں اربوں کا سودا آئے دن ہوتا رہتا ہے، لیکن اس کے باوجود آج تک یہ نہیں سنا جاتا کہ لوگ اتنے ہی بڑے پیمانے پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، حالانکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا تعلق ان ظاہری کاموں میں سے ہے جو ہمیشہ ڈھکے چھپے بھی نہیں رہتے ہیں، اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا، بیشتر مواقع پر قرآن کریم نے نماز اور زکوٰۃ کو پیوستہ ذکر کیا ہے اور لوگوں کی ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ نمازیں تو برملا پڑھتے ہیں، لیکن زکوٰۃ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کھلم کھلا نہیں ادا کرتے ، اور غالباً یہی وجہ ہے کہ نماز نمایاں ہونے کی وجہ سے بچی رہ گئی ، جبکہ زکوٰۃ مخفی ہونے کی وجہ سے گول کر دی گئی ۔

پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ دولت ، دھوپ چھاؤں ہے ۔ نیز اس دولت سے نیکنامی برقرار رہتی ہے اور اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے ، جبکہ اسی کے نتیجہ میں بدنامی بھی ہوتی ہے ، اور بھاری گناہ بھی گردن پر آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دولت پر اپنا نائب اور جوابدہ بنایا ہے کہ اس نے دولت کو کہاں سے حاصل کیا ، اور کہاں پر صرف کیا ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (الحدید : ۷)

اور جس مال میں اس نے تم کو جانشین بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو ، جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور مال خرچ کرتے رہے ان کے لئے بڑا ثواب ہے

۔۔ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(التغابن : ۱۶)

اور سنو اور اطاعت کرو اور اس کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ، اور جو شخص نفس کے بخل سے محفوظ رہا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ارشاد باری

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے کل خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اپنی معرفت کیلئے ان کے اندر عقل و بصیرت پیدا فرمائی اور ظاہری و باطنی تمام نعمتوں سے اس لئے انھیں نوازا تاکہ وہ اس کا شکر ادا کریں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ان بندوں کی سی گواہی ہے جو اپنے رب سے ڈرتے اور اس سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما، اور آپ کے جملہ معاون اور دمساز صحابہ کرام اور آل پاک پر خیر و برکت اور بہت بہت سلامتی نازل فرما،

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى	بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، تو وہ (مال
فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ	کی کثرت کی وجہ سے) لوگوں پر زیادتی کرنے لگا اور
مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ	ہم نے اسے خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں (اٹھاتے
اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ	وقت) ایک طاقت ور جماعت کو (بھی) تھکا دیتی
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ	تھیں، اس کی قوم نے کہا کہ (اس دولت پر) مت
فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ	اترا کیونکہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور جو
وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا	مال اللہ نے تجھ کو دیا ہے اس سے آخرت کی بھلائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (القصص ۲۸، ۷۷)

طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول، اور جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی اسی طرح تو بھی لوگوں کے ساتھ بھلائی کر اور ملک میں فساد پھیلانے کا ارادہ مت کر کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن کریم تمام انسانوں کے لئے ایک پیام ہے، اور اس لئے اس کو بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ انھیں ڈرایا جائے، اس کے اندر اگلوں کے حالات آنے والے واقعات اور حالیہ کو اُلف پر دو ٹوک تبصرے اور فیصلے سب کچھ درج ہیں۔

مذکورہ بالا واقعہ عبرت اور نصیحت کا مرقع ہے، یہ اس لئے پیش کیا گیا تاکہ زندوں کو اس کے ذریعہ ڈرایا جائے اور کافروں کے خلاف حجت تمام ہو، اس کے پس منظر میں قارون کی خصلت اور اس کی بد باطنی، اس کے وافر مال اور اس کی بداعمالیوں کا تذکرہ ہے اور اس کے اس انجام کا ذکر ہے کہ اس کی بغاوت اور سرکشی کی وجہ سے اس پر عذاب الٰہی کیونکر آیا۔

اللہ رب العزت نے خبر دی کہ

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم سے تھا،

نقل ہے کہ قارون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد یا خالہ زاد بھائی تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ابتداء میں نیک تھا، اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے "منور" کے نام سے پکارا جاتا تھا، لیکن جب اس کا مال زیادہ ہوا تو اس کے اندر نفاق اور سرکشی پیدا ہوئی، اور وہ مرتد اور باغی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بجا ہے کہ

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى (العلق ۹۶، ۶)

مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان سرکشی کرنے لگتا ہے جبکہ وہ اپنے کو مالدار پاتا ہے، بیشک تمہارے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے پاس پیغام ربانی پیش کیا جس میں حکمت اور موعظت کے ساتھ دین کی دعوت درج تھی لیکن اس نے فرار اور گریز کا راستہ اختیار کیا، قارون کا اپنا لشکر اور اس کی فوج تھی، ایسے بھی دھن دولت والوں کے پاس آگے پیچھے گھومنے والے بہت سے لوگ ہوتے ہیں، اس لئے قارون نے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دلیری اور ڈھٹائی کی اور محض اس بنیاد پر کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز کیا، اس نے حکم الٰہی سے کھلی بغاوت کی۔

خدا کے حکم کے خلاف بغاوت کا انجام بہت برا ہے، جو شخص علم بغاوت بلند کرتا ہے، اس کی گردن ماردی جاتی ہے اور جو شخص اوروں کے لئے کنواں کھودتا ہے، سب سے پہلے خود اس کے اندر گرتا ہے۔

قضی اللہ ان البغی یصرع اھلہ　　وان علی الباغی تدور الدوائر

اللہ کا فیصلہ ہے کہ باغی بری طرح پچھاڑ کھاتا ہے اور طرح طرح کی آفتوں کا الگ الگ شکار ہوتا ہے۔!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا	اے لوگو تمہاری سرکشی کا وبال تمہارے ہی جانوں پر پڑے گا (اس لئے) دنیا کی زندگی کے فائدے (چند روز اٹھالو)
(یونس: ۲۳)	

مطلب یہ ہے کہ سرکش کا انجام آخرت سے پہلے دنیا میں اسے نظر آجاتا ہے، اس کی بدکرداری اسی پر لوٹ آتی ہے، اس پر ایسے کو مسلط کیا جاتا ہے جو اس سے سخت انتقام لیتا ہے، اور یہی اس کی سزا ہوتی ہے، یہاں تک کہ اگر کسی پہاڑ جیسے نے دوسرے پہاڑ جیسے کے خلاف بغاوت اور سرکشی کی تب بھی وہ پہاڑ جیسا ہونے کے باوجود ریزہ ریزہ ہوکر تباہ ہوجائے گا،

اور حدیث میں ہے،

سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر ایسا کوئی گناہ اس لائق نہیں، جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد دیدیتا ہے ۔ (ابن ماجہ، ترمذی اور اس کو انھوں نے حدیث حسن صحیح کہا ہے، نیز حاکم نے اس کو نقل کیا، اس کی اسناد صحیح ہے، بہ روایت ابوبکرۃ)

بغاوت اور سرکشی کبھی زبانی ہوتی ہے، مثلاً کسی کو گالی گلوچ اور برا بھلا کہہ کر اسے سبھوں کے سامنے ذلیل کرے، اور یوں اپنی بالادستی دکھانے، اور کبھی افعال اور کردار سے ہوتی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ اسے مارے پیٹے، قتل کر دے یا اس کے مال پر قبضہ کر بیٹھے، یا اس کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکا دے، غرض بغاوت اور سرکشی کی کئی صورتیں ہیں۔

اور صحیح مسلم میں (بہ روایت عیاض بن حمار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا :۔

" اللہ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ تم انکساری برتو، اور اس قدر تواضع اختیار کرو کہ نہ کوئی کسی کے سامنے فخر کرے، اور نہ بغاوت اور سرکشی اختیار کرے ۔

پھر فرمایا :۔

" وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ قارون کی نافرمانی، کفر و سرکشی، اور تمرد اور معصیت کے باوجود ہم نے اسے ڈھیل دی اور اس کے باوجود کہ وہ طرح طرح کی بغاوت اور دشمنی میں پیش پیش تھا، ہم نے اسے ہر قسم کا اس قدر خزانہ عطا کیا تھا جس کی کنجیاں ہی مضبوط اور طاقتور لوگوں کے گروہ مشکل سے اٹھا پاتے تھے، خواہ یہ کنجیاں اس زمانے میں لوہے کی رہی ہوں، یا لکڑی اور چمڑے وغیرہ کی، مقصود بہر صورت قرآن پاک کے اس اسلوب سے زیادتی اور فراوانی کو دکھانا ہے، اور اس کے خزانوں کی کثرت کو نمایاں کرنا ہے ۔

غرض اللہ نے اسے کشادہ روزی میں بے حد ترقی عطا فرمائی، اور یہ اللہ کی دین ہے دنیا وہ اپنے دوست یا دشمن سب کو عطا کرتا ہے، لیکن دین صرف انھیں عطا کرتا ہے جن کو محبوب رکھتا ہے ۔

روزمرہ زندگی میں اگر تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی پر نعمت کی بارش کر رہا ہے، اس کے باوجود وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص اپنے رب کی معصیت پر مصر ہے تو سمجھ لو کہ یہ اس کی ترقی اللہ کی طرف سے ایک ڈھیل اور زبردست آزمائش ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(الانعام ۴۴، ۴۵)

جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو انھیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر طرح کی خوش حالیوں کے دروازے کھول دیئے تھے، یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو ان کو دی گئی تھیں، خوب خوشیاں منانے لگے تو اچانک ہم نے انھیں پکڑ لیا، پس وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے۔ غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی، اور ہر طرح تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے نیک اور ہمدرد لوگوں نے جب قارون کی اس قدر بڑھی ہوئی سرکشی اور نافرمانی کو دیکھا اور یہ محسوس کیا کہ یہ شخص حد سے بڑھتا جا رہا ہے تو انھوں نے اسے وعظ و نصیحت کرنا شروع کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک قومیں محض خدا کے انھیں مخلص اور نیک لوگوں کے دم سے باقی ہیں، جو نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور جہاں کہیں برائیوں کے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے، ان کے اندر زبردست کمی آجاتی ہے اور برائیاں پھیلنے سے رک جاتی ہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ (ھود: ۱۱۶)

پھر (دیکھو) ایسا کیوں نہیں ہوا کہ جو قومیں تم سے پہلے گذر چکی ہیں، ان میں ایسے اہل خیر باقی رہے ہوتے جو لوگوں کو ملک میں شر و فساد پھیلانے سے روکتے، البتہ ایسے تھوڑے لوگ تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ قوم کے ان باشعور لوگوں نے اس کی ہدایت اور رہنمائی کی خاطر اسے سمجھایا :

لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (القصص : ۷۶) (اس مال و دولت پر) مت اترا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہاں جس اترانے کی مذمت کی گئی، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص بیجا فخر و غرور تکبر اور فسق و فجور کا شکار ہو جاتا ہے، اور یہ محض دنیا کے کھوٹے سکوں کی گھن گرج اور چمک دمک کا نتیجہ ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب دنیا کی اس قسم کی چمک دمک آپ کو فریفتہ کرتی تو آپ کہہ دیتے :

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ[1] اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی اصل زندگی ہے

نیز فرمایا، شاعروں میں سب سے زیادہ سچی بات وہ ہے جسے لبید نے کہا ہے (رضی اللہ عنہ)

الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ٭ وکل نعیم لا محالۃ زائل

سنو! اللہ کے علاوہ (دنیا کی) ہر چیز بیکار ہے، اور ہر قسم کی راحت ایک نہ ایک دن ختم ہو جانے والی ہے۔

قوم نے یہ بھی کہا کہ

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ (القصص : ۷۷) اور جو مال اللہ نے تجھ کو دیا ہے اس سے آخرت کی بھلائی طلب کر،

یعنی جسے اللہ تعالیٰ دولت دے کر آسودگی سے نوازے اس کا فرض ہے کہ آخرت کیلئے

---

[1] متفق علیہ، بروایت سہل بن سعد ساعدی، نیز احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے اس کو بروایت انس بن مالک نقل کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توشہ اکٹھا کرے، اور دنیا میں رہتے ہوئے آگے کی تیاری کرے، کیونکہ آدمی کا اپنا مال تو وہ ہے جسے وہ آخرت کے لئے روانہ کردے، ایک حدیث میں ہے کہ

"ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال! حالانکہ تیرا مال تو بس اتنا ہے جس کو تو نے کھا لیا اور ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا خیرات کرکے آگے کے لئے روانہ کر دیا۔"

ورنہ اس کے علاوہ اس کا کل اثاثہ اس کے ورثہ اور حصہ داروں کا ہے، اور دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جہاں نیک اعمال بوئے جاتے ہیں جن کی کٹائی آخرت میں ہوگی، اور جو شخص دنیا سے خالی ہاتھ گیا اور کچھ نیکی ساتھ لے نہیں گیا، ایسا شخص آخرت میں مفلس ہوگا، اور اس کی حالت انتہائی ابتر ہوگی،

اور جس کسی کو اللہ تعالیٰ دولت سے نوازے، لیکن یہ شخص اسی کے پیچھے دیوانہ ہو جائے، اور اسی کو اپنی تمام تر کاوش، کارکردگی، اور فکر کا محور قرار دے، اور اس کے پیچھے اپنے رب کے فرائض تک کو چھوڑ بیٹھے، اور آخرت تک کو بھول جائے، تو ایسا شخص حقیقت میں فقیر ہے، اس فقر اور ناداری پر اسے کوئی اجر نہیں ملے گا، اور اس کی دنیا اور آخرت سب کچھ تباہ ہو جائے گی، اس قماش کے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کے پاس شیطان آکر انھیں زمانے کا خوف دلاتا ہے، مال کی کمی اور افلاس سے ڈراتا دھمکاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص اپنے ہاتھوں کو روک لیتا ہے، جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے، کچھ خرچ نہیں کرتا، اور اسی روش پر اس وقت تک برقرار رہتا ہے تا آنکہ دنیا سے ذلیل اور رسوا ہو کر اٹھ جاتا ہے، نہ دنیا میں کوئی گناہ اس سے بچ رہتا ہے، نہ ہی آخرت کے لئے کوئی نیکی بھیج پاتا ہے، انھیں لوگوں کو روپیہ پیسہ کا بندہ اور غلام کہا جاتا ہے، اور حدیث میں ہے:۔

متفق علیہ، ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ، مسلم میں ایک روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ امیہ بن ابی صلت اسلام لانے کے قریب تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کا بندہ ہلاک ہوا، درہم کا بندہ تباہ و برباد ہوا۔

یہ شخص ایسے دن شرمندہ ہوگا جبکہ شرمندگی بھی چنداں سود مند نہ ہوگی۔ چنانچہ وہ کہے گا،

مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ (الحاقۃ: ۲۸، ۲۹)

آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میری سلطنت بھی مجھ سے جاتی رہی۔

اور جس وقت وہ یہ بول اٹھے گا،

يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ (الفجر: ۲۶)

کاش میں اپنی اس زندگی کے لئے کچھ نیک اعمال آگے بھیجا ہوتا، اس دن اللہ گنہ گاروں کو ایسی سزا دے گا کہ اس جیسی سزا کسی نے نہ دی ہوگی، اور ان کو اس طرح جکڑے گا کہ اس جیسا کسی نے نہ جکڑا ہوگا۔

اور ادھر ابھی وہ اسی دوراہے پر کھڑا ہوگا کہ اطاعت اور نیکوکاری پر اسے اجر و ثواب ملے، یا نافرمانی اور گناہ ملے کہ ادھر اس کی بابت یہ چرچا ہو جائے گا کہ "فلاں مر گیا"۔ ہا اور زندگی اور موت میں کتنا قریبی رشتہ ہے اور موت جو آنے والی ہے وہ آکر رہے گی۔

پھر قوم نے مزید نصیحت کرتے ہوئے کہا، "ولا تنس نصیبك من الدنیا" آخرت کی منفعت سے متعلق نصیحت سے فارغ ہونے کے بعد دنیوی منفعت کے بارے میں یہ نصیحت کی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ آخرت کے لئے دنیا کی زندگی میں توشہ اکٹھا کر لو، اور بعض نے یہ مفہوم بھی بتایا کہ غنا اور بے نیازی کے اسباب یعنی سعی و کاوش اور کمائی سے بے نیاز نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ دین اسلام جد جہد اور تھک کوشش کا دین ہے یہی وہ دین ہے جو دنیا اور آخرت کی مصلحتوں کو یکجا کرتا ہے اور جسم و روح کے تعلق کو برقرار رکھتا ہے چنانچہ یہ کہنے والے نہایت قابل تعریف ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرۃ: ۲۰۱)

اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نیک آدمی کے لئے حلال مال بہترین سرمایہ ہے۔

اسلام دولت کے حصول اور اس کے تحفظ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور وسیع پیمانے پر حلال اور جائز طریقہ سے قسم قسم کی تجارت کی اجازت دیتا ہے،

ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ

"سچا امانت دار تاجر، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا"

اور جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ افضل ترین کمائی کیا ہے تو آپ نے فرمایا تھا، دستکاری اور قابل قبول خرید و فروخت"

یہ بھی مروی ہے کہ حلال کمائی ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ہے، اور اللہ تعالیٰ صنعت و حرفت سے منسلک مومن کو پسند کرتا ہے، اور بیکار رہنے والے جھوٹے سے سخت نفرت کرتا ہے، بعض انبیاء کرام کا شمار اغنیاء میں ہوتا تھا، جیسے حضرت ابراہیم، حضرت یوسف اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہ اور بعض انبیاء کرام اہل حرفت اور کسی پیشہ سے منسلک تھے، اور خود سالار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پیشتر مال تجارت لے کر شام جایا کرتے تھے۔

اکثر صحابہ کرام تجارت اور خرید و فروخت کرتے، تعمیرات اور کاشت کا کام کرتے اور تجارت کے لئے خشکی اور تری کا سفر کرتے تھے، لیکن جب ان پر کوئی افتاد آتی، یا کوئی فریضہ جیسے نماز وغیرہ کا وقت آجاتا، یا زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی تو فوراً اللہ سے لو لگانے کے لئے لپک جاتے اور ان کی یہ تجارت اور کاروبار انھیں خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتا، اور پہلے یہ اس فرض کو ادا کرتے پھر دوسرے کام کرتے تھے،

دین داری کا یہ مطلب نہیں کہ انسان دولت کے حصول، یا اہل و عیال کے لئے سعی و کاوش سے دست بردار ہو کر مسجد حرام کے کسی گوشے میں بیٹھ رہے، یا مسجد نبوی میں بندگی کے لئے خلوت نشین ہو جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خرید و فروخت اور لین دین سے بالکل اسی طرح کنارہ کش ہو جائے، جیسے بیشتر تارک الدنیا فقیر اور بعض درویش منش افراد کرتے ہیں، ایک مرتبہ بعض صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے کہ وہ اپنی تمام جائداد، اور اثاثہ فروخت کر کے اس کے عوض میں ہتھیار اور گھوڑے اس لئے خریدنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کر سکیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا، اور کہا اپنے مال کو روکے رکھو اور اس کو یوں رائیگاں نہ جانے دو، بعض اصحاب کرام نے یہ بھی چاہا کہ اپنا تمام سرمایہ خیرات کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صدقہ کو لوٹا دیا، کیونکہ دولت بالخصوص آخری زمانے میں مومن کی ڈھال ہے، جس سے کسی حال بے نیازی نہیں ہو سکتی اور دولت مند بھائی ہی دنیا میں معزز تصور کیا جاتا ہے، رہیں وہ آیات یا روایات جو کتاب و سنت میں دنیا کی مذمت کے تعلق سے وارد ہیں ان کا مقصود دولت کی مذمت ہرگز نہیں، بلکہ ان چیزوں کی مذمت مقصود ہے، جن کی وجہ سے آدمی بدکردار اور غلط کار ہوتا ہے، کیونکہ اطاعت اور فرمانبرداری پرہیزگاری کی بنیاد ہے، اور اگر یہ جنس گرانمایہ حاصل ہو گئی اور تمام انسانی اعضاء و جوارح دنیا کی محبت میں سرشار بھی ہوئے تو چنداں مضائقہ نہیں ہوگا، ایسے بھی مسلمان ہاتھ پاؤں سے دنیا میں لگا ہوتا ہے، لیکن اس کا دل آخرت کے کاموں میں اٹکا ہوا ہوتا ہے اور اس طرح دو خوبیاں اور ان کے ساتھ دو قسم کی کامیابی اور سعادت حاصل ہو جاتی ہے، جس سے ان کے اعمال پاکیزہ ہو جاتے ہیں، اور ان پر روزی موسلا دھار برسے گی، یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہ لوگ عقل و ہوش کے مالک ہیں،

غرض قارون کا ایک دور تھا، جو گذر گیا اور یہ عظیم ترین صاحب ثروت جیتے جی مٹی میں مل گیا اور اپنی کرنی کو پا لیا، لیکن ان ہمدرد کرم فرماؤں کو آخر اس نے کیا جواب دیا، اس نے بس اتنا کہا کہ

اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ (قصص: ۷۸) قارون نے کہا کہ یہ مال تو مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی میری ذاتی مہارت چالاکی اور ہوشیاری کا نتیجہ ہے کہ میں مال کمانے سے کما حقہ واقف تھا جس کے نتیجہ میں دولت میں بے پناہ اضافہ ہوا، اس کے بجائے اس نے یہ نہیں کہا کہ

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ط (النمل ۴۰) — یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری،

اور یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی کسی نعمت کا انکار کرتا ہے تو وہ نعمت اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم ،) — اور جب تمہارے پروردگار نے جتا دیا تھا کہ اگر تم شکر کروگے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب سخت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ نے یہ کہہ کر اس کی مذمت فرمائی کہ

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ط وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ (القصص : ۷۸) — کیا اس کو معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا جو اس سے قوت میں سخت اور جمعیت میں بہت زیادہ تھیں اور گنہ گاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہ جائے،

قارون کے اوصاف اس کے کارنامے اور اس کے نتیجہ میں اس کی قرار واقعی سزا جو قرآن پاک میں مذکور ہے اس میں شک نہیں کہ ظاہری اور باطنی لحاظ سے یہ آیات ایسے تمام لوگوں پر چسپاں اور منطبق ہوتی ہے جو اسی کے جیسے سیاہ کرتوت کا شکار ہوتے ہیں، یہ اسی لئے بھی کہ قرآن کریم کے الفاظ ہمہ گیر اور عام ہیں، اور کسی سبب کے ساتھ وابستہ یا مخصوص اور منحصر نہیں ہیں، بلکہ اس کا مصداق اس مقولہ پر ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب ❊ گرہ کشا ہیں نہ رازی نہ صاحب کشاف

اور لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسروں کے ذریعہ نصیحت کیا جائے۔

بنا بریں یہ اوصاف ایسے تمام سرمایہ داروں اور بیوپاریوں پر چسپاں ہوتے ہیں، جنھیں اللہ نے قسم قسم کی نعمت سے دوسروں کی بہ نسبت انھیں کہیں زیادہ نوازا، اس کے باوجود وہ اس عظیم نعمت اور اپنی تمام تر دولت کی نسبت محض اپنی ذات کی طرف کرتا ہے، مال کی محبت کو اپنی دل کی گہرائی میں جگہ دیتا ہے، زکوٰۃ دینے سے ہاتھوں کو روکتا ہے، اور صدقہ، خیرات، قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی اور بھلائی کی راہوں میں خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے، حالانکہ اس کی آفرینش کا عظیم اور بنیادی مقصد یہی ہے، لہٰذا جن مالداروں کی سرشت یہ ہوگی ایسے تمام افراد قارون کے بھائی شمار ہوں گے، اور دولت کی فراوانی اور بداعمالی میں اسی کے شریک اور دمساز ہوں گے۔

بخدا بتاؤ! اس کا انجام بالآخر کیا ہوا یہی کہ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کو اور اس کے تمام خزانے کو نگل جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ

(القصص: ۸۱، ۸۲)

پس ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، (تو) اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد نہ کر سکی، اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا، اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے کہنے لگے کہ ہائے شامت! اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، اللہ اگر ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا، ہائے شامت! کافر کامیاب نہ ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے قارون اور اس کی دولت کو زمین میں دھنسا دیا، اور جو تاجر اسی کے قماش کے ہیں جو اللہ کی نعمت کو فراموش کر بیٹھے ہیں، نہ زکوٰۃ دیتے ہیں، نہ ہی آخرت کو یاد رکھے ہوئے ہیں، ایسے تمام لوگوں کو زمین کے اندر دھنسا دینا اللہ کے لئے کوئی بعید نہیں ہے، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج بہت سے مسلمانوں کے پاس لاکھوں، کروڑوں اور اربوں کھربوں روپیہ ہے، لیکن اس کے باوجود وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔

آج زکوٰۃ چوری کا مرض ایک سے دوسرے انگنت لوگوں میں سرایت کر چکا ہے، اور اپنی بداعمالی کی وجہ سے ایسے افراد اگر زمین میں دھنسائے نہیں جاتے، تو اتنا ضرور ہے کہ ان کا ایمان سلب ہو چکا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ جسموں کو دھنسائے جانے سے ایمان کا سلب کیا جانا کہیں زیادہ مضر ہے۔ چنانچہ ایسے افراد کا حال تباہ ہوتا ہے، یہ مال و دولت اکٹھا تو کرتے ہیں، مگر اسے روکے رکھتے ہیں اور لوگوں سے نفرت رکھتے ہیں اور لوگ بھی ان سے نفرت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان آیات کے مطابق ان کی ہیئت کذائی ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک کہتا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

(القصص: ۸۳)

یہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں تکبر اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور (اچھا) انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

ہم اللہ سے وسیع عفو و درگذر اور کشادہ فضل و کرم کے متمنی ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ وہ ہمیں محض اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کرے گا اور ہمیں اپنی یاد، اپنی شکر گذاری اور اپنی نیک عبادت کی توفیق بخشے گا۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن اخلاق

ایسے کردار سے عبارت ہے جو آرائش وزیبائش کا باعث اور آلودہ اور داغدار کرنے سے بچاتا ہے

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے خاص ہیں، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد! احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے درمیان جس طرح روزی تقسیم فرمائی اسی طرح تمہارے اخلاق اور کردار کو بھی تقسیم کر دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ دنیا ایسے لوگوں کو عطا کرتا ہے جن سے وہ محبت یا نفرت کرتا ہے لیکن دین انھیں کو دیتا ہے جن کو محبوب رکھتا ہے اس لئے خوب سمجھ لو کہ جسے اس نے دین عطا کیا وہ ضرور اس کا محبوب ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ لوگوں کے اخلاق اور کردار ان کی روزی کی طرح ایک دوسرے سے جداگانہ اور مختلف ہوتے ہیں اور حسن اخلاق سے بہتر قدرت کا ایسا کوئی عطیہ نہیں جو صلاح اور نیکی و پرہیزگاری کا ضامن ہو، اور آدمی کو حماقت، بگاڑ اور ہلاکت سے بچا سکے۔ حسن اخلاق کے حامل افراد کسی تخصیص کے بغیر بالعموم افضل ترین انسان شمار ہوتے ہیں، جیسا کہ اس ارشاد نبوی میں ہے کہ:۔

سنو! کیا میں تمہارے بہترین لوگوں کی بابت نہ بتاؤں۔

انھوں نے عرض کیا! کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو چغلخوری کرتے ہیں، محبوب کو اس کے
چاہنے والے سے جدا کر دیتے ہیں، اور پاک دامن اور پارسا لوگوں کو
قعر مذلت میں گرانا چاہتے ہیں[1]

معلوم ہوا کہ نیک اخلاق خیر و برکت کا باعث ہیں، جن سے لوگ ایسے شخص سے محبت کرتے ہیں جبکہ بد اخلاقی نحوست کا باعث ہے اور لوگ اس شخص سے نفرت کرتے ہیں، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے بعض عورتیں یکے بعد دیگرے ایک سے زائد شوہروں سے بیاہ کرتی ہیں اور آخرت میں وہ اور ان کے شوہر جنت میں تو داخل ہوں گے لیکن اکیلی یہ عورت اپنے کس شوہر کے ساتھ وہاں رہے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، ام سلمہ! وہاں اسے اختیار ہوگا، اور جو زیادہ با اخلاق ہوگا اپنے لئے اسی کو وہ منتخب کرے گی،

ام سلمہ! نیک اخلاق والا دنیا اور آخرت ہر دو جگہ کی سعادت اور بھلائی پائے گا۔

(طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اس کو نقل کیا۔)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا جہاں کہیں رہو، اللہ سے ڈرو، اور برائی کی جگہ بھلائی کرو، تب ہی برائی کو مٹا سکو گے، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ!

اس میں شک نہیں کہ حسن اخلاق ایسے کردار اور عمل سے عبارت ہے جو آرائش اور زینت کا

---

[1] طبرانی بروایت ابوہریرہ۔ الفاظ یہ ہیں، تم میں سب سے محبوب میرے نزدیک وہ ہیں جو سب سے زیادہ با اخلاق ہوں، جو اپنے موڈھوں کو جھکائے ہوں، خود بھی محبت کرتے ہیں اور ان سے محبت کی جاتی ہے اور میرے نزدیک تم میں بدترین وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، آپس میں محبت کرنے والوں کو جدا کرتے ہیں، اور پاکباز لوگوں کو ذلت کے گڑھے میں گرانا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث ہوتا ہے اور عیب اور خرابی سے بچاتا ہے، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حسن اخلاق فرائض اور فضائل کو اختیار کیا جائے اور ناپسندیدہ اخلاق اور بُری خصلتوں سے احتراز کیا جائے۔ جبکہ بعض لوگ حسن اخلاق کا نام سن کر یہ سوچتے ہیں کہ اس سے مراد محض خوش دلی، ہنس مکھ چہرے اور خوش آوازی کا مظاہرہ کرنا ہے، اس میں شک نہیں کہ حسن اخلاق کی یہ بھی ایک قسم ضرور ہے، لیکن اصل حسن اخلاق اس سے زیادہ ہمہ گیر اور وسیع ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (قلم: ۴) اور بیشک تم اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہو۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو جواب میں آپ نے فرمایا تھا: آپ کے اخلاق قرآن کریم کا نمونہ تھے۔ اسی کے آداب کے مطابق آپ کا کردار تھا، وہی احکام آپ لوگوں کو بتاتے تھے، اور اس کی منع کردہ چیزوں سے ان کو باز رکھتے تھے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (الاعراف: ۱۹۹) (اے پیغمبر) تم درگذر سے کام لو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرو۔

اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا تھا کہ جو آپ کو محروم رکھے آپ اسے عطا فرمائیں جو قطع رحمی کرے آپ اس کو جوڑیں، اور جو آپ پر ظلم و جبر کرے آپ اس کو معاف کر دیں، آپ کے نیک کردار کا پرتو یہ بھی تھا کہ آپ صلہ رحمی کرتے، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے، مفلس اور بے نوا کو کما کر دیتے، مہمان کی میزبانی فرماتے، اور زمانے کے ستائے ہوئے لوگوں کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

نیک اخلاق کا ایک حصہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اکرام و احترام کے ساتھ محبت سے ان کے سامنے پیش آنا ہے، نیز یہ بھی اسی میں داخل ہے کہ دنیا میں ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آئے، تاکہ والدین کے دلوں میں اس کی محبت موجزن ہو، وہ اس کے لئے دعائیں کریں اور اس کی تعریف و ستائش سے رطب اللسان ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں معزز ترین آدمی کون ہے آپ نے عرض کیا، معزز ترین آدمی وہ ہے جو اپنے رب سے خوب ڈرتا اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہو، بہت زیادہ صلہ رحمی کرتا ہو، نیکیوں کا حکم دیتا ہو، اور برائیوں سے منع کرتا ہو۔[1]

صلہ رحمی جہاں ایک طرف نیک کردار کا ایک حصہ ہے وہیں ان اسباب میں سے ایک ہے جس سے روزی میں اضافہ اور عمر میں برکت ہوتی ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی روزی میں اضافہ اور عمر میں درازی پیدا فرمائے اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔

کیونکہ جوڑنے والا خود بھی جوڑا ہوا ہے اور توڑنے والا خود بھی توڑا ہوا ہے، اور جوڑنے والا وہی نہیں ہے جو برابر سرابر کا برتاؤ کرے بلکہ جوڑنے والا وہ ہے کہ اگر اس سے قطع رحمی بھی کی جائے، تو وہ اس تعلق کو باقی رکھے۔

حسن اخلاق کی ایک صورت پڑوسیوں کو پہم فائدہ پہونچانا ہے، ان کی ضرورت پوری کرنا، ان کی حمایت میں زندگی گذارنا اور ان کے ساتھ نرمی اور اچھے کردار کا مظاہرہ کرنا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے۔

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ (ابوالقاسم اصفہانی بروایت ابوہریرہ، بخاری ومسلم)

حسن اخلاق کی ایک صورت خاص وعام کے اندر سلام کو عام کرنا ہے چنانچہ آدمی کو چاہئے کہ

---

[1] ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اس کو نقل کیا، نیز بیہقی نے الزہد الکبیر میں اور دیگر محدثین نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ کسی کو پہچانے یا نہ پہچانے اسے سلام ضرور کرے، کیونکہ سلام کو عام کرنا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا اسلام کے محاسن میں سے ہے۔ ارشاد ہے:

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب اس سے ملے تو اسے سلام کرے، اس کی پکار پر لبیک کہے، نصیحت چاہے تو اسے نصیحت کرے، چھینکے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ کر اس کا جواب دے جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب اس کا انتقال ہو تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔

(ترمذی۔ بروایت ابوہریرہؓ)

کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے چنانچہ یہ قطعی نامناسب ہے کہ ایک دوسرے کا جب کبھی سامنا ہو تو یہ اس سے اعراض کرے، اور وہ اس سے اعراض کرے۔ بلکہ جو کوئی پیش قدمی کرکے بڑھ کر پہلے سلام کرے وہی سب سے بہتر ہے۔

حسن اخلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ گھر میں داخلہ کے وقت سلام کہہ کر اندر جائے، افسوس کہ یہ مشہور سنت آج لوگوں میں یکسر متروک ہوتی جارہی ہے۔ جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

تین آدمیوں کی ذمہ داری اللہ پر ہے، ایک وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے، دوسرے وہ شخص جو مسجد میں نماز پڑھنے جائے، اور تیسرے وہ جو سلام کہہ کر اپنے گھر میں داخل ہو۔

(ابوداؤد، ابن حبان، حاکم بروایت ابوامامہ نیز حاکم نے اس کو صحیح کہا اور دیگر محدثین نے اس کا اقرار کیا ہے۔)

نیز آپ نے فرمایا:

"اسلام کی اپنی کچھ صدائے بازگشت ہے اور شاہراہوں کے مینار کی طرح اس کے بھی کچھ مینار ہیں۔" (حاکم فی صحیحہ، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی صدائے بازگشت اور گونج یہ ہے کہ تم اللہ کی پرستش کرو، صرف ایک خدا کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک مت ٹھہراؤ، نماز پابندی سے ادا کرو، زکوٰۃ دو نیکی کا حکم دو، برائی سے منع کرو جب مسلمان سے ملو اس کو سلام کرو، اپنے گھر کے اندر جانے لگو تو سلام کہہ کر اندر جاؤ، اور اسی قسم کے متعدد امور آپ نے ذکر فرمائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ:

انس! جب گھر کے اندر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو، جس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگی۔

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا کہ گھر والوں کو سلام کرنا خیر و برکت کا ایسا ذریعہ ہے جس سے اہل خانہ پر بھی برکات کا نزول ہوتا ہے، نیز یہ سلام محبت اور گھر والوں کے اندر میل جول اور ربط ضبط کا متقاضی ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ ان پر روزی اور گھر کے اندر خیر کے نزول کا ذریعہ ہوتا ہے۔

سمع وطاعت کا نتیجہ یہ ہے کہ تابعداری کی صفت اس سے پیدا ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو باتیں سنتے ہیں، اور بہتر نصیحتوں پر عمل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور بہترین سنت جسے سن کر ایک مطیع و فرمانبردار مومن عمل کے لئے اٹھ کھڑا ہو یہی ہے کہ جب بھی وہ گھر میں آئے، سلام کہہ کر اندر آئے، اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اس کے نمایاں اثرات کو خود اپنے گھر والوں کے اندر دیکھے گا اور جب وہ سلام کرے گا تو اس کے اہل وعیال بھی اس سے سیکھ کر اس پر عمل کریں گے۔

اس کے برخلاف جو شخص گھر میں آتے ہی اپنے ہی گھر کے جس فرد سے اس کی مڈبھیڑ ہو اس کو گالی گلوچ کرے، یا طعن تشنیع سے کام لے، اس میں شک نہیں کہ ایسا گھر منحوسیت اور بے برکتی کا ہی مستحق ہوگا، بالخصوص جہاں شیطانوں کا قبضہ ہوگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن اخلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ میاں بیوی باہم اکرام و احترام کا آپس میں معاملہ کریں، اور خوش دلی اور خوش مزاجی سے ایک دوسرے سے ملیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر سلوک کرے، اور خود میں اپنے اہل کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔ (ترمذی باسناد صحیح)

اور آج کل کے منچلوں کی یہ حرکت یکسر لذتیت پرستی کی حرکت ہے کہ جب کسی عورت سے ان کا نیا نیا نکاح ہوتا ہے، اور ابتداء میں اس سے انھیں لذت اور محبت حاصل ہوتی ہے تو یہ نادان اپنی پرانی بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں ان سے تعلقات بھی توڑ لیتے ہیں اور ان پر اور ان کے اہل وعیال پر کسی قسم کے اخراجات سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں، اور انھیں حیران پریشان اور معلق چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ بیچاریاں نہ نکاحوں میں شمار ہوتی ہیں اور نہ بے نکاحیوں میں اور یہ اس فرمان الٰہی کو بھول جاتے ہیں کہ

وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (البقرۃ: ۲۳۷) اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے میں غفلت نہ کرو،

یعنی سابقہ حسن معاشرت کو فراموش مت کرو، پھر یہ فراموشی اعلیٰ اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے بھی یکسر منافی ہے۔

حسن اخلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ لوگوں کے ساتھ اکرام واحترام، وفاداری، سچائی اور امانت داری کے ساتھ برتاؤ کیا جائے، جب بھی وعدہ کرے پورا کرے، بات کہے تو سچ کہے، امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ لین دین کا کوئی بھی سودا کرے اور اب تک اگر قیمت ادا نہ کیا ہو تو خوب اچھی طرح یہ سمجھ لے کہ ابھی وہ اس کے ساتھ معاہدہ اور امانت کی پوزیشن میں ہے اور اس کا یہ فرض ہے کہ کسی ٹال مٹول یا حیف میں کے بغیر اپنے اوپر واجب ذمہ داری کو پوری کرے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدہ کیا ہو تو اس کو پورا کرے، اور امانت ہو تو اس کو ٹھیک ٹھیک لوٹا دے، کیونکہ مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا بھی زیادتی ہے جس سے وہ اپنے مقابل کی آبرو کو روا رکھے ہوئے ہے، اور اس کو بے جا سزا دیئے جا رہا ہے۔

اور لوگوں کے حقوق میں دراندازی سے گریز اعلیٰ درجہ کی شرافت اور حسن اخلاق کا مظہر ہے، جبکہ دوسری طرف لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی، حدود میں تجاوز اور ان کی حق تلفی حد درجہ بداخلاقی اور بدکرداری کا مظہر ہے۔

نیک کردار کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جسم، لباس، اور گھر کو پاک صاف رکھا جائے، کیونکہ اللہ خود جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ وہ پاکیزہ اور نہایت خوب ہے اور پاکیزگی اور خوبی کا خواہاں ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو یہ بھی پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کے اثرات اس پر نمایاں ہوں، چنانچہ جو بندہ صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوگا، اس کی جسمانی اور روحانی صحت اور اس کے دل کے اندر استقامت اور ثابت قدمی کے اثرات آپ سے آپ نمایاں ہوں گے، ایسے بھی عوام کسی صاف ستھرے پاکیزہ آدمی کو اس کی خوش پوشاکی صفائی اور جامہ زیبی سے پہچان لیتے ہیں، جیسے ہوشیار اچھی خواتین ان کے گھر بار کی صفائی اور بال بچوں کی نظافت اور پاکیزگی سے پہچان لی جاتی ہیں،

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے گندے کپڑوں کو دیکھ کر ناگواری سے اس سے منہ موڑ لیا، اور فرمایا: کیا یہ شخص کسی ایسے کو بھی نہیں پاتا جو اس کے انھیں کپڑوں کو دھو دیا کرے۔ (ابو داؤد بروایت جابر رضی اللہ عنہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ جس کا لباس پاک و صاف ہوتا ہے، اس کا رنج و غم بھی ہلکا ہوتا ہے، اور جو اچھی خوشبو رکھتا ہے اس کی عقل بھی بیش از بیش ہوتی ہے، اور جو کوئی اپنے آپ کو نہیں بچاتا، اس کی عقل بھی اس کو فائدہ نہیں پہونچاتی ہے۔

حسن ثیابك ما استطعت فانها ❊ زین الرجال بها تعز وتکرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی پوشاک اچھی رکھو جہاں تک رکھ سکو، کیونکہ یہ مردوں کی زینت ہے جس سے ان کی عزت اور عظمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

دع التخشن فی الثیاب تواضعا فاللہ یعلم ما تکن و تکتم

انکساری کی خاطر موٹا جھوٹا کپڑا پہننے سے بھی گریز کرو، کیونکہ دل کے پوشیدہ اور چھپے ہوئے بھیدوں کو وہی جانتا ہے۔

راستہ چلنے والوں کے لئے چلنے کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ آدمی سنجیدگی اور آہستگی کو اختیار کرے، اور جلد بازی اور عجلت کو قطعی اختیار نہ کرے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خود وہ ہلاکت سے محفوظ ہوگا، اور دوسرے لوگ اس کے شر اور خرابی سے بچیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان ۱۹)

اور اپنی چال میں اعتدال رکھ، اور اپنی آواز پست رکھ بلاشبہ آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

اللہ نے میانہ روی کی خود تعلیم فرمائی ہے اور میانہ روی کا مطلب یہی ہے کہ اعتدال کرے اور جلد بازی نہ کرے، بالخصوص نئی سواریوں کو استعمال کی صورت میں احتیاط کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ ان سے مضرت اور اذیت لاحق ہونے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ سرعت اور جلد بازی کی وجہ سے بہت سی نعمتوں سے محرومی ہوتی ہے، اور آدمی انتقام کا نشانہ بنتا ہے، اور اس قسم کی حرکت سے آدمی خود اپنی کرنی کا نشانہ بنتا ہے، اور ہر کوئی اپنی کرتوت میں گرفتار ہوتا ہے۔ جبکہ عقلمند نادان کی نادانی کو اس کی خفیف حرکت سے بھانپ لیتے ہیں اور اگر وہ سنجیدہ اور باوقار ہے تو اس کی پختہ بصیرت کے قائل ہوتے ہیں، نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آدمی کا ہلکا پن اس کی عقل کے بقدر ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے کہا تھا،

تمہارے اندر دو ایسی عادتیں ہیں، جنھیں اللہ پسند کرتا ہے، بردباری اور سنجیدگی (غور و فکر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے عرض کیا اللہ کا شکر ہے جس نے میری فطرت میں ایسی دو خصلتیں ودیعت فرمائیں، جنھیں اللہ اور رسول پسند فرماتے ہیں، (مسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

قد یدرك المتانی بعض حاجته وقد یکون مع المستعجل الزلل

غور وفکر کرنے والا بسا اوقات اپنی کچھ ضرورتوں کو پالیتا ہے، جبکہ جلد باز آدمی عموماً ٹھوکریں کھاتا ہے۔

حسن اخلاق یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کی دوستی انتیار کرے اور احمقوں کی صحبت سے دور رہے خصوصاً فسادی اور شرارتی لوگوں سے گریز کرے، کیونکہ اخلاق بھی ایک دوسرے کے اندر منتقل ہوتے ہیں۔ اور طبیعت کا بھی یہی حال ہے، اور ہر شخص اپنے ہی ہم نشین اور دوست کے طریق کار کو اپناتا ہے نیز لوگ اپنے ساتھیوں کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں، اور ہم جنس اپنی ہی جنس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور ایسا بارہا ہوا کہ ایک شخص نہایت اچھے اخلاق والا، آبرومند، شریف النفس اور راست عقیدہ والا اگر کم عقلوں، نادانوں اور بے دینوں کی صحبت میں بیٹھ جاتا ہے، تو اپنے تمام نیک کردار اور اعلیٰ اخلاق سے ہاتھ دھولیتا ہے اور یہ لوگ اسے ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کی طبیعت میں بگاڑ اور اس کے اخلاق تباہ و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں، اور بالآخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص بدنام اور ذلیل وخوار ہو کر رہ جاتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جو اپنا احترام نہیں کرتا اس کا احترام بھی نہیں کیا جاتا، اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہوتا،

جسم محض ڈھانچہ اور اخلاق وکردار کو روح کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی شکل وصورت اور ان کے دھن دولت کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ ان کے دلوں اور ان کے اعمال وکردار کو دیکھتا ہے اور جس کے اخلاق تباہ ہو جائیں، گویا وہ اس دنیا ہی سے اٹھ جاتا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدکرداری بداخلاقی اور بدکلامی سے پناہ مانگتے ہوئے کہا کرتے تھے۔

اللھم اھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی حسنھا الا انت واصرف عنی

اے اللہ مجھے بہتر اخلاق کی ہدایت فرما، اچھے اخلاق کی رہنمائی تیرے سوا کوئی بھی نہیں کرسکتا اور بداخلاقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیئها لا یصرف عنی سیئها الا انت — سے میری حفاظت فرما، کیونکہ تیرے سوا اس برائی سے کوئی بھی میری حفاظت نہیں کرسکتا،

جن بد اخلاقیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ فرض عبادتوں کو چھوڑ بیٹھے، جیسے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی پابندی کے بجائے آدمی گھر میں اکیلا نماز پڑھنے لگے اور جن کی عادت جماعت چھوٹنے کی ہوتی ہے وہ بسا اوقات نماز تک پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں،

ایک بداخلاقی یہ بھی ہے کہ زنا کاری، اغلام بازی اور شراب نوشی پر اصرار کیا جائے، بالخصوص شراب نوشی سے کسی صورت پرہیز نہ کیا جائے، حالانکہ یہ چیز تمام برائیوں اور شر و فساد کی جڑ ہے۔ اور ہر قسم کے گناہوں کی طرف کھینچ کر لے جانے والی ہے، اس کی وجہ سے عمریں تباہ اور کوتاہ بھی ہوتی ہیں، اور جسم کے اندر طرح طرح کی خرابی اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اور اگر کوئی آدمی خواہ کتنا ہی با اخلاق، پاک دامن، اور عصمت اور شرافت کے ساتھ زندگی گذارے، لیکن اگر اس نے کبھی شراب پی لیا، اور نشہ اس کے دماغ کے اندر سرایت کر گیا تو ایسا آدمی فوری طور پر ہر قسم کے فضائل اور خوبی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور گناہ کے دلدل میں گھس جائے گا، اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر قسم کا غم واندوہ اور بدصورتی کا شکار ہوگا، اور اس کے گھر پر ویرانی اور وحشت اور بربریت کا قبضہ ہوگا، اور کیوں نہ ہو جبکہ اس نے خود کو عقل کی اس نعمت سے خالی کر لیا، جسے اللہ نے عزت اور شرف کا باعث بنایا ہے اور عقلمندوں کے بجائے اس نے خود کو دیوانوں میں شامل کر لیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عقل مند اور باہوش آدمی خود کو دیوانوں میں شمار کر ہی نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ شراب کو ام الخبائث یعنی تمام برائیوں کی جڑ کہا جاتا ہے۔

برے اخلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان کی زبان پر ہمیشہ سب وشتم اور گالی گلوچ چڑھا ہے چنانچہ معمولی غصہ آنے پر لوگوں کو لعن طعن کرتا ہے، کبھی غصہ آئے تو بیوی بچوں کو لعنت ملامت کرے اور پھر یہ لعنت اس کے گھر بھر میں ڈیرہ جمالے، چنانچہ اس کے لڑکے لڑکیاں لعنت ملامت کی عادت سیکھ جائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ابتداء ہی سے برا بھلا کہنے لگیں، اور یہ کوئی بعید بات نہیں، اسلئے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں باپ کی آغوش برائی اور بھلائی تمام ہی کاموں میں بچوں کے لئے درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہے اور کسی مومن کو لعنت کرنا اسے مار ڈالنے کے مساوی ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس نے کسی شخص کو کوئی بات پر ملامت کی، اور وہ وجہ اس کے اندر موجود نہیں تو اب وہی لعنت ملامت لوٹ کر اس شخص کے اندر واپس آئے گی،

بدترین اخلاق کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ مسلمان عورت مردوں کے درمیان بے حجابانہ گھومتی پھرے اس کے ہاتھ مونڈھوں تک، اور پیر پنڈلیوں تک ننگے رہیں، اور شرم وحیا، پردہ داری، عزت وشرف اور نیک کردار سب کو نوچ کر پھینک دے اور اس کے بجائے یورپ کے اخلاق وعادات اور بے پردگی کو اپنالے اور اپنے پروردگار کے سریع عکموں سے بھی روگردانی کر بیٹھے،

برے اخلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان مرد سونے کی گھڑی، سونے کی انگوٹھی اور سونے ہی کی بٹنیں استعمال کرے۔ جبکہ یہ اچھی طرح مشہور ہے کہ اسلام نے مردوں پر سونے چاندی کو حرام کر رکھا ہے، البتہ عورتوں کے لئے یہ حلال ہے، کیونکہ انھیں زینت اور خوبصورتی کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ جبکہ مردوں کی خوبصورتی ان کی اپنی مردانگی کے اندر ہی مضمر ہے۔

ایک بری عادت یہ بھی ہے کہ بعض گھمنڈی اور جاہ پرست افراد اپنی عباء قباء یا اپنی تہمد کا سرا نیچے تک لٹکائے ہوتے ہیں چنانچہ ان کی پوشاک کا دایاں بایاں اور نچلا حصہ چلنے کے وقت زمین سے گھسٹتا ہوتا ہے، اور اس طرح گویا وہ اپنے آپ کو نہایت اعلیٰ وارفع سمجھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ایسے کسی شخص کی طرف اللہ تعالےٰ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا جو اکڑنے اور اترانے کے لئے اپنی پوشاک کو زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہو، [1]

---

[1] عمرو بن عمر، جس نے گھمنڈ اور تکبر کی خاطر اپنی پوشاک کو زمین پر گھسیٹا، قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا، (مالک، بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ عباء، یا کسی بھی پوشاک اور لباس کو ٹخنے سے اوپر پہننا نہ صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کا باعث ہے بلکہ اس سے خود اس کی پوشاک کی بھی حفاظت ہوتی ہے، اور یہ طے ہے کہ طویل پوشاک ایک بھارم بھرکم بوجھ ہے جس کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور جو کوئی اپنے دل میں خود کو بڑا سمجھتا ہے اور چال چلن میں گھمنڈ اور تکبر کرتا ہے تو عزت کے بجائے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی ذات اور رسوائی کو بٹھا دیتا ہے، جبکہ اس کے برخلاف جو کوئی صلاحیت اور استعداد کے باوجود تواضع اور انکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت کو جاگزیں کرتا اور بڑھاتا ہے۔

اذا اردت شریف الناس کلهم فانظر الی ملك فی زی مسکین

لوگوں میں سے کسی شریف ترین انسان کو دیکھنا چاہو تو کسی ایسے بادشاہ کو دیکھو جو مسکین کی صورت میں ہو۔

هذا الذی حسنت فی الناس سیرته وذاك یصلح للدنیا وللدین

یہی وہ صفات ہیں جو اس کی سیرت کو لوگوں کے اندر آراستہ پیراستہ بناتی ہیں، اور یہی اوصاف دوسری طرف اس کی دنیا اور آخرت کو سنوارتے اور ٹھیک کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ رب العالمین ہم سب کو اپنے عفو وکرم سے فیضیاب کرے، اپنے فضل واحسان سے ہمیں زیادہ سے زیادہ مستفید فرمائے، محض اپنی رحمت اور مہربانی سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں بھی شامل فرمائے، اور خاص طور پر ہمیں اچھی یاد، اپنا شکریہ ادا کرنے اور اپنی اچھی طرح عبادت کی توفیق بخشے (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکی اور صفائی افضل ہے
اور
پاکی ایمان کا جز ہے!

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اپنے نفس کی شرارت اور بداعمالی اور شیطان کے فریب سے بس اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول پر رحمت نازل فرما، اور آپ کے تمام آل اور اصحاب پر بھی رحمت اور سلامتی کا نزول فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل دین اور مکمل شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا، یہ شریعت جسم وجان اور دین ودنیا کی مصلحتوں کی جامع ہے، دنیا میں ایسی کوئی بھلائی نہیں اور نہ ایسی کوئی برائی ہے جس کی نشاندہی اس شریعت میں نہیں کی گئی ہے اور اس سے ڈرایا نہیں گیا ہے، یہ مصلحتیں اور مضرتیں عام ہیں، خواہ ان کا تعلق آدمی کی اپنی ذات سے ہے، یا اس کے سماج سے بغرض ہر ایک کی نشاندہی کی گئی ہے، اور دین کا بنیادی کردار یہی اس لئے ہے کہ دین کی بنیاد مصلحتوں کے حصول اور اس کی فراوانی پر منحصر ہے، اور دین داری کا تقاضا ہے کہ بگاڑ کم سے کم ہو، یا بالکلیہ اس کا دفعیہ ہو، دین ایسے ہی کاموں کی تلقین کرتا ہے، جن کے اندر عوام، ان کے تن بدن اور ان کے شہروں کا فائدہ مضمر ہو، اور جہاں تک صاف صفائی کا تعلق ہے، یہ بھی ایک ہمہ گیر مصلحت اور فائدہ کا نام ہے، جس کے متعلق افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ بہتیرے افراد اس کے بارے میں کسل مندی اور سستی کا شکار ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ صاف صفائی دین کا اہم جز ہی نہیں بلکہ ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ مشہور ہے ایمان کے کچھ اوپر ستر شعبے ہیں۔ جن میں بلند ترین شعبہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے، اور کم سے کم درجہ یہ ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا لیا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

" اذیت رساں چیز کو راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے "

(بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ، البتہ اماطۃ کے بجائے تمیط الاذی کا لفظ وہاں وارد ہے)

نیز آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ افضل ترین ہے اور خوبی کو پسند کرتا ہے، پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو چاہتا ہے، لہٰذا اپنے صحنوں کو یعنی اپنے راستوں کو پاک صاف رکھو[1]

اسلام کمال، پختگی اور نظم و ضبط کا دین ہے، صرف یہی دین پاکیزگی اور صفائی کا خوگر ہے اور جسم ہی نہیں، بلکہ گھر بار اور شاہراہوں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور چونکہ پاکی اور صفائی کے نتیجہ میں بیش از بیش فائدے مرتب ہوتے ہیں، اور اس کے اثرات ظاہر ہیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے صاف صفائی کو مشروع قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں کو سخت سست کہا ہے جو راستوں پر مسلمانوں کو اذیت پہونچاتے ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کو ان کے راستوں پر اذیت پہونچائی، ان سبھوں کی لعنت اس کے اوپر پڑیگی،

(طبرانی، بروایت حذیفہ بن اسید غفاری، اس کی اسناد حسن ہے)

جہاں تک صفائی اور پاکیزگی کا تعلق ہے، مسلمانوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرنا ناگزیر ہے۔

---

[1] مسلم کے الفاظ یہ ہیں، " اللہ جمیل ہے، اور جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتا ہے بروایت عبداللہ بن مسعودؓ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص شاہراہوں، گلی کوچوں اور ان کی کام کی جگہوں میں اس کا ہونا بہت ضروری ہے، اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک ٹہنی سے راہگیروں کو راستہ چلنے کے دوران بڑی تکلیف پہونچتی تھی، ایک شخص نے اس ٹہنی کو کاٹ دیا اس کے اس عمل کی اللہ نے قدر کی، اور اسے بخش دیا ہے!

صدقہ اور خیرات ہی کی ایک صنف یہ ہے کہ ضرر رساں چیزوں کو راستہ سے ہٹا دیا جائے۔ دنیا کی متمدن قوموں کا یہ شیوہ اور طریقہ ہے کہ وہ جسم، پوشاک، گلی کوچوں اور شاہراہوں کی صفائی پر بڑی توجہ کرتے ہیں، ظاہر ہے وہ لوگ سنت سمجھ کر تو اس عمل کو نہیں کرتے ہیں البتہ وہ یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ صفائی سے جسم اور شہری آبادی ہر دو کو یکساں فائدہ حاصل ہوتا ہے، جبکہ کوڑا کرکٹ، گندگی اور مضرت رساں چیزوں کو سڑکوں اور گلیاروں میں پھینکنے سے جہاں ہر کس و ناکس کو سخت اذیت ہوتی ہے، وہیں طرح طرح کے امراض اور وبائیں پھوٹ پڑنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے کہ ہوا کے دوش پر یہ گندگی دور تک سرایت کرتی ہے اور اس کا اثر دور تک پھیلتا جاتا ہے جس کی وجہ سے مضرت بڑھتی جاتی ہے، اور مثل مشہور ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے، اور بیشتر متعدی امراض اسی طرح پھیلتے ہیں، جبکہ صفائی اور پاکیزگی سے شہروں اور آبادی سے چھوت چھات اور وبائی امراض کا قلع قمع ہوتا ہے، اور ایک مسلمان جب صاف صفائی کی اسلامی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، تو ہمارے دین کی یہ ایک سنت قرار پاتی ہے جس سے ہمارا جسم اور ہمارے شہر کی صحت میں افزائش اور ترقی ہوتی رہتی ہے، اور اس کی وجہ سے ہمیں دوہرا اجر ملتا ہے، ایک اجر دنیا کا اور دوسرا آخرت کا۔

سڑکیں اور شاہراہیں کسی فرد یا افراد کی ذاتی ملکیت ہرگز نہیں، نہ کسی کو یہ اجازت ہے کہ کوئی ان کے اندر تصرف کرے، یا کسی قسم کی اذیت رسانی کا سبب بنے، اور کہیں بھی کوڑا کرکٹ یا گندگی ڈالدے، یا گارے مٹی یا اینٹ چونے سے کسی قسم کا تعمیری کام کرے، من مانی کاروائی کرتا پھرے اور اپنی خواہش یا ذاتی تصرف میں ان عام جگہوں کو بھی استعمال کرتا رہے، جبکہ اس کے اس اقدام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو اذیت اور تکلیف پہونچنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے اور بسا اوقات کچھ لوگ سڑکوں اور گلیوں کا کچھ حصہ توڑ کر اپنی ملکیت میں شامل کر لیتے ہیں، جبکہ انھیں ایسا کوئی حق حاصل نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو زمین کی حد بندی اور اس کے نشانات کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں، اور اگر کوئی شخص اس قسم کی تبدیلی کرتا ہے، اور اس سے راہ گیروں کی جان یا مال میں کسی قسم کا نقصان پہونچتا ہے تو اس کا تاوان خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو، اس شخص پر لازم ہوگا، کیونکہ اس نے اپنے تصرف میں لینے کی وجہ سے راستہ میں حق تلفی کی، جس کی وجہ سے اس کا یہ عمل غصب کے مثل ہوا،

یہ حقیقت ہے کہ صفائی جتنی ہم مسلمانوں پر واجب اور ضروری ہے اتنی کسی اور امت یا قوم کے لئے کبھی بھی ضروری نہیں رہی ہے، چنانچہ ہماری بیشتر عبادتوں میں قدم قدم پر صاف صفائی کی ضرورت درپیش ہوتی ہے، ایسی ہی ایک عبادت خود وضو کا مشروع طریقہ ہے، جس سے ہر نماز کے وقت ظاہری اعضاء بدن کی پاکی اور صفائی عمل میں آتی ہے، وضو کو وضو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے چہرہ روشن اور پاکیزہ ہوتا ہے، اور اسی لئے نفس وضو بھی دینی اور بدنی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ اور یہ اسی کا لازمی اثر ہے کہ وضو کرتے ہوئے پانی کے ہر قطرے کے ساتھ گناہ اور لغزش بہہ کر نکل جاتے ہیں اور اسی غرض کے لئے اللہ نے غسل جنابت کو بھی فرض قرار دیا ہے، جیسے ہر نماز کے وقت لباس وغیرہ سے خود کو آراستہ کرنے کا حکم ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا بَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف: ۳۱)

اے بنی آدم! (ہر نماز کے وقت) اپنے آپ کو (لباس وغیرہ سے) آراستہ کر لیا کرو۔

یعنی نماز کے وقت، اور اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین کے اندر پاکیزگی نہ صرف دینی نقطۂ نظر سے ضروری ہے بلکہ اس کا فائدہ ہمیں جسمانی طور پر بھی بالضرور حاصل ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا یہ قصور بہت بڑا ہے کہ وہ اپنے دین کے احکام پر عمل میں یا تو کوتاہی کرتے ہیں یا بالکل عمل نہیں کرتے، اور ان کے بجائے غیر پاکی اور صفائی پر عمل کر کے اس کے فوائد سے مستفید ہوتے جا رہے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ روایات میں ہے کہ اللہ خود جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (مسلم) افضل ترین ہے۔ اور افضلیت کو پسند کرتا ہے، صاف ستھرا ہے، اور صفائی کو پسند کرتا ہے اور جہاں تک صفائی سے دیانت اور شرافت حاصل ہوتی ہے، وہیں اسی کی وجہ سے محاسن اور بزرگی بھی حاصل ہوتی ہے، اب جو بندے اپنے جسم، اپنے لباس، اپنا گھر بار اور اپنے راستوں اور گلیوں کو پاک صاف رکھتے ہیں، اللہ ان سے محبت کرتا ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، صاف ستھرا ہے اور صفائی کو چاہتا ہے، افضل اور بہت عمدہ ہے اور عمدگی کو اچھا سمجھتا ہے۔ صاف صفائی سے جسم کی ساخت اور افزائش میں ترقی ہوتی ہے اور بدن سڈول اور ٹھیک ہوتا ہے اور صاف ستھرے جسم، پوشاک اور شکل و صورت کو دیکھ کر لوگ ایسے آدمی کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں اور اس چیز کو عام طور پر اشخاص اور افراد سے متعلق قابل ذکر طریقہ پر محسوس کیا جاتا ہے، ایسے بھی جو لوگ نیا یا دھلا ہوا کپڑا پہنتے ہیں، انھیں دلی مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور جن خواتین کا گھر بار اور اہل و عیال صاف ستھرا ہوتا ہے، وہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی نہیں ہوتی، ایسوں کے بارے میں دیکھنے والوں پر اچھا اور گہرا اثر پڑتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی قسم کی گندگی کا اثر دیکھتے تو آپ پر ناگواری کا اثر فوراً نمایاں ہو جاتا تھا، چنانچہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے کپڑوں پر گندگی تھی، آپ نے اس طرح رخ پھیر لیا، جیسے آپ کو سخت ناگوار معلوم ہوا، اور فرمایا: کیا اس شخص کو ایسا کوئی میسر نہیں جو اس کے کپڑے ہی دھو دیا کرے، ؟ کچھ اپنے تن بدن، گھر بار، اور گلی کوچہ کی صاف صفائی میں بڑی حد تک سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں، اور بذات خود یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا وہ انکساری اور تواضع کے لئے کرتے ہیں، حالانکہ تواضع کا اثر دل کے اندر رونما ہوتا ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ لوگوں کو مخالفت اور دشمنی کی مذموم حرکت کا ارتکاب بھی نہیں کرنا چاہئے، جیسے کپڑوں کو ٹخنے کے نیچے گھسیٹ کر چلنا، یا قبا کو زمین سے مس کرتے ہوئے چلنا اور اس پر اترانا، اور عام آدمیوں کو ذلیل اور حقیر سمجھنا وغیرہ، ظاہر ہے یہ حرکت شرعاً مذموم ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا کپڑا خوب سے خوب تر رہے میرا جوتا اچھا رہے، تو کیا یہ بھی تکبر میں شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خود جمیل ہے وہ جمال کو پسند کرتا ہے، رہا تکبر تو وہ یہ ہے کہ حق کے سامنے آنے کے باوجود آدمی اترا کر اسے قبول نہ کرے، اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (مسلم، ترمذی) یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، جو کوئی اپنا لباس صاف ستھرا رکھتا ہے، اس کا رنج وغم کم سے کم رہتا ہے اور جس کے (بدن کی) بو اچھی رہی، اس کی عقل زیادہ ہوگی، اور جو شخص اپنے آپ کو نہیں بچائے گا، اس کا علم اسے چنداں مفید نہیں ہوگا، نیز شاعر نے یہ بھی کہا ہے

حسن ثیابك ما استطعت فانها زین الرجال بها تعز وتکرم

اپنی پوشاک کو جہاں تک ہو سکے بہتر بناؤ، کیونکہ آدمی کی زینت اس کے لباس سے ہے اسی سے اس کو عزت اور بڑائی حاصل ہوتی ہے۔

ودع التخشن فی الثیاب تواضعًا فالله یعلم ما تکن وتکتم

انکساری کی خاطر موٹا جھوٹا کپڑا پہننا چھوڑ دو، کیونکہ مخفی اور پوشیدہ ہر بات کو اللہ تعالےٰ بخوبی جانتا ہے

صاف صفائی خواہ تن بدن میں ہو، یا کپڑے لتے اور گلی کوچہ کو پاک صاف رکھا جائے، بہرصورت اسلام میں اس کا مقام بہت بلند ہے اور اس کی عظمت کی علامت کے لئے یہی کافی ہے کہ اسے ایمان کی خصلت شمار کیا جاتا ہے، یوں ہی راستہ سے مضر چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے اور جو کوئی مسلمانوں کے راستہ میں گندگی پھیلائے ایسا شخص لعنت ملامت کا مستحق ہوگا، مذکورہ تمام صراحتیں اپنی معنیٰ اور مراد کے اندر راست اور درست ہیں، اور ہر کوئی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق اس کا مخاطب ہے، پاکی کی سنت یہ بھی ہے کہ انگلیوں کے ناخن ہوئے زیر ناف تراشے جائیں اور بغل کے بال اکھیڑے جائیں اور یہ جو بعض خواتین نے ناخن کو اس قدر دراز رکھنے کی عادت بنالی ہے جس کی وجہ سے ان کے ناخن کسی درندے کے پنجے معلوم ہوتے ہیں، تو اس قسم کی حرکت سخت مکروہ ہے کیونکہ طبی نقطۂ نظر سے بھی ناخن کے اندر اکٹھا ہونے والا مادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد درجہ مضر ہوتا ہے اور سرپرستوں کو یہ حرکت ہرگز نہیں پسند کرنا چاہئے، اس لئے کہ افراد کی باہم مصلحتیں مشترک ہوتی ہیں، اور لوگ ایک دوسرے کے معاون، ہمدرد اور غمگسار رہتے ہیں، لہٰذا اس قسم کی حرکت پر سرزنش کرنا اس آیت کے عموم کے تحت آتا ہے، جس کے اندر ارشاد ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ : ۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کرو

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت پوشاک اور خوشبو کو پسند فرماتے تھے، یہاں تک کہ جس راستے پر آپ کا گذر ہوتا، آپ کے وہاں سے چلے جانے کے باوجود کچھ دیر تک آپ کی خوشبو سے وہ راستہ معطر ہوتا تھا، آپ کا ارشاد ہے۔

تمہاری دنیا کی یہ چیزیں مجھے محبوب ہیں، عورتیں اور خوشبو
اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(مسند احمد، نسائی، حاکم، بیہقی، بروایت انس، اس کی اسناد جید ہے)

دین اسلام میں صفائی نہایت مستحکم اور اہم فریضہ ہے، دن رات میں پانچ دفعہ اللہ نے وضو کو فرض قرار دیا ہے، وضوء " وضاءۃ " سے ماخوذ ہے یعنی پاکیزگی اور صفائی، وضو کرنے سے اعضاء پاک صاف ہوتے ہیں، بدن میں چستی اور طاقت آتی ہے اور سستی اور نیند آنے کی صورت میں وضو کر لینے سے ہر دو کیفیت کا ازالہ ہوتا ہے، اور حدیث میں ہے:

" جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے "۔[1]

نیز اسے گھر پر میسر خوشبو کو بھی استعمال کر لینا چاہئے، خوشبو لگانے کو بعض علماء نے وجوب پر اور بعض نے تاکیدی استحباب پر محمول کیا ہے، اور بہرصورت جو قول بھی راجح ہو، ایک مومن کے

---

[1] مالک، مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بہر صورت یہ ضروری ہے کہ جمعہ کے لئے غسل صاف صفائی اور خوشبو لگانے کو دین سمجھ کر انجام دے کیونکہ جمعہ ہفتہ کی عید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تشریف آوری ہوتی تو آپ کی آمد اس طرح ہوتی کہ آپ ایک صاف ستھرے اجلی پوشاک زیب تن کرنے والے آدمی کی صورت میں تشریف لاتے، آپ کے بال گہرے سیاہ اور پوشاک نہایت اجلی اور شفاف ہوتی، آپ پر سفر کے اثرات بھی نمایاں نہیں ہوتے تھے، اور طرفہ یہ کہ قوم کا کوئی فرد آپ کو جانتا بھی نہیں تھا، غرض اس صورت آپ ایک مرتبہ تشریف لائے اور آپ سے اسلام، ایمان، اور احسان کی بابت سوالات کئے، جب آپ واپس لوٹ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے، تمہیں دین سکھانے آئے تھے"

(بہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

دین کی تعلیم یہ بھی ہے کہ اس نے پوشاک صاف صفائی اور نئے کپڑوں کے استعمال کے ضروری آداب بھی سکھائے ہیں۔

آج متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کی یہ روایت ہے کہ وہ اس عمل پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں اور سال میں ایک دن صفائی، اور اس کی انجام دہی کی اہمیت کو ذہن نشین کرنے کے لئے صفائی ہفتہ یا صاف صفائی کے دن مناتے ہیں، تاکہ عوام کے اندر پاکی اور صفائی کا رجحان عام ہو، اور اس کی تحریک لوگوں میں پیدا ہو، اور یہی اس آیت کا مصداق بھی ہے،

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (الذاریات ۵۵) اور (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو بلاشبہ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباح دواؤں اور ٹیکہ لگانے کا جواز

تمام تعریفیں سخی اور کریم پروردگار کے لئے ہیں جو عظمت اور بزرگی کا مالک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے فرد کی گواہی ہے جو یہ اقرار کرتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم اور ثابت قدم رہتا ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جملہ مخلوق کے سربراہ ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی پاک اور برگزیدہ خاندان اور جملہ اصحاب کرام پر رحمتیں نازل فرما،

حمد و صلوٰۃ کے بعد صحیح مسلم میں یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "طاقت ور مومن بہتر اور پسندیدہ ہے اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے اور بھلائی ہر کسی میں ہے، البتہ جو چیز نفع دے اس کی حرص کرو، اللہ سے مدد چاہو، اور عاجز مت بنو، اور اگر تمہیں کوئی (مصیبت) پہونچے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا اور ویسا ہوتا، بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے جو چاہا فیصلہ کیا، اور جیسا چاہا کیا، اور اگر (اس لئے نہیں کہنا چاہئے کہ یہ) شیطان کے عمل دخل کو کھول دیتا ہے"

اس میں شک نہیں کہ یہ روایت ایک صحیح ہمدردانہ نصیحت اور واضح حکمت عملی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "جوامع الکلم" یعنی ٹھوس باتوں کے ساتھ مبعوث کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے ارشادات دریا کو کوزہ کے مترادف ہوتے تھے،

اور یہ جو آپ نے فرمایا: "طاقت ور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہیں زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ یہ ہے کہ طاقت ور مومن، ہوشیاری اور دور اندیشی کے مختلف وسائل کو اختیار کرتا ہے اور عزم و حوصلے کا کام انجام دیتا ہے، چنانچہ ٹھوس اور مستحکم کام انجام دیتا ہے اور پرہیزگاری اور احتیاط کے راستوں پر چلتا ہے، جس کی بنا پر نہ صرف وہ اپنے آپ کو فائدہ پہونچاتا ہے، بلکہ اپنے اہل و عیال اور تمام لوگوں کے لئے بھی سود مند ثابت ہوتا ہے، اسی لئے فرمایا ہے اور اللہ سے مدد چاہو اور عاجز مت بنو، اس فقرے میں یہ ارشاد ہوا کہ تمام کاموں میں اللہ سے مدد لینی چاہئے اور عجز و درماندگی سے جنگ کرنی چاہئے، اس لئے کہ جن چیزوں کے ذریعہ انسان کی آزمائش ہوتی ہے، ان میں سب سے نقصان دہ چیز یہی عاجزی ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنج و غم اور سستی اور عاجزی سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور اگر عجز و درماندگی کے ساتھ سستی بھی آدمی کا پیچھا کرلے تو اس کے نتیجہ میں ناکامی اور محرومی ظاہر ہے ناگزیر ہوگی، اور انسان اس کا شکار ہوکر رہے گا۔

العجز ضر وما بالحزم من ضرر واحزم الحزم سوء الظن بالناس

عاجزی میں مضرت ہے، لیکن دور اندیشی میں کوئی نقصان نہیں ہے، اور سخت ترین دور اندیشی یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ بدگمانی رکھی جائے۔

لاتترك الحزم فی امر تحاذره فان امنت فما بالحزم من باس

جس معاملہ میں تمہیں اندیشہ ہو اس میں احتیاط اور دور اندیشی کو مت چھوڑو، اور اگر تمہیں اطمینان ہو تو دور اندیشی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔!

عاجزی کی ایک صورت یہ ہے کہ آزمودہ اور مجرب دواؤں سے گریز کیا جائے اور تکلیف اور وبائی امراض میں ان سے کیسر گریز کیا جائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات اس کے اندر موجود انسانوں اور ان کی ہر قسم کی ضرورتوں کو پیدا کیا، جیسے اناج پانی پوشاک اور دوائیں وغیرہ، لہٰذا تمام دوائیں اور جڑی بوٹیاں جنھیں اطباء اور معالجین حفظ ماتقدم یا وباؤں اور امراض کے ازالہ کے لئے استعمال کرتے ہیں، درحقیقت ایسی تمام چیزیں اللہ کی مخلوق اور اس کی پیدا کردہ ہیں، جنھیں اس نے زمین سے محض پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربانی، نفع رسانی اور ان پر شفقت کے لئے پیدا فرمایا اور ہر قسم کی جڑی بوٹی اور دوا کو کسی نہ کسی بیماری کا تیر بہدف علاج قرار دیا ہے، جس سے اس مرض کا دفعیہ یا تدارک ہوتا ہے، دوسری طرف اللہ نے انسانوں کو عقل و خرد اور سننے اور دیکھنے کی ایسی صلاحیت عطا فرمائی، جس کی وجہ سے وہ نوع انسانی کے نفع اور مصلحتوں کو حاصل کر لیتا ہے اور اپنی، اپنے گھر والوں کی اور نسل انسانی کی صحت، اور ان کے بقا اور تحفظ کی صورتیں مہیا کر لیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ نہ صرف خود اپنا علاج آپ کرتے بلکہ اپنے اہل خانہ اور اصحاب کرام کا بھی علاج کرتے تھے۔ جو کسی مرض میں کبھی گرفتار ہو جاتے تھے، کیونکہ جیسا کہ آپ کی تعلیم ہے، علاج کرنا بھی دین اور شریعت کا جزء ہے۔

چنانچہ فرمایا:

"بندگان خدا! علاج کرو، اس لئے کہ اللہ نے ایسا کوئی مرض نہیں پیدا کیا، جس کی دوا نہیں پیدا فرمائی ہے، البتہ بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں ہے۔ (مسند احمد، نیز اصحاب سنن جیسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے اسکو ذکر کیا ہے، اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو ذکر کیا اور حاکم نے بھی اس کو ذکر کیا، اس کی اسناد صحیح ہے)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

"اللہ نے جتنی بیماریاں بھیجی ہیں ان کی دوائیں بھی نازل کر رکھی ہیں"

یعنی انسان جن امراض کا شکار ہوتا ہے، ان کے تدارک میں ان کا دوا علاج بھی دستیاب ہے، البتہ جو انھیں جان گیا، جان گیا، اور جسے معلوم نہیں رہا وہ انجان رہ گیا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی کیا رائے ہے جو دوائیں ہم استعمال کریں جھاڑ پھونک کروائیں اور پرہیز بھی کریں، تو کیا یہ چیزیں تقدیر کو پلٹ سکتی ہیں، آپ نے فرمایا، یہ چیزیں بھی تقدیر الٰہی میں سے ہیں، تم سے کوئی اگر اپنے بھائی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ پہونچا سکے، تو اسے ایسا ضرور کر لینا چاہئے۔[1]

یہ روایتیں اسباب اور ان کے مسبب کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں، اور یہ بتاتی ہیں کہ محض اپنی حکمت اور مہربانی کی وجہ سے اللہ نے لوگوں کو لاحق امراض کی ایسی دوائیں مہیا فرمائی ہیں، جن سے مرض کا ازالہ اور دفعیہ ہوتا ہے اور اس قسم کے تدارک اور علاج کی کوشش ہرگز خدا پر توکل کے منافی نہیں ہے۔ جس طرح انسان کے بھوک اور پیاس کی صورت میں اس کے دفعیہ کے لئے وہ کھانا کھاتا اور پانی پیتا ہے، سردی لگتی ہے تو گرم کپڑے، موزے اور لحاف وغیرہ سے سردی وغیرہ کا دفعیہ کرتا ہے، اسی طرح ابتلاء اور آزمائش کی صورت میں بھی اس کی تدبیر کرنا عین تقدیر الٰہی کے مطابق ہے، اور پرہیز علاج سے بہتر ہے، اور دفعیہ ازالہ سے کہیں آسان ہے، یوں ہی شفایابی، ایڑیاں رگڑنے سے بہتر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مباح دواؤں کا استعمال اور نفع بخش پرہیز، توحید کے حقیقی طور پر وجود میں لانے کی مکمل صورت ہے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو مشروع قرار دیا، اور جو حکم فرمایا، وہ سب دین کی ایسی صورتیں ہیں، جن کی پیروی اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے،

خدا کے بندو! دوا علاج کرو، اس لئے کہ اللہ نے جتنی بیماریاں نازل فرمائی ہیں، ان کا علاج اور ان سے شفاء بھی اتاری ہے۔ (ابن ماجہ بروایت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ باسناد حسن)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "دوا علاج پر طعن تشنیع سے شریعت پر اعتراض واقع ہوتا ہے، اور ایسے بھی اسباب سے گریز کرنا، عقل میں فتور کی علامت ہے۔

وعاجز الرای مضیاع لفرصته ؛ حتی اذا فات امر عاقب القدر

کمزور رائے رکھنے والا موقعہ کو بڑی حد تک کھو دیتا ہے، اور جب کوئی کام اس سے رہ جاتا ہے تو اپنے تقدیر

---

[1] سابق راوی، اس حدیث کے بھی راوی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کو برا بھلا کہنے لگتا ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص ہیضہ (بدہضمی) میں مبتلا ہو، تو نرم و احتیاط کا تقاضا ہے کہ دوا علاج کے ذریعہ اس کا ازالہ کیا جائے، یا سدہ اور قضلہ کو دفع کرنے کے لئے دست آور دوائیں استعمال کی جائیں، کیونکہ دنیا میں انسان کی حالت کچھ اس قسم کی ہے کہ

نحن فی دار بلیات ؛ ندفع افات بافات

ہم آزمائشوں کے ایک ایسے گھر میں ہیں، جہاں ہم کچھ مصیبتوں کو دوسری مصیبتوں سے دور کیا کرتے ہیں۔

اور یہ سچ ہے کہ کوئی دوا استعمال کے وقت کتنی ہی کڑوی ہوتی ہے، لیکن انجام کار سود مند اور مفید ہوتی ہے، جبکہ بعض دوائیں ابتداء میں میٹھی اور بھلی لگتی ہیں، لیکن آگے چل کر وہ مضر ہوتی ہیں چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے،

وخذ مرا تصادف منه نفعا ؛ ولا تعدل عنه الی حلو یضر

کڑوی چیز استعمال کرو کہ اس سے تمہیں نفع ہوگا اور اس سے ہٹ کر کسی میٹھی چیز کی طرف مت جاؤ جو مضر ہو۔

فان المرحین یسر حلو ؛ وان الحلو حین یضر مر

کیونکہ کڑوی چیز مفید ہونے کی صورت میں میٹھی اور بھلی ہے، جبکہ میٹھی چیز اگر نقصان دیتی ہو تو کڑوی ہے

وبائی امراض سے تحفظ کے لئے ٹیکہ لگانے کا تجربہ ان قوموں نے بھی کیا ہے جو مختلف مذاہب کی حامل ہیں اور متعدد ملکوں میں آباد ہیں اور جیسا کہ ان کا مشاہدہ ہے متعدد مہلک امراض کے مقابلہ میں یہ دوائیں نہ صرف تیزی سے اثر کرتی ہیں، بلکہ مشاہدہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ ان سے شفایابی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ توکل کی آڑ میں سرے سے دوا علاج جیسے ٹیکہ وغیرہ ہی سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ پر توکل کا یہی مطلب ہے، حالانکہ یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اسباب کے ہوتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو استعمال نہ کرنا، اللہ پر توکل کے منافی ہے جبکہ صحیح توکل یہ ہے کہ بچاؤ کے اسباب کو کام میں لاتے ہوئے اللہ پر توکل کیا جائے، جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ "ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسول! میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں، یا اسے چھوڑ کر توکل کروں، آپ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ اسے باندھ دو اور اللہ پر توکل کرو،

بنابریں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ "دوا کرو، لیکن حرام چیز سے دوا علاج مت کرو، اس لئے کہ اللہ نے جو مرض اور بیماری نازل فرمائی ہے اس کا علاج بھی نازل کیا ہے" تو ان فقروں میں دراصل قوموں کی حوصلہ افزائی کی گئی، انھیں دوا علاج کے لئے آمادہ کیا گیا اور دوا دارو کے سلسلے میں الباء کے تصورات کو مزید تحقیق و تفتیش کے لئے تیار کیا گیا، اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی عیادت فرمائی، ان دنوں آپ پر مرض کا شدید حملہ تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا،

"حارث بن کلدہ کو ان کا علاج کرنے کے لئے بلا لو"، چنانچہ اس طبیب کو بلایا گیا جس نے ایک دوا تیار کی، اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس کو استعمال کیا اور بحکم خداوندی وہ شفایاب ہوئے، اور یہ اسی لئے ہوتا ہے کہ جب تک مہلت اور موقعہ میسر ہے، دوا صحت کی ضامن اور اس کی نگہبان ہے، لہٰذا بعض ان پڑھ عوام جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر مرض میں گرفتار ہونا قسمت میں لکھا ہوا ہے تو اس کا لاکھ علاج کیا جائے، کوئی افاقہ نہیں ہوگا،

ظاہر ہے یہ عوام کی جہالت ہے جس کا کوئی سر پیر نہیں، اور یہ مشرکین کے اس مقولہ کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ:-

لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا (الانعام: ۱۴۸)	اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ (دادا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرض بھی تقدیر الٰہی کا نتیجہ ہے اور جس دوا اور علاج سے اس کا تدارک اور دفعیہ ہوتا ہے وہ بھی تقدیر الٰہی کا نوشتہ ہے اور ایک مومن کا کام یہی ہے کہ وہ تقدیر الٰہی کا دفعیہ تقدیر الٰہی سے کرتا ہے اور اللہ کے ایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف رواں دواں ہوتا ہے ، اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (التوبۃ : ۱۲۸)

تمہارا رنج و تکلیف میں پڑنا ان پر بہت گراں گذرتا ہے ، وہ تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند رہتے ہیں (خاص کر) مسلمانوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں ۔

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جن کے مندرجہ بالا اوصاف کو اوپر بیان کیا گیا ، یہ حکم دیا گیا ہے کہ بلا اور آزمائش کے اسباب سے گریز کیا جائے ، اور محض اللہ پر بھروسہ توکل کرتے ہوئے ایسی جگہوں سے بھی اجتناب کیا جائے ۔ جہاں وبا پھیلی ہوئی ہو ، نیز صحیح حدیث میں ہے کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے (صحیح مسلم) اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جذام والے سے ایسا بھاگو ، جیسے شیر سے بھاگتے ہو ۔

ایک مرتبہ ایک جذامی آپ کے پاس حاضر ہوا ، اور ہجرت کرنے کی خواہش ظاہر کی (اور مدینہ میں قیام کرنا چاہا) آپ نے اسے شہر میں آنے سے روک دیا ، اور فرمایا تم لوٹ جاؤ ہم نے تم سے بیعت کر لی ہے ۔

کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ۔ اور کہا ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ایک شہر ہے جو ہمارے لئے سبزہ زار بھی ہے اور گرمگذارنے کی جگہ بھی ، لیکن (ایک عجیب بات یہ ہے کہ) جب ہم اپنے اس شہر میں پڑاؤ ڈالتے ہیں تو ہمارا جسم کمزور ہو جاتا ہے اور ہماری نفری (تعداد) کم ہو جاتی ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اسے چھوڑ دو ، وہ برا ہے بعض امراض مہلک ہوتے ہیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وباء کے شکار اس شہر میں رہنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بتایا کہ وبا سے نزدیکی عین ہلاکت اور تباہی کی علامت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا اور آزمائش سے بچتے تھے اور وبائی جگہوں سے دور رہتے تھے، حالانکہ آپ کا اللہ پر توکل نہایت قوی اور مستحکم تھا۔

جب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے شام کا سفر کیا، اور اس شہر سے قریب ہوئے تو حکیم الامت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ سے مل کر یہ خبر دی کہ شہر میں وبا پھیلی ہوئی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ پڑاؤ کیا، اور فرمایا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) مہاجرین کو میرے پاس اکٹھا کرو، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مہاجرین کو ان کے پاس اکٹھا کیا، آپ نے ان سے مشورہ لیا اور پوچھا کہ "آیا وہ اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ شہر میں وارد ہوں، یا واپس چلے جائیں، ان میں اختلاف رائے پیدا ہوا، بعض نے کہا، اللہ پر توکل کیجئے اور شہر میں داخل ہو جائیے جبکہ بعض نے کہا کہ صحابہ کے ساتھ آپ بھی واپس لوٹ جائیے"، مہاجرین کے اس مشورہ کے بعد آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ انصار کو میرے پاس بھیج دو، وہ کہتے ہیں کہ میں نے انصار کو آپ کے پاس بھیج دیا، انھوں نے ایک زبان ہو کر کہا، ہماری رائے ہے کہ آپ صحابہ رسول کو لے کر واپس تشریف لے جائیں اور اس وبا زدہ شہر میں داخل نہ ہوں، تب آپ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرا دے کہ میں صبح کے وقت کوچ کرنے والا ہوں، لہٰذا واپسی کی تیاری کر لو، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، کیا تقدیر الٰہی سے گریز کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں! ہم اس کی تقدیر کے ایک فیصلہ سے دوسرے فیصلہ کی طرف بھاگ رہے ہیں"

یہ روایت اس کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام ایسے اسباب اور وسائل کو استعمال کرتے تھے جن سے ان کی صحت کی حفاظت ہوتی تھی اور وہ وبا میں پڑنے سے بچ رہتے تھے، اسی کے ساتھ ساتھ وہ اللہ پر کامل توکل رکھتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ نے جو چاہا کیا اور جو اس نے نہیں چاہا نہیں ہوا۔ اور کسی شر کی طاقت اور قوت اللہ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو بوقت ضرورت دواؤں کے استعمال اور ٹیکہ لگانے کے لئے راغب کریں، کیونکہ حفظانِ صحت کے یہ بھی ذرائع ہیں، جن سے افراد کی اور ان کے اہل وعیال کی صحت کا تحفظ ہوتا ہے، نیز تجربہ شاہد ہے کہ ان دواؤں سے اعراض کرنے والا فاتر العقل اور نادان سمجھا جاتا ہے، جو نہ صرف ایک طرف خوشگوار موقعہ کو گنواتا ہے، بلکہ اپنے دین، اپنے آئین اور اپنے پیغمبر کی نصیحتوں کو پس پشت ڈالتا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ دین داری اور دین کی طرف دعوت روزے اور نماز پر منحصر نہیں ہے، بلکہ یہ ان تمام احکام اور فرامین کو شامل ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے اوامر و نواہی اور حکمت و موعظت کو شامل ہے۔

اور جو انسان حزم و احتیاط کے وسائل اور اس کے لازمی اسباب کو استعمال کرتا ہے اور اس کے بعد جب کبھی اس کے سامنے کوئی ناگزیر مسئلہ آتا ہے اور وہ اس سے مغلوب اور دل شکستہ ہوتا ہے تو یہ کبھی بھی اپنے آپ کو ملامت نہیں کرتا، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ جملہ امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور یہی اس ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مفہوم ہے جس میں آپ نے فرمایا:

"اللہ سے مدد چاہو، اور عاجز مت بنو، اور اگر تم کسی مصیبت کا شکار ہو جاؤ تو یہ مت کہو کہ اگر میں یوں کرتا تو یوں ہو جاتا یا تو یوں ہو جاتا، بلکہ یہ کہو کہ تقدیر الٰہی میں یہی لکھا تھا اور جو اس نے چاہا، کر دکھایا ــــ!"

یہ تو ہوا، لیکن اس کے باوجود یہاں کچھ ایسے امور ہیں جو فاسد العقیدہ اور کمزور خیال مسلمانوں کے ذہن میں راسخ ہو چکے ہیں مثال کے طور پر ایسے مسلمان صفر کے مہینہ اور اس کے آخری چہار شنبہ کو منحوس سمجھتے ہیں، اس دن سفر نہیں کرتے اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس روز نحوست کا سلسلہ دراز ہوتا ہے، یا عید الفطر اور عید الضحیٰ کے درمیانی ایام کو اس قدر منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں کہ ان دنوں شادی بیاہ وغیرہ نہیں کرتے، حالانکہ اس قسم کی بداعتقادی تمام تر پہلی سی جاہلیت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اسی بدشگونی کی قبیل سے ہے، جو شرک ہے، اور جو کوئی بدشگونی لیتا ہے، اس کی یہ بدشگونی خود اسی کے خلاف پڑتی ہے، کیونکہ بذات خود یہ ایام اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں رکھتے اور جس طرح سال کے دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام میں خیر و برکت اور فتح و نصرت کا نزول ہوتا ہے ٹھیک ان ایام میں بھی اس کا نزول ہوتا ہے، اور دعائیں مانگنے والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

کچھ اسی قسم کا حال بعض ان کوتاہ عقل رکھنے والوں کا ہے، جو اپنے گلے میں، یا اپنے بچوں اور چوپایوں کے گلہ میں تعویذ اور گنڈے وغیرہ لٹکاتے ہیں اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بھوت پریت اور نظر بد وغیرہ کا دفعیہ ہوتا ہے، حالانکہ اس قسم کا ہر عمل صریح شرک ہے، اور جو بھی گلہ میں اس قسم کی کوئی چیز لٹکاتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔ اور حدیث میں ہے،

"جو کوئی کسی چیز کو لٹکاتا ہے، وہ اسی کے حوالہ کر دیا جاتا ہے"

نیز ایسے اشخاص کے بارے میں بد دعا کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"جس نے کوئی تعویذ لٹکائی، اللہ اس کا کوئی کام پورا نہ کرے"

(احمد ابو یعلیٰ باسناد جید، حاکم، آخر الذکر نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے)

یہی وجہ ہے کہ گنڈہ تعویذ وغیرہ لٹکانے والوں پر شیطان نے ہمیشہ اپنا تسلط جمایا ہے اور انھیں گمراہ کیا ہے، گنڈہ اور تعویذ کی طرح طوق، نقش، ٹونا، اور منتر کا بھی یہی حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں ہے،

جس نے کسی ـــ انسان کے گلہ کا طوق یا ـــ تعویذ وغیرہ
کو توڑ دیا اس کا یہ عمل گردن چھڑانے ـــ کے مساوی ہوگا کیونکہ
اس نے اس شخص کو شیطان کی بندگی سے رہائی دلائی"

یہ اس لئے کہ بندہ مومن صرف اپنے رب سے التجا کرتا ہے، اس پر اعتماد کرتا ہے، اور یہ کہنا اس کے لئے کافی ہے کہ

اعوذ بکلمات اللہ التامۃ عن	اللہ کے نام سے میں تمہیں دم کرتا ہوں ہر ایسے
کل شیطان وھامۃ وعن کل عین لامۃ	شر سے جو تمہیں اذیت پہونچائے اور ہر قسم کی خراب نگاہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن کل شیطان مارد ، اللہ یشفیك اور ہر سرکش شیطان سے ، اللہ تجھے شفا بخشے

اس لئے برادران اسلام کو خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے خدا کے حضور توبہ کرنا چاہئے اپنے رب کے فرائض کی مکمل پابندی کرنی چاہئے ، اور اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرنی چاہئے اگر وہ حقیقی مومن ہیں ۔!

تفسیر سورۂ جمعہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے اپنی بندگی اور پرستش کے لئے کل خلائق کو پیدا فرمایا ، پھر اس نے جملہ مخلوقات کو عقل کا جوہر عطا فرمایا ، تاکہ وہ اس کی معرفت حاصل کریں اور اس نے انھیں جملہ ظاہری اور باطنی نعمتوں سے محض اس لئے نوازا تاکہ وہ اس کا شکریہ ادا کریں ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، یہ گواہی ایک ایسے مخلص کی گواہی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہو ، اور اس سے امید اور آرزو بھی رکھتا ہو ، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں ، اے اللہ آپ کی آل اور جملہ ان اصحاب کرام پر رحمت نازل فرما جنھوں نے آپ کو تقویت پہونچائی اور آپ کی مدد فرمائی ، اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد ! اس میں شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے صاحب ایمان بندوں پر دین کے جملہ آئین وقوانین پر عمل درآمد کو واجب قرار دیا ہے ، ان میں پنجگانہ فرض نمازوں کی اہمیت اس لئے سب سے زیادہ ہے کہ یہ نمازیں دین کا ستون ، اور امانت ودیانت داری کا سرچشمہ ہیں ، ان سے فضیلت وبزرگی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں ، بندہ رذائل اور گندے اخلاق سے بچتا ہے ، خدائے ذوالجلال کی یاد اس سے تازہ ہوتی ہے ، اور ان کا ادا کرنے والا ہر قسم کی بے حیائی اور برائی سے بچتا ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجگانہ نمازوں میں جمعہ کی نماز کو زبردست فضیلت اور اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ یہ ہفتہ کی عید ہے، اور عید اضحیٰ اور عید الفطر سے زیادہ افضل ہے، نیز اس لئے کہ ابتدائے آفرینش سے اس دنیا کی انتہا تک جتنے دنوں پر سورج کا نور چمکا ان میں سب سے افضل ترین دن بھی یہی جمعہ کا دن ہے صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

" ہم سے پہلے کی قوموں کو اللہ نے جمعہ سے متعلق گم گشتہ راہ بنا دیا، چنانچہ یہود نے شنبہ کے دن کو اپنا لیا اور مسیحیوں نے یکشنبہ کو اختیار کیا، پھر اللہ نے ہمیں بھیجا تو ہمیں جمعہ کی ہدایت نصیب فرمائی "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر کی سیڑھیوں پر یہ بھی فرمایا کہ :۔

لوگوں کو جمعہ چھوڑ دینے کی عادت سے باز آجانا چاہئے، ورنہ پھر اللہ
ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، اور وہ لوگ غافلوں میں شمار ہوں گے ۔ !

(حکم بن مینا کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ دونوں روایت بیان کرتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سنا، مسلم)

اس روایت کو امام مسلم نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، مہر لگا دینے کا مطلب یہ ہے کہ دلوں کو اس طرح بند کر دے گا کہ اس کے اندر ہدایت کا گذر نہیں ہوگا، اور بدبختی اس کے اندر سے نکل نہیں سکے گی ۔ !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ یہ تھی کہ آپ جمعہ میں، سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت فرماتے تھے، اور کبھی " سبح اسم الخ " اور " ھل اتاک " بھی پڑھتے تھے، بلکہ مختصر یہ کہ آپ سبح سے شروع ہونے والی سورتوں کو بالعموم پڑھتے تھے، اس لئے کہ ان سورتوں میں احکام و مسائل اور زبردست نصیحتیں مضمر ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ (ق : ۴۵)

پس جو ہماری وعید سے ڈرے اس کو قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (الجمعة - ۱)

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز میں زمین میں ہیں سب اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو بادشاہ حقیقی (اور) سے) پاک زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

تسبیح سے مراد اللہ رب العزت کی تقدیس اور پاکی اور صفائی بیان کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ الفاظ بکثرت وارد ہیں۔

قیامت کے دن جب بندے کے اعمال کا وزن ہوگا تو یہی تسبیح اس کے نامۂ اعمال میں سب سے زیادہ وزنی ہوگی، اس کا ثبوت وہ روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا۔

" دو کلمہ خدائے رحمٰن کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہیں، زبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بہت زیادہ بھاری ہیں،

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

(ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا، اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

ناظرین باتمکین! اور عالم اسلام میں پھیلی ہوئی پوری امت مسلمہ! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہمارے جد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ خط ہم تک پہونچا جسے ترمذی نے بروایت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

" معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی، انھوں نے فرمایا: محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو سلام کہنا، اور انھیں یہ بتا دینا کہ جنت پاکیزہ اور عمدہ مٹی اور میٹھے پانی والی سرزمین ہے، اور وہ بڑی کشادہ اور ہموار ہے، اور اس کے پودے یہ ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ،

پھر ارشاد ہوا ۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعة : ۲)

وہی تو ہے جس نے (عرب کے) ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر (یعنی محمدؐ) کو بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے ۔

" امی " عربوں کا لقب ہے، انھیں امی اس لئے کہا گیا کہ وہ ناخواندہ ہوتے تھے اور لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، ایسے بھی مکہ مکرمہ میں ان دنوں درس گاہیں اور کتابیں نہیں تھیں، یہ عرب خانہ بدوش قبائل کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا کرتے تھے، اللہ نے اپنے نبی کو امی اسی لئے کہا تھا کہ آپ نہ لکھ لیتے اور نہ لکھا ہوا پڑھ لیتے تھے، چنانچہ ارشاد ہوا ،

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ

اور جو میری رحمت ہے وہ سب پر چھائی ہوئی ہے، پس میں ان لوگوں کے لئے رحمت لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہیں ۔ جن کے اوصاف کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ۔ وہ (نبی امی) انھیں نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں، اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(الاعراف ـ ۱۵۶، ۱۵۷)

کرتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور پھندے تھے ان سب کو ان سے اتار دیتے ہیں، تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور ان کی مدد کی اور جو نور (ہدایت یعنی قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی پیروی کی ہے تو وہی کامیاب ہونے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا آپ کی نبوت کا ایک عظیم معجزہ ہے لیکن یہ آپ کی سنت نہیں، اور اللہ نے آپ کو امی اسی لئے بطور خاص بنایا تاکہ آپ پر نازل وحی الٰہی کا تحفظ اور اس کی نگہداشت ہو، اور فاسد اوہام اور خیالات کا گھیرا اس طرح تنگ نہ ہو تا جائے کہ لوگ کہیں: آپ نے اس کتاب کو فلاں سے سیکھا، یا فلاں کتاب سے اس کو قلمبند کیا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ

(العنکبوت، ۴۸، ۴۹)

اور (اے محمدؐ) تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے، اور نہ کوئی کتاب اس سے پہلے لکھ سکتے تھے، ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں، (اور) جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں (محفوظ) ہیں اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ کسی امی کا عالم اور واقف کار ہونا یہی اس کا کافی بڑا معجزہ ہے، اور جہاں آپ کا امی صفت ہونا آپ کی نبوت کا عظیم معجزہ تھا، وہیں اس امیت کے ساتھ آپ کی بعثت ناخواندگی کے انسداد اور اسے کم سے کم کرنے کی زبردست علامت بن چکی تھی، یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلی وحی الٰہی کا مضمون یہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (العلق - ۱ - ۴)

(اے محمدؐ) اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے (سارے عالم کو) پیدا کیا (اور) جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا (اے محمدؐ) پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔

باری تعالیٰ کے اس ارشاد

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

وہ وہی ذات ہے جس نے امی لوگوں میں انہیں کے اندر سے ایک کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔

کا مفہوم یہ ہے کہ جن کی طرف آپ کی بعثت ہوئی وہ آپ کے نام ونسب، آپ کی صداقت اور آپ کی امانت داری سے بخوبی واقف تھے۔

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ

جو ان پر قرآنی آیات تلاوت کرتا ہے۔

اور ان آیات کی تشریح فرماتے، اور امت کو پیش آنے والے اشکال کو رفع کرتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"دس آیتیں سیکھ لینے کے بعد ہم اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے، تاوقتیکہ ہم اس کے معانی ومطالب نہ جان لیتے، اور اس پر عمل نہ کر لیتے تھے"

وَیُزَكِّیْهِمْ

ان کا تزکیۂ نفس کرتے تھے۔

جس کی صورت یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کی جائے، اور فضائل ومحاسن کو اپنایا جائے اور بدکرداری اور بداخلاقی سے مکمل اجتناب کیا جائے کیونکہ صرف اسی صورت نفس کا تزکیہ اور دلوں کی پاکی اور صفائی ہوتی ہے اور آدمی کا عالی وقار ہونا اس کی نیک نامی کا دنیا میں شہرہ ہوتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس ۔ ۹، ۱۰)

بیشک وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ شخص ناکام رہا جس نے اس کو گناہوں میں دبا دیا۔

یعنی اپنے نفس کو فرمانبرداری کے ذریعہ پاک صاف کرے، نمازوں کی پابندی کرے اور جمعہ اور جماعت میں شریک رہے، یوں ہی وہ لوگ کامیاب اور بامراد ہیں جو زکوٰۃ ادا کریں، صلہ رحمی اور قرابت داری کا لحاظ کریں، صدقہ خیرات کرنے کے لئے ہاتھوں کو ہمیشہ دراز رکھیں، یتیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی کفالت اور ان کے ساتھ نیکوکاری کا برتاؤ کریں، اور مصیبت زدہ اور پسماندہ افراد جن کا تعلق خواہ کسی گروہ سے ہو، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، اسی طرح کامیاب اور بامراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کے لئے صداقت اور ایمانداری کے ساتھ معاملہ کریں، حق داروں کو ان کے حقوق دیں اور ظلم و زیادتی اور حرام مال سے احتراز کریں، کیونکہ ان اعمال سے انسان نکھرتا اور صاف ہوتا ہے اور اس کے قابل فخر محاسن اور نیکنامی کا دنیا میں چرچا ہوتا ہے۔

وما النفس الا حیث یجعلها الفتی فکن طالبا للنفس اعلی المراتب

نفس وہیں کا ہو رہتا ہے جہاں نوجوان آدمی اس کو رکھے، لہٰذا تم اپنے نفس کے لئے بلند ترین مرتبہ کی جستجو کرو،

جبکہ اس کے برعکس گناہوں کا ارتکاب، شراب نوشی، اطاعت گذاری کے فرائض سے گریز، جھوٹ بولنا اور خیانت کرنا اور طے شدہ حقوق سے کوتاہی اور حرام خوری وغیرہ سے دلوں میں میل کچیل پیدا ہوتی ہے نفس ہر قسم کے گناہوں میں اندر تک دھنستا چلا جاتا ہے، اور اس قماش کا آدمی چار دانگ عالم میں ذلیل وخوار اور بدنام ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج : ۱۸)

اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔

پھر فرمایا :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور انھیں کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے۔

کتاب سے مراد قرآن پاک اور حکمت سے مراد سنت نبوی ہے،

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے

یعنی اسلام اور بعثت نبوی سے قبل عرب شدید جہالت اور اندھی گمراہی میں مبتلا تھے، فقر اور ناداری کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دیتے، ننگ اور عار کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے، شجر وحجر، درگاہ اور مزار اور لات وعزیٰ غرض ہر ان دیکھی طاقت کی پرستش کرتے، ایران کے کسریٰ اور روم کے قیصر کے آگے سرنگوں ہوتے، سامراجی طاقتیں انھیں اپنا غلام بنانے کے درپے ہوتیں، ان کے گھر اور جائداد پر غیر قبضہ جما کر انھیں ذلیل وخوار کرتے اور ان تمام تر پریشان دستی کے مقابلہ میں انھیں آزادی اور استقلال محض اسلام کی وجہ سے حاصل تھا اور یہ محض اسلام کی دین تھی اور بعثت محمدی کا نتیجہ تھا۔ جب اقوام عالم نے انھیں پہچانا، ان کی عظمت وشکوہ اور ان کے دبدبے کا اعتراف کیا، اور ان کے جاہ وحشم کو تسلیم کیا، اس میں شک نہیں کہ اسلام نے عربوں کی کایا پلٹ دی اور انھیں نئی زندگی دی، عرب قوم جب جزیرۂ عرب سے نکلی تو ان کے ہاتھوں میں قرآن کریم تھا، اسی کی برکت سے انھوں نے ملکوں کو فتح کیا، اور قوموں پر حکمرانی کی اور ان کی تمام تر فتوحات، جہانگیری اور جہانبانی، اور تمام تر استحکام اور ترقی کا محرک اور بنیاد یہی عظیم المرتبت کتاب تھی، یہی ان کی شاہ کلید تھی جس سے انھوں نے ہر بند دروازے کو کھولا، دہقانیت اور بدوی زندگی سے ہٹ کر تہذیب وتمدن کی شاہراہ پر قدم رکھا، ظلم وزیادتی سے الگ نرمی اور مہربانی کی راہ پائی، تند خوئی، دشمنی اور توڑ جوڑ کی زندگی سے ہٹ کر بھائی چارگی، خیر سگالی، میل ملاپ اور محبت ومودت کی دنیا آباد کی، فرقہ بندی اور اختلاف کی تنگ نائے سے نکل کر اتحاد واتفاق اور اہنسا اور ایکتا کا راستہ اپنایا، جفا کاری، نادانی، اور ناخواندگی کی بھول بھلیوں سے دور علم وآگہی اور شہریت اور مدنیت کی کشادہ وادی میں قدم رکھا، اور کل تک جو روحیں نری جاہلیت کی دلدل میں غرق تھیں، آج وہی سعید روحیں عزت ومعرفت اور جاہ وحشم کی پرکیف فضاؤں میں انتہائی بلندیوں پر محو پرواز تھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قرآن کا یہ وعدہ کھلی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا (النور - ۵۵)

اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ضرور ان کو زمین پر حکومت عطا فرمائے گا، جس طرح ان سے پہلے (نیک) لوگوں کو حکومت دی تھی، اور ان کے دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے، مستحکم کر دیگا اور خوف کے بعد ان (کے خوف) کو امن سے بدل دے گا، وہ لوگ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

پھر اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا، اور وہی نفوس قدسیہ جو کبھی صحرا اور بیابانوں میں بھوکے پیاسے اور مارے مارے پھرتے تھے، وہ ملکوں اور علاقوں کے حکمراں اور کشور کشا بنے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عتبہ بن غزوان سے منقول ہے کہ آپ نے کہا :-

"میں نے اسوقت بھی اپنے آپ کو دیکھا ہے، جب میں اصحاب رسول کا ساتواں فرد تھا درختوں کی پتیوں کے سوا ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی، ایک مرتبہ میں نے ایک چادر پائی، میں نے اس کو بیچ سے پھاڑ کر ایک ٹکڑا خود رکھا، اور اس کی تہمد بنائی اور ایک سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا جس کی انھوں نے تہمد بنائی،

لیکن آج ہم میں سے ہر ایک کا یہ حال ہے کہ ہم کسی نہ کسی شہر کے امیر اور سربراہ ہیں، اور اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں خود کو اپنے دل میں بڑا سمجھوں، جبکہ اللہ کے نزدیک میرا شمار حقیروں میں ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ ـــ جو خود بھی ان حالات کے چشم دید گواہ تھے ـــ کہتے ہیں، اسلام اور بعثت نبوی (علی صاحبہا الف تحیۃ) سے پہلے عرب حد درجہ پسماندہ اور بچھڑے ہوئے تھے، ان کی زندگی ابتر تھی، بھوک سے ان کے پیٹ دوہرے ہو چکے تھے، ان کے تن پر چیتھڑے جھولتے تھے، ان کی کوئی راہ متعین نہیں تھی، کوئی انھیں کھلاتا تب بھی یہ کھا نہیں سکتے تھے، اور ان کی حالت اس حد تک ابتر ہو چکی تھی کہ بخدا ہم نہیں جانتے تھے کہ روئے زمین پر ان سے زیادہ ابتر اور پسماندہ کوئی اور بھی تھا، پھر اسلام کا دور آیا، ملک اور علاقے فتح ہوئے، روزی میں اضافہ ہوا، اور اللہ نے انھیں قوموں اور افراد کی گردنوں کا مالک اور کشور کشا بنایا، اس لئے خوب سمجھ لو کہ آج جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ سب اسلام کا طفیل ہے لہٰذا اس کی دی ہوئی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرو، کیونکہ تمہارا پروردگار ایسا منعم حقیقی ہے جو شکر و سپاس کے معاملہ سے تمہیں اور بھی زیادہ چاہتا ہے۔

نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتوحات کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ان کی پیشین گوئی فرمادی تھی، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحان کے مکان میں تھے، آپ نے فرمایا:۔

> میری امت کے کچھ لوگوں کو مجھ پر پیش کیا گیا، جو سمندر کے درمیان پر اسطرح سوار تھے، گویا وہ تخت پر فروکش سلاطین ہیں، یا (فرمایا) وہ سلاطین ہیں جو تخت پر جلوہ گر ہیں، حضرت ام حرام نے درخواست کی کہ دعا فرمائیے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے ایک بنادے، آپ نے فرمایا تم انھیں میں سے ایک ہوگی۔

اور ایسا ہوا، چنانچہ انھوں نے اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی معیت میں اسی طرح جہاد کیا، اتفاق سے آپ سواری پر سے گریں اور وفات پاگئیں (رضی اللہ عنہا) پھر یہ صراحت بھی کر دی گئی کہ خیر و برکت اور فضیلت جو ان اسلاف صالحین کو حاصل تھی، اور جو نور اور ہدایت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر آئے تھے، اس کے فیوض و برکات محض اگلوں کا نصیب نہیں تھے، بلکہ بعد والے بھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس میں سے حصہ لے سکتے ہیں، چنانچہ باری تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الجمعہ ۳، ۴)

اور (ان ہی پیغمبر کو) ان میں سے دوسروں کے لئے (بھی بھیجا ہے) جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ فضیلت اور خیر و برکت صحابہ کرام اور ان کے بعد کی پاکیزہ ہستیوں کے اندر مشترکہ طور پر موجود تھی اور ہر کسی کا مقام اور مرتبہ اس کے کردار کے مطابق تھا اور ایسے بھی اگر کسی کا عمل سست ہو تو اس کا نام و نسب اسے ذرہ برابر بھی آگے نہیں لے جاتا، اور یہ معلوم ہے کہ فضیلت اور بزرگی آگے بڑھنے والے ہی کو حاصل ہوتی ہے، اور صحابہ کرام کو اس کے علاوہ بھی دوہری فضیلت حاصل تھی، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت، دوسرے آپ کی معیت میں جہاد اور یہی دو فضیلت ایسی ہیں جن کے مساوی کوئی بزرگی نہیں ہو سکتی، چنانچہ صحیحین میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ زمانہ ہے جو ان کے بعد آئے پھر ان کا زمانہ ہے جو ان کے بعد آئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے یہ دو بار فرمایا یا تین بار۔ پھر ایک ایسی قوم آئے گی، جن سے شہادت طلب نہیں کی جائے گی، لیکن وہ شہادت دیں گے، خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں ہوں گے، نذر مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے، اور ان کے اندر مٹاپا نمایاں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اس امت کی مثال بارش کی سی ہے، جس طرح خیر کبھی ابتدائی بارش میں ہوتا ہے اسی طرح کبھی بارش کے آخری دنوں میں خیر ہوتا ہے۔

اور اللہ نے آگاہ فرمایا کہ " واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم " سے مراد اپنے زمانے کے پردیسی، اجنبی قبائل، اور ایسے نیک اور صالح افراد ہیں جو بری سے بری قوم کے اندر معدودے چند اور گنے چنے ہوتے ہیں، جب بھی لوگوں میں بگاڑ آتا ہے، یہ صالح اور نیک ہوتے ہیں اور جن سنتوں کو لوگ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں یہ انھیں درست اور ٹھیک رکھتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میری امت کے اندر ہمہ گیر طور پر بگاڑ آجانے کے باوجود جو کوئی میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رہے گا، اسے سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا،

پھر فرمایا :۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(الجمعۃ ، ۵)

جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، اس کی مثال ان گدھوں کی ہے جو بہت سی کتابیں پیٹھ پر لادے پھریں، جو لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں انکی مثال بری ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

" حملوا التوراۃ " سے مراد یہ ہے کہ انھیں جن اعمال کا پابند بنایا گیا ہے، اس پر انھوں نے عمل نہیں کیا، اور ظاہر ہے کہ یہ خطاب قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ کل روئے زمین کے افراد اس میں شامل ہیں لہٰذا آیت کا ٹھیک ٹھیک معنیٰ یہ ہے کہ، جن لوگوں کو قرآن پاک کے حکموں کا پابند بنایا گیا یعنی اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے کی انھیں تاکید فرمائی، اس کے باوجود انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے، جن پر بوجھ یعنی کتابوں کا پشتارہ لاد دیا گیا ہو، اور اسے کچھ خبر نہیں کہ ان کے اندر کیا لکھا ہوا ہے، نہ ہی وہ ان سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے"۔ اور قرآن پاک کے اندر عموم الفاظ کا اعتبار ہے، اسباب نزول یا خاص اسباب کا اعتبار نہیں ہے، اور بڑی حد تک قرآن کریم کا خطاب اس محاورہ کے مطابق ہے جو ان آیات کو پڑھ اور سن رہا ہو، وہی ان کا مخاطب ہے، جیسے ارشاد ہے۔

قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ (المائدۃ ۔ ۶۸)

(اے پیغمبر ان سے) کہہ دو اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں ہو جب تک کہ تم تورات اور انجیل کو اور اس کے سوا جو کچھ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے نازل ہوا ہے اس کو قائم نہ رکھو۔

اس کا مرادی مفہوم یہ ہے کہ اے اہل قرآن تم کسی راہ پر نہیں ہو، تاوقتیکہ تم قرآن پاک کے حکموں کی پابندی نہ کرو"! اور بعض اسلاف کا یہ مقولہ ہے کہ

• جب اللہ تعالیٰ یا بنی اسرائیل! سے خطاب کرتا ہے تو چونکہ بنی اسرائیل گذر چکے ہیں، اس لئے اب اس خطاب سے مراد تم خود ہو۔!

خطبہ یا خطاب کو جو سنتا ہو لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھاتا ہو، نہ اس پر عمل کرتا ہو اس کی مثال اس گدھے کی ہے جس کے اوپر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو اور اسے کچھ پتہ نہ ہو کہ اس انبار میں کیا ہے؟ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

> امام خطبہ دے رہا ہو، اور اس دوران کوئی بات چیت کر رہا ہو، تو اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو، اور اس دوران جو کوئی اپنے دوست سے کہے گا کہ: چپ رہ! تو اس نے لغو کیا، اور جس نے کوئی کام لغو کیا، اس کا جمعہ ہی نہیں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطیب کو جو کوئی خطبہ دیتے ہوئے سنے اور وہ یہ کہہ رہا ہو،

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ ۔ نمازوں کی پابندی کرو،

اور وہ خود نماز کا تارک ہو، یا یہ کہتے ہوئے سنے کہ " وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ " زکوٰۃ ادا کرو " اور وہ زکوٰۃ کی چوری کر کے خود اس کو ہڑپ کر رہا ہو، یا یہ سنے کہ " كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ " تم پر روزے فرض کئے گئے " اور وہ رمضان کے دنوں میں دھڑلے سے کھا پی رہا ہو، یا یہ سنے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۔ (آل عمران - ۱۳۰) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو ،

اور وہ سودی کاروبار کرتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں پڑ رہا ہے، سب حلال ہے، یا خطیب سے سنے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ، ۹۰) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی ،

تو ایسے افراد ان لوگوں کی طرح ہیں جو کہتے ہیں،

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ (النساء - ۴۶) ہم نے سن لیا، اور نہیں مانا، اور سنو مگر مت سنو،

اور یہ امر مسلم ہے کہ سننے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اللہ نے ایسے تمام لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو باتیں سنتے ہیں اور سننے کے بعد اچھی سے اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں، لیکن جو لوگ خطیب سے کتاب و سنت کی مواعظ سن کر اس کی تعمیل نہیں کرتے ہیں، ظاہر ہے ان کی مثال ان گدھوں کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ لادے پھرتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ (الجمعة - ۵)

جو لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں ان کی مثال بری ہے۔

ذو امل للاخبار لاعلم عندهم بمتقنها الا كعلم الاباعر

بے سوچے سمجھے یہ محض باتوں کو پھیلاتے ہیں، اور انھیں کوئی مضبوط علم نہیں ہے، بس یوں ہی جیسے اونٹوں کا علم ہوتا ہے،

لعمرك ما يدري البعير اذا غدا ۞ باوساقه او راح ما في الغرائر

تمہاری زندگی کی قسم! صبح اور شام اونٹ جب اپنا بوجھ لے کر نکلتا ہے تو اسے کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ان تھیلوں میں کیا ہے؟

پھر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (یعنی خطبہ اور نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت ترک کر دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو،

(الجمعة: ۹)

ہر مسلمان پر جمعہ کی باجماعت نماز پڑھنا فرض ہے، البتہ چار افراد اس سے مستثنیٰ ہیں، غلام، عورت بچہ اور بیمار، یہی احادیث سے ثابت ہے اور جمعہ کو جمعہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، کیونکہ یہ ہفتہ کی عید ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے زیادہ افضل دن ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے متعدد جگہ جمعہ پڑھنا حرام قرار دیا ہے، البتہ ضرورت اور مجبوری کی صورت الگ ہے، اور اجازت بقدر ضرورت ہوتی ہے، پھر اللہ نے جمعہ کی سعی کے لئے حکم فرمایا اور بتایا کہ جمعہ میں شرکت اور اس کی نگہداشت ان کے لئے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے کیونکہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک درمیانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ کے لئے کفارہ ہے اور یہ سعی ہر ایسے شخص پر واجب ہے جس کے اور مسجد کے درمیان ایک فرسخ یعنی (۳ میل) کا فاصلہ ہو، پیادہ کے لئے یہ مسافت ایک ساعت کے برابر ہے، یوں ہی بار برداری کے اونٹوں کے لئے بھی اسی قدر مسافت ہے۔

پھر فرمایا:۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

پھر جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین پر چلو پھرو، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔

(الجمعة: ۱۰)

یعنی جمعہ کی نماز پڑھ کر۔ جس کیلئے تم نے خرید و فروخت چھوڑ دی تھی ۔ اب تم زمین میں پھیل جاؤ اور خرید و فروخت کرو، تعمیر اور کاشتکاری یا دوسری جائز حرفت اور پیشے میں لگ جاؤ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عراک بن مالک جو مشہور تابعی گذرے ہیں، جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد کی چوکھٹ تھام لیتے اور فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا اَمَرْتَنِيْ فَارْزُقْنِيْ مِنْ فَضْلِكَ كَمَا وَعَدْتَنِيْ اِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

اے اللہ میں نے تیری پکار پر لبیک کہا، تیرا فرض ادا کیا اور تیرے حکم کے مطابق زمین میں پھیل رہا ہوں، لہٰذا اپنے فضل و کرم سے مجھے روزی عطا فرما اس لئے کہ تو بہترین روزی دینے والا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب پر اپنے لطف و کرم کی بارش برسا دے، اپنے فضل کا ہم پر سایہ کرے، اپنی رحمت اور مہربانی سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرما دے، اور ہم سب کو اپنا ذکر، اپنی شکر گذاری اور اپنی نیک عبادت کرنے کے لئے ہماری مدد فرمائے (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجب اور شعبان کی فضیلت

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو بڑا بخشنے والا ہے، معاف کرنے والا، نرمی کرنے اور قدر کرنے والا ہے وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنے باتوفیق بندوں کو محاسن اخلاق اور کار ثواب کی استطاعت عطا فرمائی چنانچہ انھوں نے ابتدائے آفرینش سے تاحیات متعدد نیک کام انجام دیئے اور کبھی نہ خسارہ پانے والی تجارت انجام دی، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بندوں کی عمر اور تمام امور کی کلید اسی کے ہاتھ میں ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ نے ہر ہر نیک کام کی دعوت دی، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی تمام آل واصحاب پر بہت بہت سلام نازل فرما،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! یہ حقیقت ہے کہ تمام ماہ وسال اور شب وروز فرصت کے مواقع اور کام کی گھڑیاں ہیں، اور زمانے کی یہ ساعتیں گھڑی کی سوئیوں کی طرح بڑی تیزی سے گذرتی جارہی ہیں، لیکن وہ ذات جس نے ان ساعتوں کو ایجاد کیا، عدم سے انھیں وجود بخشا، پھر ان اوقات کو بیشتر کاموں کے لئے مخصوص فرمایا، وہ ابدی اور لازوال ہے، اور وہ کبھی فنا نہیں ہوگا، حالات، واقعات اور خطے اور علاقے خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، لیکن اس کی ذات ایک ہے، وہ ابدی ہے، اور کوئی تغیر یا تبدیلی اس پر اثر انداز نہیں ہوگی ہمیشہ اور ہر حال میں وہ اپنے بندوں کے اعمال کی نگرانی کرتا ہے، ان پر طرح طرح کے حالات لاتا ہے اور قسم قسم کی ذمہ داریوں سے انھیں نوازتا ہے، تاکہ جب وہ ان سے عہدہ برآ ہوں تو ان پر طرح طرح کی نوازشیں فرمائے اور غایت درجہ سخاوت اور جود وکرم کا ان کے ساتھ معاملہ فرمائے۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر گھڑی، ایام اور مہینوں میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر طرح طرح کی پابندیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائد کرتا ہے، اور اپنی رحمت کے ایسے جھونکے ان پر لاتا ہے کہ جو بندے با توفیق ہوتے ہیں، وہ ان سے سرشار ہوتے ہیں، ان میں خدا کے وہی بندے نیک بخت اور باسعادت ہیں جو گذرنے والے دنوں اور بننے والی ساعتوں کو غنیمت سمجھیں، اور ایسی عبادتوں کے ذریعہ وہ اللہ کا تقرب چاہیں، جن سے ان کے مراتب میں خدا کے نزدیک ترقی ہو اور ان کا شمار مقربین میں ہو اور اس کی رحمت کا کوئی جھونکا یا سعادت کا کوئی لمحہ انھیں میسر آجائے جس کی بنا پر وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں اور اس کی لپٹ اور شراروں سے محفوظ اور مامون ہوں، اور حدیث میں ہے

تاحیات خیر کی تلاش اور جستجو کرو، رحمت الٰہی کے مست جھونکوں کی ٹوہ میں لگے رہو، کیونکہ اس کی رحمت کے کچھ ایسے مست جھونکے ہیں جن سے وہ اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے نوازتا ہے، اور ہمیشہ اللہ سے یہی دعائیں مانگتے رہو کہ وہ تمہیں بے آبرو نہ ہونے دے، اور خوف اور دہشت کے عالم میں تمہیں محفوظ اور مامون رکھے[1]۔ اور اللہ رب العزت نے بندہ مومن کے اعمال کی آخری حد اس گھڑی کو بنائی ہے جہاں سے اس کی موت کی سرحد شروع ہوتی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر: ۹۹)

اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو، یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے۔

نیز فرمایا:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: ۵۶)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

عبادت ایک ہمہ گیر لفظ ہے جو اللہ کو پسندیدہ کردار اور گفتار غرض ہر ہر چیز کو شامل ہے جیسے

---

[1] اس روایت کو ابن ابی الدنیا ابوبکر نے "کتاب الفرج بعد الشدۃ" میں درج کیا۔ نیز حکیم نے نوادر میں اور ابونعیم نے حلیۃ میں نقل کیا ہے۔ سبھوں نے حضرت انس بن مالک سے اس کو بیان کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز، زکوٰۃ، صدقہ خیرات، روزہ، اور نیکی اور بھلائی کے تمام کام اس میں داخل ہیں کیونکہ عبادت اور یاد الٰہی کے بغیر بندہ جو گھڑی گذارتا ہے وہ اس کے لئے خسارہ کی باعث ہے اور جو ساعت اللہ کے ذکر سے خالی ہو، وہ حسرت اور افسوس کا باعث ہوتی ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جس کی عمر طویل اور اس کے اعمال مستحسن ہوں، جبکہ بدترین آدمی وہ ہے جس کی زندگی دراز ہو لیکن اس کے اعمال بد سے بدتر ہوں اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے، اے ابن آدم! میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو میں تیرے دل کو مصروفیتوں سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور نہیں کرونگا۔

(حاکم بروایت معقل بن یسار، نیز انھوں نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔!)

عبادت کے لئے فارغ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جن عبادتوں کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے، ان کی ادائیگی کے دوران دھن دولت، اور اہل وعیال سے یکسر بے نیاز ہو کر پوری حضوری قلب سے اس عبادت کو انجام دینا چاہئے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے:۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (البقرۃ، ۱۹۷)

اور زادراہ (یعنی راستہ کا خرچ) ضرور ساتھ لیا کرو بیشک بہترین زادراہ پرہیزگاری ہے، اور اے عقلمندو مجھ سے ڈرا کرو۔

اور بعض اسلاف صالحین یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

خدایا رجب اور شعبان میں ہم پر برکتوں کا نزول فرما، اور ہمیں رمضان تک پہونچا،

ماہ رجب کے روزوں کے بارے میں کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ آیا شرعی طور پر اس روزہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت ہے، یا یہ روزہ مکروہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ انسان عبادت اور بندگی کا خواہ کوئی کام کرے، آخرت میں خدا کے نزدیک نیکیوں کے پلہ میں وہ اس کا اجر ضرور پائے گا، پھر روزہ کی ایسے بھی بڑی فضیلت ہے، اور رجب اللہ کے نزدیک حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اور جہاں تک روایات سے ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کوئی ممانعت وارد نہیں ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ شعبان کے روزے بکثرت رکھتے تھے، آپ کا ارشاد ہے۔

رجب اور رمضان کے درمیان (شعبان) کا ایک مہینہ ایسا ہے جس سے بہت سے لوگ غفلت برتتے ہیں۔! (احمد و طبرانی بروایت انس بن مالک، نسائی بروایت اسامہ بن زید)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ رجب کے بعض دنوں میں روزے رکھتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار نہیں فرماتے تھے، رہا فقہاء کا یہ قول کہ "تنہا رجب کا روزہ رکھنا مکروہ ہے" تو اس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ تنہا پورے رجب کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے پورے روزے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں داخل نہیں ہے، نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ زمانہ جاہلیت کی عادت ہے، لیکن جن لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ ہر ماہ تین دن، اور رجب کے کچھ دنوں کا روزہ رکھتے ہیں ان کے لئے اس ماہ کے روزے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ رجب کا روزہ رکھنے پر انھیں ثواب ملے گا، جیسے دوسرے دنوں میں روزے رکھنے پر اجر ملتا ہے اور یہ درست ہے کہ بندہ جس قدر اخلاص للّٰہیت اور صدق نیت کے ساتھ روزے رکھے گا، اللہ اسے بے اندازہ اجر سے نوازے گا، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور بندہ نصف رات میں جو نمازیں پڑھتا ہے، اس سے بھی خطا اور گناہ دھل جاتے ہیں۔ (ترمذی بروایت معاذ، نیز انھوں نے اس کو حدیث حسن صحیح کہا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزے رکھتے تو ہم کہتے کہ اب وہ افطار نہیں کریں گے، پھر جب آپ افطار فرماتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے، اور جہاں تک میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ماہ پورا مہینہ روزہ نہیں رکھا، البتہ ماہ رمضان کے روزے پورے رکھتے تھے ۔ اور ہاں شعبان کے مہینہ میں زیادہ آپ روزے سے رہا کرتے تھے ۔ (بخاری و مسلم ، ابوداؤد ، بروایت ابوہریرہؓ)

اور فرماتے تھے کہ رجب اور رمضان کے درمیان (شعبان) کے اسی ماہ میں لوگ بڑی غفلت برتتے ہیں ۔

روزے جہاں ایک طرف خدائے رحمٰن کی اطاعت کا مظہر اور صحت ایمان کی علامت ہیں وہیں یہ جسمانی صحت کا باعث بھی ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

" روزے رکھو، صحت مند رہو گے ۔ "

(طبرانی بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز یہ بھی منقول ہے کہ

ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزے رکھنا ہے ۔

(ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

مشاہدہ اور تجربہ شاہد ہے کہ جو لوگ نفلی روزے رکھتے ہیں، ان کے دل پاکیزہ اور ان کی جسمانی صحت قابل رشک ہوتی ہے، ان کی عمریں طویل، اور سخت مشقت انگیز کاموں کو وہ بحسن وخوبی انجام دینے کی استطاعت رکھتے ہیں، کیونکہ اللہ انھیں طاقت و قوت اور چستی اور سرگرمی سے نوازتا ہے، پھر عبادت سے چہرے پر نور، دل میں سرور، روزی میں فراخی، جسم میں توانائی، اور لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے محبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (ھود : ۳)

اور (اس کا حکم) یہ (ہے) کہ تم اپنے پروردگار سے بخشش چاہو، پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم کو ایک مقررہ وقت تک اچھا فائدہ پہونچائے گا،

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

میرے دوست (حضرت محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتوں کی مجھے تاکید فرمائی ہے، (۱) اوّل یہ کہ چاشت کی نماز پڑھ لیا کرو، دوسرے وتر کی نماز سونے سے پہلے پڑھوں، اور ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں،

بنا بریں خدا کے وہ بندے سعادت مند اور بانصیب ہیں جنھیں ان تین کاموں میں سے ایک کام کی بھی توفیق ملی کہ وہ ہر ماہ کے تین روزے رکھتے ہیں، خواہ مہینے کے ابتدائی یا درمیانی یا آخری دنوں میں اور بیچ کے دنوں کو ایام بیض کہتے ہیں۔ اور مہینہ کے تین دنوں کا روزہ "ایک نیکی کے دس گنا عوض" کے ضابطے کے مطابق ۳۰ دن کے برابر ہوتا ہے، لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب سے بچنے کے لئے آج روزے رکھ لیں، قبر کی اندھیاریوں سے نجات کے لئے تہجد کی نمازیں پڑھیں، اور آخرت کی کٹھنائیوں سے حفاظت کی خاطر پوشیدہ طور پر جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات کریں،

نفلی روزوں اور نماز کی خاصیت یہ ہے کہ ان سے فرائض کی کوتاہی کی تلافی ہوتی ہے، بالخصوص جب ان کی ادائیگی میں غفلت برتی جائے، کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پرسش کریگا، اب اگر نمازیں مکمل نکلیں تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر نماز میں کوتاہی رہی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میرے بندے کے اعمال کو دیکھو، اگر اس نے کچھ نفلی عبادت کر رکھی ہے تو اس کے ذریعہ اس کے فرائض کو مکمل کر دو، اسی طرح دوسرے اعمال سے متعلق بھی یہی طریقہ اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا حکم ہوگا ۔۔۔ پھر یہ ان اعمال میں سے ہے جن کے ذریعہ بندہ تقرب خداوندی حاصل کرتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے ۔

بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے، تا آنکہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے ،

(بخاری بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اسی لئے آپ نے فرمایا کہ چاشت کے وقت میرا دو رکعت نماز پڑھنا دنیا، اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے ، ۔۔۔ پھر ہر انسان کے بدن میں ۳۶۰ جوڑ ہیں اور آدمی اس کا پابند ہے کہ ہر جوڑ کے بدلہ کم از کم ایک صدقہ کرے، لہٰذا جس قدر وہ تسبیح، حمد و ثنا، تکبیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے گا، سب صدقہ اور خیرات شمار ہوگا، اسی طرح بندہ نماز کے لئے جس قدر قدم اٹھائے گا یا سواری اور موٹر کار پر بیٹھ کر مسجد میں آئے گا، یا نماز کی تیاری کے لئے سامان اٹھائے گا، یا جو اچھی باتیں اس کے منہ سے نکلیں گی وہ سب صدقہ شمار ہوں گی یوں ہی چاشت کی دو رکعت ادا کرنا بھی صدقہ میں شمار ہوگا، اور یہ صدقہ کل انسانی بدن اور اس کے جوڑوں کا صدقہ کہلائے گا، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں چاشت کے وقت ۸ رکعتیں پڑھیں، اس لئے گھروں میں نماز پڑھنا مستحب عمل ہے، کیونکہ گھر کے اندر نماز پڑھنے سے برکت اور رزق میں وسعت نصیب ہوتی ہے، گھر والوں پر رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے انھیں گھیرے ہوتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ،

"کچھ نمازیں تم اپنے گھروں میں بھی ادا کرو، کیونکہ گھروں کے اندر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہاں خیر و برکت کا نزول فرماتا ہے، اور دیکھو اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں کو مقبرہ اور قبرستان مت بنانا ۔ (متفق علیہ، مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ بروایت عمر بن خطابؓ نیز دوسروں نے اس کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا)

یعنی گھروں کو ایسا مت چھوڑو، جہاں نفل نمازیں بھی ادا نہیں کی جاتی ہوں، غرض مختصر یہ ہے کہ اسلام کا دم بھرنے والے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ ضرور بالضرور تسبیح و تہلیل، صدقہ خیرات یا نماز اور روزہ کا اہتمام کرے، نیز ایک اور روایت بھی عوام میں کہی اور سنی جاتی ہے کہ

جب شعبان کا نصف مہینہ رہ جائے تو فرض روزوں کے سوا دوسرے روزے مت رکھو، اس روایت کو اہل سنن محدثین نے نقل کیا ہے لیکن ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے باطل ہونے کا حکم جاری کیا ہے۔ اور اس بات کی اجازت دی ہے کہ نصف ماہ گذرنے کے بعد بھی آدمی جس قدر چاہے روزے رکھ سکتا ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ شک کے دن روزے نہ رکھے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رمضان سے ایک یا دو دن پیشتر روزے مت رکھو،

(مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

اسی طرح پندرہویں شعبان کی فضیلت، اور اس قسم کی باتیں کہ اسی موقعہ پر عمروں کا اندراج کیا جاتا ہے، اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ یہ اور اس قسم کی روایتیں بھی باطل ہیں، اور ہرگز صحیح نہیں ہیں یوں ہی اس رات کی فضیلت کا تصور کر کے اکٹھا ہونا بدعت ہے اور اللہ نے اس کا کوئی ثبوت نہیں فرمایا ہے۔ اسی طرح ۲۷ ویں رجب کو شب اسراء اور معراج سمجھ کر اجتماع کرنا بھی بدعت ہے، نہ کہیں اس کا ثبوت ملتا ہے، اور نہ کسی صورت یہ صحیح ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جس ماہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج ہوئی، صحیح صحیح نقل اور روایت کے مطابق اس کا تعین اور تحفظ نہیں کیا جا سکا ہے لہٰذا فرضی تعین کے مطابق اس قسم کا اجتماع بالکل ایسی ہی بدعت ہے جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جشن ولادت کو منانا بدعت ہے اور یہ تمام ایسی بدعتیں ہیں جن کے ساتھ اللہ نے کوئی ثبوت نازل نہیں فرمایا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کو کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے اور کسی بدعت کو نہیں اپنانا چاہئے۔

جو لوگ مرکر قبروں میں لیٹے ہوئے ہیں، ان کی بڑی آرزو ہے کہ ان کے اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہو، وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ کاش انھیں تمہاری طرح دوبارہ زندگی مل جائے، اور وہ از سر نو دنیا میں آکر نیک اعمال کا انبار لگادیں، لیکن کیا ایسا ممکن ہے جب کہ ان کے اور دنیا میں آکر ان کے عمل کرنے کے درمیان زبردست خلیج حائل ہو چکی ہے، اور ان کی کل پونجی کبھی کی ضبط ہو چکی ہے، ان میں سے ہر کوئی اپنے رب سے کہتا ہے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ (مومنون ۹۹، ۱۰۰)

اے میرے پروردگار! مجھے پھر دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ جس (دنیا) کو چھوڑ آیا ہوں اس میں میں نیک عمل کروں۔

آج وہ عمل کرنے کی بڑی تمنا کرتے ہیں، لیکن انھیں اس کی کوئی قدرت نہیں، جبکہ ان کے بالمقابل تمہیں آج فرصت اور موقعہ حاصل ہے، لیکن افسوس تم عمل کرنے سے کوسوں دور ہو، لہٰذا آج جب ماہ شعبان تم پر سایہ فگن ہے تمہارا یہ فرض ہے کہ گذشتہ رمضان کے جس قدر روزے تم پر باقی رہ گئے ہیں فوری طور پر ان کی قضا کرلو اور آج رات جب بستر پر جاؤ تو کل کے رمضان کے روزوں کی ابھی سے فکر کرلو، کیونکہ آدمی اپنی اچھی نیت کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے اگر کوئی شخص رات بستر پر دراز ہونے سے پہلے یہ نیت کرلے کہ اسے تہجد کے لئے اٹھ کر نماز پڑھنا ہے، لیکن سوء اتفاق سے وہ صبح تک سوتا رہا اور نماز نہیں پڑھ سکا، تو اس کے نامۂ اعمال میں تہجد پڑھنے کا اندراج کرلیا جائے گا، اور اس کا رات بھر سونا صدقہ شمار ہوگا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند کے غلبہ کی وجہ سے جب کسی رات تہجد نہیں پڑھنے پاتے تھے، تو اگلے روز آپ آٹھ رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی عفو و درگذر کی چادر میں ڈھانک لے، اپنا وسیع فضل وکرم ہم پر نچھاور فرمائے، اپنی رحمت اور مہربانی سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے، اور ہم سب کو اپنی بہتر یاد، اپنی شکر گذاری، اور اپنی نیک عبادت کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔!

❖

اختتام شعبان پر یاد دہانی

اور ماہ رمضان کی آمد پر عمل کے لئے تیاری

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے خاص ہیں جس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی اور ہدایت فرمائی اور اگر اللہ کی ہدایت اور رہنمائی ہمارے شامل حال نہ ہوتی تو ہم اس طرح ہدایت سے مستفید بھی نہیں ہوتے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے پختہ کار کی گواہی ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ میرا پروردگار ہے، پھر وہ اسی پر ثابت قدم رہتا ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جملہ خلائق کے سردار ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی جملہ آل اور پاکباز اصحاب کرام پر رحمت اور سلامتی کا نزول فرما۔!

حمد وصلوٰۃ کے بعد! حاضرین کرام! سردست ہم پر ماہ شعبان کے اختتامی ایام سایہ فگن ہیں اور بہت جلد ماہ رمضان کا غل مچنے والا ہے، یہ مہینہ سال کا روشن ترین مہینہ ہے اور اہل ایمان کے لئے نیکیوں کی منڈی اور اجر وثواب کے حصول کا سیزن ہے، اس کی اگنت خصوصیات میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک یہ ہے کہ اللہ نے اس مہینہ میں قرآن پاک نازل فرمایا، مسلمانوں پر روزوں کی ادائیگی فرض فرمائی، اور اس کو اسلام کا ایسا رکن قرار دیا جس کے ذریعہ دین کی تکمیل اور استواری عمل میں آتی ہے۔

رمضان کے وجوب کا منکر علماء اسلام کے اجماع کی رو سے کافر ہے، اور جو کوئی بلا عذر ایک دن بھی روزہ چھوڑ کر اگر عمر بھر اس کی قضا کرے گا، تو اس ایک روز کے برابر ہرگز نہیں ہوگا، جبر الامت اور قرآن پاک کے ترجمان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر استوار ہے، اللہ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، نماز پڑھنا اور روزے رکھنا۔!

ماہ شعبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں بکثرت روزے رکھتے تھے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے،

رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ایسا ہے جس سے بکثرت افراد غفلت برتتے ہیں۔

اور اس کی یہ جو فضیلتیں وارد ہیں کہ اس ماہ میں جملہ خلائق کی عمریں درج کی جاتی ہیں، یوں ہی پندرہویں شب کے بارے میں فضائل کا ایک طومار نقل کیا جاتا ہے، جن میں سے یہ روایت ہے کہ اس شب بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گناہ معاف کئے جاتے ہیں، نیز یہ بھی کہ آپ نے پندرہویں شب میں ساری رات نفل نمازیں پڑھیں اور اس طرح شب بیداری فرمائی تو ظاہر ہے کہ اس قسم کی تمام روایتیں علماء حدیث کے اتفاق کی رو سے من گھڑت اور جھوٹ ہیں، نیز یہ روایت کہ "نصف شعبان کے بعد فرض روزوں کے علاوہ دیگر روزے نہ رکھے جائیں" اس میں شک نہیں کہ باتفاق علماء اہلحدیث یہ حدیث قطعی صحیح نہیں ہے، کیونکہ شعبان کے اختتامی دنوں میں بھی روزے رکھنا اسی طرح جائز ہے، جیسے اس کے ابتدائی ایام میں روزے رکھے جاسکتے ہیں، البتہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ اس لئے نہیں رکھنا چاہئے کہ یہ دن "یوم الشک" کہلاتا ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ نہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

قصہ کوتاہ! رمضان کی آمد آمد ہے مسلمان اس ماہ مبارک کو خوش آمدید کہتے ہیں جبکہ زندیق اور بے دین ان دنوں کو سخت ناگوار سمجھتے ہیں، اس ماہ کے آتے ہی مسلمان پوری سرگرمی اور گرم جوشی سے نمازوں اور روزوں کا اہتمام کرتے ہیں، قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، بڑھ کر صدقہ اور خیرات دیتے ہیں، دن میں صبر و شکیب کے ساتھ روزے رکھتے ہیں، اور رات میں افطار کرتے اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں، کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہی خدا کے متقی اور پرہیزگار بندے ہیں، لیکن ان کے بالمقابل ملحد اور بے دین رمضان کے دنوں میں کھانے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، ان کے یہاں دن میں دسترخوان چنے جاتے ہیں اور وہ پوری ہٹ دھرمی اور بے باکی سے کفر و سرکشی اور گمراہی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کی شرمساری اور ندامت یا مغفرت طلب کرنے کا تصور تک نہیں کرتے ہیں۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (الحجر: ۲، ۳)

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (اے پیغمبر) تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ خوب کھالیں اور مزے اڑالیں اور باطل امیدان کو غفلت میں ڈال رکھے عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔

ماہ رمضان کی آمد سے پیشتر ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کا محاسبہ کریں اور اپنی بدکاری اور بداعمالی سے اپنے رب کے حضور توبہ اور استغفار کریں۔ کیونکہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں جنھوں نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا، اور جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے، اور جو کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ اپنے رب کے عائد کردہ فرائض کی نگہداشت کرتا ہے، اور اس کی رحمت اور جنت کے حصول کی کامیابی سے شاد کام ہوتا ہے، اس کے برعکس جو کوئی گناہ اور معصیت پر اصرار کرتا ہے، اپنے رب کی اطاعت کے بجائے اترتا اور گھمنڈ کرتا ہے، وہ عذاب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمد اور انتقام خداوندی کا منتظر ہوتا ہے، پھر ہر عمل کرنے والا خواہ نیک عمل کرے یا بُرے اعمال کا مرتکب ہو۔ ہر شخص کا عمل اس کے سامنے آئے گا، اور جس گھڑی دنیا سے رخصت ہوگا، اپنی بداعمالی کے نتیجہ میں وعید یا نیک اعمال کے بدلہ میں بشارت اور خوشخبری ضرور سن کر رہے گا، اور اعمال کا دار و مدار اس کے اختتام اور انجام پر ہے، اور لوگوں میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جس کی عمر دراز ہو اور کردار نیک ہو، اور بدترین آدمی وہ ہے جس کی عمر تو لمبی ہو لیکن اس کے اعمال برے اور بگڑے ہوئے ہوں۔

رمضان کے روزے بیک وقت دین کی عبادت، جسمانی ورزش، اور شہوانی قوت کو لگام دینے کا کام کرتے ہیں، روزوں کی فرضیت اس ذات کی طرف عائد ہوتی ہے جو اس سے وابستہ بندوں کی حکمت اور مصلحت کو بخوبی جانتا ہے، اور ان کے معاش اور آخرت کے مفاد سے پورے طور پر واقف ہوتا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ روزہ رکھنا ان کی دینی اور جسمانی سعادت کے اسباب میں سے ہے اور اسلام کے جملہ آئین و قوانین کی یہ خاصیت ہے کہ اس سے مصلحت اور مفاد کا حصول اور مضرت کا دفعیہ ہوتا ہے اور اللہ نے نماز، روزے، زکوٰۃ اور ہمہ قسم کی عبادتوں کو مخصوص مصلحت اور واضح منفعت کے تحت فرض قرار دیا ہے، یوں ہی جس قدر حرام چیزوں کی اس نے ممانعت فرمائی جیسے سود خوری، شراب نوشی اور زناکاری وغیرہ ان سب کی مضرت اور مفاسد واضح اور اظہر من الشمس ہیں۔

روزہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ اللہ نے اس عظیم ترین عبادت کو اس لئے جاری فرمایا تاکہ بندہ کی پوشیدہ علانیہ اپنے رب کے سامنے بندگی ہر حال میں نمایاں رہے، اور پسندیدہ اور ناپسندیدہ غرض ہر قسم کی حالت میں وہ اس کی اطاعت کرے، اور روزہ کی حالت میں صبر و شکیب کے ساتھ خورد و نوش کی چیزوں سے اپنے آپ کو روکے رکھے اور یہ سب محض اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے کرے، اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں دوں گا"، اب اگر کسی مسلمان کو اس لئے مارا جاتا ہے تاکہ وہ رمضان کے دنوں میں روزہ توڑنا مباح سمجھے، تب بھی ظاہر ہے وہ ایسا نہیں سمجھے گا اور روزہ نہیں توڑے گا کیونکہ اس کا ایمان عمل کو اکارت کرنے سے منع کرے گا اور یہی ایمان کی صحت اور سلامتی کی علامت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ صحیح اور خالص ایمان جس طرح عبادت اور بندگی کے کاموں کی طرف آمادہ کرتا ہے، بالکل اسی طرح گناہ اور بدکاری سے سختی کے ساتھ روکتا بھی ہے،

وَلن ترجع الانفس عن غیها ؛ ما لم یکن لها منها زاجر

روزہ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس عمل کو مسلمانوں اور کافروں اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے درمیان امتیاز اور علیحدگی کی علامت بتایا ہے، گویا یہ ایک کسوٹی ہے جس سے ایمان کا کھرا اور کھوٹا پن واضح ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے درمیان کون سچے ایمان والا ہے اور کون گمراہ اور نافرمان ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام: ۱۲۵)

تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے

یہی وجہ ہے کہ ایک مومن روزہ کے نام سے چمک جاتا ہے اور نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر تمام احکام کی ادائیگی کے لئے دوڑ پڑتا ہے اور خوش دلی سے انھیں ادا کرتا ہے، خواہ وہ فرض یا واجب ہو، یا نفلی کام ہو،

واذا حلت الهداية قلب شخص ؛ نشطت فی مراداها الاجسام

جب کسی شخص کے دل میں ہدایت جاگزیں ہوتی ہے تو اس کی منشا اور تقاضے کے لئے جسم بھی چست اور سرگرم ہو جاتا ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت: ۲)

کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ (صرف) اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائیگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت الٰہی کا یہ تقاضا ہرگز نہیں ہے کہ لوگ اپنی زبان سے جو کچھ دعویٰ کریں، اس پر انھیں چھوڑ دیا جائے، مثلاً ایک شخص کلمہ شہادت اور کلمہ توحید کا بڑے زور و شور سے اقرار کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، میں مومن ہوں، اب منشاء الٰہی یہ ہرگز نہیں کہ ایسے افراد کی کوئی آزمائش یا امتحان نہیں لیا جائے گا، اور ان کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ان سے ایسے کاموں کی کوئی پابندی نہیں کرائی جائے جس کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے، چنانچہ اگر انھوں نے اس فریضۂ الٰہی پر عمل کیا تو ان کا ایمان صحیح اور درست ہوگا اور ان کا کردار ان کی گفتار کے مطابق ہوگا، اسی لئے اللہ نے ارشاد فرمایا :۔

" وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (العنکبوت : ۳) اور بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کو آزمایا تھا جو ان سے پہلے گذر چکے ۔

یعنی ہم نے اگلی قوموں کو مختلف آئین اور قوانین کا پابند بنا کر ان کو آزمایا، جیسے نماز، روزے اور زکوٰۃ وغیرہ کے فرائض " فلیعلمن اللہ الذین صدقوا " (تو اللہ ان کو ضرور معلوم کریگا جو (ایمان میں) سچے ہیں)، یعنی وہ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، انھوں نے کہاں تک اپنے دین کے فرائض جیسے روزہ نماز اور زکوٰۃ کو ادا کیا، ــ ولیعلمن الکاذبین (اور ان کو بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں) جو اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں کہ امنا بافواھھم ولم تومن قلوبھم (وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے) اور نہ ان کے اعضاء و جوارح عمل کے لئے تیار ہوئے، لہٰذا ان کا اسلام کے اندر حصہ محض زبانی جمع خرچ ہے اور ان کی اسلام کی طرف نسبت کسی اسلامی حکم کی تعمیل اور بجا آوری کے بغیر ہے، جبکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو (زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (البقرۃ: ۸، ۹)

رکھتے ہیں حالانکہ وہ (دل سے) مومن نہیں یہ (لوگ اپنے خیال میں) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، اور (واقع میں) وہ اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے مگر وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

اللہ نے یہ اطلاع فرمائی کہ سابق شریعت کی حامل پچھلی امتوں کو ہم نے آزمائش میں رکھا تاکہ

لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ (الانفال: ۳۷)

یہ اس لئے ہوگا کہ اللہ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے الگ کردے اور جو ناپاک ہیں ان میں بعض کو بعض کے ساتھ ملادے پھر سب کو اکٹھا کردے پھر اس (گروہ) کو دوزخ میں ڈال دے۔

منجملہ انھیں آزمائشوں میں سے ایک آزمائش، فرض روزے بھی ہیں، کیونکہ اگلی امتوں پر اللہ نے پچاس دن کے روزے فرض فرمائے، لیکن انھوں نے اپنے پوپ اور پادریوں کو اس بات کی اجازت دے رکھی تھی کہ وہ اللہ کی شریعت میں من مانی تبدیلی کریں، اور جو چاہیں ردوبدل کردیں، چنانچہ جب پادریوں نے دیکھا کہ روزہ کی مدت ان کے لئے خاصی طویل ہے اور یہ روزے ان کے اور ان کی من پسند خواہشات کے درمیان رکاوٹ بنتے ہیں، تو انھوں نے دس، دس روزے کرکے اس میں کمی کرنی شروع کردی یہاں تک کہ تمام روزوں کو انھوں نے ساقط کردیا، اسے یکسر بے جان بنادیا اور صرف بہار کے دنوں میں روزہ رکھنے کی پابندی عائد کردی، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں ان کے اس ردوبدل کی مذمت فرمائی، اور فرائض میں تبدیلی پر انھیں لعنت ملامت کی چنانچہ ارشاد ہے،

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ (المائدۃ، ۱۳)

تو ان لوگوں کے عہد توڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور انکے دلوں کو سخت کردیا وہ (خدا کی کتاب میں) کلمات کو ان کی اصلی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اس کا ایک بڑا حصہ انھوں نے بھلا دیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے اشارہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرائض خداوندی کی پابندی بھی قسمت اور نصیبہ سے ہے اور اپنی اس نعمت سے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بہرہ ور فرماتا ہے، اور یہ مذمت ایسے تمام افراد پر صادق آتی ہے، جو اپنے رب کے احکام سے گریز کرتے ہیں، اس کے فرائض کو چھوڑ دیتے ہیں، حرام کی گئی چیزوں کو حلال ٹھہراتے ہیں، انھیں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے نمازوں کو گم کیا، خواہشات کے پیچھے پڑے، شریعت کی حدود سے تجاوز کر گئے، دین کے شعائر کا مذاق اڑایا اور مسلمانوں کے بجائے غیروں کے طریقے پر چل پڑے، اور ان میں بعض قومیت کے ناطے اسلام کی طرف خود کو منسوب کرتے ہیں، لیکن شرعی احکام کا پاس ولحاظ نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اسلام کی اپنی صدائے بازگشت اور شاہراہوں کے مینار (سنگ میل)
کی طرح کچھ مینار ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ ان کی پہچان ہوتی ہے،

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "اسلام علانیہ اور ایمان کا تعلق دل سے ہوتا ہے"۔

اسلام کے علانیہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے اسلام کا علانیہ اظہار کرنا چاہئے، مثلاً لوگ اسے دیکھیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھتا ہے، روزہ داروں کے ساتھ روزہ رکھتا ہے، غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ خیرات کرتا ہے، اور جب وہ ایسا کرے گا تو اس کا اسلام برملا ظاہر ہوگا، اور پھر اس کے واجبی تقاضوں کے مطابق لوگ اس کی شہادت دیں گے اور اس میں شک نہیں کہ لوگ بھی زمین پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں، ان کے برخلاف جو لوگ زبانی اسلام کا نام لیتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے، زکوٰۃ نہیں دیتے اور نہ اپنے مال کی واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کا اسلام کسی صورت حقیقی نہیں، محض زبانی اسلام ہے، جسے کتاب وسنت اور احساس وشعور جھٹلاتا ہے، اور زبانی یا خیالی خوبی دعویٰ کرنے والوں کا پول امتحان کے میدان میں پوری طرح کھل جاتا ہے،

لہٰذا برادران اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اسلام کا تعارف کرائیں اور لوگوں کو اس کی دعوت دیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ بہتر مسلمانوں میں ان کا شمار ہو، کیونکہ عمل کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں، بنا بریں ہم عرض کریں گے کہ رمضان کے دنوں میں جان بوجھ کر کسی عذر کے بغیر کھانا پینا محض مرتدین اور کافروں کا شیوہ ہے، ہر چند کہ ایسے افراد انسان کی صورت لئے ہوئے عام انسانوں کے ساتھ چلتے ہیں، لیکن ان کی اخلاقی حالت جانوروں سے بدتر ہوتی ہے،

یہ رب العالمین کے باغی اور غیر مسلموں کے پیرو ہوتے ہیں، اور اللہ نے ان باغیوں اور مرتدوں کو محض اس لئے قتل کا حکم فرمایا، تاکہ باقی ماندہ مسلمان کے اخلاق اور کردار میں بگاڑ نہ آئے اور ان کے حق میں یہ اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے، کیونکہ اخلاق اور کردار بھی چھوت چھات کی طرح پھیلتے ہیں، اور ایک سے دوسرا ان کی وجہ سے متاثر ہوتا ہے۔

ہر آدمی اپنے دوست کا طریقہ اختیار کئے ہوتا ہے لوگ ہمیشہ اپنے دوستوں کا حال دیکھ کر عبرت لیتے ہیں، اس لئے ایسے مرتدین پر خدا کی مار ہو، ان کے رب نے انھیں نماز کا حکم دیا لیکن انھوں نے نمازیں گول کر دیں، زکوٰۃ کا حکم دیا، انھوں نے اس کو بھی ہڑپ کر لیا، روزے کے لئے کہا، انھوں نے رمضان کے دنوں کے اجالے میں اسے کھا پی کر برابر کر لیا اور اس قدر کھلم کھلا کفر کے ارتکاب کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس طرح گمراہی اور اس پر اصرار کا دوگونہ جرم کرتے ہیں، یونہی کفر بھی کرتے ہیں اور اتراتے بھی ہیں اور اس سبب کے بعد نہ ان کے اندر ندامت کا کوئی اثر ہے اور نہ شرم اور ندامت کا کوئی احساس ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(الحجر: ۲، ۳)

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (اے پیغمبر!) تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ خوب مزے اڑالیں اور باطل امید ان کو غفلت میں ڈال رکھے، عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنی چاہئے اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہئے اور اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمیں اللہ اور اسکے رسول کی تابعداری کرنی چاہئے ،

*

روزے کے فوائد کی ہمہ گیر وضاحت

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی، پھر ماہ صیام کے روزوں اور رات میں تہجد کے ذریعہ ہم پر اپنا فضل فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ ایسے شخص کی گواہی ہے جس نے یہ اقرار کیا کہ اس کا رب اللہ ہے، اور پھر اسی پر قائم رہا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ پر بہتر درود اور سلام ہو ،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! سامعین کرام! آپ سب کو ماہ رمضان کی مبارکباد دیتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اس ماہ کو اللہ تعالیٰ ہم سب پر ایمان، امن و سلامتی، اور خیر و برکت کا باعث بنائے، اور نیک اعمال کی ہمیں زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے، اس میں شک نہیں کہ ماہ رمضان زمانہ بھر کی پیشانی کا نور ہے، بالخصوص ایمان والوں کے لئے نیکیوں کا سیزن اور نفع کا سودا ہے، اس ماہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے اسی ماہ میں روزہ کو فرض فرمایا، اور اس کو اسلام کا اہم رکن قرار دیا، اسی کے ذریعہ دین مکمل اور راست اور درست ہوتا ہے جبکہ اس کا منکر علماء اسلام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق کافر ہے ،

یہ جد وجہد اور بندوں کی نیکیوں کی کاشت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں دل فساد اور بگاڑ سے پاک صاف ہوتے ہیں، ہوسناک شہوت اور بغض وعناد کا انسداد ہوتا ہے اور جب کٹائی کا وقت آئے گا تو اس کا انجام نہایت خوش آئند اور قابل تعریف ہوگا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی اور آپ کی قسم حق اور سچ ہے کہ مسلمانوں پر جس قدر مہینے گذرتے ہیں، ان میں سب سے بہتر مہینہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کا ہے، اس لئے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت، اور آخری عشرہ دوزخ سے رہائی کا باعث ہے۔

اس ماہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ لوگ عبادت میں بکثرت مصروف ہوتے ہیں، نمازوں کی طرف مائل ہوتے ہیں، اور نیک کاموں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہیں، صدقہ، خیرات، قرابت داری مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، حاجت مندوں اور ضرورت مندوں وغیرہ کی کفالت کرتے ہیں، بکثرت دعا، استغفار اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، روزہ داروں کو بکثرت افطار کرنے کے لئے بلاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا کردار رکھنے والوں کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو نہایت سخی اور دریا دل تھے ہی لیکن رمضان میں آپ کی سخاوت اور دریا دلی انتہا کو پہونچ جاتی تھی، اور اس ماہ میں آپ بڑے پیمانے پر صدقہ خیرات، اور حسن سلوک فرماتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے ایک انسان کو دوسرے انسان پر فوقیت دیتا ہے، کبھی ایک زمانے کو دوسرے زمانے اور ایک جگہ کو دوسری جگہ کی بہ نسبت اولیت دیتا ہے، چنانچہ اللہ نے رمضان کو زبردست فضیلت سے نوازا ہے، اس ماہ میں بندوں پر رحمت کی چادر تن جاتی ہے، رحمت کا نزول ہوتا ہے غلطی اور کوتاہی کا ازالہ ہوتا ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں، اللہ رب العزت بندوں کی مقابلہ آرائی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے، اس لئے اللہ کو اپنے اچھے ہی اعمال کا مشاہدہ کراؤ کیونکہ اس ماہ کا سب سے بڑا بدنصیب اور محروم وہ ہے جو اللہ رب العزت کی رحمت سے اس ماہ میں بھی محروم رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو رمضان کی آمد پر پہلے سے آگاہ فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے،

"لوگو! تم پر ایک بابرکت عظیم المرتبت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ماہ کے دنوں کا روزہ تم پر اللہ نے فرض فرمایا ہے اور اس کی رات کی عبادت کو نفل قرار دیا ہے جس نے اس ماہ میں نیکی اور بھلائی کی کسی صورت کو اختیار کیا گویا اس نے دوسرے ماہ میں کسی فرض کو ادا کیا، اور جس نے کسی فرض کو ادا کیا گویا اس نے دوسرے ماہ کے ستر فرض کو انجام دیا، یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، نیز یہ غمخواری کا مہینہ ہے، اس ماہ میں مومن کی روزی میں اضافہ ہو جاتا ہے جس نے اس ماہ میں کسی روزہ دار کو کھلا دیا تو اس کا یہ افطار کرانا اس کے گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوگا، اور اس کے برابر اس کو بھی اجر ملے گا، اور روزہ دار کے اجر میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(صحیح ابن خزیمہ، بروایت سلمان)

انھیں فضائل کی وجہ سے ماہ رمضان کی آمد پر مسلمان ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں، اور پیغام تہنیت کا تبادلہ کرتے ہیں، کیونکہ اللہ کے مطیع اور فرمانبردار بندوں کے حق میں اس ماہ کی آمد زبردست نعمت اور خیر و برکت کا باعث ہے، ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی گذارنے والے صاحب ایمان سے بڑھ کر کوئی اور نہیں، جو نماز، روزہ اور نیک کاموں کا توشہ اختیار کرے، جبکہ قبروں میں جا کر آباد ہونے والے مردے حسرت کرتے ہیں کہ ان کے اعمال میں کسی صورت اضافہ ہو، خواہ صدقہ و خیرات کے ذریعہ، یا نماز اور روزہ کے ذریعہ، وہ یہ بھی تمنا کرتے ہیں کہ ہم جیسے زندہ انسانوں کی طرح انھیں بھی نئی زندگی عطا ہو، تاکہ وہ نیک کام کر سکیں، اپنے اعمال میں حد سے زیادہ تجاوز کرنے والے کہیں گے،

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا (مومنون ۔ ۹۹، ۱۰۰)	اے میرے پروردگار! مجھے پھر دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک عمل کروں، ہرگز نہیں

لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہیں ہوگی، بلکہ ان کے اور ان کی عمل کی قوت کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی، ان کا گروی رکھا ہوا سارا اثاثہ ضبط کر لیا جائے گا، جبکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور یہاں نیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کی کاشت ہوتی ہے جو کوئی دنیا سے نیکی اور نیک اعمال سے خالی ہاتھ جائے گا، آخرت میں بھی وہ تہی دست، فقیر اور قلاش ہوگا، اور اس کا انجام برا ہوگا،

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں، روزوں کی یہ فرضیت بندوں کی مخصوص جسمانی، روحانی اور ایمانی مصلحتوں کا نتیجہ ہے، اسلامی شریعت کا مدار جلب منفعت، اور دفع مضرت پر ہے، اللہ نے جس قدر فرائض اور واجبات کو مقرر کیا ہے، جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ، ان کا مآل ٹھوس مصلحتیں اور واضح مفادات ہیں، یونہی جس قدر چیزوں کو اللہ نے حرام فرمایا، جیسے سود، زنا اور شراب نوشی وغیرہ ان کی مضرت واضح، اور مفاسد اظہر من الشمس ہیں یہی وجہ ہے کہ جس قدر روزے اسلام میں فرض کئے گئے، ان کی حکمت یہ ہے کہ ان سے جسم کو صحت اور عافیت ملتی ہے اور جس طرح انسان بہت ساری چیزوں سے اپنی صحت کا تحفظ کرتا ہے، ان میں قوی ترین سبب یہی روزہ بھی ہے، درحقیقت انسانی بدن میں بکثرت ایسی فاضل رطوبتیں پائی جاتی ہیں، جن کو روزہ جذب کر لیتا ہے، اور انھیں اس طرح خشک کر دیتا ہے کہ اس کے بعد عضلات میں قوت آتی ہے، کھانے اور پانی کی سچی خواہش پیدا ہوتی ہے اور روزوں کی یہ روش بالکل اسی طرح ہے جیسے گھوڑوں کو دوڑ کے لئے تیار کرتے ہیں اور انھیں ایک حد تک بھوکا رکھتے ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے،

روزے رکھو، تندرست ہو جاؤ گے، (طبرانی، بروایت ابوہریرہ)

یعنی روزہ رکھنے سے صحت میں افزائش اور جسم کی صفائی ہوتی ہے۔

مشاہدہ شاہد ہے کہ جو لوگ نفلی روزہ رکھتے ہیں، عام لوگوں کی بہ نسبت ان کی صحت بے مثال ہوتی ہے جسم بہتر، اور ان کی عمریں دراز ہوتی ہیں، کیونکہ عبادت اور بندگی کی رونق چہرے پر جھلکتی ہے اور جسم کے اندر اس سے طاقت آتی ہے، اس کے علاوہ نماز روزہ اور اسلامی شریعت کے دیگر احکام مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل اور نکتۂ امتیاز ہیں، پرہیزگار اور گنہ گار ان کے ذریعہ الگ ہو جاتے ہیں، ایمان کی صحت اور اس کے کھرے اور کھوٹے پن کو پرکھنے کے لئے یہ کسوٹی کا کام دیتے ہیں، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں عبادتوں کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کون سچا مومن ہے اور کون کافر اور فاسق و فاجر ہے ، اور یہ اللہ تعالےٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے زبانی دعوے اور کھوکھلے نعرے پر ہی باقی رکھنا نہیں چاہتا. بلکہ آزماتا ہے کہ اچھے اور برے اور نیک و بد کے درمیان کامل امتیاز پیدا ہو جائے ، اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت : ۲)	کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ (صرف) اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا ۔

یعنی ان کی آزمائش اور ان کے ایمان کی پرکھ اور جانچ ناگزیر ہے ،

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	ہم نے ان سے پہلے والوں کی بھی آزمائش کی ۔

ہم نے سابقہ امتوں کو فرائض ، واجبات ، حدود و قیود اور حلال و حرام کے مختلف احکام اور مسائل کے ذریعہ آزمایا ،

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا	اللہ یقیناً ان لوگوں کو جانتا ہے ۔

یعنی اگر انھوں نے اپنے اوپر عائد فرائض اور واجبات کو ٹھیک ٹھیک انجام دیا ، نماز ، روزہ اور زکوٰۃ کو ادا کیا ، تو وہ اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہیں ،

وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ	اور وہ یقیناً جھوٹوں کو بخوبی جانتا ہے ۔

وہ ان جھوٹوں کو جانتا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ

اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ (المائدۃ ۔ ۴۱)	ہم ایمان لائے ، اپنے منہ سے وہ ایسا کہتے ہیں لیکن ان کے دل ایمان نہیں لاتے ،

ان کے ہاتھ پاؤں نیک اعمال کے لئے آمادہ اور تیار نہیں ہوتے ، اور ان کا تمام تر ایمان زبانی جمع خرچ پر مبنی ہے ، مسلمان کا دعویٰ سراسر عمل سے خالی ہے ، اس کے حکموں کی پابندی سے انھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کا واسطہ نہیں، لیکن افسوس کہ فی زمانہ اکثر مسلمانوں پر مسلمانی کا یہی نام نہاد کردار چسپاں ہوتا ہے وہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ اس سے کوسوں دور ہیں، یہ اسلام سے محبت کا دم بھرتے ہیں، لیکن یہی اس کے کھلے ہوئے دشمن ہیں، ان میں سے بہت سے مسلمان اور مومن ہونے کا دم بھرتے ہیں، منہ بھر کر یہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، لیکن اس کے باوجود نہ وہ نماز پڑھتے ہیں، نہ روزے رکھتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام، اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں، اسی طرح دین حق کو برتتے اور اس پر ٹھیک ٹھیک عمل بھی نہیں کرتے ہیں، بلکہ ان میں بعض کی جسارت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ رمضان کے دنوں میں وہ جان بوجھ کر کسی عذر کے بغیر کھانا اور پانی برملا استعمال کرتے ہیں حالانکہ دین اسلام کا یہ واضح قانون ہے کہ کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر رمضان میں کھانا اور پینا محض مرتدوں اور دین اسلام کے منکروں کا شیوہ اور طریقہ ہے، تم انھیں دیکھتے ہو کہ یہ انسانوں کی صورت زمین پر چلتے پھرتے ہیں، لیکن ان کا باطن جانوروں سے بھی زیادہ بدتر اور روحانیت سے خالی ہے اور ان کی حالت کتوں اور سوروں سے بدتر ہے، یہ رب العالمین کے حکموں کے منکر اور غیر مسلموں کے طریق پر گامزن ہیں، اور اللہ نے اپنے نبی کی زبان سے انھیں جو قتل کر دینے کا حکم فرمایا، اس کی مصلحت اور حکمت صرف یہ ہے کہ امت کے باقی ماندہ افراد کے اخلاق بگڑنے نہ پائیں، کیونکہ کردار اور اخلاق بھی چھوت کی صورت رکھتے ہیں اور طبیعت ایک سے دوسرے کے اندر منتقل ہوتی ہے، اور آدمی اپنے ہم نشین اور دوستوں کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(الحجر: ۲، ۳)

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (اے پیغمبر! تم اُن کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ خوب کھالیں اور مزے اڑالیں اور باطل امید ان کو غفلت میں ڈالے رکھے عنقریب ان کو معلوم ہو جائیگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کی آمد پر مسلمان خوشی مناتے ہیں، جبکہ بے دین ملحدین ناک بھوں چڑھاتے ہیں ان دنوں مسلمانوں کا یہ شیوہ اور طریقہ ہے کہ وہ نماز، روزہ، اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، صدقہ اور خیرات کرتے اور نیکی اور حسن سلوک کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے، یہ پاک طینت مسلمان دن میں صبر و ضبط کے ساتھ روزے رکھتے ہیں اور راتوں میں افطار کرتے اور صبر و شکر سے رہتے ہیں، اور حقیقی مومن یہی افراد ہی ہیں :۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ اور وہی ایمان لانے والے ہیں ۔

روزے کا ایک فقہی حکم یہ ہے کہ روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان پر واجب ہے، اور بچہ اگر استطاعت رکھے تو اسے بھی روزہ کا حکم دیا جائے گا،

اور جو لوگ دماغی طور پر خلل کا شکار ہیں، اور انھیں چنداں احساس اور شعور نہیں، ایسے لوگوں پر روزہ فرض نہیں اور نہ وہ کھلانے کے پابند ہیں ۔

معمر افراد جن کی عمر اسی سال سے اوپر ہو اور روزہ رکھنا ان کے لئے عادۃً شاق ہو، انھیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، البتہ ہر روزہ کے بدلہ انھیں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا یعنی ۱ کلو چاول، یا اس کی بقدر قیمت، کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:۔ بوڑھے معمر آدمی کو یہ اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے، اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، اور جو بیمار دواخانوں سے دوائیں لانے پر مجبور ہو، اسے بھی اس کی اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، اور دوسرے دنوں میں اس کی قضا رکھے، اور جو بیمار شدید مرض سے دوچار ہو، جیسے سینہ کا روگ جسے سل کی بیماری کہتے ہیں، اور طبیب کے بقول ایسے لوگوں کے روزہ رکھنے سے مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو، اور شفایابی کی امید دور ہوتی جائے ایسے مریضوں کو بھی روزہ کھول لینا چاہئے اور ایک مسکین کو ہر روزہ کے بدلہ کھانا کھلانا چاہئے،

اور جس نے بھول کر کھا پی لیا، اسے بھی اپنے روزے کو پورا کرنا چاہئے، اور انھیں قضا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی ہوگی ، اور جس نے یہ سمجھ کر پانی پی لیا ، یا کھانا کھا لیا کہ ابھی رات باقی ہے ، پھر پتہ چلا کہ صبح ہو چکی تھی تو ایسے شخص کا روزہ صحیح ہوگا ، اور اس پر قضا نہیں کرنی ہوگی ، کیونکہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا :

" میری امت سے خطا اور نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے ۔ "

(ابن ماجہ بروایت ابوذر ، طبرانی بروایت ابن عباس ، حاکم نے اس صراحت کے ساتھ اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ " میری امت سے اللہ نے خطا اور نسیان کو اور ہر ایسی چیز کو جس پر انھیں مجبور کیا جائے اس سب کو اٹھا لیا ہے ، ابن ماجہ بروایت ابن عباس میں ہے ، اللہ نے میری امت سے خطا اور نسیان کو اور جس پر انھیں مجبور کیا جائے ، اس کو ہٹا دیا ہے ، اس روایت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہے)

اور جو شخص آخر رات میں بحالت جنابت بیدار ہو ، اور اسے اندیشہ ہو کہ غسل کرنے میں سحر کا وقت نکل جائے گا تو اسے چاہئے کہ پہلے سحری کر لے اور غسل خواہ صبح صادق کے بعد کرے ، مضائقہ نہیں ، کیونکہ بخاری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ، فرماتی ہیں کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کے بعد بحالت جنابت صبح فرماتے ، اس کے بعد آپ غسل کرتے ، اور روزہ رکھ لیتے ، لیکن اس روزے کی قضا نہیں فرماتے تھے ۔

اگر کسی حائضہ عورت کا حیض رات میں بند ہو جائے ، اور اس نے پاکی یعنی سفیدی دیکھی ، تو اسے رات ہی سے روزے کی نیت کرنی چاہئے ، اور عام لوگوں کی طرح روزہ رکھ لینا چاہئے خواہ غسل فجر طلوع ہونے یا سورج نکلنے کے بعد کرے ، اس کا روزہ صحیح ہوگا ، اور حیض کے بعد کا غسل ، بعینہ غسل جنابت کی طرح ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو اپنے گندھے ہوئے بال کھولنا کوئی ضروری نہیں ہے ، البتہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہونچانا چاہئے ، اسی طرح نفاس والی عورتیں جن کا خون ولادت کے بعد دس یا بیس دن پر بند ہو جائے ، انھیں چاہئے کہ خون بند ہوتے ہی فوراً غسل کریں ، پھر بلا تاخیر نماز پڑھیں اور روزے رکھیں ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے ،

اور یہ جو بعض عورتوں کا طریقہ ہے کہ جب ان کا نفاس یا حیض کا خون بند ہوتا ہے تو وہ دو تین دن یونہی رہ جاتی ہیں اور نہ تو غسل کرتی ہیں ، اور نہ ہی روزہ رکھتی یا نمازیں پڑھتی ہیں ، اور اوپر سے یہ عذر کرتی ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں خون دوبارہ لوٹ نہ آئے ، جان لینا چاہئے کہ اس قسم کا تصور قطعی غلط ہے اور یہ عبادت کے اندر کوتاہی کے مترادف ہے ، اس کے بجائے ایک مسلمان عورت کا شیوہ یہ ہونا چاہئے کہ جب اس کا خون بند ہو ، اسے فوراً غسل کر لینا چاہئے اور کسی تاخیر کے بغیر نماز پڑھ لینا اور روزے رکھنا چاہئے ، اور جو عورتیں دیہات میں رہتی ہیں ، جب ان کے پاکی کے ایام آجائیں اور حیض کا خون آنا بند ہو جائے ، یا نفاس کا خون تھم جائے اور ان کے پاس غسل کے لئے پانی نہ ہو ، تو انھیں پاک مٹی پر ہاتھ مار کر تیمم کر لینا چاہئے اور رفع حدث کی نیت کرنی چاہئے پھر روزہ رکھنا اور نمازیں پڑھ لینا چاہئے ، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

پاک مٹی مسلمان مرد (اور عورت) کے لئے وضو ہی ہے ، خواہ
دس سال اسے پانی نہ ملے ، پھر جب پانی مل جائے تو اللہ سے ڈرنا
چاہئے اور اسے اپنے بدن پر استعمال کرنا چاہئے ،

عورتیں جب حیض یا نفاس کے بعد غسل کر لیں اور پھر انھیں زردی ، یا مٹیالا پن نظر آئے تو انھیں کوئی پرواہ نہیں کرتے ہوئے روزہ اور نماز کو جاری رکھنا چاہئے کیونکہ بخاری میں ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ،

" طہر کے بعد زردی یا مٹیالا پن کو ہم کوئی (ناپاکی کی) چیز نہیں تصور کرتے تھے "

اور اگر عورت غروب آفتاب کے بعد حیض کا خون دیکھے ، یعنی روزہ کھول لینے کے بعد ، پھر اسے شک پیدا ہو کہ آیا خون غروب آفتاب سے قبل نمودار ہوا ، یا بعد میں تو اس میں شک کے باوجود اس دن کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ اس کا درست ہو جائے گا اور اس روزے کی قضا اسے نہیں کرنی ہوگی، کیونکہ روزہ یقینی تھا اور خون نمودار ہونے سے شک ہوا، اور شک سے یقین نہیں ٹوٹتا، اور اگر حاملہ خواتین خون وغیرہ دیکھیں تو انھیں روزہ یا نماز نہیں چھوڑنا چاہئے، بلکہ دونوں عبادتوں کو انجام دیتے رہنا چاہیئے، اور ان کی عبادتیں صحیح ہوں گی، کیونکہ یہ خون حیض نہیں ہے، بلکہ بگڑا ہوا سیال مادہ ہے، جو خون کے مشابہ ہے اور ناف، یا کسی زخم سے برآمد ہوا ہے۔

سحری کے وقت سحر کرنا سنت اور فضیلت کی باعث ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مبارک اور بابرکت کھانا کہا ہے آپ کا ارشاد ہے۔

" بیشک اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں "

(صحیح ابن حبان، الاوسط للطبرانی، حلیہ لابی نعیم، بروایت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نیز احمد بسند قوی بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

آپ نے یہ بھی فرمایا:-

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بروایت عمرو بن عاص)

نیز فرمایا:-

سحری کیا کرو اور بہترین سحری کھجوریں ہیں۔

(طبرانی، بروایت سائب بن یزید)

سحری کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پی کر۔

(ابن یعلیٰ بروایت انس، عبد الواحد ہاشمی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز صحیح ابن حبان میں بروایت عبد اللہ بن عمر بھی منقول ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سحری کرو، خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پی کر ،

(متفق علیہ، مسند احمد ، بروایت ابو سعید خدری ترمذی ، نسائی بروایت ابو ہریرہ و ابن مسعود)

رات کے آخر میں سحری کرلیا کرو ، کیونکہ یہ ایک مبارک کھانا ہے ،

(طبرانی بروایت عتبہ ، اس کی سند میں ضعف ہے ۔)

مذکورہ روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سحری کی فضیلت کی تلقین فرمائی ، اور یہ اشارہ کیا کہ وہ معمولی ہی مقدار میں سحری کرلیں ، تاکہ انھیں روزے کی تقویت حاصل ہو ، اس کے علاوہ آخر رات میں انھیں بیدار ہونے کی عادت پڑجائے ، تاکہ اللہ کا ذکر ، دعا ، استغفار ، نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کرسکیں ، کیونکہ اللہ تعالےٰ یہ ندا فرماتا ہے ،

" کیا کوئی سائل ہے ، جسے میں عطا کروں ، کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے ، جسے میں بخش دوں ، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی توبہ میں قبول کروں ، اور یہ ندا صبح تک برابر آتی رہتی ہے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند فرمایا ہے کہ امت اس مبارک وقت میں بیدار ہو ، کوئی اٹھ کر نمازیں پڑھے ، کوئی دعائیں مانگے ، کوئی مغفرت طلب کرے ، اور کوئی قرآن پاک کی تلاوت کرے ، لیکن غافلوں اور لاپرواہوں میں سے نہ بنے اور یہی وجوہات ہیں ، جن کی بنا پر آپ نے سحری کو برکت کہا ہے اور اسی لئے اللہ رب العزت اور فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں ، یہ فضائل اپنی جگہ خود عظیم ہیں ، اور اسی کے ساتھ ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ سحری کرنے والے فجر کی نماز باجماعت پڑھ لیتے ہیں اور اس کی فضیلت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ نے فرمایا ،

جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھ لی ، اس نے گویا پوری رات قیام کیا ،

نیز یہ بھی فرمایا کہ

" جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی ، وہ اللہ کی حفاظت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام تک رہے گا ۔ (طبرانی بروایت والد ابو مالک اشجعی، اس کی اسناد حسن ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں جس نے فجر کی نماز پڑھ لی وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہوگا، اور اس کا حساب اللہ کی طرف ہے)

ان کے برعکس جو لوگ محض کھانے اور سونے کے خوگر ہوتے ہیں، عشاء کے بعد طرح طرح کے کھانوں اور جانوروں کے گوشت سے اپنا پیٹ بھر کر عشاء بعد ہی سو جاتے ہیں اور شام کے اسی کھانے کو سحری بھی بنا ڈالتے ہیں، یہ ایسے بھی گھوڑے بیچ کر سوتے ہیں کہ پھر سورج نکلتا ہے، یا چاشت کا وقت آتا ہے، تب یہ خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں، ظاہر ہے یہ خصلت انتہائی مذموم اور منحوس ہے اور چاشت تک بہت سے سونے والوں نے بسا غنیمت چیزوں سے خود کو محروم جانا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جس طرح سحر کے وقت جلد بیدار ہونا، اور رات میں کم کھانا فضیلت ہے، یوں ہی زیادہ کھانا کھا کر سورج نکلنے تک پڑے سوتے رہنا بھی نکمی خصلت ہے۔

حالانکہ سحر کے وقت رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، تہجد گذاروں پر انعامات کی بارش ہوتی ہے، اور جب سپید سحر طلوع ہوتا ہے تو تہجد گذار طرح طرح کے انعام اکٹھا کر لیتے ہیں، آہستہ خرام صبح کی آمد پر وہ ستائش اور تعریف کے لائق ہوتے ہیں، جبکہ غفلت اور نیند میں مست رہنے والوں کو بھولی بسری کوئی بات بھی معلوم نہیں ہوتی ہے،

قد هيئوك لامر لو فطنت له فاربأ بنفسك ان ترعىٰ مع الهمل

انھوں نے تجھے ایک ایسے کام کے لئے آراستہ اور تیار کیا ہے کہ اگر تو نے اس کی اہمیت کو سمجھ لیا، تو تو اس سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھے گا کہ جانوروں کے ساتھ چرتا پھرے ۔!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، آپ نے فرمایا :۔

تمہیں سحر کرنے سے بلال (رضی اللہ عنہ) کی اذان، اور افق میں پھوٹنے والی عمودی صبح بیدار نہ کرے، بلال تو اس لئے رات میں اذان دیتے ہیں تا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم میں سونے والا بیدار ہو جائے، اور لاپتہ ہونے والا لوٹ کر آجائے
لہٰذا جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو،
(مسلم بروایت سمرہ بن جندب بالفاظ دیگر)

حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے، اور (وہ اسی وقت اذان دیتے تھے، جب) لوگ کہتے کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی ــ!

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی لغزشوں سے توبہ کرو، اپنے رب کے فرائض کی بجاآوری کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم صاحب ایمان ہو ــ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہ رمضان سے متعلق دوسری یاددہانی

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے جملہ خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اپنی معرفت کے لئے انھیں عقل وخرد سے نوازا اور اپنی شکر گذاری کے لئے ظاہری و باطنی ہر قسم کی نعمتوں سے انھیں نوازا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے فرد کی گواہی ہے جو اپنے رب سے امید وبیم ہر دو کی امید رکھتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کی تمام آل واصحاب پر بہت بہت سلام نازل فرما، جنھوں نے آپ کی قدم قدم پر نصرت اور اعانت فرمائی۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! برادران اسلام کی خدمت میں اسلام کے طریقہ کے مطابق سلام عرض ہے، رمضان کے روزوں اور اس کی رات میں تہجد پڑھنے کے ان دنوں کی آمد پر میں تم سب کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ماہ کو ہم پر امن وسلامتی اور ایمان کے ساتھ طلوع فرمائے اور نیک کاموں کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے،

ماہ رمضان بڑی عظمتوں، خوبیوں اور نوازشوں والا مہینہ ہے، یہ مہینہ زمانہ کا بہتر آغاز اور اہل ایمان کے لئے نیکیوں کا بازار ہے، اس ماہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے اسی مہینہ میں قرآن پاک کو نازل کیا ایمان والے بندوں پر روزوں کو واجب فرمایا، اور روزہ کو اسلام کا ایسا رکن قرار دیا جس کے بغیر دین ناتمام اور غیر مستحکم ہوگا اور جو کوئی اس کا منکر ہوگا اور اس کے وجوب کو تسلیم نہیں کرے گا، وہ باتفاق علماء اسلام کافر ہوگا،

" اور جس کسی نے رمضان کا کوئی ایک روزہ بھی شرعی عذر کے بغیر
توڑ دیا تو اب اگر اس کے عوض ساری زندگی روزہ رکھتا پھرے تب بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ایک روزہ کی قضا نہیں کر سکے گا ۔ (بخاری بروایت ابوہریرہ تعلیقاً)

ترجمان قرآن اور حبر الامت یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔

" اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر ہے ۔ توحید و رسالت کی شہادت، نماز اور روزہ "

اس ماہ کے آتے ہی مسلمانوں میں فرحت اور مسرت کی لہر آجاتی ہے اور بے دین ملحدین اسے سخت ناگوار سمجھتے ہیں، چنانچہ ایمان والے اس ماہ کے آتے ہی نماز روزے، دعا استغفار، قرآن پاک کی تلاوت، اور بڑھ کر صدقہ خیرات میں لگ جاتے ہیں، دن میں وہ صبر و شکیب کے ساتھ روزے رکھتے ہیں، اور رات میں شکر گذاری کے جذبہ سے افطار کرتے ہیں، اور یہی لوگ درحقیقت مومن ہیں ۔

جبکہ منافق ان دنوں کھلم کھلا روزہ خوری کرتے ہیں، رمضان کے دنوں میں دسترخوان سجاتے ہیں، اور کفر و ضلالت اور گھمنڈ کے ساتھ اصرار کرتے ہوئے وہ اکٹھا ہوتے ہیں، اور ان کے اندر کوئی ندامت اور خدا سے مغفرت کی جستجو باقی نہیں رہتی ہے ۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(الحجر: ۲، ۳)

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (اے پیغمبر!) تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ خوب کھالیں اور مزے اڑالیں اور باطل امیدان کو غفلت میں ڈالے رکھے عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا ۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ

(المرسلات: ۴۸)

اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ (اللہ کے آگے) جھکو تو نہیں جھکتے ۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے لئے رمضان سے پہلے خیر و برکت والا کوئی اور مہینہ نہیں، اس ماہ میں اللہ تم پر رحمتوں کی چادر تان دیتا ہے، لغزشوں کو معاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے۔ دعاؤں کو قبول کرتا ہے بھلائیوں میں تمہاری ایک دوسرے کے ساتھ پیش قدمی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے، نماز پڑھنے، نیک کام کرنے اور خیر خیرات کے کاموں میں تمہاری مقابلہ آرائی کو دیکھ کر فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔ لہٰذا اپنی طرف سے اللہ کو بھلائی ہی کا مشاہدہ کراؤ، اور سچ تو یہ ہے کہ محروم وہی ہے جو اللہ رب العزت کی رحمتوں سے محروم رہ جائے۔

روزہ ایک دینی عبادت اور جسمانی ورزش ہے، انسانی خواہشات کی سرزنش کے لئے یہ سب سے بہترین صورت ہے، تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر و ثابت قدمی سے جم جائے، پھر خاص طور پر اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز پر جما رہے۔ عہد نبوی میں جب ماہ رمضان آتا، تو آپ صحابہ کرام کو یہ کہہ کر نوید سناتے تھے کہ

> لوگو! تم پر ایک بابرکت اور عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہے۔ اس ماہ کے روزوں کو اللہ نے تم پر فرض قرار دیا ہے، اور اس کی راتوں میں تہجد گزاری کو نفل ٹھہرایا ہے، جب کوئی خیر کی کسی صورت کے ساتھ اس مہینہ میں اللہ سے تقرب چاہے گا، گویا اس نے کسی دوسرے ماہ میں کوئی فرض ادا کیا ہوگا اور جو اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا ہوگا، گویا اس نے دوسرے کسی ماہ میں ستر فرائض ادا کئے اور یہ صبر و شکیب کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، نیز یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے، اس ماہ میں مومن کی روزی بڑھا دی جاتی ہے، جو کوئی اس ماہ میں کسی روزہ رکھنے والے کو افطار کرائے گا اس روزہ دار کے اجر کے برابر اسے بھی ثواب ملے گا، لیکن روزہ دار کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی۔
>
> (صحیح ابن خزیمہ بروایت سلمان)

ماہ رمضان کی انھیں فضیلتوں کی بنا پر اس کی آمد پر مسلمان ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پیغام تہنیت کا تبادلہ کرتے ہیں، کیونکہ اس ماہ کی آمد ایک عظیم نعمت اور زبردست عطیہ خداوندی ہے۔ البتہ اس نعمت سے حقیقی طور پر وہی لوگ مستفید ہوتے ہیں، جنھوں نے اللہ کی اطاعت کی اور اس سے ڈرتے رہے، اور جو ایمان والا مسلمان ہو کر زندگی گذار رہا ہو۔ اس کیلئے روزہ، نماز، اور نیک اعمال کے توشہ سے بہتر کوئی توشہ نہیں ہے، جبکہ مردے اپنی قبروں میں اسی ایک بات کی حسرت کرتے ہیں کہ کاش ان کے اعمال میں کسی صورت افزائش اور اضافہ ہو۔ ان میں بہت سے یہ بھی چاہیں گے کہ دنیا میں لوٹ آئیں اور یہاں آکر نیک عمل کریں، چنانچہ حد سے بڑھ جانے والے کہیں گے۔

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ (مومنون، ۹۹، ۱۰۰)	اے میرے پروردگار! مجھے پھر دنیا میں بھیج دے تاکہ جس (دنیا) کو چھوڑ کر آیا ہوں اسمیں نیک عمل کروں۔

لیکن ان کے اس سوال کا جواب تک نہیں دیا جائے گا، ان کے اور ان کی تمام ترکارگذاری کے درمیان پردہ حائل ہوگا، ان کی ساری پونجی ضبط کرلی جائے گی، چنانچہ وہ عمل کی تمنا کریں گے لیکن عمل کی سکت نہیں رکھیں گے، اور ایک تم ہو کہ عمل کی قدرت رکھنے کے باوجود عمل کرنے سے کوسوں دور ہو۔

پھر دنیا آخرت کی کھیتی ہے، اس کھیتی میں نیک اعمال کی کاشت ہوتی ہے، جو یہاں سے نیکی اور نیک اعمال سے تہی دست ہو کر نکلے گا، آخرت میں وہ تنگ دست اور قلاش ہوگا، اور اس کا انجام انتہائی اندوہناک ہوگا۔

ماہ رمضان کے اولین ایام رحمت کے ہوتے ہیں، جبکہ درمیانی حصہ مغفرت اور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہوتا ہے، اس ماہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ عبادت کرسکیں، نیک کاموں میں پیش قدمی کریں جیسے صدقہ اور خیرات بکثرت ادا کریں، صلہ رحمی اور قرابت داری، مسکینوں کے ساتھ نیکی اور یتیموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ضرورت مندوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کریں اور اسی کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ ذکر اذکار دعا استغفار اور قرآن پاک کی تلاوت کریں اور روزہ داروں کا بکثرت روزہ افطار کرائیں۔

مذکورہ بالا خصلتیں اس لائق ہیں کہ ان پر عمل کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں، جہنم کے دروازے ان پر بند کر دیئے جائیں، اور ماہ رمضان میں ان کی روزی میں اضافہ کر دیا جائے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دنوں میں دیگر ایام کی بہ نسبت نہایت سخی اور فراخ دست ہوا کرتے تھے، کیونکہ ان دنوں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات فرماتے، اور انھیں قرآن پاک کا درس دیتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کی جود وسخا بیش از بیش ہو جاتی تھی، اور آپ صدقہ خیرات، نیکی، بھلائی، اور قرآن پاک کی تلاوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ عبادت کرتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے، بعض انسان کو بعض پر فوقیت دیتا ہے، کبھی کسی جگہ کو کسی اور جگہ کے مقابلے میں اور کسی گھڑی اور ساعت کو دوسری ساعت کے مقابلہ میں برتری عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو دیگر مہینوں کے مقابلہ میں اسی لئے فوقیت عطا فرمائی کہ یہ کوشش اور جدوجہد کا مہینہ ہے، بندوں کے لئے کھیتی اسی ماہ میں ہوتی ہے اور انھیں دنوں دل فساد سے پاک صاف ہوتے ہیں اور شرارت اور دشمنی کی خواہشات کا ازالہ ہوتا ہے، اب جو کوئی ان دنوں خیر اور بھلائی کی کاشت کرتا ہے، کٹائی کے دنوں (یعنی آخرت) میں اس کا انجام لائق داد ہوتا ہے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتا ہے، اس کے اگلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری، مسلم، بروایت ابوہریرہ، نسائی بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، اور اس میں یہ بھی درج ہے کہ "اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف ہوں گے۔!)

اس کفارہ سے جیسا کہ جمہور علماء کا قول ہے گناہ صغیرہ مراد ہے، رہے گناہ کبیرہ جیسے سود خوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا کاری، شراب نوشی، خونریزی، اور لوگوں کا مال حرام طریقہ سے کھانا وغیرہ تو یہ روزے ان برائیوں کا کفارہ نہیں ہوں گے، اور نہ نماز اور حج کے ذریعہ ان گناہوں کا کفارہ ہوگا، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ توبہ کی صحیح شرطوں کے ذریعہ بندہ گناہوں سے توبہ کرے، اور حقوق کو ان کے حق داروں تک لوٹا دے۔

بنابریں ایک مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ اپنے روزے کو ہر قسم کے مفاسد اور ایسی چیزوں سے دور رکھے جس سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، کیونکہ روزہ اجر و ثواب کا باعث ہے جو اس کو اللہ سے قریب کرتا ہے، کیونکہ روزہ دار اپنی خواہشات اور خورد و نوش کی چاہتوں کو خیرباد کہتا ہے تاکہ اس کا رب اور محبوب اس سے راضی ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں دوں گا۔

علاوہ ازیں روزہ ایک شعار اور مسلمانوں کی امتیازی نشانی ہے، جس کے ذریعہ وہ کافر قوموں سے نمایاں ہوتے ہیں، نیز یہ عبادت کافروں اور مسلمانوں اور پرہیزگاروں اور گنہ گاروں کے درمیان حد فاصل ہے، اسی طرح یہ امانت داری اور صحت ایمان کی کسوٹی ہے۔!

اور اگر مسلمان یہ تہیہ کرلے کہ وہ روزہ خوری سے مکمل اجتناب کرے گا تو اس میں شک نہیں کہ وہ روزہ توڑنے سے بچے گا، کیونکہ اس کا دین اسے اعمال کو اکارت کرنے اور روزوں کو خراب کرنے سے روکتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگذار ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت بخشی اور اس کی ہدایت شامل حال نہ ہوتی تو ہم کبھی راہ یاب نہیں ہوتے۔

پھر روزہ محض کھانے پینے اور شہوت رانی سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ اس کی سچی روح یہ ہے کہ بندہ بے ہودگی اور فحش گوئی سے اجتناب کرے اور اگر کوئی جھوٹی بات کہنے اس پر عمل کرنے اور جہالت سے باز نہ آئے تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پانی چھوڑ بیٹھے، لہٰذا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ روزہ رکھے تو اس کے کان، آنکھ اور زبان کا بھی روزہ ہو، اور گالی گلوچ، لعنت ملامت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبت، چغلخوری، اور جھوٹ فساد ایک ایک چیز سے وہ محفوظ رہے کیونکہ روزہ ڈھال ہے جس کے ذریعہ ایک مسلمان حرام کاری، گناہوں کی آلودگی، بیہودگی اور لوگوں کے ساتھ سفاکی سے بچ سکتا ہے، اگر کوئی شخص اسے گالی دے، یا برا بھلا کہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان پر تقویٰ کا قفل ڈالے، اور پرہیز گاری کے ساتھ مضبوط اور مستحکم حلقہ کو پکڑ کر یہ کہے کہ " میں روزہ دار ہوں — ! تاکہ اس کا دل بدبختی اور انتقامی کاروائی سے بچ جائے، اور اس کا مقابل بھی اس میدان میں سرپٹ دوڑنے سے رک جائے، اور دنیا میں جو کوئی اس طرح روزہ رکھے کہ اس کا یہ روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال کا کام دے تو آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے بھی وہ ڈھال کا کام دے گا، کیونکہ جیسی کرنی ویسی بھرنی کے مصداق جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اس کا بدلہ ہوگا ۔

روزے کے چند فقہی احکام یہ ہیں :۔ روزہ ہر مسلمان، عاقل اور بالغ پر فرض ہے، بچہ کو عبادت کی عملی مشق کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا، معمر مرد اور عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوگی، البتہ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا ۔

مجنون، اور دیوانہ جنھیں چنداں شعور نہیں ہوتا، انھیں روزہ رکھنے کا حکم نہ ہوگا، نہ انھیں کفارہ کے طور پر مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا، کیونکہ اس قسم کے افراد شرعی احکام کے مخاطب نہیں ہیں ۔

بیمار جنھیں روزہ رکھنے سے مرض میں زیادتی، یا صحت کے حصول میں دوری کا اندیشہ ہو، ایسے بیمار افراد کو قضاء کی نیت کے ساتھ افطار کرنے کی اجازت ہوگی، اور اللہ کی طرف سے انھیں رخصت حاصل ہے، رہے دیرینہ امراض میں مبتلا افراد، جیسے سل، یا پیٹ کا زخم، (اپنڈکس) وغیرہ جن کے بارے میں اطباء یہ کہیں گے کہ روزہ رکھنے سے ان کا مرض بڑھ سکتا ہے، یا شفایابی میں دیر ہوگی، تو ایسے مریضوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، البتہ انھیں ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا، خوراک کی یہ مقدار ایک مد کے برابر ہوگی، اور اگر کسی مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلا دیا جائے، تو واجب ادا ہو جائے گا ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو روزہ دار بھول کر کھا پی لے اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے اس لئے کہ اللہ نے اسے کھلایا پلایا اور اگر بیدار ہو کر کھا پی لیا، اور سمجھا کہ ابھی صبح صادق طلوع نہیں ہوئی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی ہے، تب بھی اس کا روزہ صحیح ہوگا، اور اس پر قضا نہیں آئے گی اور یہ شخص بھولنے والے کے مثل ہوگا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت سے بھول چوک اور جبر و اکراہ سب معاف کیا گیا، اور جو کوئی آخر رات میں بیدار ہوا اور وہ جنبی ہے اور ڈرتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو صبح طلوع ہو جائے گی اور اس کی سحر فوت ہو جائے گی، تو اسے چاہئے کہ غسل موخر کر کے سحری کرے، اور صبح ہونے پر غسل کر لے، کیونکہ صحیحین سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کے سبب جنبی ہونے کی حالت میں صبح فرماتے تو غسل کر کے روزہ رکھ لیتے تھے اور قضا نہیں فرماتے تھے، اور ایسا آپ دستوری عمل کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے تھے، اور جس شخص کو قے کا غلبہ ہو، اور بے اختیار قے ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور روزہ دار کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اول دن یا آخر حصہ میں مسواک کرے، کیونکہ بخاری میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرتبہ دیکھا کہ روزہ رکھ کر مسواک فرماتے تھے، ایسے بھی مسواک سے منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا حصول ہوتا ہے، اسی معنیٰ میں منجن وغیرہ بھی داخل ہے، اس سے دانت صاف کرنا جائز تو ہے لیکن حلق کے نیچے نہ جائے، اس سے ضرور بچنا چاہئے۔

یوں ہی خوشبو لگانا، اور سونگھنا جائز ہے اور اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں ہوگا، اور اگر کسی کو روزے کی حالت میں پٹھے، بازو، یا ران وغیرہ میں انجکشن لگوانا پڑے تو مضائقہ نہیں اور اس کا روزہ درست ہوگا، کیونکہ صحابہ کرام چوٹ اور زخم کی جگہوں پر دوائیں استعمال فرماتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کہا ہے۔

جب رات میں عورت کے حیض کا خون بند ہو جائے، اور وہ پاکی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت دیکھے، تو اسے روزہ کی نیت کرکے روزہ رکھ لینا چاہئے، خواہ صبح صادق یا سورج نکلنے کے بعد غسل کرے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا، کیونکہ حدث سے پاکی روزہ کے لئے چنداں شرط نہیں ہے، بلکہ دم حیض کا انقطاع البتہ ضروری ہے، البتہ حیض کا خون تھمتے ہی اسے بسرعت غسل کرلینا چاہئے، جیسے جنابت کا غسل کیا جاتا ہے، البتہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہونچ جائے تو چوٹیاں کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

نفاس والی عورتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ ولادت کے دس روز یا بیس روز بعد جب نفاس کا خون بند ہوجائے تو اسے روزہ اور نماز کے لئے بعجلت غسل کرنا ضروری ہے، بندش خون ہوتے ہی غسل اس لئے ضروری ہے کہ دیگر پاک وصاف خواتین کی طرح وہ بھی پاک ہے، اور یہ جو بعض عورتیں اس قسم کی حرکت کرتی ہیں کہ حیض یا نفاس کا خون بند ہوتے ہی ایک دن، دو دن وہ رک جاتی ہیں، نہ روزہ رکھتی ہیں اور نہ نمازیں پڑھتی ہیں، ساتھ ہی یہ اندیشہ ظاہر کرتی ہیں کہ کہیں خون لوٹ کر نہ آجائے انھیں جان لینا چاہئے کہ ان کا یہ تصور غلط ہے اور اپنے رب کی بندگی میں وہ ایک گونہ زیادتی کی مرتکب ہیں۔

مسلمان عورت کا یہ فرض ہے کہ خون کے بند ہوتے ہی بسرعت غسل کرے، پھر نماز پڑھے اور روزے رکھے، کیونکہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے، دیہاتی عورتیں جن کے حیض یا نفاس کا خون بند ہونے کے بعد انھیں پانی میسر نہ ہو تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر چہرے اور دونوں ہاتھوں پر حدث سے پاکی کی نیت کے ساتھ پھیر لے، اب وہ پاک مانی جائے گی، اور نماز پڑھ سکے گی، روزہ رکھ سکے گی، قرآن پاک چھو سکے گی، تلاوت کرے گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایسے تمام کام کر سکے گی جو دیگر خواتین پانی سے غسل کرنے کے بعد انجام دیتی ہیں ۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : " پاک مٹی مسلمان کے لئے وضو ہے اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے ، پھر جب پانی پائے تو اللہ سے ڈرے اور اپنے بدن پر اس کو استعمال کرے ، یہ اس کے حق میں بہتر ہوگا " استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غسل کر لے ۔

اب اگر یہ عورت غسل کے بعد پیلا یا مٹیالا پن دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس کی کوئی پرواہ نہ کرے ۔ بلکہ نماز اور روزہ کا اپنا عمل جاری رکھے ، کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا : " طہر کے بعد پیلا یا مٹیالا پن کو ہم کچھ (ناپاکی) نہیں سمجھتے تھے ، اور جب عورت روزہ رکھے ، پھر غروب آفتاب پر افطار کرے ، پھر افطار کے بعد اسے اگر حیض کا خون نظر آئے اور اسے کچھ پتہ نہ چلے کہ یہ سانحہ غروب آفتاب سے پیشتر کا ہے یا بعد کا ، تو اسے اطمینان رکھنا چاہئے کہ اس کا اس روز کا روزہ صحیح ہوگا ، اور اس کی قضا اس پر لازم نہیں ہوگی ، کیونکہ پاکی اصل ہے اور ناپاک ہونے کا شبہ ہوا ، اور یہ قاعدہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ، اور حاملہ خواتین کے جو خون نظر آئے وہ حیض نہیں بلکہ فاسد خون ہے ۔ جیسے نکسیر وغیرہ کا خون ہوتا ہے اور اس خون کی وجہ سے اسے روزہ اور نماز نہیں چھوڑنا چاہئے ، بلکہ روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا عمل جاری رکھنا چاہئے ، اور اس کا روزہ صحیح ہوگا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری کرنے سے نہ روکے یوں ہی افق میں درازی کے ساتھ طلوع ہونے والی فجر سے بھی سحری سے نہ رکو ، بلال تو رات میں اذان دیتے ہیں تاکہ سونے والے بیدار ہو جائیں اور غائب ہونے والے لوٹ آجائیں ۔ اس لئے تاوقتیکہ ابن ام مکتوم اذان نہ دیں کھاؤ پیو ، اور یہ نابینا صحابی تھے یہ اسی وقت اذان دیتے تھے جب ان سے کہا جاتا تھا کہ صبح ہوگئی ، صبح ہوگئی ۔ ۔ ! (مسلم بالفاظ دیگر حضرت عبداللہ بن عمر ، اور بعض حصہ حضرت سمرہ بن جندب سے منقول ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:۔

جب اس مقام سے رات نمودار ہونے لگے اور یہاں سے دن پیچھے ہٹنے لگے، اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کو روزہ افطار کر لینا چاہیئے خواہ وہ ایسا کرنا چاہے یا نہ چاہے ۔ !

(اس کا بعض حصہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے منقول ہے)

اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ : ۱۸۷)	اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ ہو جائے ۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنی عفو و درگذر سے ڈھانک لے، ہم پر اپنا فضل و کرم فرمائے، اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے، اپنی بہتر یاد، بہتر شکر گذاری اور اچھی طرح بندگی کی توفیق بخشے، اور میں تمہارے لئے اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہ رمضان کی تیسری یاد دہانی

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے انعام و نوازش سے صالحات کی تکمیل ہوتی ہے اس کی اطاعت کرنے سے زندگی اچھی ہوتی ہے اور خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے فرد کی گواہی ہے جو اپنی اس گواہی کے ذریعہ نجات اور جنت کی کامیابی کا طالب ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آیات و معجزات کے حامل ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کی جملہ آل و اصحاب پر بہت بہت سلام نازل فرما،

حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

(البقرۃ: ۱۸۳، ۱۸۴)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے، تاکہ تم پرہیزگار بن سکو، گنتی کے چند دن ہیں، پس تم میں جو بیمار ہوں یا مسافر ہوں انھیں دوسرے دنوں (میں روزہ) کا شمار کر لینا چاہئے۔

مدینہ منورہ سے ہجرت کے بعد قرآن پاک نے مسلمانوں کو صاحب ایمان کے لفظ سے پکارا کیونکہ ان کے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا تھا، اور ان کے اعضاء و جوارح عبادت کے لئے تابع فرمان بن چکے تھے اور اسی لئے رمضان کے روزوں کی فرضیت ہجرت کے دوسرے سال تک مؤخر ہو چکی تھی، تاکہ ایمانی قوت دلوں میں راسخ ہو کر ان کے اندر روزے کی استعداد پیدا ہو جائے اور یہ حقیقت ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے زبردست متحرک ہے اور منکرات میں پڑنے سے صرف یہی اس کو روکنے والا ہے، اور جب بھی ایمان دلوں میں راسخ ہوتا ہے، اعضاء وجوارح خود بخود سخت اور کٹھن کاموں کے لئے آمادہ اور تیار ہوتے ہیں، اور اس کے دل میں فرحت اور مسرت کی لہر سی دوڑتی ہے اور اس ارشاد نبوی کا یہی مفہوم ہے جس میں آپ نے فرمایا:

جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ ٹھیک رہا تو پورا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سنو وہ دل ہے۔ (نعمان بن بشیر بروایت اصحاب سنن اربعہ، نیز یہ روایت متفق علیہ ہے، شرح الجامع ص ۱۵ ج ۱ میں سیوطیؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایک ایسی روایت ہے جس پر نور نبوت کا پرتو نمایاں ہے)

واذا حلت الهداية قلب شخص نشطت في مرادها الاجسام

جب ہدایت کسی کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے تو جسم کے اندر اس کے مقصود سرگرمی اور توانائی پیدا ہوتی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

ایمان کی لذت کچھ وہی پاتا ہے جو اللہ کی ربوبیت پر راضی ہو، اسلام کو دین کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر مطمئن ہو۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کے الفاظ عام طور پر مدنی سورتوں ہی میں پائے جاتے ہیں اور بعض اسلاف کا یہ مقولہ ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ فرمائے، یا ایھا الذین آمنوا تو اس خطاب کو کان لگا کر سنو، کیونکہ یہ کوئی خیر ہوتا ہے جس کا حکم دیا جاتا ہے یا کوئی شر ہوتا ہے جس سے منع کیا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوم کی تعریف یہ ہے کہ بندہ خالص اللہ کے لئے نیت کرکے رمضان کے دنوں میں کھانے پینے اور جماع سے باز رہے، روزہ ایک دینی عبادت اور جسمانی ورزش ہے، اس کے ذریعہ انسانی شہوت کی اس طرح تادیب اور تہذیب ہوتی ہے کہ بندہ اطاعت الٰہی کے لئے عادی ہوجائے، اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے کا نام صبر ہے اور یہی تقویٰ کا خالص اور اصلی معنیٰ ہے۔

اللہ رب العزت نے یہ بھی بتایا کہ روزے جیسے آج ہم پر فرض ہوئے، سابقہ امتوں پر بھی ان کی فرضیت اسی طرح تھی، البتہ تعداد اور زمانہ کے لحاظ سے ہمارے ان کے درمیان فرق تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا (المائدۃ ۴۸)

تم میں سے ہر کسی کے لئے ہم نے دستور اور شریعت بنائی ہے۔

پھر فرمایا:

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ

گنتی کے چند روز

یعنی روزے کے یہ ایام بہت تھوڑے ہوتے ہیں، اور یہ دن انسان کی کل پونجی ہیں، یہی ایام اس کے لئے نفع وضرر کا باعث ہیں، چنانچہ جب انسان مرجاتا ہے اور زندگی کا ایک عرصہ گذار کر اس دنیا سے جاتا ہے، تو اگر وہ اہل خیر رہا، نماز اور روزہ کی نگہداشت کرتا رہا تو اسے خیر کی خوشخبری دی جاتی ہے، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں تیرا قیام کتنے عرصہ رہا؟ وہ کہے گا، میں ایک روز یا دن کا کچھ حصہ دنیا میں رہا اس سے کہا جائے گا کہ ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں تو نے کیا خوب کمائی کی ہے!

پھر ایک شخص کو لایا جائے گا جس کا شمار دنیا کے سرکش اور متکبر لوگوں میں ہوگا، لیکن وہ سب سے زیادہ آسودہ اور فارغ البال بھی ہوگا، لیکن اس کے باوجود اس نے نماز گم کردی ہوگی اور پوری زندگی خواہشات کے پیچھے چلا ہوگا، اس سے سوال ہوگا، تو دنیا میں کتنا عرصہ رہا؟ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہے گا ایک دن یا کچھ دن اس سے کہا جائے گا کہ ایک دن یا کچھ دن میں تو نے بدترین سودا کیا ۔

سامعین وحاضرین کرام ! دنیا آخرت کی کھیتی ہے ۔ آج جو کوئی کیسا بھی عمل کرے گا ، کل اس کا عمل اس کے سامنے آکر رہے گا ، اور دنیا سے روانگی سے پہلے اسے حسن عمل پر بشارت یا بدکرداری پر سرزنش موصول ہو جاتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ماہ رمضان جدوجہد اور کوشش کا مہینہ ہے یہ ماہ بندوں کے لئے نیکیوں کا سیزن اور کھیتی ہے ، اس ماہ میں دل بگاڑ سے پاک ہوتے ہیں اور شر اور عناد کا انسداد ہوتا ہے ، اور جو کوئی اس ماہ میں کوئی کار خیر انجام دیتا ہے ، نیکیوں کی فصل کی کٹائی (یعنی روز جزا) کے موقع پر وہ لائق ستائش ہوگا ۔

صدقہ خیرات اور جملہ اعمال صالحہ کا اجر ماہ رمضان میں کئی کئی گنا بڑھ جاتا ہے ، چنانچہ صحیح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ،

کون سا صدقہ افضل ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ جو رمضان میں کیا گیا ہو کیونکہ اس ماہ میں جو کوئی خیر کا ایک کام کرے گا ، گویا اس نے دیگر ایام میں ایک فرض انجام دیا ہے ، یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی ماہ رمضان میں ہوتے تھے اور داد و دہش صدقہ خیرات دعا و استغفار اور تلاوت کلام پاک کے ذریعہ اس میں مزید اضافہ ہوتا جاتا تھا ، اور صحابہ کرام اور اسلاف صالحین اس ماہ میں نیکیوں کا اجر بڑھنے کی اُمید میں زیادہ سے زیادہ صدقہ اور خیرات کیا کرتے تھے ۔

www.KitaboSunnat.com

بعض اسلاف اس ماہ میں ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مقررہ وقت کے طور پر استعمال کرتے تھے ۔ تاکہ ان کے عطا کردہ روپیوں سے مستفید ہونے والوں میں روزہ داروں کی کثرت ہو ۔ اور انھیں ان رقموں سے خاطر خواہ نفع حاصل ہو ۔

زکوٰۃ اسلام کا پل اور ایمان کے صحت کی نشانی اور دلیل ہے ، زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس سے مال کی پاکیزگی، صفائی اور افزائش ہوتی ہے، اور مورث ہی نہیں بلکہ وارث کے ہاتھ میں پہونچنے پر بھی اس مال میں خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔

یوں ہی صدقہ کو صدقہ اسی لئے کہا جاتا ہے یہ اپنے ادا کرنے والے کے ایمان کی تصدیق کرتا ہے اور اس بات کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے کہ شخص مذکور نے مال کی محبت پر اپنے رب کی محبت کو ترجیح دی ہے۔

بنا بریں تاجرین کے گروہ سے ہم عرض کریں گے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمہیں مال اور بے نوازی کی نیت سے نوازا ہے اور مال اپنے نام کے مطابق گردش کرنے اور دھوپ چھاؤں کی طرح ہے، کیونکہ ایک حالت کبھی کسی کی ہمیشہ نہیں رہی ہے، اور اللہ نے دولت کو ایسوں ہی کے لئے خیر کا باعث بنایا جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیر کا طالب ہوتا ہے، اور خیر عربی کے لفظ خیل (گھوڑے) کی طرح کسی شخص کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہے اور کسی کے لئے محض بوجھ ہے۔ اس لئے جس کسی کو اللہ تعالیٰ اس دولت سے نوازے اور اچھا رزق مرحمت فرمائے، اس کا یہ فرض ہے کہ لپک کر پہلے اس کی زکوٰۃ دے اور مخفی اور علانیہ طور پر اس میں سے خرچ کرے، تاکہ یہ دولت اس کی زندگی میں اسے باسعادت اور زیادہ سے زیادہ خوش قسمت بنائے اور مرنے کے بعد بھی معزز ترین رہے، پھر آدمی کا اصل مال وہی ہے جس کو اس نے آگے کے لئے روانہ کر دیا اور زکوٰۃ دینے سے کوئی مال گھٹتا نہیں بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے
(التغابن: ۱۶)	

رمضان میں سنتوں میں ایک سنت نماز تراویح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گفتار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کردار کی رو سے بطور سنت ثابت ہے ۔

اور یہ جو بعض عوام اور متاخرین کی بعض کتابوں میں اس کا چرچا ہے کہ " تراویح بدعت حسنہ ہے" تو قطعی بے بنیاد بات ہے، کیونکہ اسلام میں کوئی بدعت حسنہ نہیں، بلکہ جس قدر بدعتیں ہیں سب سیئہ اور بے حد بری ہیں اور ہر بدعت گمراہی کا باعث ہے اور ہر قسم کی گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ اللہ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تم پر اس کی راتوں میں قیام کو مسنون کیا ہے، لہٰذا جو کوئی رمضان میں ایمان ثواب کی نیت اور یقین کے ساتھ قیام کرے (تراویح کی نماز پڑھے) گا تو یہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوگا ۔

(نسائی، بیہقی شعب الایمان ، بروایت عبدالرحمٰن بن عوف ، اس کی اسناد حسن ہے ۔)

تراویح کو تراویح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عوام ان نمازوں میں قیام اور رکوع سجدہ خاصہ طویل کرتے ہیں اور بعضے قیام کی طوالت کے سبب لاٹھی پر ٹیک لگا دیتے ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں اور صبح طلوع ہونے پر ہی واپس ہوتے ہیں ۔

بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی ، آپ کے پیچھے کچھ لوگوں نے بھی نماز میں شرکت کی ، اگلے روز پہلے دن سے زیادہ لوگ شریک ہوئے ، پھر تیسرے اور چوتھے دن اتنے نمازی آئے کہ مسجد بھر گئی ، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف نہیں لائے ۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا :-

تمہاری حرکت اور رات کے عمل کو میں نے دیکھا، لیکن میں اسی
اندیشہ سے باہر نہیں نکلا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے ۔

لیکن اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں ، اس نماز کی فرضیت کا کوئی اندیشہ نہیں رہ گیا ہے اس لئے اس نماز کا استحباب باقی رہے گا اور تراویح کی نماز باجماعت اس لئے سنت رہے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے اس کو سنت قرار دیا ہے اور اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبوت اس حدیث سے بھی ملتا ہے کہ

جو کوئی امام کی واپسی تک اس کے ساتھ قیام کرے گا، اسے
پوری رات قیام کا اجر ملے گا۔

غرض عہد نبوی میں اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ابتدائی زمانے میں عوام الگ الگ ٹکڑیوں میں نماز تراویح پڑھتے تھے، مثلاً ایک شخص دو یا تین آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، کہیں اس سے زیادہ کی جماعت ہوتی، اور کہیں اکیلا ایک ہی آدمی نماز پڑھتا تھا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر میں انھیں ایک ہی امام کے پیچھے کھڑا کر دوں تو یہ ایک مثالی بات ہوگی، پھر آپ نے تہیہ کر لیا کہ تمام مرد حضرت ابی بن کعب کے پیچھے نماز پڑھیں اور عورتیں تیمم داری کے پیچھے نماز پڑھیں اور پھر یہ حالت اسی طرح جاری رہی، پھر انھیں ایام میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ اکٹھا جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کو اس منظر نے تعجب میں ڈال دیا، چنانچہ آپ نے فرمایا: نعمت البدعۃ! کیا خوب بدعت ہے!

لیکن یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے اس مقولہ نعمت البدعۃ کا یہ مطلب نہیں کہ تراویح کی باجماعت نماز کوئی بدعت ہے اور آپ نے اس کو ایجاد کیا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تین راتیں نماز پڑھیں، البتہ اس عمل کو مسلسل جاری رکھنے سے آپ نے معذرت فرمائی اور یہ اندیشہ کیا کہ کہیں یہ نماز لوگوں پر فرض نہ کر دی جائے، پھر آپ کے اس مقولہ نعمت البدعۃ کا مطلب یہ ہوا کہ انھوں نے اجتماعی طور پر اس نماز کے لئے لوگوں کو منظم فرمایا اور اب تک جو لوگ الگ الگ اور ٹکڑیوں میں نماز پڑھتے تھے، آپ نے انھیں ایک امام کے پیچھے نماز کے لئے اکٹھا فرما دیا۔

تراویح تہجد کی قبیل سے ہے، اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں، بعض چالیس رکعتیں پڑھتے ہیں کوئی چھتیس بعضے بیس اور بعض آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور وتر کی تین رکعتیں پڑھتے ہیں۔

بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے تو مت پوچھو کہ کتنی طویل اور بہت طریقہ سے پڑھتے پھر چار رکعتیں پڑھتے تو مت پوچھو کہ کتنی طویل اور اچھی طرح پڑھتے، پھر وتر کی تین رکعتیں پڑھتے تھے۔

جاننا چاہئے کہ نماز کا مغز خشوع وخضوع ہے اور بغیر خشوع خضوع کی نماز بغیر روح کے جسم کی طرح ہے اور وہی مومن کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع رکھتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کثیر عمل کا طالب نہیں، بلکہ بہتر عمل کا خواہاں ہے، اور وہ آزمائش میں یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ بہترین طریقہ سے کون عمل کرتا ہے۔

اب جو بہت سارے لوگ تراویح کی نماز بڑی جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور رکوع سجدہ میں ذرہ برابر خشوع وخضوع کا لحاظ نہیں رکھتے، ایسے لوگ فاش غلطی کرتے ہیں، کیونکہ رکوع سجدہ اور قیام میں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی گئی رکعتیں، جلدی جلدی پڑھی گئی چار اور چھ رکعتوں سے کہیں بہتر ہے۔

مردوں کو چاہئے کہ جماعت کے ساتھ گھر میں یا مسجد میں اس نماز کو ادا کریں اور عورتیں مسجد میں بھی پڑھ سکتی ہیں، البتہ گھر میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے،

تراویح کی نماز کا تعلق جہاں تہجد سے ہے، جس کی بڑی فضیلتیں وارد ہیں اور جس کی ترغیب دلائی گئی ہے، وہیں اس سے جسمانی صحت بھی بنتی ہے اور امراض کا ازالہ ہوتا ہے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے، آپ کے شکم میں درد تھا، آپ نے انھیں پیر سے ٹھوکا دیا، اور فرمایا، اٹھو نماز پڑھو!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تہجد کو لازم پکڑلو! کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی یہی سرشت تھی تقرب تمہیں اس سے حاصل ہوتا ہے، برائیاں مٹتی ہیں اور جسم سے امراض کا ازالہ ہوتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح بدن کی ضرورت یوں بھی درپیش ہوتی ہے کہ روزہ دار دن بھر خالی شکم ہونے کی وجہ سے افطار کے وقت لازماً بھوکا ہوتا ہے، اور اشتہا زور کی ہوتی ہے، چنانچہ جب کھانے بیٹھتا ہے تو پیٹ بھر کر کھالیتا ہے، اور کھانا گلہ تک آجاتا ہے، اس میں شکم سیری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، پورے بدن میں سستی آجاتی ہے، اور تمام تر ضعف طاری ہوجاتا ہے، ایسے نازک وقت میں غذا کے ہضم، پیٹ کو ہلکا کرنے اور بدن میں از سر نو چستی اور سرگرمی پیدا کرنے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے اس لئے اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبانی رکعات تراویح کا حکم فرمایا جن کی بنا پر بار بار اٹھنے بیٹھنے اور رکوع سجود کی ضرورت لاحق ہوتی ہے، پھر جب بندہ نماز پڑھ کر لوٹتا ہے تو اس کے اندر از سر نو چستی اور سرگرمی لوٹ آتی ہے، خوشی اور مسرت اس کے رگ وپے میں سرایت کرتی ہے اور خوش گواری اور رشک کے لائق چستی اسے حاصل ہوتی ہے، اور اس طرح بسیار خوری اور شکم سیری کی مضرت از خود زائل ہوجاتی ہے۔ یوں منفعت برقرار رہ جاتی ہے اور شرعی احکام کا یہ خاصہ ہے کہ بیشتر امراض سے شفا بھی نصیب ہوتی ہے، دنیا اور آخرت کی مصلحتیں حاصل ہوتی ہیں اور جسم و روح کے فائدے الگ دستیاب ہوتے ہیں۔

سحری کے وقت سحر کرنا سنت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بابرکت کھانے سے تعبیر کیا ہے، آپ کا ارشاد ہے،

" اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں (اور رحمت کی دعا کرتے) ہیں" نیز فرمایا " ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کرنے ہی کا فرق ہے"۔

- سحری کرو، اس لئے کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔
- سحری کرو، اور بہترین سحر چھوہارا ہے۔
- سحری کرو، خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پی کر۔ (متفق علیہ، احمد، ترمذی، نسائی بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ۔۔ نسائی بروایت ابوہریرہ وابن مسعود رضی اللہ عنہما، امام احمد بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روایات میں امت کو سحر کرنے کی ہدایت دی ہے اور اس کی ترغیب دلائی ہے، خواہ کچھ یوں ہی سا کھا لیا جائے، کیونکہ سحری کر لینے سے دن میں روزہ رکھنا آسان ہو جاتا ہے اور رات میں تہجد پڑھنے، ذکر اذکار، استغفار اور نمازیں وغیرہ پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ رات کے آخری پہر آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے، کیا ہے کوئی مانگنے والا جسے میں عطا کروں؟ کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے جسے میں بخش دوں؟ کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی توبہ میں قبول کروں؟ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند فرمایا کہ امت اس مبارک وقت میں بیدار رہو، کوئی اس وقت ذکر کرے، کوئی استغفار کرے، کوئی نمازیں ادا کرے کوئی دعائیں مانگے، کوئی قرآن پاک پڑھے، یا کوئی سی عبادت کرے لیکن غافل نہ رہے،

سحر کو بابرکت اسی لئے فرمایا کہ اس سے بہت ساری فضیلتیں وابستہ ہیں، جس کی بنا پر اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں، اور یہی ایک فضیلت اس کے لئے کافی ہے، اس کی مزید فضیلت یہ ہے کہ سحری کھانے والے نماز باجماعت میں شریک رہتے ہیں، جس کی بابت روایت ہے کہ :-

+ ۔ جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہوگا، اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا، (طبرانی بروایت پدر ابو مالک اشجعی، اسناد حسن ہیں، نیز ان کی ایک اور روایت ہے کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی، وہ شام تک اللہ کی ذمہ داری میں ہوگا، بہ روایت ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما)

+ ۔ جس نے فجر کی باجماعت نماز پڑھی اس نے گویا پوری رات تہجد کی نماز پڑھی۔ (مسند احمد، مسلم بروایت عثمان)

مذکورہ تمام روایتیں سحر کے لئے اٹھنے کی فضیلت میں وارد ہیں،

ان کے بالمقابل جو لوگ صرف کھانا اور سونا جانتے ہیں، جو اپنے پیٹ کی جہنم کو قسم قسم کے کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طرح طرح کے گوشت سے بھر کر جو سوتے ہیں تو عشاء کے بعد سے ایسا اٹا غفیل ہوتے ہیں کہ سورج نکلنے یا چاشت ہی کے وقت کہیں ان کی آنکھیں کھلتی ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کی یہ سرشت نہایت شرم ناک اور بری ہے اور یوں دن چڑھے سو کر یہ نہ جانے کتنی نعمتوں اور مال غنیمت سے محروم ہو جاتے ہیں ۔

شام کا کھانا کم کھانا اور سحر کے وقت بیدار ہونا باعثِ فضیلت ہے ، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ سویرے سو جاؤ اور سویرے اٹھو ، پھر دیکھو تمہاری صحت کیسی رہتی ہے ، علاوہ ازیں سحری کے وقت رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے ، غنیمت تقسیم ہوتی ہے اور جوں ہی سپیدہ سحر طلوع ہوتا ہے ، راتوں کو اٹھ کر نمازیں پڑھنے والے ڈھیر ساری برکتیں سمیٹ لیتے ہیں اور صبح جب مست خرام چلی آتی ہے تو ادھر ان کی تعریف کے پل باندھے جاتے ہیں اور دوسری طرف خواب غفلت میں پڑے رہنے والوں کو خبر نہیں ہوتی کہ کن کن نعمتوں سے وہ محروم رہے ہیں ۔

قد هيئوك لامر لو فطنت له ٭ فاربأ بنفسك ان ترعى مع الهمل

تجھے ایک خاص مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے ، کاش تجھے اس کا احساس ہوتا ، لہٰذا جانوروں کے ساتھ چرنے سے تو کم از کم بالاتر رہ ۔

میں اللہ رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ ہمیں اپنے عفو و کرم سے نوازے ہم پر اپنا فضل فرمائے محض اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے اور اپنا ذکر کرنے شکریہ ادا کرنے اور بہتر عبادت کی نیک توفیق بخشے ۔!

٭

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی تنبیہ، رمضان کے آخری عشرہ اور صدقہ فطر کے بیان میں

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے خاص ہیں، جس کی نعمتوں سے صالحات کی تکمیل ہوتی ہے اس کے فرمان کی تعمیل سے زندگی بہتر ہوتی ہے اور خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی جملہ آل اور تمام اصحاب کرام پر بہت بہت رحمت اور سلام نازل فرما۔!

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ اللہ نے جملہ خلائق کو اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا فرمایا، پھر انھیں اپنے آپ کو وحدہ لاشریک لہ ماننے اور اس کی اطاعت و بندگی کا حکم فرمایا اور انھیں تاکید فرمائی کہ اس پر عملدرآمد نہ صرف وہ خود کریں بلکہ اپنی اولاد اور اہل و عیال کو بھی اس کا پابند بنائیں۔

اللہ نے اپنے بندوں پر پنج وقتہ نمازیں فرض فرمائیں، ان کے الگ الگ اوقات مقرر فرمائے، نماز کو ان کے دین کا ستون قرار دیا اور ان کے ایمان کی کل پونجی اور امانت کا سرمایہ بتایا، پھر ان پر اموال کی زکوٰۃ فرض فرمائی جس سے ان کی دھن دولت میں پاکیزگی آتی ہے، اور ان کی ایمان داری اور امانت داری کی دلیل سامنے آتی ہے۔

یوں ہی ان پر رمضان کے روزے فرض فرمائے تاکہ تقویٰ کا حصول ممکن ہو، ان کے گناہوں کا کفارہ حاصل ہو اور یہ حقیقت آشکارا ہو کہ کون ڈھکے چھپے، خوشی اور رنج میں اور خواہی نخواہی حالات میں اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے یا اس کی نافرمانی میں کمربستہ ہوتا ہے، چنانچہ جو لوگ فرمانبردار ہوں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے رب کی خوشنودی اور محبت کے حصول میں صبح تڑکے سے اپنی پسند کے کھانے اور پینے سے ہاتھ کھینچ لیں گے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

" ابن آدم کا سارا عمل خود اس کے لئے ہے البتہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں دوں گا ۔۔۔! (ایک متفق علیہ روایت کا اقتباس بہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

مذکورہ تمام دستور فضائل و مناقب اور جملہ فرائض کا مغز ہے ان پر عمل درآمد سے بد اخلاقی اور برائی کا ازالہ ہوتا ہے، اخلاق درست اور نسلوں میں سدھار آتا ہے، دوسری طرف کفر، منافقت اور دل دشمنی کا انسداد ہوتا ہے اور دلوں میں پروردگار کی محبت موجزن ہوتی ہے بالکل اسی طرح جیسے ان کے مطابق عمل کرنے سے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرق نمایاں ہوتا ہے، متقی اور فاسق و فاجر کے بیچ فاصلہ پیدا ہوتا ہے، یہی چیزیں صحت ایمان کی کسوٹی قرار پاتی ہیں اور یہ پتہ چلتا ہے کہ کون سچا مسلمان ہے کون کافر اور فاسق و فاجر ہے اور امتحان کے موقعہ پر ہی امیدوار ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے یا ذلیل اور خوار ہوتا ہے۔

اللہ اپنے فضل و کرم سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے کسی انسان کو کسی پر فضیلت دیتا ہے، کبھی ایک جگہ کو دوسری جگہوں کے مقابلہ میں لائق و فائق بناتا ہے اور کبھی ایک گھڑی کو دوسرے لمحوں سے افضل ٹھہراتا ہے، رہے ماہ رمضان کے ایام تو ان کی فضیلت اس لئے بھی مسلم ہے کہ اسی ماہ رمضان میں قرآن پاک نازل ہوا، مسلمانوں پر روزے فرض ہوئے، اس ماہ کو جد و جہد اور مشقت کا مہینہ ٹھہرایا گیا، یہ نیکیوں کا سیزن اور اجر و ثواب کی فصل بہار ہے، اس ماہ میں دل بگاڑ سے پاک صاف اور شرم گاہ شہوت رانی اور ہوس سے خالی ہوتی ہے، جو لوگ اس ماہ میں نیکیوں کی فصل اگاتے ہیں، کٹائی کے وقت ان کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا، اس ماہ کا پہلا عشرہ سراسر رحمت، دوسرا عشرہ تمام تر مغفرت اور آخری حصہ مکمل طور پر آتش دوزخ سے آزادی کا پروانہ ہے،

حسرت اور افسوس کا مقام ہے کہ اس ماہ نے ہمارے بام و در سے اپنے خیمہ اکھاڑ لئے اور شب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز سے اس کی برکتیں اٹھ کر کوسوں دور جا پہنچیں، یہ مہینہ جب تک سایہ فگن رہا، ہمارے اعمال کا باریکی سے جائزہ لیتا رہا، ہمارے کچے چٹھے کو اپنے رجسٹر میں درج کرتا رہا اس میں شک نہیں کہ یہ مہینہ ہمارے اعمال کا بہترین ریکارڈ اور ہماری نیکیوں کا امین ہے، نیکیوں کا یہ دفتر ٹھیک قیامت کے دن کھولا جائے گا اور جب یہ در کھلے گا تو عام منادی ہوگی، کوئی اس کے کھلنے پر ذلیل و خوار ہوگا، کوئی خوشی اور مسرت سے بے قرار ہوگا ادھر رب کی طرف سے ندا آئے گی،

میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں، جنھیں میں نے شمار کر رکھا ہے
میں انھیں پورا پورا تمہیں لوٹاؤں گا، اب جو کوئی ان کے اندر سے بھلائی
برآمد ہوتے ہوئے دیکھے اسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جو کوئی اس
کے علاوہ کچھ پائے اسے کچھ اور نہیں، صرف اپنے آپ کو ملامت کرنا چاہئے۔

(مسلم بروایت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ، حدیث قدسی، جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست اللہ سے نقل کرتے ہیں۔)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے، آپ نے یک بیک فرمایا، آمین! آمین! آمین!!! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کس بات پر آمین فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، جس پر ماہ رمضان طلوع ہو، پھر رخصت بھی ہو جائے اور یہ شخص اپنے گناہوں کی مغفرت نہ کرا سکے اور بالآخر اللہ اسے اپنے آپ سے دور، جہنم کی گہرائی میں ڈال دے، آپ آمین کہیں میں نے فوراً آمین کہہ دیا۔

(پوری روایت حاکم سے حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کی زبانی منقول ہے، نیز انھوں نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت مالک سے اور انھوں نے اس کو اپنے والد سے اور انھوں نے اس کو اپنے دادا سے نقل کیا ہے، اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا، الفاظ انھیں کے ہیں، اور روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے)

ظاہر ہے کہ یہ آدمی کتنا بڑا بدنصیب اور محروم ہے، جس پر رمضان جیسا نیکیوں، رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ جلوہ گر ہو، جس میں لغزشیں معاف ہوتی ہیں، اجر میں بیش بہا اضافہ ہوتا ہے اور بدی اور برائی کا ازالہ ہوتا ہے اس کے باوجود یہ شخص پورا مہینہ گذارے، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ اٹھائے نہ اپنے گناہوں کو معاف کرائے، نہ رحمت کی جستجو کرے نہ توبہ کرے اور نہ ہی اپنی لغزشوں کی تلافی کرے، یہ شخص اس لئے بھی حرمان نصیب اور محروم ہے کہ اس نے رحمت اور خیر کا دروازہ اپنے اوپر بند رکھا، نیکی کے لئے ادنیٰ سی کوشش بھی نہیں کی، خیر اور بھلائی کی محبت کا ادنیٰ سا جذبہ اس کے دل میں موجزن نہ رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنے لئے گھاٹا اور خسارہ پسند کیا، جبکہ اسی کے آس پاس لوگ نیکیوں کو دونوں ہاتھ سے لوٹ رہے تھے، لوگ جب نماز پڑھتے یہ نیند کا مزہ لیتا، یا بیٹھ کر گپ شپ کرتا، لوگ روزہ رکھتے یہ کھانے پینے میں مست رہتا، اور خدا کی قسم یہی وجہ ہے کہ یہ سب سے بڑا مفلس اور قلاش ہوگا اور اس قسم کی سرشت کچھ وہی لوگ اپناتے ہیں جو لوگوں میں احمق ترین انسان ہوتے ہیں، اور کچھ اسی قسم کا حال ان اباحیت پسند بے دین ملحدوں کا ہوتا ہے جو کسی دین سے خود کو وابستہ نہیں رکھتے، نہ صرف نمازوں کو ضائع کر بیٹھتے ہیں بلکہ خواہشات کے پیچھے پڑکر شریعت کی اونچی اونچی دیواروں کو پھاند جاتے ہیں، ان کے اندر رخنہ اندازی کرتے ہیں، دین کے احترام کو پامال کرتے ہیں۔ غیر مسلموں کی سی روش اپناتے ہیں قومیت کے خلنہ میں اپنے آپ کو مسلمان تو دکھاتے ہیں لیکن شریعت سے دور کا واسطہ نہیں رکھتے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ ان سے نمازیں ادا ہوتی ہیں اور نہ روزے انجام پاتے ہیں۔

ہم نے بہت مرتبہ یہ عرض کیا ہے کہ جان بوجھ کر کسی عذر کے بغیر نماز، روزہ اور زکوٰۃ نہ ادا کرنا قطعاً جائز نہیں، اور نہ کسی مسلمان سے اس کا امکان ہے، ہاں جو لوگ دین اسلام سے مرتد ہوتے ہیں وہی ایسا کر سکتے ہیں، تم دیکھو گے کہ عام لوگوں کے ساتھ یہ انسانوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں، لیکن ان کے اخلاق و کردار جانوروں سے بدتر ہوتے ہیں اور کسی شک و شبہ کے بغیر ایسے افراد کتے، سور، اور دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدجانوروں سے بدتر ہیں، ان کے اخلاق کا دیوالیہ نکل چکا ہوتا ہے، جس کی بنا پر یہ رب العالمین کے نافرمان ہوتے ہیں اور سراسر غیر مسلموں کا راستہ اپنائے ہوتے ہیں۔ اور یہ جو اللہ نے اپنے معزز پیمبر کی زبانی اپنے دین کو پس پشت ڈال دینے والے مرتدوں کو تہہ تیغ کا حکم فرمایا ہے تو اس کی مصلحت محض یہ ہے تاکہ امت کا باقی ماندہ گروہ اپنے ہاتھ پیر نہ توڑ بیٹھے اور اپنے اخلاق و کردار کو تباہ و برباد نہ کر ڈالے، کیونکہ عادات و کردار اندر اندر سرایت کرتے ہیں، فطرت اور خصلت ایک سے دوسرے کو لگتی ہے، اور آدمی سراس کے قرین اور ہم نشین کی پوری چھاپ نمایاں ہوتی ہے۔

اس قسم اور قماش کے افراد تہہ تیغ ہوں، یہ کتنے بڑے کافر اور اپنے رب کے منکر ہیں، ان کے خدا نے انھیں نماز کا حکم فرمایا، انھوں نے اس کو پس پشت ڈالا، زکوٰۃ کا حکم دیا، انھوں نے سنی ان سنی کر دی، روزہ کا حکم دیا، یہ اسے صفاچٹ کر گئے اور رمضان کے دنوں میں دھڑلے سے کھاتے اور پیتے رہے اور طرفہ یہ کہ اس قدر کریہہ شرمناک اور سڑاند والی کافرانہ اداؤں کے باوجود خود کو مسلمان کہتے ہیں، اصرار کے ساتھ ضلالت اور گمراہی پر اڑے رہتے ہیں، کفر بھی کرتے جاتے ہیں اور اتراتے بھی ہیں، اور ان تمام تر نکمی خصلتوں کے باوجود نہ انھیں حیا اور شرم لاحق ہے اور نہ کبھی یہ اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتے ہیں۔

۞ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (الحجر: ۲ - ۳)	کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے، تم ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ خوب کھا لیں اور مزے اڑا لیں اور باطل امید ان کو غفلت میں ڈالے رکھے، عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔
۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (المرسلات ۴۸، ۴۹)	اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے، اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتاب مبین میں اللہ نے ان مرتدین کے حال زار پر عام مسلمانوں کو صبر و شکیب کی تلقین کرتے ہوئے انھیں تسلی و تشفی دی اور فرمایا :

* وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

(آل عمران : ۱۷۶)

جو لوگ کفر میں سرگرم ہیں، ان کو دیکھ کر تم غم نہ کرو یہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کوئی حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے

*

* اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(آل عمران : ۱۷۷)

جن لوگوں نے ایمان کے بدلہ کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار ہے۔

* اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ (محمد : ۲۵)

جو لوگ پیٹھ دے کر پھر گئے، اس کے بعد کہ ان کے لئے (راہ) ہدایت ظاہر ہو گئی، ان کے لئے شیطان نے (ان کے کاموں کو) پسندیدہ کر دکھایا ہے اور ان کو ڈھیل دے رکھی ہے۔

الحاد اور بے دینی جب کسی بستی میں رونما ہوتی ہے، وہاں کے باشندے شریعت اسلامیہ سے صاف مکر جاتے ہیں، نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں، فرض روزوں کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ خدا کو خوش کرنے والی عبادتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں اور جوں ہی اس قسم کی خصلتیں رونما ہوتی ہیں، اس بستی پر ہر قسم کے شر کا گویا دروازہ کھل جاتا ہے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (الفجر : ۱۳) تو تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال ۲۵)

اور اس فتنہ سے ڈرو جس کا وبال خاص کر انھیں لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظلم کرنے والے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

یہ تو ہوتا ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ دوسری طرف توبہ کا دروازہ بھی اس وقت تک کھلا ہوتا ہے جب تک موت کی علامتیں نمودار نہ ہوں اور آخری سانس نہ آجائے، اور خاتمہ اعمال پر ہی ان کے اعمال کے فیصلے کا دارومدار ہے،

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(المائدۃ: ۳۹)

پس جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرے اور اپنے اعمال درست کرلے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

پنجگانہ نمازیں، جمعہ سے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان اپنی درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے، تاوقتیکہ کبائر سے احتراز نہ کیا جائے۔ (مسند احمد، مسلم، ترمذی، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز ماہ رمضان کے آخری عشرے میں شب قدر کی جستجو اور تمنا کی جاتی ہے کیونکہ اس ایک رات کا عمل ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے، قرآن پاک کے اندر بھی اس کی فضیلتیں وارد ہیں اور خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شب کی تلاش اور جستجو کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے،

"جو کوئی شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ (نماز کے اندر) کھڑا رہا، اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہوں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار یہ تھا کہ آپ رمضان کے بیس دنوں میں کبھی سو رہتے کبھی تہجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے تھے، لیکن آخری عشرے کے آتے ہی آپ ساری ساری رات قیام اور شب بیداری فرماتے ، اہل خانہ کو بھی جگاتے اور بستر چھوڑ کر یاد الٰہی اور خدا کی بندگی کے لئے کمر بستہ ہو جاتے تھے ۔

خاندان والوں کو بیدار کرتے ہوئے حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے در دولت پر بھی دستک دیتے تھے، اور فرماتے، سنو! کیا تم دونوں بھی اٹھ کر نماز نہیں پڑھو گے ؟ پھر یہ آیت تلاوت فرماتے تھے :۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ : ۱۳۲)

اپنے اہل (خانہ) کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر جمے رہو، ہم تم سے روزی کو انا نہیں چاہتے روزی تو ہم خود تمہیں دیں گے اور انجام پرہیزگاری کے لئے ہے ۔

عشرہ اخیرہ کا اعتکاف محض شب قدر کی جستجو اور اس کے حصول کے لئے فرماتے تھے، آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی اعتکاف فرماتے تھے ۔ اعتکاف کی تعریف یہ ہے کہ "اللہ کے لئے بندہ تمام مصروفیتوں اور بندھنوں سے اپنے آپ کو اور اپنے دل کو فارغ کرتے ہوئے صرف اللہ سے مناجات، اس کا ذکر اس کا شکر اور اس کے سامنے دعا کرنے اور گریہ وزاری کے لئے اپنے آپ کو مسجد میں محصور کر لے "

حاضرین کرام ! اللہ تم پر رحم کرے، تمہیں اچھی طرح یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ نے اس کے علاوہ تم پر صدقہ فطر کو بھی واجب کیا ہے، تاکہ روزہ دار لغو سے عورتوں کی طرف میلان، اور ہر قسم کی بیہودگی سے مبرا ہو جائے، اور دوسری طرف مسکینوں کے خورد و نوش کا بندوبست بھی عمل آئے ۔ لہٰذا جو لوگ نماز عید سے پیشتر اس عبادت کو انجام دیں گے تو اس کا شمار عام صدقہ اور خیرات میں ہوگا، اور فطرہ میں اس کا شمار نہیں ہوگا ۔

صدقہ فطر کی ادائیگی عید سے ایک دو روز پیشتر بھی جائز ہے کیونکہ یہ ایک بدنی زکوٰۃ ہے اور چھوٹے بڑے ہر کس و ناکس پر فرض ہے، البتہ پیٹ کے بچہ کا فطرہ واجب نہیں ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، عہد نبوی میں ہم صدقہ فطر کے طور پر ایک صاع غلہ، یا ایک صاع کھجور، یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کشمش دیا کرتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ " یا ایک صاع پنیر دیا کرتے تھے۔

صدقہ فطر میں ان اصناف کا ذکر اسی لئے ملتا ہے کہ اس زمانے اور علاقہ میں زیادہ تر انھیں اجناس سے غذائیت کا کام لیا جاتا تھا، چنانچہ مدینہ کے باشندوں کی زیادہ تر غذا چھوہارہ، گیہوں، جو اور کشمش تھی، جبکہ صاف ستھرا گیہوں خال خال استعمال ہوتا تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ایسی حالت میں ہوا کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں ۳۰ وسق جو کے بدلہ میں گروی رکھی ہوئی تھی۔

دوسری طرف خانہ بدوش یا صحرانشین عربوں کی بھاری اکثریت دودھ اور پنیر استعمال کرتی تھی اور غالب خوراک ہونے کی بنا پر ہی آپ نے ان کا ذکر فرمایا، کیونکہ نقدی کا وجود نہایت کم یاب تھا، البتہ احادیث میں جن اجناس کا ذکر نہیں، ان کا تذکرہ نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فطرہ کے طور پر ان کی ادائیگی ہی ناجائز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جن کی خوراک چاول ہے، انھیں صدقہ فطر کے طور پر چاول دینا جائز ہے، جو لوگ مکئی یا باجرہ کھاتے ہیں، وہ یہی چیزیں فطرہ میں دے سکتے ہیں، کیونکہ یہ وہ متوسط درجہ کی چیزیں ہیں، جنھیں اہل وعیال کو خوراک کے طور پر دیا جاتا ہے، نیز ان کے اندر یہ بھی حکمت مضمر ہے کہ باصرار مانگنے والے بھکاریوں کو کم از کم عید کے روز لوگوں کے سامنے دست سوال کرنے سے بے نیاز کیا جائے اور حدیث میں بھی یہ وارد ہے کہ " انھیں اس روز چکر کاٹنے سے بچاؤ۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ صدقہ فطر کے طور پر قیمت میں درہم ودینار یا روپیہ پیسہ یا برتنے میں جو چیز ان کے قائم مقام ہو، اسے بطور فطر دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ جو چیز دی جائے، اس سے ہی فقیروں کا زیادہ نفع وابستہ ہو، امام ابوحنیفہ سے ظاہر روایت یہی منقول ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو پسند کیا، کیونکہ صدقہ فطر کا بنیادی مقصد فقیروں کو عید کے دن بے نیاز کرنا ہے اور یہ مقصد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت کی ادائیگی کے ذریعہ بآسانی حاصل ہوتا ہے، آج ترقی یافتہ اور مالدار شہروں میں عام طور پر فقیر اور مسکین غلہ اور اناج لینے سے جزئی طور پر یا بالکلیہ گریز کرتے ہیں، کیونکہ اس سے ان کی تن آسانی یا ضرورت کی تکمیل نہیں ہوتی ہے، نہ ہی ان کے اہل وعیال اور آل واولاد کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں جیسے روزمرہ کے اخراجات، اور عید کے دن پوشاک وغیرہ، یہ غریب چاہتے ہیں کہ انھیں فطرہ میں درہم اور روپیہ پیسہ ملے، تاکہ وہ ان سے اپنی اور گھر والوں کی ضروریات کو خرید سکیں، انھیں اسباب کی بنا پر ہم نے لوگوں کو یہ فتویٰ دیا ہے کہ اناج اور غلہ کے بجائے صدقہ فطر کے طور پر قیمت دینا بھی جائز ہے، البتہ ایک مسکین کے فطرہ کے طور پر فطرکے چھ ریال موجودہ زمانے اور علاقے کے لحاظ سے موزوں ہیں، کیونکہ بازار میں اکلو چاول ۲ ریال کا ملتا ہے، جبکہ اونچی قسم کا چاول ڈھائی ریال کا ملتا ہے اور شہروں میں اکثر یہی استعمال ہوتا ہے، اور ایک شخص کا فطرہ ڈھائی کلو کی مقدار ہے، اب اگر کوئی شخص اپنی زیر کفالت کسی شخص کی طرف سے اتنی مقدار صدقہ فطر ادا کردے تو اس کی فطرہ کی ذمہ داری ادا ہو جائے گی، اور اس قول کے باوجود ہم چھوہارے یا چاول کو فطرہ میں دینے کے جواز کا انکار نہیں کرتے ہیں، لیکن یہ بھی جائز نہیں کہ فقیروں کے انتظار میں غلہ کہیں رکھ دیا جائے، تاکہ وہ شہر میں آئیں تو غلہ لے لیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ مالداروں یا طاقت ور اور کمانے والوں کو صدقہ دیدیا جائے یا کاشتکار کو اجرت میں صدقہ دیا جائے، البتہ اس کی اجازت ہے کہ پوری ایک جماعت کا صدقہ فطر کسی شخص واحد کو دیدیا جائے، یا ایک شخص کا فطرہ ۲ - یا ۳ فقیروں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اور اگر کسی فقیر کو ایک سے زائد اشخاص کا صدقہ ہاتھ آئے تو اسے ضروری ہوگا کہ اس میں سے خود اپنی طرف سے اور اپنے زیر سرپرستی اعزہ کی طرف سے صدقہ ادا کرے، کیونکہ اسے کامل مالکانہ تصرف حاصل ہے، لہٰذا اسے صدقۂ فطر دینا ہوگا، اور جو کوئی عید کے موقعہ پر کسی شہر میں ہو اور اس کے اہل وعیال کسی اور شہر میں ہوں تو اسے چاہئے کہ جس شہر میں خود موجود ہے وہیں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے صدقہ ادا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (الاعلیٰ : ۱۴، ۱۵)

بیشک وہ شخص کامیاب رہا، (جو شرک اور گناہوں سے پاک رہا) اور جو اپنے پروردگار کا نام لیتا رہا، اور نماز پڑھتا رہا، مگر (اے کافرو!) تم دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت کی زندگی بہتر اور دائمی ہے۔

دعا ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنے عفو و کرم سے نوازے، اپنے کشادہ فضل سے شاد کام کرے نیک بندوں میں ہمیں اپنی رحمت سے شامل فرمائے، اور اپنی یاد، اپنی شکر گذاری اور بہتر عبادت کی نیک توفیق بخشے۔

عید الفطر کی یاد

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے مخصوص ہیں، ہم دین اور دنیا کے تمام کاموں کے لئے بس اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا اور شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، پھر ۹ مرتبہ متواتر تکبیر کہے اور کہے، جب جب نیا چاند شروع ہو اور وہ چودہویں کا چاند بنے ہم اللہ کی بڑائی کرتے ہیں جب کوئی نمازی تکبیر کہے اور نماز پڑھے اور جب بھی روزہ دار روزہ رکھے اور پھر افطار کرے، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ .

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں کے لئے عبادت کو مشروع کیا، اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی اطاعت کے نور سے منور اور اجاگر کیا، اور اطاعت گذاری کو ان کے لئے آسان کیا، گناہوں کی میل کچیل سے ان کے نیک اعمال کو پاکیزہ اور صاف ستھرا کیا، پھر ان کا روزہ تمام ہونے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں عید کے دن سے نوازا، جو ہر سال لوٹ کر آتا ہے۔ میں اسی کی حمد وثنا کرتا ہوں، کیونکہ وہی حمد وثنا اور شکر گذاری کے لائق ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی نے کل خلائق اور جملہ کائنات کو پیدا کیا، پھر ان کے لئے اندازہ قائم کیا، دستور بنایا، اور اس کے اندر آسانی رکھ دی۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں، آپ ہی لواء حمد اور حوض کوثر والے ہیں، اور اللہ کے نبی ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دیا ہے، لیکن اس عام معافی کے باوجود آپ قدم مبارک پر کھڑے ہو کر اس طرح دیر تک نمازیں پڑھتے کہ پیر متورم ہو کر پھٹ جاتے اللہ کی راہ میں آپ نے جہاد کا حق اس طرح ادا کیا کہ کبھی پیچھے نہیں ہٹے اور کبھی سستی فرمائی۔ اے اللہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر بہت بہت سلام پہونچا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو، اپنے رب کے حکموں کی تعمیل کرو اور اس کی نافرمانی مت کرو، اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو تمہیں کبھی کوئی ناگوار چیز پیش نہیں آئے گی، اور اگر اس کی نافرمانی کی تو تمہیں ایسی سزا دے گا، جس کی برداشت بھی تمہارے اندر نہ ہوگی نیز اللہ تم پر رحم کرے تمہیں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ تم اس باسعادت جگہ محض نماز عید ادا کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے ہو اور یہی ٹھیک تمہارے نبی علیہ السلام کا اسوہ ہے، دوسرے رمضان کے روزوں کی تکمیل کا یہ شکرانہ ہے اور اس کا اعتراف بھی کہ اللہ نے ہم سب کو اسلام کی توفیق بخشی، ساتھ ہی یہ بھی جاننا چاہئے کہ آج کا یہ دن انعام واکرام کا دن ہے اور جو کوئی جیسا عمل کرے گا اتنا ہی اجر اسے نصیب ہوگا، کیونکہ ہر آدمی کا عمل اور اس کی راہیں مختلف ہیں، کوئی تعمیل اور قبولیت کا راستہ اپنا کر بخشش کا طالب ہوتا ہے اور کوئی اپنے نصیب میں ناکامی اور محرومی لئے ہوتا ہے اب جو لوگ اپنے رب کے فرائض وواجبات کی نگہداشت کرتے ہیں اور بدی اور برائی سے بچتے ہیں، ان کے اعمال مقبول اور پسندیدہ ہیں اور اور ان کی کوشش لائق ستائش ہے، اور انھیں کی عید خوشی اور مسرت کی عید ہے، کیونکہ انھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوگونہ مسرت اور خوشی حاصل ہے اس لئے کہ روزہ دار کو ایک مسرت افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوتی ہے اور یہ ان کے لئے نہایت خوشگوار امر ہے جسے اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔

ان کے برعکس جو لوگ عبادت کے بجائے منکرات اور منشیات کے عادی ہوتے ہیں، ان کی عید خسارے اور نقصان آمیز ہوتی ہے، اور قیامت کے دن ان کا رب الگ ان سے ناراض ہوگا کیونکہ:

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ	تو اس نے نہ تو اللہ کے رسول کی تصدیق کی، اور نماز
كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى	پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا، پھر اپنے گھر والوں
اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى	کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا، خرابی ہے تیرے لئے
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى اَيَحْسَبُ	خرابی ہے، پھر خرابی ہے تیرے لئے خرابی، کیا
الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى	انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

(القیمۃ: ۳۱، ۳۶)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو مدینہ والے دو دن تہوار کے طور پر منایا کرتے تھے، آپ نے فرمایا، اللہ نے ان دونوں کے عوض تمہیں دو دن عطا کیا ہے، ایک یوم اضحیٰ دوسرے یوم فطر، مسلمانوں کے لئے خوشی کے ایام یہی دو ہیں، جن کے اندر زیب وزینت اور خوشی کے اظہار کی اجازت ہے، البتہ اس موقع پر انھیں بلند آواز کے ساتھ ہر دو عید کی چاند رات کو، اور عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیر کہنا چاہئے تاکہ مذکورہ ہر دو دنوں کی تعظیم اور اس ارشاد الٰہی کی تعمیل ہو،

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا	تاکہ تم روزوں کی مقررہ تعداد پوری کر سکو اور اس
اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ	احسان کے بدلہ تم کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے کہ تم اس
تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۵)	کی بڑائی بیان کرو، اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندگان خدا ! یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری شکل وصورت اور تمہاری دھن دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے، پھر اللہ تعالےٰ دنیا ہر کس وناکس کو دیتا ہے خواہ وہ اس کا محبوب ہو یا نہ ہو لیکن دین صرف اپنے چہیتوں کو عطا کرتا ہے، اس لئے اللہ جسے دین دار بناتا ہے۔ وہ یقیناً محبوب الٰہی شمار ہوگا خدا کا یہ دین نہایت سادہ اور کشادہ ہے، جو اپنے تھامنے والے کو دنیا کی سعادت اور آخرت کی فلاح وبہبود سے ہمکنار کرتا ہے، اسلام اس کی چوٹی اور سر ہے، نماز اس کا ستون اور حج، زکوٰۃ، اور روزہ اس کے باقی ماندہ ارکان ہیں، اسلام زبانی جمع خرچ یا محض ٹائٹل استعمال کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ وہ دین ہے جو دل کی گہرائی میں جاگزیں ہوتا ہے اور اعمال وکردار سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، پھر اللہ نے نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کو صحت ایمان کی کسوٹی قرار دیا ہے، جس سے سچے مومن اور کافر وفاسق اور نافرمان کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے، اور یہی کافر ومومن، اور فاجر ومتقی کے درمیان حد فاصل ہے، کیونکہ اسلام علانیہ ہوتا ہے جبکہ ایمان دل کی گہرائی میں پیوست ہوتا ہے۔

سچا مسلمان وہی ہے جو نمازیوں کے ساتھ نمازیں پڑھتا ہے، روزہ داروں کے ساتھ روزے رکھتا ہے، غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ ادا کرتا ہے جس سے عام لوگوں کے لئے اس کا اسلام برملا ظاہر ہوتا ہے، عوام اس پر اسلامی اثرات منطبق ہونے کی شہادت دیتے ہیں، اور عوام الناس زمین پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں، دوسری طرف شریعت سے اخلاق میں سدھار اور نسلوں کی اصلاح ہوتی ہے اور کفر، شرک اور نفاق وشقاق کا خاتمہ ہوتا ہے، کیونکہ ان کا نزول خدائے علیم وحکیم کی طرف سے ہے اور وہ دستور بنانے والا جانتا ہے کہ ان قوانین کی ضمن میں بندوں کی معاش اور آخرت کے کون سے مفاد وابستہ ہیں انھیں اصولوں سے بندوں کی دنیا اور آخرت کی سعادتیں وابستہ ہیں، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جس قدر نماز روزہ اور زکوٰۃ کو فرض قرار دیا ہے، ان کی مصلحتیں راجح اور ان کا فائدہ عام ہے اور اللہ نے جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے، جیسے زناکاری، سود خوری، قمار بازی اور شراب نوشی وغیرہ ان کی مضرت اظہر من الشمس ہے اور ان کی مضرت سب پر عیاں ہے، اس لئے جب تک مسلمانوں کے اندر شائبہ بشائبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر اسلامی قوانین پر عمل درآمد کی اسپرٹ پیدا نہ ہوگی، ان کے اندر اتحاد اور میں محبت ناپید ہوگا، ان کے باہمی تعلقات استوار نہیں ہوں گے اور دشمنوں پر فتحیابی کا حصول ان کے لئے محض خواب وخیال ہوگا۔

یہ ایسا دین ہے جسے مضبوطی سے تھامنے والا فائز ہوتا ہے، بندگان خدا اور ملک خدا کو سعادت اور فلاح حاصل ہوتی ہے اور جو لوگ اسے برباد کرتے ہیں، وہ کلیۃً تک ذلت ورسوائی اور شر اور فساد کی دل دل میں غرق ہو جاتے ہیں،

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج: ۱۸) اور جسے اللہ رسوائی دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔

اسلام ہی ایسا دین ہے جو خون اور دھن وولت کے احترام کو برقرار رکھتا ہے اور کہتا ہے،

ان دماءکم واموالکم علیکم حرام (حجۃ الوداع کا خطبہ) تمہاری جان ومال تم پر حرام ہے۔

نیز ارشاد ہے،

"کسی مسلمان شخص کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں ہے"

(خطبہ نبوی، حجۃ الوداع)

یعنی کامل رضامندی کے بغیر حلال نہیں، ــــ اور قرآن پاک میں ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ (البقرہ: ۱۸۸) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ مال کو ناحق حاکموں کے پاس (رشوت کے طور پر) پہونچاؤ۔

یہی دین ہر زمانہ اور علاقہ کے لائق ہے اس نے عوام کی زندگیوں کا بہترین لائحہ عمل تیار کیا اور یہ امر مسلم ہے کہ اگر لوگوں نے اس کی تعلیمات پر عمل کیا، اس کے احکام وتنظیم کی پابندی کی، اور اس کے آئین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود کی کماحقہ رعایت کی تو وہ باسعادت اور کامیاب ہوں گے، کیونکہ صرف یہی دین ۔

يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (الاسراء:۹) یہ (قرآن) وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے ۔

عہد صحابہ میں جب اصحاب کرام کا لشکر جرار سیل رواں کی طرح کسریٰ کے علاقوں پر پل پڑا، اور مشہور ایرانی کمانڈر رستم کو یہ یقین ہو چلا کہ اب شکست ناگزیر ہے تو اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس ایک قاصد بھیجا، اور کہلوایا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں، اور ہماری قلمرو میں کیوں آئے ہیں؟ ان کا دو ٹوک جواب یہ تھا، ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ خدا کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک خدا کی بندگی میں پہونچا دیں، دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی کشادگی میں لے جائیں اور دیگر ادیان و مذاہب کی تنگنائے سے نکال کر اسلام کے عدل و مساوات کی طرف لے جائیں ۔

یہ ہمارے اسلاف صالحین، صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین عظام کے نیکوکاری اور خلوص پر مبنی کارنامے ہیں، جنھوں نے دلیل و برہان اور شمشیر و سنان کے ساتھ جہاد کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تمدن ابھرتے سورج کی طرح ایسا پھیلتا اور چڑھتا گیا، جس کی نظیر اور مثال نہیں ملتی اور نہ ہی کسی قسم کے جبر و اکراہ سے کام لیا گیا، چنانچہ انھوں نے شہروں کی داغ بیل ڈالی، مسجدیں تعمیر کیں، فخریہ کارنامے اور عظیم ترمنصوبوں کو انجام دیا، علم و معرفت کے خم کے خم لنڈھائے اور برائیوں اور گندگیوں کا قلع قمع کیا اور نتیجہ میں ایک سدا بہار اور تر و تازہ تمدن کو برپا کیا، جس کے اندر دین اور دنیا کا عطر بیجا ہوا، اطاعت اور فرمانبرداری پر اس کے قواعد استوار ہوئے، استطاعت کی شرط برقرار رہی، نیک کاموں کا بیج پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خیر اور بھلائی تسلسل کے ساتھ جاری رہی اور اللہ نے انھیں مال و اولاد سے نوازا، اور روئے زمین پر ان کی آبادی میں بیش از بیش اضافہ فرمایا ۔

اور بعد کی صدیوں میں مسلمان جس ضعف و اضمحلال کا شکار ہوئے، ان کی حالت بد سے بدتر ہوئی اور دشمنان اسلام نے ان کے اکثر ملکوں کو جو ان کے ہاتھ سے چھین لیا اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان کا اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات پر عمل کمزور پڑتا گیا، ان کے عقائد میں فتور آگیا، ان کے اندر ایسے منافقین کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی جو اسلام کو پس پشت ڈالنے کا کھلم کھلا پرچار کرتے ہیں، اسلامی حدود و قیود اور اس کے احکام سے انحراف کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اس کے قوانین میں ترمیم کی آئے دن تجویزیں لاتے ہیں، جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاملہ روز بروز سنگین ہوتا گیا، خلیج بڑھتی گئی اور دین اپنے ہی ملک اور علاقہ میں انجان اور غریب الدیار ہونے لگا۔

علاوہ ازیں موجودہ زمانے میں نت نئے ایسے پروپیگنڈوں کی بھرمار ہے، جس کی براہ راست زد اور نشانہ براہ راست اسلام ہے، یہ تحریکیں چاہتی ہیں کہ اسلام کا نام اور اس کی طرف انتساب ختم ہو، وغیرہ کہیں یہ تحریک بعث پارٹی کے نام سے ہے، کہیں سوشلزم اور کمیونزم کے نام سے ہے۔ اور کہیں عرب قومیت کے نام سے اس کا پروپیگنڈہ جاری ہے، پھر ان تمام تحریکوں کے حمایتی اور ان کے ہمدردوں کی ایک قطار سی لگی ہوئی ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلامی وحدت پارہ پارہ ہوگئی، اس کے بخیئے ادھڑ گئے اور مسلمان ٹکڑیوں اور گروہوں میں بٹ گئے اور عام انارکی اور نفرت کا لاوا پھوٹ پڑا، قسم قسم کے ہنگاموں اور فتنوں نے سر پر نکال لئے، قتل و خونریزی کا بازار گرم ہوا، لوٹ مار اور دہشت گردی کو فروغ حاصل ہوا، اور یہ سب محض اشتراکیت اور جمہوریت کے انھیں جھوٹے دعووں کی آڑ میں روا رکھا گیا، جس کے ثبوت میں اللہ نے کبھی کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی اور خدا کی قسم یہ دار و گیر اور رست و خیز کے معرکے اس وقت تک یونہی جاری رہیں گے، جب تک کہ مسلمان لوٹ کر اپنے اس دین کی طرف واپس نہیں آئیں گے جو ان کے تمام رنج و غم کے ازالہ کا ذمہ دار ہے اور ان کے سماج کی اصلاحات کا کفیل ہے، اور یہ خود ہم سب کے پیغمبر علیہ السلام کی ہمارے لئے یہ نصیحت ہے کہ جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے، اللہ ان پر غیروں میں سے ایسے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے، جو ان کے ہاتھوں کی ایک ایک چیز کو چھین لیتا ہے اور جب تک مسلم حکام اور ان کے پیشوا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے، ان کے درمیان گھمسان کا رن رہے گا، اور خانہ جنگی کا سلسلہ دراز رہے گا اور اس موقع پر ہمیں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا وہ سدا بہار ناقابل فراموش فقرہ بڑی شدت سے یاد آتا ہے، جس میں آپ نے فرمایا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی قسم! اس امت کے پچھلے لوگوں کی اصلاح بس اسی صورت ممکن ہے، جس طریقہ سے اگلوں کی اصلاح عمل میں آئی ہے۔

اور آخر میں ہم وہی عرض کریں گے جو اس سے پہلے ہم نے بارہا کہا ہے کہ جس ملک یا علاقہ میں الحاد و بیدینی کا چرچا ہوگا، جہاں کے رہنے والے اسلامی شریعت کا انکار کریں گے، نماز، فرض روزے اور مقررہ تمام عبادتوں کو چھوڑ کر علانیہ برائیاں کریں گے اور وبا کی طرح شراب نوشی، ان کے اندر عام ہوگی، ان کے اوپر ہر طرف سے برائی ٹوٹ پڑے گی اور اللہ کی طرف سے عذاب کا کوڑا ان پر بلند ہوگا۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال، ۲۵)

اور ایسے فتنہ سے بچو جو تم میں سے محض ظلم کرنے والوں کو ہی خاص طور پر نہیں پہنچے گا اور یہ بھی جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے

لہٰذا خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرو، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو اور دین کو مضبوطی سے تھامے رہو، اس سے پہلے کہ ــــ!

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ (الزمر، ۵۶)

کوئی کہنے والا کہنے لگے کہ ہائے افسوس اس پر کہ میں نے اللہ کے حق (کے ادا کرنے) میں کوتاہی کی، اور بیشک میں ہنسی اڑاتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدالفطر کی مناسبت سے دوسری یاددہانی

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہیں، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اس کا شکر اس کی حمد وثنا اور اس کی بڑائی اس لئے کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، پھر تکبیر متواتر کہے اور کہے جب نیا چاند طلوع ہوا اور وہ بڑھ کر چودھویں کا چاند بنے، ہم اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں، جب کوئی نمازی تکبیر کہے اور نماز پڑھے اور جب بھی روزہ دار روزہ رکھے اور افطار کرے، ہم اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں کے لئے عبادت کو مشروع اور آسان کیا، اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی اطاعت کے نور سے منور اور اجاگر کیا، پھر ماہ صیام کے تمام ہونے پر انھیں عید کے دن سے نوازا، جو ہر سال لوٹ کر آتا ہے، میں اسی کی حمد وثنا کرتا ہوں کیونکہ وہی حمد وثنا اور شکر گذاری کے لائق ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی نے کل خلائق کو پیدا کیا اور ایک خاص اندازہ قائم کیا، دستور بنایا اور اسے آسان کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں، آپ ہی لواء حمد اور حوض کوثر کے مالک ہوں گے، اے اللہ اپنے پیغمبر اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر رحمتیں نازل فرما، اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما، اس لئے کہ اللہ نے انھیں ہر قسم کے شرک سے بری اور پاک فرمایا ہے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو، اس کے حکموں کی تعمیل کرو، اور نافرمانی مت کرو، اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو تمہیں کبھی کوئی ناگوار چیز پیش نہیں آئیگی لیکن اگر اس کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں ایسی سزا دے گا جسے تم برداشت بھی نہ کر سکو گے، اور اللہ تم پر رحم کرے، تمہیں جاننا چاہئے کہ اس بابرکت جگہ تم محض نماز عید کی ادائیگی کے لئے آئے ہو اور یہ ٹھیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے نبی علیہ السلام کا اسوہ ہے، نیز اس امر کا اظہار ہے کہ اللہ نے تمہیں روزہ کی تکمیل اور اسلام کی توفیق بخشی، جس کے تم شکر گذار رہو، تمہارا آج کا یہ دن انعام کے دن کے نام سے موسوم ہے، کیونکہ جو کوئی جیسا عمل کرتا ہے اس کو ویسا ہی اجر ملے گا اور ہر شخص کی عمل کی راہیں مختلف ہیں، کوئی مقبول بارگاہ اور بخشا بخشایا ہوا ہے اور کوئی خسارہ اور نقصان اٹھائے ہوئے ہے۔

جو لوگ فرض عبادات کی نگہداشت کرتے ہیں اور برے کاموں سے بچتے ہیں، ان کے انعام قابل قبول ہیں، ان کی کوشش شکر گذاری کے لائق ہے اور ان کی عبادت بھی خوشی اور مسرت انگیز ہے، کیونکہ انھیں دوہرا اجر اور دوہری خوشی حاصل ہوگی، روزہ دار کو ایک خوشی روزہ افطار کے وقت نصیب ہوتی ہے اور ایک خوشی اپنے رب سے ملنے کی صورت میں میسر آتی ہے، لہٰذا یہ خوشیاں انھیں مبارک ہوں اور اللہ ان کی اور ہم سب کی مساعی کو قبول فرمائے۔

جو لوگ فرض عبادات کو ترک کرتے ہیں، برائیوں پر اصرار کرتے ہیں اور نشہ آور چیزیں استعمال کرتے ہیں ان کی عید ناکامی اور شرمندگی کا پیش خیمہ ہے اور قیامت کے دن ان پر اس لئے اللہ کا غضب نازل ہوگا کہ۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى

(القیامۃ: ۳۱، ۳۶)

تو اس نے نہ تو اللہ کے رسول کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا، پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا، خرابی ہے تیرے لئے خرابی، پھر خرابی ہے تیرے لئے خرابی، کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

ماہ رمضان، ایمان والوں کے لئے نیکیوں کا سیزن اور زمانہ کا سب سے پُربہار دن ہے جس کی طنابیں ابھی ابھی اکھڑ گئی ہیں اور شب و روز کے اندر سے اس کی رونق چلی گئی ہے، یہ تمہارے اعمال کا شاہد عدل ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمہاری امانتوں کا نگراں ہے، تمہارے اعمال و کردار کا دفتر سب انھیں ایام کے اندر بند ہے جنھیں کھولنے کے لئے قیامت کے دن تمہاری پیشی ہوگی، وہ دن تمہارے حق میں ہوگا، یا تمہارے یکسر خلاف ہوگا، اور پروردگار کا منادی تمہیں آواز دے گا،

میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنھیں میں نے تمہارے لئے شمار کر رکھا ہے، انھیں اعمال کو میں تمہیں پورا پورا لوٹا دوں گا، لہٰذا اس روز جو کوئی بھلائی پائے اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے اسے بس اپنے آپ کو ملامت کرنا چاہئے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے، آپ نے تین مرتبہ فرمایا، آمین! آمین! آمین! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کس بات پر آمین فرمایا، آپ نے کہا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر فرمایا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، جس پر رمضان کا مہینہ آئے اور نکل جائے اور اس کی مغفرت نہ ہونے پائے، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل فرمائے، اور اس کے نچلے طبقہ میں اسے جگہ دے، آپ کہئے آمین میں نے کہا آمین (قبول ہو!)

اس میں شک نہیں کہ وہ شخص بدترین آدمی ہے جس پر ماہ رمضان جیسا خیر و برکت اور گناہوں سے معافی اور اجر میں اضافہ کرنے والا مہینہ آئے اور نکل جائے اور وہ نہ اپنے گناہوں کو معاف کرائے اور نہ اپنی لغزشوں کا ازالہ کرے نہ ہی اس کی توبہ کی قبولیت کا کوئی سامان بہم پہونچے، کیونکہ اپنی طبیعت کو بگاڑ کر اور اخلاق کو تباہ کر کے اس نے خیر اور رحم و کرم کے دروازے کو اپنے اوپر بند کر لیا اور اس بات پر راضی ہوا کہ جب لوگ دونوں ہاتھوں سے فائدہ اٹھائیں تو یہ نقصان اٹھائے، لوگ نمازیں پڑھیں اور یہ پڑا سوتا رہے یا آرام سے بیٹھا رہے، لوگ روزہ کی بھوک پیاس برداشت کریں اور یہ با فراغت کھاتا پیتا رہے، ظاہر ہے یہ افلاس اور قلاشی کی انتہائی صورت ہے اور کوئی احمق ہی اس صورت حال کو پسند کر سکتا ہے، جیسے ان اباحیت پسند ملحدوں کی سرشت اسی قسم کی ہے، جنھوں نے نماز کو گم کیا، خواہشات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیچھے پڑے رہے، شرعی حدود اور ضابطوں سے فرار اختیار کیا، دین کی حرمت اور جگہ بندیوں کا مذاق اڑایا، غیر مسلموں کے طور طریق کو اپنایا اور اس سب کے باوجود شرعی احکام سے تو منہ موڑتے ہیں لیکن قومیت کے خانہ میں خود کو مسلمان شمار کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، یہاں کے باشندے سال میں دو دن عید کے طور پر مناتے اور کھیل کود اور خوش گپیوں میں ان دنوں کو گذارتے تھے آپ نے انھیں بتایا کہ "اللہ نے ان دو دنوں کے عوض میں تمہیں دو اور دن دیئے ہیں، عید فطر، اور عید اضحیٰ"۔

(ابو داؤد، نسائی، بروایت انس رضی اللہ عنہ، امام احمد اور شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، آپ فرماتی ہیں کہ "عید کے دن کچھ حبشی صحن میں کچھ کرتب دکھا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہدہ کر رہے تھے اور آپ کی پشت پر کھڑی آپ کے کاندھے کی اوٹ سے میں بھی اس کھیل کو دیکھ رہی تھی، آپ نے میرے لئے مونڈھوں کو قدرے جھکا لیا، چنانچہ میں نے جی بھر کر اس کھیل کو دیکھا، یہاں تک کہ میں اکتا گئی۔ حافظ نے فتح میں کہا ہے، ابن سراج نے بطریق ابو الزناد، انھوں نے عروہ سے اور انھوں نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدینہ منورہ کے یہودیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے دین میں کشادگی ہے اور میں کشادہ اور فراخ دین حنیف کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں)۔

لہٰذا واضح ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کی بس یہی دو عیدیں ہیں، اور انھیں دنوں زیب و زینت اور خوشی و مسرت کا اظہار جائز ہے، ان کی راتوں میں آواز کے ساتھ تکبیریں پڑھی جائیں، بالخصوص عید گاہ کی طرف نکلنے کے وقت تکبیر پڑھی جائے تاکہ ان دنوں کی عظمت اور ان کی بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہو سکے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۵)

تاکہ تم روزوں کی مقررہ مقدار پوری کرسکو، اور اس احسان کے بدلہ کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کی بڑائی بیان کرو، اور اس کا شکر ادا کرو،

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

بندگان خدا! اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمہاری شکل و صورت اور تمہاری دھن دولت کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ صرف تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے پھر اللہ تعالےٰ دنیا ہر کس و ناکس کو دیدیتا ہے خواہ وہ اس کا محبوب ہو یا نہ ہو، لیکن دین وہ صرف اپنے چہیتوں کو دیتا ہے اس لئے خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ جسے دین عطا کرتا ہے وہ اس کا محبوب ہوتا ہے۔

اور دین اسلام وہ سہل، سادہ اور کشادہ دین ہے جو اپنے مضبوطی سے تھامنے والے کو دنیا اور آخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے، اس دین کا سر اسلام ہے، نماز اس کا ستون ہے اور زکوٰۃ، ماہ رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج اس کے باقی ماندہ ارکان ہیں، ان ارکان کو اللہ نے اسلام کی بنیاد قرار دیا، بلکہ جو لوگ اسلام کی بابت استفسار کرتے ہیں، ان کے لئے اسلام کا یہی ہلکا سا تعارف ہے جیسے یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمان و کافر، اور متقی اور فاجر کے درمیان یہی حد فاصل ہے، یہی ایمان کے صحیح ہونے کی کسوٹی ہے اور حقیقی مسلمان اور کافر و فاسق اور نافرمان کے درمیان اسی کے ذریعہ امتیاز ہوتا ہے،

سچا مسلمان وہ ہے جو نمازیوں کے ساتھ نمازیں پڑھے، روزہ داروں کے ساتھ روزہ رکھے غریبوں اور مسکینوں کو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے تاکہ لوگ علانیہ اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیں اور عوام خدا کی زمین پر اس کے گواہ ہوتے ہیں، کیونکہ جس طرح شاہراہوں پر روشنی کے مینار ہوتے ہیں جن سے راستوں کا تعین کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح اسلام بھی ایک مینارۂ نور اور اپنی صداقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازگشت رکھتا ہے۔

مومنوں کی صفات اللہ نے کچھ اس طرح بتائی ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ	اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَّاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ	کہتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور نماز
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ	پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبۃ: ۷۱)	کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

رہے وہ لوگ جو برائے نام مسلمان ہیں نہ پنج وقتہ نمازیں پڑھتے ہیں، نہ فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نہ روزہ ہی رکھتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کا اسلام کا دعویٰ جھوٹا اور کھوٹا ہے۔ اس نرے دعوے کی کوئی حقیقت نہیں یہ محض کھوکھلا نعرہ ہے جس کا تعلق محض زبان سے ہے اور احساس و وجدان اور کتاب وسنت سے اس کی تکذیب ہوتی ہے اور جو شخص نرا دعویٰ کرتا ہے، امتحان حال میں شواہد اور دلائل اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

زبانی دعویٰ کا نام اسلام نہیں اور نہ برائے نام یہ کوئی مذہب ہے بلکہ یہ وہ دین ہے جو دل میں جاگزیں ہو اور اعمال سے اس کی تصدیق کی جائے، لہٰذا اپنے اسلام کا جس قدر چرچا کرو گے تمہاری اپنی شہرت ہوگی، لوگوں میں جس قدر اس کی دعوت دو گے خود تمہارے اندر اس کے اثرات وصفات رچ بس جائیں گے اور جان لینا چاہئے کہ عمل اور کردار کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں ہے۔

اسلام کا دار و مدار ان حقائق پر استوار ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے، شرک سے کلی احتراز کیا جائے، ورنہ فی زمانہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو محض اسلام اور مسلمان ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ	اور اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں اگرچہ تم کتنا ہی
(یوسف: ۱۰۳)	چاہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام یہ ہے کہ بندہ ایمان اور فرمان خداوندی کے مطابق اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کر دے اسی خود سپردگی کے جذبہ کے ساتھ نمازیں پڑھیں، زکوٰۃ ادا کرے، روزے رکھے، شرک اور بت پرستی سے بیزار رہے اور جب تک وہ ان اوصاف کا حامل نہیں ہوگا اسے مسلمان نہیں کہا جائے گا سخت افسوس کے ساتھ ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم اپنے ہی بعض ایسے عرب ملکوں کی بابت سن رہے ہیں جہاں کے باشندہ مسلمان ہیں، جہاں کا مذہب بھی اسلام ہے، حکام بھی خود کو مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن افسوس وہاں آج شرک اور بت پرستی پھیلتی اور بڑھتی جا رہی ہے، عوام قبر پرستی اور پیر پرستی کی لعنت میں گرفتار ہوتے جا رہے ہیں، مزاروں اور قبروں کے سامنے یہ دعائیں کرتے، روتے اور گڑگڑاتے ہیں، حاجتیں طلب کرتے ہیں اپنی مشکلات کا مداوا چاہتے ہیں، شفاعت طلب کرتے ہیں، ان بے جان مزاروں اور قبروں پر تقرب کے لئے قربانی کرتے ہیں، غیر اللہ کے نام پر ذبیحے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں حالانکہ یہی وہ شرک اکبر ہے جس کی بخشش کبھی بھی نہیں ہوگی کیونکہ یہ عقل و قیاس اور انسانی فطرت کے سراسر خلاف ہے، عام انسانیت سے بھی اس کا دور کا واسطہ نہیں پھر اس کے ذریعہ نماز روزے اور سارے ہی اعمال اکارت اور بیکار جاتے ہیں۔

٭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النساء: ۱۱۶)	اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں جا پڑا۔
٭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا (النساء: ۴۸)	اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا کہ اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔
٭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ (المائدۃ: ۷۲)	اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا، اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

از: اگر اس شرک اور مزار پرستی کے خلاف اسی طرح خاموشی برتی گئی تو اس میں شک نہیں کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبا جنگل کی آگ کی طرح بڑھے گی اور عوام کی بھاری اکثریت اس مرض میں مبتلا ہوگی، لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ یہ نام نہاد مسلم حکام شرک کی ان بنیادوں کو اپنے ملکوں اور شہروں میں دن بدن مضبوط کرتے ہیں اور شرک کرنے والوں کی حمایت اور احترام کرتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ عمل ان کے سچے مسلمان ہونے کی کھل کر مخالفت کرتا ہے، کیونکہ حقیقی اسلام شرک کا منافی ہے اور اس سے سخت ٹکراو رکھتا ہے اور شرک کرنے والوں کو دائرہ اسلام سے یکسر الگ کر دیتا ہے۔ اور یہ افراد گویا اللہ کی ناراضگی میں اس کی خوشی کو ڈھونڈنا چاہتے ہیں، حالانکہ جو کوئی لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو خوش کرنا چاہے گا، اللہ اس سے راضی نہ ہوگا، اور نہ لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھے گا اور جو کوئی لوگوں کی خوشی کو اللہ کی ناراضگی میں ڈھونڈے گا، اس سے اللہ بھی ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی اس سے کبھی خوش نہیں رکھے گا، اور سرکش کافر، اور تکبر کرنے والوں کے مقابلہ میں باری تعالیٰ کی ذات یقیناً اعلیٰ وارفع ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دین دنیا کی کل پونجی ہے اور اسی کے اندر جملہ خلائق کی بھلائی ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى	تم میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہونی چاہئے جو
الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	خیر کی طرف دعوت دیتی رہے، نیکیوں کا حکم دے
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ	اور برائیوں سے منع کرے اور ایسے ہی لوگ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران: ۱۰۴)	کامیاب ہوں گے۔

عوام الناس نے حق کی وصیت کرنے اور منکرات سے روکنے کے عمل کو عرصہ سے بند کر دیا ہے اور شرک اکبر اور قبر پرستی کو انسانی حکمرانوں اور ان کی سیاست میں اس طرح داخل کر دیا ہے کہ آج کوئی اس سے انکار یا گریز کی تاب نہیں لاتا، اسی کے ساتھ انھوں نے ان احکام خداوندی کو بھی فراموش کر دیا ہے، جن کے تحت مذکورہ برائیوں اور برائی کرنے والوں سے کلی احتراز لازمی ہے، ان کی ہاں میں ہاں ملانا یا سکوت اختیار کرنا حرام ہے۔

عہد نبوی اور عہد صحابہ میں جب جب شہروں اور ملکوں کو فتح کیا گیا، ابتدا میں سب سے پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نفوس قدسیہ نے شرک اور بت پرستی کا ازالہ کیا تاکہ لوگوں کی عقلیں ان گندگیوں سے پاک ہوں اور ان کے عقائد شرک کی آلودگی اور بت پرستی کی آلائش سے صاف رہے۔

انھیں واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ جب اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی فوج ظفر موج نے کسریٰ ایران کے علاقوں پر تاخت و تاراج کیا اور ایرانی مسلح افواج کے سپہ سالار رستم کو شکست اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آئی تو اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور ان سے دریافت کیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ اور ان علاقوں کی طرف آنے کی ان کی اغراض کیا ہیں ــــ؟ ان کا دوٹوک جواب یہ تھا کہ "ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ خدا کے بندوں کو شرک اور بندوں کی غلامی سے نکال کر ایک خدا کی بندگی میں پہونچا دیں، ادیان و مذاہب کی تنگنائے سے نکال کر اسلام کے کشادہ عدل و انصاف کی طرف لے جائیں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی کشادگی کی طرف لے جائیں۔

یہ ہمارے اسلاف صالحین، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین عظام کے نیک اور خلوص پر مبنی کارنامے ہیں جنھوں نے زبان و بیان اور شمشیر و سنان کے ساتھ جہاد کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تمدن امنڈتے سیلاب کی طرح ایسا پھیلتا اور بڑھتا گیا جس کی نظیر اور مثال نہیں ملتی اور نہ اس کی ترویج و اشاعت میں کسی قسم کا جبر و اکراہ روا رکھا گیا، چنانچہ انھوں نے شہروں کی داغ بیل ڈالی، مسجدیں تعمیر کیں، فخریہ کارنامے اور عظیم ترمفعولوں کو انجام دیا، علم و معرفت کو رواج دیا اور برائیوں اور گندگیوں کا انسداد کیا، اور نتیجہ میں ایک سدا بہار اور تر و تازہ تمدن کو برپا کیا، جس کے اندر دین اور دنیا کا عطر یکجا ہوا، فرمانبرداری اور اطاعت پر اس کی بنیادیں استوار ہوئیں، استطاعت کی شرط برقرار رہی، نیک کاموں کا بیج پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خیر اور بھلائی تسلسل کے ساتھ جاری رہی اور اللہ نے انھیں مال و اولاد سے نوازا اور روئے زمین پر ان کی آبادی میں بیش از بیش اضافہ ہوا۔

اسلامی فتوحات کی وسعت اور اجنبی ملکوں میں مسلم حکمرانوں کو تسلط حاصل ہونے کے بعد انھوں نے ذاتی لذت انگیز زندگی کی آسودگی اور اولاد کی شکم پروری پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ انھوں نے پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تندہی اور یکسوئی کے ساتھ دین کی بنیادوں کو استوار کرنے کی کوشش کی، ملحدوں اور بے دینوں کی جڑ بنیاد کو اکھاڑ پھینکا، اسلامی علوم وفنون کی نشر و اشاعت کی اور عربی زبان دانی کو عام کیا۔

جب دنیا کی مختلف اقوام کو اسلام کے محاسن اور اس کی وسعت کا احساس ہوا، اس کے عدل ومساوات اور مسلم حکمرانوں کی گرم گستری کا ذاتی تجربہ ہوا تو وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے اور اطاعت و فرمانبرداری کی روش اپنائی، اس کے برعکس انھیں میں سے جن لوگوں نے اپنے دین پر برقرار رہنا چاہا، انھیں اپنی جان و مال کا تحفظ ملا اور انھیں وہی حقوق حاصل ہوئے جو ہمیں حاصل ہیں اور ان پر وہی پابندیاں عائد ہیں جس کے ہم پابند ہیں۔

اور بعد کی صدیوں میں مسلمان جس ضعف اور اضمحلال کا شکار ہوئے ان کی حالت بد سے بدتر ہوئی، دشمنان اسلام نے ان کے اکثر ملکوں کو جو ان سے چھین لیا، اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل ان کا کمزور ہوا، ان کے عقائد میں فتور آگیا، ان کے اندر منافقین کی تعداد بڑھتی گئی جو اسلام کو پس پشت ڈالنے کا علانیہ پرچار کرتے ہیں، اسلامی حدود وقیود اور اس کے احکام سے انحراف کرتے ہیں اور اس کے قوانین میں ترمیم کی آئے دن تجویزیں لاتے ہیں اور ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی گئی، گمراہی، اضطراب و بے چینی اور انارکی دن بدن بڑھتی گئی اور بالآخر وہ وقت آیا جب ان کے ہاتھوں سے نعمتیں چھنتی گئیں اور وہ غیبی انتقام کا نشانہ بنے۔

انجام کار مسلمان ٹکڑیوں اور گروہ میں تقسیم ہوگئے اسلامی وحدت پارہ پارہ ہوگئی، انارکی اور آپس کی ناچاقی بڑھتی گئی، فتنوں نے سر پر پوری طاقت سے نکالے، قتل و خونریزی کا بازار گرم ہوا، جان و مال کی عام بربادی ہوئی، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ خونریزی اور تصادم اور یہ پسماندگی اور ابتری اسی وقت ختم ہوگی، جب تک دین کی طرف وہ دوبارہ نہیں لوٹیں گے اور اپنی اور سماج کی کلی اصلاح نہیں کریں گے اور یہ واقعہ ہے کہ اس امت کے پچھلوں کی اصلاح انھیں وسائل اور ذرائع پر منحصر ہے جن کے تحت اگلوں کی اصلاح ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا تمہیں چاہئے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں، اپنی لغزشوں سے توبہ کریں، اپنے دین کو مضبوطی سے تھامیں، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کریں اور اگر وہ صاحب ایمان ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔

٭

عید الفطر سے متعلق تیسری یاددہانی

تمام تعریفیں اللہ کے لئے خاص ہیں جس نے ہدایت کے طالب کو اسلام کی توفیق بخشی، جس کی بنا پر اس کے اعضاء وجوارح اسلامی احکام پر عمل کے پابند ہوئے، نمازیں قائم کیں، زکوٰۃ ادا کی، رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کیا۔ — پھر تو بار تکبیر کہے اور کہے اللہ اکبر، جب جب چاند طلوع ہو۔ اور وہ ماہ کامل بنے، اللہ اکبر، جب جب کوئی نمازی تکبیر کہے اور نماز پڑھے، اللہ اکبر جب بھی روزہ دار روزہ رکھے اور افطار کرے، اللہ اکبر، ایسے تمام اوقات میں جب کہ کوئی اس بات پر سرکشی کرے کہ بندے اللہ کی عبادت کریں اور اس کی بڑائی بیان کریں، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! سامعین کرام، میں تمہیں اسلامی سلام کے مطابق سلام کہتا ہوں، ماہ رمضان کی تکمیل پر تمہیں مبارک باد دیتا ہوں، عید کی آمد پر کلمۂ تبریک ادا کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس روز سعید اور مہینہ کو اور اس ماہ کے چاند کو امن، ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرمائے، اور نیک اعمال کی بیش از بیش توفیق بخشے۔

ماہ رمضان، زمانہ کی روشن پیشانی اور اہل ایمان کے لئے نیکیوں کا سیزن ہے، اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ماہ میں قرآن پاک نازل فرما کر اسے امتیاز بخشا، مسلمانوں پر روزہ کو فرض فرمایا اور اس ماہ کے روزے کو اسلام کا ایک رکن قرار دیا اور جو کوئی اس کے وجوب کا منکر ہوگا، باجماع علماء اسلام کافر ہوگا افسوس آج اس ماہ نے اپنے خیمہ اٹھالئے، شب و روز کی گردش اس کی برکتوں سے خالی ہوئی، اور سچ پوچھو تو یہ تمہارے اعمال کا بہترین گواہ اور تمہاری امانتوں کا بہترین امین ہے، تمہارے ایک ایک عمل کا دفتر اس کے اندر محفوظ اور تمہارے صندوق سربمہر ہیں، البتہ قیامت کے دن باری تعالیٰ انھیں وا کرنے کے لئے تمہیں دعوت دے گا، اور اس دن ہر شخص اپنے حقوق اور دوسروں کے مطالبات کو بخوبی سمجھ سکے گا، اور پروردگار عالم ندا دے گا، "اے میرے بندو! تمہارے تمام اعمال کو میں نے شمار کر رکھا ہے، اور ان کا پورا پورا بدلہ میں دوں گا، لہٰذا جو شخص کوئی بھلائی کرے تو وہ خدا کا شکر ادا کرے اور آج جسے کوئی تکلیف پہونچے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے،

(مسلم، بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ، یہ حدیث قدسی ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست باری تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں۔)

آج اس روز سعید کے موقع پر تم اس بابرکت گوشہ میں نماز عید کی ادائیگی کے لئے آئے ہو، یہ تمہارے نبی علیہ السلام کا اسوہ اور رمضان کے روزوں کی تکمیل کا شکرانہ ہے، نیز اس نعمت پر اظہار تشکر ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی دولت بخشی، تمہارا آج کا یہ دن جائزہ اور انعام کا دن ہے، آج ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق اجر کا مستحق ہوگا، کیونکہ انسان کی اپنی کوشش مختلف ہے تم میں کسی کے حصہ میں قبولیت اور مغفرت ہے، کسی کے نصیب میں ناکامی اور خسارہ ہے، البتہ جن لوگوں نے اپنے رب کے فرائض اور واجبات کی نگہداشت کی، نماز اور روزے کی پابندی کی، ان کے اعمال قابل قبول ہوں گے، ان کی کوشش لائق شکر ہوگی، اور ان کی عید بھی فرحت اور مسرت کا باعث ہوگی کیونکہ انھیں دو نیکی اور دوگونہ مسرت حاصل ہوگی، روزہ دار کو ایک خوشی افطار کے موقعہ پر حاصل ہوتی ہے، اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی، اس لئے تمہیں یہ خوشیاں مبارک ہوں، اللہم سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عبادتوں کو قبول فرمائے ۔

ان کے بالمقابل جو لوگ روزہ نماز اور دیگر عبادتوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں، برائیوں اور منکرات کو حلال سمجھتے ہیں، شراب نوشی ان کی گھٹی میں پڑی ہے، ان کی عید خسارے اور ندامت کا باعث اور قیامت کے دن قہر خداوندی کی مستحق ہوگی ۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى

(القیامۃ : ۳۱ ، ۳۵)

تو اس نے نہ تو اللہ کے رسول کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھنے کی پابندی کی، بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا، پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چلا گیا، خرابی ہے تیرے لئے خرابی پھر خرابی ہے تیرے لئے خرابی کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو فرمایا، آمین، آمین، آمین، صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے یہ آمین کیوں فرمایا؟ آپ نے فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ آئے پھر نکل جائے اور اس کی مغفرت نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دے، اور نچلے درجہ میں اس کا ٹھکانہ ہو، آپ آمین کہیں، میں نے اس پر آمین کہا[1]

وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جس پر نیکیوں کی فصل بہار اور لغزشوں سے معافی اجر میں اضافہ اور برائیوں کے مٹانے کا مہینہ آئے اور نکل جائے، لیکن یہ شخص توبہ مغفرت اور رحمت کا کوئی حصہ نہ پائے

---

[1] حاکم بروایت کعب بن عجرہ، نیز انھوں نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بڑا بدنصیب آدمی بھلا کون ہوگا، جس نے اپنے اوپر سے خیر و برکت اور مہربانی کا دروازہ بند کر لیا، جب لوگ دونوں ہاتھ سے نفع کمائیں تو یہ خسارہ میں پڑا رہے، لوگ نمازیں پڑھیں تو یہ بیٹھا اور سوتا رہے، لوگ روزہ رکھیں اور یہ کھائے پیئے اس لئے بہ خدا اس سے بڑھ کر مفلس اور قلاش کیا کوئی ہوگا! اس ملحد اور بے دین پر خدا کی مار ہو، یہ کتنا بڑا کافر ہے، جسے خدا نے نماز کا حکم دیا اور یہ اسے پس پشت ڈال دے، زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کہے اور یہ اسے ہڑپ کر جائے، روزے کا حکم دے، یہ رمضان کے اندر دن میں کھائے پیئے اور اس قدر شر انگیز اور برملا کفر کے باوجود خود کو مسلمان کہے، گویا ایسا آدمی اصرار کے ساتھ گمراہی پر اٹل ہے، کفر بھی کرتا ہے اور اس پر اترا تا بھی ہے اور ان سب پر مستزاد یہ ہے کہ نہ تو توبہ کرتا ہے اور نہ مغفرت طلب کرتا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ
(الحجر ۲، ۳)

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے، اے پیغمبر تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ خوب کھالیں اور مزہ اڑا لیں اور باطل امیدان کو غفلت میں ڈالے رہے عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، ان دنوں اہل مدینہ دو روز تہوار کے طور پر مناتے تھے، آپ نے انھیں فرمایا، "اللہ نے ان دو دنوں کے عوض تمہیں یوم اضحیٰ اور یوم فطر دیئے ہیں" مسلمانوں کی عید اور مسرت کے بس یہی دو دن ہیں جن کے اندر زیب و زینت اور خوشی کے اظہار کی اجازت ہے اور ان کی راتوں میں بآواز بلند تکبیر کہنے کا حکم ہے تاکہ ان دنوں کا اعزاز و اکرام بیش از بیش ہو۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
(البقرۃ: ۱۸۵)

تاکہ تم روزوں کی مقررہ تعداد پوری کرلو اور اس احسان کے بدلہ اللہ نے ہدایت بخشی ہے تم اس کی بڑائی بیان کرو، اور اس کا شکر ادا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے بندو! ــــ اللہ تم پر رحم کرے ــــ تمہیں جاننا چاہئے کہ اللہ رب العزت تمہاری شکل وصورت اور تمہاری دھن دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے اعمال اور تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اللہ نے جس طرح تمہاری روزی تقسیم کی اسی طرح تمہارے اخلاق اور کردار کو تمہارے اندر بانٹ رکھا ہے، اس لئے وہ دنیا ہر کس وناکس کو دیتا ہے خواہ وہ اس کا محبوب ہو یا نہ ہو لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو دیتا ہے لہٰذا جسے دین عطا کرتا ہے وہ اس کا محبوب ہوتا ہے اور یہ دین ایک سہل، سادہ اور کشادہ مذہب ہے۔ جو دنیا اور آخرت کے درمیان رابطہ کی کڑی ہے، اسلام اس کا سرا اور نماز اس کا ستون ہے اور جو شخص نماز چھوڑ بیٹھے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

- آدمی اور کفر کے درمیان نماز ترک کر دینا حد فاصل ہے جس نے نماز چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا۔" (احمد)
- جس نے نماز ترک کیا اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔"[1]
- جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی، اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے۔"[2]

دین کے اندر نماز کو وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں سر کو ہے، اسلاف صالحین نماز کو میزان قرار دیتے تھے، جب وہ کسی کی دین داری سے متعلق جستجو کرتے تو یہ پوچھتے کہ وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں، اگر گفتگو سے پتہ چلتا کہ وہ نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوتا تو سمجھ لیتے کہ وہ دین دار نہیں ہے، اور جو دین دار نہیں ہوتا وہ ہر قسم کے شر سے قریب اور بھلائی سے دور ہو جاتا ہے مسلمانوں کے بعض کے لائق اور تعلیم کی ذمہ داریوں سے کوسوں دور ہوتا ہے، اور یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کا مرض چھوت

---

[1] ہبۃ اللہ طبری بروایت ثوبان، البتہ انھوں نے کہا "جب اسے چھوڑ دیتا ہے تو شرک کرتا ہے۔

[2] ابن ماجہ، بیہقی، طبرانی، احمد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح ایک سے دوسرے کو متاثر نہ کرے اور جو لوگ اپنے رب کی امانت میں خیانت کرتے اور دین کے ستون کو ڈھانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ اس لائق ہوتے ہیں کہ وہ امت اور اہل ملت کو بھی دھوکہ دیں۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ (التوبة : ۱۱)	تو اگر انھوں نے توبہ کی اور نماز کو قائم کیا، اور زکوٰۃ ادا کی تو وہ تمہارے دینی بھائی ہوئے۔

اولاد کی تربیت میں تعاون کی بہتر صورت یہ ہے کہ انھیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے اپنے ساتھ ساتھ لے جاؤ، کیونکہ بچپن میں جس چیز کی محبت دل میں جاگزیں ہوتی ہے جوانی میں وہ اس سے سرشار ہوتا ہے اور اس طرح جب ہاتھ پکڑ کر بچہ کو مشق کرائی جائے گی تو نماز کی محبت دل کی گہرائی میں اثر انداز ہوگی، رب سے محبت استوار ہوگی، خلق خدا سے الفت اور دوری پیدا ہوگی اور دین دنیا کا نفع اس کو حاصل ہوگا اور یہ ایک مفید اور بہترین علاج ہے، جس سے بچہ کے اندر آنے والی کجی دور ہوگی، بگاڑ میں درستی پیدا ہوگی، خدائے بزرگ و برتر کی یاد دل میں موجزن ہوگی، اور بے حیائی اور برائی سے آدمی باز رہے گا۔

اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ (العنكبوت : ۴۵)	جو کتاب تمہیں وحی کی گئی اسے تلاوت کرو اور نماز کی پابندی کرو، اس لئے کہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور (اللہ کو یاد کرو) کیونکہ اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔

مال کی زکوٰۃ دو تاکہ دل پاک صاف ہو، زکوٰۃ ادا کرنا برکت کا باعث ہے اور نہ نکالنا حسرت کا موجب ہے، نماز اور زکوٰۃ ایک دوسرے کے ہم آہنگ ہے، ان کی ادائیگی ایمان کی نشانی ہے، جبکہ زکوٰۃ چوری نفاق کی علامت ہے، منافقوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ زکوٰۃ دینے سے اپنے ہاتھوں کو روکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں ۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (التوبۃ : ۶۷)

انھوں نے اللہ کو فراموش کیا، اس لئے اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا ۔

زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے مال کی صفائی اور فراوانی ہوتی ہے اور اس پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے، نیز زکوٰۃ نکالنے والے کے دل کی صفائی اور بخل و امساک سے پاکی اور برأت کا اظہار ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبۃ : ۱۰۳)

ان کے مال سے صدقہ وصول کرو تاکہ وہ انھیں پاکیزہ بنائے، اور اس کے ذریعہ انھیں صاف ستھرا رکھو ۔

اس لئے زکوٰۃ کو غنیمت جانو اور تاوان مت سمجھو، کیونکہ تمہارے نبی علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا، اور آپ کی قسم برحق ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے کبھی کسی مال میں کمی نہیں آتی، بلکہ اس کے اندر افزائش ہوتی ہے، (بہ روایت ابو کبشہ انماری)

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا : ۳۹)

اور جو جو تم خرچ کروگے، وہ اس کا عوض عطا فرمائے گا اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے ۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن : ۱۶)

جتنا تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرو، اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو، یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا، تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو، کیونکہ اس سے رزق میں افزائش اور عمر میں درازی ہوتی ہے، لہٰذا جو روزی میں فراخی اور طول عمری کا طالب ہو، اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے، تحفہ تحائف اور ہر طرح سے اکرام و احترام کرنا چاہیئے، نرم کلامی اور شیریں گفتاری سے انھیں رام کرنا چاہیئے۔ سلام و دعا کے لئے ان کے پاس پیدل چل کر جانا چاہیئے صلبی قرابت دار جب ایک دوسرے سے ملتے اور پاس بیٹھتے ہیں تو آپس میں شفقت و رافت پیدا ہوتی ہے اور جب دور ہوتے ہیں تو نفرت اور وحشت پیدا ہوتی ہے، جو لوگ صلہ رحمی کرتے ہیں اللہ انھیں خیر و برکت سے نوازتا ہے ان کی جان، مال، اور اہل و عیال میں افزائش دیتا ہے اور جو لوگ قطع رحمی کرتے ہیں، اللہ انھیں خیر سے محروم اور طرح طرح کی برکتوں سے خالی رکھتا ہے لیکن صلہ رحمی کا یہ مطلب نہیں کہ برابر کا برتاؤ رکھا جائے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کی جائے اور بہترین صلہ رحمی یہ ہے کہ جو کوئی مخفی عداوت رکھے اس سے تعلق جوڑا جائے، اور رحم کے قرابت دار تمہارے باپ، ماں، بھائی بند، بہنیں، پھوپھی، چچا، ماموں، خالائیں، چچا اور پھوپھی کی اولاد، ماموں اور خالو کی اولاد، وغیرہ ہیں، " اور اپنے حسب نسب کو بھی جاننا چاہیئے تاکہ صلہ رحمی میں آسانی ہو، (مسند احمد، ترمذی، حاکم، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حاکم نے اس کو صحیح کہا اور دیگر محدثین نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔)

نیز فرمایا:

" قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا "

(متفق علیہ، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، بروایت جبیر بن مطعم)

اسی کے ساتھ ساتھ تمہیں امانت داری کا لحاظ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ دیانت داری کی علامت ہے " اور جس شخص کے اندر امانت داری نہیں اس کے اندر ایمان نہیں ہوتا "

جن اشخاص کو کسی تاجر کی دولت، حکومت کے مال یا کمپنی کی املاک کی امانت سونپی جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا یہ فرض ہے کہ امانت داری کے اپنے فرض میں ادنیٰ کوتاہی بھی نہ برتے، اس کا کلی تحفظ اور بچاؤ کرے اور انھیں حقداروں کے سپرد کرے۔ یہ اسلام کا اہم فریضہ ہے اور نماز روزہ کی طرح ان کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ اب جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور خیانت پر کمربستہ ہوتے ہیں، اور کور باطن چوروں کی طرح اپنی امانت میں در پردہ خیانت کرتے ہیں ایسے افراد سخت خیانت کرنے والے میں شمار ہونگے جو اپنے دین اور اپنی امانت داری میں خیانت کے مرتکب ہوں گے ذہن میں بگاڑ پیدا کریں گے، لیکن اصلاح نہیں کریں گے اور جو لوگ چوروں اور اچکوں کی طرح غبن کرتے ہیں، ان کی اس حرکت سے وہ لٹے فقر و فاقہ، قلت اور ذلت میں آج نہیں تو کل مبتلا ہوں گے کیونکہ ان کی یہ حرکت اس جھاگ کی سی ہوگی، جو خشک ہونے پر اڑ جاتا ہے اور اس طرح وہ شخص لوٹ کر اسی جگہ چلا آتا ہے۔

مشاہدہ اور تجربہ شاہد ہے کہ خیانت کرنے والے دنیا میں شرم اور ننگ و عار میں مبتلا ہوں گے اور آخرت میں دوزخ میں جلیں گے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (یوسف: ۵۲)	بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کے مکر کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔
وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: ۱۶۱)	اور جو کوئی کھوٹ کرے گا تو جو کچھ کھوٹ کرے گا اسے قیامت کے دن حاضر کرنا ہوگا۔

اسی طرح سود خوری سے بچنا چاہئے، کیونکہ یہ حد درجہ ہلاکت خیز گناہ ہے اور اللہ کا وعدہ ہے جو لوگ سودی کاروبار کریں گے، ان کے بیوپار سے اللہ تعالیٰ برکت کو اٹھالے گا۔ کیونکہ سود کھانے والے اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ جہنم میں جائیں گے، سود کی مختلف قسمیں ہیں۔ ان میں بدترین قسم یہ ہے کہ قرض دار بنک سے یا مہاجن سے قرض حاصل کرے اور جب قرضہ چڑھ جائے اور ادائیگی کی طاقت نہ رہے تو قرض میں سود در سود کا اضافہ کر دیا جائے اور مدت بڑھا دی جائے، جاہلیت میں اسی سود کا رواج تھا، جسے اسلام نے حرام قرار دیا، اور اس کی بابت سرزنش کے طور پر قرآن کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بکثرت آیات وارد ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے کھلانے والے لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ: ۲۷۵)

تو جو نصیحت کسی کو اپنے رب کی طرف سے پہنچے اور وہ باز آجائے، تو اس کے لئے وہ (معاف) ہے جو گذرا، پھر اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے اور جو کوئی دوبارہ وہی کچھ کرے گا تو وہ دوزخ والے ہیں، اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

یوں ہی حرام چیزوں کی تجارت سے کلی پرہیز بھی اشد ضروری ہے، جیسے شراب، سور گوشت مجسمے اور بت وغیرہ ان کی خرید و فروخت اور گھروں میں انھیں رکھنا یہ سب حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا،

یقیناً اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔

لہٰذا اس کھلی ہدایت کے بعد ان چیزوں کا سودا وہی لوگ کریں گے، جو فاسق و فاجر ہونگے اور آخرت پر اور اللہ کے اوپر ان کا ایمان نہایت کمزور ہوگا، یہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں سمجھیں گے، دین حق کے مطابق طریقہ اور راستہ اختیار نہیں کریں گے، اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی نہیں کہنا چاہئے کہ ہم یہودیوں، عیسائیوں یا مشرکوں سے اس کا سودا کرتے ہیں، اس لئے اس کی اجازت ہونی چاہئے، یہ تصور اس لئے غلط ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی خرید و فروخت اور اس کی قیمت وغیرہ تمام کی تمام حرام ٹھہرتی ہے، اس لئے ہمیں بھول کر بھی یہودیوں کی سی روش نہیں اپنانی چاہئے، اور جس طرح انھوں نے نت نئے حیلہ اور بہانہ سے کام لیا، ہمیں بھی ہر قسم کی حیلہ سازی سے بچنا چاہئے، اسی طرح شراب نوشی سے بھی پرہیز ضروری ہے، کیونکہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام برائیوں کی جڑ ہے، فسق و فجور کو دعوت دیتی ہے، دھن دولت کو برباد کرتی ہے، صحت تباہ ہوتی ہے اور جسم مہلک امراض کی آماجگاہ ہوتا ہے سربستہ راز فاش ہوتے ہیں، عمروں میں کمی آتی ہے اور یہ وہ دلدل ہے، جس میں پڑنے والا اس وقت تک نجات نہیں پاسکتا، جب تک کہ توبہ نہ کرے اور ان گناہوں سے کلی احتراز نہ کرے، کیسی عجیب بات ہے کہ ایک آدمی سماج اور عوام کے اندر شرافت پاکدامنی اور حسن اخلاق سے مزین زندگی گذارتا ہے، لیکن یک بیک وہ شراب پینے لگتا ہے اور نشہ کا جادو اس کے سر پر چڑھ کر بولنے لگتا ہے جس کی بنا پر اس کے اخلاق کریمانہ کا جنازہ نکل جاتا ہے، بداخلاقی اور برائی انتہا کو پہونچ جاتی ہے اور اس کا کردار تباہ و برباد ہو جاتا ہے، کیونکہ شراب ام الخبائث ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر برائی کی جڑ قرار دیا ہے اور اگر تمہارے اندر عقل و خرد موجود ہے تو تمہیں خود محسوس ہوگا کہ قرآن پاک نے سب سے بڑھ کر اس سے تنبیہ کی ہے اور اس کے اس وصف کو بیان کیا ہے کہ

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ (المائدۃ: ۹۰، ۹۱)

(یہ) گندگی ہے، شیطان کے کاموں میں سے ہے لہٰذا اس سے بچو، تاکہ تم کامیاب ہوسکو، بیشک شیطان چاہتا ہے کہ وہ تمہارے بیچ دشمنی اور بغض پیدا کردے، شراب اور جوے میں، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے غافل کردے تو کیا تم باز (نہیں) آؤ گے۔

یوں عورتوں کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ کی امانت تھیں، جہاں سے تم نے انھیں لیا ہے اور کلمۂ خداوندی کے ذریعہ ان کی شرم گاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے، لہٰذا ان کا نان و نفقہ اور ان کی پوشاک تمہارے اوپر لازم ہے، ساتھ ہی، تمہیں ان کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہئے اور اگر تمہیں ان سے کچھ ناگواری ہو تو خوب سمجھ لو کہ جو کچھ تم نے انھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے۔ اسے وصول کرنے کے لئے تمہیں ان کو ستانا حرام ہے، کیونکہ جو کوئی ان کو ستائے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی انھیں اس کا بدلہ دے گا۔ اور اگر تم نے انھیں حالت حمل میں طلاق دیا تو وضع حمل تک انھیں نفقہ دو۔ اور اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو انھیں اس کا عوض دو۔ اور پرانی رفاقت کو فراموش مت کرو کیونکہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہو۔ اور بدترین ظالم وہ ہے جو عورتوں اور بچوں جیسے ناتواں پر ظلم وزیادتی کرے۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرو، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو، اور حرام چیزوں سے بچتے رہو۔ اور صراط مستقیم پر مضبوطی سے جمے رہنے کی کوشش کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عید الفطر کا آخری خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے جملہ خلائق کو بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اپنی معرفت کی خاطر انھیں عقل سے نوازا، اور اپنا شکر ادا کرنے کے لئے مخفی اور علانیہ ہر قسم کی نعمتوں سے انھیں سرفراز کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے بندہ کی گواہی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا بھی ہے، اور امید بھی رکھتا ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنھوں نے جمعہ اور عیدین کی نمازوں کو مشروع کیا اور رشد و ہدایت کے طریقوں کی رہنمائی فرمائی، اے اللہ آپ پر، آپ کی آل و اصحاب پر درود اور بہت بہت سلام فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد لوگو! تمہاری پیدائش یوں ہی عمل میں نہیں آئی، اور نہ تم بے کار پیدا کئے گئے ہو بلکہ تمہیں ایک دن لوٹ کر جانا ہے، جس روز اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کرے گا اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہ بندہ سخت خسارے اور نقصان میں ہوگا جو اللہ کی اس رحمت سے بھی محروم ہوگا جس نے ہر شے کا احاطہ کیا ہے، یوں ہی وہ ایسی جنت سے بھی محروم ہوگا جو آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ صبح و شام تم ایک قطعی اور یقینی موت کی طرف دفعۃ رفتہ بڑھ رہے ہو لہٰذا جو لوگ اپنے رب کے فرائض اور واجبات جیسے نماز، روزے اور زکوٰۃ وغیرہ کی تکمیل کرتے ہوئے اپنی زندگی گذار سکتے ہیں، انھیں فوری طور پر اس پر عمل کرنا چاہئے۔

کچھ قومیں ایسی گذری ہیں جنھوں نے اپنی تمام تر عقل و دانش اور اپنے عمل کی تمام تر توانائی کو دنیا کی فکر میں صرف کیا، پیٹ اور شرم گاہ کی خواہشات کے پیچھے پڑے رہے اور اپنے رب کے فرائض کو پس پشت ڈالا اور آخرت کے ہولناک مناظر کو فراموش کیا، جس کی بنا پر اللہ نے تمہیں ان کے نقش قدم پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلنے سے سختی سے منع کیا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

(الحشر: ۱۸، ۱۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور دیکھو کہ ہر کسی نے آنے والے کل کیلئے کیا کچھ کیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اس لئے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور ان کی طرح مت بنو جنھوں نے اللہ کو فراموش کیا پس اللہ نے بھی انھیں خود اپنے آپ کو بھلا دیا یہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں۔

آج عید کے اس پرمسرت موقع پر اپنے آباء واجداد، بھائی بند، دوست احباب اور پڑوسیوں کو جنھیں تم جانتے تھے، آخر وہ کہاں گئے؟ ان کی کارکردگی اور سرگرمی آخر کیا تھی؟ اور کیا انھیں سعادت اور نیک بختی ملی یا شقاوت اور بدبختی ان کے حصہ میں آئی؟ وہ لوگ کہاں رہے جنھوں نے اونچی اونچی حویلی اور بڑے بڑے محلات تیار کئے، دھن دولت، قلعے اور برجیوں کے مالک رہے۔ لیکن آج وہ منوں مٹی، اور بھاری چٹانوں کے نیچے بوسیدہ ہڈی اور پھر مٹی بن چکے ہیں اللہ نے حضرت زکریا اور آپ کے خاندان کی اس لئے ستائش کی تھی تاکہ تم ان کے جیسے اعمال کرو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (الانبیاء: ۹۰)

یہ لوگ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں ڈر اور رغبت کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور ہم سے خشوع وخضوع رکھتے تھے۔

خدایا ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہمارے جملہ کاموں میں ہماری زیادتی اور حدود سے تجاوز کو معاف فرما، ہمیں ثابت قدم فرما، اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
(الصّٰفّٰت : ۱۸۰، ۱۸۱)

تمہارا عزت اور عظمت والا رب اس سے پاک وصاف ہے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور رسولوں پر سلام ہو اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

آغاز شوال کے موقعہ پر نصیحت
اور نفل نمازوں اور روزوں کی فضیلت کے بیان میں

تمام تعریفیں اللہ کے لئے خاص ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی، ہم اس کے شکر گذار ہیں کہ اس نے ہمیں روزوں اور تراویح کی نمازوں کی ہدایت بخشی، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، یہ اس شخص کی گواہی ہے جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، پھر وہ اسی پر ثابت قدم رہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور کل خلائق کے سردار ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے بزرگ و نیک آل واصحاب پر رحمتوں کی بارش برسا اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد وصلاۃ کے بعد! یہ حقیقت ہے کہ ماہ وسال اور لیل ونہار کی ہر ہر ساعت عمل کا بہترین موقعہ اور فرصت کی متعین گھڑیاں ہیں اور یہ ساعتیں مسلسل آنی جانی اور تیزی سے گذرنے والی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جس ذات پاک نے ان اوقات کو فضائل اور خصوصیات سے نوازا ہے، وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور کبھی فنا نہیں ہوگا، وہ ابدی اور لازوال ہے، اس میں کوئی تبدیلی کبھی بھی نہیں آئے گی، ہر حال میں وہ اکیلا ایک معبود ہے وہ اپنے بندوں کے اعمال کا نگراں اور مشاہدہ کرنے والا ہے بندوں کو طرح طرح کے کاموں میں وہی مصروف رکھتا ہے تاکہ ان پر اپنے فضل وکرم کی بارش برسادے اور سخاوت ونوازش سے شاد کام فرمائے۔

ماہ صیام ہم سے رخصت ہو چکا ہے اور حج بیت اللہ کے ایام کی آمد آمد ہے، سال کے تمام دنوں میں ہر دن کو اللہ کے نزدیک ایک خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے اور عبادت کی کوئی شکل اور بندگی کی کوئی نہ کوئی صورت اس کے ساتھ ایسی مخصوص ہے، جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے تقرب کا خواہاں ہوتا ہے، ان ساعتوں میں بارگاہ خداوندی سے رحمت اور نوازش کے ایسے جھونکے چلتے ہیں، جو مخصوص خوش نصیب بندوں کو ہی مستفید کرتے ہیں، وہ بندے یقیناً باسعادت ہیں جو شب وروز کی گردش اور ساعتوں کی آمد ورفت کو غنیمت جانتے ہیں اور فرض عبادتوں اور بندگی کی نفل صورتوں سے اللہ کا تقرب چاہتے ہیں، بہت ممکن ہے یہ خوش نصیب بندے سعادت کے ان حسین لمحوں کے ذریعہ دوزخ کی سوزش اور اس کی بادسموم کی پٹ سے محفوظ ہوسکیں۔

حدیث میں وارد ہے کہ:

"تاحیات خیر کے طالب رہو، رحمت الٰہی کے جھونکوں کی تاک میں رہو، کیونکہ اللہ کی رحمت کے کچھ ایسے جھونکے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے نوازتا ہے، لہٰذا تم خدا سے ہمیشہ یہ دعا کرو کہ وہ تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانکے رکھے اور ہر قسم کی دہشت سے تمہیں محفوظ رکھے"

(ابن ابو دنیا، ابوبکر نے کتاب "الفرج بعد الشدۃ" میں اس کو ذکر کیا، حکیم نے نوادر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو درج کیا بیہقی نے شعب میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اس کو تحریر کیا، ان سب کے راوی انس بن مالک ہیں)

اللہ نے اپنے بندوں کو اس وقت تک اپنی بندگی کا پابند بنایا جب تک وہ اس سے ملاقات نہ کرلیں، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بندے کے عمل کی انتہا موت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر: ۹۹)

اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔

حزم واحتیاط کا تقاضا اور حوصلہ مندوں کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بندہ جب ماہ رمضان کی عظیم ترین عبادتوں کو انجام دے تو اسے چاہئے کہ ان کاموں کو ضائع اور برباد نہ ہونے دے، بلکہ ان کی پوری حفاظت کرے کیونکہ یہ کہاوت مشہور ہے کہ "عبادت کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد پیہم عبادت کی توفیق ملے، اور عبادت کے مردود ہونے کی علامت یہ ہے کہ کسی عبادت کے بعد آدمی ایسا عمل کرے جو سابقہ عبادت کو برباد کرکے رکھ دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ (البقرۃ: ۲۶۶)

کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کھجور اور انگوروں کا باغ ہو جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور اس کے اندر ہر قسم کے پھل ہوں اور اسے بڑھاپا آپہونچے اور اس کے کمزور اولاد ہو، پھر اسے تیز آندھی آپہونچے جس کے اندر آگ چھپی ہو اور وہ اسے جلاڈالے،

اللہ نے ان آیات میں ان لوگوں کی مثال پیش فرمائی جنھوں نے نماز، روزہ اور صدقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قبیل سے بہت سارے نیک اعمال کئے، پھر ان کے یہ اعمال ایسے باغ کے مشابہ ہوئے جس کے اندر ہر قسم کے پھل پھول موجود ہیں، لیکن وہ شخص اپنی زندگی کے آخری حصہ میں طرح طرح کی برائیاں کرتا ہے اور عبادتوں کو پس پشت ڈالتا جاتا ہے اور پھر اس باغ پر عذاب کی تیز آندھی آکر اسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اور زندگی کی اس ڈھلتی چھاؤں میں جبکہ اسے پھلوں اور پھولوں کی ضرورت ہوتی ہے، اس بھرے پرے باغ سے اسے خاک فائدہ نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح معصیت بھی عبادت کو چاٹ جاتی ہے اور اسے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

بنابریں نیکیوں کے بعد فوراً نیکیاں کرنا بہترین عمل ہے، لیکن نیکیوں کے بعد برائیاں کرنا نہ صرف بدترین عمل ہے بلکہ اس سے نیکیاں مٹتی اور اکارت جاتی ہیں، اس لئے پنجگانہ نمازیں جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک تمام عبادتیں درمیانی عرصہ کے لئے اس وقت تک کفارہ بنتی ہیں جب تک بندہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ نہ رہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا، پھر اسی کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھ لئے تو ــــ دوامی روزوں کی طرح اس کا حکم ہو جائے گا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی بروایت ابوایوب رضی اللہ عنہ)

کیونکہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے اور اس کا یہ اقدام خیر کی رغبت کی غمازی کرتا ہے اور رمضان یا غیر رمضان ہر مہینہ وہ نیکی کی طرف مائل ہے۔

بعض سلف صالحین سے کسی نے کہا، بعض لوگ رمضان میں تو خوب عبادت کرتے ہیں لیکن رمضان کے جاتے ہی جانمازیں لپیٹ دیتے ہیں، انھوں نے کہا، یہ بدترین لوگ ہیں جو اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حقوق کو رمضان میں تو پہچان لیتے ہیں۔ لیکن دوسرے مہینوں میں اسے فراموش کر جاتے ہیں، لہٰذا تم ربانی (اللہ والے) بنو، رمضانی (رمضان والے) مت بنو، بعض صحابہ کرام نے جب یہ کہا کہ جب ہم فرائض ادا کر لیتے ہیں تو اس پر مستزاد نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے (یعنی کچھ اور مزید نہیں کرنا چاہتے ہیں،) ان کے اس جملہ کو جب بعض دیگر صحابہ کرام نے سنا تو فرمایا، تمہارا برا ہو بخدا اللہ تم سے بس فرائض کی بابت ہی سوال کرے گا، پھر تم اپنے نبی ہی سے ہو، اور نبی بھی تم میں سے ہیں، اور آپ کا یہ حال تھا کہ جب آپ نمازیں کھڑے ہوتے تھے تو اتنے طویل قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پیروں میں ورم آجاتا تھا، پھر تم شب و روز لغزشوں میں ڈوبے ہوتے ہو، اس لئے نوافل سے فرائض کی کمی پوری ہو جایا کرتی ہے۔

فقہی بصیرت بس یہی ہے کہ انسان سے کمی اور کوتاہی سرزد ہوتی ہے، فرائض ادا کرنے میں کاٹ کسر ناگزیر ہے، لہٰذا فرائض میں کوتاہی کی صورت میں انھیں نوافل کے ذریعہ تلافی اور بھرپائی ہوتی ہے، مثال کے طور پر غیبت سے روزہ پھٹ جاتا ہے اور استغفار سے اس کی اصلاح و درستی ہوتی ہے، اس سلسلے میں ایک مرفوع حدیث بھی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت روز قیامت بندے کے سارے اعمال میں نماز پر نظر ڈالے گا، اگر نماز مکمل رہی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر اس کے اندر کمی پائی گئی تو وہ ناکام اور نامراد ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا دیکھو! آیا میرے بندے کچھ نفلی کام بھی کئے ہیں، تو ان نوافل سے فرائض کی تکمیل کر دو، پھر اسی طرح ایک ایک عمل کی بابت معاملہ ہوگا۔"

نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ نوافل کی نگہداشت تقرب الٰہی اور محبوب خداوندی بننے کا اہم ترین ذریعہ ہے، اور صرف اسی کے واسطہ سے بندہ اولیاء مقربین اور بامراد بندوں میں شامل ہوتا ہے چنانچہ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی مول لی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے، میرے عائد کردہ فرائض سے
بڑھ کر ایسی کوئی اور چیز نہیں جس سے بندہ میرا تقرب حاصل کر سکے
یوں ہی نوافل کے ذریعہ بھی بندہ میرا تقرب حاصل کرنے میں
لگا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو چاہنے لگتا ہوں، پھر جب میں
کسی کو چاہتا ہوں، تو اسکا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے
اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن
جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے
وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور
اگر وہ میری پناہ ڈھونڈتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں "

(بخاری بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اب جو لوگ رمضان کا روزہ رکھتے ہیں اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے شروع کر دیتے ہیں تو ان کی حیثیت دوامی روزوں کی ہو جاتی ہے، یوں ہی ہر ماہ تین روزوں کا حکم ہے، ان روزوں کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ اور ان کا بڑا اجر ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے ایک
یہ کہ میں چاشت کی نماز پڑھ لیا کروں، دوسرے سونے سے قبل
وتر پڑھوں اور تیسرے ہر ماہ کے تین روزے نفل رکھوں "

جہاں تک چاشت کی دو رکعت نماز کا تعلق ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ نماز گویا انسانی جسم میں اور اس کے تمام اعضاء کی طرف سے گویا صدقہ ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سے یہ حدیث وارد ہے کہ آپ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لینا ہی کافی ہے۔

(مسلم بروایت ابوذر)

چاشت کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہیں، البتہ افضل یہ ہے کہ نمازیں گھر کے اندر پڑھی جائیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنی کچھ نمازیں گھروں میں پڑھ لیا کرو، کیونکہ اللہ تعالےٰ تمہارے گھروں میں پڑھی گئی نمازوں میں خیر و برکت عطا کرتا ہے اور گھروں کو قبریں مت بناڈالو!

(مسند احمد کی ایک روایت نیز متفق علیہ، اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو، اور گھروں کو قبریں مت بناڈالو، اور ابویعلیٰ، رویانی، اور ضیاء مقدسی نے اس کو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔)

یعنی نماز کے عمل کو گھروں میں ترک نہ کرو، کیونکہ جن گھروں میں نفلی نمازیں پڑھی جاتی ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے، وہاں روزی میں کشادگی ہوتی ہے، خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور گھر والوں پر رحمت چھائی ہوتی ہے۔

ہر ماہ کے تین روزوں کی حیثیت بھی یہی ہے کہ یہ بدن کی زکوٰۃ ہے، حدیث میں ہے:۔

ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

(ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ، طبرانی بروایت سہل بن سعد، شارح جامع نے ان دونوں روایتوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:۔

روزے رکھو، صحت مند بنے رہو گے۔

(ابن سنی، ابونعیم در طب نبوی، البتہ اس کی اسناد ضعیف ہے)

لوگوں کے حالات پر جن کی نظر ہے وہ دیکھیں گے کہ جو افراد نفل روزے رکھتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں ان کا جسم اوروں کی بہ نسبت زیادہ صحت مند ہوتا ہے، اور ان کی عمریں طویل ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ بھی انھیں دنیا کا بہتر سامان مرحمت فرماتا ہے اور یہ محض ان کے حسن اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ دونوں عبادتیں ایک طرح سے جسمانی ورزش ہیں، اور بدن ان کی وجہ سے تندرستی اور سرگرمی کا عادی بنتا ہے پھر عبادت کی وجہ سے چہرے پر نور، دل میں سرور، جسم میں طاقت اور روزی میں برکت نصیب ہوتی ہے

وتر کی نماز کی سب سے زیادہ تاکید وارد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ وتر (طاق) ہے، اور وتر کو پسند کرتا ہے، اس لئے اے

اہل قرآن (یعنی اے ایمان والو!) وتر پڑھا کرو۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ بروایت علی رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا:۔

"وتر برحق ہے، اس لئے جس نے وتر نہیں پڑھی وہ ہم میں سے نہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات وتر پڑھا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم وتر کب پڑھتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا، سونے سے پہلے وتر پڑھتا ہوں، پھر آپ نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا، انھوں نے عرض کیا رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا، رہے ابوبکر تو انھوں نے احتیاط پر عمل کیا اور وتر پر ان کا سونا ہوا، اور رہے عمر تو انھوں نے قوت کے کام کو اختیار کیا، اس لئے جسے یہ اندیشہ ہو کہ آخر رات میں اٹھ نہیں سکے گا تو اسے چاہئے کہ پہلے ہی وتر پڑھ لے اور جسے حرص ہو کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ آخر رات میں اٹھ جائے گا، اسے آخر رات میں وتر پڑھ لینا چاہئے کیونکہ آخر رات کی نماز حضوری کے لائق ہے اور یہی افضل ہے، زیادہ سے زیادہ وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں اور کم سے کم ایک رکعت ہے اور وتر برحق ہے، اس لئے جو کوئی سات رکعت وتر پڑھنا چاہے اسے چاہئے کہ پڑھ لے، (یہ آپ نے تین مرتبہ دہرایا، اس روایت کو احمد ابوداؤد اور حاکم نے حضرت بریدہ سے نقل کیا ہے۔)

اور جو کوئی ۵ رکعت وتر پڑھنا چاہے اسے پڑھ لینا چاہئے اور جو تین رکعت وتر پڑھنا چاہے اسے بھی چاہئے کہ پڑھ لے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس رکعتوں کی پابندی کے ساتھ نگہداشت رکھتے تھے، وہ رکعتیں یہ ہیں، مغرب کے بعد ۲ رکعتیں، عشاء کے بعد ۲ رکعتیں، فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر سے پہلے ۲ رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں، آدمی کو چاہئے کہ ان سنتوں کی پابندی کرے، اور اگر ان میں سے کوئی نماز فوت ہو جائے، تو اس کی قضا کرنا مسنون ہے۔

ان کے علاوہ بعض سنتیں کسی سبب کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں، جیسے تحیۃ المسجد صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> تم میں سے کوئی جب مسجد میں داخل ہو تو اسے بیٹھنے سے پہلے ۲ رکعت پڑھ لینا چاہئے، خواہ وہ ممنوع وقت ہو، جیسے عصر کے بعد کا وقت یا اس کے علاوہ کوئی وقت۔

یہاں تک کہ جو لوگ جمعہ کے دن مسجد جائیں اور خطیب خطبہ دے رہا ہو، یا موذن اذان کہہ رہا ہو، تب بھی بیٹھنے سے پہلے اسے دو رکعت نماز پڑھ لینی چاہئے، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اتنے میں سلیک غطفانی نامی ایک صاحب تشریف لائے اور بیٹھنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان سے خطاب کو منقطع فرما کر کہا، سلیک کیا تم نے دو رکعت نماز پڑھ لی ہے؟ انھوں نے عرض کیا نہیں۔! آپ نے فرمایا، اٹھ کر فوراً دو رکعتیں پڑھ لو، اور انھیں ہلکی پڑھو!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرکیف ! ایک مومن کے لئے جو بحالت اسلام زندگی کے دن گذار رہا ہے، اس کے لئے نماز، روزے اور صدقہ سے بڑھ کر کوئی عمل افضل نہیں ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ قبر میں لیٹنے والے مردے بڑی حسرت سے یہ چاہتے ہیں کہ کاش ان کے اعمال میں کچھ افزائش ہو نیز وہ لوٹ کر دنیا میں آنے کی تمنا کرتے ہیں اور بکثرت نیک عمل کرنا چاہتے ہیں اور ان میں سے جن بندوں نے حدود سے تجاوز کیا اور اعمال میں بڑی کوتاہی برتی وہ حسرت سے کہیں گے ۔

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ (مومنون ۹۹، ۱۰۰)

اے ہمارے رب ! مجھے (دنیا میں) لوٹا دے تاکہ میں کوئی نیک کام کروں، وہاں جہاں میں چھوڑ آیا ہوں ۔

ان کے اس سوال کا جواب تک انھیں نہیں ملے گا اور ان کے اور ان کے کاموں کے بیچ پردہ حائل کر دیا جائے گا اور گروی کے طور پر ان کا سب اثاثہ ضبط کر لیا جائے گا ،

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی زندگی خواہ کتنی ہی دراز ہو، لیکن بہرکیف ایک دن آپ کو مرنا ہے، اور آپ محبت خواہ جس سے کریں لیکن ایک نہ ایک دن آپ انھیں چھوڑ کر چلے جائیں گے، اور آپ جو چاہیں کریں اس کا بدلہ آپ کو مل کر رہے گا، یہ بھی سمجھ لو کہ رات کی تہجد گذاری مومن کے لئے باعث شرافت ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی ہے ۔

اور اگر کسی مرد یا عورت کی عادت نماز پڑھنے یا روزے رکھنے کی ہے، پھر کسی مرض یا بڑھاپے نے اسے بٹھا لیا اور اب وہ ان میں سے کوئی عمل نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہے، تندرستی کے دنوں میں بندہ جو کچھ کرتا تھا، اب نہ کر سکنے کے دنوں میں بھی اسے وہی اجر دو ۔! چنانچہ بندہ اپنے بستر پر دراز ہوتا ہے، لیکن اسے ان تمام اعمال کا بدلہ ملتا رہے گا، جب کوئی شخص اپنے بستر پر آئے ۔ اور آخر رات میں اس کی نیت اٹھ کر نماز پڑھنے کی ہو لیکن اسے نیند آجائے اور آنکھیں نہ کھل سکیں، تو اسے رات کی تہجد گذاری کا اجر ملے گا، اور اس کی نیند اس کے لئے صدقہ ہوگی، بہرحال یہ حقیقت ہے کہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت بدلہ کا گھر ہے۔

ایک تازہ قبر پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ قبر کس کی ہے؟ انھوں نے عرض کیا، یہ فلاں تاجر کی ہے، آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! دو رکعت نماز اس قبر والے کے لئے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔ (منذری، بروایت طبرانی فی الاوسط، حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نیز انھوں نے اس کی اسناد کو حسن کہا ہے)

دنیا آخرت کی کھیتی ہے، یہاں نیک اعمال کی کاشت ہوتی ہے، جو کوئی یہاں سے نیکیوں اور نیک کاموں سے خالی ہاتھ ہو کر نکلا، آخرت میں وہ تنگدست ہوگا اور اس کا انجام برا ہوگا۔

اذا انت لم ترحل بزاد من التقی ولاقیت بعد الموت من قد تزودا

جب تم تقویٰ کے توشہ کے ساتھ سفر نہیں کروگے اور مرنے کے بعد ایسوں سے ملوگے جنھوں نے توشہ لیا تھا،

ندمت علی ان لا تکون کمثلہ وانک لم ترصد لما کان اصدا

تو تمھیں اس بات پر ندامت ہوگی کہ تم اس کے جیسے کیوں نہ بنے اور جس کے لئے اس نے تیاری کی تھی، تم نے اس کے لئے تیاری کیوں نہیں کی۔

لہٰذا تمہیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہئے اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہئے اور آخرت کے لئے دنیا ہی سے توشہ لے لینا چاہئے اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت

اور ان دنوں روزہ رکھنے اور خیرات کرنے کی اہمیت

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جو ازل سے ابد تک معبود برحق ہے جو د و کرم کے ساتھ مشہور و معروف ہے ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے ، روئے زمین پر ہر جاندار فانی ہے، البتہ تمہارے عزت وجلال والے رب کی ذات ہی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے ، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ، یہ ایسے بندے کی گواہی ہے جو یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور پھر وہ اسی پر جما رہتا ہے ، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول اور تمام مخلوقات کے پیشوا ہیں ، اے اللہ درود و سلام نازل فرما اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے تمام نیک و صالح آل و اصحاب پر ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد ، اس میں شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے ماہ و سال اور لیل نہار کو حرکت و عمل کی گھڑی اور مقررہ مدتوں کو میعاد قرار دیا ہے اور یہ مدت لمحہ بہ لمحہ زوال پذیر ہے ، البتہ جس ذات واحد نے انھیں عدم سے وجود بخشا ، اور انھیں فضیلت و اہمیت بخشی ، وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا اور لازوال ہے وہ ابدی اور دائمی ہے اور ہر حال میں اٹل ہے ہر آن بس وہ ایک معبود ہے ، وہی اپنے بندوں کے اعمال کا نگراں ہے اور ان پر کڑی نگاہ رکھنے والا ہے ، اپنے بندوں سے طرح طرح کے کام لیتا ہے تاکہ ان پر اپنا فضل و احسان کرتا رہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہایت لطف و نوازش کا سلوک ان کے ساتھ کرے ۔

ذی الحجہ کے دس دن جانے پہچانے ہیں اور قرآنی آیات میں ان کی تفصیل مشہور و معروف ہے چنانچہ اس ارشاد باری میں انھیں کی طرف اشارہ ہے ۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (الفجر: ۱) قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی ۔

اللہ تعالیٰ نے ان راتوں کی قسم محض ان کی شرافت اور عظمت کی بنا پر کھائی جیسا کہ ان کی تفسیر میں وارد ہے ۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" ان دس دنوں میں کوئی عمل جتنا اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پیارا ہے ، ان کے علاوہ کسی اور دن کوئی عمل پیارا نہیں ہے "

یہ نیک عمل جس کی کثرت کو ان دنوں میں اللہ تعالیٰ بطور خاص پسند فرماتا ہے ۔ اس کے اندر روزہ ، نماز ، مالی صدقات ، اور نیکی اور نکوکاری اور خیر خیرات کے تمام ہی کام شامل ہیں ، اور بارگاہ خداوندی سے ان کے لئے بیش از بیش اجر و ثواب مقرر ہے ، کیونکہ غریبوں اور مسکینوں کو جتنی زیادہ ضرورت درپیش ہوتی ہے ، یا انھیں فقر و فاقہ کی نوبت آتی ہے اسی قدر تعاون انھیں ان دس دنوں میں بکثرت دستیاب ہوتا ہے ، ایسے بھی غریبوں کو عید کے موقع پر خوراک اور پوشاک کے ساتھ ساتھ کفالت اور پرورش کی ہر ادنیٰ اور اعلیٰ ضرورتیں لاحق ہوتی ہیں ، لہٰذا ان دنوں جس قدر نیک اعمال کئے جائیں گے ، ان کے اثرات دوسروں تک ضرور سرایت کریں گے ،

ان دنوں کے نیک اعمال میں روزہ رکھنا زبردست اہمیت رکھتا ہے بعض سلف صالحین ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں یا ان کے کچھ دنوں میں بالضرور روزہ رکھتے ہیں ، کیونکہ دنیاوی دنوں میں ان کی بے حد فضیلت وارد ہے ، جیسے انھیں ایام میں یوم عرفہ آتا ہے ، جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، تمہارے دنوں میں افضل ترین دن یوم عرفہ ہے اور خود میں نے اور مجھ سے پیشتر انبیاء کرام نے جو بہتر سے بہتر دعا اس روز مانگی ہے وہ یہ ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے تمام تعریفیں بس اسی کے لئے خاص ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یوم عرفہ کے روزہ کی بابت جب آپ سے سوال ہوا، تو آپ نے فرمایا: "یہ روزہ گذشتہ اور آئندہ برسوں کا کفارہ ہے"۔ اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، یعنی صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ان دس دنوں میں مسجدوں بازاروں اور شاہراہوں پر اس قدر بلند آواز سے تکبیر پڑھنا مستحب ہے جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بازار کی طرف نکل جاتے اور تکبیر کہتے تھے، ان کی تکبیر پر اردگرد کے لوگ بھی کچھ اس طرح تکبیریں کہتے کہ وہاں ایک شور سا محسوس ہوتا تھا، تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

قربانی کا ثبوت کتاب و سنت ہر دو سے ثابت ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و کردار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ مالدار اور مستطیع پر قربانی کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ دین کا شعار اور رب العالمین کی اطاعت کی ایک صورت ہے، اس لئے جانور کو ذبح کرنا، اس کی قیمت خیرات کرنے کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے اور چاروں مسلک کے ائمہ اس پر متفق ہیں، کیونکہ بارگاہ خداوندی میں تقرب کی یہ بہترین صورت ہے۔

نیز انھیں ایام میں عظیم تر اسلامی عید واقع ہے اور حج بیت اللہ کی عید بھی یہی ہے اور اس عید کے منانے میں غنی اور بے نیاز آقا کی عظیم ترین نعمتوں کی شکر گذاری کا اظہار ہے، مالداروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وسعت والوں کو خوشی ہوتی ہے کہ اللہ نے انھیں قربانی کی توفیق بخشی اور غریبوں اور مسکینوں کے زمرہ میں انھیں شامل نہیں کیا۔ لیکن عاجز و درماندہ فقیروں کو بھی قربانی نہ کرنے کا غم نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے قربانی کی ہے۔

یوم اضحیٰ کی اعلیٰ ترین قربانی دو جانوروں کو ذبح کرنا ہے، البتہ ایک قربانی بھی گھر کا بڑا خود اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے کر سکتا ہے، اسی مناسبت سے ایک حدیث ہے جس کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کی راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو، اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ بال اور ناخن کاٹنے سے احتراز کرے"

اس حدیث میں علماء کا اس زاویہ سے اختلاف ہے کہ بعض نے اس ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے، امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کا ظاہر مذہب یہی ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت بھی یہی ہے، البتہ کسی ادنیٰ ضرورت کے تحت کراہت زائل ہو جاتی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بال اور ناخن کاٹنا مکروہ تصور نہیں کرتے، یوں ہی عورتوں سے لمس یا خوشبو اور کپڑا استعمال کرنا بھی وہ مکروہ نہیں سمجھتے ہیں۔

بیشتر حنبلی فقہاء کا قول یہ ہے کہ ممانعت کی غرض کراہت ہے، انصاف میں اس کو ترجیح دی گئی ہے البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت کی بابت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر نکیر کی ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حکم حج کا احرام باندھنے والے کی بابت دیا ہے، پھر خود میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے قلادے بٹے تھے، لیکن مذکورہ کسی چیز سے آپ نے منع نہیں فرمایا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جب ہم کہتے ہیں کہ یہ ممانعت کراہت کے لئے ہے تو یہی صحیح ہے کیونکہ یہ کراہت کسی ادنیٰ حاجت یا ضرورت کے تحت رفع ہو جاتی ہے اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جس نے اپنے سر کا بال یا انگلیوں کا ناخن کاٹ لیا، اس کی قربانی جائز نہیں تو یہ کہاوت سراسر غلط ہے، کیونکہ علماء میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ہے۔

بہرکیف مذکورہ ہر دو اقوال کے تحت اگر کسی شخص نے اپنے سر یا ڈاڑھی کے بال کاٹ لئے یا ذی الحجہ کے دس دنوں میں ناخن کاٹ لئے پھر قربانی کرنا چاہا تو اس کی قربانی جائز ہوگی اور باتفاق اہل علم قربانی صحیح اور درست ہوگی یوں ہی اگر کسی عورت نے سر کے بال کھول لئے، اور کچھ بال ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑے تو قربانی کے عمل میں اس سے کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی، بلکہ اسے قربانی کرنی چاہئے اور اس کی قربانی صحیح ہوگی اور اس عورت کو خوشبو، مہندی اور صحبت وغیرہ ہر چیز ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔

(مغنی ج ۱۵-۵ میں اس مسئلہ کی بابت اختلاف ذکر کرنے کے بعد درج ہے کہ اگر کسی نے اپنے بال مونڈھ لئے یا ناخن کاٹ لئے تو اسے مغفرت طلب کرنی چاہئے البتہ باتفاق علماء اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے خواہ اس نے بھول کر ایسا کیا یا جان بوجھ کر۔ اقتباس تمام ہوا۔)

البتہ افضل یہ ہے کہ ناخن اور بال نہ کاٹے جائیں، لیکن اگر کسی نے خلاف ورزی کر لی تو قربانی کرنے سے اسے کوئی ممانعت نہیں ہوگی۔

اور یہ جو ان شہروں میں عوام کی زبانی مشہور ہے کہ جس شخص کی نیت قربانی کی ہو اسے احرام باندھ لینا چاہئے، تو یہ یکسر باطل اور غیر صحت مند بات ہے، کیونکہ احرام صرف حج یا عمرہ کرنے والوں کو باندھنا چاہئے، یوں ہی کچھ لوگ جو بال یا ناخن کاٹ لیتے ہیں وہ یہ سمجھ کر قربانی ملتوی کر دیتے ہیں کہ ان کا قربانی کرنا صحیح نہیں ہے، حالانکہ قربانی کے خواہاں کے لئے اگر بال اور ناخن نہ کاٹنا ضروری ہی ہوتا تو یہ حقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر مخفی نہیں رہتی جب کہ آپ خود رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھیں، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہ نسبت آپ کو سنت کی فہم اور اوراس سے واقفیت یقیناً زیادہ تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرتے تھے اگر یہ بات صحیح ہوتی تو آپ پر مخفی نہیں ہوتی ۔

اس حدیث کی بابت ام سلمہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ اعتراض سمجھ میں بھی آتا ہے کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم حج کا احرام باندھنے والوں کو دیا تھا " کیونکہ حج کا احرام باندھنے والے کو بال اور ناخن کاٹنا جائز نہیں ہے اور قربانی کرنے والے کے لئے یہی فضیلت کافی ہے کہ قربانی کے ہر بال اور اون کے عوض اسے ایک نیکی ملے گی، جیسا کہ حضرت زید بن ارقم کی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے کہا ــــ یا انھوں نے کہا ــــ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، انھوں نے عرض کیا، ان کے عوض ہمیں کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہر بال کے عوض ایک نیکی، انھوں نے کہا، اور اُون کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اُون کے بھی ہر ریشہ کے عوض ایک نیکی ملے گی ۔

لیکن ان اعمال پر مذکورہ فضیلت اور اجر اسی وقت ملے گا جب یہ کام اسی درجہ اوصاف اور صحت کے ساتھ انجام دیئے جائیں، جن کے یہ متقاضی ہیں، اور ان حکمتوں کا لحاظ کیا جائے جو انکی مشروعیت کے وقت مدنظر ہوتی ہیں، مثلاً ان کے انجام دہی کے وقت حکم خداوندی کی تعمیل مقصود ہو، سنت رسول کی پیروی مقصود ہو، برخود غلط بدعتوں سے احتراز پیش نظر ہو اور ہر قسم کے برے تصرف سے گریز کی نیت ہو، تب ہی قیمت خیرات کرنے سے بہتر جانور کا ذبح کرنا ہوگا، کیونکہ ذبح کرنے میں سنت ذبیحہ کا احیاء، اطاعت خداوندی کی تعمیل اور وجوب کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا پایا جاتا ہے، بالخصوص جن کے نزدیک قربانی کرنا واجب ہے پھر اس صورت میں ہر آن صدقہ کرنا ممکن ہے، البتہ قربانی محدود وقت میں محدود ہوتی ہے جیسے عقیقہ ہوتا ہے، اور بالاجماع اس صورت میں صدقہ خیرات کرنے کی بجائے ذبح کرنا افضل ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اللہ اور اس کے رسول کے مقررہ قاعدوں کے تحت نہیں کی گئی تو یہ محض کسی بکری وغیرہ کا گوشت ہوگا، جسے گھر والوں کو بھیج دیا گیا ہو۔!

صحاح، سنن اور مسند کی کتابوں میں گہری چھان بین اور جستجو کے بعد ہم نے میت کی طرف سے قربانی کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث نہیں پائی اور نہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی رو سے کوئی صریح دلیل یا ایسی سنت ہمیں مل سکی، جس میں میت کی طرف سے قربانی کا حکم وارد ہو، یا ایسا کوئی اشارہ ملتا ہو کہ مردوں کو قربانی کا ثواب ملتا ہے، نیز صحابہ کرام سے بھی کہیں یہ منقول نہیں کہ انھوں نے مردے کی طرف سے قربانی کی، یا اپنے مرنے کے بعد قربانی کی وصیت کی، یا قربانی کے لئے کوئی چیز وقف کی ہو، اس سلسلے میں کوئی تذکرہ کسی وقف یا وصیت کے باب میں منقول نہیں، اور مردوں کے لئے بھی انھوں نے کوئی تبرع اس نوعیت کا نہیں کیا، لہٰذا اگر مردوں کی طرف سے قربانی کرنا مسنون ہوتا یا یہ ثابت ہوتا کہ مردوں کو اس کا ثواب پہونچتا ہے تو وہ ہم سے پہلے ان اعمال کو بالضرور انجام دیتے، اس لئے صحابہ کرام کا اس عمل کو نہیں کرنا گویا ان کے زمانے کا اجماعی حکم ٹھہرا اور نزاع کے موقع پر استصحاب کی رو سے اجماع کا حکم ایک قسم کی حجت ہے اور امام مالک، امام شافعی، اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا ظاہر مذہب یہی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی نہیں کی جائے گی، کیونکہ ان کی مشروعیت منقول نہیں اور چونکہ قربانی ایک شرعی حکم ہے، لہٰذا مذکورہ ذبیحہ محض کسی بکری کا گوشت سمجھا جائے گا، جبکہ زندہ آدمی عید کے دن جو قربانی کرتا ہے یہ محض عید کے اعزاز میں مشروع ہے نیز اس سے خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے یا عید تک رسائی کا شکرانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کو یہ ہدایت ضرور دی ہے کہ وہ اپنے مرحوم والدین کی طرف سے صدقہ اور خیرات کریں، لیکن قربانی کا حکم نہیں دیا ہے، منجملہ ان روایتوں میں ایک روایت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جسے بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا اچانک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقال ہوگیا اور انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر انھیں کچھ کہنے کی مہلت ملتی تو وہ خیرات کے لئے کہتیں، بھلا بتائیے اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انھیں اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں تم اپنی ماں کی طرف سے خیرات کردو" ـــ لیکن آپ نے ان کی طرف سے قربانی کے لئے نہیں فرمایا"

صحیح مسلم میں درج ہے کہ ایک شخص نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کا انتقال ہوا، انھوں نے کچھ مال چھوڑا ہے۔ لیکن وصیت نہیں کی ہے تو کیا میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو ان کے لئے کفارہ ہوجائے گا، آپ نے فرمایا: ہاں اپنے والد کی طرف سے خیرات کردو۔

یوں ہی ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ بنو ساعدہ کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین کا انتقال ہوا، تو کیا ان کے ساتھ نیکی کی کوئی صورت میرے لئے باقی ہے جسے میں ان کے مرنے کے بعد انجام دوں، آپ نے فرمایا: ہاں ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا، مغفرت چاہنا، ان کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، اور جن قرابت داروں سے قرابت محض ان کی وجہ سے قائم ہے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، اور ان کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا"

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں ہیں جن میں آپ نے صلہ رحمی، خیرات اور دعاء خیر کا حکم فرمایا، اور بتایا کہ ان کا اجر میت کو پہونچتا ہے اور اگر والدین کے مرنے کے بعد قربانی کرنا بھی نیکی کا باعث ہوتا یا اس کا ثواب انھیں پہونچتا تو آپ ان پر عمل درآمد کی ہدایت دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صدقہ کی نوعیت بھی یہی ہے، جب انھوں نے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اصل کو روکے رکھو اور اس کے نفع کو خیرات کردو، چنانچہ انھوں نے غریبوں اور قرابت داروں میں غلام کو آزاد کرانے میں اللہ کی راہ میں، اور مسافروں اور کمزوروں میں تقسیم کرادیا، اور جو لوگ اس تقسیم کے ذمہ دار ہوں گے انھیں چاہئے کہ دستور کے مطابق خود اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھائیں اور ایسے دوستوں کو بھی دیں جو مالدار نہ ہوں ،

اور اگر قربانی نیکی کا عمل ہوتا یا مرنے کے بعد اس کا ثواب میت کو پہونچتا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اپنے لئے اس عمل کے جواز کو ہرگز فراموش نہیں فرماتے ۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

" جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا سارا عمل منقطع ہوجاتا ہے
البتہ تین قسم کا عمل باقی رہ جاتا ہے ۱ صدقہ جاریہ ۲
ایسا علم جس سے فائدہ پہونچایا جائے ۳ یا نیک اولاد جو
اس کے حق میں دعا کرے "

لیکن اس روایت میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ قربانی بھی جو مرنے کے بعد کسی کی طرف سے کی جائے ، غرض قربانی کو صدقہ نہیں کہا جائے گا اور اگر کوئی صدقہ کی نیت سے اپنے والدین کی طرف سے جانور ذبح کرے ، یا کسی ایک کی طرف سے ، اور غریبوں کو اس کا گوشت تقسیم کرا دے تو یہ بہترین خیرات ہوگی اور انھیں اس کا ثواب ملے گا ، کیونکہ یہ مستحب خیرات ہے البتہ چونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ، اور نہ یہ علم ہے کہ آپ نے کسی کو مردہ کی طرف سے قربانی کا حکم دیا ہے ، نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کوئی حکم ثابت ہے اور نہ اسلاف میں سے کسی نے اس کی وصیت کی ہے اس لئے ہم یقین کے ساتھ کہیں گے کہ یہ عمل مشروع نہیں نہ ہی اس کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اگر یہ خیر کا کوئی کام ہوتا تو ضرور ہم سے پہلے اسلاف اس کی طرف سبقت کرتے ، البتہ جیسا کہ ہم نے عرض کیا اگر قربانی کی قیمت کو مردہ کی طرف سے خیرات کر دے تو قربانی کو ذبح کرنے سے زیادہ افضل ہوگا ، کیونکہ ذی الحجہ کے دس دنوں میں غریبوں اور مسکینوں کو خیرات پہونچنا اس لئے زیادہ موزوں ہے کہ وہ حاجت مند اور رفاقہ مست ہوتے ہیں ، پھر عید کے موقعہ پر ان کی ضرورتیں دراز ہوتی ہیں اور ان کے اہل وعیال کے لئے اخراجات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پوشاک کی شدید ضرورت انھیں درپیش ہوتی ہے، لہٰذا اس موقعہ پر خیرات کے طور پر جو کچھ ان کے ہاتھ آئے گا، اس سے اللہ کی زیادہ سے زیادہ محبت انھیں حاصل ہوگی، مثلاً ان کی مشکلات کا دفعیہ ہوگا، ان کی ضرورتوں کو اللہ تعالےٰ پوری فرمادے گا، پھر غریبوں اور ان کے گھر والوں کو خوشی اور مسرت لاحق ہوگی اور قرآن پاک اس قسم کا صدقہ اور خیرات کرنے کی مثالوں سے بھرا ہوا ہے اور یہ حقیقت سبھی جانتے ہیں کہ خیرات کرنے سے کمی نہیں آتی، بلکہ اس کے اندر اضافہ ہی ہوتا ہے اور یہ ایسے اعمال میں سے ہے جسے اللہ تعالےٰ بالخصوص ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں بطور خاص پسند فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے :

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

(البقرۃ : ۲۱۵)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ ان سے کہہ دیں کہ تم جو بھی از روئے خیر خرچ کرو گے، وہ والدین کے لئے، رشتہ داروں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہو، اور تم جو بھلائی کروگے اللہ اس سے بخوبی واقف ہے

اللہ نے اپنے ان بندوں کی تعریف کی ہے جو اس کی محبت کی خاطر ان لوگوں میں اپنی رقمیں خرچ کرتے ہیں۔

ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ (البقرۃ : ۱۷۷)

جو رشتہ دار ہیں، یتیم اور مسکین اور مسافر اور سوال کرنے والے ہیں، اور گردنوں کو چھڑانے کے لئے، اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے خرچ کرتے ہیں

نیز کسی انسان کے لئے افضل ترین صدقہ وہی ہے جو اس نے صحت اور تندرستی کے عالم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہو، اور جبکہ وہ اپنی زندگی کے دن گذار رہا ہو، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

افضل ترین صدقہ وہ ہے جسے تم اس وقت کرو جب تم تندرست ہو، روپیہ پیسہ کے خواہش مند رہو، دولت مند بننا چاہو اور تنگدستی سے ڈرتے رہو، اور اتنی بھی دیر مت کرو کہ جب روح زخرے میں اٹکنے لگے تو تم کہو فلاں کو اتنا دیا جائے اور فلاں کا اتنا تھا۔"

افسوس یہی ہے کہ بہتیرے افراد مرنے کے وقت ہی خیرات کرتے ہیں اور خود وصیت کرکے چلے جاتے ہیں اور ان کی وصیت کے ذمہ داران کا سارا اثاثہ چٹ کر جاتے ہیں اور صحیح طریقہ سے وصیت کا اجراء نہیں کرتے، اس لئے آدمی کے لئے زیادہ نفع بخش صورت یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر اعتماد کرکے از خود کوئی کام کرے، نہ یہ کہ کسی کو کچھ کرنے کے لئے وصیت کر جائے۔

وحسن ظنك بالايام معجزه فظن شرا وكن منها على حذر

زمانہ بھر کے بارے میں حسن ظن رکھنا تمہیں عاجز بنا دے گا، اس لئے گمان ایسا اچھا نہ رکھو اور محتاط ہی رہو۔

غاض الوفاء وفاض الغدر وانفجرت مسافة الخلف بين القول والعمل

وہ وفاداری میں غرق نظر آتا ہے اور دھوکہ اس کے بشرے سے جھلکتا ہے اور قول و عمل کے بیچ تضاد کی روش عام ہو چکی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے، ہم پر کشادہ فضل و کرم فرمائے، محض اپنی لطف و عنایت سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے اور اپنا ذکر، اپنا شکریہ ادا کرنے اور اپنی بہتر عبادت کی ہم سب کو توفیق بخشے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج بیت اللہ
کے فقہی احکام

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہیں جس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسے بندے کی گواہی ہے، جو اقرار کرتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، پھر وہ اسی پر جما رہتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جملہ خلائق کے پیشوا ہیں اور سلامتی کے گھر کی طرف بلانے والے ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ رب العزت نے مال و سال اور شب و روز کو اعمال کے لئے مہلت اور وقت مقرر کی میعاد قرار دیا ہے، یہ ساعتیں لمحہ بہ لمحہ گذرتی جائیں گی، البتہ جس ذات گرامی نے انھیں عدم سے وجود بخش اور طرح طرح کی فضیلتوں سے انھیں امتیاز دیا وہ ازل سے ابد تک باقی رہے گا کبھی فنا نہیں ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کبھی کسی تبدیلی یا تغیر کا شکار نہیں ہوگا، وہی اپنے بندوں کو طرح طرح کے کاموں میں مصروف رکھتا ہے، تاکہ مختلف نعمتوں سے انھیں نوازے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ ان کے ساتھ غایت درجہ جود و کرم اور نوازش کا معاملہ کرتا ہے، اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ ماہ صیام کے گذرتے ہی حج بیت اللہ الحرام کا مبارک مہینہ سماء دنیا پر سایہ فگن ہو جاتا ہے، اور جس طرح ایمان اور طلب ثواب کے لئے جو کوئی روزہ رکھتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح جو کوئی بیت الحرام کا حج کرے اور ہر قسم کے فسق و فجور سے احتراز کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسا کہ وہ اس دن تھا جب وہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا۔

البتہ جمہور علماء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ کفارہ عموماً صغیرہ گناہوں سے ہوگا، رہے کبیرہ گناہ جیسے قتل و خونریزی، شراب و سود خوری، اور لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے ہڑپ کرنا وغیرہ ایسے بڑے گناہ، حج یا کسی عبادت جیسے نماز، روزہ وغیرہ سے بھی معاف نہیں ہوں گے، جب تک کہ سچے دل سے توبہ نہ کی جائے اور حقداروں کو ان کا حق لوٹا نہ دیا جائے۔

اللہ نے اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی ہے، ان میں پانچواں رکن یہی بیت اللہ کا حج ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور فرمایا۔

> اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔۔۔۔ یہ سن کر حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال کے لئے فرض ہو جائے اور اگر فرض ہو جائے تو تم کر نہیں پاؤ گے، نہ تمہیں اس کی سکت ہوگی اس لئے خوب سمجھ لو کہ حج ایک ہی بار فرض ہے، ہاں ایک بار سے زیادہ جو کرے، وہ نفل ہے، (ترمذی کے سوا محدثین خمسہ نے اس کو نقل کیا، اصل الفاظ مسلم کے ہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ	اور لوگوں میں حج کے لئے اعلان کر دو، لوگ
رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ	تمہارے پاس چلے آئیں گے، پیادہ بھی اور دبلی
مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ	اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی تاکہ اپنے
(الحج: ۲۷-۲۸)	فائدے کے کاموں میں حاضر ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کی ادائیگی کے دوران ایک حاجی دنیوی اور اخروی دونوں کے منافع کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔

حج کے دنیوی فوائد یہ ہیں کہ مسلمان بلد حرام کی پرامن حدود میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں، ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرتے ہیں، ایک دوسرے سے سلوک اور رابطہ استوار کرتے ہیں، ایک دوسرے کا دکھ درد سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اپنی مشکلات اور سماجی بیماریوں کا حل اور علاج کی فکر کرتے ہیں، اور آپس کے بغض وحسد کے ازالہ کی تدبیریں کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپنے دور خلافت میں تمام اہلکار اور شہروں کے اعلیٰ حکام کو حج کے ایام میں ملاقات کی تاکید فرماتے تھے اور ان سے امور خلافت پر تفصیل سے گفتگو کرتے تھے، ان کی مشکلات سن کر انھیں مناسب اصلاحی اور تعمیری مشورہ دیا کرتے تھے۔

حج کے اخروی فائدے یہ ہیں کہ بندہ جب بے غرض ہو کر صرف اپنے رب کی رضا کے لئے حج کا سفر کرتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے اعمال کی اصلاح ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر یہ دعا مانگیں گے تو خدا ان کی دعا قبول کرے گا، اسے پکاریں گے تو ان کی آواز پر لبیک کہے گا اور حج کی راہ میں جس قدر خرچ کریں گے اس سے کہیں زیادہ انھیں عطا کرے گا۔ (نسائی، ابن ماجہ، اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو ذکر کیا)

باری تعالیٰ فرماتا ہے،

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا گھر تک جانے کی طاقت رکھے وہ اس کا حج کرے

(آل عمران : ۹۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ " سبیل " سے مراد کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا " راستہ کا توشہ اور سواری " اس روایت کو دار قطنی نے نقل کیا، حاکم نے اس کو صحیح کہا، راجح یہ ہے کہ یہ مرسل ہے ۔

حج کی فرضیت کی اس شرط کے ساتھ علماء نے یہ قید بھی لگائی ہے کہ راستہ پر امن ہو ۔

حج قدیم ترین عبادت

حج صدیوں پرانی عبادت ہے، پچھلی امتوں کے پیغمبر اور ان کے ماننے والے قدیم زمانے سے حج کرتے چلے آئے ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر وادی عسفان سے ہوا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا :۔

" ابوبکر ! یہ وہی وادی ہے کہ حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام اپنی جوان اونٹنیوں پر اس راہ سے گذرے ہیں، ان اونٹنیوں کی مہار کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھیں اور بیت اللہ کا حج ان کا مقصد تھا،

(احمد، بیہقی، بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

ستر پیغمبر اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام، حج کے ارادے سے مقام اوحاء سے گذرے ہیں ۔ (ابویعلیٰ طبرانی بروایت انس رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور اسلام سے پہلے قریش بھی حج کیا کرتے تھے، لیکن توحید خالص کی اس عبادت میں انھوں نے بتوں کی پرستش کو شامل کر دیا تھا اور خانہ خدا کو سب سے بڑا بت کدہ بنا رکھا تھا جبکہ اس گھر کی شان میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ

(آل عمران: ۹۷)

یقیناً وہ گھر جو سب سے پہلے لوگوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، بڑی برکتوں والا، ساری دنیا کے لئے ہدایت والا اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں ایک مقام ابراہیمؑ ہے، اس گھر میں جو شخص داخل ہوگا اسے امن ہوگا، اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس گھر کا حج ہے یعنی اس کے ذمہ جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت رکھے اور جو شخص انکار کرے گا تو وہ کیا خدا سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! خاص خدا کی بندگی اور عبادت کے لئے کون سا گھر زمین پر سب سے پہلے بنایا گیا؟ آپ نے فرمایا "مسجد حرام" میں نے عرض کیا، پھر اس کے بعد؟ فرمایا "مسجد اقصیٰ" میں نے عرض کیا دونوں کی تعمیر کے درمیان کس قدر وقفہ تھا، فرمایا چالیس ۴۰ سال کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکّہ

فتح مکہ کا واقعہ ۸ھ میں پیش آیا، اس واقعہ کے اگلے سال ۹ھ میں حج فرض ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ادائیگی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حج کا پہلا قافلہ روانہ فرمایا، وفورِ شوق کے باوجود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس حج کی خاطر اس لئے تشریف نہ لے جاسکے کہ عربوں نے زمانۂ جاہلیت سے حج کے اندر بے شمار خرافات کو رائج کیا تھا۔ منجملہ ان میں سے ایک رسم یہ تھی کہ مرد عورت سب ننگے ہوکر طواف کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ان کے پرانے گناہوں کی وجہ سے ناپاک ہوچکے ہیں۔ قرآن پاک نے اس ذہنیت کا پردہ فاش کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ (الاعراف: ۲۸)	اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہی بتایا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا۔

یہ اور اس جیسی متعدد باطل رسموں کو توڑنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ روانہ فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۂ برأت کی ابتدائی چالیس آیتیں حج کے موقعہ پر بلند آواز سے پڑھ کر سنائیں جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ

* آئندہ کسی کافر و مشرک کو مکہ آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٭ نہ ہی کوئی شخص ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔

٭ اور جن قبائل نے جس قدر مدت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر رکھا ہے اس مدت تک ان کا معاہدہ برقرار رہے گا، لیکن مدت گذر جانے کے بعد ....

إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ (التوبۃ : ۳) یقیناً اللہ اور اس کا رسول دونوں ان مشرکین سے دستبردار ہوں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد نو سال مدینہ منورہ میں رہے آپ نے حج نہیں کیا، سنہ ۱۰ھ میں آپ نے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا، آپ کے اس ارادہ کا اعلان ہونا تھا کہ لوگ جوق در جوق مدینہ منورہ میں جمع ہونے لگے، ہر کوئی دل سے چاہتا تھا کہ آپ کی معیت میں حج کی سعادت انھیں نصیب ہو اور وہ براہ راست حضور سے مناسک حج کی تعلیم حاصل کریں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

غرض حضور نے مدینہ منورہ سے کوچ کیا، یہاں تک کہ آپ ذوالحلیفہ تشریف لائے، جو اہل مدینہ کی میقات ہے یہاں آپ نے پڑاو ڈالا اور رات بسر کی، حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے بچہ پیدا ہوا، انھوں نے حضور کے پاس کہلا بھیجا کہ اس حال میں انھیں کیا کرنا چاہئے، آپ نے فرمایا غسل کر لو، اور کپڑا اچھی طرح باندھ لو (تاکہ خون جذب ہو جائے) پھر احرام باندھ لو۔ (مسلم بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہواری اور زچگی والی عورتوں کے لئے یہی آداب ہیں کہ صفائی کے لئے وہ غسل کرلیں اور جس طرح اور عورتیں احرام باندھتی ہیں احرام باندھ لیں ان کا احرام درست ہوگا،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ آگے فرماتے ہیں ۔

"ہم نے حج کے احرام کی نیت کی، اس لئے کہ اس وقت تک حج کے ساتھ عمرہ کرنے سے ہمارے کان ناآشنا تھے ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، احرام باندھنے کے لئے ایک گوشہ میں گئے اور اور خوشبو لگائی ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ؛

" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے لئے طواف بیت اللہ سے قبل خوشبو لگائی ۔

خوشبو اور عطر کے بارے میں یہ احتیاط رکھنی چاہئے کہ مرد جو عطر استعمال کریں اس کا رنگ ہلکا اور بو تیز رہے ، جیسے روغن گلاب وغیرہ اور عورتوں کے عطر کا رنگ گہرا ہو اور بو دھیمی ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احرام حج کے آداب

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدہ ایک طرف ہو کر غسل فرمایا، اور ایک ازار اور چادر کا احرام باندھا، احرام باندھنے کے بعد آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

احرام یہ ہے کہ بدن کی صفائی اور غسل وغیرہ سے فراغت کے بعد احرام کی چادر پہن کر تمتع یعنی حج وعمرہ کے مناسک ادا کرنے کی دل سے نیت کرے۔ نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ اگر کوئی شخص لوگوں کی طرح احرام باندھ لے اور حج کی نیت زبان سے ادا نہ بھی کرے تو مضائقہ نہیں، اس کا تمتع کا احرام درست ہوگا۔ صحابہ کے عمل سے اس حکم کا جواز ملتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

اس کے بعد آپ قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہوئے، اور لبیک پکارا، راستہ میں جوق در جوق لوگ آکر قافلہ میں شریک ہوتے تھے جہاں تک میری نظر کام کرتی تھی، دائیں بائیں آگے پیچھے غرض سب طرف پیدل اور سوار آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، ہمارے درمیان رسول اللہ کی سواری تھی، گاہے گاہے آپ پر قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوتی تھیں، اور جو عمل آپ انجام دیتے ہم سب ہو بہو ویسا ہی کرتے تھے، راستہ میں اکثر آپ لبیک کے الفاظ بلند آواز سے پکارتے تھے۔

لبیک اللھم لبیک لبیک	حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں، حاضر ہوں،
لا شریک لک لبیک ان	تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں، بیشک
الحمد والنعمۃ لک والملک	سب تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور
لا شریک لک	بادشاہت میں بھی تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس وقت آپ لبیک کہتے تمام لوگ کہتے تھے اور آپ نے لبیک کہنا اپنے لئے لازم کر رکھا تھا ، لبیک کہنا ایک سرمدی نغمہ ہے ، جو دراصل کمال اطاعت اور فرمانبرداری کا اعتراف ہے ، ان پاکیزہ کلمات کو زبان سے دہرا کر بندہ اس کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اپنے آقا کی چوکھٹ پر ہمہ تن حاضر ہے ، مالک کی پکار پر جب اس کا ماتحت فوری طور پر " حاضر ہوں " کی صدا لگاتا ہے تو مالک کا دل خوشی اور مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے ، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ رب کے حضور بندوں کی طرف سے عاجزی اور تابعداری کے اظہار کے لئے اس سے زیادہ موزوں کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے ۔

تلبیہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس وقت بناء کعبہ کا حکم فرمایا ، تو آپ نے فوری اس کی تعمیل کی ، اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کام میں مدد کی ، کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رب کعبہ نے دوبارہ حکم فرمایا کہ اب لوگوں کو حج اور اس گھر کی حاضری کے لئے آواز دو ، آپ نے فرمایا خدایا میں ، ناتواں ، میری آواز کمزور ، بھلا میری پکار کو کون سنے گا ، باری تعالےٰ نے فرمایا ، ابراہیم (علیہ السلام) پکارنا تمہارا کام ہے ، آواز کا پہونچانا ہمارا کام ہے ، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابو قبیس پر چڑھ کر زور سے پکارا ،

" لوگو ! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے ، اس کا حج کرو "

چنانچہ حاجی تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنے رب کی اسی پکار کا جواب دیتا ہے اور کہتا ہے ، حاضر ہوں ، اے اللہ میں حاضر ہوں !

اس کے بعد آپ کی سواری آگے بڑھی ، روحاء کے مقام پر آپ کی ملاقات ایک قافلہ سے ہوئی ، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو ؟ انھوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں ، قافلہ والوں نے سوال کیا ، آپ کون ہیں ، ؟ آپ نے فرمایا : میں اللہ کا رسول ہوں ، یہ سن کر قافلے کی ایک عورت ایک بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی اور پوچھا کیا اس کا بھی حج ہے ۔ ؟ آپ نے فرمایا ، ہاں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا ثواب تم کو ملے گا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ کا حج جائز ہے ، البتہ اگر بچہ بہت چھوٹا ہو اور عقل و تمیز نہ رکھتا ہو تو اس کے تمام ارکان جیسے احرام طواف ، سعی اور رمی اس کا ولی کرے گا ، اور اگر تمتع کی نیت کی تو اس کی طرف سے قربانی کرے گا ، لیکن بچے کا یہ نفلی حج ہوگا ، فرض ادا نہ ہوگا ، یہ بھی واضح ہو کہ بچہ کی طرف سے سرپرست کا احرام وغیرہ کا عمل کرنا محض مستحب ہے ، واجب نہیں اور مشق اور سکھانے کے لئے ہے ۔ پھر جب بچہ بالغ ہوگا تو اسے دوبارہ حج اسلام کرنا ہوگا ۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آگے چلے تو بنو خثعم کی ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا ، اللہ کے بندوں پر حج کا فریضہ عائد ہوا ہے ، لیکن میرے والد اتنے بوڑھے ہو چکے ہیں کہ سواری پر ٹھیک سے بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کروں ، آپ نے فرمایا ہاں کر دو ،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت مردوں کی طرف سے حج کر سکتی ہے اور بیٹی اپنے ماں یا باپ کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے ۔ یوں ہی مرد اپنے باپ اور ماں کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے بشرطیکہ خود اپنا حج کر چکا ہو ، جیسے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معمر مرد یا عورتیں جو بہ نفس نفیس طواف اور سعی نہیں کر سکتیں ، نہ ہی لوگوں کے ساتھ چل پھر سکتی ہیں ان کے لئے حج میں اپنا نائب کسی کو بنانے کی اجازت ہے ، اور نائب کو چاہئے کہ حج یا عمرہ جس کی نیابت کر رہا ہو ، اس کا احرام باندھ لے اور حاجی جیسا کرتا ہے خود بھی وہی سب کرے ۔

پھر ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ، اور کہا میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی ، اور پوری کرنے سے پہلے مر گئی کیا میں اس کی جانب سے حج کروں ، آپ نے فرمایا ، کیوں نہیں ، اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتیں ، حج اللہ کا قرضہ ہے اسے ادا کرو ، کیونکہ اللہ اپنا حق پورا کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے کسی نیک کام جیسے حج کرنے دس روزے رکھنے یا اتنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار مثلاً خیرات کرنے کی نذر مانی تو یہ عبادت نذر ہوگی جس کو اس نے از خود اپنے اوپر لازم کیا ہے لہٰذا اس کی تکمیل ضروری ہوگی یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جس نے خدا کی اطاعت کی نذر مانی وہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے نافرمانی کی نذر مانی اسے چاہئے کہ اس نذر سے باز آئے اور نافرمانی نہ کرے۔

نذر اپنے اوپر ایک قسم کی جبر اور زیادتی کا نام ہے لہٰذا نذر ماننا فی نفسہ کوئی بہت محبوب عمل نہیں ہے، اس لئے کہ جس کام کی ادائیگی کو باری تعالےٰ نے ضروری نہیں بتایا بندہ اس کو اپنے اوپر ضروری کر لیتا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

نذر سے زیادہ خیر کی توقع مت رکھو، یہ تو بخیلوں کو خیرات پر آمادہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

معلوم ہوا کہ نذر کا ماننا ضروری نہیں، لیکن نذر مان لینے کے بعد اس کی تکمیل ضروری ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے نیک کام جیسے حج روزہ یا خیرات کی نذر مانی تو اس کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم ہوگی، اور اگر وہ شخص اپنی زندگی میں اس کی استطاعت رکھتا تھا لیکن نہ کر سکا تو اس کے ترکہ سے اس کی تکمیل کی جائے گی اور ولی اس کا ذمہ دار ہوگا، کیونکہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا، آپ فرماتے ہیں۔

"جو شخص مر جائے، اور اس کے ذمے کچھ روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے نذر کا روزہ مراد لیا ہے، کیونکہ نذر ایک قرض ہے جس کی فوری ادائیگی کی کوشش کی جاتی ہے اور میت کی طرف سے اس قرض کی ادائیگی کی جاتی ہے اور جس طرح لوگوں کا قرض فوری طور پر ادا کیا جاتا ہے اسی طرح اس قرض کو بھی ادا کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممنوعاتِ احرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، محرم نہ قمیص استعمال کرے، نہ عمامے نہ پائجامے، نہ ٹوپیاں اور نہ موزے البتہ اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو اپنے موزوں کو ٹخنے سے نیچے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جس میں زعفران اور ورس (کمیلہ) لگا ہو۔

احرام کی سنت یہی ہے کہ استعمال کے عام کپڑوں کو اتار کر دو صاف ستھرے کپڑوں میں احرام باندھے اور قمیص، عمامے، ٹوپیاں، پائجامے اور موزے پاٹتابے وغیرہ نہ پہنے یہاں تک کہ سلا ہوا کوئی کپڑا بھی نہ پہنے، اور ایک ازار اور چادر میں احرام باندھ لے، احرام کی یہ بے سلی ہوئی چادریں ان کے دلوں میں کفن کی یاد تازہ کرتی ہیں، حجاج کرام کا یہ خاص لباس ہے جسے پہن کر شاہ و گدا، وزیر و فقیر، امیر و غریب اور حاکم و محکوم سب ایک ہوتے ہیں، جیسے نماز، طواف اور دیگر عبادات میں تمام حاجیوں کی یکسانیت ان کے اندر سے نام و نسب کا امتیاز مٹاتی ہے، اور کوئی بے عمل رہا تو اس کا نسب اس کے کچھ نہیں آئے گا۔

اور اگر کسی شکایت پر سر ڈھانکنا پڑ جائے اور سر کھلا رکھنے میں تکلیف کا اندیشہ ہو تو اسے چاہئے کہ سر ڈھانک لے، اور جس کی قربانی جائز ہو اس کو فدیہ کے طور پر دیدے، یا تین روزے رکھے، یا چھ مسکینوں کا کھانا کھلا دے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔

معلوم ہوتا ہے تمہارے سر کے جوؤں نے تم کو بہت اذیت دے رکھی ہے۔ میں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: بال منڈا دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر تین روزے رکھ لو، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، یا ایک
بکری ذبح کر دو۔ (بخاری)

ایسا کرنے سے اس کا احرام نہیں ٹوٹے گا، نہ حج پر کوئی اثر پڑے گا، بلکہ سر منڈانے ناخن کترنے یا قمیص اور پاجامہ پہننے پر جس جانور کی قربانی جائز ہے، اسی کو ذبح کر کے فدیہ کے طور پر دے سکتا ہے، ان میں سے جو ادا کرے اسے اختیار ہے اور اس کا حج صحیح ہوگا۔

رہی عورتیں تو وہ اپنے معمول کے کپڑوں میں رہیں گی، البتہ حالت احرام میں انھیں چہرہ کھولنا حرام ہے، اس لئے محرم عورتوں کو چہرے پر سلا ہوا کپڑا جیسے برقع، نقاب وغیرہ نہیں پہننا چاہئے، اور بدوی عورتیں جو نقاب استعمال کرتی ہیں اُسے بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے البتہ اگر غیر محرم مرد سامنے آجائے تو چہرہ پر کوئی کپڑا لٹکانا، یا کسی اور چیز سے منہ چھپا لینا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حج میں جب ہمارے سامنے قافلے والے آجاتے تو ہم سر سے اپنی چادر چہرے پر لٹکا لیتیں، جب وہ گذر جاتے تو دوبارہ کھول لیتیں۔

محرم عورتوں کے لئے چہرے پر نقاب ڈالنا منع ہے، اگر کسی عورت نے نقاب ڈال لیا تو اسے فدیہ دینا ہوگا، یعنی قربانی کے لائق جانور ذبح کرے، یا تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اور اکثر عورتیں اوڑھنی کے نیچے جو پٹی لگاتی ہیں تاکہ اوڑھنی چہرے سے اٹھتی رہے تو صحابی خواتین سے ایسا کوئی فعل ثابت نہیں ہے اور اگر ہوا چلنے یا سواری کے ہلنے سے اوڑھنی عورت کے چہرے پر لگتی رہتی ہے تو اس کا حج درست ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مقام سرف پر پہونچی، یہ مقام جدہ سے ذرا ہٹ کر تنعیم کے راستے مکہ جاتے ہوئے پڑتا ہے، آپ نے یہیں پڑاؤ ڈالا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمتِ حیض اور حائضہ عورت کا حج

جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے، کہیں حیض تو نہیں آگیا؟ انھوں نے اشارہ سے ہاں کہا، آپ نے فرمایا یہ ایک فطری چیز ہے جو اللہ نے تمام عورتوں پر عائد کی ہے، اب تم غسل کرلو اور حج کے لئے احرام باندھ لو اور وہ سب ارکان ادا کرو، جو دوسرے حاجی ادا کریں، صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا جب تک کہ پاک نہ ہو جاؤ۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، تم حج (تمتع) کا ارادہ چھوڑ دو اور غسل کر کے عمرہ کے لئے احرام باندھ لو، اور تلبیہ یوں کہو، لَبَّیْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا اے اللہ میں عمرہ اور حج دونوں کے لئے حاضر ہوں، نیز فرمایا، جب تم خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرلوگی تو یہ طواف و سعی، عمرہ و حج دونوں کے لئے یکساں کام دے گا۔

عورتوں کے حیض آنا قدرت کا ایک نظام ہے یہ اس کی علامت ہوتا ہے کہ اب وہ باقاعدہ عورت کے حکم میں داخل ہو چکی ہے اور حاملہ بن سکتی ہے، عورت کے جب تک حمل نہ ہو اسے ماہواری آتی ہے، لیکن نطفہ قرار پانے کے بعد رحم سے خون آنا بند ہو جاتا ہے، اور جیسے انڈے کی زردی، اس کے اندر پرورش پانے والے چوزے کی غذا بنتی ہے، اس خون کو قدرت، رحم کے بچے کی پرورش اور اس کے لئے غذا کا سامان بناتی ہے اور اگر کسی حاملہ کے خون جاری ہو جائے تو اسے نماز روزہ چھوڑنے کی چنداں اجازت نہیں، اس لئے کہ یہ رحم کا خون نہیں جسے حیض کہا جاتا ہے، یہ رگوں کا خون ہے جو اندرونی خرابی کا نتیجہ ہے، جبکہ حیض کا خون نسائیت کی تکمیل کی علامت ہے، کیونکہ حائضہ عورت ہی حاملہ بن سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمتع والی عورت عمرہ سے پہلے احرام کے وقت یا کہ داخل ہونے سے پہلے حائضہ ہوجائے اور حج کے فوت ہونے کا اسے خوف ہو تو وہ اپنے حج تمتع کو قران میں بدل دے، اور حج کے تمام ارکان جیسے طواف، سعی، وقوف عرفہ، مزدلفہ اور منیٰ میں رات گذارنا اور کنکریاں مارنا وغیرہ سب کام عام عورتوں کی طرح کرے، البتہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی نہ کرے، اور جب پاک ہوجائے تو طواف و سعی کرے حتی کہ وقوف اور کنکریاں مارنے کے بعد پاک ہونے کی نوبت آئی تو اس وقت طواف و سعی کرلے، اس سے اس کا عمرہ پورا ہوجائے گا اور یہ ایک طواف اور ایک سعی اس کے عمرے اور حج دونوں کے لئے کافی ہوگا۔

لیکن اگر سوئے اتفاق سے کسی عورت کے میقات سے حیض کا خون جاری رہا اور اسے اس حد تک جاری رہا کہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ رک کر پاکی کا انتظار کرے گی، تو یہ بچھڑ جائے گی اور ساتھ والے روانہ ہوجائیں گے تو اس صورت میں شیخ الاسلام امام احمد بن تیمیہ اور علامہ ابن القیم رحمہما اللہ نے بحالت مجبوری یہ رخصت دی ہے کہ وہ غسل کرے اور کپڑا اچھی طرح باندھ لے، تاکہ خون جذب ہوجائے، پھر اسی حالت میں طواف، سعی اور حج کے باقی اعمال ادا کرے، اس کا حج صحیح ہوجائے گا اس لئے کہ یہ اضطرار اور سخت مجبوری کی حالت ہے اور جس قدر مجبوری ہوتی ہے اسی قدر رخصت ہوتی ہے، چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ، ۲۸۶) — اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کا پابند نہیں بناتا۔

نیز فرمایا:-

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن ۱۶) — تو جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو

اور یہ دلیل بھی ہے کہ جب آدمی طہارت سے عاجز ہوجائے، جیسے اس کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں تو اسی حال میں نماز پڑھ لے، اس نماز کا دہرانا اس کے لئے ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوگا، نیز اس لئے کہ نماز کے لئے طہارت کی شرط سے زیادہ بڑی ہے اور تنگی درپیش ہو تو حکم میں وسعت آجاتی ہے، کیونکہ سہولت کا باعث ہوتی ہے۔

عورت کے اگر استحاضہ کا خون مسلسل جاری ہو، خواہ چٹائی تر ہو جائے یا مرد کو قطرہ قطرہ پیشاب آنے کا مرض لاحق ہو اور کسی صورت تھمتا یا بند نہ ہوتا ہو، یہاں تک کہ چٹائی خراب ہو رہی ہو، تو ظاہر ہے یہ معذور لوگ اسی حال میں نماز پڑھیں گے، اگر اسی قسم کی سخت مجبوری عورت کو طواف افاضہ میں پیش آجائے تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کہ وہ اسی حالت میں طواف کرلے کیونکہ طواف میں طہارت کی شرط، نماز کی شرط سے زیادہ بڑی نہیں ہے اور جب تنگی درپیش ہو تو کشادگی آہی جاتی ہے۔ اور تنگی مشقت کے دفعیہ اور سہولت کا باعث ہوتی ہے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک بس چلے،
اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ (بخاری ومسلم بروایت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اس کے مطابق فتویٰ دینا ہم درست سمجھتے ہیں۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ اہل علم اور محققین کے ایک قول کے مطابق حیض اور نفاس والی عورتوں کو اس کی اجازت ہے کہ وضو کرکے مسجد حرام یا مقامی مسجدوں میں جاسکتی ہیں، بشرطیکہ چٹائی یا دری کے آلودہ ہونے کا امکان نہ ہو، اس کی وجہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ وضو کی تاثیر یہ ہے کہ اس سے حیض ونفاس والی اور جنابت کے فاسد اثرات کم ہوتے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ بعض اصحاب، جنابت کی حالت میں وضو کرکے مسجد میں بقدر ضرورت ٹھہرنے میں حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

صاحب مفردات نے مذکورہ بالا مسئلہ کو اپنی نظم میں یوں کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبوضوء جنب او حائض

او نفساء بلا تجويع فائض

لهم يجوز اللبث كالعبور

في مسجد ذاك على المشهور

یعنی اگر مسجد یا فرش کے آلودہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو حیض و نفاس والی عورتوں اور جنبی کو مشہور قول کے مطابق مسجد میں قدر قلیل ٹھہرنا یا مسجد کا راستہ عبور کرنا جائز ہے

طواف کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

پھر آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ جب مسجد حرام پہونچے اور کعبہ کے پاس آئے تو سب سے پہلے طواف کیا، پہلے تین چکر میں رمل کیا اور باقی چار چکر اپنے معمول کے مطابق رفتار سے پورا کیا اس پورے طواف میں آپ نے اضطباع کیا اور چادر کو بائیں مونڈھے کے نیچے کر لیا، یہ رمل اور اضطباع سفر کے بعد طواف قدوم کرتے ہوئے مشروع ہے، اس کے علاوہ ہر طواف میں سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہوئے طواف کرے۔

طواف سے فارغ ہو کر آپ مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی:۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (البقرۃ: ۱۲۵) اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو۔

مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، اور آب زم زم پیا، اس سے فارغ ہو کر آپ باب الصفا سے صفا پہاڑی کی طرف نکل گئے اور صفا سے سعی شروع کی اور مروہ پر ختم فرمایا، ہر دفعہ کچھ دیر ٹھہر کر دعا مانگتے اور ذکر فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد اور قران کرنیوالے کیلئے ایک سعی کافی ہے

سعی ختم کرنے کے بعد مروہ کے اوپر سے جب کہ لوگ نیچے جمع تھے، آپ نے سب کو خطاب کیا اور فرمایا،

جو بات اب میرے علم میں آئی ہے اگر وہ پہلے آئی ہوتی تو میں ہدی نہ لاتا اور صرف عمرہ کا احرام باندھتا، لہٰذا جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ کر ڈالے اور احرام کھول دے۔ (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ تمتع اور قران کے جانور عید اور تشریق کے دنوں میں ذبح کئے جائیں گے، ان سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

اتنے میں سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا:

عمرہ حج میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو گیا ہے (مسلم)

اس کے بعد جب آپ اور آپ کے اصحاب ۴ ذی الحجہ کو مکہ آئے تو آپ کے وہ ساتھی جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے، ارشاد نبوی کے مطابق حلال ہو گئے، اپنے بال چھوٹے کرا لئے، سلے ہوئے کپڑے پہن لئے اور خوشبو وغیرہ کا استعمال کیا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جو ساتھی قربانی کا جانور حل سے لائے تھے وہ اپنے احرام پر باقی رہے اور حج اور عمرہ کر کے، عید کے دن رمی جمار اور قربانی کرنے کے بعد حلال ہوئے۔

آٹھویں ذی الحجہ کو جمعرات کے دن جب منیٰ کی روانگی کا وقت آیا تو جو ساتھی حلال ہو چکے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے ازسرنو حج کا احرام باندھا، پھر آپ سبھوں کے ساتھ منیٰ تشریف لے گئے، اور رات وہیں گذاری۔

نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے براہ ضب عرفات روانہ ہوئے اور عام مسلمانوں کے ساتھ سیدھے وادئ عرفات کے دامن میں واقع وادی عرنہ میں اترے جو عرفات سے باہر اور حد حرم اور عرفات کے درمیان واقع ہے، وہاں ایک خیمہ میں آپ نے قیام فرمایا اور زوال تک وہیں ٹھہرے رہے، یہ جمعہ کا دن تھا اس روز آپ نے ظہر اس کے وقت میں اور عصر ظہر کے وقت میں بطور قصر پڑھائی، اہل مکہ بھی آپ کے ساتھ قصر و جمع میں شریک رہے، اور مسجد نمرہ مزدلفہ اور منیٰ سب جگہ آپ کے ساتھ قصر کرنے میں شریک رہے، نماز کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور عرفات میں تشریف لائے، وادئ عرنہ کے آخری حصہ میں جہاں اب مسجد نمرہ بنی ہوئی ہے۔ وہیں اونٹنی پر ہی خطبہ دیا، یہ ایک عظیم خطاب تھا، اس خطبہ میں آپ نے فرمایا،

- لوگو! میری بات سنو، قیامت تک کے لئے تمہارے خون، تمہارے مال، اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام کردی گئی ہیں، جس طرح تمہارا آج کا دن، اس مہینہ میں اس شہر میں محترم قرار دیا گیا ہے۔
- سن لو بیشک زمانہ جاہلیت کی تمام باطل رسموں کو میں باطل کرتا ہوں، زمانہ جاہلیت کے خون کے تمام دعوے ختم کئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے خود اپنے بھتیجے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں جو بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا، کہ بنو ہذیل نے اس کو قتل کردیا، جاہلیت کے خون کی معافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ابتداء اسی سے کرتا ہوں ،

❖ بیشک ہر قسم کا سود باطل ہے اور سب سے پہلے میرے چچا عباس بن عبدالمطلب کا واجب سود ختم کیا جاتا ہے ۔

❖ لوگو ! اپنی عورتوں پر تمہارا حق ہے ، اور ان کا تم پر ، تمہارے ہاتھوں وہ خدا کی امانت ہیں ، تم نے اللہ کی ضمانت پر انھیں حاصل کیا ہے ، اور اللہ ہی کے نام سے انھیں اپنے لئے جائز کیا ہے تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہاری آبرو کی حفاظت کریں ، ایسے لوگوں کو گھروں میں قدم نہ رکھنے دیں ، جن کو تم پسند نہیں کرتے نہ ہی کسی قسم کی بدکاری عمل میں لائیں ، عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم خوش دلی سے ان کا کھانا کپڑا دو ۔

❖ دیکھو میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں جس کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہو گے ، بشرطیکہ اسے مضبوطی سے پکڑے رہو ، وہ کیا ہے ؟ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ،

❖ لوگو بتاؤ ! کیا میں نے خدا کے احکام پہونچا دیئے ، جب تم سے میری بابت سوال ہو گا ، تو تم کیا کہو گے ؟ سب نے جواب دیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پوری طرح پہونچا دیا ، امانت ادا کر دی ، نصیحت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ۔

❖ اس کے بعد آپ نے انگشت شہادت اٹھا کر فرمایا ،

خدایا گواہ رہ ! — خدایا گواہ رہ ! — خدایا گواہ رہ !۔

(مسلم)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

لوگو! میری بات سنو! میرا خیال ہے کہ اس سال کے بعد اس جگہ میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔ مسلمانو! خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہونا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو — !

خطبہ کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو وداع کیا اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

وقوف عرفات کی اہمیت اور اس کے آداب کا بیان

روئے زمین پر طلوع ہونے والے تمام دنوں میں عرفہ کا دن سب سے افضل اور برتر ہے، یہ بڑا عظیم دن اور یہ اجتماع بڑا عظیم الشان اجتماع ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

عرفہ کا دن تمہاری زندگی کا بہترین دن ہے، سب سے اچھی دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور عرفہ کے دن کی سب سے اچھی دعا جو میں نے اور مجھ سے پہلے کے انبیاء نے کہی ہے، وہ یہ ہے:-

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ چیز پر قادر ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرفات میں وقوف کرتے ہوئے حاجی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس سے دعاء اور آہ وزاری میں پوری جدوجہد کرے، کثرت سے استغفار کرے، عاجزی، انکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ جس قدر دعا کرسکتا ہو، دعا کرے، کیونکہ یہ قبولیت کا دن ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ نہ کرسکے تو خاموش رہے، اس لئے کہ عرفہ کے ساتھ کوئی مخصوص دعا نہیں ہے۔ عرفہ کا اصل کام محض ٹھہرنا اور اس سرزمین پر کھڑا ہونا ہے، جیسا کہ آپ نے فرمایا:

"حج عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے۔" (ترمذی بروایت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی)

اسی روز یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا۔ اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

ایام تشریق کے وسط میں سورۂ نصر نازل ہوئی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

(النصر)

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تم دیکھو لوگوں کو کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو تم اپنے رب کی حمد وثنا کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو، بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

یہ وہ سورہ ہے جس کے مخفی اشارات سے دور بین نگاہوں نے یہ اندازہ کرلیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب رفیق اعلیٰ سے جا ملیں گے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سورہ کی یہی تفسیر کی ہے۔

عرفات میں وقوف کے دوران ایک صحابی اونٹنی پر سے گر پڑے ان کی گردن کی ہڈی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹوٹ گئی، جس سے ان کا انتقال ہوگیا، آپ نے فرمایا،

ان کو پانی اور بیری کی پتی ملے پانی سے نہلاؤ، احرام کی چادر میں کفنا کر دفن کر دو۔ اور خوشبو مت لگاؤ، نہ ہی ان کے سر اور منہ کو ڈھانکو، قیامت کے دن یہ لبیک کہتے ہوئے اٹھائے جائیں گے،

(بخاری و مسلم و ابن خزیمہ، بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

جب آفتاب بالکل غروب ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے مازمین کے راستہ مزدلفہ کے لئے روانہ ہوئے، راستے میں ہجوم کی وجہ سے آپ اونٹنی کی لگام اس قدر کھینچے ہوئے تھے کہ اس کی گردن آکر کجاوے میں لگتی تھی تاکہ وہ دوڑے نہیں اس لئے کہ قصواء بہت تیز اونٹنی تھی۔ لوگوں کے ہجوم سے ایک اضطراب کا عالم تھا، آپ ہاتھ سے اور کبھی کوڑے سے اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ آہستہ آہستہ اور فرماتے تھے۔

لوگو! سکون اور اطمینان سے چلو، دوڑنا کچھ بات نہیں ہے۔

مزدلفہ میں آنے اور وہاں سے روانگی کا بیان

مزدلفہ کی حد عرفات سے قرن محسر تک ہے، ان کے اطراف جو چھوٹی بڑی گھاٹیاں اور پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے، وہ سب مزدلفہ کے حکم میں ہے۔ مزدلفہ کو مشعر حرام اور جمع بھی کہتے ہیں، مگر اب مشہور اس جگہ کے لئے ہے، جہاں مزدلفہ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ دسویں کی صبح باجماعت پڑھ کر اونٹنی پر سوار آپ اسی کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔

سارے حاجیوں کو مسجد کے پاس کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ پورے مزدلفہ کا حکم یکساں ہے، آپ کا ارشاد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" میں یہاں کھڑا ہو گیا ہوں ، یا ٹھہرا ہوں اور سارا مزدلفہ کھڑے ہونے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے "

مزدلفہ میں ٹھہرنے کا حکم اس آیت سے ثابت ہے :

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(البقرة : ۱۹۸ ، ۱۹۹)

پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس خدا کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے اور حقیقت میں اس ہدایت سے پہلے تم ناواقف تھے پھر تم سب کو ضروری ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آؤ ، جہاں اور لوگ جا کر واپس آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو ، یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دینے والا مہربانی کرنے والا ہے ۔

حنبلی اور شافعی مسلک کی رو سے آدھی رات کے بعد تک رات گذارنا واجب ہے ، امام مالک کے نزدیک کوئی مزدلفہ آکر پھر آگے بڑھ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ، ہاں اگر مزدلفہ کی حدود میں آیا نہ ہو اور بالا بالا نکل جائے تو اس صورت میں اس پر دم آئے گا ۔

افصاح میں لکھا ہے کہ جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ مزدلفہ کے اندر رات کا کوئی حصہ گذارنا واجب ہے ، صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے واجب کے بجائے سنت مؤکدہ کہا ہے امام شافعیؒ کا (ایک قول یہ ہے کہ واجب ہے لیکن ان کا) دوسرا قول یہ ہے کہ واجب نہیں ہے ۔

صاحب افصاح آگے چل کر کہتے ہیں ، مزدلفہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی رات نہ گذارنے والے کا کیا حکم ہے ؟ اس بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے ۔ امام ابو حنیفہؒ قیام مزدلفہ کو واجب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ترک کر دینے پر وجوب دم کے قائل نہیں ہیں، امام مالکؒ قیام مزدلفہ کو سنت موکدہ مانتے ہیں، لیکن اس کے ترک پر دم واجب ہونے کے قائل ہیں، امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے راجح قول کی رو سے ترک قیام پر دم آئے گا، اس لئے کہ دونوں کے نزدیک رات کا قیام واجب ہے۔

یہ اقوال اور ان میں اختلاف اس لئے رونما ہوا کہ ان ائمہ عظام نے حضور علیہ السلام سے اس بارے میں کوئی واضح اور صریح نص نہیں پایا کہ آیا مزدلفہ میں پوری رات قیام کرنا واجب ہے؟ یا آدھی رات؟ یا محض ایک لمحہ قیام کرنے سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امام نے اپنے اپنے زمانے کے حالات اور تقاضوں کے لحاظ سے اجتہاد کیا۔ اور باوجود یکہ اس زمانے میں حجاج کم اور جگہ افراط تھی، راستے ایسے بھرے پرے نہ تھے اور مجمع پر فوری کنٹرول ممکن تھا، علماء نے اس زمانے کے مصالح اور تقاضوں کے پیش نظر یہ اجتہاد کیا جس کا نمونہ اوپر گذرا۔

قیام مزدلفہ کے بارے میں جہاں تک روایات کا تعلق ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عرفات سے لوٹتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپسی میں مزدلفہ پہونچے، وہاں وضو کیا، اذان دلوائی، اقامت کہی گئی، آپ نے مغرب کی نماز ادا فرمائی، پھر دوسری تکبیر ہوئی، اور آپ نے عشاء کی دو رکعتیں جمع تاخیر اور قصر کے ساتھ پڑھائیں، نماز سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے اور صبح تک آرام فرمایا، صبح سویرے اٹھ کر آپ نے اذان اور اقامت کے بعد باجماعت نماز فجر پڑھی، نماز کے بعد اونٹنی پر سوار ہو کر مسجد مزدلفہ کی جگہ پر کھڑے ہوئے جس کو اب مشعر حرام کہتے ہیں اور قبلہ رو ہو کر دعا، تسبیح اور تکبیر و ذکر الٰہی میں مصروف رہے، جب خوب روشنی ہو گئی تو آفتاب نکلنے سے پہلے آپ مزدلفہ سے روانہ ہوئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ منیٰ آئے پھر منیٰ آکر درمیانی راستہ سے جمرہ عقبہ کے پاس آئے اور جمرہ کے سامنے وادی میں اس طرح کھڑے ہوئے کہ مکہ آپ کے بائیں ہاتھ کی طرف تھا اور منیٰ دائیں ہاتھ کی طرف۔ آپ نے سواری پر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات کنکریاں یکے بعد دیگرے ماریں، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے، رمی کے ساتھ ہی آپ نے لبیک کہنا بند کر دیا، پھر آپ باقی قربان گاہ پر تشریف لائے، ہدی کے ذبح سے فارغ ہو کر آپ نے معمر بن عبداللہ کو بلایا، سر کے بال منڈائے، ناخن کتروائے اور سلے ہوئے کپڑے زیب تن فرمائے، قربانی کا تھوڑا سا گوشت پکوا کر آپ نے خود تناول فرمایا، شوربہ پیا، باقی گوشت پوست خیرات کر دیا، ذبح و حلق سے فارغ ہو کر آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور ساتھیوں کے ساتھ حج کا طواف فرمایا۔

کسی حاجی کے لئے ــ اگر خوش قسمتی سے اس کی توفیق ملے۔ ــ قیام مزدلفہ کی یہ سب سے بہتر صورت ہوگی۔ اس لئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے طریقوں کے عین مطابق ہے، دوسرے اس کے اندر خصوصاً موجودہ دور کے حجاج کے لئے کافی سہولت اور آرام ہے۔ اس لئے کہ دیکھا جاتا ہے کہ مزدلفہ واپسی کے وقت حجاج اور ان کی سواریوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے ہیں، ہر کسی کو واپسی کی فکر ہوتی ہے۔ عجلت کرنے والے زیادہ اور اطمینان سے چلنے والے کم ہوتے ہیں، غرض اس انبوہ میں ہمارا حاجی چاہے تو جوں توں کر کے مزدلفہ پہونچے، وہاں پہونچ کر کہیں بھی اتنی جگہ اسے مل سکتی ہے کہ وہ سنت کے مطابق رات گذار سکے، یہ افضل طریقہ ہے اور عام حجاج کو اس پر عمل کے لئے آمادہ کرنا چاہئے۔

لیکن مشاہدے اور تجربہ کی روشنی میں یہ بھی درست ہے کہ آج کسی کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے کس قدر سہولت ملے گی اور کہاں کون سی عبادت اسے کرنی ہوگی؟ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ابھی قریب تک ہر دور میں حجاج کا اس قدر جم غفیر نہیں ہوتا تھا، نہ ہی پاس و دور سے اس قدر قافلے آتے تھے۔ رہا موجودہ زمانہ تو آج نقشہ بالکل بدلا ہوا ہے، آج آمد و رفت کے نئے نئے وسائل کی وجہ سے فاصلے سمٹ کر محدود ہو چکے ہیں، اور دنیا سکڑ کر جیسے گھر آنگن میں آ گئی ہے، حرم شریف اور جزیرہ نمائے عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری دنیا کے مقابلہ میں امن وامان اور سکون وچین کا گہوارہ بن چکا ہے اور سارے عالم اسلام میں جیسے ایک قسم کی دینی بیداری کے آثار نمودار ہیں، یہ وہ اسباب ہیں، جن کی بنا پر حج کا رجحان عام ہوا، اطراف عالم سے بندگان خدا بلد حرام پر پروانہ وار نثار ہونے لگے اور سال بہ سال اس میں اضافہ ہی ہوتا رہا، آج صورت حال یہ ہے کہ ایام حج میں ٹریفک کی باقاعدگی، انتظامیہ کے لئے سب سے بڑا چیلنج اور سب سے بڑا مسئلہ بن جاتی ہے بھیڑ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ لوگ واپسی کے راستوں پر اپنی مرضی سے چل بھی نہیں سکتے۔ جگہ جگہ کراسنگ چیکر اور ٹریفک کنٹرولر تعینات ہوتے ہیں جو کسی حال میں ڈرائیوروں کو ٹھہرنے یا واپس لوٹنے کی اجازت نہیں دے سکتے، اس لئے کہ مزدلفہ کا پورا پورا راستہ موٹر گاڑیوں اور انسانوں سے پٹا پڑا ہوتا ہے، اور کبھی از دحام کا یہ سیلاب اس قدر شدید ہوتا ہے کہ لوگ مزدلفہ اتر نہیں پاتے اور پورا مجمع رکے بغیر مسجد حرام جا پہنچتا ہے اور چونکہ اس روز کا سب سے اہم کام طواف زیارت ہے اور یہ اس کا وقت ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے اس کے سوا کوئی گنجائش نہیں ہوتی کہ طواف زیارت سے بھی فراغت پالیں، جبکہ انھوں نے مزدلفہ میں قیام اور وقوف وغیرہ نہیں کیا ہے، صرف وہاں سے گذرے ہیں، صورت حال ایسی نازک ہو تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے حج کا کیا حکم ہے آیا ان کا حج درست ہوا یا نہیں ــــ؟

نئے نئے مسائل اور مشکلات جو اس زمانے میں پیش آئیں، یا آئندہ کسی زمانے میں ــــ! ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا نے ان کا حل دین اسلام میں پنہاں کر دیا ہے۔ البتہ یہ کام پیروان اسلام کا ہے کہ وہ اس کے اندر غور وفکر کریں اور مشکل کا حل تلاش کریں، مشہور کہاوت ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے، بنا بریں علماء امت کا فرض ہے کہ وہ اجتہاد سے کام لیں اور کتاب وسنت اور اصحاب کرام کی سیرت کو مدنظر رکھ کر ایسی کوئی صورت نکالیں جس سے حج کی روح بھی مجروح نہ ہو اور حج کرنا آسان ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقصد کے لئے ہمیں حدیث کے ذخیرے کا پھر سے جائزہ لینا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہ روایتیں جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، ان میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان کے بچوں اور بعض ازواج مطہرات کو راتوں رات مزدلفہ روانہ کر دیا تھا، خاص طور پر وہ حدیث جس میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے قبل فجر کی کنکری مارنے کا ذکر ہے۔

مکہ کے لئے روانگی کا علم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے بھی ہوتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔

> حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روانہ فرمایا، منیٰ پہونچ کر انھوں نے فجر سے پہلے رمی کر لی، پھر وہ مکہ آئیں اور حج کا طواف کیا۔ (ابوداؤد)

یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہے، غرض بخاری و مسلم اور سنن کی جملہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مزدلفہ میں رات کا کس قدر قیام کرنا واجب ہے۔ نہ ہی نصف شب تک وجوباً قیام کی کوئی صراحت ملتی ہے، جیسا کہ فقہاء نے اس کی تعیین کی ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کا "ترجمۃ الباب" قائم کیا ہے، ہاں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے اونٹ والے سے کہا کیا چاند ڈوب گیا؟ اس نے کہا نہیں، یہ پھر نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں، کچھ دیر کے بعد دوبارہ پوچھا گیا، چاند ڈوب گیا؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے کہا اچھا تو اب کوچ کر دو، راوی کہتے ہیں کہ ہم چل پڑے، منیٰ پہونچ کر انھوں نے جمرہ کی رمی کی، اور فرمایا، بچو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ سے واپسی میں آپ اور آپ کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مزدلفہ میں قیام کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ کہ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا حج درست حج ہوگا اور اس پر کسی قسم کا دم لازم نہ ہوگا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مزدلفہ سے دسویں کی رات منیٰ بھیج دیا، انھوں نے فجر سے پہلے جمرہ کی رمی کرلی پھر آکر حج کا طواف کیا، یہ روایت ابوداؤد کی ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ اس روایت سے بھی سابقہ روایتوں کی تائید ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ معقول شرعی عذر ہو اور مزدلفہ میں قیام کی گنجائش نہ ہو تو مزدلفہ سے روانہ ہوکر جمرات کی رمی اور مکہ جاکر طواف حج کرسکتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ حکم کی تعمیل بقدر امکان ہوتی ہے اور باری تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کا پابند نہیں بناتا۔

مزدلفہ میں مختصر قیام کے جواز کی ایک اور دلیل یہ دی جاسکتی ہے کہ عرفات میں ٹھہرنے کے بجائے اگر کوئی وہاں سے گذر جائے تو اس کا حج ہوجاتا ہے، اور لمحہ بھر کا یہ وقوف اس کے لئے کافی ہوتا ہے لہٰذا اگر کوئی مزدلفہ میں ٹھہرے بغیر وہاں سے گذر جائے تو چند ساعتوں کا یہ وقوف اور قیام بھی کافی ہونا چاہئے۔

علاوہ ازیں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وقوف عرفہ کے بعد کے مناسک جیسے مزدلفہ میں رات گذارنا، رمی جمرہ اور طواف زیارت وغیرہ ایسے اعمال ہیں جن کی تقدیم و تاخیر کے متعلق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں یہی فرمایا کہ کرو کچھ حرج نہیں ہے۔

پس جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معذوروں اور کمزوروں کو قبل از وقت مزدلفہ روانہ کردیا اور کسی وقت کی پابندی کا لحاظ نہیں فرمایا، غور کریں تو معلوم ہوگا کہ شدت ازدحام کی وجہ سے آج کے حجاج کی حالت بھی کیا معذوروں جیسی ہی نہیں، بلکہ ان سے زیادہ دگرگوں ہوچکی ہے اور رخصت سے فائدہ اٹھانے کی جس قدر علت آج انھیں درپیش ہے، غالباً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابقہ حجاج کو بھی نہیں تھی، لہٰذا ان نکتوں کو ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

پھر مزدلفہ کی رات گذاری کا حکم تمام فقہاء کے نزدیک یکساں نہیں ہے اس لئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ واجب نہیں، سنت موکدہ مانتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وقوف مزدلفہ کے چھوڑ دینے پر دم کا حکم عائد نہیں کرتے۔

صاحب افصاح نے لکھا ہے کہ حنبلی اور شافعی فقہاء نے سقہ (پانی پلانے والوں) اور چرواہوں سے وقوف مزدلفہ کو ساقط کر دیا ہے۔ حنبلی مسلک کی کتاب الاقناع اور اس کی شرح میں تحریر ہے کہ "سقہ اور چرواہوں کے لئے وقوف مزدلفہ ضروری نہیں" معذوروں کی تعریف کے تحت درج ہے کہ بیمار اور جنہیں مال کے گم ہونے کا اندیشہ ہے ان کے لئے رات گذارنا ضروری نہیں ہے، جیسے چرواہوں کے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ صاحب کشاف نے اس قول کی تائید میں موفق، ابن تمیم اور دیگر شارحین کے اقوال کو نقل کیا ہے۔

ان اقوال کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین کی بنیادی روح حصول آسانی اور دفع مضرت ہے، یعنی جہاں تک ہو سکے مشقت کو کم کیا جائے اور سہولت پیدا کی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قران اور تمتع کی قربانی شکرانہ ہے یا جرمانہ؟

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرۃ: ۱۹۶)

جو تم میں حج کے وقت تک عمرہ سے فائدہ اٹھانا چاہے یعنی حج تمتع کرے تو جو قربانی میسر ہو کرے اور جس کو قربانی نہ ملے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے، اور سات روزے جب واپس ہو جائے، یہ پورے دس ہوئے، یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکہ میں نہ رہتے ہوں۔

اللہ رب العزت نے متمتع پر ہدی ذبح کرنا اس لئے ضروری قرار دیا کہ وہ خوشبو اور عورت کو استعمال کرنے کی سہولت پا جاتا ہے، اور حج وعمرہ کے درمیان سلے ہوئے کپڑے پہن لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے قارن پر اس لئے دم واجب کیا کہ اس نے عمل واحد کے ذریعہ حج وعمرہ کو جوڑ لیا اور دونوں عبادتوں کے لئے ایک طواف پر اکتفا کیا، اور چونکہ حج اور عمرہ تا قیامت ایک دوسرے میں پیوست ہو چکا ہے، لہٰذا اس کی ادائیگی کی صورت میں قربانی کا ایسا جانور ذبح کرنا ہوگا جس کی عام طور پر قربانی کی جا سکتی ہے۔

اور یہ عبادت اور شکرانہ کا دم ہے، تاوان یا تلافی کا دم نہیں ہے۔ اور انھیں عید اور تشریق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انھیں ایام میں ذبح کرنا جائز ہوگا۔ جن دنوں کو قربانی کے ایام کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ میں فرمایا،

آج کون سا دن ہے؟ کیا یہ نحر (ذبیحہ) کا دن نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ضرور! اور اس دن کو یوم نحر اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمان اس دن ذبیحہ کرتے ہیں، حجاج کرام اپنی عبادت کے تحت ذبیحہ کرتے ہیں اور شہروں اور دیہاتوں والے قربانی کی بنا پر جانور ذبح کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ تمتع اور قران کا دم تلافی اور تاوان کے طور پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے عید سے پیشتر ساتویں اور آٹھویں دن بھی ذبح کو جائز سمجھا ہے لیکن دیگر تمام علماء کی تحقیق یہ ہے کہ عبادت اور شکر کا دم ہے اور عید اور تشریق کے دنوں ہی میں اسے ذبح کرنا جائز ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں صحابہ کرام کو احرام سے حلال ہونے کا حکم فرمایا اور سعی کو عمرہ میں شمار کرنے کے لئے کہا، وہیں آپ نے خود اپنے اس فعل پر کہ آپ نے ہدی چلائی، اظہار افسوس کیا، کیونکہ اسی کے سبب احرام سے آپ حلال نہ ہو سکے، آپ نے فرمایا تھا۔

جو بات مجھے اب معلوم ہوئی، پہلے اگر مجھے اس کا علم ہوتا تو میں ہدی نہ چلاتا اور اسے عمرہ قرار دیتا، لہٰذا تم میں جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اسے چاہئے کہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا ڈالے، اتنے میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور عرض کیا، کیا یہ اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ نے فرمایا، بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ قیامت تک کے لئے عمرہ حج میں داخل ہو چکا ہے۔ (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام سے حلال ہونے کی آرزو کی تھی، کیونکہ آپ کے اصحاب کرام بھی حلال ہو چکے تھے، لیکن آپ کو حکم ہوا کہ وہ حلال نہ ہوں اور ہدی میں چلائے گئے جانور کو ذبح کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (البقرۃ: ۱۹۶) اور اپنے سروں کو مت مونڈھو، تا وقتیکہ ہدی اپنے مستقر پر نہ پہونچ جائے۔

لہٰذا ذبح کی میقات زمانی عید کا دن اور ایام تشریق ہیں، جیسے ذبح کا مقام منیٰ اور مکہ مکرمہ کے سارے گلی کوچے ہیں، اس لئے اگر کسی نے عید سے پہلے تمتع کے دم کو ذبح کر ڈالا تو گویا اس نے عید سے قبل قربانی کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا

ہم چاہتے ہیں کہ ابھی ہم نماز پڑھیں، پھر قربانی کریں، لہٰذا جس نے ایسا کیا، اس نے ہماری سنت کو پالیا اور جس نے ایسا نہیں کیا گویا اس نے اپنے گھر والوں کو گوشت کی ضرورت پوری کرنے کے لئے بکری ذبح کر کے بھیج دیا، اس لئے جس نے اپنی قربانی کے جانور کو ساتویں، آٹھویں یا نویں روز ذبح کیا، تو یہ گوشت کی ضرورت کے لئے ذبح کرنا ہوا، عبادت کے لئے قربانی کرنا نہیں ہوا، اور اگر حج اور عمرہ کے درمیان مسافت قصر کا سفر کر لیا تو تمتع اور قران کا دم ساقط ہو جائے گا، مثلاً مدینہ منورہ، طائف یا جدہ کا سفر کر لیا حنابلہ کا ظاہر مذہب بھی یہی ہے، چنانچہ صاحب المغرات نے کہا ہے۔

مسافة القصر لذی الاسفار ما بین الحج والاعتمار
به دم المتعة والقران سقوطه فواضح البرهان

حج اور عمرہ کے درمیان لمبی مسافت کا سفر لاحق ہو جس سے قصر کرنا ضروری ہو جائے، تو دم تمتع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دم قران ساقط ہو جاتا ہے ۔ اس کی دلیل واضح ہے ۔ !

بعضے سیلانی قسم کے لوگوں نے اس قسم کے اقوال کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے ۔ چنانچہ انھوں نے لوگوں کے ذہن کو اس طرح پراگندہ کیا تاکہ خود انھیں گوشت خوری کا فوری موقعہ ملے ، اور ان کی باتوں سے بیشتر شریعت سے نابلد افراد دھوکہ کھا رہے ہیں ۔

بعض غیر محققین علماء جب دیکھتے ہیں کہ منیٰ میں قربانی کے جانوروں کا انبار لگا ہوتا ہے ایک پر ایک جانور گرے چلے جاتے ہیں اور کوئی انھیں کھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا ، تو وہ بیچ کی ایک راہ یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ ساتویں یا آٹھویں کو ذبیحہ کی اجازت دیدیں اس طرح گویا وہ منیٰ میں تخفیف ذبیحہ کی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں ، حالانکہ ان کی یہ تجویز بالکل ایسی ہی ہے گویا وہ ایک مرض سے بچنے کے لئے دوسرا مرض پیدا کر رہے ہیں ۔ کیونکہ اگر لوگوں نے ساتویں اور آٹھویں دن قربانی شروع کر دی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مکانات ، شاہراہیں ، اور گلی کوچے گوشت اور ہڈی سے اٹ جائیں گے اور ٹھیک ایسے وقت میں جبکہ حجاج کرام کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہونگے چاروں طرف بدبو پھیلی ہوگی ، گوشت ، خون اور لوتھڑوں کا جیسے انبار سا لگا ہوگا ، اور بلدیہ کے کارندوں کو اتنا موقع بھی نہیں مل سکے گا ، کہ وہ صاف صفائی کے لئے اندر آسکیں ۔ پھر اس سے سنگین نتائج پیدا ہوں گے ۔ اور جب فضا بدبو دار ہوگی تو وباؤں کا پھوٹ پڑنا ناگزیر ہوگا ۔

واذا استشفیت من داء بداء فاکثر ما اعلك ماشفاك

جب تم ایک بیماری کے مقابلے میں دوسری بیماری سے بچنا چاہو تو گھونٹ گھونٹ ایسی چیز استعمال کرو جو تمہیں شفا دے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہویں، بارہویں تیرہویں ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنا چاہیئے،

دسویں کو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد جب آپ ناقہ پر سوار تھے، کئی آدمیوں نے آپ سے حج کے مسائل پوچھے، آپ نے سب کو ایک جواب دیا: "کرو کچھ حرج نہیں ہے"۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے کہا میں نے شام ہو جانے کے بعد رمی کی ہے، آپ نے فرمایا: حرج نہیں۔

(مسلم، یہ حدیث صحیحین کی ہے)

اور اس کی صراحت کرتی ہے کہ آفتاب نکل جانے کے بعد سے زوال تک، اور زوال سے لے کر شام تک رمی کرنے کی رخصت ہے۔ لہٰذا جو لوگ زوال سے پہلے بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے رمی نہ کر سکیں، ظہر سے شام تک اور شام کے بعد دن میں یا رات میں جب چاہیں رمی کر سکتے ہیں جیسے قربانی، حلق یا قصر اور حج کا طواف کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام نے عید کے روز زوال سے پہلے ذبیحہ کا گوشت اور شوربہ تناول کرنے کے بعد طواف زیارت کیا تھا۔

طواف زیارت کے وقت میں علماء کے نزدیک بڑی گنجائش ہے، چنانچہ وہ بتاتے ہیں کہ دسویں تاریخ کو اور اس کے بعد تشریق کے تینوں دن، رات یا دن جس وقت موقع ہو، یہ طواف کیا جا سکتا ہے۔

طواف زیارت کے وقت میں جہاں اس قدر گنجائش رکھی گئی ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ بعض علماء — نہ جانے کیوں ایام تشریق کے اندر زوال سے پہلے رمی جمار کے قائل ہیں، جب کہ رمی جمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال اول کے بعد کا عمل ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"جب تم رمی اور حلق کر چکو تو عورت کے سوا باقی تمام چیزیں تمہارے لئے حلال ہو گئیں" احمد، ابو داؤد بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)

حلال ثانی، طواف زیارت کے بعد عمل میں آتا ہے، جس کے بعد خوشبو، عورت اور تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں، اور حاجی احرام سے باہر آجاتا ہے، اور خدانخواستہ حلال ثانی کے بعد حاجی کا انتقال ہو جائے تو اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے۔ (اقناع)

صاحب اقناع نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی چاروں دن کی جمرات وقت پر نہ کر سکے یہاں تک کہ عید کے دن کی جمرہ عقبہ بھی نہ کر سکا، پھر تمام جمرات آخری دن یعنی ۱۳ تاریخ کو کیا، تو رمی صحیح ہو جائے گی، اس لئے کہ منیٰ کے تمام دن وقت واحد کی طرح ہیں۔ حنبلیہ اور شافعیہ کے نزدیک فتویٰ اسی پر ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ یوم عید اور ایام تشریق کے جملہ مناسک کی تقدیم و تاخیر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جواب دیا تھا کہ "کرو، کچھ حرج نہیں ہے"۔ (مسلم) البتہ حجاج کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے، سنت کی پیروی کریں، لیکن سخت مجبوری، اور کوئی صورت بن نہ سکے تو رخصت پر عمل کریں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ گیارہویں اور بارہویں کی رات جس میں منیٰ میں قیام ضروری ہے، آپ نے مکہ جانے کی اجازت چاہی تاکہ حجاج کرام کو پانی پلانے کا اپنا خاندانی فرض انجام دے سکیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت فرمائی، لیکن رمی جمار کے لئے کسی نائب کو مقرر کرنے کا حکم آپ نے نہیں فرمایا، اسی طرح چرواہوں کو منیٰ سے دور رات گذارنے کی اور دن میں کسی وقت رمی جمار کی اجازت آپ نے مرحمت فرمائی، اس روایت کی بموجب ہر اس شخص کے لئے رخصت کا عمل نکل آتا ہے، جنھیں کسی قسم کا عذر لاحق ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص از خود رمی نہ کر سکے تو اسے نائب بنانا ضروری نہیں

اس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

میں جس چیز سے تم کو روکوں اس سے رک جاؤ، اور جب تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو تم میں جتنی سکت ہو اس پر عمل کرو۔ (بخاری و مسلم)

اہل علم جانتے ہیں کہ سکت اور وسعت نہ ہو تو نماز کے واجبات جیسے قبلہ رخ ہونا وغیرہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا حج کے واجبات کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے، جب کہ نماز کے واجبات زیادہ اہم ہوتے ہیں، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کے ایک واجب کو بھی بلا عذر جان بوجھ کر چھوڑ بیٹھے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے لیکن حج کا کوئی واجب بلا عذر قصداً بھی چھوڑ دیا جائے تو حج کسی حال میں باطل نہیں ہوتا، ہاں حج میں خرابی آجاتی ہے، جس کا ازالہ دم سے ہوتا ہے۔

اور جب غیر مستطیع پر حج جیسا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک کی صراحت موجود ہے۔ تو اسی قسم کی دشواری اگر کسی واجب کی ادائیگی میں پیدا ہو تو اس واجب کو بھی ساقط ہو جانا چاہئے، اور پھر سے اس کی ادائیگی کے لئے کسی نائب بنانے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے اس لئے کہ واجب کا مرتبہ فرض سے کم ہوتا ہے، اور سلف صالح سے معذور کے لئے نائب بنانا اگرچہ ثابت ہے، لیکن یہ ثابت نہیں کہ نائب بنانا واجب ہے۔

لہٰذا ہم اس بات کا فتویٰ دیتے ہیں کہ بیمار کمزور اور معذور مرد عورتیں اگر کسی کو اپنا نائب بنا دیں تو نائب ان کی طرف سے کنکری مار سکتا ہے، جب کہ دوسرے مناسک کے لئے نائب بنانا سلف سے منقول بھی نہیں ہے، لیکن اگر وہ نائب نہ بنا سکیں اور خود جمرات تک پہونچ کر رمی کرنے سے قاصر ہیں تو رمی جمار ان سے ساقط ہے، نہ ان پر وکیل بنانا ضروری ہوگا نہ ترک پر دم آئے گا، اس لئے کہ جب حج کی استطاعت نہ رکھنے والے سے پورا پورا حج ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کی رو سے ساقط ہو جاتا ہے، تو رمی کی استطاعت نہ رکھنے والے سے رمی کیوں نہیں ساقط ہوگی، جبکہ اس کا شمار افضل اور اولیٰ میں ہوتا ہے، اس لئے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت سے طواف وداع کو ساقط فرمایا، جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک یہ طواف واجب ہے، یہ ایک روشن مثال ہے، جس سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ حج کے واجبات اور مستحبات اگر ساقط ہو جائیں تو دوسرا کوئی عمل اس کی نیابت نہیں سکتا۔

" ہدی کا گوشت اور شوربہ استعمال کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ کے لئے روانہ ہوئے، مکہ آکر آپ نے ساتھیوں کی معیت میں حج کا طواف کیا۔"

لیکن یہ ثابت نہیں کہ آپ نے اس طواف کے ساتھ دوبارہ سعی فرمائی، اس لئے کہ آپ قارن تھے۔ قران کرنے والے کو حج اور عمرہ کے لئے ایک سعی کافی ہوتی ہے، اور آپ نے طواف قدوم کے وقت سعی فرمائی تھی، لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن القیمؒ کے نزدیک جس طرح قارن کے لئے ایک سعی کافی ہوتی ہے، متمتع کے لئے بھی کافی ہوگی اسلئے کہ تمتع اور قران دونوں کے اندر حج اور عمرہ کی عبادتیں ادا کی جاتی ہیں، اس لئے ان کا حکم یکساں ہونا چاہیئے اور یہی اس حدیث کا مفہوم ہے جس میں آپ نے فرمایا:

تا قیامت عمرہ حج میں شامل ہو گیا ہے۔

شامل ہونے کا مطلب یہی ہے کہ ایک کی سعی دوسرے کے لئے کافی ہوگی، نیز احادیث سے ثابت ہے کہ حضور کی طرح ان صحابہ کرام نے بھی ایک سعی پر اکتفا کیا، جو عمرے کے طواف اور سعی سے فراغت کے بعد حلال ہو گئے تھے، انھوں نے حضور سے سرمو اختلاف نہیں کیا، چنانچہ جب انھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف زیارت کیا تو اس کے اندر سعی نہیں کی، اور جملہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضورؐ نے ایک سعی فرمائی اس لئے کہ آپ قارن تھے، بہرکیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا ایک سعی پر اکتفا کرنا حدیث کی بخوبی شرح کرتا ہے کہ عمرہ حج میں داخل ہو چکا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک سعی، عمرے اور حج دونوں کے لئے کافی ہے۔

بلاشبہ ان وجوہات کی بنا پر قارن کی طرح تمتع کرنے والے کے لئے ہم دوبارہ سعی کو ضروری نہیں سمجھتے، اس لئے کہ صحابہ کا عمل علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن القیم رحمہ کے فتاوے اس کی تائید کرتے ہیں لیکن ہمیں قوی اندیشہ ہے کہ ہمارا یہ حاجی جس نے تمتع میں ایک سعی پر اکتفا کیا، اس کی ملاقات کسی ایسے عالم سے ہوئی، جسے کامل فقہی بصیرت حاصل نہیں اور اس نے کہہ دیا کہ "تمہارا حج باطل ہوا" تو یہ حاجی خود کو ملامت کرنے کے ساتھ ساتھ مسئلہ بتانے والے کو بھی سخت سست کہے گا، اس لئے ہمارے نزدیک لزوماً و وجوباً احتیاط اسی میں ہے کہ متمتع دوبارہ سعی کرلے اور عمرہ والی سعی پر اکتفا نہ کرے، تاکہ اس کا دل مطمئن رہے اور اسے کوئی اندیشہ نہ ہو، ورنہ بحمداللہ ہمیں اطمینان ہے کہ ایک سعی پر اکتفا کرنے سے بلاشک وشبہ اس کے حج میں کوئی خلل نہیں آئے گا، واللہ اعلم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم زم زم پر تشریف لائے، اور فرمایا:

بنو عبدالمطلب! زم زم نکالو! اور پلاؤ، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے نکالنے کے بعد لوگ تم سے ڈول چھیننے کی کوشش کریں گے تو میں تمہارے ساتھ زم زم نکالتا۔

سقایہ والوں نے بڑھ کر زم زم کا ایک ڈول بھر کر آپ کو دیا، آپ نے کھڑے کھڑے زم زم پیا، پھر آپ نے مسجد الحرام میں ظہر کی نماز بطور قصر پڑھائی، اپنی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے مکہ والوں سے فرمایا:

مکہ والو! تم اپنی اپنی نمازیں پوری کرلو! کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

اگلے روز گیارہویں ذی الحجہ کو منیٰ میں لوگوں کے سامنے آپ تشریف فرما ہوئے، اس دوران کئی آدمیوں نے آپ سے رمی کے مسائل پوچھے، تقدیم وتاخیر سے متعلق ہر سوال کے بارے میں آپ نے یہی فرمایا: کرو کچھ حرج نہیں، زوال آفتاب کے بعد آپ نے تینوں جمرات کی رمی کی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا، سب سے پہلے آپ نے جمرۂ اولیٰ کی رمی کی اور اسے مسلسل سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اور تکبیر کہتے ہوئے کنکری مارتے تھے پہلے اور دوسرے جمرے کی رمی کے بعد آپ ذرا پیچھے ہٹتے، اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دیر تک آہ وزاری کے ساتھ دعا فرماتے، تمام لوگ بھی ایسا ہی کرتے۔ البتہ تیسرے جمرے کی رمی کے بعد آپ وہاں نہیں ٹھہرے، بعضوں نے اس کی وجہ جگہ کی تنگی اور ازدحام کی شدت بتائی ہے، پھر تمام لوگوں کے ساتھ آپ لوٹے، اور مسجد خیف منیٰ میں ظہر کی دو رکعت بطریق قصر ظہر کے وقت میں پڑھائی۔

منیٰ میں قیام کے دوران نماز کو قصر کرنا اور اس کے وقت پر پڑھنا سنت ہے!

احادیث سے ثابت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ آمد اور وہاں سے روانگی کے پورے عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھا ہے۔ عرفات میں آپ نے ظہر اور اسی وقت میں عصر کو ایک ساتھ پڑھا، تاکہ مسلسل وقوف کرنے میں دشواری نہ پیدا ہو۔ مزدلفہ میں آپ نے مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں پڑھا، ان دو مقامات کے علاوہ یہ ثابت نہیں کہ آپ نے کہیں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھیں، البتہ یہ ثابت ہے کہ تمام نمازیں آپ نے قصر کے ساتھ پڑھیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ تم سے جو کوئی یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھتے تھے تو اس کی باتوں میں نہ آنا، یہ سراسر جھوٹ ہے۔

نیز حضور سے جو یہ ثابت ہے کہ آپ نے دسویں کو رمی جمار، زوال سے کچھ پہلے تک موخر رکھا، اس کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ چاہتے تھے نماز اور رمی سے ایک ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراغت پالیں تاکہ سبھوں کو دوبار زحمت نہ اٹھانی پڑے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے زوال کے بعد ہی رمی کا حکم دیا ہو، اس لئے بغیر کسی دلیل کے زوال کے بعد رمی پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔

اور یہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے حج کا طریقہ سیکھ لو اس سے مراد حج کے ارکان، واجبات اور مستحبات ہیں۔

تشریق کے تین دنوں میں زوال سے غروب تک، جن فقہاء نے رمی کو محدود کر رکھا ہے اول تو یہ قول بلا سند ہے، دوسرے اس کے اندر جس قدر پریشانی اور زحمت ہے اس کا آج ہر کوئی اندازہ کر سکتا ہے، اس لئے کہ رمی کا وقت تنگ ہے، اس سے زیادہ رمی کی جگہ تنگ ہوتی ہے، اس پر مستزاد غضب کا ازدحام، ان وجوہات کی بنا پر لوگوں کو لامحالہ آہستہ آہستہ کھسکنا پڑتا ہے، یا پھر لوگ ایک دوسرے کو کچلنا شروع کرتے ہیں، جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ضروری مسائل بار بار لوگوں کو بتائے اور عید اور تشریق کے مناسک کے بارے میں جب بھی تقدیم یا تاخیر کے سلسلے میں آپ سے سوال کیا گیا، آپ نے یہی جواب دیا کہ کرو کچھ حرج نہیں،،

ہمیں یقین ہے کہ اگر تشریق کے دنوں میں کوئی ممنوع کام ہوتا تو آپ کھلے لفظوں میں ضرور منع کرتے، یوں ہی اجداد وقت وضاحت نہ مفید ہوتی ہے، نہ حضور کی عادت شریفہ یہ گوارا کرتی تھی، اس لئے کہ آپ پیشگی وضاحت فرماتے تھے۔

آج اس زمانے میں جبکہ شدت کا رش ہوتا ہے، علماء کو غور و فکر کر کے ایسا حل نکالنا چاہئے کہ لوگ بھیڑ بھاڑ کے اندر کچل جانے اور مرنے سے محفوظ رہیں، کیا یہ واقعہ نہیں کہ ہجوم کے سبب اموات کا تناسب ہر سال بڑھتا جاتا ہے، اس کے باوجود ہمارے کانوں پر جوں تک نہ رینگنا بے حد تکلیف دہ امر ہے۔ لہٰذا کیوں نہ یہ فتویٰ دیا جائے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاجزی اور معذوری کے عالم میں رمی کے ترک پر دم نہ آنا چاہئے، اس لئے کہ باری تعالےٰ کسی کو بلا وجہ پابند نہیں بناتا۔

وإذا شئت ان تعصی وان کنت قادرا

فامر بالذی لا یستطاع من الامر

اور اگر چاہتے ہو کہ تمہارا ماتحت تمہاری نافرمانی کرے تو اسے کوئی حکم دو جو وہ نہ کر سکے۔

منیٰ میں رات گذارنا

منیٰ میں رات گذارنا فقہاء کے نزدیک واجب ہے

باری تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى (البقرۃ : ۲۰۳)

ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو، جو شخص (منیٰ میں) دو دن قیام کر کے واپسی کی جلدی کرے اس پر گناہ نہیں نہ اس پر گناہ ہے جو تاخیر کر کے جائے، یہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

چند دنوں سے مراد دسویں، گیارہویں اور بارہویں کے تین دن ہیں، جنھیں ایام تشریق کہا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تشریق کے دن کھانے پینے اور یاد الٰہی کے دن ہیں

(مسلم بروایت نبیشہ ہذلی)

پہلے دو دن کی رمی کے بعد جو منیٰ چلا جانا چاہے اسے اجازت ہے، اس پر کوئی گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوگا، منیٰ کے اندر رات گذارنے کی حکمت اس کے سوا کچھ نہیں کہ اگلے روز حج کے جو باقی ماندہ کام ہیں، جیسے رمی، قربانی، حلق و قصر وغیرہ، ان کے کرنے میں آسانی اور باقاعدگی ہو۔ لیکن اگر منیٰ میں قیام کی گنجائش نہ ہو تو مزدلفہ، عرفہ، یا قرن محسر کے قریب جہاں جگہ ملے وہاں قیام کرنا جائز ہے، اس لئے رخصت بقدر مشقت ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بقدر استطاعت تم اس پر عمل کرو۔ (بخاری و مسلم)

منیٰ کے آس پاس جہاں تک گنجائش ہو، وہاں قیام جائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی جگہ کا گرد و پیش اسی جگہ کے حکم میں مانا جاتا ہے، چنانچہ مسجد حرام ابتداء میں ایک مختصر سی جگہ تھی۔ پھر جیسے جیسے ضرورت پیش آتی گئی، گرد و پیش کے مکانات کو توڑوا کر اس میں شامل کیا جاتا رہا، آج حال یہ ہے کہ آس پاس کے بہت سارے گھروں کی حیثیت ختم ہو چکی ہے، اور مسجد حرام کی فضیلت اور اہمیت انھیں بھی حاصل ہے۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے موقعہ پر فرمایا تھا، میں یہاں ٹھہرا ہوں، یا کھڑا ہوں اور پورا عرفہ کھڑے ہونے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف میں سہولت دے رکھی ہے اس لئے اگر لوگوں کا ہجوم ہو تو آس پاس وقوف کرنا ایسے ہی جائز ہوگا، جیسے شہروں کی مسجدوں میں لوگ زیادہ آجائیں تو راستوں اور سڑکوں پر نماز پڑھنا جائز ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام احمدؒ نے ایک روایت میں منیٰ میں رات گذارنے کو سنت موکدہ قرار دیا ہے جس کے ترک پر دم واجب ہوگا، کتاب شافی کے مصنف فقیہ عبدالعزیز نے اس قول کو اختیار کیا ہے، اور بقول صاحب افصاح امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی یہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے دن تیرہویں ذی الحجہ کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور بطحاء کی وادی میں محسب کے مقام پر رات گذاری، حضور کے قیام کرنے کی وجہ سے بعض لوگ اسے سنت سمجھتے ہیں۔ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

"آپ نے بطحاء میں رات اس لئے گذاری تاکہ فراغت اور اطمینان سے مکہ آسکیں"

اخیر رات میں آپ مکہ پہونچ کر مسجد حرام تشریف لائے، اور طواف وداع کیا۔ کسی نے عرض کیا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حیض میں ہیں! آپ نے فرمایا تو کیا ایک کی وجہ سے سبھوں کو رکنا ہوگا؟ کیا انھوں نے طواف زیارت کرلیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا: پھر کوچ کرنے میں حرج نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ اور نفاس والی عورت پر طواف وداع نہیں ہے، اس لئے اسے نہ دم دینا ہوگا اور نہ طواف کرنے کے لئے کسی کو اپنا وکیل بنانا ہوگا۔

ایک اور شخص نے آپ سے آکر کہا، ام سلمہؓ پیدل طواف نہیں کرسکتیں، آپ نے فرمایا: ان سے کہو! سوار ہوکر طواف کریں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے ایک اونٹ پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے طواف کیا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی امامت فرمارہے تھے، آپ سورۂ طور کی تلاوت فرمارہے تھے۔ میں نے آپ سے بہتر پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا!

"پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے"

یہاں ایک سوال یہ درپیش ہے کہ عازمین حج کے لئے افضل کیا ہے؟ حج سے پہلے مدینہ جانا، یا حج کے بعد؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی ایسا پیچیدہ مسئلہ نہیں، اس لئے کہ کوئی حج سے پہلے مدینہ جائے یا حج کے بعد مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کرے، افضل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہے، لیکن ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر صورت اس سے افضل ہے کہ قبروں یا مزاروں کی زیارت کی نیت سے سامان سفر کیا جائے۔

مدینہ منورہ سے حج کے لئے مکہ مکرمہ آنے والے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ مدینہ والوں کی میقات: ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، اس لئے کہ ہر علاقہ والوں کی میقات الگ ہے لہٰذا جو جس سے مکہ آئے گا، اس سمت پر واقع میقات سے احرام باندھنا اس کے لئے ضروری ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> مدینہ والوں کی میقات ذوالحلیفہ ہے، شام والوں کے لئے جحفہ ہے، نجد والوں کے لئے قرن المنازل ہے، یمن والوں کے لئے یلملم ہے، یہ میقاتیں ان سب کے لئے ہیں جو یہاں کے رہنے والے ہیں اور ان کے لئے بھی ہیں جو حج اور عمرے کے ارادے سے ان میقاتوں سے گذریں، اور جو لوگ حدود میقات کے اندر رہنے والے ہیں وہ حج کا احرام اپنے گھر ہی سے باندھ کر آئیں یہاں تک کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔
>
> (بخاری ومسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

اس میں شک نہیں کہ میقات کا تعین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے اس لئے کہ انھیں آپ نے اس وقت مقرر فرمایا، جب کہ ان علاقوں کے باشندے اسلام کے نام سے ناآشنا تھے، چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

وتعیینها من معجزات نبینا　　لتعیینه من قبل فتح معدد

میقات کا تعین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زبردست معجزہ ہے اس لئے کہ ان علاقوں کی فتوحات سے بہت پہلے آپ نے انھیں مقرر فرمایا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز، مسجد حرام کے علاوہ دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

اور مسجد الحرام میں ایک وقت کی نماز میری مسجد کی ایک لاکھ نماز سے بہتر ہے۔ (امام احمدؒ، نیز ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے مطابق ابن حبان ؒنے اس کو صحیح کہا ہے)

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے، اس میں دعائیں مانگنے، ذکر و اذکار اور تلاوت کرنے اور دوسری مسجدوں کی طرح جملہ مشروع کام کرنے کی نیت سے مدینہ کا قصد کرنے کی سلف صالحین اور علماء اہل تحقیق نے سب کو اجازت دی ہے، البتہ زائر کو چاہئے کہ مسجد نبوی میں مسنون طریقہ سے داخل ہونے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کی ادائیگی کے بعد نبی اکرم اور آپ کے صاحبین حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرے، اور قبر انور کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر دبی زبان سے آپ پر سلام کے الفاظ کہے۔ پھر ایک ایک قدم بڑھا کر آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام بھیجے، اور یہ یاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت حج کے لئے نہ واجب ہے نہ شرط، جیسا کہ کچھ لوگوں نے خیال کر رکھا ہے، بلکہ جو لوگ مسجد نبوی کی زیارت کریں، یا مسجد سے قریب ہوں، ان کے لئے مسجد کی زیارت کے ساتھ ساتھ قبر کی زیارت بھی مستحب ہے۔

رہیں وہ روایتیں جن کو قبر نبوی کے لئے سفر کو مشروع سمجھنے والے بیان کرتے ہیں، وہ سب حدیثیں اسناد کے لحاظ سے کمزور ہی نہیں من گھڑت بھی ہیں، جن کے ضعف پر محدثین کرام نے تنبیہ کی ہے جیسے یہ روایت کہ

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر ظلم کیا،

بلکہ صحیح حدیث وہ ہے جس میں آپ نے فرمایا، میری قبر کو تہوار اور عید مت بناؤ اور نہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں کو قبرستان، یعنی گھروں میں نفل و تلاوت اور ذکر وغیرہ ترک کرکے گھروں کو قبرستان کی طرح ویران نہ بناؤ، اور قبر نبوی کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو جائز کہنا دراصل قبر کو تہوار بنانا ہے۔

آپ نے فرمایا، تم میرے اوپر درود بھیجو، تم جہاں کہیں رہو گے، تمہارا درود مجھ تک پہونچ جائے گا۔ (احمد)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس ایک گوشہ میں کھڑا دعا کر رہا ہے، آپ نے سختی سے منع فرمایا، اور کہا میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس کو میرے والد نے سنایا اور انھوں نے اپنے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے، میری قبر کو تہوار نہ بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان، اور مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ تمہارا سلام مجھ تک پہونچتا ہے، تم جہاں کہیں رہو۔ (ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ میری قبر کو تہوار اور عید مت بناؤ)

ظاہر ہے ان احادیث کی روشنی میں قبر نبوی کے پاس بے پناہ رش اور بھیڑ بھاڑ کرنا آخر کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ کے روضہ کی جالیوں اور دیواروں کو چومنا اسے بوسہ دینا یا اس کا طواف کرنا آخر کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ یہ ایسا ہی غلو ہے جس سے منع کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دین میں غلو سے بچنا، اس لئے کہ پچھلی امتوں کو دین کے اندر غلو نے ہی تباہ کیا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

اس لئے جو شخص دور دراز مقام پر، اپنے گھر، اپنی بستی کی مسجد یا صحرا یا جنگل میں درود شریف پڑھے، اس کا درجہ اس شخص سے کسی طرح کم نہ ہوگا، جو قبر کے قریب بیٹھ کر درود پڑھ رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے امت کا سلام آپ تک پہونچا دیتے ہیں، خواہ درود سلام پڑھنے والا جہاں کہیں ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر جو درود ہم اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں، یہ اسی جیسا تو ہے جو قبر نبوی پر پڑھا جاتا ہے چنانچہ ہم نماز میں کہتے ہیں،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ پر سلام ہو اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

بسا اوقات آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درود شریف کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھو، اور باری تعالیٰ سے خوب خوب دعائیں مانگو، اور یوں کہو،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اے اللہ درود نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر جیسے درود نازل فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو لائق تعریف اور بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور آپ کے خاندان پر تمام جہاں میں بے شک تو لائق تعریف ہے اور بزرگی والا ہے۔

درود شریف کے سب سے بہتر الفاظ یہ ہیں۔ اس لئے کہ خود آپ نے انھیں تعلیم فرمایا اذان کے بعد کی دعا آپ نے یوں سکھائی،

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ (بخاری و ترمذی جابرؓ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید باری کا کس قدر لحاظ تھا، اور آپ شرک کو کس طرح ہر حال میں مٹانا اور ختم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ حدیث میں آپ نے خود اپنے لئے امت کو دعا کی تلقین فرمائی اور ظاہر ہے جس کے لئے دعا کی جائے خدا کو چھوڑ کر خود اس سے دعا کیونکر کی جا سکتی ہے۔

درود شریف افضل ترین عبادت اور اس عظیم نعمت کی سچی قدر دانی ہے جو نبوت محمدی اور دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل میں امت کو ملی ہے اور جو شخص درود کے کلمات ایک مرتبہ ادا کرے، حق تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: ۵۶)	بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر، اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا درود میرے سامنے پیش ہوتا ہے، (ابو داؤد باسناد صحیح بروایت اوس بن اوس۔) نیز فرمایا: مجھ پر بکثرت درود پڑھو، کیونکہ تم جہاں رہو، تمہارا درود مجھ پر پہونچتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت، دین سے حقیقی محبت کا ایک جز ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو تو دین پر چلنا اور ارشادات نبوی پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے، جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا دم بھرتا ہے، اس کا پہلا کام یہی ہوتا ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا، دل سے اس کی تصدیق کرے اور پابندی سے اس پر عمل کرے اور جس سے آپ نے منع فرمایا، اس سے اسی طرح پرہیز کرے اور رب کو رب کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق مانے، اپنی خواہش اور اپنی من گھڑت بدعتوں کے مطابق اس کی بندگی نہ کرے کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب چاہی زندگی نہیں، بلکہ من چاہی زندگی ہوگی، اسی طرح بدعت اور گمراہی کے پیچھے نہ پڑے ورنہ دعوائے محبت میں جھوٹا اور سکار ثابت ہوگا، اس آیت شریفہ کا مفہوم یہی ہے، جس میں ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران: ۳)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری پیروی کرو، خدا تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو بخش دیں گے۔

❖

آیت کا قریب ترمفہوم یہی ہے کہ اگر تم مجھ سے محبت کا دم بھرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ میرے احکام کی تعمیل کرو، خدا تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔

یہ عجیب ترین بدعت ہے کہ بعض جاہل اور نادان مسجد نبوی میں فرض نمازوں کا سلام پھیرتے ہی حضور کی قبر پر پہونچ جاتے ہیں، اور کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں۔ امام مالک جیسے قدیم ترین محدث نے اس روش کو بدعت قرار دیا ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین نے حب نبوی کے باوجود کبھی اس قسم کا مظاہرہ نہیں کیا، زیادہ سے زیادہ وہ وہی سلام بھیجتے پر اکتفا کرتے تھے جو ہم آپ نماز میں پڑھتے ہیں۔ اور اصل سلام درحقیقت یہی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ بندہ قبر انور پر سلام کہے، یا زمین کے کسی حصہ پر، اس کا سلام حضور تک پہونچتا ہے اور اگر سلام بھیجنے والا اس لائق ہے تو باری تعالیٰ اسے ضائع نہیں فرماتا۔

یہ گمراہ فرقہ کبھی تو یہ کرتا ہے اور کبھی اس سے زیادہ نازیبا حرکت یہ کرتا ہے کہ اس قماش کے لوگ دیر تک قبر انور کو گھیرے کھڑے رہتے ہیں، بار بار سلام پڑھ کر بھیڑ میں اضافہ کرتے رہتے ہیں، کبھی یہ جاہل خود ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے اللہ کے رسول میری سفارش کیجئے، مجھے بچائیے، اپنی امت کو ہلاکتوں سے بچائیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا یہ شعر بھی کھلا ہوا شرک ہے۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند نزول الحادث العمر

اے ذات جو خلائق میں سب سے بہتر ہے۔ گھیر کر آنے والی مصیبتوں کے پیش آنے کی صورت میں تیرے سوا کون ہے جس کی میں پناہ لوں۔

یہ سب سے بڑا شرک ہے جس کی بخشش نہیں ہوگی۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدۃ: ۵)

اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے گا تو اس شخص کا عمل غارت ہو جائے گا۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدۃ: ۷۲)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اور آپ نے فرمایا:

اے اللہ میری قبر کو بتوں کی سی پرستش گاہ نہ بننے دینا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی حضور سے دعا کرے، مرادیں مانگے یا فریاد کرے تو یہ آپ کی پرستش کرنا ہوا، اس لئے کہ دعا مانگنا عبادت ہی نہیں، عبادت کا مغز ہے۔ باری تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ خدا کے سوا کسی اور سے داد فریاد کرنے والے سے زیادہ گمراہ کوئی نہ ہوگا چنانچہ فرمایا:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

اور اس سے گمراہ کون ہوگا، جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ مانے اور ان کو ان کے پکارنے کی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَافِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (الاحقاف : ۵، ۶)

خبر نہ ہو، اور جب سب آدمی جمع کئے جائیں تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں۔

آیت شریفہ میں باری تعالےٰ نے غیر اللہ سے فریاد کو عبادت ہی کا نام دیا، اس لئے کہ عبادت بندگی کا دوسرا نام ہے اور غیر اللہ کو بلانا، اس سے داد و فریاد کرنا اس کی عبادت اور بندگی ہی کرنا ہوا، دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (یونس)

اور خدا کے حکم کو چھوڑ کر کسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ عبادت کرنے کی حالت میں کوئی نفع پہونچا سکتے ہیں اور نہ ترک عبادت کی صورت میں کوئی ضرر پہونچا سکتے ہیں اور اگر بالفرض ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

اس لئے بندگان خدا کا یہ فرض ہے کہ فریاد اپنے رب سے کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھیں اور اگر وہ مومن ہیں تو خدا اور اس کے رسول کی سچی پیروی کریں، اور اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ خدایا اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی اور جملہ آل و اصحاب کرام پر سلامتی نازل فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیکسوں کی مدد کرنا، بار بار نفلی حج کرنے سے بہتر ہے

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں نیز ہم اپنے نفس کی شرارتوں، اپنی بداعمالیوں اور شیطان کے وسوسوں سے بس اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے تمام آل واصحاب پر رحمت نازل فرما ۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد!

باری تعالےٰ نے انسانوں کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اور توحید خالص اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا انھیں حکم فرمایا، اور اس کا انھیں پابند بنایا کہ ہر کوئی ان احکام کی خود تعمیل کرے اور اپنے اہل وعیال اور اپنے ماتحتوں کو اس کی تاکید کرتا رہے، قرآن پاک میں ہے ۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات، ۵۶)	اور میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں ۔
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (الحجر ۹۹)	اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو موت آئے ۔

یہ عبادت جس کے لئے انسان خاص طور پر پیدا کیا گیا اور اسی پر جمے رہنے کی تلقین کی گئی تا آنکہ وہ اپنے رب سے جاملے، اس کی دو قسم ہے ۔

علے فرائض، احکام خداوندی جن کا کرنا بے حد ضروری ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نوافل ، جن کا کرنا دل کی خوشی اور نشاط پر منحصر ہے ۔

فرائض کی حیثیت اصل سرمایہ اور کل پونجی کی ہوتی ہے ۔ ان کا نفاذ ذات باری تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے ان کا ضائع کرنا اپنی کل پونجی برباد کرنا ہوا ۔ نوافل کی حیثیت منافع اور فائدے کی سی ہے اور فائدہ جب حاصل ہوتا ہے جبکہ اصل سرمایہ محفوظ اور برقرار رہے ۔ نوافل کے اندر حق تعالےٰ نے یہ حکمت رکھی ہے کہ فرائض میں کوتاہی اور کمی ہو تو نوافل سے اس کی تکمیل اور تلافی کر دی جاتی ہے ، چنانچہ غیبت کرنے سے روزہ کے اندر شگاف پڑ جاتا ہے ۔ اور توبہ اور معافی سے یہ شگاف بحال ہو جاتا ہے ۔ نوافل سے رغبت ہو جائے تو بندہ اپنے رب کا مقرب اور محبوب بن جاتا ہے اور اس گروہ میں شامل ہو جاتا ہے ، جو سدا کامیاب اور بامراد رہیں گے ۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ	یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ کسی (مطلوب) کے فوت ہونے پر مغموم ہوتے ہیں ۔

(یونس - ۶۲)

صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ باری تعالےٰ فرماتا ہے ۔

"جس نے میرے کسی ولی اور دوست سے دشمنی مول لی میری طرف سے اسے کھلا ہوا اعلان جنگ ہے ، کوئی بندہ میرا تقرب حاصل کرنا چاہے تو اس کا سیدھا راستہ یہ ہے کہ وہ میرے فرائض کی پابندی کرے ۔ تب رفتہ رفتہ اسے میری محبت حاصل ہو گی ، تا آنکہ وہ میرا محبوب بن جائے گا ۔ اور جس بندے سے مجھے محبت ہو جاتی ہے میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں ، جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر مجھ سے سوال کرتا ہے تو اسے عطا کرتا ہوں اور اگر میری پناہ چاہتا ہے تو اسے عطا کرتا ہوں۔ اور اگر میری پناہ چاہتا ہے تو اسے اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھتا ہوں ۔ (بخاری، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرائض اور واجبات کی ادائیگی سے بارگاہ خداوندی میں تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اور نفلوں کی ادائیگی سے اس میں اضافہ اور ترقی ہوتی ہے ۔

نفلوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دو درجہ ہیں اور ان میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں تاکید حاصل ہے ۔

❖ پہلے درجہ کی نفلیں وہ ہیں جن کا نفع صرف کرنے والوں کو ملتا ہے اوروں کو نہیں ۔

❖ دوسرے درجہ کی نفلوں سے اس کی ذات کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی فائدہ پہونچتا ہے

نفلی نمازیں، روزے اور نفلی حج پہلی قسم کی مثالیں ہیں۔ جن کا نفع صرف کرنے والے کو پہنچتا ہے کسی اور کو نہیں، جبکہ صدقہ، خیرات، قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی، حسن سلوک اور خیر و بھلائی کے وہ تمام کام دوسری قسم سے تعلق رکھتے ہیں، جس سے دوسروں کو فائدہ پہونچتا رہتا ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ دوسرے درجہ کی عبادتیں پہلے درجہ سے زیادہ افضل ہیں، اس لئے کہ ان کا نفع ہمہ گیر اور دائمی ہوتا ہے، اور اگر بندہ بارگاہ خداوندی میں نزدیکی حاصل کرنے کے لئے کوئی نفلی کام کرنا چاہے تو اسے دوسری قسم کے کاموں کو منتخب کرنا چاہئے، جن کا نفع دوہرا ہو۔ اور خاص طور پر موقعہ اور حالات کے لحاظ سے جس کی بڑی ضرورت ہو ۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بار بار نفلی حج یا حج بدل کرنے کے بجائے حاجت مند اور غریب رشتہ داروں اور ناتواں اور بے کس انسانوں کی امداد اور اعانت کرنا کہیں زیادہ اجر و ثواب اور دل کی تسکین کا باعث ہے۔ حج کے مقابلہ میں خیر خیرات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کو اس لئے افضلیت حاصل ہے کہ اس سے غریبوں محتاجوں اور فاقہ کشوں کی حاجت پوری ہوتی ہے۔ اور چونکہ سال کے مخصوص دنوں جیسے عید، بقرعید، اور رمضان کی ساعتوں میں اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس لئے ان دنوں میں کیا گیا کوئی عمل سال کے باقی ماندہ دنوں میں کئے گئے عمل سے لامحالہ افضل اور بہتر ہوگا۔ نیز اس لئے کہ تہوار اور خوشی کے ان مواقع پر ہر کسی کی ذاتی ضرورتیں بڑھ جایا کرتی ہیں۔ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے کھانے کپڑے اور اشیاء کی فراہمی ان کے دلوں کا بوجھ بن جاتی ہے اور چونکہ خلائق خدا کا کنبہ ہیں اور اس مرد صالح نے بڑے گرے وقتوں میں ان کی مدد کی ہے اس لئے خدا کے یہاں نزدیکی اور اس کی خوشنودی بھی اسے اسی درجہ حاصل ہوتی ہے۔

قرآن پاک اور احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خیرات کے ان کاموں کی طرف خدا اور اس کے رسول نے جگہ جگہ توجہ دلائی ہے۔ اور مختلف انداز سے اسے بیان کیا ہے تاکہ ہمتیں بلند ہوں، اور دلوں میں سخاوت کے جذبات پیدا ہوں، چنانچہ باری تعالےٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو رضاء الٰہی اور دل کی تسکین کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خرچ کرکے انھیں سچی خوشی اس لئے ملتی ہے کہ انھیں یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کا صلہ بلکہ اس سے کہیں اور زیادہ اس دنیا میں ورنہ آخرت میں انھیں مل کر رہے گا۔

باری تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (البقرۃ: ۲۴۵)

کون شخص ہے ایسا جو اللہ تعالےٰ کو قرض دے، اچھے طور پر قرض دینا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو بڑھا کر بہت سے حصے کردے

خیرات کا اثر آخرت سے پہلے دنیا ہی میں یہ ہوتا ہے کہ خیرات کرنے والے کو کشادہ روزی اور بافراغت رزق سدا حاصل ہوتا ہے۔ مال واولاد میں برکتیں نازل ہوتی ہیں اور عرصہ دراز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک اس کی نسلوں میں یہ اثرات بدستور موجود نظر آتے ہیں۔

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا : ۳۹)

اور جو چیز تم موافق الٰہی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

جو چاہے اس کا تجربہ کر سکتا ہے اس لئے کہ کوتاہ دستی میں محرومی ہے اور حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ خیر خیرات کر کے کوئی نیکی کما لے، یا بدی اور برائی کر کے کوئی الٹا عذاب مول لے موت کا ایک دن معین ہے، جس دن بلاوا آئے گا، سب دھرا کا دھرا رہ جائے گا، اور آنکھیں بند ہو جائیں گی، تب لوگ یہ کہہ کر جائیں گے کہ فلاں نہ رہا۔

ہر ملک اور ہر زمانے میں لوگوں کی یہ عادت یکساں رہی ہے کہ فرائض اور واجبات سے کتراتے ہیں، پنج وقتہ نمازوں اور زکوٰۃ سے منہ موڑتے ہیں، غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں کو کچھ دینا ہو تو ان کے یہاں کوٹلوں پر مہریں لگ جاتی ہیں، لیکن جس کام سے عزت اور شہرت ملے، حکومت اور سوسائٹی کی نگاہ میں جس سے وقعت بڑھے اس کے لئے تجوریوں کے منہ کھل جاتے ہیں۔ فضول خرچی کی دعوتوں اور بڑی بڑی پارٹیوں میں روپیہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں، اور بدقسمتی سے اسی قسم کے کچھ مردوں اور عورتوں کو یہ چٹ پڑ جاتی ہے کہ فرض حج کر لینے کے بعد سال بہ سال نفلی حج کے لئے بھی نکل پڑتے ہیں اور جملہ واجبات اور حقوق کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور غیر اہم اور غیر افضل کاموں میں پڑ کر افضل اور اہم کاموں سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔

میں مخلصانہ خیر خواہی اور حد درجہ دردمندی کے ساتھ — اور اس لئے کہ یاد رکھنے والے میری اس بات کو یاد رکھیں — یہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس نے حج اسلام اب تک نہیں کیا ہے اسے چاہئے کہ جس قدر جلد ہو سکے اس فرض کو ادا کرے کیونکہ اس فریضہ حج کے ذریعہ ارکان اسلام کی تکمیل ہوتی ہے کیونکہ وقت برق رفتاری سے گذر جاتا ہے، فرصت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مواقع بھی بادلوں کی طرح اڑ رہے ہیں، لہٰذا نفلی حج کے ان تمام شائقین کے لئے افضل اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ اگر خدا نے انھیں نوازا ہے۔ تو وہ اپنی دولت سے ان غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں کی امداد کریں۔ صدقہ جاریہ کی قسم کے کام جیسے مسجدوں اور درس گاہوں کی تعمیر، مسافر خانوں، شفاخانوں اور راستوں کی درستگی اور مرمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اندرون شہر اور بیرونی مفلسوں اور اور بے کس عزیزوں کی دست گیری کریں اور خاص طور پر ذی الحجہ کے دس دنوں میں ان کاموں کو انجام دیں، تاکہ انھیں زیادہ سے زیادہ اجر ملے۔ کیونکہ ان دنوں اجر میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک اور تماشا بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ قرضوں کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتے اور حج کے لئے نکل پڑتے ہیں وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ ان کا حج درست ہوا بھی یا نہیں، اس لئے کہ بعض علماء کے نزدیک ان کا حج مقبول نہ ہوگا تا آنکہ وہ قرض ادا نہ کر دیں یا قرض خواہ سے مہلت لے کر اسے راضی نہ کریں، یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شب و روز کی ذلت اور رسوائی جس سے ہوتی ہے اور جس کی ادائیگی واجب ہے اس سے قرض ادا کرکے پہلے فرصت پالیں اس لئے کہ قرض دار سر تک بہ سر اٹھا کر چلنے سے محروم ہو جاتا ہے اور حج ان پر ابھی فرض نہیں ہوتا ہے۔

بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ نفلی حج کے لئے شوہروں کو تنگ کرتی اور انھیں بھاری خرچ میں ڈالتی ہیں اس ضد کے سبب بسا اوقات شوہر قرض میں گرفتار یا بے روزگاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ محض بیویوں کی ناز برداری کے لئے ہوتا ہے، جس سے نیکی برباد اور گناہ لازم ہوتا ہے اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اگر انھیں ثواب ہی حاصل کرنا ہے تو اپنے شوہروں کی اطاعت کریں، انھیں زیر بار کرنے کے بجائے اپنے رب کی بندگی کریں۔ نماز، روزہ اور خیرات کی کثرت رکھیں، خدا نے چاہا تو انھیں زیادہ اجر ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ازواج مطہرات سے فرمایا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس سفر کے بعد گھروں میں بند رہنے کے دن ہوں گے" اس ارشاد کا نتیجہ یہ تھا کہ بعض ازواج مطہرات اس طرح گھر کا ٹاٹ بن گئیں کہ انھوں نے سفر حج یا کسی غرض کے لیے کوئی سفر نہیں کیا۔ تاآنکہ اپنے رب سے جا ملیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

بہرکیف صدقہ خصوصاً صدقہ جاریہ کا ثواب نفلی حج سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ خیرات کا نفع کسی دکھی انسان کو پہونچے گا جو فاقوں کا مارا اور پریشاں حال تھا، خصوصاً حج کے دنوں میں دی گئی امداد کا ثواب عام دنوں سے کہیں زیادہ ہوگا، اس لئے کچھ ضروری نہیں کہ نفلی حج سے ہی ثواب حاصل کیا جائے۔

ایک اور رواج لوگوں میں یہ چل پڑا ہے کہ لوگ اپنے مرحوم ماں باپ کی طرف سے قربانیاں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ قربانیاں ان کے مرحوم والدین کی طرف سے انجام پاتی ہیں ایسوں کو چاہیئے کہ والدین کی طرف سے صدقہ اور خیرات کریں نہ کہ قربانی، اس لئے کہ قربانی زندوں پر ہے، زندہ عید کا دن پاتا ہے۔ اس کی مسرتوں سے سرشار ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی سعادت پاتا ہے۔ پھر مسلمانوں کی عید غیر مسلموں کے مذہبی تہوار سے افضل اور برتر ہونی چاہئے، یوں ہی وہ اپنے جھوٹے خداؤں کے لئے جو کچھ بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ اس سے ہماری قربانی بہتر طریقہ پر ادا ہونی چاہیئے۔

نفلی حج سے قربانی اس لئے افضل ہوگی کہ حج کا حکم اللہ نے ایک مرتبہ دیا، اور نماز، روزہ، صدقہ اور خیرات کا حکم تین سو سے زائد مرتبہ دیا ہے اس تکرار سے انکی فضیلت کا علم ہوتا ہے۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ فرائض و واجبات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور صلہ رحمی وغیرہ میں جو شخص غفلت کرتا ہے اور اپنا وقت اور سرمایہ استعمال نہیں کرتا۔ باری تعالیٰ اس پر ایسا شیطان مسلط کرتا ہے جو اس کی تمام تر توانائی اور دولت کو اس سے کہیں زیادہ لغو اور باطل کاموں میں ضائع کرا دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس خیر کے کاموں میں خرچ کا اجر باری تعالیٰ کئی گنا زیادہ عطا فرماتا ہے، تجربہ اور مشاہدہ اس کا شاہد ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا: ۳۹)	اور جو چیز تم موافق حکم الٰہی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔
وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن: ۱۶)	اور اس کے احکام کو سنو، اور مانو اور بالخصوص اس کے حکم کے موافق خرچ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ آخرت میں فلاح پانے والے ہیں۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں شہرت اور ناموری کا سودا سما جاتا ہے، یہ لوگ تفریحاً حج کرنے جاتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ گنا سکیں کہ انھوں نے اتنا حج کیا، فلاں عورت نے اب تک اس قدر حج کئے، خدانخواستہ اگر یہی نیت رہی تو عمل کو قبولیت کیونکر نصیب ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ آج حاجیوں میں دن بدن عاجزی، انکساری اور اچھے اخلاق کا فقدان نظر آتا ہے، سچے حاجی دن بدن کم اور نام کے حاجیوں کی بہتات ہوتی جا رہی ہے۔

میں اپنے ان بھائیوں سے جو بار بار حج کرتے رہتے ہیں۔ اخلاص اور دردمندی کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں، خاص طور پر اہالیان مکہ، سعودی باشندگان اور اپنے خلیجی بھائیوں سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی بستی اور اپنے گھروں میں خدا کی زیادہ عبادت کریں، روزہ نماز اور خیرات کا اہتمام کریں، اور جو دولت نفلی حجوں میں خرچ کرتے ہیں، اسے غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور خیر کے کاموں میں خرچ کریں، خدا نے چاہا تو انھیں حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کی کثرت ہماری نظر میں تشویشناک اس لئے ہے کہ اس کو تاہ ذہنیت سے ان کا جو بگڑتا ہے۔ سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے باقی ماندہ حاجیوں کو سخت اذیت اور کبھی جان کا خطرہ تک لاحق ہوتا ہے، اس لئے کہ قرب وجوار کے باشندے عموماً اپنی کاروں پر سفر کرتے ہیں۔ جن سے ایکسیڈنٹ اور کاروں کے الٹ جانے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ ادھر جگہ پہلے ہی تنگ ہوتی ہے۔ دوسرے ان کے غیر ضروری اسباب کی وجہ سے ہر جگہ ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے ہیں اور طواف سعی اور مسجد حرام میں نماز کے لئے بسا اوقات اتنی جگہ بھی نہیں ملتی کہ آدمی اپنی پیشانی زمین پر ٹیک سکے۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دور فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہالیان مکہ کو مطاف خالی کرنے کا حکم دیا کرتے تھے، تاکہ بیرونی حجاج کو آسانی ہو۔ مقامی حاجیوں کو اپنے بھائیوں کے لئے اس قدر ایثار کرنا چاہئے۔ ممکن ہے حق تعالیٰ ان کی اس نیت عمل کا اجر مرحمت فرمادے۔

سن رسیدہ اور کمزور مردوں عورتوں کو ہمارا یہ ہمدردانہ مشورہ ہے کہ فرض حج ادا کرنے کے بعد وہ اپنی بستیوں میں جم جائیں اور یاد الٰہی میں لگ جائیں، اس لئے کہ خیر کی راہیں بے شمار ہیں حج ان میں سے ایک ضرور ہے۔ لیکن صرف یہی افضل ترین کام نہیں۔ کرنے کے کام اور بہت سارے پڑے ہیں انھیں انجام دیں اور اپنی زندگی اور صحت کو غنیمت جانیں اور سخت گرمی یا سخت سردی میں سفر سے خاص طور پر پرہیز کریں، اس لئے کہ ٹھنڈ خصوصاً ابتدائی ٹھنڈ جلد لگ جاتی ہے اور بڑی نقصان دیتی ہے، لیکن زائل بہت دیر میں ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

شروع سردی سے بچو۔ خواہ اخیر میں اس سے کوئی احتیاط نہ کرو۔ اس لئے کہ سردی کا اثر جیسے نباتات پر ہوتا ہے انسانی جسم پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، سردی کے آغاز میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں، لیکن اخیر کے دنوں میں سبزہ آغاز ہوتا ہے اور پتے نکل آتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکماء کا قول ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ خدا نے بندہ مومن کو یہ سعادت بخشی ہے کہ نیتوں پر اس کا اجر مرتب ہوتا ہے اس کا احسان ہے کہ اس نے حج کو زندگی میں ایک بار فرض فرمایا، بار بار نہیں۔ اس لئے اس کی عفو کو غنیمت جان کر اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور رفاقت پر اس کی تعریف کرنی چاہیئے۔

وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ: ۱۹۵)	اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔
وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء: ۲۹)	اور اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو و درگذر کا سایہ ہم سب پر دراز فرمائے، کشادہ فضل و کرم سے نوازے۔ اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے اور اپنی بہتر عبادت اپنا ذکر اور اپنا شکر ادا کرنے کی بہتر توفیق بخشے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب بمناسبت عید اضحیٰ

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی کی حمد وثنا اور اسی کی عظمت بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کا یہ نعرہ ہر ایسے وقت ہم بلند کرتے ہیں جب میقات سے احرام باندھا جائے، اللہ اکبر ہم اس وقت بھی کہتے ہیں جب لبیک پکارنے والے لبیک کہیں، اور نیکیوں میں اضافہ ہو، اللہ اکبر ہر اس گھڑی میں جب بیت اللہ کا طواف کیا جائے اور دعاؤں کا ایک شور سا برپا ہو، اللہ اکبر ہر اس لمحہ میں جب خشوع وخضوع کرنے والے میدان عرفات میں وقوف کریں، اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی پاک صاف ہے جو ان آوازوں کو سنتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو دعاؤں کو قبول کرتی ہے۔ پاک وصاف ہے وہ ذات جو جملہ خلائق کے ماضی، حال اور مستقبل سے بخوبی واقف ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے خاص ہیں جس نے اپنے بندوں کے لئے طرح طرح کی بندگی کی صورتوں کو مشروع فرمایا، اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی اطاعت کے نور سے منور، اجاگر اور نرم وشفاف بنایا اور حج کی تکمیل پر انہیں ایسی عید سے نوازا جو ہر سال بار بار لوٹ کر آتی ہے۔

میں اس کی ستائش اور تعریف کرتا ہوں، وہ پاک ہے اور ستائش اور شکر کے لائق ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی نے جملہ خلائق کو پیدا فرمایا، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لئے فیصلے فرمائے، دستور بنایا اور اسے آسان کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ پر اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر اللہ تعالیٰ بہت بہت رحمتیں اور سلام نازل فرمائے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کے حکموں کی تعمیل کرو اور اس کی نافرمانی مت کرو۔ اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو وہ ہر ناگوار چیز سے تمہیں دور رکھے گا، اور اگر تم نے اس کی نافرمانی کی تو تمہیں ناقابل برداشت سزائیں دے گا، اللہ تم پر رحم کرے۔ تم خوب جان لو کہ تم اس سرزمین پر دوگانہ عید کی ادائیگی کے لئے نکلے ہو، اور تم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کر رہے ہو، اور اس نعمت عظمیٰ پر اس کی ستائش کر رہے ہو کہ اللہ نے تمہیں دین اسلام کی توفیق بخشی، اور حج بیت اللہ کی عید سے سرفراز فرمایا اس میں شک نہیں کہ تمہارا آج کا یہ دن امتیاز اور خصوصیات کے لحاظ سے اہم ترین دن شمار ہوتا ہے، اس دن کی عبادت اور بندگی بھی عظیم ترین ہے۔ اللہ نے ان خصوصیات کو مرحمت فرما کر تمہیں سعادت مند بنایا اور تمہارے لئے اسے روز عید اور بندگی کی مختلف صورتوں کا مجموعہ بنایا۔

انھیں خصوصیات کی بنا پر ایام تشریق کو شرف حاصل ہوا اور ان ایام میں حجاج کرام مشعر حرام سے بیت عتیق کی طرف روانہ ہوتے ہیں، قربانی کے خون انھیں ایام میں بہتے ہیں اور پروردگار عالم، حج اور قربانی کے دن اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے، اللہ کی طرف سے یہ عید کا عظیم ترین دن ہے، جس میں حجاج کرام حج کے ارکان اور اس کے مختلف صورتوں کی ادائیگی کے لئے منیٰ میں اکٹھا ہوتے ہیں اور تلبیہ اور تکبیر کی آوازوں کو بلند کرکے اور قربانی کا خون بہا کر تقرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ اپنے جانوروں کی قربانی کرکے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرتے ہیں۔ دراصل یہ ان کے مناسک اور عبادت کی تکمیل کا دن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے عید فطر ماہ صیام کی تکمیل کی مسرتوں کا نتیجہ ہے، اہل اسلام کی عید یہی دو ہے۔ انھیں دو کی خاطر زیب و زینت کی عام اجازت ہے اور راتوں میں بآواز بلند تکبیر پڑھی جاتی ہے تاکہ ان ایام کے حکموں کی تعظیم اور ان کی بزرگیوں کا اظہار ہو،

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ ، ۱۸۵)

اور تاکہ تم مقررہ مدت کو پوری کرلو اور اللہ نے تمہیں جو ہدایت مرحمت فرمائی اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو، تاکہ تم اس کے شکر گذار بن سکو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

قربانی کرنا زندہ انسانوں کے حق میں سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتار و کردار سے اسے مسنون قرار دیا ہے اور قرآن پاک کی آیت اس کے تعلق سے نازل ہوئی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر ۲) پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو

اسی فضیلت کے حصول کے لئے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے جانوروں کو اپنے گھروں میں باندھ کر انھیں فربہ اندام بنایا کرتے تھے، اور اس شعار پر عمل درآمد کی تعلیم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت اپنے ساتھیوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے، تاکہ شریعت میں قربانی کے مقام کا اظہار ہو سکے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا اصحاب کرام نے پوچھا، اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، انھوں نے کہا، ان کے اندر ہمارے لئے کیا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر بال پر ایک نیکی ہے، انھوں نے پوچھا اور اون پر؟ آپ نے فرمایا: اون کے ہر بال (ریشہ) پر بھی ایک نیکی ہے۔

(ابن ماجہ، حاکم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر سو اونٹوں کی قربانی کی، ترسٹھ[۶۳] اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح کیا، کیونکہ سن شریف بھی اسی قدر تھا، اور اونٹنیوں کا یہ حال تھا کہ ایک اونٹنی ابھی ذبح ہو رہی ہے اور دوسری ذبح ہونے کے لئے آپ کے سامنے بھی جا رہی تھی۔

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف
بامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

جس سال آپ نے حج نہیں کیا اس سال آپ نے دو مینڈھے ذبح کئے، یہ مینڈھے سینگ والے اور مائل بہ سیاہی تھے، اپنے دست مبارک سے آپ نے پہلے ایک کو ذبح کیا اور یہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ! ھٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

پھر دوسرا جانور ذبح کیا اور فرمایا :-

اَللّٰھُمَّ ! ھٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ مِّمَّنْ شَھِدَ لَکَ بِالتَّوْحِیْدِ وَشَھِدَ لِیْ بِالْبَلَاغِ

خدایا یہ قربانی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے ہے۔ اور امت محمد کے ان تمام افراد کی طرف سے ہے جو تیری وحدانیت کے گواہ ہیں اور میری رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے اے عاجز اور درماندہ مسلمان! اگر تو تنگدست ہے تو تجھے غم نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ بشیر و نذیر پیغمبر نے تیری طرف سے بھی قربانی کر رکھی ہے۔!

جبکہ بعض اہل علم اس کے قائل ہیں کہ قربانی مالدار اور مستطیع پر واجب ہے، کیونکہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن فرمایا :-

جو کوئی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے (حاکم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونہی اس روایت کو مرفوعاً ذکر کیا اور اس کو صحیح کہا ہے اور موقوفاً بھی نقل کیا اور شاید یہی زیادہ اشبہ ہے۔ ترغیب للمنذری میں اسی طرح سند مذکور ہے)

حالانکہ قربانی زندہ مالداروں کے لئے اس بنا پر مشروع کی گئی کہ عید تک رسائی کی نعمت انھیں حاصل ہوئی۔

رہی مردوں کی طرف سے قربانی، تو — جہاں تک صحاح، سنن، اور مسانید کی کتب حدیث اور ان کی روایتوں پر تحقیق و تلاش کا حاصل ہے ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی ایسی صحیح دلیل ہمیں نہیں مل سکی، جس میں مُردوں کی طرف سے قربانی کا حکم پایا گیا ہو، یا ایسا اشارہ ملتا ہو کہ مردوں کو ان قربانیوں کا ثواب ملتا ہو، یوں ہی کسی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے یہ منقول نہیں کہ انھوں نے اپنے کسی مردہ عزیز کی طرف سے قربانی کی ہے۔ یا مرنے کے بعد ان کی طرف سے قربانی کی جائے اس کی انھوں نے وصیت کی ہو، یا قربانی کے لئے انھوں نے کوئی چیز وقف کر رکھی ہو۔ درحقیقت ان کے کسی وقف یا وصیت نامے یا اپنے مردوں کے لئے کچھ بخش دینے کے بارے میں اس قسم کا کوئی تذکرہ ہمیں نہیں ملتا اس لئے اگر مردوں کی طرف سے قربانی کرنا یونہی سنت ہوتا، یا مردوں کو مرنے کے بعد اس کا ثواب ہی پہونچتا تو اصحاب کرام ہم سے پہلے اس عمل کو بالضرور انجام دیتے۔

البتہ اپنے والدین کی طرف سے اولاد کو صدقہ اور خیرات کرنے کی تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے ضرور دی ہے کہ یہ ان کے حق میں قربانی سے زیادہ افضل ہے۔

خدا کے بندو! نماز! نماز اس کی بڑی پابندی کرو۔ اس لئے کہ تارکین نماز کا اسلام میں کوئی مقام نہیں ہے۔ کیونکہ نماز کی حیثیت اسلام میں ایسی ہی ہے جیسے جسم میں سر ہوتا ہے۔ اور جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ یہی نماز کافروں اور مسلمانوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے، جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا، (احمد، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، بروایت بریدہ نیز انھوں نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں ذکر کیا، حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے)

سلف صالحین نماز کو میزان قرار دیتے تھے اگر وہ کسی شخص کی دین داری کو پرکھنا چاہتے تو یہ دیکھتے کہ وہ نماز کی کہاں تک پابندی کرتا ہے اگر بات چیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ باجماعت نماز کا پابند ہے تو وہ اسے دین دار سمجھتے تھے اور اگر پتہ چلتا کہ وہ نمازوں میں حاضر نہیں ہوتا تو اسے دین دار نہیں سمجھتے تھے اور جو دین دار نہیں ہوتا وہ ہر قسم کی برائی کر سکتا ہے اور نیکی اور بھلائی سے گریز کر سکتا ہے اور تعلیمی ذمہ داریوں سے اعراض کرتا ہے اور اس قسم کے اثرات چھوت کی طرح ایک سے دوسرے کو لگتے ہیں اور نماز جیسی عبادت میں جو کوئی خیانت کرتا ہے جو اللہ کی امانت ہے وہ امت اور ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے ساتھ خیانت کر سکتا ہے۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (التوبة: ۱۱)	تو اگر انھوں نے توبہ کی اور نمازوں کی پابندی کی اور زکوٰۃ کو ادا کیا تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

بچوں کی تربیت کے لئے انھیں لے کر نماز پڑھنے مسجد میں جاؤ، بچپن سے اگر بچوں کو نماز کا شوق رہا تو بڑے ہو کر انھیں یہ شوق باقی رہے گا اور اس کی صورت یہی ہے کہ ان سے محنت کرا کر اور ان کے ہاتھ تھام کر نماز کی محبت کو ان کے دلوں میں پختہ کیا جائے، جس سے ان کے رب کی محبت ان کے دلوں میں جم جائے گی، جملہ خلائق میں ان کو تقرب الٰہی نصیب ہوگا، ان کی دنیا اور آخرت میں سدھار آئے گا اور یہی وہ منفرد تنبیہ اور وارننگ ہے جس سے اولاد کی کجی دور ہوگی ان کا بگاڑ رفع ہوگا، ان کے انشراح صدر کا یہ سبب ہوگا اور روزی میں افزائش ہوگی اور اگر تم نے اولاد کی تربیت میں غفلت برتی اور نماز روزوں کی محبت کو ان کے دلوں میں آراستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا، اور دیگر اسلامی شعائر اور خصوصیات کو ان کے دلوں میں پیدا نہیں کیا تو اس میں شک نہیں کہ شیطان ان کی تربیت پر مسلط ہو گا اور وہ ان کے دلوں میں فسق و فجور اور کفر کو پسندیدہ بنا کر پیش کرے گا۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا (زخرف: ۳۶)

اور جو کوئی خدائے رحمٰن کی یاد سے اندھا بنے گا تو ہم ایک شیطان کو اس کے اوپر مسلط کر دیتے ہیں۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ: ۱۳۲)

اور اپنے (گھر) والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور اسی پر جم جائیے ہم آپ سے روزی کمواتا نہیں چاہتے، روزی تو ہم آپ کو دیں گے، اور انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

نیز تمہیں اپنے مال کی زکوٰۃ دینی چاہئے، کیونکہ اس سے روزی میں افزائش ہوتی ہے۔ ایسے بھی زکوٰۃ صحت ایمان کی کسوٹی ہے۔ اور زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے مال کی صفائی ہوتی ہے۔ اس کے اندر افزائش اور اضافہ ہوتا ہے اور پاکیزگی نصیب ہوتی ہے اور زکوٰۃ نکالنے والے کا دل حرص و ہوس، بخل اور جلد بازی کی میل کچیل سے پاک ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا، تو وہی کامیاب ہوں گے۔

(الحشر ۹ التغابن ۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال کے اندر کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا اس کو اللہ کے نزدیک مال غنیمت سمجھو، تاوان مت سمجھو، نیز تمہیں ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں تحفے تحائف اور جس طرح بن سکے ان کا اعزاز و اکرام کرنا چاہیئے، ان کی خیر خیریت دریافت کرنے کے لئے پاپیادہ چل کر ان کے پاس جانا چاہیئے، کیونکہ ذوی الارحام وہی رشتہ دار ہوتے ہیں جو مل کر بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرتے ہیں، ورنہ جب ان میں دوری پیدا ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے کٹ جاتے ہیں اور جو لوگ صلہ رحمی کرتے ہیں اللہ انھیں برکتوں سے نوازتا ہے۔ ہر حال میں ان کی مال و دولت کے اندر نوازش فرماتا ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ قطع رحمی کرتے ہیں اللہ انھیں برکتوں سے محروم کر دیتا ہے اور طرح طرح کی آفتوں اور مشکلات میں انھیں مبتلا کر دیتا ہے۔ لیکن صلہ رحمی کرنے والا وہی نہیں ہوتا جو برابر کا بدلہ دے بلکہ سچا صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے اس کے باوجود وہ صلہ رحمی کرتا رہے۔

ذی رحم رشتہ دار یہ ہیں، ماں، باپ، بہن، بھائی، چچا، ماموں، چچا زاد بہنیں پھوپھی زاد بہنیں۔ ماموں اور خالہ زاد بہنیں اور یہ روایت ہے کہ اس حد تک اپنے نسب نامہ کو ضرور یاد رکھو، کہ تم اپنے رحم کے رشتہ داروں سے جوڑ اور تعلق پیدا کر سکو، کیونکہ صلہ رحمی سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، حاکم، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور دیگر محدثین نے ان کی تصحیح کا اعتراف کیا ہے)

آج کے روز دشمنی اور کینہ کپٹ کی آگ کو فرو کرنے کی کوشش کرو۔ اگر کسی کے بھائی بند یا رحم کے رشتہ داروں میں عداوت ہو یا اس کے پڑوسی سے دشمنی ہو تو اس سے میل ملاپ کر کے خدائے رحمٰن کو راضی کرلے اور شیطان کو طیش دلا دے اور دشمنی اور ترک تعلق کے ازالہ کی کوشش کرے اس سے ملاقات کرے، اور سلام میں پہل کرے تا کہ بیش از بیش اجر پا سکے اور زیادہ سے زیادہ فضل خداوندی سے فیض یاب ہو سکے کیونکہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد میں اللہ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (فصلت : ۳۴)

تم (مخالف) کو ایسے طریقہ سے جواب دو جو بہت اچھا ہو، (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ) وہ شخص جس میں اور تم میں دشمنی تھی، گویا تمہارا گرمجوش دوست ہے۔

ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے۔

کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو اس طرح چھوڑ دے کہ یہ سامنے آئے تو وہ منہ پھیر لے اور وہ سامنے آئے تو یہ منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہی ہے جو پہلے سلام کرے۔ (مسلم، بروایت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ)

نیز ایک دوسرے کی امانتوں کو بالضرور ادا کرو۔ کیونکہ یہ عین دیانت داری ہے۔ حدیث میں ہے۔

"جس کے اندر امانت داری نہیں، اس کے اندر ایمان نہیں"

پھر مومن کے اندر بہت ساری عادتیں پنپ سکتی ہیں لیکن خیانت اور جھوٹ کی عادت اس کے اندر نہیں پیدا ہو سکتی، لہٰذا اگر کسی شخص کو کسی تاجر کا مال یا حکومت، یا کسی کمپنی کے مال کی حفاظت سونپی گئی پھر اس میں وہ چوروں کی طرح درپردہ کچھ ہتھیالے اور دھوکہ اور خیانت کا مرتکب ہو جائے تو ایسا شخص دنیا میں بھی فقر و فاقہ کا شکار ہوگا اور قیامت کے دن غدار اور خیانت کرنے والے کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔

وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (آل عمران : ۱۶۱)

اور جو کوئی ذرا بھی کھوٹ کرے گا تو اسے قیامت کے دن حاضر کرنا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی کسی ترکیب کو بھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

یوں ہی سود خوری سے پرہیز کرو، کیونکہ اس کا انجام دوزخ اور رسوائی ہے، جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتے ہیں، سود کی مختلف قسم ہے اس کی بدترین اور شرم ناک صورت یہ ہے کہ کچھ لوگ بنک سے کچھ روپیہ ایک مدت کے لئے قرض لیتے ہیں۔ پھر مقررہ میعاد آتی ہے تو یہ مدت بڑھوا لیتے ہیں اور قرض کی رقم میں بھی اضافہ کرا لیتے ہیں جاہلیت میں اسی قسم کا سود جاری تھا، جسے اسلام نے آکر حرام کر دیا، اس کی تنبیہ کے لئے قرآن نے وعیدیں نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے اسے لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے ان سبھوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ: ۲۷۵)

تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت پہنچے اور وہ باز آجائے تو پہلے جو کچھ لے چکا وہ اس کا ہو گیا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ رہا اور جو اس کے باوجود سود لیتا رہا، تو ایسے لوگ دوزخی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور تنگ دست کے قرض کو پلٹ دینا بھی سود ہے۔ (مثلاً ادا شدہ رقم کو پھر سے طلب کرنا وغیرہ) اور سود کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ حرام چیزوں کی خرید و فروخت کی جائے، جیسے شراب کی خرید و فروخت یا مجسموں کا سودا کرنا، اس لئے کسی مسلمان کو یہ بھی کہنے کا حق نہیں کہ وہ نصرانیوں سے سودا کرتا ہے کیونکہ اللہ نے جب کوئی چیز حرام کر دی تو اس کی خرید و فروخت اور اس کی قیمت سب کچھ حرام کیا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہودیوں نے جیسا کچھ کیا، تم ہرگز مت کرو کہ انھوں نے ادنیٰ ادنیٰ حیلوں اور تدبیروں سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیا۔ (تم ایسا مت کرو) کیونکہ جب اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت تک کو حرام کر دیتا ہے۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی لغزشوں سے توبہ کرو، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو، حرام سے بچنے کے لئے پوری کوشش کرو، اور اس سے پہلے جادۂ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ کہ۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ	کوئی کہنے والا کہنے لگے کہ ہائے افسوس اس پر کہ میں نے اللہ (کے حق کے ادا کرنے میں) کوتاہی کی، اور بیشک میں ہنسی اڑاتا رہا تھا۔
(الزمر: ۵۶)	

عید اضحیٰ کا دوسرا خطاب

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی کی حمد و ثنا اور اسی کی عظمت بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللہ اکبر کا یہ نعرہ ہم ہر ایسے ہر وقت میں بلند کرتے ہیں، جب میقات سے احرام باندھا جائے۔ اللہ اکبر ہم اس وقت بھی کہتے ہیں جب لبیک پکارنے والے لبیک کہیں گے اور نیکیوں میں اضافہ ہوگا، اللہ اکبر ہر اس گھڑی میں جب بیت اللہ کا طواف کیا جائے اور دعاؤں کا ایک شور سا برپا ہو، اللہ اکبر ہر اس لمحہ میں جب خشوع و خضوع کرنے والے میدان عرفات میں وقوف کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو ان آوازوں کو سنتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو دعاؤں کو قبول کرتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے وہ ذات جو جملہ خلائق کے ماضی حال اور مستقبل سے بخوبی واقف ہے ۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ، اللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد ،

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے خاص ہیں جس نے اپنے بندوں کے لئے طرح طرح کی بندگی کی صورتوں کو مشروع فرمایا، اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی اطاعت کے نور سے منور اجاگر اور نرم وشفاف بنایا اور حج کی تکمیل پر انھیں ایسی وعید سے نوازا جو ہر سال بار بار لوٹ کر آتی ہے ۔

میں اس کی ستائش اور تعریف کرتا ہوں، وہ پاک ہے اور ستائش اور شکر کے لائق ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی نے جملہ خلائق کو پیدا کیا، پھر ان کے لئے فیصلے فرمائے ، دستور بنایا، اور اسے آسان کیا ، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ پر اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر اللہ تعالیٰ بہت بہت رحمتیں اور سلام نازل فرمائے ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! لوگو ! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو، اپنے رب کے حکموں کی تعمیل کرو ۔ اور اس کی نافرمانی مت کرو ۔ اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو وہ ہر ناگوار چیز سے تمہیں دور رکھے گا، اور اگر تم نے اس کی نافرمانی کی تو تمہیں ناقابل برداشت سزائیں دے گا، اللہ تم پر رحم کرے، تم خوب جان لو کہ تم اس سرزمین پر دوگانہ عید کی ادائیگی کے لئے آئے ہو اور تم اپنے نبی کی سنت پر عمل کر رہے ہو، اور اس نعمت عظمیٰ پر اس کی ستائش کر رہے ہو کہ اللہ نے تمہیں دین اسلام کی توفیق بخشی اور حج بیت اللہ کی عید سے سرفراز فرمایا، اس میں شک نہیں کہ تمہارا آج کا یہ دن امتیاز اور خصوصیات کے لحاظ سے اہم ترین دن شمار ہوتا ہے ۔ اس دن کی عبادت اور بندگی بھی عظیم ترین ہے ۔ اللہ نے ان خصوصیات کو مرحمت فرما کر تمہیں سعادت مند بنایا اور تمہارے لئے اسے روز عید و بندگی کی مختلف صورتوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعہ بنایا۔ انھیں خصوصیات کی بنا پر ایام تشریق کو شرف حاصل ہوا، اور ان ایام میں حجاج کرام مشعر حرام سے بیت عتیق کی طرف روانہ ہوتے ہیں، قربانی کے خون انھیں ایام میں بہتے ہیں اور پروردگار عالم حج اور قربانی کے دن اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے یہ عید کا عظیم ترین دن ہے، جس میں حجاج کرام، حج کے ارکان اور اس کی مختلف صورتوں کی ادائیگی کے لئے منیٰ میں اکٹھا ہوتے ہیں اور تلبیہ اور تکبیر کی آوازوں کو بلند کرکے اور قربانی کا خون بہاکر تقرب الٰہی حاصل کرتے ہیں، اپنے جانوروں کی قربانی کرکے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرتے ہیں، دراصل یہ ان کے مناسک اور عبادت کی تکمیل کا دن ہے جیسے عید فطر، ماہ صیام کی تکمیل کی مسرتوں کا نتیجہ ہے۔ اہل اسلام کی عید یہی دو ہے۔ انھیں دو کی خاطر زیب وزینت کی عام اجازت ہے اور راتوں میں باآواز بلند تکبیر پڑھی جاتی ہے تاکہ ان ایام کے حکموں کی تعظیم اور ان کی بزرگیوں کا اظہار ہو۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۵)

اور تاکہ تم مقررہ میعاد کو پوری کرلو، اور اللہ نے تمہیں جو ہدایت بخشی اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ (اس کا) شکر ادا کرسکو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

قربانی کرنا زندہ انسانوں کے حق میں سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گفتار وکردار سے اسے مسنون قرار دیا ہے اور قرآن پاک کی آیت اس کے تعلق سے نازل ہوئی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر: ۲)

پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

اسی فضیلت کے حصول کے لئے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے جانوروں کو اپنے گھروں میں باندھ کر انھیں فربہ اندام بنایا کرتے تھے اور اس شعار پر عمل درآمد کی تعلیم کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت اپنے ساتھیوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے تاکہ شریعت میں قربانی کے مقام کا اظہار ہو سکے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں، آپ نے فرمایا، تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں، انھوں نے کہا ان کے اندر ہمارے لئے کیا اجر ہے، آپ نے فرمایا، ہر بال پر ایک نیکی ہے، انھوں نے پوچھا اور اون پر؟ آپ نے فرمایا، اون کے ہر بال پر بھی ایک نیکی ہے۔ (حاکم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی کی، ترسٹھ اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح کیا، کیونکہ سن شریف بھی اسی قدر تھا، اور اونٹنیوں کا یہ حال تھا کہ ایک اونٹنی ابھی ذبح ہو رہی ہے اور دوسری ذبح ہونے کے لئے آپ کے سامنے گویا بچھی جا رہی تھی۔

جس سال آپ نے حج نہیں کیا، اس سال آپ نے دو مینڈھے ذبح کئے، یہ مینڈھے سینگ والے اور مائل بہ سیاہی تھے، اپنے دست مبارک سے آپ نے پہلے ایک کو ذبح کیا اور یہ پڑھا،

بسم اللہ اللہ اکبر اللھم ھذا عن محمد وآل محمد،

پھر آپ نے دوسرا جانور ذبح کیا اور فرمایا،

اللھم ھذا عن محمد وعمن لم یضح من امۃ محمد عمن شھد لک بالتوحید وشھد لی بالبلاغ

خدایا یہ قربانی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے ہے اور امت محمد کے ان تمام افراد کی طرف سے ہے جو تیری وحدانیت کے گواہ، میرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس لئے اے عاجز و درماندہ مسلمان! اگر تو تنگ دست ہے تو تجھے غم نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ بشیر و نذیر پیغمبر نے تیری طرف سے بھی قربانی کر رکھی ہے۔

بعض اہل علم نے مستطیع مالدار پر وجوب قربانی کا حکم عائد کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن فرمایا،

جو کوئی وسعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے اسے ہماری عید گاہ میں نہیں آنا چاہئے۔ (حاکم، نیز انھوں نے اس کو صحیح کہا ہے)

لہٰذا زندوں کے حق میں یہی افضل ہے کہ قربانی کی جائے اور اس کی قیمت خیرات کرنا افضل نہیں ہے۔ اور یہ غلط ہوگا کہ آدمی اپنے مرحوم والدین کی طرف سے قربانی کرے اور اپنے آپ کو فراموش کر جائے۔

ایک قربانی گھر کے ذمہ دار اور اس کے اہل خانہ کی طرف سے کافی ہے اور اگر ایک بڑی جماعت ایک ہی گھر میں سکونت پذیر ہو جیسے دس بیس افراد پر مشتمل کنبہ ہو تو اہل خانہ کی طرح ان افراد کی طرف سے بھی ایک قربانی درست ہوگی، بہترین قربانی بکری کا ایسا بچہ ہے جو بے عیب ہو۔ یوں ہی بکری اور بکرے کی قربانی درست ہے اور اونٹنی گائے اور بچھڑا سات حصہ داروں کی طرف سے درست ہے۔

ذبح کا وقت صحیح قول کے مطابق عید اور اس کے بعد کے تین ایام ہیں

ان دنوں میں قربانی کرنا رب العالمین کی بندگی کی علامت ہے۔ جبکہ اس کے بالمقابل جن اور بھوت پریت کی نیت سے قربانی کرنا یا قبروں کے پاس قربانی کرنا کھلا ہوا شرک ہے نیز غیر اللہ کے لئے قربانی کرنا بھی کھلا ہوا شرک ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بخاری میں درج ہے کہ انھوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چار باتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمائیں۔ جس نے غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو، جس نے اپنے والدین پر لعنت کی ہو اس پر خدا کی لعنت ہو، جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی ہو اس پر خدا کی لعنت ہو اور جس نے زمین کی حدود اور علامتوں کو بدل دیا، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

اسی مناسبت سے وہ روایت ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص قربانی کرنا چاہے اور ذی الحجہ کے دس ایام نمودار ہو جائیں تو اسے چاہئے کہ اپنے بال اور ناخن نہ تراشے۔!

اس روایت میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض اس کی صحت کے منکر ہیں، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی زمرے میں شامل ہیں، بعضوں نے ممانعت کو کراہت میں شمار کیا ہے، امام شافعی، امام مالک کا ظاہر مسلک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایک روایت اسی کے مطابق ہے اور انصاف میں اس کی ترجیح دی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے، حالانکہ یہ قول درستی اور راستی سے کوسوں دور ہے اور بالفرض اگر ہم نہی کو کراہت پر محمول بھی کریں تو یہ بھی حقیقت ہے کہ کراہت ادنیٰ ضرورت کی وجہ سے زائل بھی ہو جاتی ہے۔!

غرض بہانت بہانت کے اقوال کے باوجود اگر کسی شخص نے اپنا سر مونڈھ لیا، یا ڈاڑھی کے کچھ بال کتر لئے، یا ناخن تراش لئے، جبکہ یہ سب کچھ عشرۂ ذی الحجہ میں وقوع پذیر ہوا اور پھر وہ شخص قربانی کرنا چاہے تو اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ اس کی قربانی درست ہے اور مردوں کی طرح اگر کسی عورت نے سر کا بال کچھ کتر لیا، یا کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی کی وجہ سے کچھ بال گر گئے اور وہ قربانی کرنا چاہے تو اس کی قربانی درست ہوگی۔ یوں ہی عورتوں سے مباشرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خوشبو وغیرہ کا استعمال بھی قربانی کرنے والے کے لئے مباح ہے۔

اور یہ جو جاہل عوام میں مشہور ہے کہ قربانی کرنے والے کو احرام باندھنا چاہیئے، تو اس قسم کی باتیں قطعی بے سروپا اور لغو ہیں، کیونکہ احرام صرف اور صرف حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے مخصوص ہے۔ افسوس اسی قسم کا بد عقیدہ بیشتر لوگوں کو قربانی سے روکے ہوئے ہے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ احرام کے بغیر قربانی نہیں ہوتی، دوسری طرف وہ بال وغیرہ بھی مونڈھ یا کتر لیتے ہیں، لہٰذا صحیح یہی ہے کہ ایسوں کی قربانی درست ہے، یہاں تک کہ جیسا کہ بعض علماء نے صراحت کی کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر بھی بال کتر لیا تب بھی اس کی قربانی درست ہے۔

اتنا ضرور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث پر نکیر کی ہے اور فرمایا ہے کہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم حج کا احرام باندھنے والوں کو دیا ہے اور یہ عین عقل کے مطابق ہے کیونکہ حج وعمرہ کا احرام باندھنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ناخن نہ کترے، نہ بالوں کو تراشے، لہٰذا بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو اوپر مذکور معنیٰ پر محمول کر دیا۔

ان ایام میں بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ مُردوں کو ثواب پہونچانے کے لئے کون سے اعمال کی ادائیگی افضل ہے، چنانچہ کچھ لوگ قربانی کا مشورہ دیتے ہیں اور بیشتر عوام کے دلوں میں یہ خیال رچ بس گیا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ قربانی زندوں کے حق میں مشروع کی گئی۔ نیز اس سے مقصود اسلامی عید کو اعزاز بخشنا اور اس کا اہتمام کرنا ہے اور اس کی آمد پر شکر خداوندی بجالانا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر) پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

ظاہر ہے کہ نماز عید کی ادائیگی کے مخاطب زندہ افراد ہیں، لہٰذا قربانی کے مخاطب بھی یہی لوگ ہوں گے، مردے نہیں ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں کیلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کا حکم ثابت نہیں ہے۔ نہ ہی صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے کہ انھوں نے اپنے مردوں کے لئے قربانی کی، یا اپنے مرنے کے بعد زندوں کو قربانی کی وصیت فرمائی۔ نہ ہی کسی نے قربانی کے لئے اوقاف جاری کئے، اور اگر قربانی کرنا نیکی کا عمل ہوتا، یا اس کا ثواب مردوں کو پہونچتا تو اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام اس کے لئے پیش قدمی کرتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کو اپنے والدین کے لئے دعا اور صدقہ خیرات کرنے کی نصیحت فرمائی ہے، اور ایصال ثواب، اور نفع رسانی کی یہ افضل ترین صورتیں ہیں۔ نیز اس لئے بھی کہ یہ صدقہ اور خیرات جب فقیروں تک پہونچے گا، تو ان کی ضرورت پوری ہوگی، اور ان کی فاقہ کشی کا خاتمہ ہوگا۔ کیونکہ عید کے اخراجات اور ان کے اپنے اور اہل وعیال کے لئے کھانے اور کپڑے کی ضرورت انھیں بھی لاحق ہوتی ہے۔ لہٰذا انھیں خیرات ملنا عین خدا کو بھی محبوب ہوگا، کیونکہ اللہ تعالےٰ اس کو محبوب رکھتا ہے کہ ان کی پریشانی کا مداوا ہو ان کی تنگی فراخی سے بدل جائے، اور ان کی ضرورتیں پوری ہوں، لہٰذا گوشت کی بوٹیاں انھیں دیئے جانے سے افضل یہ ہے کہ انھیں صدقہ اور خیرات دی جائے، جبکہ یہ بوٹیاں نہ انھیں موٹا کر سکتی ہیں اور نہ ان کی بھوک کو دور کر سکتی ہیں۔

اس لئے جو افراد یہ چاہتے ہیں کہ ان کے اعمال کا ثواب ان کو ملے، اور ان کے مردوں کو کو بھی اس کا ثواب پہونچے، تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے قربانی کرے یا قربانی کے جانور کی قیمت اپنے مردوں کی طرف سے خیرات کر دے۔

جس قربانی کی قیمت چھ سو ریال ہو، اگر نی گھر ایک سو ریال کے لحاظ سے چھ گھروں میں یہ قیمت تقسیم کر دی جائے تو اس میں شک نہیں کہ یہ افضل اور مفید ترین صورت ہوگی۔

چنانچہ صحیحین میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہوگیا، لیکن انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی، البتہ مجھے گمان ہے کہ اگر انھیں کچھ کہنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور کچھ صدقہ اور خیرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتیں، بھلا بتائیے میں ان کی طرف سے خیرات کر سکتا ہوں، آپ نے فرمایا، ہاں، تم اپنی ماں کی طرف سے خیرات کرو۔

بنو ساعدہ کے ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین کا انتقال ہوا، کیا ان کے لئے مجھ پر ایسی کوئی نیکی رہ گئی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد بھی میں ان کی طرف سے انجام دوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں ان کے لئے دعائیں، ان کے لئے مغفرت طلبی، ان کے بعد ان کے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے ذی رحم رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے بعد ان کے دوستوں کا اعزاز و اکرام کرنا اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ تین اعمال باقی رہ جاتے ہیں ۱ صدقہ جاریہ ۲ ایسا علم جس سے اس کے بعد بھی اس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے۔ ۳ یا اس کی کوئی اولاد صالح جو اس کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے۔ (مسلم، روایت ابوہریرۃ)

نیز فرمایا:

> افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم تندرست اور خواہش مند رہتے ہوئے خیرات کرو۔ غربت سے ڈرتے رہو، دولت اور بے نیازی کے آرزومند رہو لیکن صدقہ خیرات کرنے میں اتنی دیر بھی مت کرو، کہ روح نرخرے میں اٹکنے لگے اور اس وقت تم یہ کہو کہ فلاں کا اتنا ہے، فلاں کو اس قدر دیدو وغیرہ، حالانکہ تم بھی بخوبی جان لوگے کہ اس وقت تمہارا کل اثاثہ کسی اور کا ہو چکے گا۔ (مسلم، روایت ابوہریرۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنابریں ان افراد کا صدقہ یقیناً افضل ترین ہوگا، جو صحت اور تندرستی میں خیرات کرتے ہیں اور کسی وصیت نامہ وغیرہ پر بھروسہ نہیں کرتے۔ اور جو شخص خود اپنی کمائی سے اپنی ذات کو جتنا زیادہ فائدہ پہونچا دے اس سے بڑا فائدہ اس کے لئے اس کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ہوگا۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرو۔ اپنے رب کے فرائض کی کامل نگہداشت کرو اور اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی پوری اطاعت کرو ــــ!

عید اضحیٰ کا تیسرا خطاب

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جس نے اپنے بندوں کی خاطر عبادت کی صورتوں کو مشروع فرمایا اور انھیں آسان کیا، اور اپنے اولیاء صالحین کے دلوں کو اپنی اطاعت کے نور سے منور اور دانا و بینا بنایا اور ان کے فریضۂ حج کی تکمیل کے موقع پر انھیں ایسی عید کے تحفہ سے نوازا جو ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں، کیونکہ صرف اسی کی ذات حمد و ثنا کی حقدار ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی نے جملہ خلائق کو پیدا کیا، پھر ان کے لئے ٹھیک اندازہ اور فیصلہ فرمایا، دستور بنایا، اور آسان دستور بنایا، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ صاحب لواء حمد اور صاحب حوض کوثر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما، اور آپ کی آل واصحاب پر درود نازل فرما جن کے اندر سے اللہ نے گندگیوں کو دور فرما کر انھیں پاک وصاف کیا، اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد، لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو، اپنے رب کے حکموں کی پوری پوری پابندی کرو اور اس کی نافرمانی مت کرو۔ اس لئے کہ اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو تمہیں ایسی کوئی چیز کبھی نہیں پہونچے گی جو تم کو ناگوار خاطر ہو، اور اگر تم نے اس کی نافرمانی کی، تو وہ تمہیں ایسی بھی سزا دے گا، جو تمہارے لئے ناقابل برداشت ہوگی، علاوہ ازیں اللہ تم پر رحم وکرم فرمائے تم یہ بھی سوچ لو کہ اس مبارک اور مسعود سرزمین پر تم دو گانہ عید کی ادائیگی کے لیے آئے ہو، جو تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوہ اور عمل ہے اور یہ اس نعمت کا شکرانہ ہے کہ اللہ نے تمہیں دین اسلام کی دولت سے نوازا اور حج بیت اللہ کی عید سے تمہیں سرفراز فرمایا، نیز یہ بھی جان لو کہ تمہارا یہ دن دین کے ایک عظیم ترین شعار کا حامل ہے، اس دن کی سب سے بڑی عبادت ان مناسک اور احکام کی پابندی ہے جن کی سعادتوں سے اللہ نے تمہیں بہرہ ور اور آگاہ کیا ان دنوں میں قربانی اور عید کے ایسے دن سے نوازا جس کی وجہ سے خود ایام تشریق کو عزت اور شرف حاصل ہے، انھیں ایام میں اس نے حجاج کرام کو مشعر حرام سے بیت عتیق کی طرف روانگی کا حکم فرمایا، پھر ان دنوں میں قربانی کرنے اور جانوروں کا خون بہانے کا حکم دیا اور یہ واقعہ ہے کہ اس عظیم ترین عبادت یعنی حج کی ادائیگی پر اللہ رب العزت۔ اپنے بندوں کے سامنے فخر اور مباہات فرماتا ہے، یہی فخر ومباہات کا دن حج، قربانی اور عید کا بڑا دن ہے۔

خلق خدا ایک انبوہ کی شکل میں مقامات مقدسہ جیسے منیٰ وغیرہ میں احکام حج کی ادائیگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر کے لیے کیا ہوتی ہے، ان کے بال پراگندہ اور بدن گرد آلود ہوتے ہیں اور وہ بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے اور پھر اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں، اور قربانی کے اس عمل کے ذریعہ دراصل وہ اپنے جد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنتوں کو زندہ کرتے ہیں، اور ان کی قربانی کی یاد تازہ کرتے ہیں، یہ دن درحقیقت ان کے اسی فریضۂ حج کی تکمیل کی سوغات ہے، جیسے ماہ صیام کی تکمیل کا تحفہ عید الفطر کا مبارک دن ہے اور یہی دو ایام مسلمانوں کے لئے عید اور خوشی کے دن ہیں۔

ان دنوں کی آمد پر زیب و زینت اور اظہار مسرت کی اجازت ہے۔ بالخصوص یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ان کی راتوں میں بلند آواز سے تکبیریں پڑھی جائیں اور عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں تکبیروں کا ورد کیا جائے تاکہ ان کی شرافت کا اظہار ہو سکے اور ان دنوں کی اہمیت کا عام دلوں میں احساس پیدا ہو۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۵)

اور تاکہ تم مقررہ میعاد کو پوری کرلو، اور اللہ نے تمہیں جو ہدایت دی اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ تاکہ تم شکر گذار بن سکو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

قربانی کرنا سنت موکدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور فعل سے اس کو سنت قرار دیا ہے۔ نیز قرآن پاک کی آیات اس سلسلے میں وارد ہیں جن کی روزمرہ تلاوت ہوتی ہے۔ قربانی تقرب الٰہی کا وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب کی خوشنودی ڈھونڈتا ہے اور جس کی انجام دہی پر بے پناہ اجر مرتب ہوتا ہے اور انسان فضل عظیم سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا۔ یا فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں، انھوں نے عرض کیا، ان کے اندر ہمارے لئے کیا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر بال کے عوض ایک نیکی، عرض کیا، اور ان کے اون کے عوض؟ فرمایا اون کے بھی ہر ریشہ کے عوض ایک نیکی ملے گی۔ (حاکم نے اس کو نقل کیا، اور اسے صحیح الاسناد بتایا ہے۔ جبکہ حافظ نے اسکی سند کو واہی قرار دیا ہے۔ منذری، ج ۱۵۴/۴)

بنابریں صاحب استطاعت مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی طرف سے ایک یا زیادہ قربانی خالص لوجہ اللہ کرے، اور اس میں ہرگز بخل نہ کرے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے گھروں میں قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر فربہ اندام بناتے تھے، تاکہ انھیں اس کا بھی اجر و ثواب حاصل ہو، اور اس کی فضیلت سے وہ شاد کام ہوں۔ علاوہ ازیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت اصحاب کرام کے درمیان محض اس لئے تقسیم بھی فرماتے تھے۔ تاکہ اس شعار پر عمل کرنا عام ہو اور شریعت نے اس عبادت کو جو مقام دیا ہے، اس کی بابت عوام میں احساس عام ہو۔

اس میں شک نہیں کہ قربانی زندوں پر اس لئے عائد کی گئی ہے کہ اسلامی عید کی آمد پر وہ بارگاہ الٰہی میں ہدیہ تشکر پیش کر سکیں، اس کے علاوہ مسلمانوں کی عید مشرکین اور کافروں کے تہواروں سے ممتاز اور منفرد رہ سکے، اور اپنے تہواروں پر وہ لوگ جس قسم کی بھینٹے چڑھاتے ہیں، ہماری قربانیاں ان سے نمایاں اور جاذب نگاہ رہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے بعض افراد اپنی طرف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے گھر والوں کی طرف سے بکری ذبح کرتے تھے، جسے وہ خود بھی کھاتے تھے اور خیرات بھی کرتے تھے۔

لہٰذا عید اور تشریق کے دنوں میں قربانی کرنا رب العالمین کی عظیم ترین عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (الحج: ۲۸)

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے تاکہ اللہ نے جو ان کو مویشی چارپائے دیئے ہیں (ان کے ذبح کرتے وقت) وہ ان پر اللہ کا نام لیں، تو دیکھو اس قربانی میں سے تم خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

جبکہ اس کے قطعی برعکس بھوت پریت، جن، اور قبروں اور مزاروں کے لئے جانوروں کو ذبح کرنا کھلا ہوا شرک اکبر ہے کیونکہ غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا بھی راست اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، آپ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چار فقرے بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا: جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا ہو، اس پر اللہ کی لعنت ہو، جس نے اپنے والدین پر لعنت کی ہو اس پر خدا کی لعنت ہو، جس نے دین کے اندر نت نئے فتنے اور بدعتیں ایجاد کیں اس پر اللہ کی لعنت ہو، جس نے زمین کی حدود اور اس کی نشانیوں کو بدل دیا، اس پر اللہ کی لعنت ہو، جس نے زمین کی حدود اور اس کی نشانیوں کو بدل دیا، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

بہترین قربانی بکری کے بچہ کی ہے، خواہ نر ہو یا خصی ہو، البتہ بے عیب ہونا ضروری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ کا بچہ جو پورے چھ ماہ کا ہو اور بکری کا بچہ جو ایک سال کا ہو، اس کی قربانی درست ہے اونٹ اور اونٹنی میں سات حصے کئے جاسکتے ہیں، گائے اور بچھڑا اگر پورے دو سال کا ہو تو ان کے بھی سات حصے کئے جاسکتے ہیں بس ان دنوں قربانی کرنا رب العالمین کی عظیم ترین بندگی ہے۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ	بیشک میری نمازیں، میری عبادت، میرا جینا
وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ	اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین
لَهُ (الانعام: ۱۶۲)	کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

ذبیحہ کے اوقات عید اور اس کے بعد کے تین دن ہیں۔

بندگان خدا! اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہاری دھن دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ نے تمہارے درمیان اخلاقی قدروں کو بھی یوں ہی تقسیم فرما دیا ہے۔ جیسے اس نے تمہارے بیچ روزی کو بانٹ دیا ہے، اور یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے جو اسے محبوب ہوں، یا محبوب نہ ہوں، لیکن دین وہ صرف اپنے ایسے بندوں کو دیتا ہے جو اسے محبوب ہوں، اس لئے خوب سمجھ لو کہ اللہ نے جس کو دین داری سے نوازا وہ اس کا محبوب ہے۔ پھر یہ دین نہایت مستحسن کشادہ اور فراخ ہے اور جو اس کو مضبوطی سے تھامے گا، اللہ اسے دین دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور کرے گا، اس دین کا سرا اسلام ہے، نماز اس کا ستون ہے اور زکوٰۃ، روزے اور بیت اللہ کا حج اس کے ارکان ہیں۔

ان ارکان کو اللہ نے اسلام کی جڑ اور بنیاد قرار دیا ہے اور یہی کافروں اور مسلمانوں کے درمیان حد فاصل ہے، فاسق و فاجر اور متقی و پرہیزگار اسی کے ذریعہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے الگ ہوتے ہیں، نیز یہی صحت ایمان کی حقیقی کسوٹی ہے۔ جس کے ذریعہ ایک سچا مسلمان اور کافر و فاسق اور نافرمان میں امتیاز ہوتا ہے۔

درحقیقت اسلام زبانی جمع خرچ کا نام نہیں، نہ یہ کوئی لیبل یا ٹائٹل ہے جسے جب چاہے لگا لیا جائے، یا نکال لیا جائے، بلکہ اسلام وہ ہے جو دلوں میں جاگزیں ہو اور کردار سے جس کی تصدیق ہو۔ اس لئے اپنے اسلام پر اس طرح کاربند رہو کہ تمہیں پہچانا جاسکے، اور اس کی دعوت دو تاکہ تم اس کے سچے اہل ثابت ہوسکو، کیونکہ عمل کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں، اور جو کوئی نماز کا تارک ہو اس نے کفر کیا، اور جس طرح شاہراہوں پر سنگ میل اور نشان راہ ہوتے ہیں، اسی طرح اسلام کا بھی مینارۂ نور اور اس کی گونج اور غلغلہ ہے جس سے صاحب ایمان اور مسلمان کی شناخت ہوتی ہے۔

سچا مسلمان وہ ہے جو پنجگانہ نمازیں پابندی سے ادا کرے، اپنے حصہ کی واجب شدہ زکوٰۃ دے، ماہ رمضان کے روزے رکھے اور لوگوں کے سامنے اپنے اسلام کا کھلم کھلا اظہار کرے تاکہ عوام اس کے تشخص کی گواہی دیں۔ ایسے بھی عوام الناس زمین پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں

دین اسلام اور اس پر تمام و کمال عمل درآمد وحدت امت کی اصل بنیاد اور دیوار یہی ہیں جن کی وجہ سے نظام اسلام کی شیرازہ بندی ہوتی ہے اور اس کی عزت اور اس پر دائمی استقامت کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، کیونکہ یہی سچا دین ہے، جو ہر زمانے اور علاقے کے لائق ہے اس دین اور اس کے نظام نے لوگوں کی زندگیوں کو بہتر طریقہ سے منظم اور مربوط کیا ہے۔ اور حکمت و مصلحت اور عدل و احسان کی تمام شرطوں کو استوار کیا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ اگر عوام الناس اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، اس کے احکام اور اس کے تنظیمی امور کی رعایت کریں اور اس کے آئین و حدود کا لحاظ کریں، تو کامل یقین ہے کہ وہ خوش نصیب ہوں گے۔ کیونکہ یہی دین انھیں جادۂ ہدایت اور راہ مستقیم پر گامزن کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(آل عمران : ۸۵)

اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین کو چاہے گا تو وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ۔

اس کے بالمقابل جو لوگ زبانی اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن نماز روزے کے قریب نہیں پھٹکتے، اور زکوٰۃ دبا لیتے ہیں، اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ ایسے افراد زبانی اسلام کے دعویدار ہیں، جبکہ احساس اور وجدان اور کتاب و سنت ان کے اسلام کا انکار کرتی ہے اور جو کوئی اسلام کے دعویدار ہیں حالانکہ احساس اور وجدان اور کتاب و سنت ان کے اسلام کا انکار کرتی ہے یہ تو ان کا خالی خولی دعویٰ ہوگا آزمائش کی گھڑیاں اس کا انکار کریں گی، اس لئے مسلمانوں کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ وہ حقیقی اسلام کے علمبردار اس وقت تک نہیں بن سکیں گے جب تک قرآن پاک پر ٹھیک ٹھیک استوار نہ ہوں گے اور اسلامی ارکان کو بخوبی سیکھ نہیں لیں گے ۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلامی شریعت پر صف بصف عملدرآمد اور اس کی کامل پابندی مسلمانوں کی صفوں کو متحد اور ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے مربوط کر سکتی ہے، ان کا آپس کا اختلاف صرف اسی صورت دور بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ دشمنوں سے آخری فتح حاصل کرنے تک لوہا لے سکتے ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

اللہ نے تمہیں صرف اسلام کی بدولت عزت بخشی ہے
اور جس قدر تم کہیں اور سے عزت کے حصول کی جستجو کرو گے
اتنا ہی اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل و خوار کرے گا ۔

دستور الٰہی کے یہ اصول جنھیں اللہ نے اپنے بندوں پر عائد کیا، جیسے نماز، زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ کے احکام و مسائل، تو یہ حقیقت ہے کہ علیم و خبیر کا اتارا ہوا قانون ہے جنھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضع کرنے اور ان کا نفاذ کرنے والا بخوبی جانتا ہے کہ ان کی ضمن میں بندوں کا کس قدر فائدہ وابستہ ہے۔ اور ان کی دنیا اور آخرت کے کون سے فائدے ان سے مربوط ہیں، اور اس زندگی اور آنے والی زندگی کی سعادت کے کون سے اسباب ان سے جڑے ہوئے ہیں۔ پھر یہ امر مسلم ہے کہ اللہ نے جس قدر نماز، روزہ، اور زکوٰۃ کے احکام فرض فرمائے ہیں، ان کی مصلحت سب سے مقدم اور ان کی منفعت واضح ہے اور جن چیزوں کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے جیسے سود خوری، زنا کاری، اور شراب نوشی وغیرہ ان کی مضرت عیاں اور ان کے مفاسد قطعی مسلم اور طے شدہ ہیں۔

شریعت اسلامیہ فرائض اور فضائل کا انمول خزانہ ہے، جو ایک طرف نیکی خصلتوں اور بری عادتوں سے باز رکھتی ہے، تو دوسری طرف اخلاق کو آراستہ اور اندروں کو پاکیزہ بناتی ہے، اور کفر و شرک اور نفاق و شقاق کا کلی دفعیہ کرتی ہے، اور جن کے اندر دینداری نہیں، ان کے اندر شر، فساد، اور شہروں اور علاقوں کی تباہی اور بربادی کے جراثیم پنپتے ہیں اور پھر یہ سراپا بگاڑ بن کر گھناؤنے جرائم اور فحاشی اور بے حیائی کا بیج پورے معاشرے میں بوتے ہیں، قتل و خوں ریزی اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتے ہیں، اور عزت داروں کی عزت سے کھیلنے کی گندی حرکتوں سے بھی باز نہیں آتے ہیں، ظاہر ہے یہ سماجی درندگی عرف وہی لوگ پھیلاتے ہیں جن کے اندر دین داری کی رمق باقی نہیں رہتی، ان کی طبیعت گندہ اور اخلاق پراگندہ ہو چکے ہیں، نمازوں سے انھیں دور کا واسطہ نہیں ہوتا، خواہشات کے یہ دیوانہ ہوتے ہیں، شریعت کی یہ مستحکم دیواروں کو اپنی بدکرداری سے ڈائنامیٹ کر چکے ہوتے ہیں، دین کے اندر حرام چیزوں کا کھل کر یہ مذاق اڑاتے ہیں، اور ٹھیک ایسی راہوں پر یہ سرپٹ دوڑتے چلے جاتے ہیں جو کسی صورت مسلمانوں کا راستہ نہیں ہوتا۔

جو شخص دین دار نہیں ہوگا، وہ ہر قسم کی برائی کا خوگر اور خیر و برکت سے کوسوں دور ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس کے اندر بھلائی نہیں ہوگی وہ کسی اور کو کیا بھلائی سے نوازے گا، اس لئے کہ ہر برتن سے وہی کچھ چھلکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ لہٰذا جن بندوں کو اللہ نے حقیقت کی نگاہ بخشی اور جنھیں عبرت اور بصیرت کا نور حاصل ہے، انھیں بالخصوص ان ملکوں اور علاقوں کا گہرا جائزہ لینا چاہیئے۔ جہاں کبھی اسلامی حکومت کی عمل داری تھی، لیکن آج وہ بساط الٹ گئی، اور اسلام اور اسلامی آثار کھرچ کھرچ کر وہاں سے نوچ پھینکے گئے۔ آخر وہاں کے باشندوں کا یہ انجام کیونکر ہوا ــــ؟ کیا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہاں کے باشندوں نے نماز، روزے، اور زکوٰۃ کے فرائض سے صریح روگردانی کی، کفر و شرک اور فسق و فجور کے کاموں کو کھلے بندوں اختیار کیا، اور جب اس قسم کے مفاسد اور بگاڑ کا بازار گرم ہوا، تو پھر دیکھنا چاہیئے کہ ان لوگوں کا کیا حشر ہوا، ان کے اندر جہالت اور لاعلمی کا غلبہ ہوا، کفر اور الحاد کا ناسور اندر ابلتا اور سڑتا رہا، اخلاق، عقائد اور اعمال میں دن دونی بگاڑ رونما ہوتا رہا، فتنہ اور فساد کا بازار گرم رہا، بھری پری آبادی اور ہنستے کھیلتے گھر اجڑ گئے، عوام الناس جانوروں سے بدتر ہوتے گئے، شاہراہوں اور چوراہوں پر بدمستی کا وہ اس طرح کا شکار ہوئے کہ انھیں روزے، نماز، کا احساس تک نہیں ہوتا تھا نیکی اور بدی کی تمیز ان کے اندر سے اٹھتی گئی، دوسروں کو انھوں نے کبھی نیکیوں کے لئے آمادہ نہیں کیا، برائیوں سے کسی کو منع نہیں کیا، خود کسی برائی سے کبھی باز نہیں آئے، اس لئے حق کی راہ تک انھیں رسائی بھی نصیب نہیں ہوسکی اور پھر نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی معصیت اور ایک ایک برائی کی گن گن کر انھیں سزائیں ملتی گئیں ــــ!

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ	اور اللہ ایک بستی والوں کی مثال بیان
اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا	فرماتا ہے کہ وہاں کے لوگ ہر طرح امن و اطمینان
رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ	سے تھے، ہر طرح سے ان کے پاس فراغت سے
بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ	رزق آتا تھا مگر انھوں نے اللہ کی نعمتوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ
(النحل : ۱۱۲)

ناشکری کی، تو اللہ نے بھی ان کے کاموں کی پاداش میں جو وہ کیا کرتے تھے ان کو بھوک اور خوف کا مزہ چکھایا۔

پھر مشاہدہ شاہد ہے کہ جب کبھی کسی بستی میں الحاد و بیدینی کا غلبہ ہوا اور وہاں کے باشندوں نے بالخصوص اسلامی شریعت، اور اس کی تعلیمات کا انکار کیا، نماز روزہ اور زکوٰۃ جیسے مہتم بالشان فرائض کو پس پشت ڈالا، اور شراب و شباب اور فسق و فجور میں غرق ہوئے، ان پر چاروں طرف سے بگاڑ اور فساد کا دروازہ چوپٹ کھل گیا اور پروردگار عالم نے عذاب کا کوڑا ان پر تان لیا ــ!

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
(الانفال : ۲۵)

اور ایسے فتنہ اور آزمائش سے بچو جو تم میں ظلم کرنے والوں کو ہی نہیں پہونچے گا، خاص طور پر اور جان لو کہ بیشک اللہ نہایت سخت سزا دینے والا ہے۔

اس لئے برادران اسلام کو خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہئے اور اپنے رب کے فرائض کی کامل نگہداشت کرنی چاہئے، اور اگر ان کے اندر ایمان کی رمق ہے تو انھیں اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عید اضحےٰ کا دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جس نے جملہ خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اپنی معرفت کی خاطر ان کے اندر عقلیں ودیعت فرمائیں، اور ان پر اس نے ظاہری اور باطنی نعمتیں اس لئے نچھاور کیں، تاکہ وہ اس کا شکر ادا کر سکیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ اس فرد کی گواہی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا بھی ہے، اور اس سے امیدیں بھی رکھتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، جنھوں نے جمعہ اور عیدوں کی نمازوں کا نظم قائم فرمایا، اور لوگوں کے لئے رشد وہدایت کے طریقے بیان فرمائے، اے اللہ آپ پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر بہت بہت رحمتیں اور درود نازل فرما!

حمد وصلوٰۃ کے بعد لوگو! خوب جان لو کہ تمہیں یوں ہی نہیں پیدا کیا گیا، اور نہ پیدائش کے بعد تمہیں بے کار چھوڑ دیا گیا ہے، بلکہ بہت جلد وہ دن آنے والا ہے جب اللہ تمہیں اکٹھا کرے گا، پھر تمہارے بیچ فیصلہ صادر فرمائے گا۔ اور وہ شخص یقیناً بڑے خسارے اور ٹوٹے میں رہے گا، جو اللہ کی ایسی وسیع وعریض رحمتوں سے کوسوں دور رہے گا، جب کہ اس کی رحمت ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نیز وہ اس جنت سے بھی محروم ہوگا، جس کا عرض آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے، کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ تم روز وشب اور گھڑی در گھڑی موت کی مقررہ ساعت کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہو، لہٰذا تم میں جو کوئی اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ اپنی زندگی کو فرائض اور واجبات کی نگہداشت اور نماز روزہ اور زکوٰۃ کی انجام دہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گذار دے تو اسے بخوبی اسی پر کاربند ہونا چاہئے۔

اپنے اردگرد تمہیں ایسی بھی قومیں ملیں گی جنھوں نے اپنی تمام تر عقل اپنی قوت عمل کا سارا زور اور اپنی فکر کی تمام تر توانائی کو صرف دنیاوی کاموں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے آج ان کی دنیا صرف اور صرف بطن اور فرج کی خواہشات کی تکمیل اور پیٹ اور پلیٹ کے گرد محصور ہو کر رہ گئی ہے، جس کی وجہ سے انھوں نے اپنے رب کے فرائض کو پس پشت کر رکھا ہے اور آخرت کے امور کو یکسر فراموش کر دیا ہے، جبکہ اللہ نے صاف طور پر تمہیں حکم دے رکھا ہے کہ تم ہرگز ان کے جیسے نہ بن جانا، چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ. وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

(الحشر: ۱۸، ۱۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور دیکھو کہ ہر کسی نے آنے والے کل کے لئے کیا کچھ آگے کیا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو، اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنھوں نے اللہ کو فراموش کیا، پس اللہ نے بھی انھیں بھلا دیا، ایسے ہی لوگ فاسقوں میں سے ہیں۔

عید سعید کے اس مبارک دن میں بھلا تمہارے وہ دوست احباب سرپرست اور آباء واجداد کہاں گئے، جنھیں کل تک دیکھتے اور بخوبی جانتے پہچانتے تھے، انھیں جو کچھ کرنا تھا انھوں نے کیا، اور اپنی راہ لی! کسی نے سعادت پائی، اور کوئی ازلی بدبخت ہوا، ذرا دیکھو وہ لوگ کہاں گئے جنھوں نے اونچے محلات اور عالیشان بالاخانے تعمیر کئے دھن دولت اکٹھا کیا اور حویلیاں بنائیں، لیکن آج وہ منوں مٹی اور خاک کے ڈھیر کے نیچے پڑے ہوئے ہیں، ان کی ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو چکی ہیں۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کے اہل خانہ کی اسی لئے ستائش فرمائی ہے تاکہ بعد والے ان کے نقش قدم پر چلیں، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (الانبیاء: ۹۰)	بیشک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارا کرتے تھے، اور ہم سے ڈرا کرتے تھے۔
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران - ۱۴۷)	اے ہمارے پروردگار، ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہمارے اپنے معاملات میں ہمارے حد سے گذر جانے کو معاف فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ، اور کافر قوموں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔
وَسُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الصافات: ۱۸۰)	اور تمہارا پروردگار ان اوصاف سے قطعی مبرا اور پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور رسولوں پر سلام ہو، اور تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امانت داری اور دین کے اندر اس کا مقام

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جو بڑا بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، عمروں کی مقررہ ساعتیں اور جملہ امور کی ڈور بس اسی کے ہاتھوں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور خیر کے جملہ امور کی طرف آپ نے ہمیشہ ہمیشہ دعوت دی ہے، اے اللہ اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر بہت بہت سلام نازل کر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! برادران اسلام اللہ تم پر رحم فرمائے، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ امانت داری زبردست اہمیت کی حامل ہے۔ اور اللہ کے نزدیک اس کا بڑا اونچا مقام ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

(الانفال: ۲۷)

اے ایمان والو نہ تو اللہ ورسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو، اور تم واقف ہو۔

اس آیت سے یہ اشارہ بہت صاف طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے امانت میں خیانت کی، اس نے اپنے خدا اور رسول کے ساتھ خیانت کی، اور خیانت کرنے والا سب سے پہلے اپنی ذات کو ہی نقصان پہونچاتا ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطاب میں یہ فرماتے تھے کہ

"جس شخص کے اندر امانت نہیں، اس کے اندر ایمان نہیں"

(بزار بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

عالیہ کا ایک باشندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کی بابت کوئی اہم ترین چیز کی رہنمائی سے مجھے بھی نوازیں، آپ نے فرمایا، اے عالیہ کے بھائی، اہم ترین چیز امانت داری ہے، کیونکہ جس شخص کے اندر امانت داری نہیں، اس کا دین نہیں، اس کی نماز، اور اس کی زکوٰۃ غرض اس کی کسی چیز کا اعتبار نہیں؟ (بزار بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ)

امانت داری کا تعلق کبھی بندوں کے درمیان آپس میں ہوتا ہے جیسے خرید و فروخت لین دین، امانتیں رکھنے اور ناپ و تول میں اس کی ضرورت لاحق ہوتی ہے، اور کبھی بندے اور اس کے رب کے درمیان شرعی واجبات اور فرائض کے درمیان اس کا لحاظ کرنا ہوتا ہے جیسے وضو ایک امانت ہے اور نماز، زکوٰۃ، روزہ اور دیگر تمام عبادتیں اور بیشتر اعمال امانت ہیں، اور اسی رخ پر انجام پاتے ہیں، اب عوام میں کچھ لوگ وہ ہیں جو صاحب ایمان بھی ہیں، اور امانت دار بھی، ان کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے حقوق کو، جو ان کے مال پر عائد ہوتے ہیں اس کو ادا کریں، مثال کے طور پر اگر ان کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی تو وہ اس کی کوشش کرتے ہیں کہ مستحقین کو فوری طور پر اس کی رقمیں خوش دلی سے فراہم کریں، اور اسے اپنے رب کے نزدیک غنیمت اور خیر و برکت کا باعث تصور کریں، جبکہ ان کے بالمقابل کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو اللہ کے دیئے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں، اور زکوٰۃ کو خود دبا بیٹھتے ہیں۔!

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے کچھ مال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ (آل عمران : ۱۸۰)

عنایت فرمایا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو وہ اس بخل کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے حق میں برا ہے اور جس مال میں بخل کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلہ میں ڈالا جائے گا۔

غرض وضو، نماز، زکوٰۃ اور روزہ یہ سب امانتیں ہیں، اور اس نوعیت کے مختلف اعمال بھی امانت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

البتہ لوگوں میں کچھ افراد ایمان دار اور امانت پسند ہیں جو اللہ کے حقوق کو کماحقہ ادا کرتے ہیں۔ بڑھ کر خوش دلی سے زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اس کو اپنے رب کے نزدیک غنیمت تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کے مال میں برکت ہوگی، لہٰذا وہ حقداروں کو زکوٰۃ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کو غنیمت بنا اور تاوان مت بنا۔

جبکہ کچھ لوگ حقیر اور خیانت پسند ہوتے ہیں اور جو کچھ اللہ انھیں دیتا ہے یہ اس میں بخل کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ہڑپ کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ ان کے مال میں جرمانہ اور تاوان کی حیثیت رکھتی ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ (آل عمران : ۱۸۰)

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے کچھ مال عنایت کیا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں، تو وہ اس بخل کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے حق میں برا ہے اور جس مال میں وہ بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلہ میں ڈال دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ دبالینے والے امانت میں خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بستی کے غریبوں اور اپنے رب کے احکام کے ساتھ بھی وہ خیانت اور لاپرواہی برتتے ہیں اور اسلام کا محض ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں، اس لئے کہ وہ نام کے مسلمان ہیں، جبکہ ان کے اندر کھوٹ بھرا ہوا ہے، ورنہ زکوٰۃ اور اس کی ادائیگی درحقیقت دلیل اور برہان ہے، اور صحت ایمان کی علامت ہے چنانچہ حدیث میں ہے، "صدقہ خیرات دلیل ہے" یعنی صحت ایمان کی علامت ہے اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ زکوٰۃ نکالنے والا سچا مومن ہے، اور زکوٰۃ نکال کر وہ اپنے مال کی محبت پر اللہ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے۔ جیسے زکوٰۃ روک لینا نفاق کی علامت ہے اور منافقوں کی پہچان اللہ نے کچھ اس قسم کی بیان فرمائی ہے کہ

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (التوبۃ، ۶۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں، برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلائیوں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو روک لیتے ہیں انھوں نے اللہ کو فراموش کیا پس اللہ نے بھی انھیں بھلا دیا۔

وضو بھی ایک امانت ہے، کیونکہ یہ نماز کی کلید ہے اور پاکی کا سرچشمہ ہے، حدیث میں ہے، "استقامت اختیار کرو، (جمے رہو) اور شمار مت کرو، اور خوب سمجھ لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے، اور وضو کی حفاظت بس صاحب ایمان ہی کرتا ہے"

(ابن ماجہ، باسناد صحیح حاکم بروایت ثوبان)

وضو کی یہ حکمت ہے کہ اس سے نماز کی ادائیگی کے لئے اعضاء میں نشاط اور چستی آتی ہے اور گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

اسی طرح نماز رب کی امانت اور بندے کے دین کا ستون ہے، دین کے اندر بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان سب سے پہلے امانت داری کو کھو دے گا، اور سب سے آخر میں نماز اس کے اندر سے نکلے گی۔

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نماز کو میزان کہا کرتے تھے اور جب وہ کسی کے دین کا جائزہ لیتے تو اس کی نماز کی بابت سوال کرتے تھے اگر انھیں معلوم ہوتا کہ وہ شخص نماز کی پابندی کرتا ہے اور جماعت سے نمازیں پڑھتا ہے، تو اسے دین دار سمجھا جاتا اور اگر معلوم ہوتا کہ وہ شخص نمازوں میں سستی کرتا ہے تو یہ سمجھ لیتے کہ شخص مذکور دین دار نہیں اور جو دین دار نہیں ہوتا ہے وہ ہر قسم کے شر سے وابستہ اور بھلائی سے کوسوں دور ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں نماز بھی اسی وقت ہو گی، جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ شرعی اوصاف کے ہو بہو مطابق ہو گی، چنانچہ حدیث میں ہے۔

نماز ٹھیک اسی طرح پڑھو، جس طرح تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو"!

نماز کا عملی ترازو یہی ہے اور اس کا قولی ترازو بخاری کی وہ روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا، اور نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا، جاؤ نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، انھوں نے تین بار اسی طرح نماز پڑھی، آخری مرتبہ انھوں نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس سے زیادہ اچھی طرح میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا مجھے سکھائیے، میں کیسے نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا، جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ کھڑے ہو جاؤ اور تکبیر کہو، اور جس قدر قرآن پاک یاد ہو، اتنا پڑھو، پھر اطمینان سے رکوع کرو۔ اعتدال سے قومہ کرو، اطمینان سے سجدہ کرو، اطمینان کے ساتھ جلسہ کرو، اور اسی طرح پوری نماز ادا کرو۔ (بخاری بروایت مالک بن حویرث)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کی مشروع صورت یہی ہے۔ یہی نماز نورانی ہوتی ہے اور آسمانوں تک بلند ہوتی ہے اور نماز پڑھنے والے کی سفارش کراتی ہے اور کہتی ہے کہ جس طرح تو نے میری حفاظت کی، اللہ تعالےٰ تیری حفاظت فرمائے، اور بدترین آدمی وہ ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے یعنی رکوع سجدہ پورا پورا ادا نہ کرے،

اسی طرح زکوٰۃ بھی رب کی امانت ہے۔ اللہ نے مالدار پر اس کے غریب بھائی کی اعانت کے لئے اس کو فرض فرمایا ہے۔ زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے اس کے ذریعہ زکوٰۃ نکالنے والے کی پاکیزگی اور صفائی ہوتی ہے اور حرص و ہوس اور بخل کی گندگی سے ایسا شخص پاک و صاف ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً	ان کے مال میں سے صدقہ وصول کرو جس
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا	کے ذریعہ تم ان کو پاک کرو اور اس کے
(التوبہ : ۱۰۳)	ذریعہ ان کا تزکیہ کرو۔

مال کی پاکیزگی کی صورت یہی ہے کہ اس میں برکتیں نازل ہوتی ہیں اور اس کی افزائش اور کثرت ہوتی ہے۔ صدقہ خیرات کرنے سے کبھی مال کے اندر کمی نہیں آتی، بلکہ اس کے اندر اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح روزہ ہے، روزہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک بھید اور راز ہوتا ہے۔ کوئی نیت بگاڑ کر چاہے تو روزہ کو بھی توڑ سکتا ہے۔ لیکن سچا مومن لاکھ مارا جائے اور کوئی زبردستی اسے روزہ توڑنے کے لئے کہے، تب بھی وہ روزہ توڑنا ہرگز پسند نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے اندر ایمان اور امانت داری ہے، جو یوں اعمال کو رائیگاں اور اکارت جانے سے باز رکھتی ہے۔ یہی وہ ارکان ہیں جو قرآن پاک کی اس آیت میں مراد لئے گئے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ	بلاشبہ ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الاحزاب ۷۲)

زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا، تو انھوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔

علماء کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ امانت سے مراد شرعی احکام اور واجبات ہیں، کیونکہ اللہ نے ان کا عہد لیا اور ہر انسان کے ذمہ یہ اللہ کی طرف سے لازم اور ضروری ہے۔

وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح: ۱۰)

اور جو کوئی اس بات کو پورا کرے جس کا عہد اس نے اللہ سے کیا ہے تو عنقریب اللہ اس کو بڑا ثواب دے گا۔

اسی طرح جو اشخاص اور افراد حکومت کے مال و دولت کے امین بنائے گئے، یا تعلیمات، اوقاف، یا کسی کمپنی، یا تاجر کے سرمائے کی ذمہ داری انھیں سونپی گئی تو ان کو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے وہ ایک امانت ہے جس کے وہ جواب دہ ہیں۔ اور اس کی بابت ان سے پورا پورا حساب لیا جائے گا۔ لہٰذا اس کے ایمان اور امانت داری کا تقاضا ہے کہ وہ جس کی بابت امین ٹھہرایا جائے اس کی پوری حفاظت کرے، اور دشمنوں اور خیانت کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس کو محفوظ رکھے، فرض کی ادائیگی پوری پوری کرے، خیانت کی اور کسی قسم کی کھوٹ نہ آنے دے، لیکن اگر اس نے مخالفت کی، خیانت شروع کی، اور چوری چوری امانت میں سے کچھ لیتا رہا، تو نہ صرف وہ امانت میں خیانت کرے گا، بلکہ اپنے رب اور اپنے دین کے ساتھ بھی خیانت کا مرتکب ہوگا اور جو کچھ وہ اچک کر لے گا۔ اس کی حقیقت سمندر کے اس جھاگ کی ہوگی جو دھوپ نکلنے پر سوکھ کر اڑ جاتا ہے اور پھر کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جسے ہم نے کسی کام پر کارگذار مقرر کیا، پھر اس نے ہم سے ایک سوئی بھی اگر پوشیدہ رکھی، یا اس سے بڑی کوئی چیز چھپالی، تو یہ غلول ہوگا اور قیامت کے دن اسے لے کر آنا ہوگا۔

(مسلم، بروایت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ)

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: ۱۶۱)

اور جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس چیز کو حاضر کرے گا جس میں اس نے خیانت کی۔

نیز مشاہدہ شاہد ہے کہ خیانت کرنے والا دنیا میں لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار ہوتا ہے اور قیامت کے دن اس کی سرین پر ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور پکار کر کہا جائے گا کہ اس نے فلاں کے ساتھ غداری اور خیانت کی، پھر مومن ہر قسم کی عادت کا شکار ہو سکتا ہے لیکن دھوکہ اور خیانت اور جھوٹ کہنے میں کبھی ملوث نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے مومن کبھی خیانت کرنے والا اور جھوٹا نہیں ہوگا۔ اور منافق کی تین علامت ہے جب بات کہتا ہے جھوٹ بکتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کر بیٹھتا ہے۔ (متفق علیہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نیز اس کے آگے یہ الفاظ بھی زائد ہیں۔ اگرچہ وہ روزہ رکھے، نمازیں پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ہمیشہ مانگا کرتے تھے۔

اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین شب باش (ساتھ سونے والا ہے) اور خیانت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بھی بدترین ہمنشین ہے ۔

(حاکم سے بروایت ابن مسعود منقول ایک طویل روایت ، انھوں نے اس کو صحیح کہا ہے ، جبکہ عراقی نے اس کو لائق صحت نہیں مانا ہے ۔)

یہی وجہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کی بابت حکماء نے کہا ہے کہ ہاتھ جب امانت دار ہوتا ہے تو اس کی قیمت پچاس اونٹ کے برابر ہوتی ہے ، چنانچہ کہتے ہیں کہ جب تک ہاتھ امانت داری کے ساتھ ہوتا ہے اللہ اور بندوں کے درمیان اس کی زبردست قدر و منزلت ہوتی ہے ، لیکن یہی ہاتھ جب خیانت کرتا ہے تو ذلیل ہو جاتا ہے ۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج ۱۸) اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی اعزاز دینے والا نہیں ۔

بدیسی کمپنیوں اور اداروں نے جو اسلامی یا عرب ملکوں میں برسر کار ہیں ، اسلامی حکومتوں سے سودا اور معاہدہ کر رکھا ہے ، اس طرح وہ عہد اور امانت میں شریک ہیں اور اسی حساب سے انھوں نے کام کاج شروع بھی کیا ہے ۔ لہٰذا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے خون اور ان کی دولت کی حفاظت کریں ، کیونکہ ان کا نام معاہدین میں شامل ہے ، یعنی ایسے افراد جن سے ہم نے معاہدہ کیا ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ معاہدہ کئے ہوئے مال کی حفاظت بالکل اسی طرح ضروری ہے جیسے مسلمانوں کے مال کا تحفظ ضروری ہے ، ہم پر ان کے وہی حقوق ہیں جو ان کے ہم پر ہیں اور جو شخص کسی معاہدہ کئے ہوئے شخص کے معاہدہ کو اکھاڑ پھینکتا ہے اس پر اللہ کی ، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے ، اس لئے ہم میں سے کسی کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ وہ کافر ہیں ، لہٰذا ان کی دولت چھین لینے کی ہم کو اباحت یا اجازت حاصل ہے کیونکہ ابھی اوپر عرض کیا گیا کہ معاہدہ کئے ہوئے شخص کی دولت کا احترام بالکل اسی صورت ضروری ہے جیسے مسلمان کا مال بچانا ضروری ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تعلیم بھی ایک امانت ہے، اور دین میں اس کا شمار ہے، لہٰذا تعلیم حاصل کرتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ ہم اپنا دین کن لوگوں سے حاصل کر رہے ہیں، پھر ہمیں ان وسوسہ اندازوں سے اللہ کی پناہ حاصل کرنی چاہئے، جو لوگوں کے سینوں میں شر اور فساد کا بیج بوتے ہیں اور فتنہ جگاتے ہیں، لہٰذا اساتذہ کا یہ فرض ہے کہ وہ تعلیم دینے کے دوران حد درجہ مخلص رہیں، طلباء کے اندر اپنے رب کی تعظیم اور اس کے حدود و فرائض کی بڑائی کے جذبات کو پروان چڑھائیں کیونکہ جس قدر کسی کا دین بہتر ہوگا، اس شخص کے اندر اچھائی اور بھلائی آئے گی اور بندے کی اپنے رب کے فرائض کی حفاظت اور نگہداشت سے اس کے بڑے بڑے کاموں کے حصول میں زبردست آسانی اور سہولت حاصل ہوتی ہے اور پسندیدہ تعلیم کے حصول سے رب کے فرائض کی حفاظت کہیں زیادہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۔ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے۔

(البقرۃ: ۲۸۲)

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ اساتذہ طلبہ کے لئے اسوہ اور نمونہ ہوتے ہیں، طلباء کو اپنے اساتذہ پر پورا اعتماد ہوتا ہے اور ان کے کردار اور گفتار سے طلباء بہت جلد متاثر ہوتے ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں اور انھیں کی روش اور ان کے تصورات کو وہ اپناتے ہیں۔ جیسے انسانی بدن کے اعضاء زبان کے تابع ہوتے ہیں چنانچہ (ہر روز صبح) جسمانی اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق اللہ سے ڈر اس لئے اگر تو نے استقامت اختیار کی اور سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے، اور اگر تو نے ٹیڑھی راہ اختیار کی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو کر رہ جائیں گے اب اگر کوئی استاذ باجماعت نماز چھوڑ بیٹھے گا تو طلبہ بھی نمازیں چھوڑ دیں گے اگر وہ سگریٹ یا تمباکو نوشی میں ملوث ہوگا تو طلباء بھی یہی کریں گے۔ استاذ اگر گالی گلوچ اور لعن طعن کریگا تو وہ بھی یہی کچھ سیکھ لیں گے، کیونکہ اساتذہ کا عمل طلبہ کے لئے ایک قسم کی تعلیم ہے اور یہ واضح ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ زبانی تعلیم سے عملی تعلیم کہیں زیادہ موثر ہوتی ہے اور ہر برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے اور جس کے اندر خود بھلائی نہیں ہوگی وہ کسی اور کو کیونکر بھلائی اور نیکی دے سکے گا؟

واذا المعلم لم یکن عدلا سری ÷ روح العدالۃ فی الشباب ضئیلا

استاذ اگر منصف نہ رہے تو نوجوانوں کے اندر عدل و انصاف کی اسپرٹ بھی نہایت مدھم طور پر سرایت کرے گی۔

جو لوگ فریق مقابل کے ساتھ لین دین کا سودا کرتے ہیں، یا قیمت کا معاملہ کرتے ہیں اور دام ادا نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ انھوں نے آپس میں امانت داری اور عہد و پیمان کا بھی معاملہ کیا ہے، لہٰذا اس قسم کا سودا کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سودے یا مبیع کے نقائص اور خرابیوں کو بتائے، جیسے مشتری کا یہ فرض ہے کہ مدمقابل کے حق کو پورا پورا ادا کرے، اس کے اندر کسی قسم کی کمی بیشی اور نقص نہ کرے۔ نہ ہی لیت ولعل اور ٹال مٹول کرے کیونکہ دولت مند اور بے نیاز آدمی کا ٹال مٹول کرنا بھی عین ظلم ہے جس سے عزت چلی جاتی ہے اور اس کے بدلہ سزا عائد ہوتی ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی اور عرض کیا" اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کچھ پڑوسی ایسے ہیں، جو ہماری کسی بھی اکیلی دکیلی چیزوں کو پاتے ہیں تو فوراً ہاتھ صاف کر لیتے ہیں، لہٰذا کیا جب کبھی ہمیں موقعہ ملے تو ہم ان کی چیزیں نہ لے لیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ جو کوئی تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت کو اس تک ضرور پہنچا دو اور کوئی اگر تمہارے ساتھ خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ مت خیانت کرو"۔ اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کے بدلہ میں خیانت کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ خیانت بہرصورت خیانت ہے اور حد درجہ گھناؤنا عمل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں ہی مجلسوں کے اندر بھی امانت داری کا لحاظ کرنا ضروری ہے، البتہ حرام خون، یا حرام شرم گاہ کا جہاں عمل دخل ہو، ایسی مجلس اس حکم سے مستثنیٰ ہے، جب کوئی شخص کسی کے ساتھ مجلس میں بیٹھے اور پھر وہ منہ پھیرلے تو یہاں بھی امانت داری ضروری ہے، اور آپس کے بھید کی پردہ پوشی نہایت ضروری ہے، اور خیانت کی یہ بدترین صورت ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے سربستہ رازوں کو یا بیوی اپنے شوہر کے سربستہ بھیدوں کو آشکارا کرے، اس طرح راز فاش کرنا گویا ایک دوسرے کا بھانڈہ پھوڑ دینا ہے۔

سرکاری سطح کی ذمہ داری اور ملازمت بھی برسرکار لوگوں کی گردن میں ایک طرح سے امانت کا جوا ہے، لہٰذا ملازمین کا فرض ہے کہ اپنے ذمہ سونپے گئے کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیں اور اخلاص، سچائی اور ہمدردی سے اپنی ڈیوٹی پوری کریں اور عوام الناس کو اپنی ذات سے جس قدر ممکن ہوسکے، راحت پہونچائیں۔

قضا کا منصب ایک امانت اور بہت اونچا منصب ہے۔ یہ مقام انبیاء کرام اور خلفاء عظام کا منصب ہے جس کی بابت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اے داؤد ہم نے تم کو اپنا نائب بنایا زمین میں، پس تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو، اور خواہشات کی پیروی مت کرو، ورنہ اللہ تعالےٰ راہ سے گمراہ کردے گا۔

(ص - ۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت اللہ کے رسول بھی تھے اور قاضی بھی، آپ کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی قاضی تھے اور جو فیصلے راستی اور حق کے مطابق ہوں گے، ایسے تمام فیصلوں پر اللہ تعالےٰ بہتر اجر اور ذخیرۂ آخرت مرحمت فرماتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قضاء کا منصب عوام الناس کی رافت و رحمت کے لئے جاری کیا گیا، تاکہ ان کی دشمنی باہمی اختلاف اور آپس کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو۔ حدود قائم ہوں، حقوق کی ادائیگی ہو، ظالم کا ہاتھ تھام لیا جائے، اور مظلوم کی اعانت کی جائے۔

لو انصف الناس استراح القاضی وبات کل عن اخیہ راضی

اگر لوگ خود انصاف سے کام لیں تو قاضی کو راحت ہو جائے اور ہر بھائی اپنے بھائی سے راضی برضا ہو کر سکھ چین کے ساتھ رات گذارے۔

قاضی کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ عوام الناس کی راحت رسانی اور ان کے نزاع کو دور کر کے ان کے اندر شفقت اور مہربانی کی فضا پیدا کرے۔ عوام کے لئے صبح سویرے اپنی عدالت کی نشست رکھے، عدالت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے، اولین مقدمہ کا فیصلہ پہلے کرے۔ پھر اس کے بعد کے مقدمہ کا فیصلہ کرے، جیسے فقہاء اسلام نے اسی طریقہ پر فیصلہ صادر کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے۔

جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنے، پھر وہ دروازے پر دربان اور پہرے دار رکھے اور لوگوں کی ضرورت اور حاجت کے بیچ حائل ہو جائے تو اللہ بھی اس کی ضرورت اور ناداری پر حجاب پیدا فرما دے گا۔!

جو کوئی امام یا والی ضرورت مندوں، حاجت والوں اور غریبوں اور مسکینوں کی ضرورت کے باوجود اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے، تو اللہ بھی اس کی ضرورت، مسکنت اور حاجت کے باوجود اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا۔"

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ حضرت سعدؓ نے ایک دروازہ بنا لیا ہے اور حاجب اور دربان مقرر کر لیا ہے، جس کی وجہ سے لوگ دروازہ میں داخل ہونے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باز رہتے ہیں تو آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو بھیجا، اور انھیں حکم دیا کہ عوام سے کوئی بات چیت کئے بغیر جائیں اور حضرت سعد کے دروازے کو آگ لگادیں۔

یہ قاضی حضرات جو عدالتوں کا دروازہ اپنے سامنے بند رکھتے ہیں اور لوگوں کو دروازے کے پیچھے ذلیل و خوار اور حیران پریشان اس طرح چھوڑتے ہیں کہ قاضی ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، نہ ان کے امور کی طرف ادنیٰ توجہ دیتا ہے اور اس طرح وہ اپنے مخصوص مفاد کے لئے ہمہ تن مصروف رہتا ہے، یا پھر ایک ماہ حج کی چھٹی پر ہوتا ہے، ایک ماہ عمرہ کے لئے چھٹی لیتا ہے، ایک مہینہ طائف یا لبنان کے صحت افزا مقام پر گذارتا ہے اور اپنے پیچھے لوگوں کو شدید قسم کے نزاع اور لڑائی جھگڑے میں مبتلا چھوڑ جاتا ہے، انھیں جھگڑوں کو چکانے والا کوئی آدمی دستیاب نہیں ہوتا حالانکہ بندوں کے انھیں حقوق کی بحالی کے لئے یہ شخص برسر کار ہوتا ہے لہٰذا اس قماش کے افراد درحقیقت اپنے مذہب کے ظاہری نصوص کے مخالف ہیں، کیونکہ فقہ اسلامی دروازوں کو بند کرنے، دربان اور پہریدار بٹھانے اور قاضی اور عوام کے درمیان دیواریں حائل کرنے سے مانع ہے۔

لہٰذا اپنے دروازوں کو کھلا رکھو، پہریداروں کو نرم کرو۔ علی الصباح عدالت میں حاضر رہو تاکہ فریقین کے نزاع کا تصفیہ کرسکو، اور مسائل کو سلجھا سکو، اور قاضی کا اپنی نشست سنبھالنا عوامی مسائل کے تصفیہ کے لئے اس قدر اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کا یہ عمل حج اور عمرہ سے کہیں زیادہ افضل ہے، اسی طرح مکہ مکرمہ میں روزہ رکھنے سے بھی زیادہ افضل ہے، کیونکہ قضا کے منصب پر بیٹھنا اس کے اوپر واجب ہے اور شرعی اور عوامی سطح سے اس کے لئے ضروری ہے رہا نفلی حج اور عمرہ کرنا تو یہ کوئی واجب نہیں، اور نہ اس کے حق میں مستحب ہے اور بسا اوقات ان کی نفلی ادائیگی اس کے لئے درست بھی نہیں ہے۔!

اس لئے قاضی حضرات کو چاہئے کہ اس فریضہ میں ہرگز کوتاہی نہ کریں اور ایسی نفلیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کرنے کو ان کے مقابلہ میں ترجیح نہ دیں جنھیں گاہے گاہے ادا کرنا شرعاً اور اصطلاحاً اتنا ضروری بھی نہیں ہے بلکہ کبھی اس کی ممانعت وارد ہے۔

لہٰذا خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے ہمیں توبہ کرنی چاہئے، اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہئے اور اگر ہم صاحب ایمان ہیں تو ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہئے۔

تفسیر سورۃ اعلیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ، وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

" سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی، وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مسنونہ یہ تھی کہ آپ تسبیحات والی سورتوں کی قرات عام طور پر پسند فرماتے تھے، بالخصوص اس سورہ کو زیادہ پڑھا کرتے تھے چنانچہ جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر جب بکثرت افراد نمازوں میں شریک ہوتے آپ عموماً اس سورۃ کی تلاوت بطور خاص فرماتے تھے، اس لئے کہ اس کے اندر احکام اور مسائل بکثرت وارد ہیں، اور جب "سبح اسم ربک الاعلیٰ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا، اسے سجدہ میں پڑھنا مقرر کرلو[1] اور جب " فسبح باسم ربک العظیم " نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے رکوع میں پڑھا کرو۔[2]

اس سورہ کا آغاز تسبیح کے حکم سے ہوتا ہے، تسبیح کے معنیٰ اللہ کی حمد وثنا اور اس کی پاکی بیان کرنے کے ہیں۔ پاکی بیان کرنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہیں، اللہ رب العزت نے کہیں اس کے لئے امر کا لفظ بیان فرمایا، جیسے اسی آیت میں

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (الاعلیٰ - ۱) — اپنے بلند وبرتر پروردگار کے نام کی پاکی بیان کرو۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ (طور - ۴۸) — اور اپنے رب کی حمد وثنا کی تسبیح کیا کرو جب اٹھا کرو۔

کہیں ماضی کا لفظ بیان فرمایا ہے جیسے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (الحشر ۱، الصف ۱) — اللہ کے لئے وہ تمام چیزیں پاکی بیان کرتی ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔

کہیں مضارع کا لفظ مذکور ہے جیسے

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (الجمعہ، التغابن) — جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں وہ سب پاکی بیان کرتی ہیں۔

اور کہیں مصدر کے صیغہ کو استعمال فرمایا جیسے

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ (الروم ۱۷) — تو شام کے وقت اور صبح کے وقت اللہ کی تسبیح کیا کرو۔

---

[1] [2] مذکورہ دونوں روایتیں امام احمدؒ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے نقل کیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تسبیح وتقدیس، پاکی بیان کرنا اور حمد وثنا کرنا، صدقہ خیرات کرنے کے مساوی ہے۔ بالخصوص مفلسوں اور غریبوں کے حق میں یہ بے بہا دولت ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا،

" ہر تسبیح ایک صدقہ ہے، ہر حمد وثنا ایک خیرات ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے۔ (مسلم بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ)

علاوہ ازیں حمد وثنا اور تسبیح پڑھنے سے بالخصوص سونے سے پہلے رنج والم اور بڑی بڑی مصیبتوں کا خاتمہ یا ان کے اندر تخفیف ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا تھا،

یہ (تسبیح وتحمید اور تکبیر) تم دونوں کے حق میں خادموں سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

پھر ارشاد باری ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی (الاعلی-۲) یعنی اللہ رب العزت نے انسان کو بہترین سانچہ اور خوب سے خوب تر تناسب کے ساتھ پیدا فرمایا اور جملہ خلائق میں اسے حد درجہ فضیلت اور فوقیت مرحمت فرمائی، لہٰذا یہ گمان ہرگز نہ کیا جائے کہ دیگر مخلوقات جیسے ہرن، گھوڑے، اور اونٹ جیسے جانور انسانوں سے بہتر ہیں۔؟

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی اور جس نے (ہر چیز کا) ایک اندازہ ٹھہرایا۔

یعنی اس ذات نے ہر مخلوق کو پیدا فرمایا اور ایک مستحکم صورت اور مقدار میں ان کی تخلیق فرمائی اور ان کے لئے مقررہ قضاء وقدر کے اصولوں کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، چنانچہ بہت سے چوپائے جیسے ہرنیں وغیرہ خشکی میں بچے دیتی ہیں، یہ بچے زمین پر پڑتے ہیں لیکن تھوڑی ہی دیر میں اپنے ماں کے تھن سے منہ لگا کر آسودہ اور شکم سیر ہونے کا گر سیکھ لیتے ہیں۔

وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَهٗ اور جس نے زمین سے چارہ نکالا، پھر اس کو سکھا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غُثَآءً اَحْوٰی (الاعلیٰ) کالا کوڑا کر دیا ۔

یعنی جس نے سبز و شاداب اور ہری بھری کونپل اگائی پھر یہی سبزہ کچھ دیر کے بعد خشک چارہ اور سوکھی گھاس بن کر ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے، یہ ایک مخفی عبرت اور انسان کے لئے سبق ہے کہ وہ بھی ابھی بچہ ہے، پھر جوان ہوتا ہے پھر ادھیڑی کی عمر کو پہونچتا ہے، اور پھر ایک وقت آئے گا کہ وہ بوڑھا پھوس ہو کر نکمی عمر کو پہونچ جاتا ہے ۔ !

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا کَالشِّهَابِ وَضَوْءِهٖ یَحُوْرُ رَمَادًا بَعْدَ مَا هُوَ سَاطِعٌ

آدمی بھی شہاب ثاقب اور اس کی چمک دمک کی طرح ہے، ایک گھڑی روشن ہوتا ہے اور پھر راکھ بن کر جھڑ جاتا ہے ۔ !

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی ہم تم کو قرآن ایسا پڑھائیں گے کہ تم اس کو نہ بھولو گے

یہ بھی قدرت خداوندی کا عظیم ترین معجزہ ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم اور ناخواندہ تھے، آپ نہ لکھ سکتے تھے اور نہ پڑھ سکتے تھے اور اکثر قریش کے افراد انھیں اوصاف کے حامل تھے ۔ یہی نہیں بلکہ خانہ بدوش عرب قبائل بھی ایسے ہی تھے اور ناخواندہ کہلاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خطاب فرمایا :

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ

وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ (نبی امی) انھیں نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو ان کے لئے حرام کرتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو بوجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(الاعراف : ۱۵۷)

اور پھندے تھے، ان سب کو ان سے اتار دیتے ہیں اور جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی، اور ان کی مدد کی، اور جو نور ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی پیروی کی، تو وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

ناخواندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہے تاکہ آپ کی بابت جھوٹے گمان اور لغو خیالات کی پرچھائیاں تیز تر نہ ہوں، اور الزام تراشی کرنے والے یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے فلاں کتابوں سے یہ باتیں نقل کیں، یا فلاں فلاں کتابیں آپ نے پڑھ رکھی ہیں، وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ

(العنکبوت : ۴۸)

اور تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے، ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔

بنابریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخواندگی آپ کی نبوت کا عظیم معجزہ ہے، لیکن یہ آپ کی سنت نہیں، کیونکہ خود آپ نے ناخواندگی کے خلاف جنگ کی ہے اور خود بھی علم کی اشاعت فرمائی ہے اور اصحاب کرام کو تحریر اور کتابت کی رغبت دلائی ہے چنانچہ قرآن کریم کی اولین سورتوں میں ایک سورہ قلم ہے جس کے اندر کتابت اور تحریر کا ذکر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم بزرگوار حضرت ابوطالب کی آغوش رحمت میں پرورش پائی، آپ یتیم تھے، آپ کی پرورش اور تربیت عام قریشی نوجوانوں کی طرح ہوئی، چنانچہ آپ نے بچپن میں بکریاں بھی چرائیں، جیسا کہ خود ارشاد نبوی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں، اصحاب کرام نے عرض کیا! اور کہا آپ نے بھی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے بھی کچھ قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔ (بخاری بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز اصحاب سیر نے بھی اس کو نقل کیا ہے)

اس زمانے میں مکے کے اندر درسگاہیں، یا کتابیں نہیں تھیں، اور اسی ناخواندگی کی حالت میں آپ کی عمر عزیز کا چالیس سال کا عرصہ بیت گیا۔

پھر اچانک حق کا ظہور ہوا، اور غار حرا میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور اللہ بخوبی جانتا ہے کہ وہ نبوت اور رسالت کے عالی مرتبت مقام سے کس کو مستفید فرماتا ہے، نبوت کے اس پورے عرصہ میں آپ پر تدریجی طور پر قرآن پاک نازل ہوتا رہا، اس کا ایک ایک حرف آپ کو ازبر رہا اور کسی حصہ کو آپ نے فراموش نہیں کیا، آپ کی یادداشت کا یہ عالم تھا کہ پوری سورۂ انعام جو قرآن کریم کی طویل ترین سورتوں میں سے ہے۔ اور قرآن کریم کے ایک جزء کے برابر ہے، یکبارگی نازل ہوئی، اور آپ نے کسی حصہ کو فراموش کئے بغیر بلاکم و کاست اس کو یاد رکھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (الاعلیٰ - ۶) — ہم تم کو قرآن اس طرح پڑھاویں گے کہ تم اس کو نہیں بھولو گے۔

جبکہ ہمیں سورۂ انعام کو ٹھیک طریقہ سے یاد کرنے کے لئے ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے اور اس کے باوجود کبھی ہمیں ٹھیک ٹھیک یاد رہتا ہے اور کبھی ہم فراموش کر جاتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابتدا میں جب وحی کا نزول ہوتا، تو کبھی آپ اس اندیشہ سے کہ فراموش نہ کر جائیں، اپنے ہونٹوں کو جنبش دیا کرتے تھے اور آہستہ آہستہ پڑھنے کی کوشش فرماتے تھے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (القیامۃ: ۱۶، ۱۹)

وحی کے ختم ہونے سے پہلے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کرو کہ اس کو جلد یاد کر لو بلاشبہ اس کو جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اس کو پڑھا کریں تو تم اسی طرح پڑھا کرو، پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی نزول قرآن کے وقت آیات کو یاد کرنے کے لئے آپ لبوں کو جنبش نہ دیں، بلکہ سکون اور اطمینان کے ساتھ محض سنتے رہئے، اس لئے کہ ان آیات کا سینہ انور میں محفوظ رکھنا پھر زبان مبارک سے ان کا اعادہ کرنا ہمارا ذمہ ہے! آپ اس سے مطمئن رہیں آیات کا کوئی بھی حصہ آپ سے فراموش نہیں ہوگا۔

چنانچہ اس کے بعد جب کبھی آیات کا نزول ہوتا، آپ خاموشی سے سنا کرتے تھے اور جوں ہی نزول تمام ہوتا، آپ انھیں بالکل اسی طرح دہرا لیتے تھے، جیسے ان کا نزول ہوتا تھا۔

اور یہ جو ارشاد ہے کہ

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى

مگر جس قدر اللہ چاہے، بیشک وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔

تو اس سے بعض مفسرین نے قرآن کریم کی منسوخ آیات کی طرف اشارہ سمجھا ہے اور بعض اسے تاکید کے لئے قرار دیتے ہیں۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى

اور ہم تم کو آسان طریقہ کی توفیق دیں گے۔

یعنی ایک واضح کشادہ اور غایت درجہ سہل شریعت جو کسی صورت دوبھر یا دشوار نہیں! مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا:

نماز کھڑے ہو کر پڑھو، کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، بیٹھ نہ سکو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھو ، اور یہ بھی
نہ کر سکو تو اشارہ سے نماز ادا کرو ۔

(بخاری بروایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک تکیہ ان کے لئے لگا دی گئی ہے ، اور اسی کے سہارے وہ نماز پڑھ رہے ہیں ، آپنے تکیہ دور کھسکا دی اور فرمایا ، ہو سکے تو زمین پر نماز پڑھو ورنہ اشارہ سے نماز ادا کرو ۔ روزہ کی بابت ارشاد ہے :

وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرة : ۱۸۵)

اور تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اسے کچھ دوسرے دنوں کا شمار کرنا چاہئے ، اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا ۔

یوں ہی معمر اور بڑی عمر کے لوگوں کو روزہ نہ رکھنے اور کھانے پینے کی بھی اجازت ہے ، البتہ انھیں حکم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو وہ کھانا کھلائیں ، اور یہ محض سہولت اور آسانی کے لئے ہے ، اور اس لئے تاکہ بندوں کو دشواری لاحق نہ ہو ۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج : ۷۸)

اور تم پر دین کے اندر کوئی مشقت نہیں رکھی ۔

مذکورہ سہولتوں اور آسانی کے بعد اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسلامی شریعت میں سخت مشقت انگیز احکام ہیں ، تو اس میں شک نہیں کہ ان کا تصور فاش غلطی پر مبنی ہے ، اس لئے کہ ان احکام سے آنکھوں کو سرور اور روح کو لذت ملتی ہے ، اور اسلامی عقیدہ رکھنے والے اس پر عمل درآمد کرنے والوں اور دل میں ان کا یقین کرنے والوں کو ان مسائل سے بیش بہا فرحت اور انبساط حاصل ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں ، اسلام کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دل سے مانتے ہیں، انھیں لوگوں کو اسلام کی حلاوت اور ایمان کی سچی لذت ملتی ہے۔ پھر فرمایا:۔

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشَىٰ (الاعلیٰ ۔ ۱۰)

پس تم لوگوں کو نصیحت کرتے رہو، اگر نصیحت فائدہ دے، جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، وہ نصیحت حاصل کرے گا۔

اللہ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو نصیحت کریں، اس لئے کہ نصیحت نفع دیتی ہے بشرطیکہ کان سننے کے لئے تیار ہوں اور پیروی کرنے اور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيدِ (ق ۴۵)

پس جو ہماری وعید سے ڈرے اس کو قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہو۔

نیز فرمایا:۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیۃ: ۲۱، ۲۲)

پس تم نصیحت کرتے رہو، تم نصیحت ہی کرنے والے ہو، تم ان پر کوئی نگراں نہیں ہو۔

یعنی آپ ہدایت ان کے دلوں میں داخل نہیں کر سکتے ہیں۔

إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ (شوریٰ ۴۸)

آپ پر بس پہونچانا ہے۔

اور افضل ترین عمل یہ ہے کہ سوتوں کو جگایا جائے اور غفلت کا شکار ہونے والوں کو ہوشیار کیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (الذاریات ۵۵)

اور نصیحت کرو اس لئے کہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہونچاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد دہانی اور تذکرہ دلوں کے لئے صیقل اور پالش کا کام کرتا ہے۔ نیز کسی گم گشتہ راہ کو نصیحت اور ہدایت کے دو بول کہہ دینا بھی صدقہ ہے۔ تاکہ اسے ہدایت نصیب ہو اور ہلاکت اور حماقت سے اس کی حفاظت ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصحاب کرام کے ساتھ عام مجلسیں وعظ و نصیحت اور تذکرہ الٰہی کی مجلسیں ہوتی تھیں، جہاں یا تو قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی، یا حکمت و نصیحت کی وہ باتیں پیش کی جاتیں جو اللہ کی طرف سے آپ پر القا ہوتی تھیں، نیز قرآن پاک میں بھی اللہ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ آپ انھیں وعظ و نصیحت کریں، واقعات سنائیں، یاد دہانی کرتے رہیں، اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور دانائی کے ساتھ بلاتے رہیں۔ اسی لئے اللہ نے آپ کو بشیر و نذیر کا عالی مرتبت خطاب دیا ہے۔

جمعہ کے اندر دو خطبہ اسی لئے مشروع کئے گئے ہیں تاکہ اس موقعہ پر لوگوں کو وعظ و نصیحت کی جائے اور ان کے دین اور دنیا کے لئے سود مند نصیحتوں سے انھیں نواز اجائے، ان خطبوں کو سننے اور ان کی طرف کان لگانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تاکید فرمائی ہے، اور اس وقت بات چیت وغیرہ کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

> جو کوئی جمعہ کے دن ایسے وقت بات چیت کر رہا ہو، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو ایسا شخص گدھے کی طرح ہوگا جو کتابوں کا پشتارہ اٹھائے ہوئے ہو، اور جو کوئی اپنے دوست سے چپ رہنے کے لئے کہے تو وہ بھی لغو گوئی کا مرتکب ہوگا، اور جس نے لغو کیا، اس کا جمعہ نہ ہوگا۔ (متفق علیہ بروایت ابوہریرہ، امام احمد نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، البتہ ان کے الفاظ یہ ہیں، امام جب خطبہ دے رہا ہو اور کوئی اپنے دوست سے کہے چپ رہ تو وہ لغو کریگا۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سننے اور فائدہ اٹھانے کے اندر لوگوں میں کس قدر اختلاف ہوتا ہے اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا صحیحین نے اس کو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

مجھے اللہ نے جو ہدایت اور کثیر علم کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس کی مثال ایک ایسی موسلا دھار بارش کی سی ہے جو کسی سرزمین پر پڑی، اب اس زمین کا جو صاف ستھرا اور پاکیزہ حصہ تھا اس نے بارش کے پانی کو قبول کیا اور بڑی مقدار میں گھاس اور چارہ اگایا یہی حال ان لوگوں کا ہے جو میری باتوں کو سنتے ہیں، سن کر اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔ اور سامعین ان سے سن کر اچھی اچھی باتوں کو لے کر اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ ــــ اور بعض زمینیں بنجر ہوتی ہیں، اسلئے خود تو مستفید نہیں ہوتی۔ لیکن پانی کو روک رکھتی ہیں، اور لوگ انھیں پیتے ہیں، پلاتے ہیں، زمین کو سیراب کرتے اور اگاتے ہیں اور اس طرح اس پانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو حکمت اور نصیحت کو سن کر اسے یاد کر لیتے ہیں۔ پھر جیسا سنتے ہیں، ہو بہو اسے دوسروں تک پہونچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ البتہ عمل اور کردار میں ان کے اتنا قصور ہوتا ہے کہ جو وہ اوروں کو سناتے ہیں، اس پر ان کا اپنا اتنا عمل نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کردار کے عالم نہیں، بلکہ صرف زبان کے عالم ہوتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جو ان باتوں کو سننے کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بھی سر نہیں اٹھاتے اور نہ میری ان ہدایات کو جنھیں اللہ
نے مجھے دیکر بھیجا وہ قبول کرتے ہیں "[1]

ایسے لوگ بدترین سامع ہیں، جنھیں جب کبھی یاد دلایا جائے تو وہ یاد نہیں کرتے۔ اسی لئے ارشاد باری ہے۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشٰى — جو ڈرے گا وہی نصیحت حاصل کرے گا۔

یعنی جو بندے خدا کا خوف دل میں رکھتے ہیں، متقی اور پرہیزگار ہیں۔ ایسے لوگ ہی کلام الٰہی کو سنتے ہیں اور ایسے بھی علم کی پونجی خشیت الٰہی ہے۔ اور خشیت الٰہی بھی کافی بڑا علم ہے۔ جب کہ اس سے غفلت برتنا جہالت ہے۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى — اور جو بدبخت ہے وہ اس سے گریز کرے گا،

یعنی ذکر الٰہی کو سننے سے ایسے شقی اور بدبخت لوگ ہی گریز اور اعراض کرتے ہیں اور ان سے مستفید نہیں ہونا چاہتے۔ جن کے دلوں میں بدبختی اور شقاوت راسخ ہو چکی ہوتی ہے، یہ سنگدل ہوتے ہیں، اور سنگدلی سے بڑھ کر ایسی کوئی سزا نہیں جو اللہ کی طرف سے کسی بندے پر مسلط کی جائے، کیونکہ اللہ سے سب سے زیادہ دور ایسے ہی بندے ہوتے ہیں، جن کے دل سخت اور درشت ہوں۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی، آپ نے اسے نصیحت فرمائی کہ ذکر اذکار اور وعظ و نصیحت کی مجلسوں سے قریب تر رہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طارق بن شہاب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے حلقہ میں تشریف فرما تھے، اتنے میں تین آدمی آئے، ایک نے حلقہ میں قدرے

---

[1] بخاری و مسلم و نسائی بروایت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشادگی دیکھی، تو وہیں بیٹھ گیا، دوسرا شرم سے آگے تو نہیں بڑھا، لیکن حلقہ کے پیچھے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا، رہا تیسرا تو اس نے اعراض کیا، اور چلا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سنو کیا میں تین آدمیوں کی بابت تمہیں کچھ نہ بتاؤں؟ رہا پہلا آدمی تو اس نے اللہ کی پناہ ڈھونڈی اللہ نے اسے پناہ مرحمت فرمائی، دوسرے نے شرم کی، اللہ کو بھی اس سے شرم آئی، رہا تیسرا شخص تو اس نے اعراض کیا، اللہ نے بھی اس سے گریز فرمایا۔

(بخاری، مسلم، ترمذی؛ بروایت ابوواقد لیثی)

اس طرح جس نے ذکر الٰہی سے گریز کیا، آپ نے اسے اللہ سے گریز کرنے والا قرار قرار دیا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ (الزخرف، ۳۶، ۳۸)

اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے آنکھیں بند کرلے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے اور شیطان ان کو راستے سے روکتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا، تو (اپنے شیطان سے) کہے گا کہ کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا، پس تو برا ساتھی ہے۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (الاعلیٰ)

اور جو بدبخت ہے وہ اس سے گریز کریگا جو بڑی سخت آگ میں پڑے گا، پھر وہاں اس کو نہ موت ہی آئے گی اور نہ جینا نصیب ہوگا۔

اس ارشاد باری کا مفہوم یہ ہے کہ جہنمی بار بار موت کی تمنا کریں گے، تاکہ عذاب الٰہی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجات پا جائیں۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ

(الزخرف - ۷۷-۷۸)

اور وہ (دوزخ کے داروغہ) کو پکاریں گے کہ اے مالک تیرا پروردگار ہم کو موت دے کر ہمارا کام تمام کردے، وہ جواب دے گا کہ بیشک تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہم نے دین حق تمہارے پاس پہونچایا، لیکن تم میں سے اکثر اس دین حق سے نفرت کرتے ہیں۔

پھر فرمایا،

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى

بیشک وہ شخص کامیاب رہا جو پاک رہا۔

کامیابی اور کامرانی اور صلاح و فلاح سے اللہ تعالےٰ ایسے ہی لوگوں کو نوازتا ہے جو تزکیہ کرتے ہیں، یعنی اپنے مال کی خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اپنے رب کے نزدیک اسے اپنے لئے غنیمت اور سرمایہ تصور کرتے ہیں، اور دل سے یہ یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ انھوں نے زکوٰۃ کے طور پر خرچ کیا، اللہ تعالےٰ آگے چل کر اسے نتیجہ خیز بنائے گا اور اس کا عوض انھیں عطا فرمائے گا، زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے مال کی پاکیزگی اور صفائی ہوتی ہے اور اس پر خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ ادا کرنے والا بخل، حرص و ہوس اور ہر قسم کی کھوٹ سے پاک ہوتا ہے۔ اور نہایت صاف ستھرا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا

(التوبۃ ۱۰۳)

ان کے مال میں سے صدقہ کے طور پر لو تا کہ اس کے ذریعہ تم انھیں پاک اور صاف کرو اور ان کا تزکیہ کرو۔

تزکیہ کا حصول صرف اسی صورت ممکن ہے کہ فرائض اور محاسن اخلاق کی سچی نگہداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے اور پست اخلاق اور نکمی خصلتوں سے کلی پرہیز کیا جائے کیونکہ صرف اسی صورت دل و نگاہ کی پاکی اور صفائی ہوتی ہے، انھیں اونچا مقام دستیاب ہوتا ہے اور ان کی عزت اور احترام کا دنیا میں چرچا ہوتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا

بیشک وہ شخص کامیاب رہا جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا اور وہ شخص ناکام رہا جس نے اس کو گناہوں میں دبا دیا۔

وما النفس الاحیث یجعلها الفتی فکن طالبا للنفس اعلی المراتب

آدمی اپنے نفس کو جس مقام پر فائز کرے گا اس کی رسائی وہیں تک ہوگی، اس لئے تم اپنے آپ کو اعلیٰ ترین منصب پر ہی فائز کرو۔

پھر فرمایا:۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

اور جو اپنے پروردگار کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

اللہ تعالےٰ نے نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ جوڑ کر ایک سے کہیں زیادہ آیات میں بیان فرمایا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت نماز عید اور صدقہ فطر کی بابت نازل ہوئی۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى

مگر تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، آخرت پر حالانکہ آخرت کی زندگی بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

اللہ نے بندوں کی یہ سرشت بھی بتائی کہ وہ زندگی سے محبت کرتے ہیں اور آخرت کے لئے کچھ کرنے کے بجائے دنیا کے لئے ہی بہت کچھ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ مال سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں، کیونکہ انسان کا دل جلد بازی کی وجہ سے فوری نتائج ہی کا دلدادہ ہوتا ہے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ

بیشک یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور قیامت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا کو پس پشت ڈالتے ہیں، جو بڑا بھاری دن ہے۔ (الدھر : ۲۷)

بنا بریں زندگی اور مال کی محبت انسان کی سرشت اور اس کی فطرت میں داخل ہے، اللہ نے انسان کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ خیر یعنی دھن دولت اس کی کمزوری ہے۔ وافر سرمایہ کو خیر کہتے ہیں، اور انسان دل کی گہرائی سے اس کو پسند کرتا ہے، اس لئے جہاں تک زندگی یا مال کی محبت کا تعلق ہے، یہ اتنا عیب ناک نہیں، لیکن حد اعتدال سے بڑھ کر ان کی محبت کرنا البتہ برا ہے۔ چنانچہ شاعر نے کہا ہے :

دع الذم للدنیا فکم من موفق یقول وقد لاقی النعیم بجنتی

دنیا کی مذمت کرنا چھوڑ دو کیونکہ کتنے ہی باتوفیق بندے جنت کی راحتوں کو پا لینے کے بعد کہیں گے۔

حیاتی لو امتدت لزادت سعادتی فیالیت ایامی اطیلت ومدتی

(دنیا میں) اگر میری زندگی اور بھی دراز ہوتی تو (جنت میں) میری سعادت بھی مزید ہوتی، کاش میری زندگی اور مدت حیات اور بھی طویل ہوئی ہوتی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت بالعموم ناپسندیدہ یا بری نہیں، بلکہ برے ایسے افراد ہیں جو حد اعتدال سے تجاوز کر جائیں، مثلاً دنیا دار آدمی خدا کی بندگی سے غافل رہ جائے، اللہ کی دی ہوئی دولت اور اس کے فضل و کرم کو خرچ کرنے سے دریغ کرے، وغیرہ۔ کیونکہ نیکی اور بھلائی کے کاموں کی انجام دہی عین پرہیزگاری کا سرمایہ ہے اور اگر یہ جوہر بندہ کے اندر موجود ہے اور اس کا دل خدا سے جڑا ہوا ہے تو اس کے بدن کا ایک ایک پورا گر دنیا کے کاموں سے وابستہ ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ اللہ نے ان بندگان باصفا کی تعریف کی ہے، جنھیں دنیا بھر کی کوئی تجارت یا خرید و فروخت، اللہ کی یاد اور نماز روزے سے غافل نہیں کرتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ایسے دن سے لرز لرز اٹھتے ہیں جس دن نگاہیں ٹنگی کی ٹنگی رہ جائیں گی۔ ایسے بانصیب افراد ہاتھ پاؤں کے ساتھ دنیا میں مصروف کار ہوتے ہیں لیکن ان کے دل آخرت کے کاموں سے چمٹے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ دونیکیاں اور دوگونہ سعادت پاتے ہیں چنانچہ ان کے اعمال پاکیزہ اور ان کی روزی ان پر مینہ کی طرح برستی ہوتی ہے، پھر فرمایا۔

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور آخرت کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔

چونکہ عوام فوری نتائج اور ثمرات کے دلدادہ ہوتے ہیں، اس لئے اللہ نے جب لوگوں کی اس کیفیت کو بیان فرمایا۔ تو اب انھیں آخرت کے کاموں کی دعوت دی، کیونکہ یہ اعمال دنیا اور اس کی چھوٹی بڑی ایک ایک چیز سے بہتر ہیں، نیز آخرت کے کاموں کی یہ بھی بڑی خصوصیت ہے کہ اس سے نفس دنیا اور اس کی برکتوں اور سعادتوں کا حصول ممکن ہوتا ہے، کیونکہ ایسے بھی دنیا آلام ومصائب اور غم واندوہ اور حسرتوں کی آماجگاہ ہے اور یہاں قدم قدم پر پھیلے ہوئے بگاڑ اور خرابیوں کا ازلہ جس چیز سے ہو سکتا ہے وہ صرف اور صرف دینداری اور رب العالمین کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

روایات اور آثار میں منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

"ابن آدم! آخرت میں تجھے جو کچھ نصیب ہونے والا ہے اس کا تو اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے، جو کچھ تجھے دنیا میں میسر ہے۔ اب اگر تو نے دنیا کے ہی حصہ پر اپنی توجہ کو مرکوز رکھا تو آخرت کا حصہ تجھ سے چھوٹ جائے گا۔ لیکن اگر تو نے آخرت کے حصہ کی جستجو کی، تو تجھے دنیا بھی دستیاب ہوگی اور آخرت بھی بالضرور نصیب ہوگی، لہٰذا وہاں کے حصہ کا بطور خاص انتظام کر۔"

اس روایت کے مفہوم کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابن ماجہ اور ترمذی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے،

" ابن آدم میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو دولت اور بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری غربت کا سدباب کروں گا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو میں تیرے دل کو صدہا مشغلوں سے بھر دوں گا اور تیری غریبی کا سدباب بھی نہیں کروں گا ــــ!

(حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا پروردگار ارشاد فرماتا ہے، ابن آدم میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا، اور تیرے دونوں ہاتھوں کو روزی سے شرابور کر دوں گا، ابن آدم مجھ سے دوری مت اختیار کر، ورنہ تیرے دل کو غربت سے اور تیرے دونوں ہاتھوں کو طرح طرح کے مشغلوں سے لبریز کر دوں گا۔)

(حاکم، نیز انھوں نے اس کو صحیح اسناد کہا ہے)

پھر فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ	یقیناً یہ (مضمون) اگلی کتابوں میں (بھی) ہے
اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى	(یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔

اس آیت میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ آخر سورہ کی یہ نصیحت جس کا آغاز " قد افلح من تزکی " سے ہوتا ہے۔ یہ نصیحت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں بھی درج تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ الگ بات ہے کہ یا تو یہ نصیحت ان صحیفوں میں انھیں الفاظ کے ساتھ درج تھی، یا محض ان کا مفہوم ان کے اندر موجود تھا، یا انھیں الفاظ اور مفہوم کے ساتھ یہ نصیحت وہاں رقم تھی!

خدایا ہمیں قرآن پاک کے فرمودات پر عمل پیرا بنا، تیری خوشنودی
اور جنت تک رسائی کے لئے اسے ہمارا رہبر بنا، لیکن ہمیں ایسوں
میں سے مت بنا جو قرآن کی (برائے نام) پیروی کرے پھر یہی قرآن
اسے گدی سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دے ــــ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی

جس سے روزی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے باتوفیق بندوں کو دین اسلام کی ہدایت مرحمت فرمائی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے بندے کی شہادت ہے جو یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ اس کا رب ہے پھر وہ اسی پر جم جاتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول اور جملہ خلائق کے سالار ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی پاکباز اور معزز آل واصحاب پر بہت بہت سلام فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ (النساء ـ ۱)

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا، (یعنی پہلے) اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے بہت سے مرد وعورتیں (پیدا کرکے زمین پر) پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قرابت کے بارے میں بھی ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے حال کا نگراں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بندے تقویٰ اور پرہیزگاری کا سبق سیکھیں، اور تقویٰ کی روح یہ ہے کہ احکام الٰہی کی ایمان واحتساب کے ساتھ کامل پیروی کی جائے اور نافرمانی اور قطع رحمی کی لعنتوں سے کلی پرہیز کیا جائے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ (النحل - ۹۰)

بیشک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں پر خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کا روشن پہلو یہ تھا کہ آپ نے اسلام کی ابتدائے دعوت سے صلہ رحمی پر زور دیا ہے اور جس طرح آپ خدائے ذوالجلال کی بندگی کی تلقین فرماتے تھے، اسی طرح رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا بطور خاص حکم فرماتے تھے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بہتیرے لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے، جب میں نے آپ کو دیکھا تو مجھے یقین ہو چلا کہ آپ کا رخ انور کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، اس وقت میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔

لوگو! کھانا کھلاؤ، سلام کو عام کرو، صلہ رحمی کرو اور راتوں کو ایسے وقت اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھو جبکہ لوگ ابھی محو خواب ہوں تب (ہی) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو سکو گے۔

(ترمذی نیز انھوں نے اس کو حدیث حسن صحیح کہا ہے)

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں:۔

زمانہ جاہلیت میں مجھے اپنے طور پر یہ احساس ہوتا تھا کہ لوگوں میں گمراہی اور ضلالت عام ہے اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، عوام کی اکثریت بت پرستی میں مبتلا تھی، اچانک میں نے سنا کہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ میں ایک شخص مبعوث ہوا ہے اور وہ بہت ساری خبریں سناتا ہے، میں فوراً اپنی سواری پر بیٹھا اور مکہ مکرمہ آیا، میں نے دیکھا کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے خلاف خود ان کی قوم سخت دیدہ دلیری کر رہی ہے، میں نے قدرے توقف کیا، پھر آپ کے پاس پہونچا، میں نے ان سے عرض کیا، آپ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا، میں نبی ہوں۔ میں نے کہا نبی کون ہوتا ہے؟ فرمایا مجھے اللہ نے مبعوث کیا ہے، میں نے کہا آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ صلہ رحمی کی جائے، بتوں کو توڑ دیا جائے۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، میں نے کہا، آپ کا ساتھ کون لوگ دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ آزاد بھی ہیں اور غلام بھی، ان دنوں آپ پر ایمان لانے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما پیش پیش تھے، میں نے عرض کیا، آپ کی رسالت کے مطابق میں بھی آپ کی پیروی کروں گا، آپ نے فرمایا، آج تمہارے اندر اس کی سکت نہیں ہے کیا آج تم میری اور میرے ماننے والوں کی حالت نہیں دیکھ رہے رہو، اس لئے ابھی گھر چلے جاؤ۔ اور جب تمہیں اطلاع ملے کہ میں چل نکلا، (میرا معاملہ چل پڑا۔) تو میرے پاس آجاؤ، پھر انھوں نے باقی ماندہ حدیث سنائی۔

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا قصہ روایات میں درج ہے کہ جب آپ شام تشریف لے گئے اور ہرقل نے آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو طویل سوال وجواب کے بعد آپ نے کہا تھا وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی پرستش کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اپنے باپ دادا کی باتوں پر مت چلو، نیز وہ ہمیں نماز ادا کرنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، اس نے کہا، تم جو کہتے ہو، اگر یہ حقیقت ہے تو کل ان کی حکمرانی ٹھیک اس جگہ بھی ہوگی، جہاں آج میرے یہ دونوں پیر رکھے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب وحی کا آغاز ہوا، اور آپ کو شدید گھبراہٹ لاحق ہوئی تو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا، اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، گراں بار لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، نادار دوں کو کھانا کھلاتے ہیں، میزبانی فرماتے ہیں اور حق کی راہ میں آنے والی مشکلات کے خلاف حق کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سچی فراست سے یہ جان لیا تھا کہ جو کوئی ان عادتوں سے آراستہ ہوگا وہ اللہ کی حفاظت، نگرانی اور اس کے تحفظ میں ہوگا اور ہر قسم کی بھلائی کے لائق، اور ہر قسم کے شر سے کوسوں دور ہوگا، کیونکہ نیکوکاری کی خصلتیں بدی کی شکست وریخت سے نجات دیتی ہیں۔

ولم ار کالمعروف امذاقه

فحلو واما وجهه فجميل

نیکی کی طرح میں نے کوئی اور چیز نہیں دیکھی، رہا اس کا مزہ تو شیریں ہے اور رہی اس کی صورت تو نہایت خوب ہے!

صلہ رحمی شرافت، بزرگی، اور عظمت کی علامت ہے، اور اسی کے چشمہ صافی سے راحت ورحمت اور نرمی اور نیکوکاری کی نہریں پھوٹتی اور بہتی ہیں۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرما رہے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے لوگوں میں معزز ترین آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: سب سے معزز آدمی وہ ہے جو اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرتا ہو، اور سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو، (ابن حبان کتاب الثواب، بیہقی کتاب الزہد وغیرہ، بروایت درہ بنت ابولہب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی منجملہ ایسے اسباب میں سے ایک ہے جس سے مال میں برکت نازل ہوتی ہے اہل وعیال اور نیک اعمال میں افزائش ہوتی ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی روزی میں اضافہ ہو اور عمر دراز ہو، اسے صلۂ رحمی کرنا چاہئے"

اور یہ ایک مشہور بات ہے اور مشاہدات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

چنانچہ جس کسی کو اس کا احساس ہے وہ جان لیتا ہے اور محروم آدمی کو ذرا بھی پتہ نہیں چلتا، قصہ کوتاہ صلہ رحمی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ خیر و برکت کے ثمرات جاری کرتا ہے، عمروں میں اضافہ فرماتا ہے، یہاں تک کہ کافر و منکر بھی اس پر عمل درآمد کے بعد اس کے ثمرات سے مستفید ہوتا ہے۔ کیونکہ کافر اگر کوئی سی نیکی کرتا ہے تو دنیا میں اس نیکی کا پھل اسے مل کر رہتا ہے، چنانچہ اس کے حالات میں سدھار آتا ہے اور مال وعیال بڑھتے ہیں، البتہ آخرت میں انھیں کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا، جبکہ نیکی کی وجہ سے مومن دنیا میں بھی روزی پاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا اجر ذخیرہ ہوتا ہے، اس طرح اسے دوگونہ نیکی اور اجر نصیب ہوتا ہے، دنیا کی سعادت بھی پاتا ہے اور آخرت کی سعادت سے بھی ہم کنار ہوتا ہے، کیونکہ صلۂ رحمی کی وجہ سے اس پر عمل پیرا ہونے والا اپنے رب کی طرف سے نیکی اور خیر و برکت سب کچھ پاتا ہے۔

صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، میں خدائے رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اس کا نام نکالا ہوں، اب جو کوئی اسے جوڑیگا میں بھی اس کو جوڑوں گا اور جو کوئی اس کو توڑے گا، میں بھی اس کو توڑ دوں گا، (ابوداؤد، ترمذی، بروایت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑنے کا مفہوم یہ ہے کہ میں اسے ہر قسم کی بھلائی سے جوڑ دوں گا، اور توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی بھلائی سے اس کو محروم کر دوں گا، لہٰذا جوڑنے والا خود جوڑا ہوا اور توڑنے والا خود توڑا ہوا ہو گا۔

ومطعم الغنم یوم الغنم مطعمه انی توجه والمحروم محروم

مال غنیمت کا کھانے والا جہاں کہیں جائے گا، جس دن مال غنیمت کی روزی اس کے لئے مقرر ہو گی اسے ضرور پا کر رہے گا، جبکہ محروم آدمی محروم ہی ہو گا۔

نیز قرآن پاک کی یہ آیت بھی ہمارے لئے کافی ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا

تو تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

(محمد: ۲۲ — ۲۴)

جب بھی کوئی شخص زکوٰۃ اور صلہ رحمی جیسے واجبات اور ان کے اخراجات سے بخل کرتا ہے شیطان اس سے کہیں زیادہ خرچ کا بار ان پر مسلط کر دیتا ہے اور اسراف اور فضول خرچی کی راہ پر انھیں لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کیونکہ فضول خرچی سے مال اڑانے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا — شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (الاسراء: ۲۶، ۲۷)

رحم کے رشتہ داروں میں جب انس اور میل محبت ہوتی ہے، نرمی اور مہربانی کا آپس میں برتاؤ ہوتا ہے تو ان پر اور ان کے دھن دولت پر اور اہل وعیال پر خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے لوگوں میں نیکی اور بھلائی کے ساتھ ان کا نام مشہور ہوتا ہے اور ہر قسم کی نیکوکاری میں ان کی شہرت عام ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ ایک دوسرے سے نرمی اور محبت کرتے ہیں اور ان کا ربط ضبط اس حد تک ہو جاتا ہے کہ

اِنْ تَدْنُ مِنِّیْ تَدْنُ فِیْكَ مَوَدَّتِیْ — وَاِنْ تَنْأَ عَنِّیْ تَجْدِنِیْ حَمْنَكَ نَائِیًا

مجھ سے قریب ہو گے تو میری محبت تم سے نزدیک ہوگی، اور اگر مجھ سے دور رہو گے تو مجھے بھی اپنے آپ سے اتنا ہی دور پاؤ گے۔!

اس کے برعکس بعض قبائل اور خاندانوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ آپس کی ناچاقی اور قطع تعلقی پر پروان پاتے ہیں، چنانچہ ان کے اندر بغض و حسد اور قطع تعلق کا زور ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بغض اور دشمنی کا منحوس ورثہ وہ ایک دوسرے کے لئے چھوڑ جاتے ہیں اور وہ اور ان کی اولاد ایک دوسرے سے نسل در نسل دشمنی اور عداوت ہی کرتی ہے اور یہ دشمنی اس حد تک شدید ہوتی ہے کہ بھائی بھائی کو سلام نہیں کرتا، بھتیجہ اپنے چچا سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا، نہ اس کی پکار کا ٹھیک سے جواب دیتا ہے۔ یہی حال عورتوں اور بچوں کا ہوتا ہے اور پھر یہ پورا معاشرہ اور سماج نحوست، بگاڑ اور اہل وعیال اور جان و مال میں تباہی اور بربادی کا پورے طور پر شکار ہو جاتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ سونے چاندی اور پارے کی کان جس طرح زمین کے اندر سے نکلتی ہے، عوام الناس بھی گوناگوں قسم کی کان ہیں۔!

وللخیر اهل یعرفون بهدیهم — اذا اجتمعت عند الخطوب المجامع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی اور بھلائی والے بھی کچھ لوگ ہوتے ہیں جنھیں ان کی سرشت اور خصلت سے اس وقت پہچانا جا سکتا ہے جب خلائق کا انبوہ اکٹھا ہو اور عوام جمع ہوں ۔

وللشر اهل يعرفون بشكلهم تشير اليهم بالفجور الاصابع

شر اور برائی والے بھی کچھ لوگ ہیں جن کی طرف برائی کے ساتھ انگلیاں اٹھتی ہیں ۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لینا چاہئے کہ برابر کا سلوک کرنے والا ہی صلہ رحمی کرنے والا نہیں، کیونکہ اس قسم کی برابری دشمن بھی اپنے دشمن کے ساتھ کرتا ہے ۔ دور رہنے والے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں ۔ اس لئے صلہ رحمی یہ ہوگی کہ جب اس کے ساتھ رشتہ داری توڑی جائے ، تو یہ اس کو جوڑنے کی کوشش کرے، کیونکہ درحقیقت صلہ رحمی کرنے والا اپنے اس عمل کے ذریعہ اپنے رب کے ساتھ جوڑ اور ربط کا معاملہ کرتا ہے ۔ خواہ اس کا قرابت دار اس کے ساتھ کتنی ہی جفا کرے یا اس کی صلہ رحمی اور احسان کے بدلہ میں کتنی ہی ناشکری کرے ، یا اس کی نیکی کا کتنا ہی بدلہ نہ دے ، بہرصورت اس کا فرض ہے کہ وہ اس کے ساتھ قطع تعلق اور بدسلوکی نہ کرے، کیونکہ یہ نیکیاں اگر اس کے رشتہ دار کے نزدیک برباد اور بے بنیاد ہوتی جا رہی ہیں تو خدائے پاک کے نزدیک وہ ہرگز برباد اور ضائع نہیں جائیں گی ۔

من يفعل الخير لا يعدم جوازيه لا يذهب العرف بين الله والناس

نیکی کرنے والا اس کے ثمرات اور عواقب سے محروم نہیں ہوتا، اس لئے کہ خدا اور بندوں کے یہاں نیکیاں برباد نہیں ہوتی ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

افضل ترین صلہ رحمی یہ ہے کہ پوشیدہ دشمنی رکھنے والے قرابت دار کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے ۔" (طبرانی، صحیح ابن خزیمہ، حاکم، بروایت ام کلثوم بنت عقبہ، روایت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ یہ ہیں۔ افضل صدقہ وہ صدقہ ہے جو پوشیدہ دشمنی والے قرابت دار کو دیا جائے۔)

کیونکہ وہ لاکھ دشمنی اور عداوت کو دل میں رکھے، لیکن تم جب اس کے ساتھ بہتر سلوک کرو گے تو اس سے تمہاری حسن نیت، نیک سیرت اور اندرونی خوبی کا اظہار ہوگا، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسوں کو بھی مرحمت فرماتے تھے، جنھوں نے آپ کو محروم رکھا، قطع تعلق کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے اور ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیا کرتے تھے، چنانچہ انھیں خصائل حسنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن پاک کہتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ (فصلت: ۳۴، ۳۵)

اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، تم (مخالف کو) ایسے طریقہ سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ وہ شخص جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا تمہارا گرم جوش دوست ہے اور یہ بات انھیں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انھیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔

اشعار حکمت کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور عظیم شاعر معن بن اوس کا یہ شعر اس کے محاسن اور بہترین اشعار میں شمار ہوتا ہے، جن کے اندر اس نے اس مضمون کو ادا کیا ہے کہ اس کے ایک قرابت دار نے اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کیں لیکن اس نے اس حد تک اس کے ساتھ لطافت اور نرمی کا معاملہ کیا کہ اس کے عزیز اور قرابت دار نے لوٹ کر اس سے محبت کی،

شاعر کہتا ہے۔

وذی رحم قلمت اظفار ضغنه ... بحلمی عنه وهو لیس له حلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ایک قرابت دار عزیز کے دلی حسد کے ناخن کو میں نے اپنی بردباری سے تراش لیا کیونکہ اس کے اندر عقل و دانش نہیں تھی۔

یحاول رغمی لایحاول غیرہ وکالموت عندی ان یحل بہ الرغم

وہ بس مجھ سے ناچاقی کے درپے تھا، جبکہ میرے نزدیک اس سے ناچاقی اور دشمنی رکھنا موت کے مترادف تھا۔

صبرت علی ما کان بینی وبینہ وما تستوی حرب الاقارب والسلم

میں نے آپس کی ناچاقی پر صبر سے کام لیا کیونکہ رشتہ داروں کی صلح اور جنگ ہر دو کو کبھی دوام نہیں ہوتا۔

لاستل منہ الضغن حتی اسللتہ وقد کان ذا ضغن یضیق بہ الجرم

اس کے اندرونی کینہ کو نکال باہر کرنے کے لئے میں نے یہ ساری کوششیں کیں۔ اور میں اس میں کامیاب رہا، حالانکہ اس کا اندرون کینہ سے اس قدر لبریز تھا۔

یہ رشتہ دار اور قریبی اعزہ کون ہیں، جن کے ساتھ صلہ رحمی کو اللہ نے واجب قرار دیا، اور ان سے قطع تعلق اور نافرمانی کو حرام قرار دیا، یہ ہیں ماں، باپ، بھائی، بہن، پھوپھی چچا، ماموں، خالائیں، چچا زاد بھائی، بہن، پھوپھی زاد بہن، خالو اور خالہ زاد بہن وغیرہ ہیں نیز اس قدر نام و نسب کا جاننا ضروری ہے کہ آدمی اپنے رحم کے قرابت داروں کو جان سکے اس لئے کہ صلہ رحمی سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے، مرنے کے بعد کے اثرات میں افزائش ہوتی ہے۔ صلہ رحمی کی صورتیں یہ ہیں کہ سلام کو ان کے اندر عام کیا جائے، تحفہ تحائف اور اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا جائے، پیدل چل کر ان کی زیارت کی جائے، سوغات اور ہدایا بھیجے جائیں اور اکرام کی تمام صورتوں پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

ہدیہ کا آپس میں لین دین کرو۔ ایک دوسرے سے محبت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ ہوگا کیونکہ تحفہ تحائف سے کینہ کپٹ اور سینہ کے اندر
کا چھپا ہوا بغض وحسد نکل جاتا ہے ۔

(بخاری بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بزار باسناد ضعیف، بروایت انس رضی اللہ عنہ)

صلہ رحمی کی بابت خلاصہ یہ ہے کہ رحم کے رشتہ داروں کے ساتھ ہر ایسا سلوک کیا جائے، جس سے ان کو نفع اور مسرت حاصل ہو، نیز انھیں یہ یقین آجائے کہ وہ بھی انھیں کے جسم کا کوئی ٹکڑا ہیں اور خوشی اور رنج اور شادی اور غم میں وہ ایک دوسرے کے شریک ہیں ۔

اہم ترین حقوق ، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے، کیونکہ ماں باپ کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی مضمر ہے، جبکہ ماں باپ کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی چھپی ہوئی ہے اس لئے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ بہتر سلوک کرے گی تم خود پاک دامن رہو تاکہ تمہاری عورتیں پاکدامن اور باعفت رہیں اور بغاوت قطع رحمی اور ماں باپ کی نافرمانی سے بڑھ کر ایسا کوئی گناہ نہیں جس کی سزا نہ صرف آخرت میں دے گا بلکہ دنیا ہی میں اس کی فوری سزا مل سکتی ہے ۔

✓ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ مر چکے ہیں، اس لئے آیا ایسی کوئی نیکی ہے جسے میں ان کی وفات کے بعد بھی ان کے لئے انجام دیتا رہوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں ان کے لئے نیک دعائیں کرنا، ان کی مغفرت طلب کرنا، ان کے بعد ان کے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے خاص ان رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا جن کی ان کے ساتھ براہ راست قرابت ہو اور ان کے بعد ان کے دوستوں اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ۔

(ابوداؤد ، ابن ماجہ ، صحیح ابن حبان)

علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ والدین کی وفات کے بعد ان کی اولاد کے صدقہ اور خیرات کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر ان کے ماں باپ کو پہونچتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی نشاندہی کی ہے اور یہی حکم دعاء اور مغفرت کا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے سارے اعمال کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ تین عمل کا سلسلہ باقی رہتا ہے ۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ وہ علم جس سے اس کے بعد بھی نفع اٹھایا جاتا رہے ۳۔ نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہیں۔

رہی قربانی تو یہ زندوں کے حق میں مشروع ہے۔ مردے کے حق میں نہیں۔ لہٰذا قربانی کے ذبیحہ کا ثواب مردوں کو نہیں پہونچے گا۔ البتہ مشروع یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کی طرف سے قربانی کے جانور کی قیمت غریبوں اور مسکینوں پر خیرات کردے کیونکہ علماء کرام کا اس بارے میں اجماع ہے کہ صدقہ اور خیرات کا ثواب مردوں کو پہونچتا ہے۔ بالخصوص ذی الحجہ کے دس دنوں میں سال کے دوسرے ایام کی بہ نسبت اجر و ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں غریبوں کو چونکہ فاقہ کی شدت درپیش ہوتی ہے۔ پھر اہل و عیال اور خود ان کے اپنے لئے خوراک پوشاک اور دیگر اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان دنوں اگر انھیں خیرات ملے تو عین محبت الٰہی کے حصول کی صورت آسان ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسے اللہ تعالےٰ نکوکاری صلہ رحمی اور بھلائی کی توفیق بخشے، اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس تعلق سے عمل میں آنے والی اس کی تمام ترکارگذاری اللہ کی اس پر خصوصی نوازش اور مخصوص توفیق ہے۔ لہٰذا احسان جتاکر اور عوام کو بتلاکر اپنے کئے ہوئے اجر کو برباد کرنے سے لوگوں کو کلی پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ صلہ رحمی اور نکوکاری کے بعد اسے جتلا دینے کی وجہ سے ثواب باطل ہوجاتا ہے، کتاب و سنت سے اسی کا ثبوت ملتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ

اے ایمان والو اپنے صدقہ اور خیرات کو احسان جتلا کر اور اذیت پہونچا کر برباد نہ کرو۔

(بقرۃ - ۲۶۴)

"من" یعنی احسان جتلانا، مثلاً یہ کہنا کہ میں نے فلاں کے ساتھ یا تمہارے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا، "اذیٰ" یہ ہے کہ احسان جتلانے اور بتلانے کا ناگوار کام مختلف مجلسوں میں اس کثرت سے کیا جائے کہ اس کی کارگذاری کا شہرہ ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى

نرمی سے جواب دینا اور درگذر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے (دینے کے) بعد (سائل کو) کسی طرح کی ایذا دی جائے۔

(البقرۃ: ۲۶۳)

احسان جتلانے کو علماء نے حد درجہ ذلت اور اہانت آمیز عمل قرار دیا ہے۔

نیکی اور بھلائی کی مکمل صورت یہ ہے کہ ایسے کام بسرعت انجام دیئے جائیں اور ان کو چھوٹا بناکر اور چھپا کر پیش کیا جائے تاکہ اس کی کارکردگی مخفی رہے اور اللہ خود اس کو ظاہر فرمائے جبکہ صلہ رحمی اور نکوکاری کا پرچار کرنا یا اسے جتانا نیکی کی جڑ اور بنیاد کو کھود کر ڈھا دینے کے مترادف ہے اور جو لوگ پیہم نیکی اور بھلائی کریں اور اسے در پردہ اور مخفی رکھنے کی کوشش کریں وہ تعریف اور ستائش کے لائق ہیں۔

یرب الذی یاتی من الخیر انه

اذا فعل المعروف زاد وتمما

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بھلائی کرتے ہیں، اور جب نیکی کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ کرتے ہیں اور اس کی تکمیل کرتے ہیں۔

ولیس کبان حین تم نباء ہ تتبعه بالنقص حتی تهدما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ایسے بنانے والے کی طرح نہیں ہوتے کہ جب ان کی تعمیر مکمل ہو جاتی ہے تو اسے اس حد تک گرا تے جاتے ہیں کہ وہ عمارت منہدم ہو جاتی ہے اور جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ انھیں پاک و صاف کرے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو تبجر اور اتراکر اپنی ازار نیچی باندھتے ہوں گے، اپنی کارکردگی کو جتلائیں گے اور اپنا مال جھوٹی قسمیں کھا کر فروخت کرتے ہوں گے۔ اس لئے کسی شاعر نے کہا ہے۔

اذا الجود لم یرزق خلاصا من الاذی فلا الحمد مکسوبا ولا المال باقیا

داد و دہش اور سخاوت سے جب اذیت سے بچنے کی کوئی صورت نہ حاصل ہو تو نہ تعریف کمائی جا سکے گی اور نہ دولت ہی باقی رہے گی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عفو و درگذر سے نوازے اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال فرمائے، اپنے نیک بندوں میں ہمارا شمار کرے اور اپنا ذکر، اپنا شکر اور اپنی بہتر عبادت کی توفیق بخشے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصیت بحالت صحت

اور یہ احتیاط پسندوں اور حوصلہ مندوں کا کام ہے

تمام تعریفیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو نہایت بخشش دینے اور معاف کر دینے والا ہے، نہایت مہربان اور قدر دان ہے، جس نے اپنے باتوفیق بندوں کو جن کی ہدایت اسے مقصود تھی، محاسن امور اور اجر و ثواب کے کاموں کی توفیق بخشی، چنانچہ انھوں نے تاحیات نیک کاموں کو انجام دیا، اور اس سے ایسی تجارت کو اپنے پیش نظر رکھا جو کبھی نقصان پذیر نہیں ہوگی،

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے ہاتھوں میں بندوں کی عمر کی مقررہ میعاد ہے اور تمام کاموں کی ڈور بس اسی کے ہاتھ میں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں، آپ نے ہر نیک اور بھلائی کے کاموں کی دعوت دی، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر بہت بہت سلام نازل کر۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ نے جملہ خلائق کو پیدا کیا، ہر قسم کے خیر اور بھلائی کے کاموں کو دنیا کے اندر ان کے لئے پیدا کیا، طرح طرح کے پھل پھول اور میوے ان کے لئے بنائے تاکہ وہ ان سے مستفید ہوں، لیکن یہ ان کے لئے ایک قسم کی آزمائش اور امتحان بھی ثابت ہوا، تاکہ وہ دنیا میں رہ کر بہتر سے بہتر عمل انجام دے سکیں، اپنے رب کی روزی کھائیں اور پئیں، اس کی عبادت اور بندگی کریں، اس کا شکر و احسان مانیں اور اسی کی طرف انھیں لوٹ کر جانا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے دنیا کے لئے فنا اور آخرت کے لئے بقا کو طے کر دیا ہے، لہٰذا جس چیز کی بابت فنا طے کر دی گئی، اس کے لئے کبھی بھی بقا نہیں ہو سکتی۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ

(المؤمن ۳۹، ۴۰)

اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو محض (چند روزہ) فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور بلا شبہ آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے جو بُرے کام کرے گا اس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا اور جو نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی ہو گا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور وہاں ان کو بے حساب روزی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پونجی اور اسباب کا گھر قرار دیا ہے، متاع اور اسباب وہ ہیں جن سے ان کا مالک کچھ دیر فائدہ تو اٹھائے، لیکن پھر ان اسباب کا سلسلہ یکسر ٹوٹ جاتا ہے۔ متاع، متاع مسافر سے ماخوذ ہے۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ

(التوبۃ: ۳۸)

کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے راضی ہو، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بہت تھوڑی سی ہے۔

نیز فرمایا:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران: ۱۸۵)

اور دنیا کی زندگی بس دھوکہ کی پونجی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے دنیا کو آخرت کی پونجی بنایا، یہاں نیک و بد اعمال کی کاشت ہوتی ہے، اب جو کوئی نیک اعمال کی کاشت کرے گا، اسے خیر حاصل ہوگا اور جو کوئی بد اعمالی کرے گا، وہ بدی کی فصل کاٹے گا، کیونکہ ہر کوئی جیسا بوتا ہے ویسا ہی کاٹتا ہے۔

غدا توفی النفوس ما علمت ویحصد الزارعون ما زرعوا

لوگ آج جو کچھ کریں گے، کل وہی کاٹیں گے، کیونکہ بونے والے جو بوتے ہیں وہی کاٹتے ہیں۔

ان احسنوا احسنوا لانفسھم وان اساؤا فبئس ما صنعوا

اگر وہ نیکو کاری کریں گے تو اپنے لئے نیکو کاری کریں گے اور اگر برا کام کریں گے تو جو وہ کریں گے برا کریں گے۔

دنیا کا اس سے بڑا کوئی عیب نہیں کہ وہ فانی ہے اس کے حالات تغیر پذیر رہیں اور یہی اس کے زوال اور فنا کی سب سے بڑی علامت ہے، چنانچہ کبھی آدمی بیمار پڑ جاتا ہے، کبھی اس کی راحت، اذیت سے بدل جاتی ہے، آج زندہ ہے، ایک دن اس کی موت آجاتی ہے۔ بھری پری آبادی فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے اور کل جہاں احباب کا جم گھٹا تھا، آج وہاں گرد سی اڑتی نظر آتی ہے اور روئے زمین پر جو کچھ ہے ایک نہ ایک دن آخر مٹی ہو کر رہے گا۔

اس لئے اس جہاں کی کسی ایسی چیز سے دل نہ لگاؤ، جو رنج و غم، فتنہ و فساد، آلام و مصائب اور حسرت اور نامرادی سے بھری پری ہے اس کے بالمقابل صرف اور صرف دینداری اور رب العالمین کی اطاعت کرو کہ یہی تمہاری پاکی اور صفائی کا خاص الخاص ذریعہ ہے۔

ما احسن الدنیا مع الدین اذا اجتمعا

وما اقبح الکفر والافلاس فی الرجل

دین اور دنیا کا اجتماع کیا خوب ہے!

اور آدمی کے اندر کفر اور افلاس کا جمع ہونا کتنا برا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن اس حقیقت کا یقین رکھتے ہیں کہ دنیا میں ان کی حیثیت کسی اجنبی یا پردیسی مسافر کی ہے اور ان کا ٹھکانا یہی دنیا نہیں، بلکہ آخرت ہے۔ جو ہمیشہ کا گھر ہے، چنانچہ وہ اسی منزل کے لئے ابھی سے توشہ اور سامان فراہم کرتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا فنا کا گھر ہے اور آخرت ہی ہمیشہ کی جگہ ہے، اس لئے کامیابی اور کامرانی کے جملہ اسباب کی تیاری وہ دنیا ہی سے شروع کر چکے ہوتے ہیں۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ (البقرۃ: ۱۹۷) اور توشہ اختیار کرو۔ پس بیشک بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔

لقد نادت الدنیا علی نفسها لو کان فی العالم من یسمع

دنیا از خود پکار کر یہ کہتی ہے کاش دنیا والے اس پکار کو سنیں۔

کم واثق بالعمر افنیته وجامع بددت ما یجمع

عمر (کی درازی) کے کتنے ہی خواہش مندوں کو میں نے فنا کیا اور کتنے ہی اکٹھا کرنے والوں کے اندوختہ کو میں نے بکھیر کر رکھ دیا، ہر آن دنیا پر ایک نہ ایک آدمی قربان ہوتا ہے۔ کوئی جل کر مرتا ہے کوئی ڈوب جاتا ہے، کوئی موٹر گاڑی اور دیگر حادثات کی نذر ہو جاتا ہے اور کوئی ہارٹ اٹیک اور کسی اور ناگہانی موت کا شکار ہوتا ہے، غرض موت ایک سی آتی ہے، لیکن اسباب بدل جاتے ہیں اور عوام طویل آرزوؤں کے دھوکہ کا شکار ہو جاتے ہیں اور اعمال کی درستی اور اور موت کے لئے تیاری سے غافل ہو جاتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن آدم جوان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اور بھی جوان ہوتی ہیں۔ ۱ دنیا کی حرص و ہوس ۲ اور طویل آرزو (مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی حرص اور لالچ نہایت مذموم شئی ہے، کیونکہ اس طرح حرام طریقہ سے دولت جمع کی جاتی ہے اور رب کے فرائض اور واجبات سے یہ دولت اس کے لئے رکاوٹ بنتی ہے اعمال کی درستی اور حسن خاتمہ کی ہر کوشش سے وہ غفلت برتتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم دیکھو گے کہ وہ ہر قسم کے ناپسندیدہ کام کے لئے بڑھتا چلا جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ ابھی تو میں غلط کاری میں مبتلا ہوں، پھر توبہ کروں گا، لیکن توبہ کا وقت نہیں آتا اور اس کی موت چلی آتی ہے۔

باہوش مسلمان کا فرض ہے کہ وہ احتیاط سے کام لے، عزم و حوصلہ والوں کا کردار اپنائے اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے ابھی سے قابل قدر تیاری کرے، کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

"کسی مسلمان کے لئے جس کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اس کی وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، جب تک وصیت نامہ لکھ کر اپنے پاس نہ رکھ لے، دو راتیں بھی اس کے اوپر نہ گذرنی چاہئیں"

(مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

باشعور سلف صالحین کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی وصیت قلمبند کرنے کی تیاری کرتے تھے۔ اور صحت کی حالت میں ہی اس کی طرف توجہ کرتے تھے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل درآمد ہو، اور زندگی میں احتیاط پر عمل ہو۔

جن لوگوں پر لوگوں کے حقوق عائد ہوتے ہیں، انھیں وصیت کر لینا لازم ہے اور سب سے زیادہ جن حقوق کی وصیت ضروری ہے، وہ یہ ہیں کہ ظلم و زیادتی سے بسکدوشی کی وصیت کرے، قرض خواہ کے قرض، اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی وصیت کرے، کیونکہ یہ وہ امور ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں چھوڑے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

جب تک مومن اپنے قرض کو ادا نہ کرے ، اس کا دل
اس قرضہ سے اٹکا ہوتا ہے ۔ (احمد ، ترمذی ، بروایت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ ، نیز انھوں نے اس کو حسن کہا ہے)

حضرت ابو در داء رضی اللہ عنہ نے کسی مرنے والے کے قرضہ کا ذمہ لے لیا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :

کیا تم نے مرنے والے کا قرضہ ادا کر دیا ، انھوں نے
عرض کیا ، ہاں ، آپ نے فرمایا ، اب تم نے اسے سختی سے نجات
دلائی ہے ۔ (امام احمد ، ابو داود ، نسائی ، ابن حبان نے اس
کو صحیح کہا ہے ۔ اور حاکم نے بھی ، بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ)

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوا کہ زندہ آدمی کی ضمانت لے لینے سے ہی مردہ مقروض قرض سے سبکدوش نہیں ہوتا ، تاوقتیکہ ذمہ لینے والا اس کے قرض کو ادا نہ کر دے ۔ علاوہ ازیں وصیت کرنے والے کو عدل و انصاف کا بھی لحاظ کرنا چاہئے اور وصیت کرنے میں ظلم و زیادتی سے بچنا چاہئے ، اس لئے کسی وارث کو دوسرے پر برتری نہ دے اور نہ عطیہ اور بخشش دینے میں کسی کو ترجیح دے ، بلکہ ان کے معاملہ کو اللہ کے حوالہ کرے ۔

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا	فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم
فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا	سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے ۔

(النساء ، ۱۳۵)

اگر کوئی شخص نیکی کے نام پر ظلم کرے تو اسے بہر صورت مغفرت ہوگی ، جیسے حق سے محروم ہونے والا قابل رحم ہوتا ہے ، یعنی اللہ کی طرف سے اس پر رحمت نازل ہوگی ، اس کے علاوہ عوام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر تہائی کی وصیت کا جیسے رواج سا ہو چلا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وصیت کرنے والا مالدار ہو یا غریب اسی قدر وصیت کرنا بس لازم ہے، حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ ثلث کی وصیت ہر کس و ناکس کے لئے کوئی مستحب نہیں ہے، مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے زیادہ سرمایہ نہیں لیکن اس کے بال بچے زیادہ ہیں تو اگر یہ شخص تہائی کی وصیت سرے سے چھوڑ دے تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ جو دولت وہ اپنے ورثہ اور اہل وعیال کے لئے چھوڑ جائے گا، وہ اس کے لئے صدقہ اور خیرات کے ہم معنیٰ ہوگا، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اگر تم اپنے ورثہ کو دولت مند چھوڑ جاؤ۔ تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ تم انھیں تنگ دست چھوڑ جاؤ اور وہ دربدر کی خاک چھانتے پھریں، اور اگر تم اللہ کے لئے کچھ خرچ کرو۔ اور اس کی خوشنودی تمہارے پیش نظر ہو تو اللہ اس پر تمہیں اجر دے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کو دوگے اس پر تمہیں اجر دے گا"

اور اگر غریب آدمی تہائی کی وصیت کر جائے تو اس کے اہل وعیال کو اس کی ادائیگی کے لئے گھر کی فروخت حرج کا باعث ہوگی، لہٰذا تنگ دست آدمی اگر وصیت نہ کرے اور کچھ مال چھوڑ جائے تو ورثہ کے لئے یہ کہیں زیادہ بہتر ہوگا۔

یوں ہی قربانی کی وصیت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس لئے کہ قربانی زندوں پر عید کے شکرانے کے لئے ہے اور مُردوں کو عید سے کوئی سروکار نہیں اس لئے والدین کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا قربانی کرنے سے زیادہ افضل ہے

ہاں البتہ جو لوگ دولت اور صاحب جائداد ہیں، جن کا بینک بیلنس یا مختلف کمپنیوں میں ان کے شیر اور حصص ہیں اور ان کا اوروں پر یا اوروں کا ان پر مختلف قسم کا لین دین ہے تو ایسوں کے لئے تہائی کی وصیت کرنا جائز ہے اگرچہ وصی کے لئے اس کے اندر ایک قسم کی مشقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تکلیف لاحق ہوتی ہے۔ دوسری طرف ورثہ کو بھی ثلث کا نکالنا دشوار ہے، کیونکہ یہ رقم کل سرمائے سے مربوط ہے۔ البتہ اس موقعہ پر از روئے ہمدردی ہم ایک بات کی نصیحت اور ہدایت دینگے وہ یہ ہے کہ تہائی وغیرہ کے بجائے کوئی مخصوص اور جانے پہچانے مال کی وصیت کر دی جائے اور رحم کے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور بستی کے غریبوں پر نظر ڈالتے ہوئے ان کے لئے کوئی مقررہ چیز کی وصیت کر جائے اور قبل اس کے کہ ورثہ اپنے حقوق حاصل کریں، یہ ان کے حقوق کو ان تک پہنچانے کی کوشش کرے۔

اگر کوئی اپنے کسی رحم کے رشتہ دار کے لئے کسی گھر کی خرید کے لئے وصیت کرنا چاہے تو کرلے کوئی مسجد بنانا چاہے، یا امام مسجد کے لئے کوئی کمرہ بنانا چاہے تو بنادے، کیونکہ اس طریقہ سے وصیت کرنا درست ہے اور اگر کوئی کسی جائداد کو کسی نیک مقصد کے لئے وقف کردے تو یہ احسن ہوگا اور ورثہ اور وصی ہر دو کے حق میں آسان اور بہتر ہوگا، کیونکہ آدمی کی اپنی کمائی سے زیادہ نفع بخش کوئی چیز نہیں ہوتی اور اس صورت اسے وصیت کو نافذ کرنے کے لئے کسی اور پر انحصار کی بھی کوئی ضرورت لاحق نہیں ہوگی، دوسرے اپنی زندگی اور صحت کے ایام میں وہ نیکی کے کاموں سے غافل بھی نہیں رہ سکے گا۔

صحیحین میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ زیادہ اجر کا باعث ہے، آپ نے فرمایا:

ایسی حالت میں صدقہ کرنا زیادہ باعث اجر ہے کہ تم اس صورت تندرست اور خواہش مند رہو، دولت مندی کی آرزو کرو، اور تنگدستی سے ڈرتے رہو اور اتنی بھی ڈھیل مت دو کہ جب تمہاری روح حلق میں اٹکنے لگے تو تم کہو کہ اتنا مال فلاں کو دیا جائے اور اتنا فلاں کو دیا جائے یا فلاں اور فلاں کا اتنا اتنا تھا:

(صحیحین بروایت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسعید سے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

زندگی میں آدمی ایک درہم خیرات کرے یہ اس سے بہتر ہے
کہ موت کے وقت سو درہم خرچ کرے۔

نیکی اور خیر کی وصیت کتاب وسنت سے مشروع ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ
منقطع ہوجاتا ہے، سوائے تین کاموں کے، صدقہ جاریہ
ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے، یا ایسی صالح اولاد جو اس
کے لئے دعائے خیر کرے (مسلم)

صحیح اور صاف ستھری وصیت صدقہ جاریہ کی قبیل سے ہے، جس کا اجر مرنے کے بعد وصیت کرنے والے کو ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ خواہ کتنی ہی زندگی گذاریں ایک نہ ایک دن موت آنے والی ہے جس سے چاہیں محبت کریں ایک نہ ایک دن اس سے جدائی یقینی ہے، عمل کوئی سا کریں اس کا بدلہ آپ کو مل کر رہے گا اور خوب جان لیجئے کہ مومن کی عظمت اور شرافت اس کی تہجد گذاری میں اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی کے اندر ہے۔ (کتاب الالقاب والکنی للشیرازی، الرقائق للحاکم، شعب الایمان للبیہقی بروایت سہل بن سعد مالک خزرجی الساعدی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ موت جس سے عوام الناس میں ایک دہشت طاری ہے اور دنیاداروں کی دنیا جس کے تصور سے تباہ ہو چکی ہے، یہ کوئی ابدی فنا کا سلسلہ نہیں بلکہ ایک دنیا سے دوسری کو منتقل ہونا ہے تاکہ یہاں کے بدکار وہاں سزا پائیں اور یہاں کے نیکوکاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ ملے۔

موت سے صرف وہی لوگ ڈرتے ہیں، جنھوں نے آخرت کے لئے کوئی تیاری نہیں کی اپنی بداعمالی کی وجہ سے چونکہ انھیں اپنے رب سے ملاقات ناگوار ہوتی ہے اس لئے نفس موت سے بھی انھیں نفرت ہوتی ہے، اس کے برخلاف جو مومن آخرت کے لئے نیک عمل کرتا ہے موت خواہ کب واقع ہو جائے، اسے ادنیٰ ناگواری بھی نہیں ہوتی، اس لئے کہ اسے اپنے رب سے ملاقات اور اپنے عمل کا ثواب پانے کا یقین ہوتا ہے اور جو کوئی خیر اور نیکی کا جتنا توشہ کیا ہوگا، اتنا ہی آگے بڑھنے کے لئے وہ دل سے چاہے گا اور نیکی کے کاموں سے آدمی بری طرح پچھاڑ کھانے سے محفوظ رہتا ہے اور ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جو کوئی اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو کوئی اللہ سے ملنے کو ناگوار سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے۔

بعض صحابہ کرام جو یہ سن رہے تھے، انھوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر کوئی موت سے نفرت کرتا ہے، آپ نے فرمایا، یہ ایسے نہیں ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ آدمی جب دنیا سے کٹ کر آخرت کی راہ پر نکلنے کی تیاری کرتا ہے تو اگر وہ خیر اور نیکی کرنے والا ہوتا ہے تو اسے خیر کی بشارتیں ملتی ہیں، لہٰذا اسے اللہ سے ملاقات کی خواہش اور محبت ہوتی ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اگر وہ شریر لوگوں میں ہوتا ہے تو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شر کی خبریں ملتی ہیں جس کی وجہ سے وہ اللہ سے ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو ناگوار سمجھتا ہے۔ (بخاری، مسلم، بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، نیز امام احمد نے اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا۔)

اسی لئے ایک مومن پر موت کی علامتیں نمودار ہوتی ہیں تو اس سے کہا جاتا ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي	اے مطمئن روح اپنے پروردگار کی طرف چل تو
إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً	اس سے راضی وہ تجھ سے راضی بس میرے
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي	خاص بندوں میں جا مل اور میری جنت میں
جَنَّتِي (الفجر، ۲۷، ۳۰)	داخل ہو جا۔

بالکل اسی طرح جیسے فاسق و فاجر سے کہا جاتا ہے کہ اے خبیث روح! اللہ کی ناراضگی اور اس کے غصہ کی طرف بڑھ ــــ اور تمام لوگوں کا حال یہی کچھ ہوگا، کیونکہ ہر فرد بشر مذکورہ بالا دو حالات سے خالی نہیں ہے۔

بنا بریں ایک عقلمند کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر دو فریق پر نگاہ ڈالے اور غور کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا کی چمک دمک یا اس کی زیب و زینت دیکھتے اور وہ چیز جگا ہوں کو خیرہ کرتی تو آپ فرماتے۔

اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔

(بخاری و مسلم، احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، بروایت انس بن مالکؓ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی دنیا میں ٹوٹ کر ختم ہو جانے والی ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی صاف ستھری اور پائدار ہے، جب آدمی دنیا کی زندگی سے گذر کر آخرت کی زندگی میں پہونچے گا، جنت والے جنت میں داخل ہوں گے، وہاں کی حلاوت اور اللہ کی فراہم کردہ راحت اور آسائش کو پائیں گے، اس وقت انھیں بے ساختہ دنیا کی حالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لذتیں یاد آئیں گی، وہاں کا رنج والم اور دکھ درد بھی انھیں یاد آئے گا، تب وہ کہیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا	تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے
الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ	ہم سے رنج والم کو دور کیا، بیشک وہ بڑا
الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ	بخشنے والا بڑا قدر دان ہے، جس نے ہمیں
مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا	(ہمیشہ والے) اقامت کے گھر میں لا داخل کیا
نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ	محض اپنے فضل سے، جہاں ہمیں نہ تھکن پہنچے
(فاطر: ۳۴، ۳۵)	گی اور نہ رنج۔

بہرکیف کوئی انسان عبادت اور بندگی پر اجر عظیم پائے یا نافرمانی اور سرکشی پر سزا اور عذاب برداشت کرے اس کے مرنے پر ہر کوئی یہی کہے گا کہ آج فلاں دنیا سے رخصت ہوا، زندگی موت سے کس قدر قریب تر ہے! اور آنے والی موت بہرطور آکر رہے گی، —— اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اپنی لغزشوں سے توبہ کریں، اپنے رب کے احکام کی نگہداشت کریں اور اگر ہم ایمان والے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کریں ——!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصائب پر صبر کرنا

اور رخساروں پر طمانچہ مارنے گریبان پھاڑنے اور میت پر رونے دھونے کا بیان

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے زندگی اور موت کو اس لئے پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور وہی نہایت عزت والا اور نہایت بخشنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے ہاتھ میں عمر کی مقدار اور جملہ امور کی کنجیاں ہیں۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کے ہر ہر کام کے داعی ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ اللہ نے اس دنیا کے لئے فنا اور آخرت کی خاطر بقا کا فیصلہ کر دیا ہے۔ لہٰذا فانی شی کبھی باقی نہیں رہ سکتی، چنانچہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور اس کی بادشاہت کے سوا ہر قسم کی بادشاہت زائل ہونے والی ہے۔ اور حدیث میں ہے۔

کسی شاعر کی کہی ہوئی سب سے زیادہ سچی بات وہ ہے جو لبید نے کہی ہے کہ

الا کل شی ما خلا اللہ باطل　　وکل نعیم لا محالۃ زائل

سن لو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل اور بے کار ہے اور ہر قسم کی راحت ایک نہ ایک دن ختم ہو جانے والی ہے۔

یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا　　اے میری قوم دنیا کی یہ زندگی (معمولی) پونجی

مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ　　ہے اور ہمیشہ کا گھر بس آخرت کا گھر ہے جو کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (المومن، ۳۹، ۴۰)

بدی کرے گا، اسے بس اسی بدی کے بقدر بدلہ ملے گا اور جو کوئی تم میں سے خواہ مرد ہو یا عورت نیک کام کرے گا تو وہی جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں انھیں بے حساب روزی دی جائے گی۔

اللہ تعالےٰ نے دنیا کو متاع فرمایا کیونکہ متاع وہ چیز ہے جس کا مالک اس سے گھڑی دو گھڑی فائدہ اٹھائے اور پھر وہ چیز فنا کے گھاٹ اتر جائے۔ متاع کا یہ لفظ متاع المسافر سے ماخوذ ہے یعنی مسافر کی پونجی۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ

(التوبۃ، ۳۸)

کیا تم دنیا کی زندگی پر راضی ہو آخرت کے مقابلہ میں، حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی بہت معمولی سی ہے۔

نیز فرمایا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

(الحدید ۲۰ - آل عمران، ۱۸۵)

اور دنیا کی زندگی بس دھوکہ کی پونجی ہے۔

یعنی دنیا دار آدمی دنیا کی اس ادنیٰ پونجی سے دھوکہ اور فریب کھا جاتا ہے اور یہ فریب خوردگی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور پھر اسی کی کرنی کا پھل اس کو مل کر رہتا ہے۔

غدا توفی النفوس ما عملت ویحصد الزارعون ما زرعوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے جو کچھ کیا ہوگا، کل انھیں اپنی کرنی کا نتیجہ مل کر رہے گا اور بونے والوں نے جو کچھ بویا ہوگا، وہی انھیں کاٹنا ہوگا۔

إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا

اور اگر انھوں نے نیکی کی ہوگی تو یہ نیکی خود ان کے لئے اچھی ہوگی اور اگر انھوں نے برائی کی ہوگی تو ان کا کردار بدترین ہوگا۔

دنیا کا اس سے بڑا کوئی عیب نہیں کہ وہ فانی ہے، اس کے حالات دگرگوں ہونے والے ہیں، آج کی زندگی، کل موت سے بدل جائے گی، آبادی ویران کھنڈر ہو کر رہے گی، دوست احباب کا جمگھٹا کل بکھر کر رہ جائے گا اور آج جو کچھ روئے زمین پر نظر آرہا ہے کل وہاں خاک ہی خاک اڑ رہی ہوگی۔

دنیا رنج وغم، شر وفساد، حسرت ونامرادی اور افسردگی کی آماجگاہ ہے اور دنیا کی اصلاح دورستی، دینداری اور رب العلمین کی بندگی کے سوا کسی اور چیز سے ممکن نہیں ہے اور دنیا کی یہ زندگی کسی کے لئے بھی پاکیزہ اور شفاف نہیں رہی ہے اور اگر ہمارے پروردگار نے ہمیں اس دنیا کی بابت یہ حقیقت پر مبنی آگاہی نہ بھی دی ہوتی اور اس کی مثال وغیرہ نہ بھی بتائی ہوتی، تب بھی یہاں کی زندگی ایسی ہے جو سوتوں کو جگا دے اور غافلوں کو بیدار کر دے، پھر بھلا انھیں کیونکر بیدار نہیں ہونا چاہئے، جن تک اللہ کی نصیحت اور اس کی ہدایات نہ پہونچی ہوں،

لقد نادت الدنيا على نفسها لو كان في العالم من يسمع

دنیا اپنے خلاف پروپیگنڈہ خود کر رہی ہے، کاش دنیا میں کوئی تو ہوتا جو اس کی پکار پر کان دھرے۔

كم واثق بالعمر افنيته وجامع بددت ما يجمع

زندگی کے خواہش مند کتنے ہی لوگوں کو اس نے فنا کے گھاٹ اتار دیا اور کتنے ہی جوڑ جوڑ کر رکھنے والوں کے کل اثاثہ کو بکھیر کر رکھ دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت، ابدی فنا کا نام نہیں، بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان کو منتقل ہونے کا نام موت ہے مومن ایمان واحتساب کے ساتھ اس کی توقع رکھتا ہے کہ آج جن احباب کے ساتھ وہ یہاں رہ رہا ہے، کل خدا نے چاہا تو پھر ان کے ساتھ میل ملاپ ہو کر رہے گا اور وہ زندگی ایسی ہوگی جہاں نہ موت آئے گی اور نہ کسی قسم کا غم والم پاس پھٹکے گا۔ یہ جنت کی زندگی ہوگی جس کے اندر داخل ہونے اور وہاں میل جول کر رہنے والے آپس میں کہیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۨ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ

(فاطر: ۳۴)

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے غم کو ہمارے دلوں سے نکال باہر کیا بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے جس نے ہمیں اس ابدی اقامت کے گھر میں محض اپنے فضل سے داخل کیا، جہاں ہمیں نہ رنج پہونچے گا اور نہ تکان پہونچے گی۔

آج طویل طویل آرزوں اور لمبی مرادوں کی وجہ سے لوگوں نے حسن عمل اور نیک کردار کو فراموش کر دیا ہے اور موت کے لئے تیاری کرنے سے زبردست غفلت برتی ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ. مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ

(الانبیاء: ۱-۳)

لوگوں کے لئے حساب کا وقت آپہونچا اور وہ غفلت میں اعراض ہی کرنے والے ہیں۔ ان کے رب کے پاس سے ان کے پاس جو تازہ نصیحت آتی ہے وہ اس کو سن کر بس کھلواڑ کرتے ہیں، ان کے دل لہو ولعب میں ڈوبے ہوتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن آدم جوان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اور
بھی جوان ہوتی ہیں ۔ ۱ دنیا کی لالچ ۲ طول طویل
آرزوئیں (بخاری)

(مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں، ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ اس کی دو خواہشیں جوان ہوتی ہیں ۱ مال کی حرص اور ۲ عمر کی لالچ اور بخاری کے الفاظ یہ ہیں، ابن آدم بڑا ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی دو خواہشیں بھی بڑی ہوتی جاتی ہیں ۱ مال کی محبت ، دوسرے طویل عمر کی خواہش ۔)

دنیا کی حرص مذموم ہے کیونکہ اس حرص کی وجہ سے آدمی حرام طریقہ سے مال کماتا ہے یا دنیا کی یہ لالچ اسے اپنے رب کی بندگی، اس کے فرائض کی ادائیگی اور نماز روزے سے روکتی ہے، جیسے طویل اور ناپسندیدہ آرزوئیں وہ ہیں جو ان آرزو کرنے والوں کو اعمال کی درستی اور حسن خاتمہ سے روک دیتی ہیں ۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس مومن کے کوئی شی موجود ہو تو اب اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ
وہ دو راتیں ایسی گذارے کہ اس کی وصیت اس کے سرہانے رکھی
ہوئی نہ رہے ۔!

یہ اسی لئے کہ وصیت سے موت نزدیک یا دور تو نہیں ہوگی ۔ البتہ حزم و احتیاط کا یہی تقاضا ہے اور خدا کے اولوالعزم بندوں کا یہی شیوہ اور طریقہ ہے اور سب سے زیادہ جس وصیت کا کرنا برحق اور ضروری ہے وہ یہ کہ آدمی مظالم سے گلوخلاصی کے لئے حقوق کی ادائیگی اور قرض کو قرض خواہ تک لوٹانے کے لئے وصیت کر جائے، کیونکہ ان حقوق کی ادائیگی کے سوا اللہ تعالیٰ کسی اور چیز کو ہرگز قبول نہیں کرے گا، اور حدیث میں ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن کی ذات اس کے قرض میں خوب گرفتار ہوتی ہے اور
جب تک اس کو ادا نہ کر دیا جائے اسے رہائی نصیب نہیں ہوتی۔

پھر یہ موت جس کی وجہ سے دنیا داروں کی دنیا اور یہاں کی راحت اور چین ان کے لئے تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے یہ حقیقت میں ابدی فنا نہیں بلکہ اس سے محض دنیوی زندگی کا خاتمہ ہوتا ہے اور آخرت کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے تاکہ وہاں نیکو کاروں کو انکی نیکی اور بدکرداروں کو ان کی بدی کا بدلہ مل سکے۔ یہی وجہ ہے کہ موت کی آمد پر صرف ایسوں کو ہی گھبراہٹ لاحق ہوتی ہے، جنھوں نے آخرت کے لئے کوئی تیاری نہیں کی ہے۔

ایسے لوگ چونکہ موت سے نفرت کرتے ہیں اور اپنی بداعمالی کی وجہ سے اپنے رب کے حضور پیشی سے بھی گھبراتے ہیں۔ اس لئے وہ دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہیں ہم مرتے رہیں گے اور پھر جی اٹھیں گے، لیکن ان کے بالمقابل جو لوگ صاحب ایمان ہیں اور جنھوں نے اپنی دنیا کی زندگی ہی سے آخرت کے لئے نیک اعمال کی سوغات بھیجی ہے۔ انھیں دنیا سے روانگی پر یا موت کی آمد پر کوئی صدمہ یا افسوس نہیں ہوتا، کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا کی اس زندگی سے ان کی آخرت کی زندگی کہیں زیادہ پائدار اور ترقی یافتہ ہے چنانچہ ان کا ضمیر اپنے رب سے ملاقات اور اعمال کے اجر و ثواب سے مطمئن ہوتا ہے، کیونکہ جو کوئی اگلی زندگی یا آنے والے مقام کے لئے نیکی اور بھلائی کا توشہ ارسال کرتا ہے، اسے وہاں جانے میں خوشی بھی ہوتی ہے کیونکہ نیکو کاری کی خصلتوں سے بری طرح شکست و ریخت سے حفاظت ہوتی ہے اسی لئے موت کی علامت ظاہر ہونے پر اس سے کہا جائے گا۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي — اے مطمئن روح اپنے رب کی طرف لوٹ تو
إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً — اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر تو میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر، ۲۷، ۳۰)	بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں شامل ہو۔

نیز یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ

اللھم انی اسئلك نفسا مطمئنة تومن بلقاءك، وتقنع بعطائك وترضیٰ بقضاءك	اے اللہ میں تجھ سے ایسا مطمئن نفس طلب کرتا ہوں، جو تیری ملاقات پر مطمئن ہو، تیرے عطیہ پر اکتفا کرتا ہو اور تیرے فیصلہ پر راضی ہو

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جس نے اللہ سے ملاقات کو پسند کیا، اللہ اس سے ملاقات کو پسند کرے گا اور جس نے اس سے ملاقات کو ناگوار سمجھا، اللہ بھی اس سے ملنے کو ناگوار سمجھے گا ــــ تو بعض صحابہ نے جو یہ گفتگو سن رہے تھے، عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر کوئی موت سے نفرت کرتا ہے، آپ نے فرمایا، ایسا نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ انسان اپنی دنیاوی زندگی کے اختتام پر ہوتا ہے اور آخرت کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے تو اگر وہ نیک اعمال کا حامل ہوتا ہے تو اسے خیر کی بشارت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اور اگر وہ شر انگیز ہوتا ہے تو اسے شر کی اطلاع دی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ سے ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناگوار سمجھتا ہے۔ (امام مالک، نسائی، بروایت انس، نیز اس کے رجال صحیحین کے رجال کے مطابق ہیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے مطابق وہ واقعہ ہے جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے آخری وقت میں پیش آیا، جب کہ انھیں کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان کا حشر علماء کے سامنے اس طرح ہوگا کہ ان کے اور علماء کے درمیان صد نظر کا فاصلہ ہوگا"

نیز فرمایا: تم میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ واقف کار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو اس وقت آپ روزہ سے تھے، آپ نے کنیز سے فرمایا، دیکھو! کیا سورج ڈوب گیا ہے، اس نے عرض کیا: ہاں، ڈوب گیا ہے۔ اس وقت آپ نے فرمایا: اے موت! خوش آمدید! بہر امہمان خوش آمدید جو فاقہ کے موقعہ پر آیا ہے، بخدا ایسا شخص کبھی کامیاب نہیں ہوگا جس کی تمام تر شرمندگی صرف دنیا پر ہو، اے اللہ تو بخوبی جانتا ہے کہ میں نے دنیا کے اندر اقامت کو اس لئے نہیں اختیار کیا کہ نہریں نکالوں، پودے لگاؤں اور نہ دولت اکٹھا کروں، بلکہ میں نے دنیا میں رہائش کو اس لئے پسند کیا تاکہ راتوں میں اٹھ کر تہجد پڑھوں، دن میں روزے رکھوں اور علماء کے ذکر کے حلقوں میں زانو تہہ کروں۔ افسوس اور حسرت تو بس اسی دولت کے چھوٹ جانے پر ہے۔ پھر آپ کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ

اور انسان خواہ اطاعت کرنے پر اجر وثواب پائے۔ یا بدکاری اور نافرمانی پر اسے گناہ ملے۔ بہر صورت دنیا میں یہی کہا جاتا ہے کہ فلاں مرگیا اور زندگی اور موت کے درمیان فاصلہ کس قدر کم ہے اور جو شدنی اور آنے والی ہے وہ بہر حال آکر رہے گی۔

مسلمانوں کی ایک عادت یہ بھی ہونی چاہئے کہ وہ مصیبت کے موقعہ پر صبر کریں، کیونکہ صبر کرنے والوں کی اللہ نے اس طرح تعریف فرمائی ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ جب انھیں کوئی مصیبت پہونچتی ہے تو وہ کہتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

ہم بس اللہ کے لئے ہیں اور ہم بس اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہیں اور وہی لوگ راہ یاب ہیں ۔

(البقرہ: ۱۵۶، ۱۵۷)

مردہ کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا سنت ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جنازہ لے کر بسرعت چل پڑو تاکہ اگر وہ نیک ہو تو اسے جلد اس کی منزل پر پہنچا دو اور اگر وہ ایسا نہیں، تب بھی وہ ایک بدترین بوجھ ہوگا، جسے تم اپنی گردنوں سے اتار پھینکو گے۔

(متفق علیہ، نیز امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔)

مردہ کو غسل دینا، کفن پہنانا، اس پر نماز پڑھنا، پھر اسے دفن کرنا یہ سب فرض کفایہ ہے اگر بعض افراد اس فرض کو ادا کریں گے تو باقی افراد سے یہ فریضہ ساقط ہو جائے گا، میت کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، جنازہ کی نماز پڑھنے والے کو دو قیراط اور تدفین تک میں شریک ہونے والے کو بھی دو قیراط بھر اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

اور بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی کسی مسلمان کے جنازہ میں ایمان اور ثواب کی نیت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک ہوا، اور جب تک لوگ دفن سے فارغ نہ ہوں، یہ ان
کے ساتھ برابر شریک رہا، وہ دو قیراط اجر کے ساتھ واپس
آئے گا۔"

مسنون یہ ہے کہ پاپیادہ چلنے والے جنازہ کے آگے چلیں اور سوار پیچھے پیچھے چلیں کیونکہ حضرت سالم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا، اس روایت کو محدثین خمسہ نے نقل کیا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا،

میری قبر پر کچھ اینٹیں چن دو اور میری قبر کو ویسی ہی بنانا
جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی گئی ہے۔

چنانچہ ان کی قبر زمین سے ایک بالشت اونچی بنائی گئی۔ ابوالہیاج اسدی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا،

کیا میں تمہیں ایسے کام کے لئے نہیں بھیجوں؟ جس کے لئے
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا، وہ کام یہ ہے
کہ تم ایسا کوئی مجسمہ مت چھوڑو جسے توڑ نہ دو، اور ایسی کوئی اونچی
قبر مت چھوڑو، جسے ڈھا کر برابر نہ کر دو۔

یہی وجہ ہے کہ قبر کو اونچی اٹھانا یا اس پر عمارت بنانا جائز نہیں کیونکہ اس سے فتنہ اور فساد پھیلے گا، عوام کے اندر ان قبروں، مزاروں اور قبوں سے فریاد کرنے اور ان پر سجدہ کرنے کے عوامل زندہ ہوں گے۔ ــــ اور یہ بھی مسنون ہے کہ قبر پر مزید مٹی بڑھانے کے بجائے اسی کی مٹی کو پلٹا دیا جائے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے قبروں پر چونہ لگانے، اس پر بیٹھنے یا اس کی پختہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا،

موجودہ زمانے میں بیشتر لوگوں نے قبروں کو چونہ سے مضبوط بنانے اور اس پر پکی اینٹیں لگانے کی بدعت اختیار کرلی ہے، جبکہ یہ حد درجہ ناگوار اور بدعت ہے اور افسوس کہ چھوت اور اندھی پیروی کی طرح یہ مرض دن بدن پھیلتا اور بڑھتا ہی جارہا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ قبروں سے اینٹ اور چونے کی تعمیرات کو ہٹا دیا جائے، اور انھیں اسی حالت پر باقی رکھا جائے، جس حال میں مسلمانوں کی قبریں ہونی چاہئے، اور جو مٹی ان پر ڈالی جائے اسی کو برقرار رکھا جائے۔ اس پر کوئی اضافہ نہ کیا جائے، پھر قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جائے اور کچھ کنکریاں قبر پر ڈال دی جائیں۔ تاکہ مٹی کی حفاظت ہوسکے، پھر اس پر کھڑے ہوکر خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ مرنے والے کی نیکیوں کو قبول فرمائے اس کی برائیوں کو درگذر کرے۔ اس کے بعد انھیں اپنے گھر اور اپنے اہل وعیال کو لوٹ جانا چاہئے اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ جانا چاہئے اور اس تصور کو بخوبی ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ مردہ کو اس کے اپنے عمل سے زیادہ کوئی اور چیز پاک وصاف نہیں کرسکتی، کیونکہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

خلوص دل سے ان کے لئے دعا کرو، کیونکہ اس وقت ان سے سوال کیا جارہا ہے۔

اور یہ جو ان دنوں کچھ لوگ بعضے شہروں میں قبروں پر قبہ وغیرہ تعمیر کرتے ہیں پھر ایک زمانہ وہاں کی مجاوری کرتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ حد درجہ مکروہ فعل ہے اور اس کا انجام شرک اکبر ہے، کیونکہ اس دھرتی پر سب سے پہلا شرک جو رونما ہوا، وہ صالحین کی قبروں پر رونما ہونے والا غلو ہی تھا، لہٰذا اس کے ازالہ کی بہتر صورت یہی ہوسکتی ہے کہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں کو دفن کردیں اور اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف ہوجائیں ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نوحہ کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہو، یہ وہ عورتیں ہوتی ہیں جو میت پر روتی ہیں اس کے محاسن کو بلند آواز سے رو رو کر بیان کرتی ہیں، بعضے یوں کہتی ہیں، ہائے تو ہمارا کمانے والا تھا، تو ہی کھلانے والا تھا، ہائے اب زندگی اور دنیا کی زیب و زینت سب کچھ اجیرن ہوگی ۔ ــــ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نوحہ کرنے والی مرنے سے پہلے جب تک توبہ نہ کرے گی اسے قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے اوپر کولتار کا ازار ہوگا اور خارش پیدا کرنے والی قمیص ہوگی" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخساروں پر طمانچہ مارنے، گریبان پھاڑنے اور جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کرنے سے منع فرمایا ہے:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے موقعہ پر یہ عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گے ۔

نیز فرمایا: میت کے گھر والوں کے رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے، اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ گھر والوں کے رونے سے مردہ کو اپنی قبر میں سخت اذیت اٹھانی پڑتی ہے ۔ البتہ اس طرح رونے میں مضائقہ نہیں جس طرح محض آنسو بہے، دل رنجیدہ ہو اور کسی قسم کی آواز نہ نکلے، اس لئے کہ آپ کے فرزند حضرت ابراہیم کے انتقال کے موقعہ پر آپ نے فرمایا تھا ۔

آنکھ روتی ہے ، دل رنجیدہ ہوتا ہے اور ہم وہی کہیں گے جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا پروردگار راضی ہوتا ہے اور ہم اے ابراہیم تمہاری جدائی
پر یقیناً افسردہ اور غمگین ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو مردہ دفن کرنے سے بھی منع فرمایا ہے البتہ اضطراری صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس مفہوم کے ساتھ یہ روایت ابن ماجہ میں درج ہے۔ جبکہ اصل روایت مسلم میں اس طرح ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ کسی مردہ شخص
کو رات میں دفن کیا جائے۔ تاوقتیکہ اس پر جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں کو برا بھلا کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

مردوں کو برا بھلا مت کہو اس لئے کہ انھوں نے جو کچھ آگے
بھیجا اس کو پالیا ہے (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے
مردوں کے محاسن کو یاد کرو اور ان کی برائیوں سے پرہیز کرو۔

مردوں کی تجہیز و تکفین کے یہ چند شرعی آداب ہیں جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

(البقرۃ: ۲۸۱)

اور ایسے دن سے بچو جس دن تم لوٹ کر اللہ کے پاس جانے والے ہو، پھر ہر نفس کو اس کی کرنی کا پورا پورا پھل مل کر رہے گا اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی اور بھلائی کی راہ میں صدقہ خیرات کی فضیلت

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس کی نعمتیں تمام مخلوق پر سایہ فگن ہیں، اس کے باوجود بہتیرے انسان کفر اور سرکشی پر کمربستہ ہیں، پھر اللہ نے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت میں ٹھوس آیات نازل فرمائیں اور صدقہ خیرات کے لئے بندوں کو آمادہ کرنے کیلئے لیکن اس کے باوجود عوام کی بھاری اکثریت اندھی ہوتی گئی اور ان کی نفرت تیز سے تیز تر ہوئی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اپنے فضل وکرم کی نوازش سے لائق ستائش اور عظمت کا سزاوار ہے اور جو ہر قسم کی سہولت اور آسانی پہنچانے والا ہے۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنھیں اس نے حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کی تمام آل اور اصحاب پر رحمتیں نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! لوگو اللہ سے ڈرو! اور اس کی اطاعت کرو۔ اس کے حکموں کی پابندی کرو اور اس کی نافرمانی مت کرو اس لئے کہ اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو تم کسی ناگوار شے میں مبتلا نہیں ہوگے اور اگر اس کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں ایسی سزا دے گا جسے تم برداشت بھی نہیں کروگے۔ نیز اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے اللہ کو صحیح طریقہ سے پہچانا وہی اس کی صحیح بندگی کرتا ہے اور اللہ جسے اسلام کے لئے شرح صدر عطا کرتا ہے اور اس کے دل کو ایمان کے نور سے منور کرتا ہے۔ وہی وعظ ونصیحت کو قبول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اور جو کوئی اللہ کی تدبیروں سے بے پرواہ رہ کر فرائض خداوندی سے غفلت برتتا ہے اور معصیت پر دلیر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھوک پیاس اور خوف و رسوائی کا لباس پہناتا ہے اور بندہ جس قدر اپنے رب سے جاہل ہوتا ہے اور اس کے واجبات اور حقوق کی ادائیگی میں جتنی کوتاہی کرتا ہے اس سے اتنے ہی برے اعمال سرزد ہوتے ہیں، چنانچہ باری تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل: ۹۷)

جو مرد یا عورت کوئی نیک عمل کرے گا اور وہ مومن ہوگا تو ہم اسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور جس قدر وہ عمل کرتے تھے اس سے بہتر بدلہ ہم انھیں دینگے۔

اللہ کا یہ وعدہ ہے اور اس کا وعدہ برحق اور سچا ہے کہ جس نے نیک عمل کیا نمازیں پڑھیں، زکوٰۃ ادا کی، روزہ رکھا، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کو صدقہ خیرات دی، اسی طرح اور بھی نیک اعمال کئے اور صاحب ایمان رہ کر حلال کمائی کے لئے کوشش کی تو اللہ اسے پاکیزہ اور باسعادت زندگی سے نوازے گا جس کی لذت وہ اپنے دل میں پائیگا اور جس کی مسرت اور صحت کا اثر اس کے پورے جسم پر رونما ہوگا اور اس طرح وہ دنیا اور آخرت میں سعادت مند اور کامیاب ہوگا، اور اس کا شمار حزب اللہ اور اولیاء و مقربین میں ہوگا۔

احکم الحاکمین کی حکمت یہ ہے کہ اللہ نے تمام انسانوں کو مختلف حالات اور کیفیات میں پیدا کیا، چنانچہ ان میں کوئی مالدار ہے، کوئی غریب، کوئی سخی ہے، کوئی بخیل، کوئی اطاعت گذار ہے کوئی نافرمان، اب جو دولت مند ہیں، اللہ نے ان کی دولت میں اپنے تنگدست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائیوں کے لئے زکوٰۃ کا واجب شدہ حق مقرر فرمایا، تاکہ ایمان کے دعویداروں کی قلعی کھل جائے صدقہ اور خیرات کرنے والے سخی لوگوں کا پتہ چل جائے، اور جلد باز اور گری ہوئی طبیعت رکھنے والے بخیلوں کا اندرونی بخل نمایاں ہو جائے اور ہر کس و ناکس کو یقین کی حد تک یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ نے دنیا کو پیدا فرمایا پھر بعض قوموں کے لئے یہ دنیا عطیہ اور انعام ثابت ہوئی، جبکہ دوسرے لوگوں کے لئے مشقت اور تھکن کا باعث رہی، ایسے بھی حلال طریقے سے مال کمانا اور حقوق کے مطابق اس کو خرچ کرنا لائق فخر کارنامہ ہے اور آخرت کے لئے یہ عمل توشہ ہے اور دولت مند اجر و ثواب بھی سمیٹ لیتے ہیں اور اونچا مقام بھی انھیں حاصل ہوتا ہے، لہٰذا صدقہ خیرات کے لئے مال خرچ کرنا اور نیکی کی ہر راہ میں تصرف کرنا تنگدستی سے نجات کا ذریعہ ہے اور کافی نفع بخش سودا ہے اور یہ بھی واقع ہے کہ صدقہ اور خیرات کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے اندر کوئی کمی لاحق نہیں ہوتی۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا ۳۹)	اور تم جس قدر چیز خرچ کرو گے تو وہی اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

تجربہ اس حقیقت کا شاہد ہے اور جاننے والوں کو بخوبی اس کا علم ہے، چنانچہ کہتے ہیں کہ جاننے والوں کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ گریز کرنے والے سدا محروم ہوں گے۔

ہر روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو دو فرشتے پکار کر یہ کہتے ہیں، لوگو! اپنے رب کی طرف چل پڑو اور خوب سمجھ لو کہ جو چیز تھوڑی ہو مگر کافی ہو، وہ چیز زیادہ مگر ناکافی چیز سے بہتر ہے، اے اللہ خرچ کرنے والے کو عوض عطا فرما اور بخل کرنے والے کو ہلاک کر، اور یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم خرچ کر تاکہ میں تجھ پر خرچ کروں اور روک مت لگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ تجھ پر بھی روک لگائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (حدید : ۷)۔	اور اس میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنا دیا ہے تو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے

اللہ نے خود تمہارے لئے یہ مثال بھی پیش فرمائی ہے کہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ : ۲۶۱)	ان لوگوں کی مثال جو اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس ایک دانہ کی سی ہے جو سات بالیاں اگاتا ہے اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ بیش از بیش عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔

اللہ نے یہ مثال ان لوگوں کے لئے دی ہے جو اپنا مال اطاعت الٰہی میں خرچ کرتے ہیں اور ایک درہم خرچ کرنے پر انھیں سات سو درہم کا اجر ملتا ہے، صدقہ کرنے والے کو یہ اجر آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مل کر رہے گا، اس کے علاوہ دنیا میں صدقہ کرنے والے کو روزی میں فراخی اور وسعت ملتی ہے اور اس پر برکت نازل ہوتی ہے اور اس برکت کے اثرات اس کی اولاد میں بھی رونما ہوتے ہیں۔

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ (محمد ۳۸)	اور جو بخل کرے گا وہ اپنی طرف سے بخل کرتا ہے

یعنی اپنی دنیا کی زندگی میں باقی ماندہ سرمائے کو خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اور نتیجہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت کے جمع شدہ اجر سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد برحق اور درست ہے کہ

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (البقرۃ: ۲۶۸)	شیطان تم کو مفلسی اور تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تم کو بری بات کی ترغیب دیتا ہے۔

اللہ نے بخل کو فحش عمل قرار دیا۔

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ: ۲۶۸)	اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعت رکھنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

نیز فرمایا:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۹)	اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی ہوئی کتاب۔ قرآن کریم۔ میں خرچ کرنے کی ترغیب مختلف اسلوب اور طریقہ سے دی ہے جس سے ہمت بلند ہوتی ہے، قوموں میں چستی اور سرگرمی پیدا ہوتی ہے اور جن سے متاثر ہو کر افراد خیرات کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں جیسے ارشاد ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (البقرہ: ۲۴۵)	ایسے کون لوگ ہیں جو اللہ کو قرض حسنہ دیں۔ اور پھر وہ اس میں بیش از بیش اضافہ فرمائے۔

یہ افزائش اور اضافہ آخرت سے پیش تر دنیا میں بھی رونما ہوتا ہے اور مال و دولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں برکت بیش از بیش نمایاں ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا،

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (فاطر: ۲۹، ۳۰)	بیشک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور نمازیں قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کی امید کرتے ہیں جو کبھی خسارہ والی نہ ہوگی تاکہ انھیں پورا پورا اجر دے اور اپنے فضل سے انھیں مزید عنایت فرمائے۔

یعنی دنیا کے اندر خیر و برکت اور وسعت اور فراخی اسے نصیب ہوتی ہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (منافقون: ۱۰)	اور جو کچھ ہم نے تمھیں روزی دی اس میں سے خرچ کرو، اس سے پہلے کہ تم سے کسی کو موت آجائے اور وہ کہے اے رب کیوں تو نے مجھے ایسی قریبی مدت تک مہلت نہ دی تاکہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں سے بن جاتا۔

اس میں شک نہیں کہ صدقہ اور خیرات پر آمادہ کرنے اور اس کی ترغیب دینے کے لئے قرآن کریم کی آیات بکثرت وارد ہیں، یہ اور اسی کے مطابق دیگر آیات سے مردان باخدا کے دلوں میں ہلچل اور ہیجان سا برپا ہوتا ہے اور صرف ایسے ہی دلوں پر ان کے اثرات نہیں پیدا ہوتے ہیں جن کے اندر ایمان کا دخل نہیں ہوتا ہے، اور خدائے رحمٰن کی رحمتوں کے جھونکے انھیں مس نہیں کرتے ہیں یہ دل خیر اور بھلائی سے خالی ہوتا ہے اور بخل، خباثت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرارت سے لبریز ہوتا ہے حالانکہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار اپنے دولت مند بندوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ بڑھ کر صدقہ اور خیرات کریں اور فاضل سرمائے کو اپنے تنگدست اور نادار غریب بھائیوں پر خرچ کریں، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا — اور رشتہ داروں کو اس کا حق دو، اور مسکین کو اور مسافر کو، اور فضول خرچی مت کرو۔

(الاسراء: ۲۶)

صحابہ کرام نے جب ان آیات کو سنا تو انھوں نے دل کھول کر خیرات میں حصہ لیا، اسلئے کہ رضا کارانہ خدمات اور داد و دہش کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور جن لوگوں کے ہاتھ تنگ ہوتے تھے، انھوں نے مزدوری کی پشت پر بوجھ اٹھائے، مزدوری کی اور اس مزدوری کو خدا کی راہ میں خرچ کیا۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ اور خیرات کے لئے ترغیب دلائی ہمارے پاس خیرات کے لئے کوئی چیز نہیں تھی، بالآخر ہم نے اپنی پشت پر بوجھ ڈھویا، مزدوری کی اور اسی کو خیرات کیا، یہ احساس انھیں اس لئے تھا کہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ انسان بس اتنے ہی کا مالک ہے، جتنا اس نے کھا پی کر فنا کر دیا یا پہن اوڑھ کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ خیرات کر کے اسے پائدار بنا لیا، علاوہ ازیں بندہ حق کی راہ میں جس قدر خرچ کرتا ہے اور زکوٰۃ خیرات صلہ رحمی اور صدقہ غرض جس قدر خیر کے اعمال انجام دیتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے عوض میں اس سے بہتر عطا کرتا ہے، اس کے بالمقابل انھیں فرائض جیسے صدقہ خیرات اور صلہ رحمی میں جو لوگ غفلت اور لاپرواہی کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی بیشتر چیزوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے اس لئے جنھیں اللہ نے دولت اور بہتر روزی عطا فرمائی انھیں ظاہری اور باطنی طور پر صدقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خیرات میں حصہ لینا چاہئے تاکہ دولت ان کے لئے باعث سعادت ہو، کیونکہ آدمی کا اپنا مال وہی ہے جسے وہ خرچ کرکے آگے کے لئے روانہ کردے اور جو کچھ اس کے پاس بچ رہے وہ ورثہ کا ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا: ۳۹)	اور تم جو کچھ خرچ کروگے وہی اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے۔
وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن: ۱۶)	اور سنو اور اطاعت کرو اور اپنے لئے خرچ کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو وہ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

جو قبائل اقوام، خاندان یا سماج کے اندر سخاوت کا جذبہ کارفرما ہو اور جو باہم اخوت اور میل جول کے ساتھ گذر بسر کرتے ہوں، چنانچہ ان کے مالدار اپنے غریبوں کی کفالت کرتے ہیں، زور آور، کمزوروں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کرتے ہوں ایسے افراد کی تجارت دن بدن پھیلتی اور بڑھتی ہے ان کی نیک بختی اور سعادت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جب تک ان کے اندر یہ سرشت برقرار رہتی ہے خدا کی نعمت بھی ان پر ہمیشہ برقرار رہتی ہے اور یہ یقیناً ننگ اور شرم کا مقام ہے کہ آدمی خود تو آسودہ رہے، لیکن اس کے قرابت دار تنگ دست رہیں، آدمی خود شکم سیر ہو اور اس کے پڑوسی ننگے بھوکے رہیں اور افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم صدقہ اور خیرات ایسی حالت میں کرو جبکہ تم صحت مند ہو، تمہارے اندر خواہش ابھی زندہ ہو، تمہیں دولت کی آرزو ہو تنگ دستی سے ڈرتے رہو، لیکن خیرات کرنے میں اتنی بھی سستی نہ کرو کہ تمہاری جان حلق سے اٹکنے لگے، اور اس وقت تم کہو کہ میری اتنی دولت فلاں کو دی جائے اور یہ مال فلاں کا ہے یا فلاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے وغیرہ ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت کے اس موقعہ کی آمد سے بہت پہلے اس سے ڈرایا ہے چنانچہ ارشاد ہے ۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ	اور ہم نے تمہیں جس قدر روزی دی اس میں
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	سے خرچ کرو، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى	کو موت آجائے اور وہ کہے اے رب تو نے
اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ	کیوں نہ مہلت دی مجھے قریب ترین مدت کی
مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (المنفقون : ۱۰)	تاکہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں سے بن جاتا ۔

جس امت کے افراد کو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے نوازا، انھیں دولت دے کر دیگر بندگان خدا سے انھیں نمایاں اور ممتاز کیا، ایسے افراد کا دل اگر مال کی محبت پر جم جائے، پھر ان کے ہاتھ زکوٰۃ کی ادائیگی، صلہ رحمی اور نیکی اور بھلائی کی راہوں میں خرچ کرنے سے گریز کریں تو اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ بدترین افراد اور وہ برے تاجر ہوں گے حالانکہ انھیں اللہ نے اسی لئے دولت بخشی تاکہ وہ خیر کے کاموں میں اسے خرچ کریں لہٰذا ایسے افراد احسان فراموش ہوں گے اور ان کی دولت انھیں ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہونچا دے گی اور جس دولت کا مآل جہنم ہو، اس کے اندر کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہوگی ۔

رزقوا وما رزقوا سماحة ید فكانهم رزقوا وما رزقوا

انھیں روزی دی گئی، لیکن کشادہ دستی نہیں ملی، لہٰذا روزی پاکر بھی گویا انھیں روزی نہیں ملی ۔

خلقوا وما خلقوا لمكرمة فكانهم خلقوا وما خلقوا

وہ پیدا تو ہوئے لیکن کسی بزرگی کے لئے پیدا نہیں ہوئے لہٰذا پیدائش کے باوجود گویا انکی پیدائش نہیں ہوئی ۔

بنابریں ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہئے ۔ اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہئے اور اگر ہم مومن ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی ہمیں پیروی کرنی چاہئے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی راہ میں جہاد

اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور کو کوئی طاقت اور قوت حاصل نہیں ہے۔ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! احکم الحاکمین کی یہ حکمت ہے کہ اس نے اپنے مومن بندوں پر کافروں اور منافقوں سے جہاد کو فرض قرار دیا، تاکہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کے ایمان اور اس کی صحت کی آزمائش ہو اور تمام مسلمانوں کو یقین کی حد تک یہ علم ہو جائے کہ دنیا ابتلاء اور آزمائش کا گھر ہے اور نیک انجام بس پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (محمد ۴)

یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن وہ ایک کو دوسرے سے آزمانا چاہتا ہے۔

جہاد اسلام کا کوہان ہے۔ کیونکہ اسلام اس دین کا سر ہے۔ اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ جہاد کبھی دلائل اور زبان و بیان کے ذریعہ ہوتا ہے، کبھی قوت بازو اور افراد کی طاقت کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی مال و دولت کے ذریعہ ہوتا ہے اور ہر موقعہ کے لئے مناسب گفتگو ہوتی ہے، کیونکہ جہاد اس سے عبارت ہے کہ حق کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ کو بلند کرے ۔ دین کی نصرت، مسلمانوں کے تشخص، ان کے حقوق اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی جانی و مالی کوشش کو بروئے لانے کا نام جہاد ہے اور مسلمان اپنی تلوار اپنی زبان اور اپنی دولت غرض ہر چیز سے جہاد کرتا ہے ۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنی جان، اپنے مال اور اپنی زبان کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو ۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم بروایت انس، آخر الذکر نے اس کو صحیح کہا ہے اور دیگر محدثین نے اسکو برقرار رکھا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے کہ

جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کو پس پشت ڈال دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسی ذلت مسلط کر دیتا ہے جو انھیں اس وقت تک گھیرے رہتی ہے تاوقتیکہ وہ واپس دین کی طرف نہ لوٹ آئیں ۔

(بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ)

کتاب و سنت میں جہاد اور مجاہدین کی بکثرت اور تکرار کے ساتھ فضیلت وارد ہے اور اللہ نے بھی اپنی کتاب میں یہ بتایا ہے کہ جہاد اجر و ثواب کے لحاظ سے ایک نفع بخش سودا ہے ساتھ ہی یہ عزت اور کامیابی کی کلید بھی ہے ۔ چنانچہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ

اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے ۔ وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ یہی تمہارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ	حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو .....
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ -----	اور دوسری (یہ کہ) جس کو تم بھی بہت محبوب
وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ	رکھتے ہو (وہ یہ کہ) اللہ کی طرف سے نصرت
اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (صف ۱۰، ۱۳)	اور قریبی فتح ۔

اسلاف صالحین یعنی اصحاب کرام اور تابعین عظام جب جہاد کی آیتوں کو تلاوت کرتے ہوئے سنتے تو کہتے ۔

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا	اور ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی ہمارے رب
(البقرة ۲۸۵)	ہمیں بخش دے ۔

چنانچہ انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس پکار پر لبیک کہا اور جان کو نثار کرنے کے لئے آمادہ اور تیار ہو گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نے اپنے آپ کو قربان کر دیا، کسی نے دولت لٹا دی اور یہ اسی لئے کہ ان کے اندر دینی غیرت اور عربوں کی روایتی حمیت رواں دواں تھی ، اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ ۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	بیشک اللہ نے مومنوں سے ان کی جان اور
اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ	مال کو خرید لیا ہے اس (عوض پر کہ ان کے
الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	لئے جنت ہوگی، وہ قتال کرتے ہیں اللہ کی
(التوبة: ۱۱۱)	راہ میں ۔

اور اس جاں سپاری اور فرمانبرداری کے جو قصے آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں ۔ ان میں سے چند یہ ہیں کہ ۔

ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا، آپ کی کیا رائے ہے اگر ثابت قدمی اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے میں شہید کر دیا جاؤں تو بھلا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں رہوگا، آپ نے فرمایا: جنت میں! یہ سننا تھا کہ ان کے ہاتھ میں کھجور کا ایک ٹکڑا تھا انھوں نے کہا، بخدا اگر اس ٹکڑے کو کھانے لگوں تو حیات مستعار کی طویل گھڑی درکار ہوگی چنانچہ فوراً اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار ہلا کر چل پڑے اور یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

رکضا إلی اللہ بغیر زاد الا التقی وعمل المعاد

کسی توشہ کے بغیر اللہ کی طرف دوڑ پڑا ہوں، البتہ تقویٰ اور آخرت کے لئے عمل (میرے ساتھ) ہے۔

والصبر فی اللہ علی الجہاد إنّ التقی من افضل المزاد

جہاد کے لئے اللہ کی خاطر صبر (اور) تقویٰ یہی دونوں افضل ترین توشہ ہیں۔

یہ کہا اور جنگ میں کود پڑے اور شہید ہوگئے، رضی اللہ عنہ وارضاہ

جیش عسرت کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کرام کو جہاد کے لئے آمادہ کیا، یہ زمانہ قحط سالی اور سخت مشقت کا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ اپیل سنی تو فرمایا: جھول اور کجاوہ کے ساتھ سو اونٹوں کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، پھر آپ نے دوبارہ ترغیب دلائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جھول اور کجاوہ سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ پھر جب آپ نے ترغیب دلائی تو آپ نے یہی فرمایا کہ جھول اور کجاوہ سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے دیناروں کی ایک تھیلی پیش کی۔ یہ تھیلی آپ کی ہتھیلی میں سما نہیں رہی تھی۔!

وہ تھیلی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے الٹتے پلٹتے ہوئے فرمایا: آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو کچھ کریں انھیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ عثمان! اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو بخش دے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک قافلہ شام سے واپس لوٹا، اس قافلہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات سو اونٹ تھے، جو خورد و نوش، کپڑے اور چمڑے کے سامان سے لدے ہوئے تھے۔ انھوں نے اس پورے قافلہ کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

بخدا تمہیں بتاؤ اس قدر زبردست انفاق کرنے والوں کا انجام آخر کیا ہوا۔؟ سنو! ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ان دونوں کا انتقال اس حال میں ہوا کہ تمام لوگوں کی بہ نسبت ان کی حالت سب سے بہترین تھی، اور انھیں کے پاس سب سے زیادہ دولت تھی، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی دولت کا ایک حصہ خیرات کیا۔

جہاد کرنے والے مومن بندوں کی نصرت اور فتح کا ذمہ خود باری تعالےٰ نے لیا ہے چنانچہ فرمایا:

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (المومن ۵۱)	یقیناً ہم مدد دیتے ہیں اپنے رسولوں اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے، دنیا کی زندگی میں بھی اور اس روز بھی جب گواہ کھڑے ہونگے۔

نیز فرمایا:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (روم: ۴۸)	اہل ایمان کی مدد ہمارا حق ہے۔

مومنوں کی یہ نصرت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ اللہ کے دین کی تائید اور حمایت کریں، مسلمانوں کے تشخص، ان کے حقوق اور ان کی عصمت و عفت کی حفاظت کریں۔ دین کے واجبات کی ادائیگی کے لئے اپنے دشمنوں سے جنگ کریں، تاکہ اللہ تعالےٰ ان کا آقا اور مولیٰ بنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرمائے۔

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد ۷)	اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ مسلمان حزم و احتیاط اور طاقت اور قوت کے ساتھ پوری پوری تیاری بھی کریں، جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی واضح رہنمائی کی ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال: ۶۰) اور تیار کرو ان کے لئے جتنی تم سے ہو سکے یعنی قوت۔

اور قوت، حالات، زمانہ اور مقام کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے اور ہر زمانہ علاقہ اور افراد کے لئے ان کی اپنی جنگی ضرورتوں کے لحاظ سے قوت کے اسباب اور وسائل بھی بدلتے رہتے ہیں۔

اور اگر مسلمانوں نے اپنے دین کے ان فرائض اور واجبات سے گریز کیا یا حزم و احتیاط اور طاقت اور قوت کے ساتھ تیاری نہیں کی اور دشمن سے جہاد کو پس پشت ڈالا۔ تو یہ فتح اور نصرت اور تائید ایزدی بھی ۔۔۔ جس کا ان کے لئے ذمہ لیا گیا ۔۔۔ ان سے ہٹالی جائے گی۔ کیونکہ فوج کا گناہ خود اس فوج کے خلاف گناہوں کی ایک فوج ہے اور عمل کے بغیر ایمان پر بھروسہ عاجزی اور درماندگی کی علامت ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی صریح مخالفت ہے۔

اس لئے ان دنوں مسلمانوں سے فتح و نصرت جو اس طرح پھرتی رہی ہے اور ایک طویل عرصہ تک جو وہ ذلت اور رسوائی کا شکار رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ کا وعدہ ہے اور اس کے وعدہ کی کبھی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (روم ۴۷) اور ہم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد کرنا۔

نصرت اور اعانت کی اس دوری کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے حالات اور اپنے اعمال کی اصلاح سے توجہ ہٹالی ہے۔ جس کی بنا پر دشمن نے ان پر اس لئے اپنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلط جما لیا کہ انھوں نے اپنے دینی امور میں سستی اور غفلت برتی، اور قوت جمع کر کے اپنے دشمنوں سے لوہا نہیں لیا۔

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (النساء:۷۹)	اور جو نیکی تمہیں پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تمہیں پہنچے وہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔

بات سے بات نکلتی ہے اور دنیا پوری کی پوری عبرت کی جگہ ہے، جس وقت جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا، تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام تعداد میں بہت کم تھے اور ان کے حالات بھی نہایت ابتر اور کمزور تھے، دوسری طرف مشرکین کی تعداد زیادہ تھی، ان کے پاس گھوڑے اونٹ اور زبردست لشکر تھا، یہ سب ہتھیاروں میں پوری طرح غرق تھے اور ان کی خاص نیت یہ تھی کہ اسلام کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام کی جڑیں کاٹ دی جائیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی صفیں درست کیں، پھر ایک طرف ہو کر آپ نے اس انہماک اور تضرع وزاری کے ساتھ دعا فرمائی کہ دیر تک رونے اور گڑگڑانے کی وجہ سے آپ کی چادر مونڈھے سے گر گئی، لیکن جوں ہی دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی، اللہ نے اصحاب کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نصرت اور فتح کا اس طرح نزول فرمایا کہ انھوں نے ستر مشرک سرداروں کو تہ تیغ کیا اور اور ستر کو گرفتار کیا اور ان پر فدیہ لاگو کیا۔

اس عظیم المرتبت فتح وظفر کے بعد صحابہ کے دلوں میں اللہ پر ایمان اور اس پر توکل کی قوت میں زبردست اضافہ ہوا اور انھوں نے یہ یقین کر لیا کہ جب تک ان کے اندر ایمانی قوت ہوگی وہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے اور چونکہ وہ حزب اللہ ہیں اور خدا کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ اس لئے انھوں نے اسباب سے نگاہوں کو یکسر ہٹا لیا اور مسبب الاسباب پر مکمل انحصار کیا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کی ہلاکت خیزی سے غیر ضروری حفاظت اور احتیاط کی کبھی بھی پرواہ نہیں کی۔

جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی صفیں درست کیں اور ایک دستہ کی کمان حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دے کر انھیں ایک گھاٹی کے سرے پر کھڑے رہنے کی تاکید فرمائی اور یہاں تک حکم دیا کہ "پشت کی طرف سے حفاظت کرو اور اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹنا، خواہ تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک نہ لیں، غرض نازک سے نازک صورتحال میں نہ ہماری مدد کو آنا اور نہ ہمیں مال غنیمت جمع کرتے ہوئے دیکھ کر ہمارے شریک ہونا" دن کے آغاز میں جنگ کا پلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی طرف جھکا ہوا تھا، یہاں تک کہ مشرکین کے قدم اکھڑ گئے اور مشرکین کو شکست ہوئی اور ان کے سامان جنگ اور دیگر اسباب ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے اور مسلمان انھیں سمیٹنے لگے، اتنے میں عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں نے دوسروں سے کہنا شروع کیا کہ مال غنیمت! مال غنیمت! کیوں نہ ہم بھی اس میں حصہ لیں، لیکن ان کے امیر نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد دلا دی، لیکن کسی نے توجہ نہیں دی اور کمین گاہوں کو خالی کر دیا، ان کا ہٹنا تھا کہ مشرکین نے اپنے سواروں کا دستہ اس طرف سے آگے بڑھا دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کاری ضرب آئی، سامنے کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ ایک گڑھے میں گر گئے، جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہوں سے اوجھل ہوئے، مشرکین نے آپ کے شہید کر دیئے جانے خبر اڑا دی اور شیطان چیخ اٹھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید کر دیئے گئے۔

اس شکست کے بعد صحابہ کرام نے شکست کے اسباب کی جستجو کی، تب انھیں اس حقیقت کا پتہ چلا کہ انھوں نے کمین گاہ کو خالی چھوڑ دیا جب کہ انھیں اس کی حفاظت کے لئے تاکید کر دی گئی تھی، پھر تنبیہ اور ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر یہ آیت نازل ہوئی،

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم تو کیا جب تم پر مصیبت آپڑی حالانکہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (آل عمران ۱۶۵)

سے دوگنی مصیبت تم ان کو پہنچا چکے ہو تو تم بول اٹھے کہ یہ مصیبت کہاں سے آپڑی تم ان سے کہہ دو کہ یہ مصیبت خود تمہارے ہی ہاتھوں آئی۔

یعنی اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کی وجہ سے تم اس مصیبت کا شکار ہوئے۔ اس ہزیمت اور شکست و ریخت کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر حزم و احتیاط عزم و حوصلہ، طاقت و قوت کی بحالی اور دشمن کے مقابلہ میں ہوشیاری اور تدبیر بہم پہنچانے کی ایسی اسپرٹ پیدا ہوئی جس کی بنا پر انھوں نے اپنے اندر وہ جوہر اور صلاحیت پیدا کی جس کی وجہ سے انہوں نے مشرق و مغرب کے ملکوں کو فتح کیا۔ اور اسلامی قلمرو کو وسیع کیا۔

پھر جب اسلامی فتوحات کا سلسلہ دراز ہوا اور مسلمانوں کی حکومت اجنبی علاقوں پر قائم ہوئی تو مسلمانوں نے عیش و عشرت، راحت اور آرام اور فلک بوس عمارتوں کی بناء و تعمیر ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انھوں نے دین کی بنیادوں کو استوار کرنے اور باطل کی بنیادوں کو گرانے کی بھی سرتوڑ کوشش کی، شرعی احکام اور عربی زبان کو عام کیا، شہروں کی پلاننگ کی مسجدوں کو مستحکم اور مضبوط کیا، قابل فخر کارنامے انجام دیئے، برائی اور بے حیائی کے کاموں کا انسداد کیا اور ایسی تہذیب اور تمدن سے دنیا کو روشناس کرایا، جس کے اندر دنیا اور آخرت کا امتزاج شامل تھا، اس کی بنیادیں اطاعت و بندگی پر استوار تھیں، پھر انھوں نے جن نیک کاموں کی بنیاد ڈالی، وہ بہت جلد ثمر آور ہوئے اور پھر اسلامی مملکت میں روزی اور خوشحالی بارش کی طرح برسنے لگی۔ یہ افراد ان نفوس قدسیہ میں سے تھے، جن کی بابت قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ

اور اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج ۴۰)

کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوت والا بڑا زبردست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں جب ہم زمین میں موقعہ دیتے ہیں تو وہ نمازیں قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور اللہ کے لئے ہی (جملہ) امور کا انجام ہے۔

جو کوئی اللہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا وہ معزز ہوگا اور جو اللہ کا ساتھ دے گا اللہ اس کا ساتھ دے گا۔

ابتدائے آفرینش سے تاقیامت حق و باطل اور کافر و مسلم کے درمیان جنگ جاری رہے گی اور یہ سلسلہ اس وقت تک دراز رہے گا جب تک کہ امت کا آخری طبقہ دجال اور اس کے فتنہ سے نبرد آزما نہ ہوگا۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ ۲۱۶)

تم پر قتال واجب ہوا، درانحالیکہ تمہیں اس سے کراہت ہے اور شاید تم جس سے نفرت کرتے ہو وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور شاید تم جس کو پسند کرو وہ تمہارے حق میں شر ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

البتہ ان جنگوں کے اندر جو حکمتیں اور سربستہ راز مضمر ہیں اور ان کی جس قدر مصلحتیں ہیں ان کا بخوبی علم اور ان کے مقررہ اسباب کا پتہ صرف باری تعالیٰ کو ہے جس نے انھیں مقدر فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک سے دوسرے کو دفع نہ کیا کرتا تو زمین میں بگاڑ آجاتا۔

(البقرۃ: ۲۵۱)

اب جو لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ تعالےٰ حق کے مقابلہ میں باطل کو ہمیشہ کے لئے غالب رکھے گا، یا یہودیوں کا تسلط مسلمانوں پر ہمیشہ ہمیشہ رہے گا تو یہ اللہ رب العزت کے ساتھ کھلی ہوئی بدگمانی ہے۔ بلکہ آئین خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی سرزنش کرتا ہے، چنانچہ اس کے جانکاروں میں جو کوئی اس کی نافرمانی کرتا ہے، اللہ تعالےٰ ان پر ایسوں کو مسلط کر دیتا ہے جو اس کو نہیں جانتے، اور مشاہدہ شاہد ہے کہ باطل کی طاقت اور اس کی عظمت و شکوہ اسی وقت تک زوروں پر ہوتی ہے جب تک کہ حق کے پرستار خواب غفلت میں سرشار ہوں، ورنہ جوں ہی وہ بیدار ہوتے ہیں، اہل حق باطل کے پرستاروں کو شکست فاش دیدیتے ہیں۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ

(الانبیاء: ۱۸)

ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا سر کچل ڈالتا ہے تو وہ اسی وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے اور جو باتیں تم بناتے ہو، ان سے تمہاری خرابی ہے۔

آنا ضرور ہے کہ باطل کو ایک وقت تک تسلط حاصل ہوتا ہے۔ لیکن انجام کار اسکی ہوا اکھڑ جاتی ہے اور وہ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کے شر سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، ارشاد باری ہے:

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ

یقیناً وہ وہی شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے اس لئے تم اس سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تم ایمان والے ہو۔

(آل عمران ۱۷۵)

شیطان اپنے چیلے چانٹوں کے ذریعہ تمہیں خوف میں مبتلا کرتا ہے اور اپنی بڑائی کی دھاک تمہارے دلوں میں بٹھاتا ہے اور اسی خوف و دہشت کا یہ نتیجہ ہے کہ عوام الناس کے دلوں میں یہودیوں کی دہشت سی بیٹھی ہوئی ہے اور وہ انھیں اپنی زبان اور اپنے دل سے اس قدر بڑا سمجھتے ہیں کہ ان کے دلوں میں یہ ہول سما گیا ہے کہ یہود اپنی عیاری اور مکاری کی وجہ سے کبھی بھی مغلوب اور شکست خوردہ نہ ہوں گے۔ طاقت و قوت کی تمام صورتیں ان کے اندر یکجا رہیں گی اور اسی ڈر اور دہشت سے عوام کا ذہن لرزیدہ اور خوفزدہ ہے۔ یہ نادان اس حقیقت کو بھی فراموش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فتح و نصرت کا اور ان دشمنان اسلام کی شکست خوردگی کا وعدہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَّاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ

(آل عمران ۱۱۱)

وہ تمہیں کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتے، سوائے اذیت کے اور اگر وہ تم سے جنگ کریں تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں پھر انھیں مدد بھی بہم نہیں پہنچے گی۔

وہ اس فرمان خداوندی کو بھی فراموش کر چکے ہیں کہ

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

(الاعراف ۱۶۷)

اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے رب نے (یہود کو) آگاہ کر دیا تھا کہ وہ ان پر قیامت کے دن تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا، جو انھیں تکلیفیں دیتے رہیں گے۔

اور اللہ کا ارشاد حق اور درست ہے، کیونکہ اللہ نے جس عذاب کا ان سے وعدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا ہے اس کی سخت ماران پر پڑ کر رہے گی، جس سے وہ کبھی بچ نہیں سکیں گے اور جس قدر اذیت کا شکار آج کے مسلمان ہیں، اسی قسم کی اذیت تاقیامت ان مشرکین کو ہوتی رہے گی، یا وہ اس سے کہیں زیادہ شکار ہو کر رہیں گے۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (فصلت : ۵۳)	عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی جانوں میں بھی ہم اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔

گذشتہ کئی برسوں سے یہود نے بالخصوص عرب مسلمانوں پر جس قدر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے، ظلم و زیادتی، قتل و خونریزی، بغاوت اور سرکشی اور سفاکی اور غارت گری کا جس قدر بازار گرم کیا ہے اور ان خانماں برباد مسلمانوں کو ان کے وطن اور گھروں سے نکال کر جس طرح بے آب و گیاہ ویرانوں میں لا پھینکا ہے کہ آج انھیں زمین کے فرش خاکی کے سوا کوئی بستر نہیں اور آسمان کی نیلی چھت کے سوا ان پر کوئی سائبان نہیں، آج یہ ناہنجار قوم محض زور زبردستی اور اپنی چالاکی اور عیاری سے جس طرح ان پر ستم پر ستم ڈھائے جا رہی ہے، ان کی زندگی اجیرن کر رہی ہے، ان کی بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہے اور آج ان کی خون آشامی اور سفاکی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ دنیا کی کم و بیش تمام ہی انصاف پسند اقوام نے ان خون آشام بھیڑیوں کی مذمت کی ہے اور ان کے ظلم و جور اور بغاوت اور سرکشی کا کھلے بندوں اظہار کیا ہے لیکن یہ بھی افسوس کا مقام ہے کہ یہ تمام تر مذمت محض زبانی جمع خرچ پر مبنی ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ	جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے، ان کو اجازت دی جاتی ہے کہ (وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور بیشک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ (الحج : ۴۰)

اللہ ان کی مدد پر قادر ہے ۔ یہ وہی مظلوم لوگ ہیں جن کو ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ۔ ہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا معبود اللہ ہے ۔

دانشور اور ماہرین یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کا یہ تسلط اور غلبہ خود بعض مسلمانوں کی نادانی اور غفلت کا نتیجہ ہے ۔ اس لئے کہ اسلام پر ان کا عمل کمزور سے کمزور تر ہوتا گیا ، ان کا عقیدہ بگڑتا گیا ۔ خود مسلمانوں میں بکثرت ایسی کالی بھیڑوں نے جنم لے لیا ہے جنھوں نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا ہے ۔ اسلامی فرائض اور نوافل کا دل کھول کر مضحکہ اڑایا ہے ۔ عوام کا تو یہ حال ہے ۔ دوسری طرف ان کے حکام اور لیڈران میں زبردست پھوٹ پڑچکی ہے ، جو تمام تر نفسانیت اور بغض وعناد کا نتیجہ ہے اور یہ اسی کا اثر ہے کہ آج مسلمانوں کی جڑیں کمزور ہوچکی ہیں ۔ ان کا اتحاد پارہ پارہ ہوچکا ہے اور ایک خدا اور ایک رسول کا کلمہ پڑھنے والی امت زبردست تفرقہ اور انتشار کا شکار ہوچکی ہے جس کی بنا پر ان میں انا کی پھوٹ اور ہنگامہ سا برپا ہے طرح طرح کے فتنوں نے الگ پر پرزے نکال لئے ہیں ۔ قتل وخوں ریزی کا بازار الگ گرم ہے ۔ اشتراکیت اور مختلف ازم اور دھرم کے نرالے اصولوں کی آڑ میں جن کی کوئی حیثیت نہیں ، عوام کے جان اور مال کو غصب کیا جاتا ہے اور اسی قسم کے اختلاف اور تفرقہ کی بنا پر مایوسی اور نامرادی اور چھین جھپٹ کا بازار گرم ہے ۔

اس پورے عرصہ میں جہاں دشمن کو پوری طرح کھل کھیلنے کا موقعہ ملا ، اس کی شوکت دوبالا ہوئی اس کا تسلط بڑھتا رہا اور عرب مسلمانوں پر ان کی گرفت اس طرح تیز سے تیز تر ہوتی گئی کہ آج وہ چیخ کر یہ کہتے ہیں کہ

مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ

اللہ کی مدد کب آئے گی ؟ سنو بیشک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَصْرُ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرۃ: ۲۱۴) اللہ کی مدد قریب ہے۔

مذکورہ بالا حوادث اور انتقامی کارروائیوں کا دوسرا مثبت پہلو یہ بھی نکلا کہ ان ناگہانی مصائب سے مسلمانوں کو زبردست ٹھوکر لگی اور ان کے اندر انابت الی اللہ اور دین کی طرف لوٹنے کا مادہ پیدا ہوا، دینی واجبات جیسے نماز، روزہ اور دیگر عبادات کا شغف اور انہاک دلوں میں ابھرا۔ جس کی بنا پر لوگوں میں اپنے اعمال کی اصلاح کا اس بنا پر جذبہ ابھرا کہ اللہ تعالےٰ ایک نہ ایک دن ان کی کایا پلٹ دے گا اور آج کی بلائیں اور طوفان حوادث اگر ان کی بداعمالی کا نتیجہ ہے تو ان کی دین کی طرف واپسی بھی اس کے دفعیہ کی ــــ انشاء اللہ ــــ ضامن ہوگی۔

دوسری طرف مسلم حکام اور لیڈران میں قلبی لگاؤ اور طبعی میلان میں اضافہ ہوا، آپس کے بغض و حسد کا غبار دھلا اور وہ باہم تعاون اور دوستی کے لئے آمادہ ہوئے اور دشمن کے مقابلہ میں ایک زبان ہو کر قدم سے قدم ملا کر انھوں نے پیش قدمی کی ٹھان لی اور کیوں نہ ہو کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبۃ ۷۱) اور مومن مرد اور مومن عورت ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں۔

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (مائدہ: ۵۴) وہ مسلمانوں کے حق میں نرم دل ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ میں سخت دل ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

انابت اللہ، باہمی تعاون اور جاں نثاری کے یہ ابھرنے والے جذبات اس کا ثبوت ہیں کہ اللہ کی نصرت اور فتح مبین ــــ انشاء اللہ ــــ قریب تر ہے۔ اور یہودیوں کی ذلت اور نکبت بہت جلد ہو کر رہے گی اور اگر خدا کی نصرت شامل حال رہی تو یہودی اپنے کیفر کردار کو پہونچ کر رہینگے اور جملہ امور کی انجام دہی کا ایک وقت ہے اور قضا و قدر کی رو سے جو کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ	اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکے گا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے علاوہ تمہاری مدد کرے۔

(آل عمران : ۱۶۰)

یہود کا سرکش اور خدا کا باغی ٹولہ جو آج مسلمان عربوں کے گھر آنگن پر اپنے ناپاک خونیں پنجے گاڑے ہوئے ہے جو ایک خلقت کو قتل کر رہی ہے اور اسلام کی جڑ بنیاد کو اکھیڑنے کی جان توڑ کوشش کر رہی ہے، آج ان کی ٹکڑیاں ایک دوسرے کا تعاون کرنے کے لئے ہر بلندی سے پھسلتی جا رہی ہیں اور مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیرنے کے لئے اچھل کود کر رہی ہیں۔

آج مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے سنگین، خونخوار اور ناپاک دشمن سے لوہا لینے کے لئے ہر قسم کے کیل کانٹے سے وہ لیس ہوں اور جو لوگ جسمانی طور پر اعانت نہ کر سکیں انھیں مالی تعاون میں کسی صورت پس و پیش نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (التوبۃ ۱۱۱)	بیشک اللہ نے مومنوں سے ان کی جان اور ان کا مال خرید لیا ہے اس (شرط) پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں

اسلام میں دولت ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے ذریعہ افراد اور اسباب اور جہاد کی اور بھی تمام چیزیں بحال کی جا سکتی ہیں اور کافروں مشرکوں اور دین کے دشمنوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا زبردست مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ جنگ کی چکی چلانے اور مار دھاڑ کا سلسلہ آگے بڑھانے میں مدد دی جاسکتی ہے اور مسلمان ہمیشہ اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اللہ نے مالداروں کی دولت میں ایک مقررہ حصہ ان مجاہدین کے لئے مخصوص کر رکھا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور دین کا کلمہ بلند کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اس لئے دولتمندوں کے لئے یہ بجا اور درست ہے کہ وہ اپنے زکوٰۃ کو موجودہ حالات میں فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے مخصوص کریں اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی دولت میں بیشتر دوسرے حقوق ہیں۔ لہٰذا جن کی دولت میں زکوٰۃ نہ نکلے انھیں ان کاموں میں بقدر استطاعت اپنی دولت کے ساتھ حصہ لینا چاہئے اور اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اللہ کے نزدیک ایک درہم کا سات سو درہم اور اس سے زیادہ بھی ملتا ہے۔

میں یہ نہیں کہوں گا کہ ان مجاہدین کی اعانت اور امداد کرنا مستحب ہی ہے بلکہ میں اعلان کرتا ہوں کہ جس طرح نماز اور روزہ فرض ہے اسی طرح ان مجاہدین کی امداد اور اعانت کرنا بھی فرض ہے، اس لئے کہ جہاد اسلام کے کوہان کی چوٹی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مشرکین سے اپنے جان، مال اور زبان سے جہاد کرو۔

(احمد ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم)

اصحاب کرام اور تابعین عظام کی جنگوں کے بعد پھر اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی کے وہ معرکے جس میں وہ تاتاریوں اور صلیبیوں سے نبرد آزما ہوئے اور انھیں عرب مسلمانوں کے علاقے سے کھدیڑ دیا، ان جنگوں کے بعد سے آج تک ہم نے اللہ کی راہ میں سچے اور حقیقی جہاد کی وہ نظیر نہیں دیکھی، اور سنی جیسی مثال آج مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اس جنگ میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہے لہٰذا آج مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے نفس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر نفیس چیز کو اس کی راہ میں قربان کریں۔

اس میں شک نہیں کہ براہ راست جنگ میں شریک یہ مجاہدین، اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے ان پہریداروں کی حیثیت رکھتے ہیں جو مسلمانوں کی حدود اور ان کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ ان کے دین و ایمان اور ان کی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی نسلوں اور ان کی عورتوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اور ان کی بزرگی، اور عزت و شرف کو سربازار رسوا ہونے سے بچاتے ہیں۔

آج یہ اپنے بھائی مسلمانوں سے امداد اور اعانت کے طالب ہیں اور اس دعوت پر لبیک کہنا ان مسلمانوں کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ (الانفال: ۷۲) — اور اگر وہ دین کی رو سے تم سے مدد حاصل کریں تو ان کی مدد کرنا تم پر واجب ہے۔

اور اعانت اور نصرت کبھی عددی اور نفری قوت سے ہوتی ہے اور کبھی دولت سے۔

وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ (النور ۳۳) — اور انھیں اس دولت میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے۔

اس لئے یہ امر باعث ننگ و عار ہے کہ وہ فلاکت زدہ اور پریشان حال ہوں اور ہم عیش و عشرت میں مست رہیں، وہ بھوکے پیاسے ہوں، تم آسودہ اور خوشحال رہو، تمہیں طاقت اور اقتدار حاصل ہو اور وہ کمزور اور نادار ہوں، حالانکہ مسلمانوں کی نفری قوت بکثرت معاونین اور بہت سارے بھائیوں کی وجہ سے ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں جہاد سے بخل اور تغافل برتا، اللہ تعالیٰ ان کی ایک ایک چیز کو تباہ و برباد کر دیتا ہے، اور ان کی کثیر دولت ان کے ذرہ برابر کام نہیں آتی ہے، جبکہ یہ دولت کو اپنے برے وقتوں کے لئے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑ توڑ کر رکھنے کے درپے ہوتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے جن باتوں کو عہد لیا ہے، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے اور ایک ادنیٰ مسلمان کو بھی اس کے لئے کوشاں رہنا چاہئے اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مقابلہ میں ایک ہاتھ کی طرح ہونا چاہئے، ہاتھ کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً آج جس طرح مسلمانوں کے دشمن یہود نے مسلمانوں پر حملہ کیا ہے مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کا قلع قمع کرنے، ان کا گلہ ناپنے اور ان کے شر کو دفع کرنے کے لئے ایک ہاتھ اور ایک جسم بن جائیں، کیونکہ مسلمان ایک عمارت اور اس کی بنیاد کی طرح ہیں

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ ۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد ہرگز مت کرو۔

اخبارات مسلسل لکھ رہے ہیں اور یہ پروپیگنڈہ زبان زد خاص و عام ہے کہ یہودیوں کی موجودہ قوت کا راز قوم یہود کے ان عطیوں اور چندوں پر ہے، جو وہ دنیا کے کونے کونے سے ان کے لئے فراہم کرتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ کتاب وسنت اور خدا اور رسول کی طرف سے عائد فریضہ کو وہ ادا کریں اور حق کی حمایت کے لئے وہ مجاہدین کا ہر طریقہ سے ساتھ دیں۔ جبکہ اغیار باطل کے لئے ایک دوسرے کا تعاون کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد کو فرض قرار دیا اور اس کے لئے قوت کی فراہمی اور ہر قسم کی تیاری کا حکم دیا ہے اور اللہ کی قوت کے بعد مال کی قوت اور تاثیر مسلم ہے، کیونکہ طاقت اور قوت نہیں ہونے کی وجہ سے آدمی ذلیل وخوار ہوتا ہے۔

وکیف یصول فی الایام لیث اذا وهت المخالب والنیوب

ایسے دنوں میں شیر کیونکر حملہ کر سکتا ہے، جبکہ اس کے پنجے اور دانت کمزور ہو چکے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج جن فرزندان اسلام کے اندر ایمانی غیرت اور عربوں کی روایتی نخوت اور حمیت موجزن ہے۔ ایسے تمام نوجوانوں کو اس بیت مقدس اور فلسطین کے سنگین مسئلہ نے آتش زیر پا کر دیا ہے اور ان کے اندر عجیب جوش اور اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ جس کی بنا پر انھوں نے فضیلت اور بزرگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، راہ خدا میں داد و دہش کے مقابلہ میں سبقت کی، کسی نے بڑھ کر جان و مال کو لٹا دیا اور کسی نے اپنی قیمتی متاع عزیز کو نچھاور کیا اور یہ امر ناگزیر ہے اس لئے کہ دلہن نہ رہے تو عطر کس کام کا؟ اور تنگ دستی کی حالت میں ایسی کون سی چیز باقی رہے جس کو چھپایا جائے؟ علاوہ ازیں دولت سے بے نیازی نہیں برتی جاتی، بالخصوص جنگ کے دنوں میں اس کی ضرورت اور اہمیت ناگزیر ہے۔

فلا تدخروا المال للاعداء انهم ان يظهروا ياخذوكم والمال معا

دولت کو اس لئے مت چھوڑو کہ دشمن اسے ہتھیا لے، کیونکہ اگر ان کا غلبہ ہوا تو وہ تمہیں اور تمہاری دولت سبھی کچھ لوٹ لیں گے۔

لاخير في المال وفي نعم قد احتفظتم بها ان انفكم جرعا

دولت اور اونٹوں کو جوڑ جوڑ کر رکھنے کے باوجود ان کے اندر کوئی بھلائی نہیں، اگر (تمہیں شکست ہو جائے) اور تمہاری ناک ہی کٹ جائے۔

هَآ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ (محمد ۳۸)	دیکھو تم لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلائے جاتے ہو تو تم میں سے کوئی بخل کرنے لگتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ خود اپنے آپ سے بخل کرتا ہے، اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو،
وَاَسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا	اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن : ۱۶)

یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو کوئی اپنے آپ کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ، بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ جُيُوْشَ الْمُسْلِمِيْنَ نَصْرًا عَزِيْزًا اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَهُمْ فَتْحًا مُّبِيْنًا. اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ وَاهْدِهِمْ سَبِيْلَ الْحَقِّ وَالْعَدْلِ اَللّٰهُمَّ اَعْمِهِمْ وَلَا تُعِنْ عَلَيْهِمْ وَانْصُرْهُمْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيْهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْهِمْ وَثَبِّتْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلِ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِكَ وَنَسْتَنْصِرُكَ عَلَى الْيَهُوْدِ، الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا رُسُلَكَ وَاٰذَوْا

اے اللہ ہم تجھ ہی سے سوال کرتے ہیں اس لئے کہ تمام تعریفیں خاص تیرے لئے ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی زبردست احسان کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود بخشنے والا ہے۔ اے بزرگی اور جلال والے! اے اللہ مسلمان فوجوں کو باعزت فتح و نصرت عطا فرما، اے اللہ انھیں فتح مبین سے نواز، اے اللہ ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ دے، انکی ذاتی دشمنی کو دور فرما، باہمی تعلقات کو سدھار دے اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما انھیں حق درستی اور انصاف کا راستہ دکھا، اے اللہ ان کی نصرت فرما، انھیں شکست سے دوچار نہ فرما، ان کے خلاف یورش کرنے والوں پر بھی انھیں فتح نصیب فرما، ان کے پیروں کو جما دے، ان کے دلوں میں سکینت نازل فرما، اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور یہودیوں کے خلاف بس تجھ سے ہی فتحیابی کی دعا کرتے ہیں آخر یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِبَادَكَ. اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْهِمْ
رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ
الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ
وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اِهْزِمْهُمْ
وَانْصُرِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِمْ
بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ، اِلٰهَ الْحَقِّ!

وہی قوم تو ہے جس نے اے اللہ تیرے رسولوں
کو جھٹلایا، تیرے بندوں کو ستایا، اس لئے
اے اللہ ان پر تو اپنا قہر اور عذاب نازل فرما
اے کتاب کے نازل کرنے والے، اے بادلوں کے
چلانے والے، اے لشکروں کو شکست دینے والے
انھیں شکست سے دوچار فرما اور محض اپنی قوت
اور طاقت کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کے خلاف فتح اور نصرت عطا فرما، اے سچے اور برحق معبود۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدل وانصاف پر دین کا انحصار اور خلائق کی بھلائی

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس کے فضل و احسان سے نیکیاں تکمیل پاتی ہیں، اس کی عملی بندگی سے زندگی سنورتی ہے اور خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس شہادت سے ہم درجات کی بلندی کے امیدوار ہیں، ہم یہ بھی شہادت دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور زبردست آیات اور نشانیوں کے حامل ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کے تمام اولو العزم اور نیکوکار آل واصحاب پر رحمت نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ نے مومن بندوں پر دین کے دستور کی پابندی اور قول و عمل میں عدل و انصاف کی رعایت کو لازم کیا ہے نیز اہل وعیال اور دھن دولت غرض ہر ہر چیز میں فیصلہ دینے تقسیم کرنے بالخصوص گواہی وغیرہ میں عدل وانصاف کو مدنظر رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (النساء، ۱۳۵)

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ یہ تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف (ہی کیوں نہ) ہو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر نہ آمادہ کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدۃ ۸)	کہ انصاف نہ کرو، انصاف کیا کرو کہ انصاف پرہیزگاری سے بہت قریب ہے۔
وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی (الانعام ۱۵۲)	اور جب کہو تو انصاف کے ساتھ کہو، اگرچہ (جس کے خلاف تمہاری بات پڑے) وہ تمہارا قرابتدار کیوں نہ ہو۔

عدل وانصاف کیا ہے؟ کیا عام طبقہ اس سے واقف ہے؟ عدل وانصاف پر درحقیقت دین کی بقا اور اس کا انحصار ہے، اسی کے اندر مخلوق کا فائدہ ہے، اور اسی کے لئے میزان قائم ہوا، ہر دہشت زدہ کو اسی سے ڈھارس اور سہارا ملتا ہے، دل جڑتا ہے، قوموں میں میل جول اور ربط بڑھتا ہے، کامیابی وکامرانی کے اسباب فراہم ہوتے ہیں، عوام کے اندر تعلق اور روابط استوار ہوتے ہیں اور نرمی اور شفقت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ "عدل" برابری اور یکسوئی سے ماخوذ ہے، انصاف کرنے والا ظلم وزیادتی اور ٹال مٹول سے گریز کرتا ہے، عدل کی حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی صحیح جگہ پر رکھا جائے، حلال جگہ سے مال لیا جائے اور اس کو اسی کے موقعہ محل پر صرف کیا جائے، حق دار کو اس کا حق ملے اور کسی صاحب حق کو اس کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔

انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک — یعنی عدل سے کام لینے والے — خدائے رحمٰن کے دائیں بازو نور کے منبروں پر ہوں گے — اور اس کے دونوں ہی ہاتھ سیدھے ہاتھ ہیں، غرض یہ وہ لوگ ہوں گے، جنھوں نے احکام میں، اپنے آل واولاد میں اور اپنی تمام تر ذمہ داریوں میں انصاف سے کام لیا ہوگا۔ (مسلم وغیرہ، بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص)

عدل — ظلم وجور کی ضد ہے، ہم لوگوں کی زبانی سنتے ہیں، فلاں آدمی عادل ہے، اس کی سیرت اچھی ہے، حقوق ادا کرتا ہے، کسی پر ظلم نہیں کرتا، اس کے برعکس یہ بھی سنتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ فلاں جادہ انصاف سے ہٹا ہوا ہے، لوگوں کے حقوق ہڑپ کرجاتا ہے، ان کے سامنے اکڑ جاتا ہے، ــــ عوام کے یہ جملے عوامی شہادت ہیں، جو کسی کے خلاف پڑتی ہیں اور عوام بھی زمین پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں۔

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو ٭ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

ہر کس و ناکس پر اس کی حیثیت کے مطابق عدل کا معاملہ کرنا فرض ہے، چنانچہ ایک حاکم کو عدل کی تابعداری اور لحاظ اس طرح کرنا چاہئے کہ وہ حق کو نافذ کرے اسی کی پابندی کرائے، ظالم کو ظلم اور حرص وہوس سے باز رکھے، اور اپنے حق پر اکتفا کرنے پر مجبور کرے، اسے اس کی حدود میں رکھے اور اپنے حدود سے تجاوز سے روکے رکھے اور کیوں نہ ہو، جبکہ حاکم خدا کی سرزمین پر ظل اللہ ہے اور مظلوم بندگان خدا دادرسی کے لئے اس کے پاس نہیں آئیں تو پھر کس کے پاس جائیں گے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (البقرۃ: ۲۵۱)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کئے رہتا تو زمین میں فساد برپا ہوتا۔

جب کوئی حاکم عدل وانصاف سے متصف ہوتا ہے تو عوام بھی اس کی اطاعت کرتے ہیں دلوں میں اس کی محبت موجزن ہوتی ہے اور اس کا پورا زمانہ اس کے نور انصاف سے درخشندہ ہوتا ہے، اس کے معاونین اور مددگار بھی بکثرت ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لکل ولاء لابد عزل وصرف الدھر عقد ثم حل

کسی مرتبہ پر فائز ہونے کے بعد اس سے معزول ہوجانا بھی ناگزیر ہے، زمانہ کی گردش کی گرہ کبھی کھل جاتی ہے، کبھی بند ہوجاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحسن سیرۃ تبقی لوال مدی الایام احسان وعدل

کسی والی کی حسن سیرت — تا وقتیکہ وہ عدل وانصاف کے ساتھ رہے — اسے دوام بخشتی ہے۔

ایک قاضی کو عدل کی تابعداری اور اس کا لحاظ اس طرح کرنا چاہیئے کہ وہ فیصلہ کرنے میں انصاف سے کام لے، حق دار کو اس کا حق پہونچائے، لوگوں کی اذیت پر صبر کرے، دروازے کھلے رکھے، اپنا پہلو نرم رکھے، دربان کو ہٹا دے، لوگوں کے لئے سویرے ہی سے کرسی عدالت پر رونق افروز ہو۔ نزاع کو رفع کرکے عوام کو راحت پہونچائے۔ کیونکہ عدل جس کا وہ پابند ہے اس کا یہی تقاضا ہے اور علماء نے یہ لکھا ہے کہ جو فریقین میں حکم بنائے جاتے ہیں، یا حصہ داروں میں باہم تقسیم کے لئے ثالث ٹھہرائے جاتے ہیں ان کی حیثیت بھی عدالت کے قاضی اور کورٹ کے جج کی ہوتی ہے اور انھیں اپنے حکم اور فیصلہ میں انصاف پسندی لازمی ہے، بالخصوص جب فریقین میں ایک طرف چھوٹے یتیم بچے، یا کمزور خواتین ہوں، لہٰذا ان پر شفقت اور نرمی کرنا ضروری ہے۔ قرابت داروں اور رشتہ داروں کے درمیان سے بغض وحسد اور دل کا میل نکالنا لازمی ہے اور تقسیم کرنے میں ان کے بیچ انصاف سے کام لینا چاہیئے یہی دین کا اصول اور روشن طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء ۱۱۴)

ان کی بہت ساری سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے صدقہ خیرات کا حکم دیا، یا نیکی یا آپس کی اصلاح کا اور جو کوئی اللہ کی خوشنودی کے لئے ایسا کرے گا تو ہم اسے بہت بڑا اجر دیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کیا میں تمہیں روزے، نماز اور صدقہ خیرات کے درجہ سے افضل کام نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا، ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا، فریقین کے جھگڑوں کی اصلاح کرنا، اس لئے کہ یہ جھگڑے اور آپس کا بغض وعناد مونڈھ دینے والا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ بالوں کو مونڈھ دیتے ہیں بلکہ یہ دین کو مونڈھ دیتے ہیں۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، بروایت ابودرداء، باسناد صحیح)

فریقین کے درمیان باہم صلح صفائی کرانے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ لالچ خور کو اس کی حدود میں رکھے، غیروں کی ملکیت میں حرص کرنے سے انھیں باز رکھے اور اس کی غلطی اور حدود سے تجاوز کو اسے جتلائے، کیونکہ سچا اور شریف دوست وہی ہے جو اپنے دوست کو کڑوے گھونٹ اس کی حلق سے نیچے اس لئے اتار دے تاکہ وہ مغفرت اور ہلاکت سے گریز کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد تو ہوتی ہے۔ لیکن ظالم کی مدد کیونکر کریں؟ آپ نے فرمایا، تم اسے ظلم کرنے سے باز رکھو، یہی اس کی مدد کرنا ہوا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ البتہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ تاخذ فوق یدہ)

گواہی دینے میں اعتدال کا پہلو مدنظر رکھنا بھی عدل وانصاف کا تقاضا ہے۔ کیونکہ گواہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا بھی دین اور امانت ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ (المائدہ ۸)	اے لوگو جو ایمان لائے اللہ کے لئے پابندی کرنے والے بن جاؤ، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے ہو جاؤ ۔
وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ (طلاق ۔ ۲)	اور شہادت بس اللہ کے لئے دو ۔

یعنی کسی کمی بیشی اور ظلم و جور کے بجائے ٹھیک ٹھیک گواہی دو، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ سے فرمایا تھا، تم سورج کو دیکھ رہے ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا: بس اسی طرح گواہی دو، ورنہ مت دو ۔! ایسے بھی گواہی دینا نماز روزہ کی طرح فرض ہے ۔ جس طرح ان میں کمی زیادتی ناقابل قبول ہے ۔ اسی طرح گواہی میں بھی کمی زیادتی کرنا قابل قبول نہیں ہے، اور سارا کا سارا اللہ کے لئے ہے، نیز یہ بھی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جھوٹی گواہی، شرک کے برابر سرابر کی گئی ہے ۔ یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (الحج ۳۰)	پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بچو یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔ [1]

نیز آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ کبیرہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا،

---

[1] ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ ۔ نیز طبرانی نے اس کو کبیر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ باسناد حسن نقل کیا، جبکہ خریم بن فاتک نے اس کو مرفوعاً نقل کیا ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہیں اے اللہ کے رسول، آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور آپ ۔ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ (یکایک آپ سیدھے ہو گئے) اور فرمایا، اور جھوٹی باتیں اور سنو جھوٹی گواہی، پھر آپ نے اسی جملہ کو اس قدر دہرایا کہ ہم نے دل میں سوچا کاش آپ خاموش ہو جاتے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

جھوٹی گواہی کو جھوٹی گواہی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دروغ گوئی پر مبنی ہوتی ہے یا حقوق اور انصاف کے راستہ سے ہٹی ہوتی ہے اور گواہ اس گواہی کو دیکر خود اپنے اوپر بھی ظلم کرتا ہے اور فریقین کے اوپر ظلم کرتا ہے، جن کے حق میں، یا جن کے خلاف اس کی گواہی پڑتی ہے اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان کا جو ان کے بعد آئے، پھر ان کا جو ان کے بعد آئے، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جن کی گواہی ان کی قسم ہے۔ اور ان کی قسم ان کی گواہی سے سبقت کر جائے گی وہ دنیا کی معمولی پونجی کی خاطر دین کو بیچ ڈالیں گے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ ایک زمانہ آئے گا جب لوگ گواہی دینے کو حقیر جانیں گے، ان میں سے بعضے گواہ کی شکل میں سامنے آئیں گے، پھر نفس اور خواہشات میں پڑ کر گواہی دیں گے، اور جن کے حق میں گواہی دیں گے وہ بھی نفسانیت کا شکار ہوں گے، پھر اٹھ بیٹھ کریں گے اور از خود گواہ اور خصم بنیں گے، چنانچہ کبھی گواہی دیں گے کبھی قسمیں کھائیں گے، حالانکہ ان سے قسم طلب بھی نہیں کی جائے گی، ایسے افراد زبردستی کے گواہ ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے عدم عدالت کی وجہ سے ان کی گواہی کو ساقط الاعتبار مانا ہے۔ اور سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں وہ لوگ ہوتے ہیں جو آخرت کو دنیا کے عوض میں بیچ دیں، اور اس سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی دنیا کی لالچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی آخرت کو ہی بیچ ڈالیں۔

منجملہ عدل کی ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق اہل وعیال سے ہے۔ جہاں تک اہلیہ اور بیوی کا تعلق ہے، اللہ نے تعدد ازدواج کی اجازت چند شرطوں کی پابندی کے ساتھ دی ہے، جن میں سے لازمی شرط عدل وانصاف کا لحاظ کرنا ہے۔ ارشاد ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء: ۳)

تو نکاح کرو، جو عورتیں تمہیں پسند ہوں۔ دو، دو، تین تین اور چار چار، اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی (پر اکتفا) کرو۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ (النساء: ۱۲۹)

اور تم ہرگز عورتوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے اگرچہ تمہیں اس کی حرص کیوں نہ ہو، اس لئے پوری طرح (کسی کی طرف) مائل مت ہو جاؤ کہ اس (دوسری کو) بیچ میں لٹکی ہوئی کی طرح نہ بناؤ۔

مذکورہ آیات میں اللہ نے آگاہ کیا کہ بیویوں کے درمیان محبت اور اسکے متعلقہ امور میں برابر برابر تقسیم ایک دشوار امر ہے، کیونکہ یہ ممکن بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چند کہ ازواج مطہرات کے درمیان عدل وانصاف سے کام لیتے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ یہ میری تقسیم ان امور میں ہے جن پر میرا بس چلتا ہے، لہٰذا جن امور پر میرا بس نہ چلے، مگر تو اس پر قادر ہے، ایسے امور میں میری گرفت نہ کرنا۔ (احمد، و اہل سنن بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

یعنی دل اور اس کے تقاضے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلیہ کی طرف کلی رجحان کر لینے اور دوسری کو بیچ میں کٹی ہوئی کی طرح چھوڑ دینے سے منع فرمایا کہ نہ وہ بیاہی ہوئی نظر آئے اور نہ مطلقہ معلوم ہو جیسے بعض عیش و عشرت پسند لوگوں کا ذہن ہوتا ہے، اس لئے انصاف پسند عادل مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے درمیان سونے، بات چیت کرنے، دوپہر میں آرام کرنے، خوراک اور پوشاک میں قطعی برابری کا برتاؤ کرے۔ ہاں اگر کوئی بیوی اپنے حق کو اپنی رضا و رغبت اور اختیار سے ساقط کر دے تو مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ حضرت سودہ بنت زمعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی باری اور شب بسری کے حق کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سونپ دیا تھا۔ بیویوں کے درمیان نفقہ میں مساوات کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ خرچ میں ان کے درمیان برابری رکھی جائے۔ بلکہ جس اہلیہ کے اخراجات اور خانگی ضرورتیں زیادہ ہوں، اسے زیادہ خرچ دینا ضروری ہوگا اس لئے کہ صدقہ خیرات یا دیگر ضروریات کے لئے بہر صورت انھیں ضرورت ہوتی ہے، یا اہل و عیال کے صرفہ کے لئے انھیں حاجت ہوتی ہے، لہٰذا اضافہ کرنا جائز ہے اور یہ کوئی ظلم نہیں۔ یہاں تک کہ اگر نفقہ کے علاوہ مزید رقم بھی دی جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔

ظلم و زیادتی اور ناانصافی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بعض افراد کسی نئی نویلی دلہن کو پاکر اس سے بے پناہ محبت کرنے لگتے ہیں اور پہلی بیوی کو یا تو بالکل چھوڑ بیٹھتے ہیں یا اسے اذیت پہونچاتے ہیں اور اس سے تعلق کو توڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ شب بسری کے لئے بھی ان کے پاس نہیں جاتے۔ اس کے علاوہ ان کا اور ان کے عیال کا نفقہ بھی نہیں دیتے اور اس قسم کی تمام حرکتیں کسی سبب کے بغیر کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان عورتوں کا شباب ڈھل جاتا ہے اور وہ کہیں کی بھی نہیں رہتی ہیں۔ اس قسم کی حرکت درست نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بڑے مجمعوں میں یہ کہا کرتے تھے کہ "لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انھیں اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امانت کے ساتھ لیا ہے اور فرمان خداوندی کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔

(اقتباس خطبۂ حجۃ الوداع)

نیز آپ یہ بھی فرماتے تھے۔ دو کمزوروں کی بابت اللہ سے ڈرو! بیوہ بوڑھی عورت اور یتیم بچہ۔ (بیہقی، شعب الایمان، بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔ (صحیح ابن حبان بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

اس سے زیادہ گناہ اور ظلم کی بات یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا، پھر دل میں اس سے حسد لے بیٹھا اور عورت کو بھی مرد کا پیار نہ ملا، تا آنکہ مرد اس کو ستانے اور اذیت پہونچانے لگا، تاکہ یہ عورت اسے مہر وغیرہ واپس کر دے اور اس سے خلع کر لے اس قسم کا عمل حرام ہے اور کمینہ اور رذیل آدمی ہی ایسی حرکت کرتے ہیں، نیز اس قسم کا مال لینا بھی حرام فعل ہوگا اور حلال نہیں ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا

(النساء، ۲۰، ۲۱)

اور اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی کرنا چاہو اور تم نے ایک کو ڈھیروں دولت دی تو ان سے کچھ بھی مت لو، کیا تم اسے بہتان اور کھلے ہوئے گناہ کے طور پر لینا چاہتے ہو اور آخر اسے کیونکر لینا چاہتے ہو جب کہ تم میں سے ایک نے دوسرے سے بے حجابانہ ملاقات کی ہے اور انھوں نے تم سے سخت معاہدہ لے رکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشراف کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان کے محبّت کی رسی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ اپنی اہلیہ سے جدائی کے خواہاں ہوتے ہیں تو وہ کچھ اسباب متعہ کے طور پر دیا کرتے ہیں۔ اکرام واحترام کے ساتھ انھیں دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے دل سے جدائی کا غم دھل جائے اور طلاق کی کڑواہٹ باقی نہ رہے۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ: ۲۴۱)

اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انھیں مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔

عدل وانصاف کا یہ بھی تقاضا ہے کہ تحفہ تحائف کے لین دین میں اولاد کے درمیان مساوات کا لحاظ رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین بچوں کے درمیان عدل وانصاف کا اتنا لحاظ کرتے تھے کہ بوسہ لینے میں بھی مساوات کا لحاظ کرتے تھے۔ صحیحین میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کے باپ نے انھیں کچھ مال دیا، ان کی والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا میں اس کو پسند نہیں کروں گی، تاوقتیکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ ٹھہرالو، چنانچہ میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس تحفہ پر آپ کو گواہ ٹھہرایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے اپنے تمام بچوں کے لئے بھی ایسا ہی کیا ہے، انھوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے بارے میں انصاف کرو۔ (مسلم)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا، مجھے ظلم کا گواہ مت بناؤ، چنانچہ میرے والد نے اس تحفہ کو واپس لے لیا۔ علماء کہتے ہیں کہ اس قسم کی تخصیص سے باپ کی طرف سے بھائیوں میں عداوت اور دشمنی پیدا ہوسکتی ہے اور جس بھائی کو باپ نے ترجیح دی اس سے دوسرے بھائی نہ صرف دشمنی اور عداوت کریں گے بلکہ اس سے بغض وحسد کا معاملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری رکھیں گے۔

جو سرپرست اور ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے مشکلات پیدا کریں جس کی وجہ سے ان کے درمیان قطع رحمی ہو اور لڑائی جھگڑا طول کھینچے۔ انھیں چاہئے کہ وہ کسی ایک کو تحفہ تحائف دیدیں یا کسی ایک کے نام زمین یا جائداد وقف کردیں اور پھر تماشہ دیکھیں انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تخصیص سے محض اسی لئے منع کیا کہ یہ ایک منحوس عمل ہے۔ جس سے خیر و برکت ختم ہوتی ہے اور انجام بد سے بدتر ہوتا جاتا ہے۔

کچھ لوگ اپنی دولت بیٹوں کے تو حوالہ کرتے ہیں۔ لیکن بیٹیوں کو ایک حبہ نہیں دیتے اور انھیں ان کے حق سے محروم رکھتے ہیں ظاہر ہے یہ بھی ظلم ہے۔ اور حد سے تجاوز اور زیادتی ہے اس لئے کہ اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وصیت غیر وارث کے لئے تو ہوتی ہے۔ لیکن وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے اور جب اللہ نے سورۂ نساء میں وراثت کو تقسیم فرمائی اور حصہ دار کو اس کے حصہ سے نوازا، تو وراثت تقسیم کرنے کے بعد فرمایا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (النساء ۱۳،۱۴)

یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت بڑی کامیابی ہوگی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اسکی حدود سے تجاوز کریگا وہ اسے دوزخ میں داخل کریگا جسمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا:
اللہ نے کچھ فرائض کو مقرر کر رکھا ہے، انھیں ضائع مت ہونے دو
یوں ہی اس نے کچھ حدود مقرر فرما دی ہے، لہٰذا ان سے تجاوز
مت کرو۔ (حدیث حسن دار قطنی وغیرہ، بروایت ابوثعلبہ خشنی)

اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا (النساء، ۱۳۵) اگر وہ دولت مند ہو یا فقیر، بہرصورت اللہ (سب سے بڑھ کر) ان کا خیر خواہ ہے۔

مشاہدہ جس سے عبرت ہوتی ہے، یہ ہے کہ نیک آدمی جس پر زیادتی کی گئی ہو، مجبور ہوتا ہے، جبکہ حق سے محروم کیا گیا آدمی قابل رحم ہوتا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔

اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا ؕ فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ (النساء، ۱۱) تمہارے باپ اور تمہاری اولاد، تم نہیں جانتے کہ ان میں قریب ترین نفع رساں کون ہیں

نیز تاریخ کا یہ سچا واقعہ سخت عبرت اور نصیحت خیز ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جسے دوسروں سے نصیحت حاصل ہو۔

قصہ یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے ڈھیر ساری دولت چھوڑی، اور اس کا اندازہ یہ تھا کہ ان کی عمر بھر کے اخراجات کے لئے کافی ہوگی، اس کے علاوہ اس نے اور بھی ایسا انتظام کر رکھا، تاکہ انھیں تنگ دستی اور فاقہ کشی کا اندیشہ نہ ہو، اس کے برخلاف عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کے لئے محض ستر دینار چھوڑا۔ کسی نے عرض کیا، اپنی اولاد اور عیال کے لئے وصیت کر دیں، آپ نے فرمایا، میرے اہل و عیال میرے بعد دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ متقی اور پرہیزگار ہوں گے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اسکے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق ۲-۳)

گلوخلاصی کا راستہ نکال دے گا، اور اسے ایسی جگہ سے روزی دے گا جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔

اور یا تو وہ فاسق و فاجر ہوں گے، اب اگر وہ فاسق و فاجر ہوں، تو میں نہیں چاہتا کہ ان کے لئے دولت چھوڑ جاؤں، جس سے انھیں مزید کھُل کھیلنے کا موقعہ ملے۔ بالآخر آپ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ نے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ لیکن زمانہ کی گردش بھی کس قدر عجیب ہے کہ راوی کے بقول، میں نے عمر بن عبدالعزیز کی اولاد کو دیکھا کہ وہ عبدالملک بن مروان کی اولاد کو خیرات دے رہے ہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز کی اولاد سو گھوڑے مع ساز و سامان اللہ کی راہ میں خیرات کر رہے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ آدمی اللہ سے حفاظت کا خواہاں ہو، تاکہ وہ ان کے دین اور ان کے اہل و عیال کی حفاظت فرمائے اور حدیث میں ہے جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی نسل اور اس کے بعد کی نسل کی حفاظت ہو، وہ اللہ سے ڈرے۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرو اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر کی حقیقت، اس کے برکات اور اس کا حسن انجام

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جس کے انعام واکرام سے صالحات کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے زندگی سنورتی اور خیرات میں اضافہ ہوتا ہے اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس گواہی کے ذریعہ ہم نجات کے خواہاں ہیں۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ صاحب آیات اور حامل معجزات ہیں۔ اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر بہت بہت سلام نازل کر۔!

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ رب العزت نے جملہ خلائق کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا، اپنی معرفت کے لئے انھیں عقل سے نوازا، اور ظاہری و باطنی نعمت انھیں اس لئے دی تاکہ وہ اس کا شکر ادا کریں اور جو کوئی جتنا شکر ادا کرتا ہے اللہ اس کو اس سے کہیں زیادہ عنایت کرتا ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراھیم: ۷)

اور جب تمہارے رب نے تم کو جتا دیا تھا کہ اگر تم نے شکر کیا تو میں انھیں زیادہ دوں گا اور اگر تم نے کفر کیا تو (جان لو کہ) میرا عذاب سخت ہے۔

شکر گذاری سے نعمت میں اضافہ اور دوام ہوتا ہے، جبکہ ناشکری سے نعمت سلب اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم ہوتی ہے، شکر گذاری سے نعمت بندھ جاتی ہے، جبکہ معاصی سے انتقامی کارروائیوں کا سامنا ہوتا ہے، نیز گناہ سے بندہ روزی جیسی نعمت سے محروم ہوتا ہے، اور شکر گذاری کے لئے زبان سے خدا کا شکر ادا کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ زبانی شکر گذاری کے الفاظ بہت سے انسانوں سے ہم سنا ہی کرتے ہیں۔ آدمی نیک ہو یا بد، شکر گذار ہو۔ یا ناشکرا ہر کس و ناکس ان الفاظ کو دہراتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (سبا ۱۳) اور میرے بندوں میں بہت کم (بندے) شکر گذار ہیں۔

جبکہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ باطنی طور پر نعمت کا اعتراف کیا جائے اور ظاہری طور پر اس نعمت کا زبان سے اظہار کیا جائے، پھر اس نعمت کو اللہ کی مرضی، اور ولی نعمت کی خوشنودی پر صرف کیا جائے۔ مثال کے طور پر جسے اللہ نے دولت دے کر غنی بنایا، اس کے شکر کی صورت یہ ہے کہ اس دولت پر ثابت اللہ کے حقوق کو انجام دے۔ جیسے اس کی زکوٰۃ دے۔ صدقہ اور خیرات دے، قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے، نیکی اور بھلائی کے کاموں پر خرچ کرے۔ کیونکہ مال خاص اسی کے لئے منصۂ شہود پر آیا ہے اور مال کی نعمت پر جب تک اس طرح اس کا شکر نہیں ادا کیا جائے گا، نہ تو شکر گذاری کا مفہوم پیدا ہوگا اور نہ اس کے اندر خیر و برکت اور افزائش ہوگی۔ اسی کے ساتھ ساتھ اہل و عیال پر خرچ بھی کرنا چاہئے۔ اور مباح اور جائز مواقع پر ان سے آراستہ پیراستہ ہونا چاہئے۔ اور لباس اور رہائش پر اس کو خرچ کرنا چاہئے، کیونکہ اس قسم کا خرچ بھلائی اور نیکی کی قبیل سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت کے اثرات اس کے بندے پر نمایاں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے۔ جمال کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود پاک وصاف ہے اور پاکی اور صفائی کو دوست رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ دیکھتے ہیں کہ جانے والے نے اپنے پیچھے کس قدر دولت چھوڑی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ اس دولت سے کیا کیا جاتا ہے۔ اب جو کوئی دولت کو حلال طریقہ سے لیتا ہے، اس کے واجب شدہ حق کو ادا کرتا ہے تو یہ دولت اس کے لئے بہتر معاون ہوتی ہے۔ جنت میں اس کے رفع درجات کا سبب بنتی ہے اور جو کوئی حلال طریقہ کے مطابق نہیں لیتا، اس کے واجب شدہ حق کو ادا نہیں کرتا، وہ اس کھاتے پیتے آسودہ آدمی کی طرح ہوتا ہے۔ جس کا مال اس کے لئے دنیا اور آخرت میں باعث عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا (التوبۃ، ۸۵)

ان کی دولت اور ان کی اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈال دے۔ کیونکہ اللہ چاہتا ہے کہ (دونوں چیزوں) کے ذریعہ انھیں دنیا میں عذاب دے۔

جو لوگ زکوٰۃ، صدقہ، صلہ رحمی اور خیر کے دوسرے نیک کاموں میں جس قدر روپیہ صرف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا کئی گنا اجر انھیں عطا فرماتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا، ۳۹)

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے وہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے۔

غرض تجربہ شرط ہے، اس لئے کہ کہا جاتا ہے کہ جس نے چکھا جان لیا اور جو محروم رہا، اس نے گریز کیا، اور جو لوگ حق کی راہ میں واجب شدہ فریضہ سے بخل کرتے ہیں اور زکوٰۃ، صدقہ، اور صلہ رحمی وغیرہ کے کام انجام نہیں دیتے ہیں۔ ایسے افراد پر اللہ تعالیٰ شیطان کو مسلط کرتا ہے جو اس سے باطل کی راہوں پر اس سے کہیں زیادہ خرچ کرا دیتا ہے۔

دولت کو حلال طریقہ سے کمانا، پھر برحق طریقہ سے اسے خرچ کرنا دنیا کے لئے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث فخر ہے اور آخرت کے لئے بھی یہ بہتر توشہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دولت مند اجر اور بلند مرتبہ کے مالک ہوئے اور نیک آدمی کے لئے حلال مال بہتر سرمایہ ہے۔ اس دنیا کی تمام تر دولت کو جسے اللہ نے عدم سے وجود بخشا جیسے سونا، چاندی، ٹھوس اور سیال معدنی اشیاء پٹرول، حیوانات، پھل فروٹ، تمام قسم کے میوے اور خیر کی ہر ہر شکلیں غرض ان میں سے ہر ہر چیز کو اللہ نے انسان کے اعزاز، اکرام اور انعام کے لئے پیدا فرمایا۔ تاکہ وہ اپنی زندگی میں اس سے آسودہ ہو اور بہترین چیز کے ذریعہ آخرت میں استفادہ حاصل کرے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے،

كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (سبا ۱۵)	اپنے رب کی روزی میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ (کہ تمہیں) اچھی سی بستی، اور بخشنے والا پروردگار نصیب ہے۔
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (طٰہٰ ۸۱)	ہم نے تمہیں جو پاکیزہ روزی دی ہے اس میں سے کھاؤ اور سرکشی مت کرو۔ ورنہ تم پر میرا غصہ نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہو وہ ہلاک ہوا۔

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا کہ وہ پاکیزہ یعنی حلال روزی کھائیں، سرکشی اور نافرمانی سے گریز کریں، عیش و مستی اور فضول خرچی سے بچیں، فسق و فجور اور نافرمانی سے احتراز کریں جیسے اللہ کی نعمت کو معصیت پر خرچ نہ کریں، اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کے مواقع پر ان کا استعمال نہ کریں، ورنہ یہی دولت ان کے لئے معصیت کا سبب ہوگی، اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد بجا ہے کہ

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ	مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان سرکشی کرنے لگتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسْتَغْنٰى اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى
(العلق ، ۶ ، ۷)

جو وہ اپنے آپ کو بے پرواہ پاتا ہے ۔ بیشک سب کو تمہارے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔

قرآن پاک اور احادیث مقدسہ میں دنیا یا دولت کی جس قدر مذمت وارد ہے ، اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ دولت کے بارے میں بندوں کے مذموم اعمال کو نمایاں کیا جائے کیونکہ لوگ عموماً مکروہ یا حرام کام کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ جیسے سود خوری ، شراب خوری ، اور فسق و فجور کے کاموں میں غرق رہنا وغیرہ ۔ اس لئے دنیا کی مذمت سے مراد انھیں کاموں کی مذمت ہے ۔ نفس دولت کی مذمت ہرگز مقصود نہیں ہے اور جب انسان کہتا ہے کہ دنیا پر اللہ کی لعنت ہو تو دنیا کہتی ہے ، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو ، اس لئے کہ تو نے ہمیں اللہ کی معصیت میں استعمال کیا اور یہ اسی لئے کہ اللہ نے دنیا کو اقوام عالم کے لئے عطیہ بنایا ہے ۔

جبکہ یہی دنیا دوسروں کے لئے باعث مشقت ہوتی ہے کچھ اس سے با سعادت ہوتے ہیں اور دوسرے بدبخت اور شقی بنتے ہیں اور اللہ نے ایسے بھی مال کو باعث خیر قرار دیا ہے ۔

دولت زینت کا باعث ہے ، جس کی تخلیق کا مقصد بندوں کا اعزاز و اکرام ہے ۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ
(الاعراف ، ۳۲)

پوچھو کہ جو زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ۔ تم کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن خاص انہی کے لئے ہوں گی ۔

اس آیت میں اللہ نے دولت کو زینت قرار دیا ، کیونکہ ظاہری طور پر دولت ، مالدار کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینت عطا کرتی ہے۔ اسے ذلت اور مسکنت میں پڑنے سے روکتی ہیں۔ بالخصوص آخری زمانہ میں یہی دولت مومن کے لئے ڈھال ہے اور کسی حال میں وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے نیز بھائیوں میں معزز ترین آدمی وہی ہوتا ہے جو دولت مند ہو۔

ما احسن الدین والدنیا اذا اجتمعا وما اقبح الکفر والافلاس فی الرجل

دین دنیا کا یکجا ہونا کیا خوب ہے۔ اور کسی شخص کا مفلس ہونا ساتھ ہی اس کا کافر بھی ہونا کس قدر برا ہے

اور یہ بھی معلوم ہے کہ دولت کی کثرت باعث رشک نہیں۔ بلکہ رشک اس بات پر ہونا چاہئے کہ دولت کو اس مقصد کے لئے خرچ کیا جائے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے یعنی نیک اعمال میں انھیں خرچ کیا جائے۔

فتی لایعد المال ربا ولایری لہ جفوۃ ان نال مالا ولاکبر

جوان آدمی تو وہ ہے جو دولت کو خدا نہ سمجھے اور نہ دولت پاکر تکبر کرے، نہ ہی ظلم و زیادتی کرے۔

جو لوگ واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں، دنیا سے روانہ ہونے سے پہلے پہلے انھیں سخت حسرت اور ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذیل میں عبرت کا ایسا ہی ایک قصہ درج ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اہتم ایک شخص کی عیادت کی، یہ ایک بخیل تاجر تھا، آپ نے اسے بیچین اور لاحول ولا قوۃ پڑھتے ہوئے دیکھا، فرمایا۔ یہ بے چینی کیسی ہے کیا کچھ درد ہے۔ اس نے کہا، نہیں، بلکہ مجھے ان سو دیناروں کی فکر ہے۔ جو اس گھر کے کونے میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، صلہ رحمی نہیں کی اور نہ اللہ کے کسی واجب حق کو ہی ادا کیا ہوں، مجھے یقین ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے عذاب ہو کر رہے گا، آپ نے فرمایا، تجھ پر تیری ماں روئے۔ آخر تو اسے کس کے لئے رکھ چھوڑا تھا اور کیوں ان واجبات کو ادا نہیں کر رہا تھا۔ اس نے کہا مجھے دنیا کی جفا کاری، بادشاہوں کی ستمگری اور خاندان کی اکڑبازی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ڈر تھا۔ اتفاق سے پھر اس شخص کا انتقال ہوا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جنازے میں شرکت کی۔ قبرستان پہونچ کر حسب عادت آپ نے حکمت اور نصیحت کے لئے وعظ فرمایا، اور کہا،

اس بیچارے کو دیکھو۔ شیطان نے اسے آکر زمانے کی ستمگری اور بادشاہوں کی جفاکاری سے ڈرایا۔ مگر دیکھو یہ دنیا سے راندہ درگاہ اور ذلیل وخوار ہوکر نکالا گیا ہے۔ اس نے آگے کے لئے نہ کوئی بھلائی روانہ کی۔ نہ ہی کسی گناہ سے محفوظ رہا، پھر آپ نے ورثہ کی طرف دیکھا اور فرمایا، یاد رکھو اس دولت سے تم بھی اسی طرح دھوکہ نہ کھانا جیسے مرنے والا دھوکہ میں رہا، یہ دولت تمہارے لئے حلال ہوکر آئی ہے ایسا نہ ہوکہ تمہاری بداعمالی کی وجہ سے یہ تمہارے لئے وبال بنے۔ تمہیں یوں ہی صاف ستھری ملی ہے جبکہ اس کا اکٹھا کرنے والا، اسے باطل طریقہ سے روکے رکھنے والا تھا۔ اس نے حقوق کی ادائیگی سے دریغ کیا، اس کی خاطر اس نے دریاؤں کی گہرائیوں کو عبور کیا، چٹیل میدانوں کو پار کیا، لیکن تمہیں ہاتھ کی مشقت نہیں اٹھانی پڑی۔ پیشانی کا پسینہ نہیں پونچھنا پڑا، لہٰذا خوب سوچ لو اور یہ بھی جان لو کہ قیامت کا دن بڑی حسرتوں اور نامرادیوں کا دن ہوگا اور سب سے بڑی حسرت اس شخص کو ہوگی جو اپنا مال دوسرے کے پلڑے میں دیکھے گا، اس کے ورثہ اس کی دولت سے آسودہ اور خوشحال ہونگے جبکہ اس نے جمع کرنے کے باوجود بدبختی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا ہوگا، لہٰذا اسے زبردست حسرت ہوگی، اور اس کی لغزش ناقابل علاج ہوگی۔

دولت پاکر اس سے فائدہ اٹھانے یا نہ اٹھانے کے بارے میں لوگوں کی کئی قسم ہے ان میں بعض جوڑ جوڑ کر رکھنے والے بخیل ہیں۔ بعض فضول خرچ بے وقوف ہیں اور بعض شکرگذار بے نیاز درمیانہ رو اور معتدل مزاج ہیں اور بہتر کام وہی ہے جو اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔

جوڑ جوڑ کر رکھنے والا بخیل وہ ہے جو تجارت کرے، دولت بڑھے، لیکن اسے خرچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرے۔ یہ وہ افراد ہیں، جنھیں اللہ نے نعمت سے نوازا، دوسرے بندوں کے مقابلہ میں انھیں بے نیازی اور مال دیا، لیکن مال کی محبت میں ان کا دل جم گیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی، صدقہ خیرات صلہ رحمی اور نیکی اور بھلائی کی راہوں میں خرچ کرنے سے اس نے قطعی گریز کیا، دنیا کی محبت ان کے دلوں میں راسخ ہوتی گئی، دنیا کو انھوں نے اپنی سب سے بڑی فکر، زندگی کا مقصد عقل کا محور، عمل کی جولان گاہ، اور تمام فخر کا مرکز بنا لیا اور اس کے پیچھے اپنے رب کے فرائض کو چھوڑ بیٹھے، آخرت کے احکام کو فراموش کیا اور اسی روش پر اس وقت تک قائم رہے تا آنکہ ذلیل و خوار ہو کر انھیں دنیا سے روانہ ہونا پڑا، انھوں نے اپنے آگے کوئی بھلائی روانہ نہیں کی، نہ ہی زندگی میں کسی گناہ سے بچے۔ ظاہر ہے اب انھیں شرمندگی ہوگی لیکن اس سے حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس قسم کے افراد موت کے وقت کہیں گے، کاش ہم نے اپنی آنے والی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیج دیا ہوتا، کبھی غربت میں وہ اپنے آپ سے کہیں گے، کاش میرے پاس دولت ہوتی اور میں بھی صدقہ خیرات کے طور پر کچھ خرچ کرتا، مال کی زکوٰۃ دیتا، لیکن جب اللہ ان کی دلی مراد کو پوری کرتا ہے۔ مال، اولاد، اور خدم حشم بڑھ جاتے ہیں تب اس قسم کے افراد بخل کرتے اور اتراتے ہیں۔ ایسے افراد حقیقت میں فقیر ہیں، جن کی محتاجی پر انھیں کوئی اجر نہیں ملے گا، یہ لوگ تنگدستی کے ڈر سے خود کو تنگدستی کے حوالہ کر دیتے ہیں اور اس طرح دولت کو سمیٹنے کے لئے کوشاں تو ہوتے ہیں، لیکن کسی کو دینا نہیں چاہتے اور جلد بازی اور گھبراہٹ کا بُری طرح شکار ہوتے ہیں۔ اس لئے جن کے پاس دولت نہیں، انھیں اوپر مذکور اوصاف کے حامل مالداروں کو دیکھ کر رشک یا حسد میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ یقین ہے کہ ان کے اعمال بگڑے ہوتے ہیں اور یہ افراد دولت کی کثرت اور اعمال کے بگڑ جانے کی وجہ سے قارون اور اس کے بھائی شمار ہوتے ہیں۔

خلقوا وما خلقوا لمكرمة فكانهم خلقوا وما خلقوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ پیدا تو ہوئے لیکن کسی بزرگی کی خاطر نہیں، اس لئے ان کا پیدا ہونا اور مرجانا برابر ہے۔

رزقوا وما رزقوا سماحیدہ فکانھم رزقوا وما رزقوا

انھیں روزی دی گئی، لیکن دریا دلی انھیں نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے ان کا دولت ملنا نہ ملنا دونوں برابر ہے۔

لہٰذا جن افراد کو دولت اور اچھی روزی ملے ان کا فرض ہے کہ بڑھ کر اس کی زکوٰۃ دیں اور پوشیدہ اور علانیہ اس کو خرچ کریں، تاکہ ان کا شمار سعادت مند مالداروں میں ہو، اور آدمی کا مال درحقیقت وہی ہے جسے وہ آگے کے لئے روانہ کردے۔ اللہ نے قرآن پاک میں اپنے دولت مند بندوں کا بھی حال سنایا ہے، جو شکر گذار ہوئے اور ان بندوں کا بھی ذکر کیا ہے جنھوں نے دولت پائی، لیکن سرکشی اور تکبر سے کام لیا، اول الذکر کا حال سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ

(النور، ۳۷، ۳۸)

وہ ایسے لوگ ہیں جنھیں نہیں غافل کرتی، کوئی تجارت اور نہ (خرید و) فروخت، اللہ کی یاد سے اور نمازیں قائم کرنے سے، اور زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ ڈرتے ہیں ایسے دن سے کہ جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ جائیں، تاکہ اللہ انھیں اس سے اچھا بدلہ دے، جیسا انھوں نے کیا اور انھیں اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔

یعنی انھیں دنیا کی خیر و برکت اور فراخی سے نوازتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ اصحاب کرام تجارت بھی کرتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب ان پر کوئی مشکل پیش آتی، یا فرض کی ادائیگی کا وقت آجاتا، تو وہ فوری طور پر اس کی ادائیگی کے لئے دوڑ پڑتے اور فرائض کی ادائیگی کی راہ میں انھیں کوئی تجارت یا لین دین اللہ کی یاد سے انھیں غافل نہیں کرتی تھی۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے دو نیکیاں اور دونوں جہان کی سعادتیں پائیں، دنیا کی سعادت بھی اور آخرت کی سعادت بھی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے اعمال پاکیزہ اور ان کی روزی صاف ستھری اور لگاتار جاری تھی۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ

(الزمر: ۱۸)

یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی وہ لوگ ہیں جو عقل و ہوش رکھنے والے ہیں۔

ان کے علاوہ جن لوگوں کو اللہ نے دولت سے نوازا، لیکن انھوں نے سرکشی اور تکبر سے کام لیا، ایسوں کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ

(التوبۃ ۷۵-۷۷)

ان میں بعض وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے نوازے گا تو ہم خیرات کریں گے اور صالحین میں سے بنیں گے، لیکن جب اللہ نے انھیں اپنے فضل سے نوازا تو انھوں نے بخل کیا اور اعراض کیا تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق کا بیج بو دیا جس دن وہ اس سے ملیں گے، کیونکہ انھوں نے اللہ کے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور اس لئے بھی کہ انھوں نے جھٹلایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے افراد اپنی تنگدستی میں نیکی اور ثابت قدمی کے وصف پر قائم ہوتے ہیں، پنجگانہ نمازیں پابندی سے پڑھتے ہیں اور غربت اور افلاس میں رہنے کے باوجود اپنے رب سے یہ عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ نے انھیں دولت سے نوازا تو وہ اپنے مال کی زکوٰۃ دیں گے اور صدقہ اور خیرات کریں گے اور جب اللہ انھیں نوازتا ہے اور ان کی دلی مراد کو پوری کرتا ہے، ان کے مال میں افزائش ہوتی ہے تو یہ نادان اپنے عہد سے پھر جاتے ہیں۔ اتراتے اور تکبر کرتے ہیں اور اللہ نے جو کچھ انھیں دیا اس کے اندر بخل اور سرکشی کرتے ہیں اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے بھی گریز کرتے ہیں۔ اور یہ آیت ان پر چسپاں ہوتی ہے۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن، ۱۶) اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچ رہا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پانے والے ہیں۔

دولت زندگی میں سعادت کا باعث نہیں بن سکتی اور نہ آخرت میں نیکیوں میں افزائش کا سبب ہوتی ہے، تاوقتیکہ آدمی زندگی ہی میں اعتدال کے راستہ پر چلے، دولت کو حلال طریقہ سے کمائے، اس کا واجب شدہ حق ادا کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ایسے نیک افراد کے لئے دولت بھی نیک سہارا ہوگی اور سچا تاجر انبیاء کرام، صدیقین عظام اور شہداء صالحین کے ساتھ ہوگا۔

جو لوگ احمق اور فضول خرچ ہیں، یہ وہ افراد ہوتے ہیں، جنھیں اچھی خاصی دولت حاصل ہوتی ہے۔ ان کی نفری قوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ لوگ دولت کا صحیح استعمال نہیں کرتے۔ جس کی بنا پر یہ دولت انھیں سرکشی اور زیادتی پر ابھارتی ہے۔ فضول خرچی اور عیاشی میں یہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ فسق و فجور میں یہ غرق ہوتے ہیں، نمازیں چھوڑ دیتے ہیں، لذت اور ہوا و ہوس کے دیوانے ہوتے ہیں۔ شراب نوشی کے رسیہ ہوتے ہیں۔ شہوت پرستی اور لذت کے حصول میں سرشار ہوتے ہیں۔ طرح طرح کے کھانے ان کی کمزوری ہوتے ہیں، عمدہ سے عمدہ مشروب انھیں سدا مطلوب ہوتے ہیں اور یہ روش ان کی اس وقت تک برقرار رہتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک کہ ان کا ہاتھ خالی اور گردن پر قرض کا انبار نہیں چڑھ جاتا ہے۔ ایسے افراد اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیتے ہیں اور اس طرح ان کی اپنی کرتوتیں انھیں دوزخ رسید کر دیتی ہیں۔

مشاہدہ اور عبرت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے کہ فضول خرچ اور حدود سے تجاوز کرنے والے مرنے سے پہلے فقر اور تنگ دستی کا شکار ہوتے ہیں، اس لئے کہ یہ دولت کو دونوں ہاتھوں سے لٹاتے ہیں اور حسن تدبیر کے فقدان کی وجہ سے ان کی یہ رہی سہی دولت بھی فی الفور ختم ہو جاتی ہے، اور پھر یہ دولت مندی کی اونچی چھت سے تنگدستی کے فرش خاکی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جبکہ اس تنگدستی سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ[1]

اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اس لئے کہ یہ بدترین شی ہے جو پہلو کے بل لٹاتی ہے اور میں خیانت سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ یہ بدترین بھید ہے۔

لہٰذا جو لوگ میانہ رو اور معتدل مزاج ہیں، یہ کبھی نادار نہیں ہونگے، اس میں شک نہیں کہ دین اسلام دولت کو بارآور اور محفوظ کرنے پر زور دیتا ہے، تجارت کو حلال طریقہ سے پھیلانے اور اسراف اور فضول خرچی سے روکنے کی تاکید کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (النساء ۵)

اور تم کم عقلوں کو اپنا وہ مال مت دو جس کو اللہ نے (تمہاری معیشت کا) سہارا بنایا ہے

[1] ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، بروایت ابو ہریرہ، البتہ محمد بن عجلان کی روایت کے ساتھ اس کی تضعیف کی ہے، مسلم نے اس کے کچھ شواہد پیش کئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس سے تمہارے جسم، تمہارے گھروں اور تمہاری عزت و شرف کو طاقت نصیب ہوتی ہے۔ "سفاہت" کم عقلی کو کہتے ہیں۔ ایسے افراد دولت کی افزائش اور بہتر کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (الاسراء، ۲۶، ۲۷)	اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور فضول خرچی مت کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

آیت کی رو سے فضول خرچ شیطان کے بھائی ٹھہرے، اور یہ ان کی ذلت، اہانت، مسکنت اور مذمت کی انتہا ہے، اس لئے کہ شیطان بھی اللہ کی نعمت پر اتراتے ہیں اور اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (النساء، ۳۸)	اور شیطان جس کا ساتھی ہا، تو وہ بڑا بدترین ساتھی ہے۔

اس لئے اس احمق اور نادان کی طرح مت بنو اور نہ اس جوڑ جوڑ کر رکھنے والے بخیل کی طرح بنو، بلکہ میانہ روی اختیار کرو اور بے نیازی اور شکر گذاری کی راہ اختیار کرو۔ ایسے دولت مند بنو جسے اللہ تعالیٰ نعمت عطا کرے اور اس کی یہ دولت اس کے لئے سعادت اور مہربانی کا پیش خیمہ ثابت ہو، عقل، تدبیر اور رائے کے ذریعہ آدمی اس کی افزائش کی کوشش کرے، اسراف اور فضول خرچی سے بچے۔ وقت مقررہ پر زکوٰۃ فریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کرے، قرابت داروں اور یتیموں کا خیال کرے، جو لوگ ایسا کریں گے، ان کی دولت اور خدا کے ان پر انعامات میں افزائش ہوگی، ان کی دولت میں ثبات اور استقلال آئے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اعمال نیک ہوں گے اور روزی کی ان پر بارش ہوگی ۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ — وہ وہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی

وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ — اور وہ وہی عقل والے ہیں ۔

(الزمر ۱۸)

دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو معاف فرمائے ۔ اپنا فضل وکرم ہمارے شامل حال کرے اپنی رحمت سے ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے اور اپنا ذکر، اپنا شکر اور اپنی بہتر عبادت کی ہم سب کو توفیق بخشے ۔ آمین ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین، انسان کیلئے جسم کی حیثیت رکھتا ہے
اس کی بربادی سب سے بڑا خسارہ ہے

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی رہنمائی بخشی ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ یہ اس شخص کی گواہی ہے جو یہ کہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر استوار رہا ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جملہ خلائق کے سردار ہیں ۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جملہ نیک و پاکیزہ تر آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد ! اللہ تم پر رحم کرے ، جاننا چاہئے کہ بندوں پر اللہ کی بے پایاں نعمتیں اور اس کے احسانات ہیں ۔ ان میں سب سے عظیم ترین نعمت اسلام کی رہنمائی ہے ۔ اور تاحیات اور پیش از مرگ اس پر ثابت قدمی ہے ، حدیث میں ہے " وہ لوگ کامیاب ہوئے ، جو اسلام لائے ، گذارہ کے لائق انھیں روزی ملی اور اللہ نے جس قدر انھیں بخشا اس پر انھوں نے اکتفا کیا ۔ " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا : اے اللہ میری نشست و برخاست میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما ۔ سوتے جاگتے اسلام کے ساتھ میرا تحفظ فرما اور مجھ پر کسی دشمن یا حاسد کو (دیکھ کر جلنے کا) شماتت کا موقع نہ دے ۔

(حاکم بروایت ابن مسعودؓ وغیرہ نیز انھوں نے اس کو صحیح کہا)

دعاء قنوت میں آپ کہا کرتے تھے ۔

اللھم اھدنی فیمن ھدیت — اے اللہ جن بندوں کو تو نے ہدایت سے نوازا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے بھی انھیں میں شامل فرما کر میری ہدایت فرما ۔

(بروایت احمد ، واصحاب سنن ، بروایت حدیث حسن بن علی رضی اللہ عنہما)

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

تو جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۔

(الانعام : ۱۲۵)

ایسے بندے کھلے دل سے اسلام کے تذکرہ پر خوش ہوتے ہیں اور خوش دلی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی اور نوافل کی پابندی کرتے ہیں اور انھیں شرح صدر نصیب ہوتا ہے ۔

واذا حلت الهداية قلب شخص نشطت فی مرادها الاجسام

جب کسی کے دل میں ہدایت جاگزیں ہوتی ہے تو اس ہدایت کا مقصود اور مراد جسم کے اندر سرگرم اور متحرک ہوتا ہے ۔

وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کے سینہ کو تنگ اور دشوار بنا دیتا ہے ۔

(الانعام ۱۲۵)

یعنی اسلام کے تذکرہ سے ان کے دل میں تنگی پیدا ہوتی ہے ۔ اس کے اوامر و نواہی ، فرائض و نوافل ، حلال و حرام اور حدود و احکام سے اسے الرجی سی ہوتی ہے ۔ اس قماش کے افراد زبان سے اسلام کا دم بھرتے ہیں لیکن ہاتھ پاؤں سے اس کے سراسر خلاف چلتے ہیں ۔ اسلام کا عمل دخل ان کی صرف زبان پر جاری ہوتا ہے ۔ نام اور نسبت رکھتے ہیں ، لیکن عمل بالکل خلاف کرتے ہیں اور اس کے حکموں کی تابعداری قطعی نہیں کرتے ۔ افسوس موجودہ زمانے میں بہتیرے انسانوں کا یہی حال ہے ۔ اسلام ان کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے ، لیکن یہ اس سے کوسوں دور ہوتے ہیں ۔ محبت اور دوستی کا دم بھرتے ہیں ، لیکن خود اس کے دشمن ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرزندان اسلام سے دشمنی کرتے ہیں اور اسلام کی جڑ بنیاد کو کھوکھلا کرنے کے در پے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی بابت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ، فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

(البقرۃ: ۸ - ۱۰)

لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں۔ وہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن ان کو اتنا بھی احساس نہیں، ان کے دلوں میں مرض ہے اور اللہ نے ان کے مرض کو اور بھی بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اسی کی وجہ سے جو وہ جھٹلایا کرتے تھے۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام زبان سے اقرار کرنے، دل سے اعتقاد کرنے اور اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ لہٰذا محض زبان سے نام لینے کا نام اسلام نہیں اور نہ اسلام کا ٹائٹل لگا لینے سے کوئی مسلمان ہوتا ہے۔ بلکہ اسلام وہ ہے جو دل میں جاگزیں ہو اور اعمال سے اس کی تصدیق ہو، اس لئے اسلام کے احکام پر عمل کرو۔ تاکہ مسلمان کے طور پر تمہارا تعارف ہو اور خود بھی اسلام کے داعی بنو۔ تاکہ تمہارا اپنا عمل راست اور درست ہو جائے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسلام کی اپنی صدائے بازگشت (گونج) اور اس کا مینار ہے۔ جیسے راستے کا مینار ہوتا ہے، جس کے ذریعہ مسلمان کی پہچان ہوتی ہے"

مسند امام احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا ہے اسلام علانیہ کا نام ہے، جبکہ ایمان دل میں ہوتا ہے۔" اسلام کے علانیہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو اپنے ایمان کا اعلان واظہار کرنا ضروری ہے، مثلاً اسے لوگوں کے سامنے نمازیں پڑھتے ہوئے، روزہ داروں کے ساتھ روزہ رکھتے ہوئے اور غریبوں مسکینوں کو زکوٰۃ خیرات دیتے ہوئے نظر آنا چاہئے، دینداروں سے محبت رکھے اور ملحدوں اور بے دینوں سے نفرت کرے، تاکہ لوگ اس کے ظاہری کاموں کی شہادت دیں اور عوام الناس زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شریعت پر کلی عملدرآمد سے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا ہوگا۔ ان کے دل آپس میں جڑیں گے، ان کا آپس کا اختلاف ختم ہوکر ان میں میل محبت پیدا ہوگی اور اس طرح دشمن پر مکمل فتح کی راہیں ان کے لئے ہموار ہونگی، چنانچہ حضرت امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

" اللہ نے تمہیں اسلام کے ذریعہ عزت دی ہے اب اگر کسی اور ذریعہ سے تم کتنا ہی عزت کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارو، تمہیں عزت نہیں ملے گی "

اللہ نے اپنے نبی پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل دین، اور مکمل شریعت دے کر مبعوث فرمایا، یہ شریعت ہر زمانے اور علاقہ کے لائق ہے۔ اس شریعت نے تمام انسانوں کو ایک نظام اور سانچہ میں حکمت، مصلحت اور عدل واحسان کے ساتھ آراستہ پیراستہ اور منظم کیا چنانچہ آپ نے ایک عوامی خطاب میں فرمایا:

> میں نے تمہیں ایک روشن شاہراہ پر لا چھوڑا ہے، اس کی راتیں اس کے دنوں کی طرح (روشن) ہیں، میرے بعد اس شاہراہ سے جو کوئی ہٹ کر چلے گا، ہلاک ہوگا، اس لئے سن لو میرے بعد کافر مت ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔
>
> (اس کا کچھ حصہ بروایت مسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز آپ نے صحیح حدیث میں یہ بھی خبر دی ہے کہ آپ کی امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے، ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اس کے مطابق ہوں گے، جس پر آج میں اور میرے صحابہ کرام ہیں، اس لئے ایک باہوش مسلمان کو چاہئے کہ اگر دین اسلام پر چلنے والے اسے کم نظر آئیں تو اس پر حیرت نہ کرے، اسی طرح نمازیں پڑھنے والے مسجدوں میں کم نظر آئیں تو کسی قسم کی وحشت میں مبتلا نہ ہو، اور دین کو پس پشت ڈال کر ہلاکت میں پڑنے والوں کی کثرت دیکھ کر بھی کسی قسم کے دھوکہ میں نہ پڑے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف ۱۰۳) اور بہتیرے لوگ، خواہ تم کتنی ہی حرص کرو وہ ایمان لانے والے نہیں۔

وہ غریب اور سیدھے سادے مسلمان خوش نصیب ہیں۔ جو اس وقت بھی اپنے آپ کو بنانے اور سنوارنے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں جب کہ عوام کے اندر بگاڑ حد سے بڑھ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی ہے کہ آئندہ اس قدر نت نئے فتنے رونما ہوں گے، جیسی اندھیری رات پر سیاہ پرت کی تہیں چڑھی ہوں، ان دنوں میں ایک شخص صحیح مومن ہوگا، تو رات ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا، دنیا کی معمولی پونجی کی خاطر اپنے دین کو فروخت کر دے گا نیز اس حقیقت کو بھی بخوبی سمجھ لینا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ فتنے تمہاری دانست کے مطابق یہی نہیں ہیں کہ تمہیں بندوقوں مشین گنوں، ٹینکوں اور توپوں سے اڑا دیا جائے گا، یا شمشیروں اور نیزوں سے تمہارے جسموں کو چھید دیا جائے گا، بلکہ یہ فتنے مذکورہ بالا فتنوں اور آزمائشوں سے بھی کہیں زیادہ سخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے اور ان کے اثرات ان سے کہیں زیادہ تباہ کن ہوں گے، یہ فتنے دین پر براہ راست ضرب پہنچائیں گے اور دین کے خلاف رونما ہونے والے فتنے اور آزمائش قتل وخونریزی سے کہیں زیادہ سخت اور ہیبت ناک ہوں گے، یہ فتنے وہ ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کے صاف ستھرے عقائد بگڑ جائیں گے اور ان کے اندر الحاد، بیدینی اور مذہب بیزاری کے جراثیم پیدا ہوں گے۔ مومن ماں اور باپ کی کوکھ سے پیدا ہونے والا ایمان کی حالت میں پیدا ہوگا، پھر رفتہ رفتہ اس پر الحاد اور بے دینی کا غلبہ ہوگا اور اس کا عقیدہ اس قدر بگڑ جائے گا، کہ وہ پشت کے بل پلٹ کر اپنے دین ہی سے پھر جائے گا اور اپنے اہل وعیال، گھر بار اور دوست احباب کے لئے زبردست فتنہ ثابت ہوگا، ان کے اندر شک وشبہات اور تشکیک کے ایسے بیج رونما ہونگے جس سے ان کا صحیح اسلامی عقیدہ تار تار ہو جائے گا۔ اب یہی ناخلف اولاد قرآن کو، اللہ کے رسول کو جھٹلائے گی، مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور حساب کتاب کا انکار کرے گی اور اس قسم کا نعرہ بلند کرے گی کہ ہماری زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہم مریں گے اور جئیں گے۔ غرض یہ اور اسی قسم کے الحاد کے زہر اور شر وفساد کے جراثیم کو بھیڑ نما ان کی سرشت میں داخل ہوگا، ایسے نام نہاد مسلمان یہود ونصاریٰ سے کہیں زیادہ گئے گذرے کافر اور منکر ہوں گے، اور ان کے نقصانات بھی مسلمانوں پر دور تک پڑیں گے اس لئے کہ سادہ لوح مسلمان ان سے دھوکہ کھائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے اس قماش کے مرتدین کو جو مسلمانوں کی جماعت سے باہر نکلیں اور ان کے عقیدہ کی صریح خلاف ورزی کریں محض اس مصلحت کی بنا پر قتل کا حکم دیا، تاکہ ان کے اخلاق مزید خراب نہ ہو، کیونکہ اخلاق بھی چھوت کی طرح پھیلتے ہیں اور سرشت اور خصلت ایک سے دوسرے کو لگتی ہے اور آدمی اپنے ساتھی اور ہم نشین کا طور طریق ہی اختیار کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر سب سے زیادہ جس فتنہ کا ڈر تھا وہ دین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف پھوٹ کا ڈر تھا، جس کے نتیجہ میں مذہب کے خلاف وہ انتشار برپا ہوا جس نے دین کی بنیادوں کو منہدم کر دیا اور یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے اندر رخنہ ڈالنے والے ان فتنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، چنانچہ تشہد میں آپ یہ دعا مانگتے تھے کہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ	اے اللہ! زندگی اور موت کے فتنوں سے
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ	میں بس تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(ایک طویل حدیث کا اقتباس، جس کو حاکم نے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کیا نیز انھوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ البتہ عراقی نے اس کو صحیح کے مطابق تسلیم نہیں کیا)

زندگی اور موت کے فتنہ کا مفہوم یہی ہے کہ جو لوگ زندگی میں فتنہ کا شکار ہو کر مریں گے، ان پر مرنے کے بعد بھی انھیں فتنوں کے اثرات مرتب ہوں گے۔

عقیدے کے بگاڑ سے عمل میں بگاڑ آتا ہے اور عمل کے بگڑنے سے عاقبت خراب ہوتی ہے ہم نے ایسے تمام افراد کو جن کا تعلق بعث پارٹی سے ہو یا وہ ملحد و بیدین اور کمیونسٹ خیال کے حامل ہوں، غرض ایسے تمام افراد جو دین سے مرتد ہوئے، فرائض خداوندی کو جنھوں نے برباد کیا اور آخرت کو فراموش کیا۔ ایسے تمام افراد کے حالات کو ہم نے بدسے بدتر دیکھا، ان کے اندر گمراہی، کشمکش اور اضطراب ہمیشہ ہی پائی گئی، ان کا رہا سہا اثاثہ ان سے چھن گیا اور پھر ان سے زبردست انتقام لیا گیا اور ایسا کیوں نہ ہو اس لئے کہ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ	اور اللہ نے ایک بستی کی مثال دی جو امن
اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا	اور اطمینان والی تھی، اس کی روزی اس تک
رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ	فراغت کے ساتھ ہر طرف سے آتی تھی، لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (النحل ۱۱۲)

اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا، تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا ان کی انھیں حرکتوں کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔

اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ منکرات اور خطا کاری کے بھی اپنے اثرات ہیں، اور مشاہدہ شاہد ہے کہ جس بستی میں جب کبھی الحاد اور بے دینی کا ظہور ہوتا ہے اور وہاں کے باشندے اسلامی شریعت، نماز، فرض روزے اور تمام عبادتوں کو پس پشت ڈالتے ہیں اور سود خوری، زنا کاری، شراب نوشی اور دیگر وبائی خرابیوں کو اپناتے ہیں، ایسے افراد پر ہر قسم کی خسارابی اور شر کا دروازہ چوپٹ کھل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنے عذاب کا کوڑا تان لیتا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال، ۲۵)

اور ایسے فتنے سے بچو جو تم میں سے خاص کر ظلم کرنے والوں کو ہی اپنا شکار نہیں بنائے گا اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

اور یہ محض اس لئے ہے کہ دین اسلام، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہوں گے، نجات پائیں گے اور جو اس پر سوار نہیں ہوں گے، ڈوب کر مر جائیں گے۔

هو الاسلام ما للناس عنه ... اذا ابتغوا السلامة من غناء

اسلام وہ دین ہے جس سے لوگ ۔ اگر سلامتی چاہیں تو ۔ بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اذا انصرفت شعوب الارض عنه ... فبشر كل شعب بالشقاء

اگر زمین پر آباد تمام قومیں ہی اس سے انحراف کریں تو انھیں خوشخبری سنا دو کہ وہ بدبخت ہیں۔

جو لوگ عبرت کی نگاہ رکھتے ہیں، انھیں ان شہروں پر نظر رکھنی چاہئے جہاں سے اسلام کا خیمہ اکھڑ گیا، وہاں کے باشندوں نے اپنے اپنے دور میں نماز روزے اور دین کے دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض کو خیرباد کہا، کفر، فسق اور معصیت کو انھوں نے اختیار کیا۔ دیکھنا چاہئے کہ آج ان کا حال کیا ہے۔ ان پر کس قدر جہالت، کفر و فسق اور اخلاق، عادات، اعمال اور عقائد کا کس قدر بگاڑ ان پر طاری ہے، آج ان کی یہ درگت ہوئی کہ ان کی حیثیت چوپایوں سے بدتر ہے۔ وہ سڑکوں اور چوراہوں پر ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں، روزہ، نماز اور نیکی کی انھیں کوئی تمیز نہیں ہے۔ بھلے برے کا انھیں کوئی شعور نہیں، کسی برائی سے وہ باز نہیں آتے، حق کا راستہ انھیں سوجھتا نہیں یہاں تک اللہ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے سے برگشتہ اور بیزار بنا دیا۔ پھر ناظرین کو ان باشندوں کے بالمقابل ان افراد کو بھی دیکھنا چاہئے۔ جنھوں نے دین اور اس کے فرائض کو مضبوطی سے تھاما، نماز، روزے، اور زکوٰۃ کی پابندی سے ادائیگی کی، تمام شریعت پر عمل کو ضروری سمجھا، انھیں معلوم ہوگا کہ یہ افراد زبردست سعادت مندی اور انعام خداوندی سے مالا مال ہیں۔ ان کے علاقوں میں امن و امان کا دور دورہ ہے اور ہر قسم کی کشمکش، انارکی اور اضطراب سے وہ لوگ پاک ہیں۔ کیونکہ جو لوگ خدا کی اچھی طرح پیروی کرتے ہیں۔ اس کی ہدایات پر بخوبی عمل کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ ایسے افراد دنیا میں کبھی گمراہ یا بدبخت نہیں ہوں گے۔ جبکہ ان کے بالمقابل جو لوگ اس کے دین سے اعراض کریں گے، اپنے رب کی اطاعت سے گریز کریں گے اور آخرت کو فراموش کریں، ایسے افراد زندگی میں بھی روزی اور زندگی کی تنگی میں مبتلا ہوں گے۔ اور مرنے کے بعد بھی اندھے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۔ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ (طٰہٰ ۱۲۳، ۱۲۴)	تو جو میری ہدایت کو چاہا، وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو اس کے لئے تنگ روزی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قماش کے افراد کا حشر اس لئے اندھے پن کے ساتھ ہوگا کہ دنیا میں انھوں نے خدا کی عبادت سے آنکھیں بند کیں، نماز اور جملہ عبادتوں سے اندھے بنے رہے، لہٰذا جیسا انھوں نے کیا ویسا ہی انھیں بھرنا ہوگا، مثل مشہور ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

اولاد پر جب الحاد کی چھاپ لگ جاتی ہے تو وہ اپنے معیار سے بہت نیچے کی طرف گر کر ہر قسم کے فسق و فجور میں غرق ہو جاتے ہیں، حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور کفر سرکشی اور عناد میں پڑ کر نمازوں سے غفلت کرتے ہیں۔ خواہشات کے پیچھے پڑ کر دین اور شریعت کی مستحکم دیواروں کو مسمار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دین کی قابل احترام چیزوں کا مذاق اڑا کر مومن کے علاوہ دوسرے لوگوں کی راہوں پر چل پڑتے ہیں اور بری طرح گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں جب ہم ان اوصاف کے حامل لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہوتا ہے کہ اس کی بدحالی سے اپنے لئے عافیت کی دعا کریں اور ایسے بدکرداروں کے طریقہ پر اپنے آپ کو نہ ڈھالیں، نہ ان کی طرح اپنے عقیدہ کو تباہ کریں، جبکہ اللہ نے ان کے برخلاف حجت نازل فرمائی اور ان کے اعمال و کردار پر تنبیہ فرمائی، چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (آل عمران ۱۷۶)

تمہیں وہ لوگ غم میں نہ ڈالدیں جو کفر بسرعت کرتے ہیں یقیناً وہ اللہ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ بنائے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ (محمد ۲۵)

جو لوگ اپنی پشت کے بل پلٹ گئے، بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہوئی، شیطان نے ان کے کام کو پسند کر دکھایا اور انھیں ڈھیل دے رکھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنان اسلام نے اسلام کی شہرت کو داغدار کیا، اسلامی تعلیمات کو جھوٹ، بہتان اور کذب وافتراء کا لباس پہنایا اور یہ کہہ کر اسے مفت بدنام کیا کہ اسلام بڑی اوچھی چیز ہے، اس کی شرعی پابندیاں شاق اور ناقابل برداشت ہیں اور یہ مذہب بیسویں صدی کے موافق ہرگز نہیں ہے۔ یہ اور اس قسم کی نامناسب اور من گھڑت باتیں بناتے ہیں، جن سے الحاد اور بے دینی پھیلتی ہے اور ان سے اس قسم کی باتیں کوئی عجیب نہیں، اس لئے کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور اسلام پر طعن تشنیع اور لوگوں کو اسلام سے باز رکھنا ان کی سرشت میں داخل ہے اور ایسوں ہی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

صَدِیْقُكَ لَا یُثْنِیْ عَلَیْكَ بِطَائِلٍ فَمَاذَا تَرَی فِیْكَ الْعَدُوُّ یَقُوْلُ

تمہارا دوست تمہاری بابت کچھ زیادہ تعریف نہیں کرے گا، ہاں دشمن جو کچھ دیکھے گا تمہارے خلاف فوراً بول اٹھے گا۔

بے دین عربوں نے اس قسم کے کلمات کو نصاریٰ اور مسیحیوں سے سیکھا، پھر انھیں لوگوں کے بیچ پھیلانا شروع کیا تاکہ انھیں دین سے روکیں، بالکل اسی طرح جیسے شیطان اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے تاکہ انھیں دوزخ میں داخل کرے۔ یہ گروہ جہنم کے ڈھنڈورچی ہوتے ہیں اور جو ان کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ انھیں اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ان کی بابت یہی خبر دی ہے۔

صحابہ تابعین اور ان کے بعد جس قدر عظیم المرتبت اور کشور کشا فاتحین گذرے جیسے بنو امیہ کے وہ سلاطین جنھوں نے اندلس اور سسلی کو فتح کیا اور ان کے بعد نورالدین، عماد الدین اور صلاح الدین جیسے منصف حکمرانوں، جن کے کارنامے آج بھی زبان زد خاص وعام ہیں اور جن کی خوب خوب تعریف رہتی دنیا تک کی جاتی رہے گی۔ انھیں یہ تمام تر داد وستائش محض اسی لئے حاصل رہی کہ انھوں نے اپنے اپنے زمانے میں اسلام کو مضبوطی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، اس کے آئین پر بخوبی عمل کیا، کتاب وسنت کو انھوں نے رہنما بنایا، جس کی وجہ سے انھیں امن اور ایمان نصیب ہوا، سعادت اور طمانیت ملی، ایمان کے سدا بہار سائے میں انہیں ہمہ گیر راحت، اور بے پناہ نعمت حاصل ہوئی اور ایمان کے خوشگوار ثمرات اور اس کی حلاوت سے وہ شاد کام ہوئے، اور جو چکھ لیتا ہے اسے نصیب ہوتا ہے اور جو محروم ہوتا ہے وہ گریز کرتا اور منحرف ہو جاتا ہے اور حدیث میں ہے۔

ایمان کا لطف اور مزہ بس انھیں کو حاصل ہوتا ہے
جو اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوں، اسلام کو دین کے طور
پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کے طور پر تسلیم
کر لینے پر راضی ہوں۔ (مسلم بروایت عباس رضی اللہ عنہ)

اس میں شک نہیں کہ ان سلاطین اور بزرگوں نے اسلامی فتوحات کے عین عنفوان شباب سے جب ان کا دائرہ اجنبی ملکوں پر محیط ہو رہا تھا انھوں نے عیش وعشرت پر انحصار نہیں کیا، سونے اور چاندی کو جمع کرنے اور عمارتیں بنانے ہی پر انھوں نے اپنی تمام تر توجہ مرکوز نہیں کی، بلکہ انھوں نے دین کی بنیادوں کو استوار کرنے کی کوشش کی۔

بے دینوں کی جڑ بنیاد کو اکھیڑنا چاہا، اسلامی علوم کو عام کیا، عربی زبان کی نشر واشاعت کی، شرعی عدالتیں قائم کیں، احکام اور مسائل کو مستنبط کیا، حلال وحرام کی حدود سے عام لوگوں کو واقف کرایا، عوام کے دلوں سے بدعت کی گندگیوں، شرک کی تاریکیوں، اور اوہام وخرافات کی اندھیریوں کو فاش کیا ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تمدن نے بے مثال ترقی کی، جس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی، چنانچہ نئے نئے شہر آباد ہوئے، مسجدیں تعمیر ہوئیں، علمائے اور بزرگی کے مینار تعمیر کئے گئے، علوم وفنون کے بازار گرم ہوئے، برائیوں اور بے حیائیوں کا انسداد ہوا اور ایسا زندہ وجاوید تمدن برپا ہوا جس کے اندر دین ودنیا کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطر کشید ہوا ۔ انھوں نے اطاعت کی حدود استوار کیں ، جس کی بنا پر ان کی صلاحیتیں ابھریں انھوں نے نیک کام کے بیج بوئے اور مسلسل روزی انھیں نصیب ہوتی رہی ، اللہ نے انھیں مال اور اولاد سے نوازا ، زمین میں ان کی نفری بڑھائی اور وہ ایسے بانصیب افراد ہوئے جن کی بابت قرآن پاک نے کہا ہے ۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

(حج : ۴۰ ، ۴۱)

اور اللہ ان لوگوں کی مدد بالضرور فرمائیگا جو اس کی مدد کریں گے ۔ بیشک اللہ ضرور طاقت والا اور بڑا زبردست ہے ۔ وہ وہی لوگ ہیں جنھیں اگر ہم زمین میں مہلت دیں تو وہ نمازوں کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیکیوں کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے تمام کاموں کا انجام ہے

اس لئے خواب غفلت سے ہمیں بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہئے ، اپنے رب کے فرائض کی سچی نگہداشت کرتے ہوئے جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رہنا چاہئے اور اگر ہم صاحب ایمان ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی ہمیں اطاعت کرنی چاہئے ۔

* * *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اور وطن کے تحفظ کے لئے بلیو فلم اور اس کی فتنہ انگیزی پر روک ضروری ہے

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں، اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اپنے اعمال کی برائی اور شیطان کے وسوسوں سے بھی بس اسی کی پناہ چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد کتاب و سنت کی صراحتوں سے ملت اسلامیہ کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے، مسلمانوں میں ایک مخصوص نیک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے روکتی رہے۔ کیونکہ امت کی صلاح و فلاح بس اسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران ۱۰۴)

تم میں ایسے گروہ کا ہونا ضروری ہے جو خیر کی دعوت دیں نیکیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے منع کریں، وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

امت کی کامیابی و کامرانی کے لئے اللہ نے یہ شرط عائد کی ہے کہ یہ ایک ایسی جماعت کے ہونے پر موقوف ہے جو خیر کا حکم دے۔ زمین کے اندر بگاڑ پھیلانے سے باز رکھے، اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ بھی بتایا کہ صدیوں سے اس کی یہی سنت متوارثہ ہے کہ وہ روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کو اپنے ایسے ہی وفاشعار بندوں کے پاک وجود کی بنا پر نجات دیتا ہے، جو دنیا والوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور زمین کے اوپر فساد کے پھیلنے سے رکاوٹ بنتے ہیں اور اصلاح حال کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا أُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ

(هود : ۱۱۶)

پھر (دیکھو) ایسا کیوں نہیں ہوا، جو قومیں تم میں سے پہلے گذر چکی ہیں۔ ان میں سے اہل خیر باقی رہے ہوتے جو لوگوں کو ملک میں شر و فساد سے روکتے، البتہ ایسے تھوڑے لوگ (تھے) جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا اور ظالم لوگ تو انھیں باتوں کے پیچھے پڑے رہے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ مجرم تھے۔

اللہ رب العزت نے یہ خبر دی کہ اگر ایسے بندہ مولیٰ صفات زمین پر موجود نہیں ہوتے جو ہمیشہ اصلاح کے لئے کوشش کرتے ہیں اور فساد کو پھیلنے سے روکتے ہیں اگر خدا کے یہ بندے نہ ہوتے تو دنیا کبھی کی پلٹ گئی ہوتی۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ

(البقرۃ : ۲۵۱)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کرتے رہتا تو زمین کبھی کی بگڑ چکی ہوتی۔

لہٰذا خیر کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا ہر مسلمان مرد پر اس کی اپنی صلاحیت کے مطابق بالکل ایسے ہی فرض ہے۔ جیسے نماز اور روزہ اس پر فرض ہے کیونکہ یہ عمل اسلام کا کوہان ہے اور دین دنیا کی استواری اور بندوں کی بھلائی کا سارا انحصار اسی کے اوپر ہے۔ ہر خطرے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشت کے موقع پر مومن اسی سے متاثر ہوتا ہے۔ دل سے دل اسی کے ذریعہ جڑتا ہے۔ قومیں باہم مربوط اسی سے ہوتی ہیں، صلاح و فلاح اسی سے ہوتی ہے، کامیابی اور کامرانی کے اسباب اسی ایک عمل سے مربوط ہوتے ہیں اور عوام میں باہم میل جول، ربط، اور ہمدردی اور غمگساری بھی امر اسی ذریعہ سے ہوتی ہے۔

جیسا کہ اللہ نے خبر دی مومن کے اوصاف کچھ اس قسم کے ہونے چاہئیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (التوبۃ: ۷۱)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ان میں بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ عنقریب رحم کرے گا۔

مومن بندوں کے اوصاف حسنہ اور ان کی خوبیاں چند یہ ہیں، جن کو اللہ نے بیان کیا ان میں پہلا وصف یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، بالخصوص آخر الذکر عمل سے منکرات پر روک لگتی ہے، اور ان کے اندر بڑی حد تک کمی آتی ہے اور اسلامی شریعت کے ظہور کا بنیادی مقصد خیر کی طلب اور اس کی افزائش ہے اور اس کی زبردست کوشش ہے کہ شر کا انسداد ہو، ورنہ اگر منکرات پر روک نہ لگے اور اسے علی حالہ چھوڑ دیا جائے۔ لوگوں کے اندر اس کے خلاف نفرت اور ممانعت کا جذبہ نہ پروان پائے، اور کوئی برائی کو نہ روکے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بگاڑ عوام اور ان کے ہر علاقہ اور خطہ میں بڑھتا جائے گا اور گونگے اندھے اور بہرے فتنے رونما ہوں گے، علماء، صلحاء، حکام اور سرداران قوم کی حیثیت سرحد کے محافظ دستہ کی سی ہے ان کا فرض یہ ہے کہ وہ دین کی حدود اور وطن کی سرحدوں کی حفاظت کریں، فساد اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحاد کے خلاف آہنی دیواریں کھڑی کریں، کیونکہ ان کی وجہ سے علاقوں کے علاقے تباہ ہوتے ہیں، عورتوں مردوں اور بچوں کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں، لیکن یہ عظیم المرتبت خدمت وہی لوگ انجام دیں گے جو کردار اور گفتار میں کھرے اور نیک ثابت ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے برپا کی گئی تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

یہ زبردست نیک نامی ایسے اعمال کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے جن میں اہم ترین کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اگر اس وصف کے حامل نہ ملے اور ان فرائض کو ادا کرنے والے بھی نہیں رہے تو وہاں جو افراد پائے جائیں گے وہ بدترین افراد ہوں گے اور ان کی خصلتیں بھی انتہائی گھٹیا ہوں گی اور یہ حقیقت ہے کہ جس کا کردار پست ہو، اس کا نسب اور نام اس کے کوئی کام نہیں آتا چنانچہ بنی اسرائیل کی بنیادی خرابی درحقیقت یہی تھی۔

جب ایسے افراد اپنے فرائض میں کوتاہی کریں گے، دین اور وطن کی حمایت سے آنکھیں بند رکھیں گے، شراب نوشی کی کھلے بندوں عام اجازت دیں گے، اس کی خرید و فروخت کے لئے دکانوں کو کھلی رکھوائیں گے، بلیو فلموں اور فحش خصلتوں کو چھوٹ دیدیں گے اور انکے مضر اثرات کو سماج میں پنپنے دیں گے اپنے گھر بار کو اس کے اثرات سے متاثر ہونے دینگے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائیں گے۔ ایک دوسرے کو اس کے خلاف نصیحت نہیں کریں گے اس کی قباحتوں سے لوگوں کو آگاہ نہیں کریں گے، ان کی تمام تر کوشش بس ایک دوسرے کو ملامت کرنے میں گذرے گی، تو ایسے تمام افراد کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس قسم کا اقدام اور اس پر اس طرح کی خاموشی زمین میں فتنہ اور فساد کا اصل سبب ہوگی اور قوم کے یہ نام نہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سردار اپنی اس مجرمانہ خاموشی پر لائق ملامت ہوں گے۔ اس لئے کہ خود ان کی اور قوم کی نجات کا سب سے بڑا ذریعہ خیر اور نیکی کا حکم دینا ہے اور شر اور برائی سے منع کرنا ہے۔

برہنہ اور ننگی فلمیں جن کا ان دنوں بڑا چرچا ہے۔ جس کے اندر عورتوں کے ننگے پوز ہوتے ہیں، انھیں دریا میں تیرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ کہیں وہ مردوں کے ساتھ چہلیں کرتی ہیں، بوس و کنار اور ہم آغوش ہوتی ہیں۔ شراب نوشی کرتی ہیں۔ اور بھی طرح طرح کے گندے اور فحش حرکتوں کا ارتکاب کرتی ہیں۔ اور افسوس یہ کہ چھوٹے بڑے ان مناظر کو دھڑلے سے دیکھتے ہیں۔ تو اس میں شک نہیں کہ ان گندی خصلتوں سے آج اخلاق کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے۔

وَ انما الامم بالاخلاق مابقیت فان هموا ذهبت اخلاقهم ذهبوا

قوموں کا دار و مدار اخلاق پر ہے۔ اخلاق برقرار ہے تو قومیں برقرار ہیں، اخلاق تباہ ہوا تو قومیں بھی برباد ہو جائیں گی۔

ان فلموں سے گندی باتوں کی رہبرسل ہوتی ہے۔ جیسا ان فلموں میں بتایا جاتا ہے عورتیں اور بچے وہی کچھ کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی حیثیت سبق اور درس کی سی ہے اور جوں ہی شراب کا پیالہ سر اور عقل پر اثر انداز ہوتا ہے، اور اس قسم کی برہنہ فلمیں بار بار ان کی آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ ان کی شرم و حیا، غیرت اور ان کے حسن اخلاق سب کا جنازہ نکلتا جاتا ہے آج ان فلموں کو منکر اور برائی نہیں سمجھی جاتی ہے، برائیوں پر بار بار جس قدر نظر پڑتی ہے گویا ان کا ارتکاب خود بخود عمل میں آتا ہے اور اس کی وجہ سے دلوں سے تمیز اور انکار کا نور چلا جاتا ہے۔ کیونکہ فواحش اور منکرات کو بکثرت دیکھنے سے دلوں پر اس کا اثر پڑ جاتا ہے، نگاہوں سے بار بار گذرنے سے دل ان کو بڑا اور بھاری نہیں سمجھتا، یہاں تک کہ دل سے برائی کا احساس نکل جاتا ہے، معصیت کا تصور مدھم ہو جاتا ہے، چنانچہ مثل مشہور ہے کہ جس قدر مس ہوتا ہے احساس جاتا رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلیو فلموں کے عام رواج سے فساد کے جراثیم پروان پاتے ہیں، عوام اور علاقے تباہ و برباد ہوتے ہیں، عورتوں اور بچوں پر خاص طور پر اثر پڑتا ہے اور یہ اثرات زنا کاری اور شراب نوشی کے اثرات سے زیادہ سخت ہیں، کیونکہ زنا کاری اول اندھیرے میں چوری چھپے ہوتی ہے اور اس سے اکیلا زانی اور زانیہ متاثر ہوتے ہیں، جبکہ ان فلموں کا اثر پورے سماج میں پڑتا ہے، اگر کوئی برائی ڈھکے چھپے ہو تو اس سے اکیلا بدکار ہی متاثر ہوتا ہے لیکن اگر یہ برائی عام ہوئی اور اس کو مٹایا نہیں جائے تو عوام کا بڑا طبقہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور جتنا اس کی بابت سکوت کیا جائے گا، اتنا ہی اس کا ضرر عام ہوگا، چنانچہ حدیث سے بھی یہی ثابت ہے اور ان فلموں کی مضرت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ان سے گندی اور بے حیائی کی باتوں کا رواج ہوتا ہے، خاص و عام اور چھوٹے بڑے ہر کوئی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور جس طرح چٹائی کی گرہ کھلنے سے ایک ایک تیلی نکلتی جاتی ہے ایسے ہی ان فلموں کے رواج سے برائی اور بگاڑ پر لگا ہوا روک ہٹ جاتا ہے، دلوں پر گہرا زنگ چڑھ جاتا ہے۔ انسان بھلائی کو بھلائی نہیں تصور کرتا، برائی کو برائی نہیں سمجھتا اور اگر کوئی ان فلموں کے مضر اثرات ہی دیکھنا چاہے، اخلاق، عقائد اور دین پر پڑنے والے نتائج سے واقف ہونا چاہئے، تو اسے ان ملکوں پر نظر ڈالنی چاہیے جہاں لوگوں کا اسلام سے بجائے نام رشتہ رہ گیا ہے جو ہر قسم کی بے حیائی اور برائی کو دھڑلے سے کرتے ہیں، ان کے حال پر غور کرنا چاہئے اور ان کے سماج میں داخل نقائص، جہالت اور کفر کا تجزیہ کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ ان کے اخلاق، ان کے عقائد اور ان کے اعمال میں کہاں تک بگاڑ سرایت کر چکا ہے آج ان کی حالت ان جانوروں کی سی ہے جو سڑکوں اور چوراہوں پر چہلیں کرتے ہیں، نماز روزے کا انھیں ہوش نہیں، نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہیں سمجھتے، حق کا راستہ نہیں اختیار کرتے اور کسی قسم کی قباحت سے گریز نہیں کرتے، اللہ نے انھیں آپس میں ایک دوسرے سے الجھا دیا ہے اور یہ بیچارے انھیں فتنوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک ہے جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ان فتنوں میں سے ابتدائی فتنے بعد کے فتنوں سے غنیمت ہوں گے، جبکہ بعد کے فتنے انتہائی شر انگیز ہوں گے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم نے ایک منزل پر پڑاو ڈالا، پڑاو ڈالنے کے بعد ہم میں سے بعض اپنے خیموں کو درست کر رہے تھے، بعض اپنے مویشیوں کو ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے اور بعض تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی لوگو! اکٹھا ہو جاؤ، راوی کہتے ہیں کہ ہم اکٹھا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جتنے انبیاء گذرے ہر ایک کا یہ فرض رہا ہے کہ وہ خیر کی جس قدر باتیں جانتے رہے، ان کی بابت اپنی امت کو بتائیں اور جس قدر شر ان کے علم میں ہو اس سے انھیں ڈرائیں، اور اس امت کی عافیت اس کے آغاز میں ہے، جبکہ امت کے اختتامی افراد بلاؤں اور ناگوار باتوں کا شکار ہوں گے ان فتنوں میں بعد کے فتنے کہیں زیادہ شر انگیز ہوں گے۔

بعض افراد یہ سمجھتے ہیں کہ آخری زمانے میں جن فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور جن سے آپ نے امت کو بچنے کی تلقین کی ہے، یہ فتنے وہ ہوں گے، جن میں مشین گنوں اور رائفلوں سے گولیاں برسیں گی توپ اور ٹینک کے دہانے کھلیں گے، تیر تلوار اور خنجر چلیں گے وغیرہ، حالانکہ فتنوں سے مراد یہی نہیں بلکہ وہ فتنے اس سے کہیں زیادہ شدید ہونگے، یہ فتنہ وہ ہوں گے جن سے اخلاق، عقائد اور دین و ایمان سب کچھ تباہ و برباد ہوگا اور اس وقت کے عوام فتنوں اور شر اور فساد میں ڈوب جائیں گے یہ فتنہ قتل و خونریزی سے زیادہ سخت ہونگے، اور ظاہر ہے جو فتنہ عوام کے اندر اس قدر تباہی پھیلائے کہ انھیں خود ان کے گھروں میں ڈھیر کر دے، ان کی عورتوں اور ان کی آنے والی نسلوں کو بگاڑ کر رکھ دے، اس سے بڑا فتنہ بالخصوص ان ننگی فلموں سے بڑھ کر اور کیا ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو جھوٹ، فسق وفجور اور بے حیائی اور برائی کی چلتی پھرتی تصویریں ہوتا ہے، جن کی وجہ سے خواتین عشق و محبت اور گناہوں کی طرف مائل ہوتی ہیں، دل زخمی ہوتا ہے، رنج وکرب کا دور دورہ ہوتا ہے، شب بیداری، طویل فکروں اور نیند کی دوری کا دور دورہ ہوتا ہے اور برائی کا ایک جال سا پھیل جاتا ہے اور جس طرح شکار کے گرد جال سکڑ جاتا ہے اسی طرح ناقص اور ناقص دین کی حامل خواتین کے گرد بھی ان خرابیوں کا دائرہ سکڑ جاتا ہے اور چونکہ عورتیں بہت جلد ٹوٹ کر متوجہ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آبگینوں سے تشبیہ دی۔ ان فلموں میں جس طرح ننگی کھلی متحرک تصویریں دکھائی جاتی ہیں، ترنم ریز گیت کی ریکارڈنگ ہوتی ہے بوس وکنار اور عشق بازی کے جھوٹے مناظر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک چیز سے ایمان کمزور ہوتا ہے، فسق وفجور کی طرف دل مائل ہوتا ہے۔ ذلت اور رسوائی کا بازار گرم ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے اندر رشتہ ازدواج کمزور سے کمزور تر ہوتا ہے اور اباحیت پسندی کی راہیں کھلتی ہیں۔ ان فلموں کو جو لوگ رواج دے رہے ہیں چونکہ دین اور اخلاق سے انھیں دور کا واسطہ نہیں اور مسلمانوں کے اندر وہ برائی اور بے حیائی کو عام کرنا چاہتے ہیں اس لئے ان کی تمام تر دوا دوش کا یہ انجام ہوگا کہ زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہوگا جس کا ازالہ مشکل ہوگا۔ حالانکہ علاج سے پرہیز بہتر ہے اور انسداد سے دفعیہ آسان تر ہے آج جو لوگ نگرانی اور احتساب کا فرض انجام دینے پر مامور ہیں۔ انھیں چاہئے کہ وہ ایسے کردار اور اخلاق کو عام کریں، جس سے نفع پہنچے، اور جن سے عادات واطوار میں نکھار آئے۔ نیز انھیں چاہئے کہ وہ گندے، تبذل اور سفلی کاموں اور ہر قسم کے اخلاق سوز حرکتوں سے بچنا چاہئے، جیسا کہ دین شرافت اور امانت داری کا تقاضا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فحاشی اور فحش کاری کو قطعی پسند نہیں کرتا، اسی طرح میں حکومت کے عہدیداروں کو اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ وہ ایک انصاف پسند نگراں کمیٹی کو متعین کرے جو ہر قسم کی فحاشی اور بے حیائی پر روک لگائے، ایسے مناظر اور افکار کو ہرگز نہ پنپنے دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کا دیکھنا اور سننا ناشائستہ اور ناگوار ہو اور یہ اس لئے ضروری ہے تاکہ دین اور وطن کا احترام ملحوظ ہو، نیکنامی اور عزت برقرار رہے اور فتنہ سر ابھارنے سے پہلے دم توڑ دے۔ اور اگر حکومت نے ان فواحش پر اور ننگے کھلے گانوں پر روک نہیں لگائی، تو اس میں شک نہیں کہ شہروں اور علاقوں میں فتنہ اور فساد ابھریں گے اور عورتوں اور بچوں کے اخلاق تار تار ہونگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب سے صدیوں پہلے جو پیشین گوئی فرمائی وہ پوری ہو کر رہیگی کہ " جو لوگ اللہ کی حدود قائم کرنے ـــ یعنی منکرات کے ازالہ ـــ کی کوشش کرتے ہیں، اور جو لوگ ان فتنوں میں پڑتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جنھوں نے کسی کشتی میں بیٹھنے کے لئے قرعہ ڈالا۔ ان میں سے بعض کو اوپر جگہ ملی اور بعضوں کو نیچے اب جو لوگ نیچے جگہ پائے جب انھیں پانی لینا ہوتا تو وہ اوپر والوں پر سے گذرتے۔ (جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی) اس لئے نیچے والوں نے سوچا کہ اگر ہم نے نچلے حصہ ہی میں کہیں سوراخ کر لیا تو اوپر والوں کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوگی۔ اب اگر اوپر والوں نے انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اور انھیں کچھ منع نہیں کیا، تو نہ صرف خود بھی ہلاک ہوں گے، بلکہ انھیں بھی لے ڈوبیں گے اور اگر انھوں نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ کر انھیں روک لیا تو خود بھی نجات پائیں گے اور انھیں بھی نجات دلائیں گے۔

مذکورہ بالا تمثیل واقعات کے عین مطابق ہے، اگر عوام نے ان گندی اور برہنہ فلموں کی بابت خاموشی اختیار کر لی اور اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں بچیوں کے درمیان اس قسم کے پروگرام کو عام کیا تو یہ اخلاق سوز بگاڑ ان کے گھر آنگن میں سرایت کرتا جائے گا اور جو کچھ آج وہ ان فلموں میں پردہ پر دیکھیں گے، کل ان کے اپنے اردگرد اسی قسم کے مناظر چلتے پھرتے انھیں نظر آئیں گے۔

سردار ان قوم اور حکام کو خدا اور بندوں کے درمیان اپنی اس مجرمانہ خاموشی پر کبھی معاف نہیں کیا جائے گا، کچھ سر پھرے اس قسم کا عذر لنگ تراشتے ہیں کہ یہ آخری آخری زمانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنہ اور فساد کی ایک رو چل پڑی ہے جس سے مفر نہیں اور ایسا ہی ہر شہر اور علاقے میں ہو رہا ہے۔ اس لئے کوئی کہاں تک روک لگائے، پھر اسلام اپنے آغاز کی طرح پھر غریب الدیار ہو چلا ہے وغیرہ، یہ اور اس قسم کے حیلے بہانے محض خام خیالی کا نتیجہ ہیں اس لئے ناظرین کو چاہئے کہ اس روایت کو موجودہ دور کے لئے تازیانہ عبرت اور تنبیہ سمجھیں اور اس امر کی کوشش کریں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جس قدر ان پر عائد ہے، اسے انجام دیں، نصیحت اور ہمدردی کو اللہ کے لئے، اس کے نیک بندوں کے لئے اور ائمہ مسلمین کے لئے خاص کریں اور اس گمان کو اپنے دل سے نکال دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت کے ذریعہ کمزوری اور ناتوانی کے سامنے ہتھیار ڈال دیا ہے اور دین کی غربت پر مہر لگا دی ہے اور اس بات کا گویا اشارہ فرمایا ہے کہ کوئی اپنی سی قوت اور کوشش کو بروئے کار نہ لائے اور ان برائیوں کے انسداد اور تدارک کے لئے کوشش اور جدوجہد نہ کرے، حالانکہ یہ فاش غلطی ہے اور حدیث کے مفہوم کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعہ دین کو مضبوطی سے تھامنے کا تصور پیش کیا، اور ضعف و ناتوانی اور کمزوری کو بہر صورت اپنانے سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے اور لوگوں کو بھی اس سے باز رکھنے پر زور دیا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا:

> اسلام کا آغاز غربت میں ہوا، اور وہ لوٹ کر پھر غریب الدیار ہو جائے گا، جیسا کہ ابتداء میں تھا، اس لئے غریبوں کے لئے خوشخبری ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غریب کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو عوام میں بگاڑ پھیل جانے کے باوجود اصلاح کی کوشش کرتے ہیں، اور ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت میں ہے ۔ لوگ جو کچھ بگاڑ پھیلاتے ہیں، یہ اس کی
اصلاح کرتے ہیں ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ غریب ،
نیک لوگوں کی وہ چھوٹی سی جماعت ہے جن کے گرد بہت سارے
برے لوگوں کا جمگھٹا ہوتا ہے :

ایسے افراد سماج اور معاشرہ میں وہی پارٹ ادا کرتے ہیں جو سفر میں رہبر کا ہوتا ہے یہ رہنما راستے کی دشواریوں، خطرے کے مقامات اور جگہوں کی نشاندہی کرتے ہیں، عزم و حوصلے کی تلقین کرتے ہیں، متبادل راستوں کی وضاحت کرتے ہیں اور رہزنی کا جہاں خطرہ ہوتا ہے۔ وہاں سے قافلہ کو صاف نکال لے جانے کے لئے کوشاں ہوتے ہیں، لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب دین پر آفت آئے اور اس پر کمزوری اور نکبت طاری ہو اور لوگ بگاڑ پھیلانے کے درپے ہوں، تو ان کے اندر اصلاح اور درستی کی کوشش کی جائے، نیز اس لئے بھی اس کے تدارک اور علاج کی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ضعف اور اجنبیت عارضی وصف ہے، جو کسی زمانے اور علاقہ میں پایا جاتا ہے اور کبھی کسی جگہ نہیں پایا جاتا، کبھی اس کے اثرات گمبھیر ہوتے ہیں، اور کبھی مضمحل ہو جاتے ہیں، کبھی انھیں کے اثرات سے متاثر ہو کر دین پر بھی اضمحلال آتا ہے اور کبھی اس کی طاقت اور قوت از سر نو عود کر آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھیک انتقال کے وقت دین پر ایسا ہی نازک وقت آیا جب جزیرہ نمائے عرب میں ارتداد کی لہر چلی اور صرف تین مسجدوں میں باجماعت نماز ہوتی تھی یعنی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جواثی (احساء) کی مسجد عبدالقیس میں، ان کے علاوہ مسجدوں میں دھول سی اڑتی تھی، لیکن اس زبردست انتشار کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سخت جہاد کیا اور دین کو اس کی قوت اور شان و شوکت دلانے کی جان توڑ کوشش کی اور صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ
اس امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم اور فتح یاب رہے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی انھیں رسوا کرے یا کتنا ہی نقصان پہنچائے، لیکن انھیں کوئی
نقصان نہیں پہونچائے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی "

بنا بریں جو لوگ عقل وخرد کا سرمایہ رکھتے ہیں، انھیں مسلمانوں کی کمی، اور بے دین ملحدوں کی فراوانی سے کوئی گھبراہٹ یا وحشت نہیں ہوتی، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف ۱۰۳) اور خواہ تم کتنی ہی حرص کرو، بہتیرے لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

لہٰذا تمہیں چاہئے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو، اپنے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث
لَا تَحَاسَدُوْا الخ کی تشریح

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اور نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

> حسد مت کرو، تاک جھانک مت کرو، ایک دوسرے سے بغض اور بے رخی مت برتو، ایک کے سودے پر دوسرا کوئی سودا نہ کرے نہ بھاؤ بڑھانے۔ خدا کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا، اسے جھٹلاتا نہیں نہ اس کی تحقیر کرتا ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے تین مرتبہ سینہ کی طرف اشارہ فرمایا ــ کسی آدمی کی شرارت کی یہی نشانی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل کرے، مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت وآبرو اور اس کی دولت سب کچھ حرام ہے۔ (مسلم)

امام مالک رحمۃ اللہ نے ابوالزناد سے۔ انھوں نے اعرج سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے اور
دیکھو ایک دوسرے کی ٹوہ میں مت رہو، کھوج کرید مت کرو
باہم مقابلہ آرائی مت کرو، حسد، ایک دوسرے سے بغض اور
بے رخی مت کرو۔ بلکہ خدا کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر
رہو، (بخاری، مسلم، ابوداود)

مذکورہ بالا روایت مختلف الفاظ اور متعدد طرق سے وارد ہے۔ نیز جوامع الکلم میں اس کا شمار ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جوامع الکلم کے ساتھ ہوئی اور یہ آپ کا امتیاز تھا کہ کم سے کم لفظوں میں آپ حکمت کے خزانے سمو دیتے تھے۔

حدیث کا آغاز ان الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے۔

"بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے" بعینہٖ یہی مفہوم اس آیت کا بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

اے ایمان والو بہت سارے گمان (بد) سے بچو، کیونکہ بہت سارا گمان گناہ ہے۔

(الحجرات: ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ بعض گمان، گناہ کی حد تک برے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ نے فرمایا، تو کتنا عظیم المرتبت ہے! اور تیرا احترام بھی کتنا زبردست ہے، البتہ ایک مسلمان کا احترام تیرے احترام سے زیادہ عظیم ہے، اس کا مال، اس کا خون سب کچھ محترم ہے اور یہ بھی کہ اس کے ساتھ بس نیک گمان ہی برقرار رکھا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبرانی نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین چیزیں میری امت کے لوازم میں سے ہیں، فال لینا۔
حسد کرنا، اور بدگمانی کرنا۔
ایک شخص نے عرض کیا، ان کا تدارک کیونکر ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔
جب کسی سے حسد پیدا ہو تو اس کو جاگزیں مت ہونے دو، اور
بدگمانی پیدا ہو تو اس کو حقیقت کا روپ نہ لینے دو اور جب فال
لو تو (اس کے خلاف) کر گذرو۔

اسی لئے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
تمہارے بھائی کی زبان سے اگر کوئی بری بات نکلے اور تم اس کا کوئی اچھا سا محل تلاش کر سکو، تو (کر لو اور) بدگمانی مت ہونے دو، اس لئے کہ بدگمانی ہمیشہ نیت کے فتور اور اندرون کی خرابی سے رونما ہوتی ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

إِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ وَصَدَّقَ مَا يَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمِ

جب آدمی کا کردار بگڑتا ہے تو اس کا گمان بھی بگڑ جاتا ہے اور جو وہم اسے پیش آتا ہے یہ اس کو بھی سچ سمجھ لیتا ہے۔

وَعَادَى مُحِبِّيهِ بِقَوْلِ عُدَاتِهِ فَأَصْبَحَ فِي لَيْلٍ مِنَ الشَّكِّ مُظْلِمِ

اپنے دشمنوں کی باتوں میں آکر اپنے چاہنے والوں سے دشمنی کر بیٹھتا ہے اور شک کی تیرہ و تاریک رات میں پڑ کر صبح کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے " ان بعض الظن اثم " اس کے بجائے " ان کل الظن اثم "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں فرمایا، کیونکہ بعض قسم کا گمان سچا یا جھوٹا بھی ہوتا ہے اور اس کا گمان کرنے والا اس لئے لائق ملامت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کردار کے ذریعہ تہمت سے بچنا چاہتا ہے، نیز یہ بھی مقولہ ہے کہ جو کوئی تہمت کی جگہ جائے، پھر اس پر کسی کو بدگمانی ہو تو اس کو چاہئے کہ اس شخص کو ملامت نہ کرے۔ روایت ہے کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی جائے اعتکاف پر آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائیں، پھر جب واپس اپنے حجرہ میں جانے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ دور مشایعت کے لئے چلے، اتنے میں آپ نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرما کر جلد جلد جاتے ہوئے دیکھا، آپ نے دونوں سے عرض کیا، ٹھہرو! (یہ کوئی اور نہیں) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں، ہاں صفیہؓ کہو! .... ان دونوں نے عرض کیا، حضور کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ ہم آپ سے بھی بدگمان ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں! بات یہ ہے کہ شیطان ابن آدم کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے، اس لئے مجھے بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں شر نہ پیدا کر دے۔"

پھر فرمایا، تجسس مت کرو، تجسس تحسس کے معنی میں ہے۔ یعنی لوگوں کی پوشیدہ چیزوں (ستر) اور ان کی لغزشوں کی ٹوہ میں مت پڑو، اور نہ ستر کھولنے کی تاک میں لگے رہو۔ (ان کے متعلق ننگ و عار کی باتیں مت کرو)

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

اے وہ گروہ جنھوں نے زبان سے اسلام کو قبول کیا، لیکن ابھی ان کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا، دیکھو مسلمانوں کو اذیت مت دو۔ ان کی پردہ دری کی تاک میں مت رہو (ان کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے مت لگو، جن کا ظاہر کرنا برا سمجھا جاتا ہو) کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی ایسی پوشیدہ بات کے پیچھے پڑے گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے ڈھونڈھ کر نکالنے کی کوشش کرے گا۔ (یعنی اس کے عیبوں کی تلاش وتجسس کرے گا) اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اس کو ڈھونڈ نکال کر مشہور کرے گا اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اس کا پردہ چاک کرکے اسے ذلیل ورسوا کرے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے۔

(ترمذی بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ، البتہ ان کے الفاظ یہ ہیں، اسے ذلیل اور رسوا کریگا اگرچہ وہ اپنے محمل کے اندر رہے)

کسی شاعر نے کہا ہے،

لاتلتمس من مساوی الناس ماستروا فیکشف اللہ ستر امن مساویك

لوگوں کے عیوب کے پیچھے مت پڑو، جنھیں وہ چھپا رہے ہوں، ورنہ اللہ تمہارے ڈھکے چھپے عیبوں کو کھول دے گا۔

واذکر محاسن مافیھم اذا ذکروا ولاتعب احدا منھم بمافیك

لوگوں کا تذکرہ کرو تو ان کے اندر جو محاسن ہوں، انھیں بیان کرو اور ان میں سے کسی پر ایسا عیب مت لگاؤ، جو تمہارے اندر ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا، فلاں شخص کے منہ سے شراب کی بدبو آتی ہے آپ نے فرمایا، ہمیں تجسس کرنے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو ہم اس پر گرفت کریں گے۔

پھر فرمایا، حسد مت کرو، مذموم حسد یہ ہے کہ جس سے حسد کیا جائے اس کی نعمت کے زوال کی حرص کی جائے، اور اس طرح مسلمان شخص کی دولت اور نعمت کے ہاتھ سے نکل جانے کی کوشش بھی کرے اور اس سلسلے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کا حسد نیکیوں کو ایسے ہی کھا جاتا ہے جیسے لکڑی آگ کو کھا جاتی ہے۔ اسلئے حسد کرنے والوں کے حسد سے ہم بس اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اور یہ جو آدمی کے دل میں ڈھکی چھپی آرزو اٹھتی رہتی ہے کہ اس کے فلاں دشمن کی نعمت چھن جائے، لیکن اس کے لئے کوئی کوشش یا عمل نہیں کرتا تو اس قسم کا تصور معافی کے لائق ہے، کیونکہ یہ ذہنی تخیل ہے۔

حدیث میں ہے کہ "میری امت سے ایسے تخیل پر کوئی گرفت نہ ہوگی، جس کا تعلق محض ذہنی ہو، تاوقتیکہ زبان سے اسے نہ کہے، یا ہاتھ پاؤں سے اس پر عمل نہ کرے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا: کہ حسد سے بچو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا لیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔

حسد ایک پرشور بیماری، اور انتہائی نکمی خصلت ہے۔ اس کی وجہ سے شرافت داغدار ہوتی ہے، حسد کرنے والا خود رنج وغم اور اندوہ و ملال میں جکڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حسد برابر کا فیصلہ کرنے والی بیماری ہے۔ چنانچہ جس سے حسد رکھی جاتی ہے۔ اس پر اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا، جتنا حسد کرنے والے پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

دع الحسود وما یلقاه من کمده کفاك منه لهیب النار فی کبده

حسد کرنے والے اور اس کے رنج وغم کو چھوڑ دو، تمہاری تسلی کے لئے وہی آگ کافی ہے جو اس کے جگر میں بھڑک رہی ہے۔

ان لمت ذا حسد نفست کربته وان ترکته عذبته بیده

اگر تم نے کسی حسد کرنے والے کو ملامت کیا تو گویا اس کی اذیت میں اس کو ڈھارس دی، اور اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا تو اسے خود اسی کے ہاتھوں اذیت دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا " ولا تناجشو" یہاں جس بخش سے ممانعت وارد ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جس سامان کو خریدنا مقصود نہ ہو، اس کی قیمت میں اضافہ کیا جائے، اور اس طرح وہ یا تو بیوپاری کا فائدہ کرنا چاہتا ہے، یا خریدار کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور اس کا مقصد خواہ کوئی ہو، لیکن وہ خیانت کرنے والا ہے، کیونکہ اس نے یا تو اپنے اوپر یا بیوپاری کے اوپر ظلم کیا یا خریدار پر زیادتی کی۔

" تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم، بروایت ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

پھر فرمایا: ایک دوسرے سے بغض مت رکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے سے بغض رکھنے سے اس لئے ممانعت فرمائی کہ اس سے ترک تعلق لازم آتا ہے، نیز آپ نے یہ بھی بتایا کہ بغض وحسد رکھنا پچھلی قوموں کا مرض ہے، آپ نے فرمایا: تم سے پہلے کے قوموں کی بیماری تمہارے اندر بھی سرایت کر چکی ہے، یہ بغض اور حسد ہے۔ بغض مونڈھ دینے والی شی ہے یہ بالوں کو نہیں بلکہ دین کو مونڈھ دیتی ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، جب تک تم مومن نہیں بنو گے، جنت میں نہیں جاؤ گے اور مومن اس وقت تک نہیں بنو گے، جب تک کہ آپس میں محبت نہ رکھو، سنو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے تمہارے اندر محبت پیدا ہو، آپس میں سلام کو زیادہ سے زیادہ عام کرو۔ (مسند احمد، مسلم، ترمذی، ضیاء مقدسی بروایت زبیر، بقول منذری اس کی اسناد جید ہے)

اسی نے کہا جاتا ہے کہ تین باتوں سے تمہارے بھائی کی محبت تمہارے لئے خالص ہوتی ہے جب ملاقات ہو، اس کو سلام کرو، بہتر سے بہتر نام لے کر اس کو پکارو، مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ رکھو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو اس طرح چھوڑے رکھے کہ جب دونوں کا آمنا سامنا ہو، یہ اس سے منہ پھیرلے اور وہ اس سے منہ پھیرلے اور ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑے رکھے گویا اس نے اسے قتل کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دو آدمیوں کے بارے میں اصلاح کی کوشش کرنے والوں کو ان کی کوشش تیز سے تیز تر کرنے کے لئے کہا ہے، جو دو غصہ ہونے اور دوری اختیار کرنے والوں کے درمیان نزدیکی پیدا کر دیں۔ آپ نے فرمایا، "سنو کیا میں تمہیں نماز اور روزہ سے افضل شی نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا، آپس کی ناچاقی کی اصلاح کرنا، اس لئے کہ ناچاقی اور اختلافات مونڈھ دینے والی چیز ہے۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء: ۱۱۴)

ان کی بہت ساری سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں مگر وہی جو خیرات، یا نیکی یا لوگوں کے درمیان باہمی اصلاح کا حکم دے اور جو کوئی ایسا اس لئے کرے گا تاکہ اسے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو تو عنقریب ہم اسے عظیم اجر سے نوازیں گے۔

اور نماز باجماعت کی مشروعیت محض اسی لئے ہے تاکہ دلوں کا دلوں سے ربط بیش از بیش ہو۔ پھر فرمایا، "اور کوئی کسی کی بکری پر بکری نہ کرے۔" اس ممانعت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے خرید و فروخت کرتے ہوئے کسی مقررہ دام پر ان کا اتفاق ہونے والا ہی ہوتا ہے کہ ایک تیسرا آدمی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس دام سے کم دام پر فروخت کے لئے راضی ہوں ظاہر ہے اس تیسرے کا یہ فعل حرام ہے کیونکہ اس طرح وہ متعلقہ بیوپاری کو ضرر پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ایک کے سودے پر دوسرے کے سودے کی ممانعت وارد ہے۔ اس کی صورت بھی یہی ہے کہ مثلاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدار اور بیوپاری کسی قیمت پر متفق ہو رہے تھے اور اب محض قبول کرنا رہ گیا تھا کہ ایک شخص اٹھ کر کہتا ہے کہ میں اس قیمت سے زیادہ قیمت دینا چاہتا ہوں اور اس طرح دراصل وہ اس سودے سے پہلے شخص کو ہی بے دخل کرنا چاہتا تھا، لہٰذا سودے پر اس قسم کی سودے بازی کرنا بھی حرام ہے۔ البتہ اگر نیلام کی صورت ہو، جس میں ایک شخص بڑھا کر بولی بولتا ہے، دوسرا اس سے زیادہ بولی بولتا ہے تو اس بحری میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور جس طرح دوسرے کے سودے پر سودے بازی حرام ہے اسی طرح ایک کی منگنی پر منگنی کرنا بھی حرام ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص نے کسی خاندان کی لڑکی سے شادی کی بات چیت کی، اور بات پکی ہونے جا رہی تھی جس کا متعلقہ افراد کو یقین ہو چلا تھا کہ ایک تیسرا شخص بیچ میں پڑ کر پہلی منگنی کے قطعی برخلاف اپنے لئے منگنی کی بات چیت کرتا ہے۔ تو اس قسم کا عمل بھی حرام ہے کیونکہ پہلے منگنی کرنے والے کو اس سے ضرر ہوگا اور اس کی منگنی ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوگا۔

پھر فرمایا: "خدا کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، کیونکہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرے گا، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا، اور نہ اسے ذلیل کرے گا۔ یعنی سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ پاؤں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یونہی سچا مومن بھی وہی ہوتا ہے جس سے عام لوگوں کو خونریزی اور ڈکیتی کا خطرہ نہ ہو، اسی طرح مہاجر وہ ہے جو اللہ کی تمام منہیات سے یکلخت باز آجائے، کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے کیونکہ ظلم و زیادتی قیامت کے دن تاریکی اور تیرگی کی حامل ہوگی۔ یونہی اسے چاہئے کہ کسی مسلمان کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے، یا اسے ذلیل و خوار نہ کرے، کیونکہ ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کو کسی ایسی جگہ بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے
جہاں اس کی عزت و آبرو پر بٹہ لگنے کا ڈر ہو اور اس کی عصمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تارتار ہو رہی ہو، تو اللہ بھی اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا، جہاں وہ مدد اور نصرت کا طالب ہو گا۔

(مسند احمد، ابو داؤد، ضیاء بروایت جابر و ابو طلحہ بن سہل نیز ہیثمی نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد حسن ہے)

اور جو شخص کسی مومن کی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں اس کی آبرو لٹ رہی ہو، اور عصمت داغدار ہو رہی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کی ایسے موقع پر مدد کرتا ہے، جہاں وہ اعانت اور نصرت کا خواہاں ہو۔ کیونکہ یہ ذلت اور اہانت جو کسی مسلمان کے خلاف برتی جا رہی ہو، اس سے تکبر اور گھمنڈ پیدا ہوتا ہے اور قیامت کے دن گھمنڈیوں کو ذرے کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔ جنہیں لوگ اپنے پیروں سے روندیں گے، یہ اسی لئے ہو گا کہ دنیا میں یہ اوروں کو حقیر سمجھتے تھے اس لئے قیامت کے دن خود انھیں ویسا ہی بنا دیا جائے گا۔

واذا اردت شریف الناس کلهم فانظر الی ملك فی ذی مسکین

جب تمہیں شریف ترین انسان کی تلاش ہو تو کسی ایسے بادشاہ کو دیکھو جو فقیر کا لباس زیب تن کئے ہو۔

هذا الذی حسنت فی الناس سیرته وذاك یصلح للدنیا وللدین

یہ وہ ہے جس کی سیرت لوگوں کے اندر خوب تر ہوئی اور وہ دین دنیا کے لئے بہتر ہوا۔

اسی لئے فرمایا: کسی شخص کا یہی شر اس کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کی عزت، اس کی دولت اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

بڑی مجلس اور اجتماعات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو اس طرح دہرایا کرتے تھے، چنانچہ آپ فرماتے،

تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر حرام ہے۔ (خطبہ حجۃ الوداع)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتے ہیں ، کسی مسلمان کا مال حلال نہیں، تاوقتیکہ وہ خوش دلی سے راضی نہ ہو ۔ (خطبۂ حجۃ الوداع)

گویا زجر وتنبیہ کے ان کلمات کی اوٹ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندازہ تھا کہ آگے چل کر اشتراکیت اور کمیونزم کی کیسی کیسی بدعتیں رونما ہونگی جن کے ذریعہ لیڈران اور حکام نے مالداروں کی دولت ہتھیالی اور انھیں فقر وفاقہ پر مجبور کیا اور یہ محض نوایجاد اشتراکیت کی بنیاد پر ہوا ، جس کی بابت اللہ نے کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی، اسی کے ساتھ لوگوں کی عام حالت گرتی گئی ، حکومتیں قلاش ہوتی گئیں ، عوام فقر و ناداری کا شکار ہوئے تجارت اور لین دین جاتا رہا کھیتی باڑی اور نسلیں تباہ ہوئیں ، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ	اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ
فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِکَ	وہ بری ہم نشین ہے اور خیانت سے تیری
مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ	پناہ چاہتا ہوں ، کیونکہ وہ بدترین بھید ہے ۔

بھوک اور ناداری دنیا کا خسارہ ہے ، جبکہ خیانت آخرت کا خسارہ ہے ، نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ اور قرض سے بھی پناہ مانگی ہے ، چنانچہ آپ نے فرمایا ۔

آدمی جب قرض لیتا ہے ، تو گنہ گار ہوتا ہے ، کیونکہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے ۔

اور یہ صحیح ہے کہ گناہ آخرت کا خسارہ ہے ، جبکہ قرض اور تاوان دنیا کا نقصان ہے اور جو لوگ دولت کو بچانے کے لئے قتل کئے جائیں وہ لوگ بھی شہید ہوتے ہیں ، اس لئے کسی مسلمان کی دولت اس کی خوش دلی کے بغیر درست نہیں ہے ۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

تم میں سے بعض میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہیں ، شاید تم میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی دوسرے کی بہ نسبت زیادہ لسان اور چرب زبان ہوتا ہے
لہٰذا اگر میں نے کسی کو اس کے مسلمان بھائی کا حق کاٹ کر دیدیا۔
تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ گویا میں نے اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیا ہے۔
اب اسے اختیار ہے خواہ وہ اس آگ کے ٹکڑے کو گھٹائے یا بڑھائے۔

(مسلم) (بخاری ومسلم بروایت ام سلمہ انما انا بشر وانکم الخ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

(البقرۃ، ۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ
اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رشوت کے طور پر)
پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے تھوڑا بہت (جو کچھ
ہاتھ لگے) اس کو جان بوجھ کر ناجائز طور پر کھا جاؤ
حالانکہ تم یہ سب جانتے ہو۔

لہٰذا تمہیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں پر توبہ کرنی چاہئے اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرتے ہوئے، حرام سے بچنا چاہئے، اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نذر اور قسمیں

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جو سب کا والی تمام تعریف کے لائق ہے، سب سے اول پیدا کرنے اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس گواہی سے میں اس کے مزید فضل کا طالب ہوں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیغمبر اور رسول ہیں، اور کیا آزاد کیا غلام تمام انسانوں کے نبی ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر رحمت و برکت اور بہت بہت درود وسلام نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدۃ ۸۹)

اللہ تمہاری قسموں میں جو لغو ہوں ان پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا، البتہ ان قسموں پر مواخذہ کرے گا، جن کے لئے تم نے پکا ارادہ کیا ہو، تو ایسی قسم کے توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا ان کی سی پوشاک پہنانا ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے تو جو کوئی یہ (دونوں سے کوئی) نہ پا سکے اسے تین دن کا روزہ رکھنا ہوگا یہی تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب بھی تم قسمیں کھاؤ اور دیکھو اپنی قسموں کی حفاظت کرو ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو تمہارے لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر گذار بن سکو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قسم کھانا" اللہ نے اس لئے مشروع کیا کہ یہ امر الٰہی کی عظمت کی علامت ہے، نیز بندگان خدا کی آبرو، اور ان کے دھن دولت کی حفاظت کا باعث ہے نیز اس سے باہمی اختلافات کا سدباب ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اللہ کی قسم کھائیں، انھیں صداقت اور سچائی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے، اور جس کے سامنے اس طرح قسمیں کھائی جائیں، اسے بھی چاہیئے کہ وہ انھیں تسلیم کرے اور اس پر راضی برضا رہے، اس لئے کہ جو راضی نہیں ہوگا وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوگا۔

خدا کی یہ بھی رحمت ہے کہ بعض لوگ جو بات بات پر قسمیں کھاتے ہیں اور کوئی کرنے یا نہ کرنے کی بابت قسم کھا کر اپنے کسی دوست کی تعظیم کے لئے یوں کہتے ہیں کہ خدا کی قسم تم میرے گھر آؤ! یا خدا کی قسم تم میرا ذبح کیا ہوا جانور کھاؤ۔ اور اس کا دوست یہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں تمہارے گھر نہیں آؤں گا، یا خدا کی قسم میں تمہارا ذبیحہ نہیں کھاؤں گا، تو اللہ کا یہ کرم ہے کہ اس قسم کو اس نے لغو قرار دیا جس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ اللہ تمہاری قسموں میں جو لغو ہوں ان پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا۔ (المائدہ)

اسی طرح یہ قسم بھی لغو شمار ہوگی جیسے کوئی کہے، اللہ کی قسم اگر اللہ نے چاہا تو میں یہ کروں گا، اب اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔

جس قسم سے مسلمان کا حق مارا جائے، یا اس کی آبرو اور خون مباح کر لیا جائے، ایسی قسم کو یمین غموس کہتے ہیں۔ اس کو غموس اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ قسم کھا کر آدمی گناہ میں غرق ہوتا ہے اور پھر جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جو کوئی ایسی قسم کھاتا ہے جس کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کے
حق کو ہڑپ کرنا چاہے اور اس طرح گناہ کا مرتکب ہو تو اس کا سامنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے اس طرح ہوگا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا، صحابہ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ! خواہ وہ کوئی معمولی چیز ہو، آپ نے فرمایا، خواہ وہ اراک (پیلو) کی کوئی ٹہنی ہو۔

(بخاری ومسلم، نیز مسلم بروایت ابو امامہ)

یمین غموس جس سے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کیا جائے، ایسی قسم اللہ کے نزدیک بھی کبیرہ گناہ میں شامل ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

کبیرہ گناہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا کسی کو ناحق مار ڈالنا، جسے قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہو اور گناہ کی قسم (یمین غموس) کھانا،

اس روایت میں آپ نے یمین غموس کو شرک اور ناحق قتل کے ساتھ شمار فرمایا ہے۔ جو لوگ مسلمان کا مال جھوٹی قسم کھا کر جان بوجھ کر ہڑپ کرتے ہیں، ایسے لوگ گویا اپنی دنیا کو آخرت کے بدلہ میں بیچ دیتے ہیں اور معمولی پونجی کے حصول کے درپے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ (آل عمران ۷۷)	جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی خریدتے ہیں، وہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اور جو لوگ دنیا لے کر آخرت کو بیچ ڈالتے ہیں، یہ زبردست خسارے میں ہوتے ہیں اور ان سے زیادہ نقصان میں وہ لوگ ہیں جو کسی غیر کی دنیا کے عوض اپنی آخرت ہی فروخت کر ڈالیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ،

جس شخص کے پاس اس کے بھائی کا ظلماً لیا ہوا کوئی سامان یا کوئی چیز ہو، تو اسے چاہئے کہ اس دن سے پہلے اسے حلال کرالے جبکہ درہم یا دینار کوئی شی اس کے کام نہیں آئے گی ، ہاں اگر اس نے کوئی نیک کام کیا ہوگا، تو اس کے مظالم کے بقدر اس سے نیکی لے لی جائے گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں بھی باقی نہیں رہیں گی، تو دوسرے کی برائیاں لے لی جائیں گی اور اس شخص پر لاد دی جائیں گی ۔

(بخاری، ترمذی ، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز آپ نے فرمایا :

تم میں سے بعض میرے پاس آکر اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کرتے ہو ۔ تم میں سے کوئی کچھ زیادہ ہی چرب زبان ہوتا ہے ، اور دوسرے کی بہ نسبت زوردار دلیل دیتا ہے جبکہ میں اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں ، جو میں تمہاری زبانی سنتا ہوں ، اس لئے تم میں سے جس کسی کو میں اس کے بھائی کا کوئی حق حوالہ کر دوں ، اسے چاہئے کہ (اگر وہ حقیقت میں حق بجانب نہ ہو تو) اس کو ہرگز نہ لے ، کیونکہ اس صورت میں میں اس کے لئے گویا آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دوں گا ۔ اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ اس ٹکڑے کو کم کرے یا زیادہ کرے ۔

(بخاری و مسلم بروایت ام سلمہ)

یہ قسم جس کے ذریعہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کا مال لینے کے درپے ہوتا ہے ، اس کا تدارک کسی کفارہ سے کبھی بھی ممکن نہیں ہوگا ، تاوقتیکہ بندہ اللہ کے حضور توبہ نہ کرے ، اس گناہ سے باز آجائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس چیز کو ظلماً اس نے اپنے بھائی سے لیا ہے اس کو واپس نہ کرے، اس قسم کا کفارہ بس یہی ہوگا اور یمین کا کفارہ ارشاد خداوندی کے مطابق یہ ہے کہ جس بستی میں وہ آباد ہے وہاں کی خوراک کے لحاظ سے دس مسکینوں کی خوراک فراہم کرے۔ ہر مسکین کی طرف سے ایک مد گیہوں یا چاول دے اور اگر جو کھانا خود کھاتا ہے، ایسا ہی کھانا دس مسکینوں کو کھلائے تو بھی کافی ہوگا، اس لئے کہ اللہ نے کھلانے کا ذکر کیا ہے، مالک بنانے وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیمت کی ادائیگی کی اجازت دی ہے اور اسی کو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔ جبکہ یہ صورت فقیروں کے لئے زیادہ نفع بخش ہو، موجودہ زمانہ میں ایک مسکین کی خورش کا اندازہ ۴ ریال کی بقدر کیا گیا ہے، یا پھر دس مسکینوں کو پوشاک دی جائے گی۔ مردوں عورتوں کی پوشاک کا حکم یکساں ہے۔ مثلاً عورت کو ایسی پوشاک دی جائے، جو اس کے لئے نماز کی خاطر کافی ہو۔ یا پھر غلام آزاد کرے، اور اگر کفارۂ یمین کی یہ صورتیں بھی مہیا نہ ہوں تو اسے لگاتار تین روزے رکھنے چاہئیں، کفارہ یمین کی یہ تین صورتیں ہیں اور قسم کھا کر ان کا تحفظ کرنا ضروری ہے۔ اس کے تحفظ کی شکلیں یہ ہیں کہ مومن قسم کھاتے ہوئے اس کی عظمت اور بڑائی کا اپنے دل میں تصور کرے، جب قسم کھائے تو یہ لحاظ رکھے کہ اس کی قسم سچی ہو، اگر کوئی قسم کھائے اور اسے توڑ بیٹھے تو اسے چاہئے کہ قسم کا فوری کفارہ ادا کرے اور جھوٹی قسم کھانے سے سختی سے پرہیز کرے، کیونکہ جھوٹی قسم کھانے سے جڑ بنیاد اور نسلیں سب تباہ ہو جاتی ہیں اور بھرے پرے گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

> جو کوئی اللہ کی قسم کھائے اسے چاہئے کہ (قسم کھا کر) سچی بات ہی کہے، اور جس کے سامنے قسم کھائی جائے اسے چاہئے کہ اس قسم کو تسلیم کرے، اور جس نے تسلیم نہیں کیا، وہ اللہ کی طرف سے (کوئی چیز پر) نہ ہوگا۔ (ابن ماجہ باسناد حسن، بروایت ابن عمر، یزان کی ایک حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روایت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے)

خرید و فروخت میں بار بار قسم کھانے سے سودے میں نفع کی توقع ہوتی ہے، لیکن بار بار قسم کھانے سے سودے کی برکت چلی جاتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ سچی جھوٹی قسم اللہ کو پسند نہیں، البتہ سچی قسم پر کوئی جبر و اکراہ یا مذمت نہیں، نہ اس پر کوئی ملامت وارد ہے، کیونکہ ربِ حکیم نے رفع نزاع اور ترک خصومت کے لئے قسم کو مشروع کیا ہے تاکہ خونریزی اور ڈکیتی سے تحفظ ہو اور اسی لئے نماز اور روزہ بھی مشروع ہوا ہے۔ کسی حق کے منکر کے مقابلہ میں ایک مومن کا شعار یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے حق کو اخلاص کے ساتھ ثابت کرتا ہے اور جھوٹے پر عذاب الٰہی کو لازم کرتا ہے، اور یہ ثابت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے اپنے مملوکہ مال کے لئے، یوں ہی حضرت ابن عمر نے بھی قسم کھائی ہے نیز اصحاب کرام نے اپنے مالکانہ حقوق کے لئے قسم کھائی ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ اور اگر کسی نے اس بارے میں استفسار کیا تو انھوں نے کہا تھا کہ میں اپنے حق کے لئے کیوں نہ قسم کھاؤں جبکہ اللہ نے اپنے نبی حق کو اثبات حق کے لئے قسم کھائی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم و بیش اسی مقامات پر قسم کھائی ہے۔ اب اگر کسی شخص کے اس کی دولت میں کوئی حق ہو اور فریق مخالف اس سے انکاری ہو، تو اسے قسم کھانے کی اجازت ہے تاکہ اس کا حق اسے حاصل ہو، اور فریق مخالف ظلم و زیادتی سے محفوظ رہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی کو گواہی پیش کرنے اور منکر کو قسم کھانے کی تاکید فرمائی ہے۔ نیز آپ نے شاہد کیساتھ ساتھ قسم کا بھی حکم فرمایا ہے۔

بدعت پر مبنی قسم جس سے اجتناب واجب ہے۔ طلاق کی قسم کھالینا ہے، اور یہ فاسق کی قسم ہے۔ بعض لوگ تمہیں ایسے بھی ملیں گے کہ جب ان کے سامنے قسم کھائی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں جب تک تم طلاق کی قسم نہیں کھاؤ گے، میں راضی نہیں ہوں گا، حالانکہ طلاق کی اس قسم کی بہ نسبت اللہ کی قسم کا احترام کہیں زیادہ ہے، کیونکہ طلاق کی قسم کا شمار بدعت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے اور چونکہ یہ قسم بکثرت وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی بابت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ہم کہیں گے۔

جس نے کسی شخص کے خلاف طلاق کی قسم کھاتے ہوئے کہا کہ وہ اس کے گھر آئے۔ یا اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھائے۔ اب جس کے خلاف قسم کھائی وہ اعراض کرنے پر مصر ہے چنانچہ نہ وہ اس کے گھر آرہا ہے۔ نہ اس کا ذبیحہ کھا رہا ہے تو اس صورت میں اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی، اور اس پر کفارہ بھی نہیں آئے گا، کیونکہ یہ یمین لغو کی قبیل سے ہے، جس پر کفارہ نہیں، پھر کفارہ واجب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ بااختیار ہو کر وہ حانث ہو جبکہ مذکورہ شخص دباؤ میں پڑ کر حانث ہو رہا ہے، لہٰذا اس پر کفارہ عائد نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر طلاق کی قسم کھالے، مثلاً یوں کہے کہ اگر میں نے تمہارا کھانا کھالیا تو مجھ پر طلاق دینا لازم ہوا، اور اس قسم کے بعد اس نے کھانا کھالیا، یا اگر میں فلاں چیز تمہیں دوں تو مجھ پر طلاق لازم ہوا، پھر اس نے نہیں دیا، یا یہ کہا کہ مجھ پر طلاق لازم ہوا اگر میری بیوی میرے گھر سے نہ نکلی، پھر وہ اس کی اجازت سے نکلی غرض یہ اور ان جیسی متعدد صورتوں میں جو کوئی اس طرح قسمیں کھائے، پھر قسم توڑ بیٹھے، تو ہم فتویٰ دیں گے کہ اس کی اہلیہ کو طلاق نہیں ہوگی، بلکہ اسے کفارہ یمین دینا ہوگا، کیونکہ اس کی یہ قسم قابل کفارہ ہے۔

یوں ہی علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے اور یہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے، کیونکہ اس قسم کھانے والے نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا، بلکہ اپنی بیوی کو سختی سے منع کرنے کے لئے قسم کھالی، یا اپنے دوست کے ساتھ نرمی کے لئے اس کی خاطر ذبح کئے گئے جانور کو کھانے سے گریز کیا، لہٰذا اس کا مقصد اپنے دوست کو تکلیف نہ دینا اور اس کا اکرام کرنا ہے۔ اب اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذبیحہ کے بعد اس نے اس میں سے کچھ کھالیا، تو اسے کفارہ یمین کے علاوہ کچھ بھی واجب نہیں ہوگا، اور نہ کھانے پر مصر رہنے سے کھالینا افضل ہے، کیونکہ اس سے اس کا مسلمان بھائی خوش بھی ہوگا، اور اس کی اہلیہ پر طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

جس قسم کے انعقاد پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ یہ وہ قسم ہے جس کی قسم کھانے والا اپنے اوپر تاکید کرتا ہے۔ مثلاً یوں کہتا ہے کہ وہ فلاں کے گھر میں داخل نہیں ہوگا، لیکن اس کے باوجود داخل ہوگیا، یا قسم کھائی تھی کہ فلاں کا کھانا نہیں کھائے گا، پھر کھالیا۔

یا یہ قسم کھائی تھی کہ اس کے لئے کیا گیا ذبیحہ نہیں کھائے گا، پھر اسے کھالیا۔ تو اس قسم کو یمین منعقدہ کہیں گے، جو کوئی یہ قسم کھائے، پھر حانث ہو جائے تو اسے کفارہ دینا ہوگا، البتہ ایک مومن کا یہ شیوہ ہوتا ہے کہ اس کی قسم اسے نیکی، بھلائی، صلہ رحمی، اور قرابت داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی سے باز نہیں رکھتی، مثلاً اگر کوئی قسم کھاتا ہے کہ وہ اپنے قرابت دار یا پڑوسی کو سلام نہیں کرے گا، یا اس کے ساتھ کھانا نہیں کھائے گا، یا اس کے گھر میں نہیں جائے گا۔ غرض یہ اور اسی قسم کے بعض کام سے باز آنے کی قسم کھائی۔ تو ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قسم پر اصرار نہ کرے، یہاں تک کہ اگر کوئی اسے یہ کہے کہ فلاں رشتہ دار یا پڑوسی کو سلام کیوں نہیں کرتے ہو؟ تو جواب میں وہ یوں کہے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس سے سلام کلام نہیں کروں گا، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ: ۲۲۴)

اور اللہ کے نام کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ (اس کی آڑ لے کر) لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور پرہیزگاری کرنے اور صلح صفائی کرانے سے (رک جاؤ) اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اپنی قسم کو ایسا نشانہ مت بناؤ جو تمہیں نیکی بھلائی اور صلہ رحمی کے کاموں سے باز رکھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! جب تم کوئی قسم کھاؤ، پھر اس سے بہتر کوئی صورت پاؤ تو وہی کرو جو بہتر ہو، اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ (بخاری و مسلم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں چند اشعری لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے آپ سے سواری کا سوال کیا، آپ نے فرمایا، خدا کی قسم میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ اس وقت میرے پاس سواری ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر جتنی دیر خدا کو منظور تھا، ہم ٹھہرے رہے اور اسی اثنا میں آپ کے پاس تین سانڈنیاں نہایت خوبصورت لائی گئیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان پر سوار کیا، جب ہم چلے تو ہم نے کہا ان سواریوں میں ہمارے واسطے برکت نہیں ہے۔ کیونکہ جب ہم نے حضور سے سواری مانگی تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ تم کو سواری نہیں دوں گا، پھر آپ نے ہم کو سواریاں عنایت فرمائیں، چلو الٹے پھرو۔ حضور کو ہم یاد دلائیں، چنانچہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو آپ کی قسم یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا، میں نے تم کو سواری نہیں دی، بلکہ خدا نے تمہیں سواری دی ہے اور بخدا میں جو قسم کھاتا ہوں، اور پھر اس سے بہتر اس کے خلاف دیکھتا ہوں تو میں اس کو کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دیدیتا ہوں۔

کہنے سننے کا سب سے زیادہ مفید ثمرہ یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا جن افراد اور ان کے قرابت داروں اور پڑوسیوں کے درمیان قطع تعلق یا کسی قسم کی دوری ہو، یا اس نے بات نہ کرنے، سلام نہ کرنے، یا ساتھ میں نہ کھانے کی قسم کھالی ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اسے چاہیئے کہ درگذر سے کام لے، اور طلب ثواب کے لئے اسے بخش دے، نیز اس لئے بھی معاف کر دے کہ کہیں خود اسے عذاب نہ ہو۔ لہٰذا آپس میں سلام کلام رکھیں، ایک دوسرے کی دعوت پر لبیک کہیں، ساتھ میں کھانا کھائیں اور اپنی قسموں کا کفارہ ادا کریں تا کہ قسمیں محفوظ رہ سکیں۔

ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے اندر تم سے پہلے قوموں کی بیماریاں جیسے بغض، حسد وغیرہ پیوست ہو چکے ہیں جو مونڈھ دینے والی ہیں۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ بالوں کو مونڈھ دیتی ہیں۔ (نہیں) بلکہ یہ دین کو مونڈھ دیتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک تمہارے اندر باہم محبت نہ ہوگی، تم ایمان والے نہیں بنو گے۔ سنو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جسے تم انجام دو تو آپس میں محبت پیدا ہو۔ وہ یہ کہ تم سلام کو عام کرو۔

(مسند احمد، مسلم، ترمذی، ضیاء)

بدعت پر مبنی من گھڑت قسمیں یہ ہیں کہ غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں، جیسے اپنے یا اپنے بیٹے کی سر کی قسم کھائے، یہاں تک کہ رسول کی قسم کھانا بھی ہرگز درست نہیں ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے، ورنہ چپ رہے۔ (مالکؒ، بخاریؒ، مسلم بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا، یا (فرمایا) شرک کیا[1]۔ اور یہ بھی فرمایا جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابو داود)

---

[1] ترمذیؒ، اور انہوں نے اس کو حسن کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، حاکم، آخر الذکر نے اس روایت کو شیخین کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم کھانا بھی عبادت کے عموم میں داخل ہے ۔ لہٰذا یہ عبادت اور بندگی بھی صرف اللہ کے لیے ہی ہونی چاہیئے ۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ نے فرمایا ۔

" اپنے باپ کی اور اپنی ماؤں کی قسمیں مت کھاؤ ۔ اور اللہ کی قسم بھی اسی وقت کھاؤ جب تم سچے رہو "

یونہی جو لوگ اس طرح قسم کھاتے ہیں کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں یہودی ہو جاؤں گا ، یا اگر ویسا نہ کیا تو میں نصرانی بن جاؤں گا ۔ تو اس قسم کی قسمیں بھی منکر میں شمار ہونگی ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے ملت اسلامیہ کے علاوہ کوئی جھوٹی قسم کھائی ، تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسی اس نے قسم کھائی ہے ۔ (بخاری ، مسلم) اور مومن کو لعن طعن کرنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے ۔ (ابو قتادہؓ) ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے یوں کہا : اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں یہودی یا نصرانی ہوں گا ، اب اگر اس نے جھوٹی قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہوگا ، اور اگر سچا بھی ہوگا تو اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا ۔ (اس کا بعض حصہ حضرت بریدہؓ سے منقول ہے ۔ " جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں " اس کو ابو داود ، ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے ۔) غرض ناپسندیدہ اخلاق ، اور گندہ کردار و گفتار سے ہم بس اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ۔

رہا مشروع اور ممنوع نذر کا حکم تو اس کی بابت ہمیں جاننا چاہئے کہ نذر ماننا کوئی مستحب عمل نہیں ، کیونکہ نذر میں آدمی اپنے اوپر ایسی چیز کو واجب کرتا ہے جسے اللہ نے اس پر واجب نہیں ٹھہرایا ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

نذر کسی بھلائی کا باعث نہیں ، اس کے ذریعہ بخیل کی گرہ سے کچھ نکال لیا جاتا ہے ۔ (اس کا بعض حصہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ۔ " جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو ابوداود، ابن ماجہ، اور حاکم نے نقل کیا)

جو کوئی مباح نذر مانے گا، اس کی نذر کے مطابق اسے پابندی کرنی ہوگی،

نذر کی مختلف قسمیں ہیں ۱۔ نذر اطاعت ۲۔ نذر معصیت

نذر اطاعت یہ ہے کہ مثلاً یوں کہے، اگر اللہ میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے بیٹے کی شادی ہوجائے، یا فلاں آدمی سفر سے واپس آجائے تو اللہ کے لئے میں روزہ رکھوں گا، یا فلاں شی خیرات کروں گا، یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا۔ یہ نذر اطاعت ہے۔ اور اس کی تکمیل ضروری ہے، کیونکہ جو لوگ نذر پوری کرتے ہیں اللہ نے ان کی تعریف کی ہے۔

اور حدیث میں ہے، جس نے اطاعت خداوندی کی نذر مانی اسے چاہئے کہ اپنے رب کی اطاعت کرے، (بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

اسی طرح جس نے ایک یا دو جانور ذبح کرنے کی نذر مانی اسے بھی اپنی نذر کی تکمیل کرنی چاہئے اور جو کوئی بڑھاپے، بیماری یا کسی اور وجہ سے روزہ یا حج کی نذر کو پوری نہ کرسکے یا اسے استطاعت نہ ہو اور نذر پوری نہ کرسکے تو اسے قسم کا کفارہ دینا چاہیئے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ایک شخص جن کی کنیت ابو اسرائیل تھی، انھوں نے پاپیادہ اور کسی قسم کا سایہ لئے بغیر حج کی نذر مانی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ سوار ہوں اور سایہ لیتے ہوئے حج کریں، اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں۔ اور جس کا انتقال ایسی صورت میں ہو کہ اس پر نماز، روزے، یا خیرات کی نذر ہو تو اس کے ولی کو چاہیئے کہ اس کی نذر کو پوری کرے کیونکہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکی، اور انتقال کرگئی، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں حج کرلو۔ اگر تمہاری والدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقروض ہوتیں تو کیا تم اس کا قرض ادا نہ کرتیں۔ لہٰذا اللہ کا قرض ادا کرو۔ کیونکہ وہ کہیں زیادہ ادائیگی کے لائق ہے۔ (بخاری بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا۔ جو کوئی مرجائے، اور اس پر کچھ روزے ہوں تو اس کے ولی کو روزہ رکھ لینا چاہئے، (بخاریؒ، مسلمؒ بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر صوم نذر سے فرمائی ہے کیونکہ اس کی قضا واجب ہے۔

نذر کی دوسری قسم نذر معصیت ہے، اس کی صورت یہ ہے جیسے کوئی یہ قسم کھائے کہ وہ اپنے قرابت دار سے بات چیت نہیں کرے گا، اسے سلام نہیں کرے گا، یا پڑوسی سے سلام کلام نہیں کرے گا۔ یا اس کے گھر نہیں جائے گا، یا اس کے گھر کھانا نہیں کھائے گا، یا یہ نذر مانی کہ اس کی بیٹی کا نکاح کسی ایسے ہی مرد سے کرے گا، جس سے اس کی بیٹی نکاح نہیں کرنا چاہے گی، اس قسم کی نذر کی تلافی ہرگز جائز نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے۔

جس نے معصیت کی نذر مانی اسے اللہ کی معصیت ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

(مسند احمدؒ، بخاریؒ، ابو داودؒ، نسائیؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

اسی قسم کی ایک حرکت وہ ہے جو ایرانی کرتے ہیں، کہ اپنی دولت کسی معین آدمی کے لئے نذر کے طور پر مقرر کر لیتے ہیں، تاکہ وارث کو انھیں حصہ نہ دینا پڑے، ظاہر ہے اس قسم کی نذر سراسر بدعت اور غیر مشروع ہے جس کی ادائیگی قطعی جائز نہیں، کیونکہ اس قسم کی نذر سے اللہ کے فرائض میں ٹال مٹول مقصود ہے، جبکہ اللہ نے ہر حقدار کو اس کے حق سے نوازا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جو کوئی ایسا عمل کرے جس کے مطابق ہمارا (اسلام کا یہ) معاملہ نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اس قسم کی نذر نذر معصیت متصور ہو گی، اور حدیث میں ہے۔

"جس نے نامزد کئے بغیر کوئی نذر مانی تو اس کا کفارہ، کفارہ یمین کے مطابق ہے۔ (ابن ماجہ، اسناد حسن ہے)

اور جو کوئی ایسی نذر مانے جس کی اسے طاقت نہ ہو تو اسے بھی کفارہ یمین دینا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ، فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

(التوبۃ: ۷۵-۷۷)

ان میں بعض وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے بخش دیا، تو ہم خیرات کریں گے، اور صالحین میں بالضرور شامل ہوں گے پھر جب اللہ نے انھیں اپنے فضل سے نوازا تو انھوں نے بخل کیا اور اعراض کیا اور پشت پھیر لی، تو اس نے بھی ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق کا بیج بو دیا، جب وہ اپنے رب سے ملیں گے کیونکہ انھوں نے اللہ سے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی، اور اس لئے بھی کہ انھوں نے جھٹلایا۔

صحیحین میں حضرت عمران بن حصینؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تم میں بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ بہتر ہیں، جو ان کے بعد آئیں،
پھر وہ بہتر ہیں جو ان کے بعد آئیں، (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے
یاد نہیں آپ نے اپنے زمانے کے بعد (کے زمانے کی بابت) دو مرتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا یا تین مرتبہ۔ (پھر فرمایا کہ) اس کے بعد ایسی قوم آئے گی جو گواہی دے گی، جبکہ ان سے گواہی طلب بھی نہیں کی جائیگی جو خیانت کریں گے، اور امانت داری نہیں برتیں گے، نذریانیں دیں گے، لیکن اسے پوری نہیں کریں گے۔ اور ان کے اندر موٹاپا نمودار ہوگا، (متفق علیہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بروایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

لہٰذا تمہیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے، نیز فرائض خداوندی کی نگہداشت کرنی چاہئے اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

* * *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت

اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ دریا دلی سے کام لے اور اذیت برداشت کرے

تمام تعریفیں اللہ کے لئے خاص ہیں جو نہایت محبت کرنے والا ہے ہم اس کے شکر گذار ہیں اور اس کے فضل عمیم کے طلب گار ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ مخلصانہ گواہی ہے جو دین کی بنیاد ہے۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ رسول ہیں، جنھیں مقام محمود بطور خاص نصیب ہوا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد منجملہ اسلامی حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا چپ رہے اور جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ اور جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔
>
> (بخاری، مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کی بابت مجھے اس حد تک وصیت کرتے رہے کہ میں نے گمان کیا، کہیں اسے وارث نہ بنا دیا جائے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ نے جس طرح تمہارے درمیان روزی کو تقسیم کیا ہے اسی طرح تمہارے درمیان تمہاری عادات اور کردار کو بھی تقسیم کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دنیا ہر کسی کو دیدیتا ہے خواہ اس کو محبوب رکھے یا نہ رکھے، لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔ اس لئے جو لوگ آج دیندار ہیں وہ اللہ کے چہیتے ہیں، اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوگا، جب تک کہ اس کا دل اور اس کی زبان مسلمان نہ ہو، اور جب تک اس کا پڑوسی اس کی ہلاکت خیزی سے محفوظ نہ ہوگا، اس کا ایمان بھی کامل نہ ہوگا، اور جو بندہ حرام مال کمائے گا، پھر اس میں جس قدر افزائش ہوگی، یا جتنا وہ اس میں صدقہ اور خیرات کرے گا، اور آگے کے لئے اس کو ذخیرہ بنانا چاہے گا، یا پس انداز کر کے اسے اکٹھا کرنا چاہے گا، تو وہ اس کے لئے دوزخ کا ایندھن بنے گا، پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے، کیونکہ خباثت خباثت سے نہیں مٹتی۔ (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلم خواتین کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے لئے آمادہ کرتے تھے، آپ فرماتے تھے۔

اے مسلم خواتین کا گروہ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ جانے خواہ (اس کی طرف سے آئی ہوئی چیز) بکری کی کھر ہی کیوں نہ ہو، (بخاری ومسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آپ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

ابوذر! شوربہ پکاؤ، تو پانی بڑھادو اور اپنے پڑوسیوں کا لحاظ کرو۔ (مسلم بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ)

یہ اسی لئے کہ موجود ہو تو آدمی سخاوت بھی کرتا ہے۔ اب اگر زیادہ کی مقدرت نہ ہو، تو کم سے بخل نہیں کرے گا۔ اور جیسا موقعہ ہو، اس کے مطابق بات بھی مناسب ہوتی ہے اور یہ صحیح ہے کہ کبھی ایک فقیر کا ایک درہم کسی مالدار کے سو درہم پر بھاری ہو جاتا ہے۔

خود اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اپنی پشت پر بوجھ لادتے تھے، اور مزدوری خیرات کر دیا کرتے تھے، افضل ترین خیرات کم سے کم پانے والے کی کوشش ہے۔ اللہ کے نزدیک بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو اور سخاوت کرنے اور اذیت برداشت کرنے سے پڑوسی کے تعلقات استوار بھی ہوتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں عرب بہتر پڑوس کی وجہ سے باہم فخر کرتے تھے اور اس امر پر اظہار مسرت کرتے تھے کہ ان میں سے بہت سے پڑوسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو قربان بھی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

عف الازار نیال جارۃ بیتہ ارفادہ و بجانب الارفاثا

شاعر ایسے آدمی کی بزرگی اور اس کی شرافت کو نمایاں کرتا ہے جو نکوکار اور پاکدامن ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اپنے پڑوسی کی عزت و حرمت کو بچائے رکھتا ہے اور اس کا پڑوسی بھی اس کی سخاوت اور نیکی کے اثرات سے مستفید ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا،

خدا کی قسم مومن نہیں، خدا کی قسم مومن نہیں، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون؟ آپ نے فرمایا، وہ جس کا پڑوسی اس کی ہلاکت خیزی سے محفوظ نہ رہ سکے۔

حدیث میں مشہور لفظ بوائق سے مراد شرارت، خیانت اور دھوکہ دہی ہے جس کا پڑوسی اپنے پڑوسی سے مطمئن نہ ہو، گھر بار، اور اہل و عیال کی عزت و آبرو اس کے سامنے یا پیٹھ پیچھے اس سے محفوظ نہ ہو ایسا آدمی مومن نہیں ہوگا۔ کیونکہ مومن اسم بامسمیٰ ہوتا ہے اور اس کی ذات سے اوروں کا خون اور مال اور ان کی خواتین سب کچھ محفوظ ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

اے وہ گروہ جو زبان سے تو مسلمان ہوا، لیکن ایمان ابھی اس کے دل میں جاگزیں نہیں ہوا، دیکھو! مسلمانوں کو مت ستاؤ، ان کی بے پردگی کے لئے ان کی ٹوہ میں مت رہو، اس لئے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو بے پردہ کرنے کے لئے اس کی ٹوہ میں ہوگا، اللہ بھی اس کی ٹوہ میں ہوگا، اور اللہ جس کی ٹوہ میں ہوگا۔ اسے ذلیل کر کے رہے گا، خواہ وہ اپنے گھر کے بیچ کیوں نہ ہو، (ترمذی، صحیح ابن حبان۔ البتہ آخر الذکر کے الفاظ یہ ہیں، اسے ذلیل کر کے رہے گا، خواہ وہ اپنے کجاوے کے اندر کیوں نہ ہو)

لاتلتمسوا من مساوی الناس ما ستروا فیکشف اللہ سترا من مساویکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی پوشیدہ برائیوں کی ٹوہ میں مت رہو، ورنہ اللہ بھی تمہاری چھپی ہوئی برائیوں کو کھول دے گا۔

واذکر محاسن مافیھم اذا ذکروا ولاتعب احدا منھم بمافیکا

جب ان کا تذکرہ ہو تو ان کے محاسن ہی گناؤ، اور جو عیب تمہارے اندر ہو ان کا الزام ان پر مت لگاؤ۔

اچھے برے کردار، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور بدسلوکی کے لحاظ سے لوگوں کی حیثیت مختلف ہوتی ہے، کیونکہ بعض افراد پرہیز گار، اور بعضے گنہگار ہوتے ہیں، کوئی نیک اور کوئی بد ہوتا ہے۔ اسی لئے مقولہ ہے کہ گھر لینے سے قبل پڑوسی اور راستہ چلنے سے پہلے ساتھی کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

یقولون قبل الدار جار موافق وقبل الطریق النھج انس رقیق

لوگ کہا کرتے ہیں کہ گھر سے پہلے موافق پڑوسی تلاش کر لو۔ اور واضح راستہ سے پہلے موافق دوست کو متعین کر لو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے،

اے اللہ رہائشی زندگی میں برے پڑوسی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، جبکہ صحرائی پڑوسی تو ادھر ادھر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ (صحیح ابن حبان بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی سعادت یہ ہے کہ اچھا پڑوسی، نیک عورت، اور کشادہ گھر ملے۔ جبکہ اس جہان کی بدبختی یہ ہے کہ پڑوسی برا، عورت بری، اور گھر تنگ رہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے پڑوسی کی شکایت کی، آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذیت رسانی پر صبر کی تاکید فرمائی، پھر وہ شخص دوبارہ آیا، آپ نے دوبارہ یہی فرمایا، جب وہ تیسری مرتبہ آیا تو آپ نے فرمایا، اپنا سامان سڑک پر ڈال دو، انھوں نے ڈال دیا۔ اب جو کوئی ادھر سے گذرتا، اس سے استفسار کرتا اور حقیقت حال کا علم ہونے پر اس پڑوسی کو برا بھلا کہتا، آخر اس کا پڑوسی دق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی بدکرداری پر معذرت چاہی۔ آپ نے فرمایا، لوگوں کی لعنت ملامت سے پہلے خود اللہ نے تم پر لعنت کی ہے۔ (ابوداؤد، صحیح ابن حبان، حاکم، آخر الذکر نے اس کو مسلم کی شرط کے مطابق صحیح کہا ہے)

کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، فلاں خاتون نماز روزے کی وجہ سے کافی مشہور ہے۔ البتہ وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو دکھ بھی پہونچاتی ہے، آپ نے فرمایا وہ آگ میں ہے۔ (احمد، بزار، صحیح ابن حبان، حاکم آخر الذکر نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے)

یہی وجہ ہے کہ فقہاء کہتے ہیں کہ برا پڑوس ہونا بھی گھر کے لئے عیب ہے۔ اور اگر کوئی کسی مکان کو خریدے اور اس کا پڑوسی برا ہو تو وہ مکان کو واپس لوٹا سکتا ہے۔ اور ایسا ہوا بھی کہ بعض لوگوں نے گراں قیمت مکانات خرید کر انھیں اونے پونے بیچنے پر راضی ہوئے اور اس کی وجہ محض یہ ہوتی تھی کہ انھیں اپنے پڑوسی سے تکلیف پہونچتی تھی، کسی شاعر نے کہا ہے۔

یلومونني اذ بعت بالرخص منزلي ۔ وماعلموا جارا هناك ينغض

اقساط پر (کم داموں) اپنا مکان فروخت کرنے پر وہ مجھے ملامت کرتے ہیں، انھیں معلوم نہیں کہ وہاں قریب میں ایسا پڑوسی ہے جس سے زندگی تلخ ہوتی ہے۔

فقلت لهم كفوا الملامة انها ۔ بجيرانها تغلو الديار وترخص

میں نے ان سے کہا ملامت کرو، کیونکہ پڑوسیوں کی وجہ سے گھر مہنگے یا سستے ہوتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ پڑوسیوں کی وجہ سے گھر سستے اور مہنگے ہوتے ہیں، بدترین پڑوسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہے جو لغزشوں کا پیچھا کرے، ڈھکی چھپی باتوں کی ٹوہ میں رہے، نیکی اور اچھائی دیکھے تو اسے ڈھانک لے، برائی دیکھے تو اسے طشت از بام کرے، حالانکہ قرآن کریم پڑوسیوں کے درمیان میل محبت اور اتحاد کے لئے زور دیتا ہے، لیکن عوام نے ان باتوں کو پلٹ کر رکھ دیا، جو انھیں کہی گئی تھیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے بدسلوکی، قطع رحمی، اور ترک تعلق کا شیوہ اختیار کیا، اور آج حال یہ ہے کہ آدمی اپنے پڑوسی کو سلام تک نہیں کرتا، عورت اپنی پڑوسن سے سلام کلام ترک کئے ہے۔ اور یہ ترک تعلقات اور دوری محض عورتوں اور بچوں کے نزاع کا شاخسانہ ہے۔ جبکہ یہ کتنی بڑی بے وفائی اور جفاکاری ہے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کو سلام نہ کرے اور اس کی جڑ اور بنیاد بھی کچھ نہ ہو، جبکہ کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے پڑوسی کو تین دن سے زیادہ بات چیت کئے بغیر چھوڑے رکھے، دونوں کی باہم ملاقات تو ہو، لیکن دونوں ہی ایک دوسرے سے کترا جائیں، اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے، پڑوسی کا پڑوسی پر یہ حق ہے کہ ملاقات کی صورت میں اسے سلام کرے، کھانے کی دعوت پر لبیک کہے، بیمار ہونے پر اس کی عیادت کرے، معذوری کی صورت میں جیسے بڑھاپے یا بیوہ خاتون ہونے کی صورت میں اس کا سودا سلف بازار سے لا دیا کرے، تاکہ اس طرح اسے نیکی اور نیکنامی حاصل ہو سکے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے پڑوسی کی بکریاں دوہا کرتے تھے، منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد جب آپ بکری دوہنے کے لئے پڑوس میں پہنچے، تو انھوں نے "مشقت نہ ہو"، اس لئے انھیں روک دیا۔ — اور پڑوسیوں میں جب بھی باہم قربت اور ایک دوسرے سے میل ملاپ کا سلسلہ جاری ہوگا، ان میں باہم ربط اور تعلق استوار ہوگا، اور جس قدر دوری اور منافرت پیدا ہوگی، اتنی ہی عداوت اور دشمنی ان کے اندر نمودار ہوگی، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان تدن مني تدن منك مودتي وان تنا عني تجدني عنك نائيا

مجھ سے قربت کے نتیجہ میں میری محبت پاؤ گے اور دوری پر مجھے بھی اپنے آپ سے دور پاؤ گے۔

كلانا غني عن اخيه حياته ونحن اذا متنا اشد تغانيا

ہم میں سے ہر کوئی اپنے بھائی اور اس کی زندگی سے بے نیاز ہے۔ اور جب ہم مرجائیں گے تو ایک، دوسرے سے کہیں زیادہ مستغنی اور بے نیاز ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ ایک دوسرے کو تحفہ دو، آپس میں محبت پیدا ہوگی، پھر تحفہ تحائف سے دل کا میل کچیل اور سینہ کی جلن دور ہوتی ہے۔

(الادب المفرد للبخاری رحمہ اللہ، ابویعلیٰ باسناد حسن، نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روایت ہے۔ ہدیہ کا لین دین کرو، اس سے دل کا میل کچیل اور کینہ کپٹ دور ہوتا ہے۔ بزار باسناد ضعیف)

پڑوسی تین قسم کے ہیں، ایک حق والا، دو حقوق والے، اور تین حقوق والے۔ ایک حق والا پڑوسی، کافر پڑوسی ہے جس کو محض پڑوس کا حق حاصل ہو، اس قسم کے پڑوسی کے ساتھ بھی حسن سلوک، نیکی اور بھلائی ضروری ہے اور کوئی یوں بھی نہ کہے کہ وہ تو کافر ہے بھلا اسے دینے میں کون سا صدقہ ہوگا، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں، بلکہ ہر ترجگر والے کے ساتھ حسن سلوک کے اندر صدقہ ہے اور جو خیرات حسن نیت کے ساتھ ادا ہو، وہ نہ صرف درست ہوگی، بلکہ اس پر اجر بھی مرتب ہوگا۔

من يفعل الخير لا يعدم جوازيه لا يذهب العرف بين الله والناس

بھلائی کرنے والا، بہتر بدلہ سے محروم نہیں ہوتا، نیکی اللہ اور لوگوں کے یہاں رائیگاں نہیں جاتی۔

بعض اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین قرابت داروں پر خیرات کے بارے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفسار فرمایا، تو یہ آیت نازل فرمائی ،

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

تم پر ان کی ہدایت دینا نہیں، بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ، اور تم خیر کی جو چیز بھی خرچ کروگے ، اللہ ہی کی خوشنودی کیلئے خرچ کروگے ، اور خیر کی جو چیز بھی تم خرچ کروگے وہ تمہیں پوری پوری مل کر رہیگی

(البقرۃ ، ۲۷۲)

آیت میں صدقہ اور خیرات کا حکم محض اس لئے وارد ہے کہ اسلام عفو و درگذر ، اور نرم جوئی کا دین ہے اور یہ مذہب کافروں کو بھی جوار کا حق دیتا ہے ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ آیا تم نے ہماری یہودی پڑوسن کو کوئی تحفہ دیا یا نہیں ، اور جس پڑوسی کا دو حق ہوتا ہے تو یہ وہ مسلمان پڑوسی ہے جسے اسلام اور پڑوس دونوں کا حق حاصل ہے ، جبکہ تین حقوق والا پڑوسی وہ ہے جو مسلمان ہو ، قرابت دار ہو ، اور پڑوسی بھی ہو ۔

اگر دو پڑوسی ساتھ ساتھ دعوت دیں ، تو اس کی دعوت پر لبیک کہنا چاہیئے جو سب سے پہلے دعوت دے ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا ، کبھی میرے پاس کچھ کھانا ہوتا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ (اپنی کسی پڑوسن کو) تحفہ دوں ، آیا میں کس کو تحفہ بھیجوں ؟ آپ نے فرمایا ، جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو ۔

یہ بھی وارد ہے کہ پڑوسی قیامت کے دن اپنے پڑوسی کا دامن تھام کر کہے گا ، خدایا میرے پڑوسی نے مجھ پر ظلم کیا تھا ، وہ کہے گا ، پروردگار میں نے اس کے اہل و عیال یا اس کی دولت غرض کسی چیز پر ظلم نہیں کیا ، وہ کہے گا خدایا یہ سچ کہتا ہے ، لیکن اس کے باوجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مجھے عبادت نہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا، لیکن مجھے بندگی کا حکم نہ دیتا تھا، کبھی مجھے معصیت کرتے ہوئے، دیکھتا، لیکن مجھے روکتا نہیں تھا۔ ــــ اس سے معلوم ہوا کہ جو پڑوسی اپنے پڑوسی کو بھلائی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے، تو یہ اس پڑوسی کے ساتھ اس کا مجرمانہ عمل ہوگا، اور ایسا نیکو کار اس گنہگار کا ساجھی ہوگا، بالخصوص جبکہ یہ اس کو منع نہ کرے۔

لہٰذا ایک پڑوسی کا یہ فرض ہے کہ جب وہ کسی پڑوسی کو نماز نہ پڑھتے ہوئے دیکھے تو اسے فوراً نصیحت کرے اور اسے بتائے کہ نماز بندے کے دین و مذہب کا ستون اور رب کی امانت ہے، اس سے خطائیں معاف ہوتی ہیں، روزی میں فراخی اور کمائی میں برکت ہوتی ہے، اسی طرح کسی برائی میں مبتلا پاکر ایک پڑوسی کو چاہیئے کہ دوسرے پڑوسی کو نصیحت کرے اور اسے منع کرے اور یہ عذر ہرگز نہ کرے کہ فلاں آدمی میری نصیحت کو نہیں مانتا، یا وہ میری نصیحت کے برعکس میرے خلاف انتقامی کارروائی کرتا ہے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی لوگوں کو ناراض کرکے اللہ کو راضی کرنا چاہے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی اور مطمئن بنا تا ہے، اور محب صادق اور سچا بہی خواہ وہی ہے، جو اپنے دوست کو نصیحت کے تلخ گھونٹ محض اس لئے پلائے تاکہ وہ مضرت میں پڑنے سے بچ رہے، اور اگر کوئی انسان اپنی اولاد یا اپنے پڑوسی کے گناہوں کی پیروی میں خود بھی وہی کرے، تو ظاہر ہے اس کی نجات کسی صورت ممکن نہیں ہوگی، تاوقتیکہ اسے منع نہ کرے اور اگر اس کی مخالفت کے باوجود وہ باز نہ آئے، نہ اس کے حکموں کی تعمیل کرے تو اس کی معصیت اس روکنے والے کو کوئی مضرت یا نقصان بھی نہیں پہنچائے گی، بلکہ اس کا وبال خود اس کے اوپر آئے گا، اور یہی اس آیت کا مفہوم ہے جس میں باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ	اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب تم ہدایت
أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ	پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۔ (المائدۃ ، ۱۰۵) بگاڑ سکتا ۔

نجات کے لئے مشروط راہ یابی کی صورت اس کے سوا کوئی نہیں کہ تم اوروں کو بھلائی کا حکم دو اور برائی سے انھیں باز رکھو ۔ اگر تم نے اتنا بھی کیا تو کسی گمراہ کی گمراہی تمہیں ادنیٰ نقصان بھی نہیں پہنچائے گی ۔

اللہ نے اپنی کتاب پاک میں اور اپنے محبوب کے زبان سے باجماعت نماز کو اس لئے بھی مشروع فرمایا تاکہ باہم تعارف ہو اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے محبت کرے ، اور ان کے دل سے دل ملتے رہیں ، چنانچہ جب محلہ یا شہر کی مسجد میں روزانہ پانچ وقت ایک دوسرے سے ملاقات ہو ، تو ایک دوسرے کو سلام کہیں ، درمیان میں ناغہ ہو تو حال احوال دریافت کریں ، اس سے محبت اور تعلق استوار ہوتا ہے ۔ بھائی چارگی بڑھتی ہے اور پڑوسیوں کے اندر سے کینہ کپٹ اور بغض وحسد دور ہوتا ہے ، یہی وجہ ہے کہ جن پڑوسیوں کی بابت یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ مسجدوں سے دور ہوتے ہیں اور جماعت سے نماز نہیں پڑھتے ایسے پڑوسی سالہا سال سے بازو بازو میں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو پہچانتے نہیں ہیں ۔ اور یہ تو بہت بڑا قصور ہے کہ ایک مسلمان پڑوسی دوسرے مسلمان پڑوسی سے جھگڑا یا اختلاف ہونے کے بعد اس مسجد کو ہی خیرباد کہہ دے جس میں اس کا وہ پڑوسی نماز پڑھتا ہے ، اور اس طرح پڑوسی کی طرح مسجد کو بھی مبغوض رکھے ۔ اس طرح کا عمل قطعی بیہودہ اور شرمناک ہے ۔ کیونکہ مسجد کا اس میں کیا قصور ، وہ تو اللہ کا گھر ہے ، اور افضل ترین مسجد اس کے پڑوس کی مسجد ہے جہاں وہ رہتا ہے ۔ کیونکہ وہاں اس کا نماز پڑھنا اس کی تعمیر اور آبادکاری کا باعث ہے ۔ اور اللہ کی مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں ۔

اس لئے ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہیئے اپنے سب کے فرائض کی کلی نگہداشت کرنی چاہیئے اور اگر ہم مومن ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی سچی پیروی ہمیں کرنی چاہیئے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ طلاق

طلاق شرعی، طلاق بدعی اور سوگ کا بیان

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اعمال کی برائیوں سے بالخصوص شیطان کے وسوسوں سے ہم بس اسی کی پناہ ڈھونڈتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ اصحاب کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں وعظ و نصیحت اور ذکر الٰہی کی مجلسیں تھیں، ان مجلسوں میں کبھی قرآن پاک کی تلاوت ہوتی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداداد حکمت اور موعظت حسنہ سے حاضرین کو نوازتے کیونکہ اللہ کا یہ حکم تھا کہ آپ سننے والوں کو وعظ فرمائیں، قصے سنائیں، تزکیہ اور تذکیر فرمائیں اور اپنے رب کے راستہ پر حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو دعوت دیں۔

کبھی آپ وعظ و نصیحت کے لئے قرآن پاک کی تلاوت اور اس کی تفسیر بیان فرماتے تھے، چنانچہ ام ہشام بنت حارثہ فرماتی ہیں www.KitaboSunnat.com

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ق والقرآن المجید کو سنکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے سیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے منبر پر بطور خطبہ لوگوں کے سامنے پڑھا کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ (ق، ۴۵) — تو تم قرآن کے ذریعہ انھیں یاد دلاؤ جو وعید سے ڈرتے ہیں۔

اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو تیری وعید سے ڈرتے ہیں اور تیرے وعدوں کے منتظر ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم دس آیات سیکھ لیتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے، جب تک اس کے معانی کو سمجھ کر ہم اس پر عمل نہیں کر لیتے تھے۔ یہ اسی لئے کہ قرآن پاک کا نزول خاص اسی لئے ہوا ہے، اور ہم بھی اپنے ناظرین اور سامعین سے یہی چاہیں گے کہ وہ تذکیہ اور تذکیر کے لئے ان باتوں کو کان لگا کر سنیں۔ جو اس مختصر سی سورۂ نساء یعنی سورۂ طلاق میں مذکور ہیں۔ آج بیشتر جاہل عوام کو یہی نہیں معلوم کہ میاں بیوی کے احکامات اور شرعی حدود کیا ہیں؟ اور یہ امر افسوس ناک ہے کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد اس سورہ کو اس کے اوامر و نواہی اور اس کے حلال و حرام کو جہالت اور مخالفت کے ساتھ ساتھ پڑھ رہی ہے، حالانکہ قرآن پاک اس لئے نازل ہوا تاکہ اس پر عملدرآمد کیا جائے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ علم امانت ہے، اس کا چھپانا حرام ہے۔ اور اس کا اظہار اور تبلیغ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ (الطلاق۔۱) — اے نبی! (مسلمانوں سے کہو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے لئے طلاق دو اور تم عدت کو یاد رکھو۔

طلاق کی بابت لب کشائی سے پہلے نکاح کے بارے میں کچھ عرض کرنا مناسب ہوگا کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق اسی نکاح سے پیدا ہونے والی جدائی اور علیحدگی کا نام ہے۔ ہم عرض کریں گے کہ

نکاح دین اسلام کی سنت اور انسانی زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے، انسان کو انسان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ انسان سے انس اور تسلی پاتا ہے، کیونکہ انسان فطری طور پر ایک سماجی جاندار ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آدمی کو سب سے زیادہ انس خود اس کی اپنی اہلیہ سے ہوتا ہے جو ٹوٹ کر اسے چاہتی ہے اور یہ بھی اس کو چاہتا ہے، اور عورت کی مقصد تخلیق یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مردوں پر کرم کی بارش اور انعام ہوتا ہے، انس مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے، رشک اور غبطہ ہوتا ہے اور رنج و الم کا مداوا ہوتا ہے، بیوی کی موجودگی میں مرد اپنے آپ کو مخدوم، بادشاہ، اور زبردست آقا تسلیم کرتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جس انسان کے محبت اور اکرام کرنے والی اہلیہ ہو، اس کا اپنا کشادہ گھر ہو نوکر چاکر اور گذارہ کے لائق روزی ہو ایسا شخص کسی بادشاہ سے کم نہیں ہوتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس نعمت اور اکرام کو بطور احسان پیش فرما کر ارشاد فرمایا:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ (الروم ۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ انکی طرف تم مائل ہو کر سکون حاصل کرو، اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دنیا سراسر ایک پونجی ہے اور دنیا کی بہترین پونجی نیک بیوی ہے۔ (احمد، مسلم، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جب دونوں کی نظریں چار ہوں تو انھیں خوشی محسوس ہو، مرد جب اسے کسی بات کا حکم دے، تو یہ اس کی اطاعت کرے اور جب کہیں چلا جائے، تو یہ اپنے آپ کی اور اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثروت کی حفاظت کرے، نیز فرمایا:

جب تمہارے پاس نسبت کے لئے کوئی ایسا شخص پیغام بھیجے جس کی دینداری اور امانت داری تمہیں پسند ہو تو اس سے شادی کرلو! اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اس سے زمین پر زبردست فتنہ اور بہت بڑا فساد پھوٹ پڑے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ کنوارپن اور تجرد کے ساتھ زندگی بسر کرنا رذیل ترین زندگی اور بدترین موت کے مرادف ہے، اور باری تعالےٰ نے اپنے اس ارشاد میں

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ (الطلاق - ۱)

اے نبی (مسلمانوں سے کہہ دو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے لئے طلاق دو اور تم عدت کو یاد رکھو۔

اگرچہ مخاطب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہے، لیکن اس کے مخاطب امت کے تمام افراد ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مخاطب اس لئے ہیں کہ وحی الٰہی، اور اوامر ونواہی خداوندی کی تبلیغ اور اشاعت آپ کی ذمہ داری تھی۔

بنابریں حکیم ودانا دستور ساز نے میاں بیوی کے وفاق پر ہمیشہ ابھارا ہے۔ اور طلاق کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے، کیونکہ اگر اس کی ایک عادت ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری کوئی عادت ضرور پسندیدہ اور بھلی معلوم ہوگی۔

کوئی آدمی شرافت اور بزرگی کو بالکلیہ سمیٹ نہیں سکتا، نہ ہی کوئی مرد یا عورت ہمہ گیر کمال کی جامع بن سکتی ہے، بلکہ نقص اور خرابی ہر ایک کے اندر ہوتی ہے۔ ہاں لوگوں کے رہن سہن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اچھائی پائی جاتی ہے۔ کوئی عورت کسی نقص کی حامل ہوتی ہے، کسی کے اندر خوبصورتی حسن تدبیر، یا حالات کی خامی ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود ان کے ماتھے پر شوہر کے لئے برکت کی علامات ثبت ہوتی ہیں، اور اس عورت سے اس کو نیک اولاد حاصل ہوتی ہیں جو اس کو نفع پہونچاتی ہیں، اور اس کے مرنے کے بعد اس کی اچھی یاد دلانے کا باعث ہوتی ہیں۔

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء-۱۹) اور شاید تم کوئی چیز ناگوار سمجھو اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے بہت ساری خیر پیدا کردے۔

جب کسی مرد کی نسبت کسی دین دار اور وقیع خاندان کی خاتون سے ہو، اور وہ رشتۂ ازدواج میں بندھ جائیں، تو اس مرد کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے فوری سعادت اور بڑی بزرگی پائی ہے لہٰذا اس احسان خداوندی کا شکر اس طرح ہی ادا ہو سکتا ہے کہ اس عورت کا اکرام کیا جائے، اس کے ساتھ بہترین اخلاق اور میل ملاپ کا برتاؤ کرے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں،
اور تم میں زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر ہو۔
(ترمذی، ابن حبان، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا،

تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہو اور میں خود
اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر ہوں،
(ترمذی، دارمی، بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

البتہ باہوش افراد پر یہ بات مخفی نہیں کہ کبھی اچھا خاصا شریف آدمی کسی رذیل، احمق، بدزبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بداخلاق عورت کے نکاح میں پھنس جاتا ہے، جس سے اس کی طبیعت میل نہیں کھاتی جس سے اس کی زندگی بھی اجیرن ہو جاتی ہے، یوں ہی کبھی کسی مہذب شریف اور ہونہار عورت کو کوئی احمق، بداخلاق اور بدطینت خاوند مل جاتا ہے، جو اس کے ساتھ ترشروئی بداخلاقی اور تنگدستی کا معاملہ کرتا ہے، ایسے موقع پر ان میں ناچاقی اور نااتفاقی ناگزیر ہوتی ہے۔

اس لئے اللہ نے طلاق کو مشروع کیا اور ناہمواری اور میل ملاپ نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن مباح اور مشروع ہونے کے باوجود طلاق اللہ کو سخت ناپسند اور مبغوض ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

حلال چیزوں میں مبغوض ترین چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

(ابو داود، ابن ماجہ، حاکم، بروایت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما)

نیز یہ روایت مرسل منقول ہے۔ اور مسند پر اس کو ترجیح حاصل ہے۔

طلاق مبغوض اسی لئے ہے کہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان نفرت، عداوت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔ اور نسل کشی ہوتی ہے، جب کہ شریعت میں اس کی افزائش کا حکم ہے۔ لہٰذا طلاق ناگزیر ہونے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ امر الٰہی کی بہتر تعمیل کے پہلو کو نمایاں کیا جائے اور اس کے مناہی سے بچا جائے، کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ (الطلاق، ۱)	اے ایمان والو جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انھیں عدت کے لئے طلاق دو اور عدت کو شمار کرو۔

اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ مرد عورت کو ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اس سے ابھی صحبت نہیں کی ہو، اللہ نے جس عدت میں طلاق کا حکم دیا وہ یہی ہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کے قطعی برخلاف جو لوگ ایک لفظ سے تین طلاق اکٹھا دیتے ہیں تو ان کا یہ عمل سراسر بدعت ہے، چنانچہ عہد نبوی میں جب ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضب ناک ہوئے، آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا،

"کیا میرے جیتے جی کتاب اللہ سے کھلواڑ کیا جائے گا، ؟"

اور اگر کسی کو کسی کی بیوی کو طلاق دینے کی وکالت حاصل ہو۔ تو اس وکیل کو بھی بس ایک طلاق دینا ہوگا،

یوں ہی جس طہر میں صحبت کر لی جائے، اسی طہر میں طلاق دینا بھی حرام ہے، کیونکہ شرعی طلاق یہ ہے کہ مرد عورت کو ایسے طہر میں طلاق دے، جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو، یا حاملہ ہو چکی ہو۔ پھر طلاق کے بعد طہر سے پہلے پہلے اسے اختیار ہے کہ نکاح اور رضامندی کے بغیر چاہے تو اسے لوٹا لے، یا اسے مطلقہ ہی رہنے دے۔ مطلقہ عورت جب تک عدت میں ہوگی، اس کی حیثیت بیوی کی سی ہوگی۔ لہٰذا اس کا خرچ اور اس کے لئے رہائش مرد کے ذمہ ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ	اور اللہ سے ڈرو۔ اور انھیں اپنے گھروں سے مت نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کوئی کھلی ہوئی فحش حرکت کریں۔

(الطلاق - ۱)

اور اگر دوران عدت، شوہر مر جائے تو عورت اس کی وارث ہوگی، کیونکہ مطلقہ رجعی دائرۂ زوجیت میں ہوتی ہے، یوں ہی اگر خاتون مر گئی تو اس کا شوہر اس کا وارث ہوگا۔

حیض والی عورتوں کی عدت تین حیض ہے، حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے، عورت اگر سن ایاس کو پہنچے، یعنی بڑھاپے کی وجہ سے اس کا حیض منقطع ہو جائے۔ تو اس کی عدت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین حیض ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (الطلاق ۔ ۱)

اور یہ اللہ کی حدود ہیں۔ اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا، اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

اللہ کی حدود اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں اللہ نے انھیں حدود اس لئے فرمایا کہ یہ حلال وحرام کے درمیان حد فاصل کا کام دیتی ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ نے فرائض کو تم پر مقرر فرمایا ہے لہٰذا اس کو ضائع مت کرو۔ اس نے کچھ حدود مقرر کر رکھا ہے۔ ان سے تجاوز مت کرو۔ اس نے کچھ چیزیں حرام کر دی ہیں، لہٰذا اس (حرمت) کو مت توڑو۔

جو مسلمان طلاق کے معاملہ میں شریعت پر عمل کرتا ہے، اور اپنی بیوی کو صحبت سے پاک طہر میں ایک طلاق دے۔ وہ شخص کبھی شرمندہ نہیں ہوگا، اور حکم خداوندی کی تعمیل کی وجہ سے اسے اجر نصیب ہوگا، غصہ اور بے قابو ہونے کی کیفیت سے اسے نجات ملے گی، پھر اسے غور و فکر کا موقع اور ندامت کا احساس لاحق ہوگا، اور اس کی اہلیہ کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور جب چاہے گا اس سے رجعت کر سکے گا، باری تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مفہوم ہے۔

لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (الطلاق ۔ ۱)

تجھے کیا معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کر دے۔

فقد يجمع الله الشتيتين بعد ما يظنان كل الظن ان لا تلاقيا

دو بچھڑے ہوئے لوگوں کو کبھی اللہ اس طرح ملا دیتا ہے کہ انھیں پھر سے ملاقات کی کوئی امید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں ہوتی ہے ۔

آج عوام میں تین طلاق کی بدعت جس انجانے طریقہ سے رواج پا چکی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عوام کو ان کے علماء اس بنیادی خرابی سے آگاہ نہیں کرتے ہیں ، اسی طرح جو لوگ طلاق کا اسٹامپ لکھتے ہیں، ان کی اکثریت بھی عوام سے تعلق رکھتی ہے اور ان میں بہتیرے طلاق سے متعلقہ خدائی احکام کو نہیں جانتے، پھر عامی " عمی " سے مشتق ہے، جس کے معنی اندھے پن کے ہیں ۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ

تو اہل کتاب سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے.. معجزات اور کتابوں والے ۔

(النحل ، ۴۳ ، ۴۴)

بنا بریں علماء محققین نے یہ روش اپنائی ہے کہ ایک لفظ کے ساتھ دی گئی تین طلاق کو ایک طلاق شمار کیا ہے، چنانچہ مرد کو عدت میں اس سے رجعت کی اجازت حاصل ہے اور طلاق کے مقررہ دستور کے مطابق کسی عقد کے بغیر اس کے ساتھ سابقہ حالت پر وہ باقی رہے گی، البتہ جب عدت سے باہر نکلے گی تو اب بائنہ ہوگی اور جس شوہر سے چاہے گی نکاح کرے گی، یا شوہر نئے عقد کے ساتھ اس سے نکاح کر سکے گا،

پھر فرمایا :

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ (الطلاق-۲)

پس جب وہ اپنی عدت گذارنے کے قریب پہنچیں، تو یا تو ان کو دستور کے موافق نکاح میں رہنے دو یا دستور کے موافق چھوڑ دو اور اپنے میں سے دو معتبر گواہ کر لو۔ اور اللہ کے لئے ٹھیک ٹھیک گواہی دو ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاپ اور طلاق کی بابت سنتِ الٰہی یہی ہے، جب شوہر اپنی اہلیہ سے رغبت اور محبت رکھے اور نیکی اور نکوکاری کے ساتھ اپنی معیت میں اسے رکھنا چاہے۔ تو عدت کے اندر اندر زمام کار خود مرد کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد اسے نقصان پہنچانا ہو، یا اپنے رحم و کرم پر اسے رکھنا چاہتا ہو اور اس کا دل اس سے اچاٹ ہو چکا ہو، اور اس کی محبت ٹوٹ چکی ہو، اور اس کے اخراجات بھی پورے نہ کرتا ہو۔ تو یہ عمل شریعت کی رو سے حرام ہوگا اور حدود الٰہی اور اس کی محرمات کو توڑ دینا اس سے لازم آئے گا، اور جو کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا، اللہ اس کو نقصان پہونچائے گا، اور جو کوئی ضرر پہنچانا چاہے گا، اللہ بھی اس کو ضرر پہونچائے گا، اسی لئے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

ذٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

(الطلاق - ۲، ۳)

ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دے گا، اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دے گا، جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

پھر فرمایا:

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ؕ ذٰلِكَ

اور تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہیں، اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح جن کو ابھی حیض نہیں آیا۔ ان کی عدت بھی یہی ہے۔ اور حمل والی عورتوں کی عدت بچہ جننے تک ہے، اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا۔ (الطلاق - ۳-۴)	کرے گا، یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے، اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس سے اس کے گناہ دور کر دے گا، اور اس کو بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

ان محکم آیات میں موثر ترین وعظ و نصیحت مضمر ہے، اس سے بڑی نصیحت کہیں اور نہیں مل سکتی، ان سے عورتوں کے تعداد کی تحدید ہوتی ہے، ہر عورت کا جداگانہ حساب ہے، مایوس سن رسیدہ عورتوں کی عدت تین ماہ ہے۔ صغیرہ جس کے حیض نہ آئے اس کی عدت کا بھی یہی حکم ہے، البتہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ (الطلاق - ۵)	یہ اللہ کا حکم ہے، جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے۔

مذکورہ آیت کی تعمیل، اس پر عملدرآمد اور اس کی نہی سے پرہیز ضروری ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ (الطلاق ۶)	اور عدت گذارنے والی عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو، جہاں تم رہتے ہو، اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ۔

اللہ نے مطلقہ کی رہائش کے لئے اس کے شوہر کے مکان کو ضروری قرار دیا ہے جس میں وہ اب تک رہائش پذیر تھی، چنانچہ عدت تک وہ اسی میں رہے گی، خواہ یہ عدت کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو، اور اس گھر سے نکلنا عورت کے لئے حرام ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" جب تک عدت پوری نہ ہو، اپنے گھر میں ٹھہری رہو "

اور یہ جو جاہل عوام میں مشہور ہے کہ طلاق کے بعد عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں پڑی رہنا حرام ہے، تو یہ محض خام خیالی ہے، کیونکہ عدت تک گھر میں رہنا اس پر واجب ہے، اور وہاں رہتے ہوئے وہ بناؤ سنگھار کر سکتی ہے، اپنے شوہر کو نگاہ اٹھا کر دیکھ سکتی ہے، کیونکہ ممکن ہے اس طرح اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر جائے اور وہ رجعت کر لے، لہٰذا جب تک عدت باقی رہے گی، اس کا حکم اہلیہ کا سا ہوگا، ہاں البتہ جماع کی صورت علیحدہ ہوگی، اور جوں ہی جماع کرے گا، رجعت ثابت ہو جائے گی، کیونکہ طلاق کے دستور کے مطابق یہی اس کے لئے مقرر ہے۔ اور شوہر کے لئے یہ ضروری ہے کہ رجعت کرنے پر گواہ ٹھہرالے، جیسے طلاق دینے پر اس نے گواہ ٹھہرایا تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ (الطلاق: ۶)	اور اگر وہ حمل والی ہوں تو بچہ جننے تک ان کو کھانے پینے کا خرچ دیتے رہو، پھر اگر وہ بچہ کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو، اور باہم مناسب مشورہ کر لو۔

حاملہ عورت کی بابت اللہ کا حکم یہی ہے، جب اسے طلاق دے، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا پورا خرچ برداشت کرے، اخراجات میں سے ناگزیر چیز رہائش کے لئے گھر اور لباس ہے، ہر مطلقہ کے لئے اسی قدر حکم ہے، البتہ وضع حمل کے بعد نفقہ زوجیت ختم ہو جائیگا اور رضاعت کا نفقہ شروع ہو جائے گا، لہٰذا شوہر کو اپنی استطاعت کے مطابق رضاع کی اجرت دینی ہوگی یعنی کم یا زیادہ حیثیت والے کو اس کی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا ہوگا، اور یہی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کا مفہوم ہے۔

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۔

(الطلاق : ۷)

وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق بچہ پر خرچ کرنا چاہئے اور جس کے رزق میں تنگی ہو تو جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے اس کے موافق خرچ کرے۔

اور سورہ بقرہ میں ہے۔

وَلَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ

(البقرۃ : ۲۳۳)

نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے۔ اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے۔

یعنی جب شوہر اپنی اہلیہ کو طلاق دیدے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی بیٹی یا بیٹے کو اس سے چھین لے، اور اس طرح اسے ضرر پہنچائے، کیونکہ بیوی پرورش کی زیادہ مستحق ہے، وہ بچے کے لئے شفیق اور ہمدرد ہوگی اور تربیت کے لئے ثابت قدم رہے گی، عہد نبوی میں ایک خاتون اپنے بچے کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئیں، اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بچہ ہے، میرا پیٹ اس کا برتن رہا، میرا پستان اس کے لئے سیرابی کا باعث رہا، اور میری آغوش اسے سمیٹتی رہی، اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی ہے اور چاہتا ہے وہ مجھ سے اس کو چھین لے (بھلا بتائیے میں کیا کروں؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبتک تم دوسرا نکاح نہ کرلو، بچہ کی پرورش کی حقدار تم ہی رہوگی۔

(مسند احمد، ابوداود، حاکم نے بروایت عبداللہ بن عمرو اس کی تصحیح کی ہے)

اب صرف ایسی عورت کی عدت باقی رہی جس کا شوہر وفات پاچکا ہو۔ اس کی عدت بیان کرتے ہوئے باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ	اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ
يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ	جائیں۔ تو عورت چار مہینے اور دس دن
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اشهر وعشرا	اپنے آپ کو روکے رکھے۔

(البقرۃ ، ۲۳۴)

غیر حاملہ مطلقہ خواتین کی عدت یہی ہے، انھیں چار مہینہ دس دن عدت گذارنا ہوگا، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کی عدت وضع تک ہوگی خواہ یہ عدت کوتاہ ہو یا دراز ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ	اور حمل والی عورتوں کی عدت
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق۔۴)	بچہ جننے تک ہے۔

اس عدت کا تقاضا یہ ہوگا کہ عورت سوگ کرے، یعنی خوشبو، مہندی، سرمہ، کاجل اور دیدہ زیب کپڑوں سے احتراز کرے، اور نقش و نگار اور آراستہ پوشاک سے پرہیز کرے، کیونکہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جس عورت کا شوہر مر جائے اس کی بیوی رنگا رنگ لباس نہ پہنے، بلکہ موٹا جھوٹا لباس استعمال کرے، اور سرمہ نہ لگائے خوشبو نہ استعمال کرے، اور خضاب یعنی خوشبو دار خضاب وغیرہ بھی نہ استعمال کرے۔ اسی کا نام سوگ ہے، نیز یہ بھی بہتر ہے کہ سیاہ کپڑے میں سوگ منایا جائے، یا ہرا لباس منتخب کیا جائے یا اسی کی جنس کا کوئی دوسرا کپڑا استعمال کرے، اور غسل کرنے اور ہمہ وقت صاف ستھری رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیری کی پتی ملے پانی سے غسل کرنا احسن ہے، کیونکہ یہ صابن کا عمل کرتا ہے۔ اور خوشبو نہ دینے والے صابن سے غسل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر اس کے کھیت کیار یا کھجور وغیرہ کے درخت ہوں تو وہاں آمد و رفت رکھنے میں مضائقہ نہیں ہے، یونہی بوقت ضرورت پڑوسن کے گھر جانے کی بھی اجازت ہے۔ چنانچہ شہداء کی بیویوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک خاتون کے گھر میں یکجا ہونے کا حکم دے رکھا تھا، چنانچہ وہ دن میں یکجا رہتی تھیں اور رات آنے پر ہر خاتون اپنے گھر چلی جاتی تھیں۔ نیز یہ بھی جائز ہے کہ علاج کے لئے وہ دواخانہ جائیں اور معالج سے علاج معالجہ کے سلسلہ میں بات چیت کریں، اور یہ جو بعض مسلم خواتین حد درجہ سختی برتتی ہیں، اور گھروں میں اس طرح گھسی رہنا ضروری سمجھتی ہیں کہ ذرہ برابر باہر نہ نکل سکیں، یا کسی سے نہ خود بات کر سکیں، اور نہ کوئی ان سے بات چیت کرے، یا یونہی پھوہڑ بنی رہے۔ تو اس قماش کی سختی شرعی حدود سے خارج ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا کوئی حکم ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ شوہر کی وفات سے پیشتر جس طرح وہ رہتی سہتی تھی، اب بھی ویسے ہی رہے، ہاں خوشبو، زیب و زینت اور زیوروں کا استعمال نہ کرے خضاب اور سرمہ نہ لگائے، سیاہ یا بنکٹے پہنے، جس میں نقش و نگار نہ ہے، شرعی سوگ بس اسی قدر ہے اور اس سوگ میں سن رسیدہ اور کم سن عورتیں یکساں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب اور نشہ آور چیزوں کی حرمت اور نقصانات

اللہ کا شکر ہے جو اپنی اطاعت کرنے والوں اور متقی بندوں کو عزت دیتا ہے، اور اپنی نافرمانی کرنے والوں کو ذلیل کرتا ہے۔ جو اہل طاعت کو اپنے پسندیدہ عمل کی توفیق دیتا ہے اور اہل معصیت کو ذلیل کر کے شیطان کو ان پر مسلط کر دیتا ہے، اور کفر، فسوق اور عصیان کو انکی نظر میں محبوب بنا تا ہے۔ اور ذکر اللہ سے ان کو غافل کر دیتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی رب نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں۔ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ان کو چنا، اور اپنی نبوت اور رسالت کی تبلیغ کے لئے منتخب کیا، ان کی طرف جو کچھ چاہا، وحی کیا، اے اللہ اپنے نبی اور رسول اور ان کے آل واصحاب پر درود بھیج، اور جو لوگ ان کی سنت کو مضبوط پکڑیں اور ان کے طریقہ پر چلیں ان پر رحمت نازل کر،

حمد وصلوۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ

اے ایمان والو، شراب، جوا، بت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوے کے ذریعہ عداوت وبغض ڈالے، اور اللہ کے ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (المائدۃ، ۹۰)

سے اور نماز سے تم کو روکے۔ تو کیا تم باز آؤ گے۔ اور اطاعت کرو۔ اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور احتیاط رکھو۔ اگر تم اعراض کروگے تو جان لو ہمارے رسول پر صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

بعض سلف صالحین کا قول ہے کہ جب اللہ کا ارشاد یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ سنو تو اس پر پوری توجہ کرو، کیونکہ اس خطاب کے ذریعہ کسی خیر کا تم کو حکم دیا جا رہا ہے، اور کسی شر سے روکا جا رہا ہے، مسلمان جب مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، اور ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہو گیا۔ اور عمل کے لئے ان کے اعضاء و جوارح فرمانبردار ہو گئے، تو اللہ نے ان کو ایمان والوں کے خطاب سے پکارا، اسی لئے صرف یہ خطاب مدنی سورتوں ہی میں پایا جاتا ہے، اور مذکورہ بالا آیتیں سورہ مائدہ کی ہیں۔ جو قرآن میں اترنے والی سب سے آخری سورہ ہے۔ لہٰذا اس کے حلال کو حلال سمجھو، اور حرام کو حرام۔ اور شراب کی حرمت میں یہ آیت نص قطعی ہے، جو شخص شراب کے جواز کا قائل ہے وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ محرمات میں کسی چیز کو بھی حرام کرتا ہے جیسے سود، زنا شراب خوری، تو ان میں سے سب کی مضرت واضح اور ان کا فساد راجح ہوتا ہے، اور واجبات میں سے کسی بھی چیز کو واجب کرتا ہے، جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ تو اس کی مصلحت راجح اور منفعت واضح ہوتی ہے، اور اللہ نے شراب کو اس سے پیدا ہونے والے مختلف قسم کے نقصانات کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے، کیونکہ وہ ام الخبائث اور تمام گناہوں کا مرکز، برائیوں کی کنجی اور فجور کی داعی ہے، چھپے ہوئے راز کو کھولنے والی اور عمر کو گھٹانے والی ہے جسم میں مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کی مفرت رساں چیزیں پیدا کرتی ہے، دولت کا خاتمہ اور خاندانی نظام کو تہ وبالا کرتی ہے اور پینے والے کے اندر مختلف قسم کے جنون اور جہالت اور لاپرواہی کو پیدا کرتی ہے۔

آدمی بلند مرتبہ لوگوں کے ساتھ عزت وشرافت اور حسن خلق کے ساتھ زندگی گذارتا ہے اور اسی دوران اسے شراب کا چسکہ لگتا ہے، اور نشہ اس کے سر میں سرایت کر جاتا ہے، اس وقت وہ فضائل سے الگ ہو جاتا ہے اور بری عادتیں اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں، اور اپنے اہل وعیال اور اقارب وپڑوسیوں سے بھی وحشت کرنے لگتا ہے، مصائب اس کو گھیر لیتی ہیں۔ خاص طور پر چہرے پر بدنمائی ظاہر ہو جاتی ہے اور گھر والوں پر وحشت سی طاری ہوتی ہے، لوگ اس کے متوقع حملہ کے خوف سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں، کیونکہ اس نے اپنے اندر سے اس عقل کی نعمت کو دور کر دیا، جس سے اللہ نے اس کو عزت دی تھی، اور اب وہ دیوانہ بن گیا ہے۔

اور تعجب ہے کہ ایک صاحب عقل جنون کو کیونکر پسند کرتا ہے اور شراب کی مذمت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن نے اس کے دس اوصاف بیان کئے ہیں ان میں ہر ایک سے اپنے دین آبرو، اور جسم کی حفاظت کے لئے دور رہنا چاہیئے، قرآن پاک نے شراب کو رجس کہا ہے، رجس نجس اور خبیث چیز کو کہتے ہیں، جب جسم اس نجس اور خبیث چیز سے پرورش پائے گا تو نجس وخبیث ہی ہوگا، کیونکہ غذا اور غذا کھانے والے سب برابر ہی ہوتے ہیں، اور ہم شرابی کو اس کے بیٹے بیٹوں سے بھی دور رکھتے ہیں، کیونکہ وہ اس سے متاثر اور داغدار ہوتے ہیں اور بیماری وتکالیف اور جنون وغیرہ کے شکار ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ نجس نطفہ سے بنے ہوتے ہیں، جو خبیث بیج کے مانند ہے اور پاکیزہ زمین اپنی سبزیوں کو اذن الٰہی سے پیدا کرتی ہے۔ اور جو خراب ہے وہ خراب ہی کو پیدا کرتی ہے۔

پھر قرآن نے دوسرا وصف یہ بتایا کہ شراب شیطانی عمل ہے، لہٰذا وہی شخص اس کو پسند کرتا ہے، اور اس کے پینے کا عادی ہوتا ہے۔ جو شیطان ہی کی طرح شیطان ہوتا ہے، اللہ کا دوست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا ہے اور یہ بات تمہارے لئے کافی ہے کہ شیطان جو برے تصرفات کرتا ہے وہ ہمیشہ فحش اور منکر کے لئے جد وجہد کرتا ہے۔

شراب کا تیسرا وصف قرآن کریم نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ شراب سے دوری کے لئے مبالغہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی حکم ہے کہ شراب سے پوری طرح دور رہو، یعنی شراب ایک طرف اور تم ایک طرف رہو۔ اجتنبوہ کا لفظ ممانعت کے لئے۔ دعوہ یا اترکوہ سے زیادہ سخت ہے، تاکہ تم فلاح پاسکو، معلوم ہوا کہ یہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ شرابی فلاح سے دور اور فساد اور گناہ میں غرق رہتا ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ (المجادلة: ۱۹)	شیطان ان پر غالب آگیا، یاد الٰہی کو ان سے فراموش کر دیا، یہی شیطان کا گروہ ہے۔

شراب سے ممانعت کے لئے چوتھی بات اللہ نے یہ فرمائی۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (المائدة، ۹۱)	یقیناً شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کی وجہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دے۔

شراب کی عداوت معروف ومحسوس چیز ہے وہ اس طرح کہ آدمی جب شراب پی کر مست ہو جاتا ہے تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بدزبانی کرتا ہے، ان کے ساتھ مار پیٹ اور گالی گلوچ کرتا ہے اس لئے کہ اس نے اس قوت عمل کو اپنے پاس سے دور کر دیا ہے جس سے اللہ نے اس کو عزت دی ہے۔

انصار کی ایک جماعت جاہلیت کے زمانے میں شراب کی حرمت سے قبل ایک شراب خانہ میں بیٹھی ہوئی تھی، وہاں وہ خوب شراب پی کر مست ہوئے، اور پھر ایک دوسرے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گتھم گتھا ہو کر مار پیٹ کرنے لگے، جب ہوش میں آئے، اور نشہ دور ہو گیا، تو ایک نے دوسرے کے بارے میں کہا کہ بخدا فلاں نے میرے ساتھ ایسا اس لئے کیا کہ اس کے دل میں پہلے ہی سے میرے خلاف کینہ تھا۔ پھر ان کے خلاف سالہا سال تک کے لئے جنگ کی آگ بھڑک گئی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس آگ کو اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ بجھا دیا، اور یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران، ۱۰۳)	یاد کرو کہ تم دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، اور تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے فرمایا، بتاؤ یہ کیسا زخم ہے۔ جو میں تمہارے چہرے پر دیکھ رہا ہوں، اس نے کہا یا رسول اللہ! میری قوم کے ایک شخص نے شراب پیا، اور نشہ میں ہوا، اور اونٹ کی ایک ڈاڑھ سے مجھ کو مار کر زخمی کر دیا، تو آپ نے فرمایا، اللہ شراب کو ہلاک کرے، جو شرابی کے ساتھ ایسا ہی کرتی ہے۔ ابن رجب نے لطائف کے اندر ذکر کیا ہے کہ ایک شخص شراب پیا کرتا تھا، اور اس کی ماں اس کو پینے سے منع کرتی تھی ایک دن وہ تنور گرم کر کے بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کا بیٹا شراب کے نشہ میں مست ہو کر آیا اور اپنی ماں کو تنور میں اٹھا کر پھینک دیا اور وہ جل گئی۔

یہ تو شراب کی عداوت کا ذکر تھا، رہی جوے کی عداوت تو یہ حقیقت ہے کہ جواری جب اپنے ساتھی پر غالب آتا ہے اور اس کا مال غبن کر لیتا ہے تو وہ اس کے عداوت اور بغض کو دل میں چھپا لیتا ہے، کیونکہ وہی اس کے نزدیک اس کی دولت اور گھر بار کی بربادی کا سبب تھا، اسے یہ عداوت اس لئے بھی ہوتی ہے کہ وہ شخص باطل کے ذریعہ اس کی دولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھا رہا تھا ۔۔۔ جبکہ اللہ نے اپنے نبی کی زبانی ایسے تمام کاموں سے منع کیا ہے، جو مسلمانوں میں بغض اور عداوت کا باعث بنے۔

اور یہ جو ارشاد خداوندی ہے کہ وَ یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ تو یہ ایک حقیقی اور تجربہ سے جانچی ہوئی بات ہے کہ شراب اللہ کی یاد اور نماز سے روکتی ہے، اسی لئے تم شرابی اور جواری کو مسجدوں میں بہت کم پاؤ گے، کیونکہ وہ اپنے حال میں غافل اور مست ہوتے ہیں، اور شیطان بھی انھیں خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے، اور ظاہر ہے اگر وہ نماز کے پابند ہوتے تو نماز ان کو ان بری باتوں کے کرنے سے ضرور روک دیتی، کیونکہ نماز فحش اور منکر سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے، نیز فرمایا،

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (المائدۃ: ۹۲)	اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اگر تم اس حکم سے پھرے تو ہمارے رسول پر کھول کر پہنچا دینا ہی کافی ہے۔

ان آیت سے بڑھ کر زجر و توبیخ کیا ہو سکتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، اور ان کو سختی سے منع کیا، کہ محرمات کا ارتکاب اور اس کی اطاعت ترک کر کے حکم الٰہی کی اطاعت کریں، اور یہ آیت شراب نوشی کی حرمت کی تاکید کے سلسلہ میں ہے، کیونکہ شراب ہر برائی کی کنجی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان سخت مہلک جرائم سے ممانعت کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد فرمایا، فھل انتم منتھون یعنی کیا تم اس سے باز آتے ہو، تو جو شخص سن کر باز آیا اس نے اچھا کیا، اور اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی نفرت و کراہیت کے جذبے کے تحت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر لبیک کہتے ہوئے فرمایا "ہم باز آئے ہم باز آئے" نیز یہ بت پرستی اور جوے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پلہ ہے۔

انصار کی ایک جماعت شراب کی حرمت سے قبل ابوطلحہؓ کے گھر میں شراب پینے کی نیت سے جمع تھی۔ باہر انھوں نے شور سنا ابوطلحہؓ نے انس بن مالک سے کہا دیکھو کیسا شور ہے وہ نکلے اور آکر کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ہے جو اعلان کر رہا ہے کہ شراب حرام کر دی گئی۔ اس وقت پیالے لوگوں کے ہاتھوں میں تھے سنتے ہی پیالے دیواروں پر پھینک کر توڑنے لگے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمع وطاعت ہم پر فرض ہے۔ پھر وہ لوگ بازار میں نکلے اور جہاں جہاں شراب کے مٹکے تھے انھیں وہ ہتھوڑیوں سے توڑتے جاتے تھے یہاں تک کہ شراب کی نالیاں بہنے لگیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ آج سے قبل ہم اس شراب کی بڑی عزت کرتے تھے اور جب اللہ نے اسے حرام کر دی تو اس کی خرید وفروخت اور ہر چیز کو بھی حرام کر دیا جو اس کے پینے کا باعث بنے اور ابوطلحہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کچھ یتیم ان کی پرورش میں ہیں جن کی ملکیت میں شراب ہے کیا وہ اس کو سرکہ بنا دیں آپ نے اس سے منع فرمایا اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر لعنت فرمائی اور اس کے کشید کرنے والے پر بنوانے والے پر پلانے والے پر اور پینے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اس کے اٹھانے والے پر جسکے پاس اٹھا کر لیجائی جائے اس پر ان سب پر یکساں لعنت ہے کیونکہ اس حرام و بیہودہ کام میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں شراب کی قباحت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمارے لئے کافی ہے۔

لَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ — شرابی شراب پینے کے وقت مومن نہیں رہتا

بعض لوگ کا کہنا ہے کہ جس کو شراب پینے کی عادت پڑ جائے اور اس کی بُت جا گزیں ہو جائے تو پھر اس کو چھوڑنا یا اس سے توبہ کرنا بہت مشکل ہے اس لئے جب بھی اس کے سر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درد ہوگا تو وہ شراب پی لے گا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ میرا علاج اس چیز سے کرو جو میرے لئے بیماری ہے لیکن ہم اس بات اور عقیدہ کو صحیح نہیں مانتے کیونکہ تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ عمل اس کے خلاف ہے اس لئے کہ نفس کا کام صاحب نفس ہی کرتا ہے۔ لہٰذا مضبوط ارادہ اور سچا عزم ہو تو شراب نوشی ترک کرنا اور اس سے توبہ کرنا بہت آسان ہے کیا تم نے صحابہ کرام کو نہیں دیکھا کہ جاہلیت کے زمانے میں بچپن سے بڑھاپے تک کس طرح وہ شراب کی محبت میں پروان چڑھے تھے لیکن اسلام لانے اور ان کے دلوں میں اس کے راسخ ہو جانے کے بعد وہ اس سے تائب بھی ہو گئے اور اس کو ترک بھی کر دیا حقیقت یہ ہے کہ راسخ ایمان بندگی کرنے کے لئے بھی سب سے موثر طاقت ہے اور منکرات کے ارتکاب سے رکنے کے لئے بھی موثر طاقت ہے اور قابل تعریف صبر وہی ہے جو اللہ کی اطاعت پر جما رہے، اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے روکے، یہی نہیں بلکہ صحابہ تو ان شہیدوں پر بھی افسوس کرتے تھے جو شراب کی حرمت سے قبل شراب پیتے ہوئے شہید ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (المائدۃ: ۹۳)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا ان پر ان چیزوں کا کچھ گناہ نہیں، جو وہ (پہلے) کھا پی چکے، جبکہ انھوں نے پرہیز کیا، اور ایمان لائے۔

اس لئے کہ قوانین تو اعلان کے بعد ہی لاگو ہوتے ہیں ان صحابہ کرام کے لئے مشروب کا چھوڑنا مشکل نہیں ہوا کیونکہ ایمان منکرات کے ارتکاب اور نشہ آور چیزوں کے استعمال سے رکاوٹ کے لئے سب سے بڑی طاقت ہے۔

ولن ترجع الانفس عن غیها ما لم یکن لها منها زاجر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفس اپنی گمراہی سے اس وقت تک باز نہیں آسکتا، جب تک کہ اس سے اس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے نفس اور شہوت اور ہوٰی کو مغلوب کرنے کے لیے روزہ کو مشروع قرار دیا اور روزہ دار پر کھانے، پینے، جماع، شراب وسگریٹ وغیرہ خواہشات حرام کر دی ہیں اور روزہ دار ان پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اگر مسلمان کو اس بات کے لیے مارا پیٹا جائے کہ رمضان کے دن میں وہ افطار کو مباح کرے تو وہ ہرگز نہیں کرے گا اس لئے کہ مومن اپنے اوپر تقویٰ کی لگام لگائے رکھتا ہے اور گمراہی وہلاکت کے مواقعات سے اس کو روکتا ہے یہاں تک کہ نفس اللہ کی اطاعت اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں سے رک جانے پر صبر کا خوگر اور عادی ہو جاتا ہے اور نفس اپنے مالک کے تابع ہوتا ہے اگر مالک اس کو مختلف خواہشات کا لالچ دلائے اور حرام چیزوں کے کھانے اور پینے کے لئے لگام ڈھیلی کر دے تو نفس حریص اور خواہش مند بن جاتا ہے لیکن اگر اس کو تقویٰ کی لگام سے باندھے رہے اور ہلاکت اور گمراہی کے گھاٹ سے اس کو روک کر رکھے تو وہ تسلی کرتا ہے اور اپنے مالک کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

وما النفس الا حیث یجعلها الفتی فان اطمعت تاقت والا تسلت

اور نفس کو جہاں آدمی رکھے گا وہیں رہے گا اگر اس کو لالچ دے گا تو شوق کریگا نہیں تو تسلی کریگا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس، ۹، ۱۰)

کامیاب ہوا وہ جس نے نفس کو صاف کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے اس کو خراب کیا،

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اس کو عقل دے کر سب حیوانوں پر فضیلت بخشی اور اس کے اندر کان، آنکھ جوڑ دیا تاکہ اس سے اس کی صلاحیت پوری ہو جائے اور وہ اپنے منافع کو حاصل کر سکے اور نقصانات سے دور رہ سکے، لیکن جب وہ نشہ آور چیزوں کے نقصانات میں اس بنا پر مبتلا ہو جائے کہ جان بوجھ کر اس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آگئی تھی، تو معلوم ہوا کہ وہ عقل صحیح کا مالک ہی نہیں ہے اور اس نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل کو عقل اسی لئے کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو سمجھتا ہے یا اس لئے کہ وہ صاحب عقل کو فرائض اور فضائل کا پابند کرتی ہے اور برے اخلاق اور کمینہ پن سے باز رکھتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

والعقل فی معنی العقال ولفظہ فالخیر یعقل والسفاہ یحلہ

اور عقل عقال کے معنی میں ہے۔ یعنی خیر اس کو بند کرتا ہے اور کمینہ پن اس کو کھولدیتا ہے۔

یعنی عقل عقلمند کو بھلائی کرنے اور برائی سے رکنے پر پابند کرتی ہے اور بیوقوفی اس بندھن کو کھولدیتی ہے اور بیوقوف کو طرح طرح کی گمراہی، جہالت اور شراب خوری وغیرہ کی برائیوں میں بھٹکتا چھوڑ دیتی ہے۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (المائدۃ ۴۱)

اور اللہ جس کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو وہ اللہ کے مقابلے میں کچھ نہیں کرسکے گا۔

قبحا لھا تیك العقول فانھا عقال علی اصحابھا وعقاب

بڑی قباحت ہے ان عقلوں کے لئے جو اپنے مالک پر بندھن اور عذاب ہیں۔

اور سگریٹ نوشی سے بچنے کے لئے بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے جو جسم کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہے اور سگریٹ تمباکو کا نام ہے خواہ وہ سگریٹ کی شکل میں ہو یا حقے کی اور دنیا بھر کے بڑے بڑے اطباء نہایت سختی کے ساتھ سگریٹ نوشی سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ اس کے نقصانات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ تمباکو نوشی صحت کو بیکار کر دیتی ہے اور بیشمار قسم کی بیماریوں کو جنم دیتی ہے انھیں وجوہات کی وجہ سے اکثر علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہر عقلمند کا فرض ہے کہ خود کو تمباکو نوشی سے بچائے اور اگر وہ اس میں مبتلا ہو تو اس سے توبہ کرے تاکہ اس کی صحت محفوظ رہے اور اس کے بال بچے بھی اس سے بچیں کیونکہ وہ لوگ اسی کے طور طریقہ پر چلیں گے اور اس کی سیرت کی اقتداء کریں گے اور اس زمانہ طب جدید نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے نقصانات اور برے نتائج کی تحقیق کی ہے کہ وہ پینے والوں کو بہت جلد خراب کر دیتی ہے اور کچھ اطباء نے تو اسے سانپ سے تشبیہ دیا ہے جو آدمی کے جسم سے لپٹا ہوا ہے

مفتر الجسم لا نفع بہ ابدا بل یورث الفقر والاسقام فی البدن

تمباکو نوشی جسم کو سست کرتی ہے تو اس کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ فقر اور جسم میں بیماریوں کو پیدا کرتی ہے۔

تبا لشاربہ کیف المقام علی ما یحہ شبہ السرجین من عطن

اس کا پینے والا ہلاک ہو وہ کس طرح اس بدبو کو برداشت کرتا ہے جو بالکل گوبر کی طرح ہے۔

ولا یغرنك من فی الناس یشربہ الناس فی غفلہ عن واضح السنن

جو لوگ اس کو پیتے ہیں ان سے دھوکہ مت کھاؤ اس لئے کہ وہ لوگ واضح حدیثوں سے غافل ہیں

یقضی علی المرء فی ایام محنتہ حتی یری حسنا ما لیس بالحسن

یہ مشکلات کے دنوں میں آدمی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو بھی اچھا سمجھنے لگتا ہے جو اچھی نہیں ہے۔

صحت اور زندگی کے مصنف ڈاکٹر آئی ایس سلمون نے کہا کہ لوگ مختلف علاقوں میں دو بری عادتوں کے غلام بن گئے ہیں جو تنفس کے نظام کو بری طرح خراب کئے ہوئے ہے اور وہ دونوں تمباکو نوشی اور روحی مشروبات اور نشہ آور چیزوں کا استعمال ہے اور تمباکو کا دھواں تنفس کے نظام میں سے ہر عضو کو تکلیف پہنچاتا ہے اور سانس لینے کی نالیوں میں جلن پیدا کرتا ہے اور خاص طور پر ناک حلق اور ہوا کی نالیوں میں جس سے کھانسی پیدا ہوتی ہے اور دونوں پھیپھڑوں کے پردوں کو بری طرح پھاڑ ڈالتی ہے اس طرح کہ وہ ان میں تپ دق اور مہلک امراض پیدا کرتی ہے جن کی ہلاکت کا دور کرنا مشکل ہے اور اطباء جانتے ہیں کہ جو لوگ شراب اور تمباکو پیتے ہیں وہ پھیپھڑوں کے التہاب کو آسانی سے پیدا ہونے کا موقع دیتے ہیں اور ان امراض سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفا پانا سخت مشکل ہے اور یہ کھلی ہوئی یقینی دلیل ہے اس نقصان پر جس کا سبب شراب اور تمباکو نوشی ہے اور کاش کہ شراب اور تمباکو کے نقصانات صرف پھیپھڑوں ہی تک رہتے۔ لیکن وہ تو ان سے بڑھ کر جسم کے تمام اعضاء تک پہونچ جاتے ہیں۔

آج کل نصاریٰ نے شراب اور تمباکو نوشی کے خلاف سخت عداوت اور جنگ شروع کر رکھی ہے اور وہ ان نقصانات کو مسلسل نشر کر رہے ہیں جو ان سے پیدا ہوتے ہیں جن سے بچنا اور نفرت کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ انھوں نے بڑی سختی سے شراب یا تمباکو نوشی کے متعلق تمام پروپیگنڈوں کو روک دیا ہے نہ وہ تختوں پر لکھنے دیتے نہ ٹیلی ویژن اور سینما میں اسی کے ساتھ انھوں نے سگریٹ بنانے والی تمام کمپنیوں کے لئے بھی ضروری کر دیا ہے کہ وہ سگریٹ کے ہر پیکٹ پر یہ عبارت لکھے "سگریٹ پینا چھوڑ دو کیونکہ وہ صحت کے لئے مضر ہے"۔ اور جن پر نہیں لکھا جاتا ہے وہ روک دیئے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سگریٹ ان کے یہاں بہت کم ہو گئی ہے کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔

جب تمباکو نوشی اس کے نقصانات اور برے انجام کا حال یہ ہے تو وزارۃ التربیہ والتعلیم ورعایۃ الشباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدارس میں ہر ایک کے لئے سگریٹ نوشی کی ممانعت کا حکم نافذ کر دیں۔ ایسا مدارس کے احترام کیلئے کیا جائے جیسا کہ لوگ عام طور پر مساجد میں سگریٹ نہ پی کر ان کا احترام کرتے ہیں اور اس لئے بھی کہ اس طرح سگریٹ نوشی کم اور ختم ہو جائے اور مدارس کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ نوجوانوں کو ان چیزوں کی تعلیم دی جائے جو ان کے لئے مفید ہو اور ان چیزوں سے روکا جائے جو ان کے لئے مضر ہوں اور سگریٹ نوشی بھی انھیں میں سے ہے۔

خاص طور پر تو اساتذہ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ جب وہ طلبہ کے سامنے سگریٹ پئیں گے تو ان کی طرف سے اس کے جواز کی تعلیم ہوگی اور اس کے ارتکاب کا کھلا ہوا پروپیگنڈہ ہوگا کیونکہ عملاً تعلیم زبانی پروپیگنڈہ کے مقابلہ زیادہ موثر ہوتا ہے اور استاد اپنے شاگردوں کیلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشوا ہوتے ہیں اور طلبہ کا ان پر اعتماد ان کے قول وعمل سے متاثر ہونے کا بڑا سبب ہے اس لئے کہ تلامذہ کا تعلق اساتذہ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا جسم کے تمام اعضاء کا زبان کے ساتھ زبان کے بارے میں سب اعضاء کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھی رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھی ہو جائیں گے، وہ مشروبات جو مباح اور مفید ہیں اور جسم اور عقل کی صحت کو بڑھاتے ہیں۔ وہ ان خبیث مشروبات سے آدمی کو بے نیاز کر دیتے ہیں۔ جن کا ضرر ان کے نفع سے بڑھا ہوا ہے لیکن جیسا کہ کہا گیا کہ کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے لہٰذا اس کا پرستار نہ اس کے خلاف کچھ سنتا اور نہ دوسروں کے لئے اس کی تکلیف وایذا کا خیال کرتا اور جہنم خواہشات سے گھیر دی گئی ہے۔

وَالنفس کالطفل ان تترکہ شب علی حب الرضاع وان تعظمہ ینفطم

اور نفس بچے کی طرح ہے اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو دودھ پینے کی محبت پر وہ مستعد رہے گا۔ اگر چھڑاؤ گے تو چھوڑ دیگا۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ کتاب وسنت کے ذریعہ کون سی شراب حرام کی گئی ہے، ہر وہ چیز جس کی بڑی مقدار اگر نشہ آور ہے تو تھوڑی مقدار بھی حرام ہے اور شراب چاہے جس چیز کی ہو جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کو منہ بھر کے پینا بھی حرام ہے یہی وہ شرعی معیار ہے جس سے حرام شراب کو پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے کہ شراب تو چھوہارے کی بنتی ہے اور انگور کی بھی اور جو اور چاول کی بھی اور نئے نئے مشروبات سے بھی بنائی جاتی ہے جس کا لوگ کوئی نام نہیں رکھتے، لہٰذا تم یہ نہ بھولنا کہ جو چیز بھی بڑی مقدار میں نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے چاہے وہ شراب کسی چیز کی ہو یہاں تک کہ اگر کسی چشمہ کا پانی بھی پینے سے نشہ پیدا کرتا ہو تو اسی شرعی میزان کا اعتبار کر کے ہم اس کو حرام شراب کا حکم دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس چیز کو لوگ بیئر کہتے ہیں جس میں الکوحل نہیں ہوتی وہ بھی یقیناً شراب ہے کیونکہ حرام شراب کے تمام اوصاف اس پر چسپاں ہوتے ہیں۔ چنانچہ جانچ اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس کے دو گلاس پینے سے نشہ ہوتا ہے اور یہ ایک صحیح ثابت شدہ حقیقت ہے اور بیئر کی بوتل پر یہ لکھنا کہ بیئر بغیر الکوحل ہے عوام میں اس کو رواج دینے کے لئے ایک فریب و دھوکہ ہے ورنہ اس میں نشہ آور الکوحل ضرور ملی رہتی ہے جو قطعاً حرام ہے اور وہ بالکل شراب کے حکم میں ہے۔ یہی حکم تریاق، حشیش اور دوسرے نشہ آور نئے نئے مشروبات کا ہے ان تمام مشروبات میں ہم کو اس شرعی میزان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وھو خمر من ای شی کان [1]

جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام اور اس نشہ آور چیز کا حکم شراب کا ہے چاہے جس چیز سے بنی ہو۔

شراب اس لئے حرام کی گئی کہ اس سے مختلف قسم کے نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس کا نقصان روح، عقل، جسم، نسل اور مال وصحت اور سوسائٹی سب پر پڑتا ہے اس سے عمر گھٹتی ہے اور وہ اسرار کا پردہ فاش کرتی ہے اور اس سے مختلف قسم کے نقصانات اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور عقل کو اس کے اصلی مقام سے ہٹا کر ظلم و سرکشی کی طرف لیجاتی اور تکبیر اور فسق و عصیان کی انتہا تک پہونچا دیتی ہے اس طرح کہ ایک گرے پڑے معمولی آدمی کو دیکھ کر

---

[1] مسلم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کی بڑی مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے اور بخاری مسلم نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے شراب کی حرمت نازل فرمائی اور وہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے، انگور، کھجور، شہد، جو اور گیہوں سے اور شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل کو مخمور کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا لگتا ہے کہ وہ بڑا زبردست حاکم و فرمانبردار بن گیا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

فشربها وتركنا ملوكا واسد الا ينهسها اللقاء

جب ہم پی لیتے ہیں تو ہم کو اس حالت میں چھوڑتے ہو کہ بادشاہ اور شیر ہیں جس سے ملاقات کی ہمت نہیں کی جاسکتی۔

اس کے بعد شرابی انھیں خیالات میں مست ہو کر گھر لوٹتا ہے اور اپنے اہل و عیال اور عوام الناس کو مارتا پیٹتا اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے اس طرح اس کا خوف اور وحشت گھر والوں پر بیٹھ جاتی ہے لوگ اس کے دبدبہ سے ڈرنے لگتے ہیں، کیونکہ اس نے اس عقل کی نعمت کو ختم کر ڈالا ہے۔

جس سے اللہ نے اس کو عزت دی تھی اور خود کو پاگلوں میں شامل کر دیا ہے۔ تعجب ہے کہ ایک عقل مند پاگل پن کو کیسے پسند کرتا ہے اگر وہ نشہ کی حالت میں گاڑی چلاتا ہے تو اس سے تکلیف اور سخت جنگ و جدال کا ظہور ہوتا ہے، یہی اسباب ہیں جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ شراب پر بھڑکا آپ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے شراب پر، اس کے پینے والے پر، پلانے والے پر، اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، کرانے والے پر، اٹھانے والے پر، جس کی طرف اٹھایا گیا، اس پر، یہ سب لوگ لعنت میں گرفتار ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا جام گردش میں ہو۔ (طبرانی)

نیز فرمایا: آخر زمانہ میں لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام دوسرا رکھیں گے۔ لیکن نام اشیاء کی حقیقت نہیں بدل سکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا اس امت کے کچھ لوگ لہو ولعب اور شراب نوشی میں رات گذاریں گے صبح اٹھیں گے تو مسخ ہوکر بندر اور سور بن جائیں گے۔

(احمد و بیہقی)

اور یہ مسخ صوری ہوگا یعنی بندر اور سور کے اخلاق میں تبدیل ہوجائیں گے، ایک دوسرے پر سوار ہوگا اور ان سے مروت، غیرت، حیاء اور عفت اور حسن خلق ختم ہوجائے گا اور اس مسخ کا نشان ان کی پیشانی اور اخلاق پر ظاہر ہوگا، صاحب نظر لوگ اس کو پہچان لیں گے۔ کبھی کبھی یہ مسخ حقیقتاً بھی ہوگا جیسا کہ ان سے پہلے والوں کے ساتھ ہوچکا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ شراب دوا ہوسکتی ہے آپ نے فرمایا۔ وہ دوا نہیں بیماری ہے۔ (ابوداود، مسلم)

کتنے تعجب کی بات ہے شراب میں اتنی مصیبتیں اور نقصانات ہیں پھر بھی اس کی محبت سہرا بنا دیتی ہے اور اس کا چاہنے والا اس کے نقصانات کو محسوس نہیں کرتا نہ اس کے ذریعہ دوسروں کو پہنچنے والی تکالیف کا خیال کرتا ہے۔

سکران سکر ھوی ومسکر مدامۃ فمتی افاقۃ من بہ سکران

بدمست خواہشات سے بدہوش ہے اور سدا پینے کا بدمست ہے اس کو کب افاقہ ہوسکتا ہے جو ہمیشہ نشہ میں رہتا ہو۔

ورنہ اس کا نقصان تو روح اور جسم مال اور اولاد، عزت و آبرو سب کچھ پہچانتا ہے کتنی نعمتیں برباد کیں اور کتنی سزائیں جھیلیں اور کتنے گھر ویران کئے اور کتنے تجار کو فقیر بنایا اور کتنی نہج عقل، عدل اور حسن تدبیر اور کمال فکر سے جہالت اور خیال اور بڑے فسادات کی طرف منتقل ہوئیں انھیں اسباب کی بنا پر بہت سے مشرکین عرب نے جاہلیت میں شراب اپنے اوپر حرام کرلی تھی اسلام کے حرام کرنے سے پہلے ہی ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس طرح وہ شراب پیئوں جو میری عقل کو ضائع کرتی ہے اور مجھ کو پاگل کرتی ہے، یہاں تک کہ نصاریٰ بھی اپنے کفر اور ضلالت کے باوجود اجتماعات پر اجتماعات منعقد کر رہے ہیں کہ نشہ آور چیزوں کو حرام کرنے پر بحث کی جائے جب انھوں نے لڑکیوں اور لڑکوں کے اخلاق کی تباہی اور شراب کے ہاتھوں گھروں اور خاندانوں کی ویرانی کا مشاہدہ کیا تو وہ اس کے روکنے میں کامیاب نہیں ہوئے کیونکہ ان کی تربیت ہی شراب کے محبت کے ماحول میں ہوتی ہے اگرچہ مکمل شراب بندی میں کامیاب تو نہیں ہو سکے لیکن وہ اس کو کم سے کم مقدار میں پینے کی کوشش کر رہے ہیں یہاں تک کہ وہ ایک گلاس جس کو ان میں سے کوئی پیتا ہے تو اس کو انگوٹھے کی ایک انگلی کے برابر ہی سمجھتا ہے اور کہتا: تو ایسے ہیں جنھوں نے اس سے مکمل توبہ کر لی۔

اور بہت سے ڈاکٹروں نے شراب کے نقصانات پر لکھا ہے۔ قانونی عدالتیں حوادث و جرائم۔ شراب سے پیدا ہونے والی برائیوں اور خبروں سے بھری پڑی ہیں اور شراب رشتہ داری اور زوجیت کی محبت کے خاتمہ کا بھی بڑا سبب ہے۔ علماء اور امراء اور وزراء اور مجالس شوریٰ کا فرض تھا کہ وہ اپنے دین اور وطن کی سرحدوں کے محافظ بن جاتے اس کی حفاظت کرتے کہ اس میں فساد اور اخلاق کو تباہ کرنے والی چیزیں داخل نہ ہونے پائیں اور خاص طور پر عورتوں اور بچوں کے لیے اور جب ان لوگوں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کمی کی اور اپنے وطن کی حفاظت کو چھوڑ دیا اور شرابیوں اور دوکانوں تک پہنچنے کی چھٹی دے دی، اس طرح شراب ہر چھوٹے بڑے کے ہاتھ میں ملنے لگی اس وقت انھوں نے الوداع کہا اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ سب کے سب اس کے جرم اور گناہ میں غرق ہو جائیں گے اور زندگی بھر اس کی بیماریوں اور نقصانات کے غلام رہیں گے پھر ایک دوسرے کی پیشوائی بھی کرے گا یہاں تک کہ سب کے سب اسی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈوب جائیں گے اور ڈھکیلنا اٹھانے سے آسان ہے اور اس سے بچنے کی تم میں طاقت نہیں اور اگر اللہ ایک دوسرے کو دفع نہ کرتا رہے تو زمین فساد سے بھر جائے۔" اور اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی کی سزا کوڑا مارنا اپنے نبی پر مشروع فرمایا تاکہ اس حد کا اجراء شراب نوشی جیسے جرم سے باز رہنے کا موثر ذریعہ ثابت ہو کیونکہ اس قسم کے تمام جرائم کے خلاف جنگ کر کے ان کو مٹانا اور سوسائٹی کو ان سے پاک کرنا اسلام کا بنیادی مقصد ہے اور اسی لئے اللہ نے خون کی حفاظت کے لئے قصاص اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے زنا کی سزا (رجم) اور مال کی حفاظت کے لئے چور کا ہاتھ کاٹنا مشروع فرمایا ہے تاکہ امن قائم رہے اور ظلم و زیادتی کا دروازہ بند ہو جائے اور شراب خوری کی سزا کوڑے مارنا اس لئے مشروع فرمایا تاکہ عقل و روح اور جسم سوسائٹی سب کی حفاظت ہو سکے اس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (النور ۲)	یعنی اور نہ پکڑے تم کو ان کے سبب نرمی اللہ کے دین کے بارے میں اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

اور زنا کی حد کے بارے میں فرمایا:۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (النور ۲)	اور ان کی سزا کی جگہ مومنوں کے ایک گروہ کو حاضر رہنا چاہئے۔

اور کوڑے مارنے کے بجائے جیل کی سزا دینا یا قید کی مدت کو بڑھا دینا اور حد جاری کرنے کے بجائے مالی جرمانہ کرنا سزا کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ کوڑا مارنا جرم کا حقیقی کفارہ ہے جس سے مجرم کو جرم کے دوبارہ ارتکاب کی ہمت نہیں ہوتی اور عوام الناس بھی اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں نیز جیل کی سزا سے مجرم کے معصوم، بے گناہ اہل و عیال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نقصان پہونچتا ہے لیکن کوڑا مارنے کی سزا صرف مجرم کی حد تک محدود رہتی ہے اور اس لئے بھی کوڑا مارنے میں مجرم کی رسوائی بھی ہے اور جو اپنی عزت نہیں کرتا اس کی عزت نہیں کرنی چاہئے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں اور جس جگہ حد قائم کی جاتی ہے وہاں والوں کے لئے یہ حد وہاں چالیس دن بارش سے بہتر ہے اور اس لئے بھی کہ حد کے قائم کرنے سے سوسائٹی کی اصلاح ہوگی اور اس میں خرابیاں کم ہوں گی ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حد چالیس کوڑے مقرر کی ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی چالیس اور حضرت عمر نے اسّی اور یہ سب مسنون ہے اور حضورؐ نے فرمایا ، " جو شراب پیئے اس کو کوڑے مارو دوبارہ پھر پیئے تو کوڑے مارو اور سہ بارہ پھر پیئے تو کوڑے مارو " اور آپ نے فرمایا ۔ جو شخص حدود اللہ میں سے کسی حد کے مقابل اپنی شفاعت کو پیش کرے تو وہ حکم الٰہی کی مخالفت کرتا ہے اور اسی لئے اللہ کا ارشاد ہے کہ "

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو ۔

اور حدود اللہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، لہٰذا حد کے جاری کر دینے سے اس گناہ کا کفارہ بھی ہو جاتا ہے اور اس کے دوبارہ ارتکاب سے تنبیہ بھی ہو جاتی ہے ۔ اور دوسروں کے لئے بھی نصیحت ہو جاتی ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جو نصیحت حاصل کرے اور حد کے اجراء سے اس جرم کی اشاعت بھی کم ہو جاتی ہے اس لئے کہ حد اپنے اثر و انجام کے اعتبار سے لوگوں کے لئے رحمت ہے خواہ لوگ اس کو عذاب سمجھیں ۔ دشمنان اسلام جو حد کے اجراء کو سنگدلی اور بربریت سمجھتے ہیں یہی لوگ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جرم اور مجرموں سے چشم پوشی کر کے جرم کو بڑھانے کا سبب بنتے ہیں اور ان کی نرم دلی دنیا کو فساد سے بھر دیتی ہے اس لئے کہ جو شخص فساد سے بچا وہ بے ادب ہوا اور لاٹھی نافرمان کی تنبیہ ہے یہی لوگ ہمیشہ مسلمانوں کو ان عیوب کے ساتھ متہم کرتے ہیں پھر یہی لوگ ان ایٹم بموں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناتے ہیں جو کروڑوں آدمیوں کی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں، جن میں بے گناہ بوڑھے، بوڑھیاں حاملہ عورتیں، بچے اور جانور بھی ہیں اور یہ کھیتی اور نسل کو تباہ کرتے ہیں پس بخدا حقیقت میں بربریت اور فساد عظیم تو یہ ہے اور اللہ ان مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور تمام اچھے اور برے لوگ شراب کے نقصانات اور افراد اور سوسائٹی اور جوانوں اور عورتوں پر اس کے مہلک اثرات کا اپنی مجلسوں میں اور عام گفتگوؤں میں برابر ذکر کرتے ہیں جیسے یہ کوئی جنگ ہے جو ان کے شہروں اور ان کے بال بچوں کو تباہ کر رہی ہے اور اس کا نقصان بڑھتا جا رہا ہے اور مہلک اثر پھیلتا جا رہا ہے ان گرم علاقوں میں بھی جیسے نجد اور حجاز اور خلیج اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں جب کوئی نوجوان بچپنے میں شراب کا عادی ہوتا ہے تو اس کی عمر ابتداء شباب ہی میں گھٹ جاتی ہے [1]

اس طرح کہ وہ بیس، تیس سال کے آگے تک نہیں پہونچ پاتا اور وہ کثرت شراب کی بناء پر جلد ہلاک ہو جاتا ہے، شراب نوشی معاصی کا وہ بھنور ہے جس میں پڑنے والا توبہ کئے بغیر نجات نہیں پاتا اور آدمی بڑی شخصیتوں کے ساتھ پاک دامنی، عزت اور حسن خلق کے ساتھ رہتا ہے۔ لیکن جب وہ شراب پینے لگتا ہے اس کے چہرہ پر مصیبت و بیماری کے آثار ظاہر ہوتے ہیں گھر والوں پر اس کی درندگی کا اثر قائم ہو جاتا ہے اس کو لوگوں سے نفرت ہو جاتی ہے

---

[1] بیمہ کمپنیاں جب کسی شخص کی زندگی کا بیمہ کرنا چاہتی ہیں تو اچھی طرح تحقیق کرتی ہیں کہ وہ شرابی تو نہیں اگر ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ شرابی ہے تو اس کا معاہدہ نہیں کرتیں، خصوصاً اگر معاملہ کسی نوجوان کا ہو اس لئے کہ وہ جانتی ہیں کہ اس کی عمر عام عمر سے پہلے ہی ابتداء شباب میں ختم ہو جائے گی اور کمپنی کو اس کی زندگی کے خاتمہ سے خسارہ ہوگا کیونکہ شراب اس کی جلد ہلاکت کا باعث ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اس طرح وہ زندگی بھر اس تکلیف دہ عادت کا غلام بن جاتا ہے وہ اس سے چھٹکارا چاہتا ہے لیکن بے بس رہتا ہے یہی عادت اس کی اولاد تک میں سرایت کر جاتی ہے کیونکہ وہ بھی اس بری عادت اور طریقہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔

جو لوگ شراب کے نقصانات اور سوسائٹی اور عورتوں اور جوانوں کے اخلاق کی بربادی کو دیکھتے ہیں پھر بھی اس کی تجارت کرتے ہیں اور خفیہ طریقہ سے شہر میں اس کو لانے کا بندوبست کرتے ہیں جبکہ وہ مسلمان بھی ہیں تو ایسے لوگوں میں نہ دینی غیرت ہے نہ وطنی حمیت، یہ وہی لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کی اشاعت ہو اور ان کی برائی کے لئے یہی کیا کم ہے کہ وہ لالچ میں گرفتار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر اس کے بیچنے اور خریدنے والے پر لعنت فرمائی ہے، شراب کی قیمت بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی سیڑھیوں پر فتح مکہ کے دن خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا:

ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام۔	بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب اور مردار اور سور[1] اور بتوں کی تجارتوں کو حرام کیا ہے۔

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مردار کی چربی کے بارے میں آپ کا ارشاد کیا ہے کیونکہ اس سے کشتیوں کو روغن دیا جاتا ہے اور لوگ چراغ جلاتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا استعمال حلال نہیں وہ حرام ہے پھر فرمایا اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے جب ان پر مردوں کی چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں شراب اور سور کے گوشت کی حرمت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اس لئے کہ جب اللہ کسی چیز کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کا شہر اس کی اس ماں کے برابر ہے جس نے اس کو جنا اور اس کو دودھ پلایا جو شخص شراب اپنے شہر تک لاتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنی ماں تک برائی کو پہنچاتا ہے۔ ایک غیرت مند مسلمان کا فرض تھا کہ اپنے شہر والوں کے ساتھ نیکی کرتا اور ان تک صرف ان چیز کو آنے دیتا جو ان کے لئے مفید ہوتی اور اس چیز کو روکتا جو ان کے لئے مضر ہوتی کیونکہ شہر والے اس کے جسم کا ٹکڑا ہیں جو چیز اس کو بری لگے گی اور جو اس کے لئے تکلیف دہ ہوگی وہ سب کے لئے تکلیف دہ ہوگی اور حرام شراب کا شہر میں داخل کرنا شہریوں کے لئے زہریلی غذا اور پانی پہنچانے سے زیادہ نقصان دہ ہے اس لئے کہ زہر آلود کھانے اور پینے تو صرف بدن کو نقصان پہونچاتے ہیں۔ اور ان کو کھا کر مرنے والے اللہ کے یہاں شہید سمجھے جاتے ہیں۔

لیکن شراب تو بدن اور عقل اور دین سب کو تباہ کرتی ہے اور جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ شراب نوشی کو جائز سمجھتا تھا تو وہ اللہ سے بت پرست کی طرح ملے گا لہٰذا اسلامی اخوت اور عربی نخوت کا تقاضا ہے کہ اس نقصان دہ چیز کی تجارت سے نفرت کی جائے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور اس کے بیچنے والے اور خریدنے والے پر لعنت فرمائی ہے اور اس کی قیمت اور نفع کا کھانا حرام کیا ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ	جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت
رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ	آئی اور وہ باز آیا اس نے جو کچھ کیا کیا اور اسکا

پچھلا حاشیہ ،، حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تجارت اور قیمت کو بھی حرام قرار دیتا ہے اور صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر کو یہ خبر لگی کہ ایک شخص نے شراب بیچی ہے تو آپ نے کہا اللہ اس کو تباہ کرے کیا اس کو معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے جب ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اس کو پگھلا کر بیچا اور اسکی قیمت کھا گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرة: ۲۷۵)

معاملہ اللہ کی طرف ہے اور جو دوبارہ کرے تو یہی جہنم والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

الا ان شرب الخمر ذنب معظم یزیل صفات الآدمی المسدد

یاد رکھو شراب نوشی بڑا گناہ ہے جو ایک اچھے آدمی کی صفات کو ختم کر دیتی ہے۔

و یلحق بالانعام بل هو دونها و یتخلط فی افعاله غیر مهتد

اور جانور بلکہ اس سے بھی نیچے پہنچا دیتی ہے اور آدمی کے افعال میں نامناسب باتیں ملا دیتی ہیں

یزیل الهوی عنه و یذهب بالغنی و یوقع فی الفحشاء قتل التعمد

انسان سے حیاء دور کرتی ہے اور اس کی دولت کو ختم کرتی ہے اور اس کو بے حیائی اور قتل عمد کا مرتکب کرتی ہے۔

فکل صفات الذم فیها تجمعت لذا سمیت ام الفجور فاسد

تمام بری صفات اس میں جمع ہوتی ہیں، اس لئے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔

کچھ آوارہ مزاج نوجوانوں اور عیاش تجار اپنی عقل اور جد و جہد اور اہتمام کو پوری طرح نصاریٰ کے اعمال اور ان کی عادات کی تقلید میں صرف کر رہے ہیں یہاں تک کہ نصاریٰ کی بد خلقیوں کی بھی تقلید میں کوشاں ہیں وہ اپنی ناقص رائے اور حقیر عزم سے یہ سمجھتے ہیں کہ تہذیب اور تمدن اور ترقی و تقدم یہ ہے کہ ہر طرح کے فسق اور فجور شراب نوشی اور بے حیائی کو بڑھاوا دیا جائے اور بے حیائی اور بے پردگی میں نصاریٰ سے مقابلہ کیا جائے جہالت نے ان کو بری طرح مسخ کر دیا اور ان پر غباوت کا پردہ چڑھ گیا ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے پورے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے بخدا یہ لوگ گمراہی کی راہ پر چل رہے ہیں اور ذلت کی کھائی میں گر چکے ہیں اور اس مذموم اخلاق سے راضی ہو چکے ہیں جس کو ان کی صریح جہالت اور بد خلقی اور فساق کی ہم نشینی نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے سامنے پیش کیا ہے اگر وہ اپنی اسی عادت پر جمے رہے اور اپنی سیرت کو بدلا نہیں اور اپنے رب کی اطاعت کی طرف لوٹے نہیں اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز سے باز نہیں آئے تو وہ ان معاصب کے لئے مثال بن جائیں گے اور برائیوں کے تیر کے لئے تیر انداز بن جائیں گے اور تاریخ ان کے برے کاموں کو ریکارڈ کرے گی جس سے انھوں نے ان سلف صالحین کی سیرت کی مخالفت کی تھی جنھوں نے اپنے تمسک بالدین اور اطاعت الٰہی سے ان کو عزت دی تھی ۔ میں نہیں کہہ سکتا ان میں امن کا مستحق کون ہے کاش تم جان سکو اور سوچ لو اپنی غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اپنی لغزشوں سے توبہ کرو اور اپنے رب کے فرائض کی پابندی کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو،

❖

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین پر ثابت قدمی کا تذکرہ

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسے فرد بشر کی گواہی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر وہ ثابت قدم رہتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اس کے رسول اور جملہ مخلوقات کے سردار ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کی جملہ آل واصحاب کرام پر رحمتیں نازل فرما، اور ان پر بہت بہت سلام فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ

(فصلت، ۳۰، ۳۲)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر وہ اٹل رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ مت ڈرو، اور مت رنجیدہ ہو، اور تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں اور تمہیں جنت میں وہ چیزیں ملیں گی جس کا تمہارا دل خواہش مند ہوگا، نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے، یہ مہمانی ہے بہت بخشنے والے بڑے مہربان کی طرف سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت کا یہ وعدہ ہے اور اس کا وعدہ سچا اور برحق ہے، کہ جو بندہ "ربی اللہ" کہے، یعنی میرا رب اللہ ہے۔ میں مومن اور مسلمان ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر اس تصدیق پر ثابت قدم رہا، اپنے رب کے فرائض اور واجبات کی پابندی کی، پنجوقتہ نمازیں وقت پر ادا کیں، خوش دلی سے زکوٰۃ دی، اور اپنے رب کے نزدیک اس ادائیگی کو اپنے لئے کار ثواب اور غنیمت جانا، رمضان کے روزے رکھے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا، قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی، فقیروں، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ ایسا ہی نیک برتاؤ رکھا جیسے اللہ نے اس کے ساتھ بہتر سلوک کیا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ہمیشہ سچ کہا، عہد اور وعدوں کو پورا کیا، امانت ادا کی، سود خوری اور نشہ آور چیزوں سے احتراز کیا، اور ہر قسم کے برے کاموں سے بچا رہا، ان اعمال پر ہمیشہ ثابت قدم رہا اور حلال روزی کے حصول کے لئے کوشش کی، تو ایسے افراد باسعادت اور بانصیب زندگی بسر کریں گے، انھیں اندرونی لذت نصیب ہوگی، ان کے جسم پر صحت اور مسرت کے اثرات رونما ہوں گے، یہاں تک کہ ان کی زندگی خوش نصیب اور موت کے بعد ابدی سعادت انھیں نصیب ہوگی، اور ان اوصاف حسنہ کے ساتھ وہ کامیاب اور بامراد ہوں گے ان پر رحمت، برکت اور سکینت کا نزول ہوگا، ان کے احوال ان کے عیال، ان کے نیک اعمال اور ان کے دھن دولت سب پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

بعض انسانی افراد پر رحمت و برکت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، جبکہ بعضے افراد پر شیطان نحوست اور بدنصیبی لے کر اترتے ہیں۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ

(الشعراء - ۲۲۱، ۲۲۳)

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں وہ ہر ایسے جھوٹے گنہگار شخص پر اترتے ہیں جو سنی سنائی بات (کان میں) لاکر ڈالتے ہیں، اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری مسرت یہ ہے کہ جن بانصیب بندوں کو فرشتے یہ بشارت دیں کہ انھیں ڈرنا اور غم نہیں کرنا چاہئے، اور پھر ان کے اندر سے ہر قسم کا غم واندوہ چھٹ جاتا ہے، تو ایسے تمام افراد سے ہر قسم کی نحوست اور شرارت بھی زائل ہو جاتی ہے، کیونکہ جس انسان کے دل میں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ کسی خرابی میں نہ پڑ جائے، ایسا آدمی ہمیشہ خوفزدہ اور غمزدہ رہتا ہے، اور یہ طے ہے کہ رنج والم ہمہ گیر اور دراز ہوتا ہے اور اس کی آگ دل میں ہمیشہ بھڑکتی رہتی ہے۔ نیز ان کا اثر بدجسم پر اس طرح طاری ہوتا ہے کہ فربہ اندام نحیف ونزار اور طاقت ور لاغر ہو جاتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے۔

والھم یخترم الجسیم نحافۃ ویشیب ناصیۃ الصبی ویھرم

رنج وغم فربہ جسم کو برباد کر لاغر بنا دیتا ہے، اور ایک بچہ کی پیشانی اس کی وجہ سے بوڑھی اور سن رسیدہ ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ	اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں، کرب
وَالْحُزْنِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ	اور الم سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں
الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ	عجز اور سستی سے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں
مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ	بزدلی سے اور کنجوسی سے، اور تیری پناہ
(ابو داؤد، بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)	مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کی قہرمانی سے

جو لوگ رب العالمین کی اطاعت اور بندگی کرتے ہیں، ایسے افراد خوف اور دہشت سے محفوظ رہتے ہیں، پسندیدہ چیزوں کے ساتھ کامیاب ہوتے ہیں، اگر انھیں مسرت حاصل ہوتی ہے تو خوش ہوتے ہیں اور یہ ان کے لئے خیر کا باعث ہوتی ہے، اور اگر انھیں اذیت پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتے ہیں، اور یہ ان کے لئے خیر وبرکت کا باعث ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری مسرت انھیں یہ حاصل ہوتی ہے کہ فرشتے ان سے کہتے ہیں ۔

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے ۔

یہ ایک عظیم بشارت ہے ، کیونکہ یہ اس جنت کی خوشخبری ہے ، جس کے لئے عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں ، چنانچہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میں نہ آپ کی طرح ٹھیک سے گنگنا سکتا ہوں اور نہ معاذ کی طرح گنگناتا ہوں ، میں تو بس اللہ سے جنت طلب کرتا ہوں ، اور آگ سے اس کی پناہ چاہتا ہوں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا ، اسی کے گرد تو ہم بھی گنگناتے ہیں ۔

چوتھی اور پانچویں بشارت فرشتوں کا ان سے یہ کہنا ہے کہ

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ہم تمہارے دوست ہیں ، دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں ۔

ظاہر ہے جس شخص کے ولی دنیا میں فرشتے ہوں ، وہ ہر برائی کو ان سے روکیں گے ، اذیت کو ان سے دور کریں گے ، اور دشمنوں سے ان کے خلاف جنگ کریں گے ۔

ایک شخص ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کے درپے ہوا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے ، اور کوئی جواب نہیں دے رہے تھے جب دیر تک اس شخص نے گالی دی ، تو صدیق اکبرؓ نے اسے جواب دینا شروع کیا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر جانے لگے ، آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات تھے ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر معذرت چاہی اور عرض کیا ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے میری بابت اس کی باتیں سنیں ، اس وقت تک میں خاموش تھا ، جب میں نے اسے جواب دینا شروع کیا ، تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے ؟ اور چہرۂ انور سے ناگواری ہویدا تھی ، آپ نے فرمایا ، ہاں دراصل جب تک تم خاموش تھے ، فرشتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا، لیکن جب تم نے خود جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ ہٹ گیا، اور اس کے ہٹنے پر میں بھی ہٹ گیا۔

آخرت میں بالخصوص اس کے دنیا کے آخری لمحات میں جب وہ یہاں سے رخصت ہونے لگتا ہے، اس وقت فرشتے اس کی نصرت اور سرپرستی اس طرح کرتے ہیں کہ جب ایک مسلمان زندگی میں اپنے دین پر ثابت قدم رہتا ہے تو مرتے دم موت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، اور اسے خوش کن خبریں سناتے ہیں۔ اور نرمی اور شفقت سے اس سے کہتے ہیں کہ خوشبوؤں اور خوشنودی کی طرف اور ایسے رب کی طرف چل جو غصہ والا نہیں ہے، ایسی خبروں سے خوشی حاصل کر جس سے تجھ کو مسرت ہو، آج کا ہی وہ دن ہے جس کی تجھے بشارت دی جاتی تھی، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

اے مطمئن نفس لوٹ اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔

انھیں بشارتوں کے اختتام پر ارشاد ہے۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (فصلت، ۳۱، ۳۲)

اور تمہارے لئے اس میں وہ ہے جس کی تمہارا دل خواہش کرے گا، اور تمہارے لئے اس میں وہ ہے جس کی تم دعا کرتے ہو وہ میزبانی ہوگی بڑے بخشنے والے نہایت مہربان کی طرف سے۔

یعنی تمہیں وہ سب وہاں دستیاب ہوگا جس کی تم تمنا کرتے تھے۔ یہ وہ چیزیں ہوں گی جن کا کسی کے دل میں تصور تک نہ ہوگا، لیکن ہر دل کو وہ بھلی معلوم ہوں گی، آنکھوں کو ان سے لذت ملے گی، اور یہ خدائے رحیم و برتر کی طرف سے مہمانی ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر تمہیں معلوم بھی ہے کہ اللہ نے بندوں کے لئے جس استقامت کو مرغوب فرمایا ہے اور جس کی بڑی تعریفیں کی ہیں، یہ استقامت کون سی ہے؟ یہ وہ استقامت اور ثابت قدمی ہے کہ بندہ دین پر اٹل اور استوار رہے، واجبات کو ادا کرتا رہے اور حرام چیزوں سے بچتا رہے، اللہ پاک کے اس ارشاد کا یہی مفہوم ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (ابراھیم ۲۷)

اللہ ایمان والوں کو پکی بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

دین پر ثابت قدمی اور صراط مستقیم کی رہروی جس پر اصحاب کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گامزن رہے۔ یہی ثابت قدمی بخشش اور استحکام کے لائق ہے جو کوئی اس طرح دین حق پر ثابت قدم اور استوار رہا، اور حکم الٰہی سے سرمو نہ ہٹا۔ ایسے بانصیب افراد قبر میں فرشتوں کے سوال پر اپنے جواب میں اٹل رہینگے، اور خاطر خواہ دلیل سوجھے گی، یونہی وہ پل صراط پر بھی ثابت قدم رہیں گے۔ جبکہ یہ پل انگارے سے زیادہ سرخ اور بال سے زیادہ باریک ہوگا، پل صراط دوزخ کے دونوں سروں پر اس طرح بچھایا ہوا ہے جیسے بغیر منڈیر کے کنویں پر کوئی شہتیر عرض میں رکھا ہو، پل صراط کے دونوں طرف آنکس لگے ہوں گے اور کانٹوں کی طرح اس کے گوکھرو ہونگے، یہ درحقیقت معاصی اور گناہ کبیرہ ہوں گے، جن میں آدمی مبتلا ہوتا تھا، یہ لوگوں کو نوچ لیں گے اور جن کی بابت اچک لینے کا حکم ہوگا، انھیں اچک لیں گے، اور انھیں اٹھا کر جہنم میں جھونک دیں گے۔ حشر میں ہر شخص کو اس پل کے اوپر سے ہو کر گذرنا ہوگا، اور یہی اس آیت کا مفہوم ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ

تم میں سے کوئی بھی نہیں جو اس پر سے گذرنے والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا

(مریم، ۷۰، ۷۱)

نہ ہو، یہ تمہارے پروردگار پر لازم ہے، اور طے شدہ امر ہے پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے، جو پرہیزگار رہے، اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے۔

"ورود" سے مراد گذرنا ہے، گذرنے والوں کے اعمال انھیں اس پل کو پار کرنے میں مدد دیں گے۔ بعضے خوش نصیب بجلی کی طرح گذریں گے، دوزخ اس سے کہے گی، مومن پار ہوجا! کیونکہ تیرے نور کی چمک نے میرے شراروں کو بجھا دیا ہے، بعضے ہوا کی تیزی سے گذر جائیں گے، کوئی بہترین گھوڑوں اور سواروں کی طرح گذر جائے گا، کوئی پیدل چل کر گذرے گا، اور بعضے گھسٹ کر جائیں گے اور پل عبور کرلیں گے، جو لوگ بچ بچا کر گذریں گے وہ تو بچ جائیں گے، لیکن جو لوگ منہ کے بل گریں گے وہ سیدھے دوزخ میں جا پڑیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط کے ایک طرف کھڑے ہونگے آپ کی نگاہیں گذرنے والوں پر ہونگی، اور آپ عرض کریں گے۔ اے اللہ تو ہی حفاظت فرما! خدایا تو ہی سلامت رکھ، جب پل صراط سے گذرنے والے اس پل کو پار کرلیں گے، تو ان کا گذر حوض کوثر پر ہوگا، چنانچہ وہاں جاکر وہ جو پانی پئیں گے، اس کے بعد انھیں کبھی پیاس نہیں ستائے گی،

دنیا میں جو لوگ جادۂ ہدایت پر ثابت قدم رہیں گے، وہ اس پل کی ہولناکی اور اس کی پھسلن سے بچیں گے، اور ان کے نیک اعمال بہتر رفتار کے ساتھ انھیں لے کر آگے بڑھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے،

میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں جہنم سے روک رہا ہوں گا میں تم سے کہوں گا، آگ سے دور ہٹو، اور تم مجھ پر غالب آنے کی کوشش کرو گے، اور اس میں گھسے پڑو گے، جیسے کیڑے مکوڑے اور پروانے گرے پڑتے ہیں، تم میرے سامنے ٹکڑیوں میں اور یکجا طور پر آؤ گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تمہیں تمہارے نام اور تمہاری شباہت کے ساتھ تمہیں پہچان لوں گا، جیسے آدمی اپنے اونٹوں میں نئے نویلے اونٹ کو پہچان لیتا ہے، اتنے میں دائیں طرف کے کچھ لوگوں کو پکڑ لیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا، اے میرے پروردگار! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں! ارشاد ہوگا، آپ نہیں جانتے، آپ کے بعد انھوں نے کیسے کیسے نت نئے کام کئے، تب میں کہوں گا جن لوگوں نے میرے بعد بدعتیں اختیار کیں، ان کے لئے دوری اور ہلاکت ہو۔"

استقامت اور ثابت قدمی یہ ہے کہ آدمی اپنے ذمہ عائد کئے گئے کاموں کو پابندی سے ادا کرے، خواہ یہ کام حکومت کی طرف سے عائد شدہ ہوں، یا کسی اور ذریعہ سے، اس کے ذمہ ضروری ہوں، اب جو لوگ اپنے کردار پر ثابت قدمی سے اٹل ہوں، اور کسی قسم کی کمی بیشی، کوتاہی اور بحث تمحیص کے بغیر اپنے فرض منصبی کو انجام دیں تو ایسے لوگ خدا اور بندوں کے نزدیک قابل تعریف ہوں گے، ان کی اچھی یاد لوگوں میں مدتوں باقی رہے گی، اور ان کی وفاداری جس کا رکردگی، ثابت قدمی، اور فرض کی ادائیگی پر ہر کوئی ان کی تعریف کرے گا، کیونکہ جس کے ذمہ جو کام عائد ہو، اس کی بہتر ادائیگی کا وہ ذمہ دار ہے، چنانچہ شاعر نے کہا ہے۔

مهما تستقم يقدر لك الله ٭ نجاحا في غابر الزمان

جس قدر تم استقامت اختیار کروگے، اتنے زمانے تک اللہ تمہارے لئے کامیابی کو مقدر فرمادے گا۔

اور جو لوگ ثابت قدم نہیں ہوتے ہیں، ایسے لوگ اپنے تمام کاموں سے گریز کرتے ہیں، اور اس پر جمے رہنے سے گریزاں ہوتے ہیں، خیانت اور چھین جھپٹ میں لگے رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد اور وعدوں کو پورا نہیں کرتے، ایسے افراد، استقامت، سچائی اور امانت داری غرض ہر قسم کی صفت سے عاری اور تہی ہوتے ہیں، اور یہ اپنی بد اطواری اور بد باطنی کی وجہ سے اپنی ان نکمی خصلتوں کا آپ اپنی ذات سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اسلامی شریعت کے احکام بیشمار ہیں، مجھے کوئی ایسی بات بتائیے کہ میں اس پر جمے رہوں اور وہ بات مختصر سی ہو، زیادہ طویل نہ ہو، آپ نے فرمایا کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اسی پر ثابت قدم رہو!

(مسلم بروایت سفیان بن عبد اللہ)

آپ نے انھیں ایک جامع اور ٹھوس بات بتائی کہ اسلام پر اور اس کی عملی تعلیمات پر ثابت قدم رہیں۔ استقامت کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اس صفت سے متصف ہونے والا کبھی گناہ نہیں کرتا بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ گناہ کرے لیکن فوراً توبہ کرے کیونکہ جو کوئی گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا، ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (الاعراف، ۲۰۱)	بیشک جو لوگ پرہیزگار ہیں جب انھیں شیطان کی وسوسہ اندازی سے کوئی خیال چھو جاتا ہے تو وہ فوراً چونک اٹھتے ہیں، پھر وہ (سیدھا راستہ) دیکھنے لگتے ہیں۔

یعنی گناہ سے گلوخلاصی کا راستہ وہ دیکھ لیتے ہیں، اور توبہ و استغفار کے ذریعہ اس گناہ سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

استقامت کی بڑی فضیلت وارد ہے، اس آیت کو کتنے لوگوں نے پڑھا، لیکن اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے میں انھوں نے ثابت قدمی نہیں دکھائی، چنانچہ انھوں نے عبادات سے گریز کیا، حدود اور محرمات کو ترک کیا، سود خوری اور شراب نوشی کو روا رکھا۔ دنیا داری کے لئے اپنی عقلوں کو فارغ کیا، بطن و فرج کی خواہشات کو مقدم رکھا، فرائض خداوندی سے گریز کیا، اور آخرت کو فراموش کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے آخرت کو فراموش کیا، چنانچہ اللہ نے مومنوں کو ان کی پیروی کرنے سے سختی کے ساتھ باز رکھا، مگر افسوس اس قدر ہمہ گیر بے راہ روی کے باوجود یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، جبکہ ان کا عمل ان کے زبانی دعوی کا انکاری ہے۔ کیونکہ اسلام زبانی جمع خرچ کا نام نہیں، نہ کوئی محض ٹائٹل استعمال کرنے سے مسلمان ہوتا ہے، بلکہ اسلام تو وہ ہے جو دل میں پیوست ہو، اور اعمال سے اس کی تصدیق ہو۔

اسلام کی صراط مستقیم ایک ہے جو اس پر اٹل رہے گا، نجات پائے گا، اور جو اس سے باز رہے گا، غرق ہوگا، یہ صراط مستقیم وہ ہے جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم گامزن رہے ہیں، آپ نے فرمایا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام، ۱۵۳)	اور یقیناً یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو، اور مختلف راہوں کی پیروی مت کرو کہ وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جدا نہ کردے۔

یہ متفرق راہیں وہ پگڈنڈیاں ہیں جن پر چلنے والا ہلاکت اور بربادی کا نشانہ بنتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مشہور ہے کہ آپ کی امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے، اور سب کے سب دوزخی ہوں گے، صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا، یہ وہ فرقہ ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہوں گے، اسی ناجی فرقہ کو استقامت کی توفیق حاصل ہے، اس لئے کامیابی اور سرخروئی کی دولت اسے میسر ہے۔ جبکہ دیگر گمراہ فرقے دین سے ہٹنے کی بنا پر اس سے سعادت سے محروم ہیں، کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ گم گشتہ راہ ہیں، آج بھی ایسی بیشمار بستیاں جہاں انگریزی تہذیب وتمدن کی چھاپ نمایاں ہے، وہاں کے مسلم باشندے مغرب کی مادہ پرستی کی وجہ سے دین اور عقیدہ سب کو گنوا بیٹھے ہیں۔ اللہ اور آخرت کے دن پر ان کا ایمان متزلزل ہو چکا ہے، اللہ کی حرام کردہ چیزیں جیسے سود خوری، زناکاری، شراب نوشی، وغیرہ کو وہ حرام نہیں ٹھہراتے، راہ حق کو اپنانے سے گریز کرتے ہیں، نمازوں کو انھوں نے بھلا دیا، اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے، شریعت الٰہی کی دیواروں کو پھاند گئے، دین کی حرام کردہ چیزوں کا مذاق اڑایا، اور غیر مسلموں کی راہ سرپٹ دوڑتے چلے گئے۔

افسوس یہ نام نہاد مسلمان آج عام مسلمانوں کے حق میں یہود ونصاریٰ کی بہ نسبت کہیں زیادہ مضر ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اپنے نام نہاد اسلام کی وجہ سے یہ لوگوں کو اور لوگ ان سے دھوکہ کھاتے ہیں، اور ان کے کردار گفتار اور عقائد پر فریب ہوتے ہیں، یہ مرتد ہیں، اور اصلی کافر کے مقابلہ میں مرتد زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، اور اللہ نے اپنے رسول کی زبانی مرتدین کو قتل کا حکم باقی ماندہ امت کے افراد کی بھلائی کے لئے دیا ہے تاکہ ان کا اخلاق نہ بگڑنے پائے، کیونکہ اخلاق وعادات چھوت کی طرح ایک دوسرے کو لگتے ہیں، اور طبیعت منتقل ہوا کرتی ہے۔ اور آدمی پر اس کے ہم نشین اور پڑوسی کا زبردست اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ (محمد ۲۵)	جو لوگ پیٹھ دے کر پھر گئے اس کے بعد کہ راہ ہدایت ان کے لئے ظاہر ہو گئی، ان کے لئے شیطان نے (کاموں کو) پسند کر دکھایا ہے اور ان کو ڈھیل دے رکھی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے خلاف تسلی کے لئے آپ کو ان الفاظ سے نوازا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (آل عمران: ۱۷۶)

جو لوگ کفر میں سرگرم ہیں، ان کو دیکھ کر تم غم نہ کرو، یہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا ذرہ برابر حصہ نہ ہو، اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

استقامت کی اپنی زبردست شان ہے، ایک موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا، بڑھاپے نے آپ کو بہت جلد آلیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے، لوگوں نے عرض کیا، ان سورتوں نے کیونکر آپ کو بوڑھا کیا، آپ نے فرمایا، اس سورہ کی اس جیسی آیات نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ (هود: ۱۱۲)

پس تم استوار رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا، اور وہ بھی جنھوں نے تمہارے ساتھ توبہ کی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا،

استقامت اختیار کرو، حالانکہ تم اس کی کماحقہ سکت نہیں رکھ سکو گے اور خوب جان لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے۔ اور وضو کی حفاظت بس مومن ہی کر سکتا ہے۔

پس افراد ابتداء عمر میں استقامت پسند ہوتے ہیں اور جادۂ اسلام پر گامزن ہوتے ہیں پھر ملحد اولاد، فاسق و فاجر کی صحبت میں پڑ کر انحراف کا شکار ہو جاتے ہیں، اور گمراہ کن شک و شبہات میں ایسے غرق ہو جاتے ہیں کہ صحیح عقائد سے یکسر بے بہرہ ہوتے ہیں، اور بالآخر الحاد تعطل اور جادۂ ہدایت سے دوری کا شکار ہو جاتے ہیں،

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض آدمی کی پیدائش ایمان کی حالت میں ہوتی ہے، ایمان ہی کی حالت میں اس کی زندگی کٹتی ہے، لیکن ان کی موت کفر کی حالت میں ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان کی زندگی ڈھل مل یقینی کا شکار ہوتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ پوری زندگی کا دار و مدار زندگی کے آخری لمحات پر ہے، اور جملہ امور کا انحصار بھی انھیں اختتامی ساعتوں پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دے رکھی ہے کہ آئندہ ایسے فتنے رونما ہوں گے، جو اندھیری راتوں کی ٹکڑیوں کی طرح ہوں گے، ان دنوں صبح تک آدمی صاحب ایمان رہے گا لیکن شام ہوگی تو کافر ہو جائے گا، اور دنیا کی معمولی پونجی کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔ ان فتنوں سے مراد وہی فتنے ہیں جو دین کے لحاظ سے وارد ہونگے،

فتنوں اور ان کی فتنہ انگیزی سے ہم بس اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، شک و شبہات درپیش آنے کی صورت میں اللہ تعالے اسنجیدہ نگاہ کو پسند فرماتا ہے اور جب شبہات طاری ہوں تو عقل سلیم اس کی بارگاہ میں خاص ستائش کی لائق ہے۔

نمازوں کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندگی اور موت کے فتنوں سے بالخصوص حفاظت کی دعا کرتے تھے، نماز جنازہ کی ایک دعا آپ اس طرح مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَالسُّنَّۃِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

اے اللہ ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھ اسلام اور سنت پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے ایمان پر اس کا خاتمہ فرما۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی عفو و درگذر کی چادر سے ڈھانک لے۔ اپنے فضل و کرم کا ہم پر سایہ کرے، اپنی مہربانی سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے اور اپنی یاد، اپنا ذکر اپنا شکر، اور اپنی اچھی عبادت کی توفیق بخشے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود اور اس کی جملہ اقسام کی حرمت اور اس کے عام مفاسد اور مضرتیں

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جس کی نوازش سے صالحات کی تکمیل ہوتی ہے اس کی بندگی بڑی دراز سے زندگی خوش گوار ہوتی ہے، خیرات کی افزائش ہوتی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس شہادت سے ہم نجات اور جنت کے حصول کی کامرانی چاہتے ہیں۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صاحب آیات و معجزات ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے جملہ خلائق اور تمام انسانوں کو پیدا فرمایا، اسے زبان و بیان، اور عقل و ایمان سے نوازا، اور اس کے لئے انواع و اقسام کی کھانے پینے کی چیزیں عدم سے وجود میں لائیں، ارشاد ہے۔

كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ (سبا ۱۵) — اپنے رب کی روزی سے کھاؤ، اور اسی کا شکر ادا کرو۔

نیز فرمایا:

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ (طٰہٰ ۸۱) — ہم نے جو پاکیزہ روزی تمہیں دے رکھی ہے اس میں سے کھاؤ اور سرکشی مت کرو۔

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے رب کی حلال کردہ من پسند غذاؤں اور مشروبات کو استعمال کریں، اور کسی قسم کی سرکشی نہ کریں، یعنی حرام طریقہ سے ان غذاؤں کو استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کریں، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنی مقررہ میعاد اور مقررہ روزی کو استعمال نہ کرے، اس لئے اللہ سے ڈرو، اور بخوبی جستجو کرو ۔ اور اگر کسی کی روزی کے حصول میں دیر ہوتی ہو تو اسے اس بات سے لازمی طور پر بچنا چاہئے کہ وہ روزی کا حصول حرام اور معصیت کے طریقہ سے کرنے لگے، کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے، وہ اس کی اطاعت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

(ابو نعیم، حلیہ، بروایت ابو امامہ باہلی، اس روایت میں انقطاع ہے)

قرآن پاک میں ہے ۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا (البقرۃ، ۲۲۹) — یہی اللہ کی حدود ہیں پس تم ان سے تجاوز مت کرو ۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (الطلاق۔۱) — اور یہ اللہ کی حدود ہیں، اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا، وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا ۔

اللہ کی حدود اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں، جو کوئی حلال طریقہ سے دولت کمائے گا، اس پر برکتوں کا نزول ہوگا، اور نیک آدمی کے لئے صالح دولت اس کا بہترین سرمایہ ہے، اور جو کوئی حرام طریقہ سے دولت کمائے گا، اس پر برکت کا نزول نہیں ہوگا، اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جو کھاتا ہو لیکن شکم سیر نہ ہوتا ہو ۔

واقعات سے اس فکر اور احساس کی تصدیق ہوتی ہے کہ جو لوگ بھی حرام طریقہ سے دولت کماتے ہیں، جیسے چوری، رشوت اور خیانت کرتے ہیں، یا حرام مشروبات کی فروخت کا دھندہ کرتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا چیزیں خرید کر ان کی قیمت نہ ادا کرنے کے دھندے میں ملوث ہیں، یا مزدور سے کام تو پورا لیتے ہیں لیکن ان کی اجرت نہیں ادا کرتے، ایسے تمام افراد اپنے رب کے نافرمان ہیں، اور نہ صرف اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہیں، بلکہ اپنی نسلوں کو تباہ اور اپنی روزی کو برباد کرتے ہیں، ایسے تمام افراد کی کمائی اس جھاگ کی سی ہے جو سوکھ کر اڑ جاتا ہے اور پہلے کی طرح کچھ باقی نہیں رہتا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ سود کو اللہ مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے

(البقرۃ: ۲۷۶)

حرام طریقہ سے اپنائی گئی دولت سود کی طرح حرام ہے، اور ہر دو کا انجام قلت اور بے برکتی ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

اللہ نے جس طرح تمہارے درمیان روزی تقسیم کر دی اسی طرح اس نے تمہارے درمیان عادتوں کو بانٹ دیا ہے، اور دنیا اللہ تعالیٰ ہر کس و ناکس کو دیدیتا ہے خواہ وہ اس سے محبت کرے یا نہ کرے، لیکن دین صرف ایسوں کو عطا کرتا ہے، جس کو وہ محبوب رکھتا ہے، لہٰذا خوب سمجھ لو کہ جس کو دین داری نصیب ہو وہ خدا کا محبوب ہے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص حرام طریقہ سے دولت کماتا ہے اور اس میں جس قدر افزائش ہوتی ہے، یا اس مال میں سے وہ جس قدر خیرات کرتا ہے، اور وہ قبول کر لیا جاتا ہے، یا جس قدر حرام کمائی کا اثاثہ وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ سب اس کے لئے جہنم کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتا ہے، نیز ایسے بھی خبیث چیز سے خبیث چیز کا ازالہ نہیں ہوتا۔

(امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بطریق حسن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے، حرام سود یہ ہے کہ مسلمان مسلمان سے ایسا سودا کرے جس میں دھوکہ دہی اور فریب کاری نہ ہو، کسی قسم کی خیانت، دغابازی اور سود کا شائبہ تک نہ ہو، ان اوصاف کے ساتھ کی گئی خرید و فروخت افضل کمائی ہوگی، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، افضل کمائی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آدمی کی اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر قسم کا قابل قبول سودا، (افضل کمائی ہے)۔

بندہ اپنے ہاتھوں جس قدر جائز اور مباح کام کرے، جیسے زراعت اور دست کاری وغیرہ ایسے تمام کام اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوں گے، دستکار مومن اللہ کے نزدیک محبوب ہے، جبکہ بے کار دھوکہ باز اسے سخت ناپسندیدہ ہے۔ حدیث میں ہے۔

جس نے کوئی پودا لگایا، پھر اس سے کسی انسان نے یا اللہ کی کسی مخلوق نے کچھ کھالیا، تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا،

(مسند احمد، بروایت ابودرداء، اس کی اسناد حسن ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

جس مسلمان نے کوئی پودا لگایا، پھر اس سے جس کسی نے کچھ کھایا، وہ اس کی طرف سے صدقہ ہوگا، اور جو کچھ چوری کیا گیا ہوگا، وہ بھی صدقہ ہوگا، اور جس قدر کسی درندے نے کھایا ہوگا، وہ بھی صدقہ ہوگا، غرض اس میں سے جس قدر کم یا زیادہ ہوا ہوگا، وہ سب بھی اس کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

حرام سود کی کئی قسم ہے، ان میں بدترین درجہ کا حرام وہ سود ہے جو ربا نسیہ کہلاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص بنک سے قرض لے، یا کسی شخص سے قرض حاصل کرے، پھر جب مدت پوری ہوجائے، اور ادائیگی کی صورت نہ ہو تو مدت بڑھا دی جائے گی، اور اسکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض قرض کے ساتھ مزید کچھ روپیہ زیادہ کر دیا جائے، جیسے زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کا لین دین کرنے والے کہا کرتے تھے، یا تو قرض پورا پورا ادا کرو، یا سود در سود دو، اس طرح قرض دار پر قرض کا بوجھ بڑھتا جاتا، اور ناقابل برداشت ہو جاتا، جاہلیت کے اسی سود کو اسلام نے بطور خاص حرام قرار دیا ہے، اور اس کے تعلق سے متعدد روایتیں قرآن پاک میں وارد ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور عوام کے اندر اس کی گواہی دینے والوں سب پر لعنت کی ہے۔

اس قسم کے سود کے مضر اثرات سے تجارتیں تباہ و برباد ہوتی ہیں، آدمی پائی پائی کو ترستا ہے، گھر اور خاندان اجڑ جاتے ہیں، کتنی ہی نعمتیں اس کی وجہ سے چھن جاتی ہیں، اور انسان انتقام کا باعث ہوتا ہے، یہ اسی سود خوری کے پھیلے ہوئے اثرات ہیں کہ اس کی وجہ سے مکانات تباہ ہوتے ہیں، اہل خانہ برباد ہوتے ہیں، اور کتنے ہی ایسے گھر ہیں جو اپنے مکینوں کو ترستے ہیں، سود خور بہت جلد فقر و تنگ دستی کا شکار ہوتا ہے، غربت و مسکنت اور رنج و غم اسے گھیرے ہوتے ہیں، اور ایسی گھڑی میں اسے ندامت لاحق ہوتی ہے جب کہ ندامت اسے چنداں فائدہ نہیں دیتی، سود خور کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد اپنے رب سے جنگ کرنے کے درپے ہوتا ہے، ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (البقرۃ، ۲۷۸-۲۷۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جس قدر سود باقی رہ گیا اس کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اور اگر تم نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لئے آگاہ ہو جاؤ۔

سود کاروبار کی وجہ سے سود خور کس طرح پاگلوں کی سی حرکت کرتے ہیں، اس بارے میں ارشاد ہے۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ ایسے ہی شخص کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ	کھڑے ہوتے ہیں جسے چھو کر شیطان بدحواس
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ	کر دیتا ہے، یہ اسی لئے کہ انھوں نے کہا: بیع،
قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا	سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال
وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ	کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

الرِّبٰوا (البقرۃ - ۲۷۵)

سود کی دوسری قسم "ربوا الفضل" ہے، اس سود کو بھی اللہ نے اپنے نبی کی زبانی حرام قرار دیا ہے، کیونکہ یہ سود بھی انجام کار اسی سود کی طرف لے جاتا ہے جس کو ربوا النسیہ کہتے ہیں، موجودہ دور میں اس کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ بنکوں سے قرض لے کر اپنی تجارت کو وسیع کرتے ہیں، پھر جب ادائیگی کا وقت آتا ہے، اور ان کے پاس روپیہ نہیں ہوتا، تب بنک ان پر سود در سود چڑھاتی ہے، اور سود کا یہ میٹر یوں ہی چلتا ہے اور یہ اپنے بستروں پر پڑے ہوتے ہیں۔ اس طرح سودی لین دین اصل اور منافع کے ساتھ چڑھتا جاتا ہے، اور تھوڑی سی مقدار پھیل کر بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اسلامی شریعت خواص وعوام کی مصلحتوں پر مبنی ہے، اور اس کی نظر میں یہ فعل اس دلیل کے ساتھ حرام ہے کہ شریعت نے چاندی کے عوض سونے کی بیع کو میعادی ادھار کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

سونے کو سونے کے عوض مت فروخت کرو، ہاں برابر سرابر فروخت کر سکتے ہو، اور کسی ایک کو دوسرے کے بالمقابل کم زیادہ مت کرو۔ یونہی چاندی کو چاندی کے عوض مت فروخت کرو۔ البتہ برابر سرابر بیچ سکتے ہو، اور ادھار کو نقد کے عوض مت فروخت کرو۔

(بخاری ومسلم بروایت ابوسعید رضی اللہ عنہ)

سونے چاندی کا بطور خاص ذکر اسی لئے کیا کہ عہد نبوی میں ان دو چیزوں کے ذریعہ لین دین ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا، جبکہ آج کرنسی نوٹوں کا چلن انھیں دونوں چیزوں کے بالمقابل ہو رہا ہے، خواہ یہ کرنسی نوٹ کسی نوعیت کے کیوں نہ ہو، لہٰذا ایسی صورت میں ان کا بھی ادھار لین دین ناجائز ہوگا، اور جس طرح سونے چاندی کا ادھار لین دین ناجائز ہے، اسی طرح یہی صورت کرنسی نوٹوں پر بھی منطبق ہوگی، جیسا کہ اس ارشاد سے مترشح ہے: "نقد کو ادھار کے عوض مت فروخت کرو"۔ نیز امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

سونے چاندی کے عوض فروخت کرنا سود ہے۔ سوائے اس کے کہ
نقد در نقد ہو۔ لہٰذا ایک چیز کو دوسرے کے عوض ادھار لین دین کرنا قطعی
جائز نہیں ہوگا۔

پھر یہ حکم انھیں دو چیزوں کے ساتھ مخصوص نہیں، یا جو چیزیں ان کے قائم مقام ہوں، انھیں پر ان کا انحصار نہیں، بلکہ قیمت اور ثمنیت رکھنے والی ہر چیز میں ان کا اطلاق ہوگا، اور شرعی قواعد کی یہ خصوصیت ہے کہ نظائر کو دیکھ کر نظائر پر فیصلہ کیا جاتا ہے، اور ہر دو کے درمیان حکم کو یکساں کیا جاتا ہے، اور ہمہ قسم کے فرق اور علیحدگی کو ایک طرف کر دیا جاتا ہے، کیونکہ شریعت میں احکام کے اندر اسباب کے خصوص کا اعتبار نہیں کیا جاتا، بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

شریعت ان عیوب سے پاک صاف ہے کہ کسی ٹھوس یا یقینی بگاڑ کی وجہ سے ایک چیز سے باز رکھے، پھر اسی چیز کو اس خرابی یا اس سے زیادہ خرابی کے ساتھ کسی دوسری جگہ مباح قرار دیدے۔

سونے چاندی کی خرید و فروخت کی صورت میں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کی زبانی فوری تبادلہ اور ادائیگی کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور ان میں سے ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ادھار فروخت سے منع فرمایا ہے، اور یہ محض امت پر رحمت خداوندی کا شاخسانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ان حرام چیزوں کا لین دین کرنے کے لئے طرح طرح کی حیلہ سازی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کام لیتے ہیں اور جواز کیلئے اباحت کی صورت نکالنے کے درپے ہیں ۔ مثلاً وہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کرنسی نوٹ یا ان کے متبادل سکے اسباب کے قائم مقام ہیں ۔ اس لئے ان کا ادھار لین دین جائز ہونا چاہئے، حالانکہ ان پر یہ امر مخفی ہے کہ نفی اور اثبات ہر صورت میں نظیر کا حکم اس کی نظیر کے مطابق ہونا چاہیئے ۔

اس لئے جب تک یہ معاملہ اس صفت کے ساتھ جاری ہوگا، کرنسی نوٹوں کا ایک دوسرے کے ساتھ لین دین بالکل اسی طرح ممنوع ہوگا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے عوض سونے کی ادھار بیع کو منع فرمایا ہے ۔

مذکورہ ممانعت اس حکیم شارع کی طرف سے وارد ہے جس کی بابت وارد ہے ۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (التوبة ۱۲۹)

تمہارا رنج وغم میں پڑنا ان کو بہت گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں خاص کر مسلمانوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں ۔

مذکورہ بالا امور سے ممانعت محض اس بنیاد پر ہے کہ ان کی مضرت واضح ہے ۔ اور ان کا بگاڑ اظہر من الشمس ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی خرابی آج نظر نہیں آتی، لیکن کل یہ پورے طور پر نمایاں ہوگی، کسی شاعر نے کہا ہے ۔

نبی یری مالا یری الناس حولہ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد
وان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی الیوم او فی ضحی الغد

نبی اپنی نگاہ سے وہ کچھ دیکھ لیتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ پاتے، وہ ہر محفل میں کلام الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں ۔ اور اگر کسی روز کسی غیب کی بابت وہ کوئی بات کہیں، تو آج یا کل بہت جلد تم اس کی تصدیق اپنی آنکھوں سے کرلوگے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ والا، بنک والوں کی طرح ہے، جب ادھار لین دین کا دروازہ کھل جاتا ہے اور سود در سود کا سلسلہ آپس میں جاری ہوتا ہے، تو سود کے چور دروازوں سے از خود اضافہ در اضافہ کا سلسلہ چل پڑتا ہے، اور کوئی تھکن، مشقت لاحق نہیں ہوتی، نہ ہی قرض خواہ کی رضامندی مطلوب ہوتی ہے، اور اس سب کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ رعایت اور سہولت سب کچھ ختم ہو جاتی ہے۔ جس کی شریعت نے گنجائش دے رکھی ہے۔ مثلاً

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ (البقرة ۲۸۰) اور اگر وہ تنگ دست ہو تو فراخی تک اسے مہلت دی جائے۔

نقدی کے عوض نقدی کے ادھار لین دین کا سلسلہ جب لوگوں میں چل پڑتا ہے تو معمولی فرد تو پر بھی انھیں اس قسم کے سودے کا شوق چٹکیاں لیتا ہے۔ اور اس طرح افراد پر ناقابل گمان حد تک قرض کا انبار سا لگ جائے گا، اور وہ پہلے بدا الفضل کے مرتکب ہونگے، اور انجام کار ربوالنسیۃ کا شکار ہوں گے، اور بالآخر وہ ایسے تمام گناہوں کا شکار ہوں گے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پناہ مانگا کرتے تھے۔

موجودہ لوگوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا دین کی نصوص اور اس کی صراحتوں کی تصدیق کے لیے کافی ہے، ہم نے ایسے بہتیرے افراد کو دیکھا، جنھوں نے اس ممانعت کی دھجیاں بکھیر دیں، اور کسی رکاوٹ یا احتیاط کے بغیر سودی قرضوں بالخصوص بنکوں سے سود لینے کے لیے ٹوٹ پڑے تاکہ وہ وسیع پیمانے پر تجارت کر سکیں، یا اراضی اور زمینات کی خرید و فروخت کریں، یا کمپنیوں کے حصص (شیرز) خرید لیں، ہم نے ایسے بہتیرے لوگوں کو دیکھا کہ سودی کاروبار کرنے کی وجہ سے یہ زبردست ہلاکتوں کے شکار ہوئے، اور یہ تو روز مرہ کا معمول ہے کہ ان کی تجارت کساد بازاری کا شکار ہوتی ہے، اور ہمہ وقت ان کا کاروبار نہیں چلتا۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا جائے کہ ایسے لوگ کس قدر زمانہ کے حوادث کا شکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں، مثلاً ان میں لڑائی ٹھن جاتی ہے، کبھی یہ آگ کا نشانہ بنتے ہیں۔ غرض یہ اور اس جیسی کساد بازاری کی انگنت صورتیں ان کے سامنے رونما ہوا کرتی ہیں، ادھر بنک کے قرضوں کا چکر ان کے اوپر گھومتا رہتا ہے، رفتہ رفتہ اس کے میٹر کی سوئی گھومتی اور بل کھاتی رہتی ہے۔ تا آنکہ یہ بنکوں کے قرضجات کو ادا کرنے کی تاب نہیں رکھتے، اور آخر میں بنک ان کا تمام تر اثاثہ منجمد کر دیتی ہے، اور ان کی کل اراضی یا املاک کو چھین لیتی ہے، اور یہ کہیں کے نہیں رہتے ہیں، اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد کس قدر بجا ہے کہ

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ (البقرۃ ۲۷۶) — اللہ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اس طرح یہ قرضدار اپنے بستروں پر دراز ہوتے ہیں، اور ادھر بنکوں میں ان کے برخلاف سود در سود کا میٹر گھومتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔

فی زمانہ بنک بالکل اسی سودی لین دین میں ملوث ہیں، جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ اور اسلام نے جس کو حرام قرار دیا، اور قرآن پاک کی متعدد آیتیں اس کے تعلق سے نازل ہوئیں اس سود کی حقیقت یہ ہے کہ جب قرض کی میعاد قریب آتی ہے، اور ادائیگی سے کوتاہی لازم آتی ہے تو بنک یا قرض خواہ سود در سود کی شرح بڑھاتے جاتے ہیں، ادھر مدت میں بھی اضافہ کرتے جاتے ہیں، اس طرح قرض اور اس پر سود کی شرح بڑھتی جاتی ہے، اور رائی کے برابر قرض پہاڑ بن جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس سود کو حلال سمجھنے والا جمہور علماء کے نزدیک کافر سمجھا جائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حدود کی زبردست نگہداشت فرمائی ہے، اور ایسے تمام چور دروازوں کو بند کر دیا ہے جن کے ذریعہ ان تک رسائی ہوتی ہے چنانچہ محض امت پر شفقت کی خاطر آپ نے اس سود کے قریب تک پھٹکنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ لہٰذا افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خلاف گناہ کا ارتکاب نہ کریں، اور ایسے بھی ہر شخص اپنی کرتوتوں کا اسیر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود خوری کی بابت کتاب وسنت میں متعدد تنبیہ، ڈانٹ پھٹکار اور سرزنش وارد ہے اور جس طرح آپ نے کبیرہ گناہوں سے منع فرمایا، اس سے کہیں زیادہ سختی کے ساتھ آپ نے سود کے اس بھاری گناہ سے باز رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ. وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اے ایمان والو دوگنا، سہ گنا سود مت کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہوسکو، اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاسکے۔

(آل عمران ۱۳۰، ۱۳۲)

اس سلسلے میں مذکورہ بالا آیت سخت سرزنش اپنے اندر رکھتی ہے، سود در سود کھانے کا مطلب یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں سودی لین دین کریں، اور اصل قرض پر سود اور اس پر در سود بڑھاتے جائیں۔

اللہ نے مومنوں کو تقویٰ کا پابند بنایا، حرام سے بچنے کی تاکید فرمائی، اور اس کا مکلف بنایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی پابندی کریں، ان کی نواہی سے بچیں، پھر سود خوروں کے اوصاف گناتے ہوئے باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ انھیں کی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جنھیں چھو کر شیطان بدحواس کر دیتا ہے۔ یہ اسی لئے کہ انھوں نے کہا کہ بیع بھی سود کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا. فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (البقرة: ۲۷۵)

سود کو حرام ٹھہرایا، پس جس کے پاس کوئی نصیحت اس کے رب کی طرف سے پہنچے اور وہ باز آجائے تو وہ پہلے جو کچھ لے چکا، وہ اس کا ہو گیا، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ رہا، اور جو سود لیتا رہا، تو ایسے لوگ دوزخی ہیں۔

اس آیت میں سود خوروں کی سرشت، ان کے اندروں کے بگاڑ، اور ان کی تمام تر خرابیوں کا ذکر کیا کہ یہ لوگ سود خوری کی وجہ سے پاگلوں سے بدتر ہو چکے ہیں، ان کے دلوں میں ڈر اور خوف کا شائبہ تک نہیں ہے۔ جب ہی تو انھوں نے حلال اس کو سمجھا جس کو وہ خود حلال ٹھہرائیں، اور حرام بھی اسے قرار دیا جس کو خود انھوں نے حرام ٹھہرایا، پھر حرام کو یہ از خود حیلہ کر کے حلال ٹھہراتے ہیں، اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خرید و فروخت بھی تو آخر سودی کاروبار کی طرح ایک کاروبار ہے، اور اس طرح وہ یہودیوں کے سے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں، اور ادنیٰ حیلے کے ذریعہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہراتے ہیں۔

پھر اس سودی کاروبار کرنے والے پر اللہ تعالیٰ راستی اور راستکاری کی صورتیں اور درستی اور اصلاح کی شکلیں فراہم کرتا ہے، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ جب اس کے سامنے ہدایت اور نیکوکاری کا ایسا راستہ آئے، جس سے ہلاکت میں پڑنے کے مواقع کم سے کم ہوں، اور وہ ان صورتوں کو قبول کرتے ہوئے اپنے اعمال سے توبہ کرے، اور بدکاری اور بدکرداری سے بچ جائے، تب بھی ہم یہ نہیں کہیں گے کہ تم اپنا سارا مال نکالو! بلکہ ارشاد باری ہوتا ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ. (البقرة: ۲۷۵)

تو جس کے پاس نصیحت پہونچی اس کے رب کی طرف سے اور وہ رک گیا تو اس کے لئے وہ ہے جو وہ لے چکا، اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود کا لین دین کرنے والا کوئی شخص جب اسلام لاتا ہے تو اس پر اپنے کردار کی اصلاح ضروری ہو جاتی ہے، اور اگر اس پر کسی شخص کا قرضہ ہو تو یہ ضروری ہے کہ وہ اس سے دستبردار ہو جائے یعنی اصل رقم سے زائد سرمایہ سے دستکش ہو جائے، کیونکہ وہ اس کی ملکیت نہیں۔

یونہی اگر اس نے معلوم و مقررسکوں پر قبضہ کیا جو کسی جانے پہچانے فرد یا اشخاص سے اسے حاصل ہوا، تب بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ قبضہ کے بعد زائد رقم لوٹا دے، جو سود ہے، اور اصل رقم سے زائد ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (البقرۃ ۲۷۹)

پس اگر تم نے توبہ کی تو تمہارے لئے تمہارا اصل سرمایہ ہے، نہ تم دوسروں پر ظلم کرو، نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔

یہی اس ارشاد نبوی کا مفہوم ہے جس میں آپ نے فرمایا،

سب سے پہلا سود جس کو میں ساقط کرتا ہوں، عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ (خطبۂ حجۃ الوداع)

اس سے آپ کی مراد یہی تھی کہ اصل رقم سے زائد کو میں ساقط کرتا ہوں۔

یوں ہی بنک والے جب لوگوں سے سودی لین دین اور جائز سودا کریں، پھر سودی لین دین سے تائب ہوتے ہیں، تو ان پر سود در سود رقموں سے دستبردار ہونا ضروری ہے، اور جس قدر لیا ہو اسے لوٹانا بھی ضروری ہوگا، اور اگر زیادہ دن گذرنے یا جہالت اور نسیان کی وجہ سے کچھ رقم بھول گیا تو اسے چاہیئے کہ خدا کے حضور توبہ کرے، اور بکثرت خیرات کرے اور اس نے جس قدر پہلے سے لے کر کھا لیا ہوگا، وہ اس کے لئے لائق معافی ہوگا، اور اس کا معاملہ خدا کے حضور ہوگا،

ارشاد باری ہے۔

فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ

تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ (البقرۃ:۲۷۵)

پہنچی اور وہ رک گیا تو اس کے لئے وہی ہے۔ جو وہ پہلے لے چکا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ چاہے گا تو اسے عذاب دے گا، یا چاہے گا تو بخش دے گا، اور جو لوگ دوبارہ سود کی لین دین کریں گے، اور اپنی معصیت پر اصرار کریں گے۔

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

تو وہی دوزخ والے ہیں، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پھر باری تعالےٰ نے سود کے برے انجام کی خبر دی اور بتایا کہ انجام کار اس میں کمی آتی ہے۔ سودی لین دین کرنے والوں کے ہاتھوں سے برکت چھن جاتی ہے، یا اس کے ورثہ خیر و برکت سے نزدیک یا دور بہرصورت محروم ہوتے ہیں، نیز ایسے بھی ناکامی اور روزی میں کمی لازم و ملزوم ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (البقرۃ: ۲۷۶)

اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اور حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا سرمایہ سود میں داخل ہے۔

پھر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سود خوروں کے خلاف اللہ نے جنگ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا ہے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (البقرۃ:۲۷۹)

پس اگر تم باز نہ آؤ تو تمہارے خلاف اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

جنگ اس لئے کہ ایسے افراد خدا کے دشمن ہیں، اور خدا سے جنگ اور اس کے غضب کی تاب بھلا کن لوگوں کے اندر ہے؟ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ سود خوری کی سزا جس قدر شدید ہے کسی اور جرم کی سزا اتنی زیادہ نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جرم کو ہلاکت خیز قرار دیا ہے۔ جو اپنے مرتکب کو گناہوں میں نہ صرف غرق کرتا ہے، بلکہ اسے جہنم رسید کرتا ہے۔ نیز سود کھانے اور کھلانے والے پر بھی آپ نے لعنت فرمائی ہے، تاکہ دیگر بندگان خدا پر شفقت ہو سکے، اور جس قدر چیزیں حرام ہوتی ہیں، ان کی مضرت واضح ہے اور ان کے مفاسد بھی سب پر عیاں ہیں، اور سود کی خرابی جتنی زیادہ ہے، زنا کاری اور شراب نوشی کی حرمت بھی اس کے آگے ہیچ ہے۔ اور خواہ اس عمل کو ضرورۃً کیا ہو یا ضرورۃ نہ کیا ہو۔ بہر صورت یہ حرام ہے، کیونکہ کسی ضرورت کے تحت اگر اس کی اباحت کی اجازت دیدی جائے تو لوگ بلا ضرورت بھی اس کا استعمال جائز کرلیں گے، کیونکہ ہر شخص کسی نہ کسی ضرورت اور مجبوری کا شکار ضرور ہی ہوتا ہے۔

وصال سے تین ماہ پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا۔

"سنو! جاہلیت کا تمام تر سود قلم زد کیا جاتا ہے، اور سب سے پہلا سود جس کو میں قلم زد کرتا ہوں، وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ میں اس کو برطرف کرتا ہوں"

اور یہ حقیقت مسلم ہے کہ اس زمانے میں عوام سخت تنگی اور بدحالی میں مبتلا تھے، غربت اور تنگ دستی عام تھی، لیکن اس کے باوجود سود کا لین دین کسی کے لئے جائز نہیں کیا گیا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق - ۲-۳)	اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے، وہ اس کے لئے گلوخلاصی کا راستہ نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا۔
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ	اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے کام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْرِہٖ یُسْرًا (الطلاق ۔ ۴) میں آسانی پیدا کر دیتا ہے ۔

اس لئے یہود کی سرشت نہیں اپنانی چاہیئے، جنھوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو ادنیٰ حیلہ اور تدبیر سے حلال کیا ۔

ایاك ایاك الربا فلدرهم اشدعقابا من زناك نبهد

سود سے بچ اس لئے کہ سود کا ایک درہم کسی دوشیزہ کے ساتھ زنا کرنے سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔

وتمحق اموال الربا وان نمت ویربو اقلیل الحل فی صدق موعد

سود کی دولت میں کتنی ہی افزائش کیوں نہ ہو اس کے اندر خسارہ ہوگا، حلال مال کتنا ہی کم ہو اس کے اندر اضافہ ہوگا، کیونکہ اس کا سچا وعدہ کیا گیا ہے ۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم پر اپنا فضل و کرم فرمائے، اپنی رحمت کا ہم پر سایہ کرے، اپنی نوازش سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل کرے، اور ہمیں اپنا ذکر، اپنا شکر ادا کرنے، اور نیک عبادت کی توفیق بخشے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید و فروخت اور لین دین میں سچائی کی فضیلت

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس کی نعمتوں کے تحت صالحات کی تکمیل ہوتی ہے، اور اس کی خوش دلی کے ساتھ عبادت کی وجہ سے زندگی سنورتی ہے، اور خیر و برکت میں اضافہ ہوتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

(منافقون ۹)

اے ایمان والو تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ بنائے، اور جو کوئی ایسا کرے گا، تو وہی لوگ خسارہ میں ہوں گے۔

اللہ نے اپنے بندوں کو اس سے منع فرمایا کہ انھیں تجارت، لین دین یا کسی قسم کی بھی خرید و فروخت اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت سے باز رکھے، کیونکہ انسان کی ہر عبادت ذکر الٰہی میں شمار ہوتی ہے، چنانچہ سچائی امانت داری نیکی اور بھلائی کا ہر کام ذکر الٰہی میں شامل ہے۔ اور پرہیز گاری کی یہ اعلیٰ ترین صورت ہے۔ اور اگر یہ صورت کسی فرد بشر کو حاصل ہو، تو اگر اس کے سارے اعضاء و جوارح بھی دنیا کی محبت میں سرشار ہوں تو مضائقہ نہیں، کیونکہ مومن وہ ہے جس کا ہاتھ پاؤں اگرچہ دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو، لیکن ان کے دل آخرت کی یاد میں غرق ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ خواہ وہ خرید و فروخت کریں، عمارت سازی یا شجر کاری کریں، تجارت یا روزگار کے لئے بحر و بر میں سفر کریں، لیکن جب بھی ان پر کوئی ناگہانی افتاد آتی ہے، یا اللہ کی طرف سے کوئی فرض ان پر لاگو ہوتا ہے، جیسے نماز، روزہ، یا زکوٰۃ وغیرہ تو یہ اس کی ادائیگی کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، اور پھر کوئی تجارت یا خرید و فروخت انھیں اللہ کی یاد یا اس کے ذکر سے غافل نہیں کرتی، چنانچہ وہ دونوں جہان کی سعادت اور نیکی حاصل کرتے ہیں، یعنی دنیا اور آخرت کی نیکی پاتے ہیں۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (النور، ۳۸)

تاکہ اللہ ان کی حسن کارکردگی کا انھیں بہتر بدلہ دے، اور اپنے فضل سے انھیں مزید عنایت فرمائے۔

یعنی دنیا کی برکت اور اس کی سعادت پاتے ہیں، کیونکہ عبادات کی انجام دہی سے زندگی میں کشادہ روزی کے لئے بڑی مدد ملتی ہے۔

اور جن لوگوں کو ان کی دولت خدا کی یاد، اس کے ذکر و شکر اور اس کی عبادت سے روک دے، ایسے افراد زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی خسارے میں ہوں گے، ان کی تجارت دنیا میں عذاب کا باعث ہوگی، اور آخرت میں انھیں اس کی سزا ملے گی، ارشاد ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (التوبۃ، ۸۵)

ان کا مال اور ان کی اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالدے، اس لئے کہ اللہ انھیں دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے، اور یہ بھی کہ جب ان کی جان نکلے تو اس وقت بھی وہ کافر ہوں۔

جس شخص کو اللہ نے دولت بخشی پھر وہ اپنی تمام تر عقل، کردار کا سارا زور، اور اپنی پوری فکر اس کے لئے ہی استعمال کردے۔ اس کی خاطر فرائض خداوندی کو چھوڑ بیٹھے، نماز روزہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ سب کچھ فراموش کر دے ۔ اور آخرت کو بھی بھول جائے، تو ایسا شخص حقیقت میں مفلس ہے اور اس افلاس پر اسے کوئی اجر نہیں ملے گا، کیونکہ اس نے تنگ دستی کے ڈر سے خود کو تنگ دستی اور ہلاکت میں ڈالا ۔ لہٰذا ایسا شخص بڑا رونے دھونے والا، بڑا ناصبرا، بڑا روکنے والا اور بڑا ہی بخیل ہوگا ۔ ایسوں کی دنیا اور آخرت دونوں نقصان میں ہوگی، اور یہ بہت بڑا خسارہ ہے ۔

(حج ۱۱)

اللہ رب العزت نے افراد کے درمیان بڑا فرق رکھا ہے، کسی کو دولت دی اس نے شکر ادا کیا، کسی نے دولت پاکر سرکشی اور بغاوت کی، اور فضل خداوندی پاکر ہاتھ روک کیا حالانکہ اللہ نے انسانوں کو پیدا فرمایا، اور انھیں دولت سے اس لئے نوازا تاکہ وہ زندگی کو آراستہ کریں، اپنی ضرورتوں کی تکمیل کریں، رب کی اطاعت پر مدد حاصل کریں، اور آخرت کے نفع کے لئے اس کو کام میں لائیں، پھر انھیں اپنے رب کی روزی کھاکر اسی کی بندگی کرنی چاہیئے ۔ اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے کیونکہ انھیں لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے ۔

كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ (سبا، ۱۵) اپنے رب کی روزی سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو ۔

حلال کمائی کا حصول اور اس کے حقوق کے مطابق خرچ کرنا دنیا کا قابل فخر کارنامہ اور آخرت کے ذخیرہ کا سامان ہے ۔ دولت مندوں کو اجر اور آخرت کے درجات دونوں ملتے ہیں اور نیک آدمیوں کے لئے دولت بہترین سرمایہ ہے ۔ حدیث میں ہے ۔

سچا امانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا ۔

(ترمذی، حاکم، ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا، اور حاکم نے حسن مرسل کہا ہے)

نیز فرمایا،

تاجر قیامت کے دن فاسقوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جنھوں نے نیکوکاری اور سچائی برتی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ مال کی کمائی اور اہل وعیال کے لئے دولت کا حصول ہمتوں کو جس قدر مہمیز کرتا ہے۔ اتنی کوئی اور چیز نہیں کرتی، یہاں تک کہ آدمی اس کے لئے اپنا ذاتی آرام اور اپنی بھلائی کے لئے اس کو خرچ کرنے سے بھی گریز کرتا ہے۔ تاکہ اس کی آنے والی نسلوں کے لئے روپیہ پیسہ زیادہ ہو، حالانکہ روپیہ پیسہ دھوپ چھاؤں ہے اور دولت کی وجہ سے آدمی کی نیکنامی اور اس کے اجر میں فراوانی ہوتی ہے۔ لہٰذا جس شخص کو دولت میسر ہو، اسے چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کی فوری کوشش کرے۔

اور پوشیدہ اور علانیہ اس کو خرچ کرو۔ تاکہ اس دولت کے ذریعہ وہ خوش نصیب افراد میں شمار ہو، کیونکہ آدمی جو کچھ آگے بھیجتا ہے وہی اس کا اصل سرمایہ ہے۔

حدیث میں ہے۔

آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال، حالانکہ تمہارا مال بس وہی ہے
جو تم نے کھایا اور فنا کر دیا، یا پہنا اور پرانا کر دیا، یا خیرات کر دیا،
اور اسے آگے کے لئے روانہ کر دیا، ورنہ اس کے سوا جو کچھ ہوگا
وہ ورثہ کے لئے چھوڑ جائے گا۔

دولت زندگی کے لئے زینت، اور مرنے کے بعد سعادت اسی وقت ہوگی، جب مالدار آدمی میانہ روی اختیار کرے، حلال طریقہ سے دولت حاصل کرے، اس کے حقوق کو ادا کرے، لوگوں کے ساتھ سچائی اور امانت داری کا معاملہ کرے، کیونکہ سچائی پروان پاتی ہے، اور جھوٹ خود ست آمیز ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة ۱۱۹)	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ تلقین کی ہے۔ کو وہ سچائی کے زیور سے آراستہ ہوں۔ اور سچوں میں شامل ہوں۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ (احزاب ۲۴) تاکہ سچوں کو ان کی سچائی کا اللہ تعالیٰ بدلہ دے اور منافقین کو عذاب دے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہے تا وقتیکہ وہ جدا نہ ہوں۔ اب اگر انھوں نے سچ کہا، اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا، تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوگی اور اگر انھوں نے چھپایا اور جھوٹ کہا، تو ان کے سودے کی برکت مٹ جائے گی،

(بخاری بروایت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ)

علماء اسی کو خیار مجلس کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے ہر شخص کو بیع توڑنے کا حق حاصل ہے، تا وقتیکہ وہ مجلس میں رہے، اور جدا نہ ہو، اور بیوپاری کو خریدار سے سودے کی کوئی چیز نہیں چھپانی چاہیئے۔

یوں ہی کچھ کہہ کر بدلنا نہیں چاہیئے کہ میں نے ایسا یا ویسا کہا تھا، اور خود اسے یقین ہے کہ اس نے جھوٹ کہا، اسی طرح یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ میں نے فلاں چیز اتنے میں خریدی حالانکہ اس نے وہ چیز اس سے کم میں خریدی ہے، اور جب وہ ایسا کرے گا مشتری کو سودا توڑ دینے کا اختیار ہوگا کیونکہ فریب کاری کی وجہ سے وہ معذور ہے۔ صحیح سودا وہ ہے، جو مسلمان مسلمان کے ساتھ کرے، اس میں دھوکہ دہی، خیانت، فریب اور کذب بیانی نہ ہو۔ یہی قابل قبول سودا ہے جس کی ستائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، آپ نے فرمایا:

آدمی کی بہتر کمائی اس کے ہاتھ کی کمائی ہے۔ اور ہر قابل قبول سودا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر کمائی ہے ۔ (بزار حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے ، بروایت رفاعہ بن رافع)

" بیع مبرور " یعنی پسندیدہ سودا خیر و برکت کا باعث ہے اور بیع اور ثمن ہر دو میں اسکی وجہ سے برکت ہوتی ہے ۔

اور جو سودا خیانت ، فریب کاری ، دھوکہ دہی اور جھوٹ والا ہوگا ، وہ نا مبارک اور منحوس ہوگا ، اور اس سے روزی کم سے کم ہوگی ، حدیث میں ہے ،

تاجر قیامت کے دن فاسق و فاجر ہو کر اٹھائے جائیں گے ۔
البتہ اس سے وہی لوگ الگ ہوں گے جو سچ کہیں اور بھلائی کا کام کریں ۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

تین آدمیوں سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا ، نہ ان کی طرف دیکھے گا ۔ نہ انھیں پاک کرے گا ، اور ان کو دردناک عذاب ہوگا ، ان میں ایک وہ شخص ہے جو سر شام قسم کھا کر کسی کے سامنے یہ کہے کہ فلاں چیز مجھ کو اتنے اتنے کی ملی ، مقابل اس کی تصدیق کرے حالانکہ یہ شخص جھوٹا ہے ۔

صحیح مسلم میں بروایت سلمان منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تین آدمیوں سے اللہ تعالےٰ بات نہیں کرے گا ، نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظر فرمائے گا اور انھیں دردناک عذاب ہوگا
اپنے عمل کو جتلانے والا ، اترلتے ہوئے اپنی تہمد ٹخنے سے نیچے باندھنے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا ۔

بیشتر تاجروں کا حشر فسق و فجور کی حالت میں ہوگا ، کیونکہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ کھا جاتے ہیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور جھوٹ اور مکر و فریب سے کام لیتے ہیں، اور عدل و انصاف اور سچائی کی حدود سے نکل جاتے ہیں، اور تمہارے لئے یہی گناہ بہت بڑا ہے، کہ تم اپنے بھائی سے بات چیت کرو۔ اور وہ تمہیں سچا سمجھے، لیکن تم اس سے جھوٹ کہو، مثلاً تم نے اس چیز کی قیمت اس قدر بتائی، اور اس میں غلط بیانی سے کام لیا، کچھ لوگ حرام حیلے اور دھوکہ فریب بھی کرتے ہیں، مثلاً ایک شخص سات ہزار کی زمین خرید کر ایک لاکھ کا اسٹامپ لکھاتا ہے، اور نری دھوکہ دہی اور فریب کاری سے کام لیتا ہے، جبکہ یہ سب حرام ہے۔

بعض تاجر اس صورت سے بھی حرام کھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بیرون ملک سے کوئی چیز منگوا کر کمپنی کو لکھتے ہیں کہ لسٹ میں اس کی قیمت زیادہ درج کرے، تاکہ حکومت یا خریداروں کے سامنے وہی قیمت رکھی جائے، اور یوں خیانت و دھوکہ دہی، جھوٹ اور مکر و فریب کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ دولت سمیٹ لی جائے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین میں سچ کہنے پر ابھارتے ہوئے فرمایا۔

تمہیں سچ کہنا چاہئے، کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے، اور نیکی جنت تک لے جاتی ہے، اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے، اور فسق و فجور جہنم کی راہ دکھاتا ہے، اور آدمی برابر جھوٹ کہتا ہے، اور جھوٹ کی جستجو میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بروایت ابن مسعود)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

اپنی طرف سے سات چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوگا، جب بات کرو، سچ کہو، وعدہ کرو پورا کرو، امانت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی جائے تو اس کو ادا کر دو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔
اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو، اور ہاتھوں کو روکے رکھو۔
(احمد، صحیح ابن حبان)

مومن طبعی طور پر ہر قسم کی عادت اپنے اندر رکھ سکتا ہے لیکن جھوٹ اور خیانت کا عادی نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا، کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، عرض کیا گیا، کیا وہ بخیل ہو سکتا ہے۔ فرمایا، ہاں، پوچھا گیا، کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ سچے امانت دار ہوتے ہیں، لوگ ان سے معاملہ کرنے کے لئے مائل ہوتے ہیں، اور اپنی امانت ان کے پاس رکھتے ہیں، اور ان سے محبت اور اعتماد کرتے ہوئے انھیں سستے دام اپنی چیزیں فروخت ہیں، کیونکہ ان کی سچائی اور امانت داری کا انھیں حسن ظن ہوتا ہے چنانچہ ان کی تجارت کشادہ ہوتی ہے۔ اور لوگوں میں ان کے لئے فخر اور عزت کا مقام نمایاں ہوتا ہے۔

جو لوگ جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں، لوگ ان سے پرحذر ہوتے ہیں، اس سے لین دین نہیں کرتے، نہ بھروسہ کرتے ہیں، اور ان کی تجارت ماند پڑ جاتی ہے، ان کا وقار گر جاتا ہے، دروغ گوئی کی وجہ سے وہ ان کتوں کی طرح ہوتے ہیں جو ایک نوالہ روٹی کے لئے دروازے پر پڑے ہوتے ہیں۔ اور اپنے راستے سے ہٹ کر دھکے کھا رہے ہیں، حالانکہ جو شخص کوئی جرم کرے گا، وہ اسی کے خلاف پڑے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہارے اندر چار چیزیں ہوں تو اس کے بعد اگر دنیا بھر کی چیزیں گم ہو جائیں تو کچھ پرواہ نہیں، بشرطیکہ وہ چیزیں تمہارے اندر رہیں، امانت کی نگہداشت، سچی بات کہنا، حسن اخلاق، اور پاکیزہ لقمہ، (احمد، طبرانی، باسناد حسن بروایت عبداللہ بن عمر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ عادات ہیں جن سے تجارت کو جلا اور نمو حاصل ہوتا ہے، برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور آدمی عوام میں پسندیدہ ٹھہرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی کی بابت دروغ گوئی کا تجربہ ہوتا، تو وہ شخص آپ کی نگاہوں سے گر جاتا، اور ذلیل ہو جاتا، آپ اس سے راضی نہیں ہوتے، تاوقتیکہ وہ شخص توبہ نہ کرے علاوہ ازیں آپ اصحاب کرام کو گفتار و کردار اور معاملہ میں سچ کہنے کی تلقین فرماتے تھے، یہاں تک کہ چھوٹے بچوں سے بات چیت کے موقعہ پر بھی جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔

چنانچہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک روز میری والدہ نے مجھے بلایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے، امی نے کہا، ادھر آؤ میں تمہیں یہ۔ کھجور۔ دوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اب اگر تم نے نہیں دیا تو یہ جھوٹ لکھا جائے گا۔

اس ارشاد کے ذریعہ دراصل آپ بچوں کے حق میں ماؤں کی تربیت کرنا چاہتے تھے۔ اور بڑوں کو بھی سکھانا چاہتے تھے، تاکہ وہ سچائی کو اختیار کریں، اسی سچائی کے ماحول میں ان کی پرورش ہو، جھوٹ سے وہ بچیں، اور اپنے دلوں میں اس کو برا سمجھیں، ورنہ جو شخص جس سرشت پر جوان ہوتا ہے۔ اسی کی محبت اور عادت اس کے اندر سرایت کرتی ہے، یہاں تک کہ اس کے دل میں سیاہ داغ سا لگ جاتا ہے، پھر جھوٹ اور ایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے، اور جھوٹ نفاق کی ایک خصلت ہے چنانچہ صحیحین میں ہے۔

منافق کی تین خصلتیں ہیں۔ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے
وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے، اور جب اس کے پاس
امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے، ــــ ایک روایت
میں ہے ــــ جب جھگڑا کرتا ہے گالی گلوچ کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ماہرین نفسیات کہتے ہیں، بچوں کی تربیت میں بگاڑ اس سے بھی رونما ہوتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی بات چیت سے ان کے اندر جھوٹ کی نشو ونما کی جاتی ہے، مثلاً انھیں کتوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ روتا ہے تو جن بھوت سے خوف دلایا جاتا ہے، اب اس کے ننھے سے دل میں یہی دہشت سما جاتی ہے اور اس پر رعب اور خوف واضطراب طاری ہوتا ہے، چنانچہ ہر چیز سے اسے ڈر لگتا ہے، یہاں تک کہ سوتے جاگتے اسے ڈر لگتا ہے اور اسی دہشت کے ماحول میں وہ بڑا ہوتا ہے، اور ڈر اس کی فطرت بن جاتا ہے۔ جھوٹ کی نحوست سے سامان اگرچہ فروخت ہوجاتا ہے لیکن کمائی ماند پڑجاتی ہے، اور آدمی بہت جلد ناکامی کے گہرے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

لہٰذا تمہیں خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنی چاہیے، اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہیے، اگر تم مومن ہو تو اللہ کی اور اس کے رسول کی تمہیں اطاعت کرنی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، نیک انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے سختی بس ظلم کرنے والوں پر ہوگی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے مبعوث فرمایا، تاکہ دیگر تمام ادیان پر اس دین حق کو غالب فرمائے خواہ مشرک کتنا ہی اس کو ناگوار سمجھیں،

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۔

ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح عطا کی، تاکہ اللہ تمہارے اگلے پچھلے گناہ کو بخش دے، اور اللہ تم پر اپنی نعمت کو پورا کرے، اور تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت بخشے، اور تمہیں زبردست نصرت سے نوازے۔

(الفتح - ۱ - ۳)

فتح سے یہاں مراد صلح حدیبیہ ہے۔ کیونکہ اس صلح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام، اور ادھر کفار قریش کے درمیان بند سرحدیں کھلتی چلی گئیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے لئے تو خوش گوار اور مبارک ہے، لیکن ہمیں اس سے کیا حاصل ہوگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا (الفتح، ۵)

تاکہ مومن مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جس کے نیچے نہریں جاری ہوں، اور ان سے برائیوں کو مٹادے اور یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے ۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان سخت لڑائی ہوئی، اور اصحاب کرام کی تعداد اور قوت میں اضافہ ہوا، ان کے پاس اسباب بھی زیادہ ہوئے، تو ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں، بعضوں کا سر منڈھا ہوا ہے، بعضوں نے بالوں کو محض کترلیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۔

(الفتح، ۲۷)

بیشک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا جو واقعہ کے مطابق ہے کہ اللہ نے چاہا تو تم لوگ مسجد حرام میں امن وامان کے ساتھ ضرور داخل ہوگے، اور وہاں اپنے سروں کو ضرور منڈواؤگے، اور بال کترواؤگے، اور قریب میں ایک فتح عنایت کی ۔

یہی فتح بالآخر صلح حدیبیہ کی شکل میں نمودار ہوئی ،

حدیبیہ، جدہ کے راستہ میں حرم کی حدود میں واقع ایک کنواں تھا، حرم کے باہر رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم یہیں اترے ۔ جب آپ کو نماز پڑھنی ہوتی تو حرم کی حدود میں داخل ہو جاتے کیونکہ حرم کے اندر نماز کا اجر زیادہ ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ کیا ، اور یہ طے کیا کہ اگر کافروں نے مزاحمت کی تو ان کا مقابلہ کیا جائے گا ، پھر اصحاب کرام نے آپ کے دست اقدس پر بیعت رضوان کی ، یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہوئی ۔ بیعت اس بنیاد پر تھی کہ میدان نہیں چھوڑیں گے ، اور مرتے دم تک مقابلہ کریں گے ، چنانچہ انھوں نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا ، نیز آپ نے یہ بھی چاہا کہ قرب وجوار کے دیہاتی عرب بھی اس کار خیر کے لئے آگے بڑھیں ، اور اس مشن میں شریک ہوں ۔ لیکن انھوں نے یہ کہہ کر معذرت چاہی ۔

شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۔ (الفتح ۱۱) ہماری دولت اور ہمارے اہل نے ہمیں مصروف کر رکھا ہے ، پس ہمیں بخش دے ۔

درحقیقت یہ لوگ اس گمان میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی لوٹ کر نہیں آئیں گے ۔ ۔ غرض آپ اور صحابہ کرام جو انصار و مہاجرین پر مشتمل تھے ، مدینہ منورہ سے نکلے ، ان کی مجموعی تعداد ۱۵ سو افراد پر مشتمل تھی ، آپ کے ساتھ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں ، آپ نے اونٹوں کو قلادہ پہنایا ، تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ وہ عمرہ کے لئے آئے ہیں ۔ جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں ۔

جب آپ مقام عسفان میں پہونچے ، تو جاسوسوں نے خبر دی کہ قریش نے یہ طے کیا ہے کہ آپ کو مکہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیں گے ، اور اس کی کوشش کی کہ خواہ کتنی زور زبردستی کی جائے گی ، آپ کو آنے نہیں دیا جائے گا ، اسی کے ساتھ ساتھ انھوں نے جنگ کی بھی پوری تیاری کر لی ۔ پھر آپس میں بات چیت کے بعد باہم یہ طے ہوا کہ معاہدہ کی شرطیں طے کرنے کے لئے قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو کو بھیجا جائے ۔ جب سہیل آپ کے پاس آئے ، تو آپ نے اصحاب کرام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا کہ تمہارا معاملہ کچھ کچھ آسان ہوگیا، پھر صلح کی بات چیت شروع ہوئی، معاہدہ کی شرطیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لکھ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سہیل نے کہا "اللہ کا نام مت لکھو، اس کے بجائے باسمک اللھم لکھو پھر آپ نے فرمایا، لکھو، یہ صلح کی وہ شرطیں ہیں جنھیں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سہیل بن عمرو کے ساتھ طے کی ہیں سہیل نے یہ سنا تو کہا، اللہ کے رسول مت لکھو، کیونکہ اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہماری آپ سے جنگ ہی نہیں ہوتی، آپ نے فرمایا، اچھا، اللہ کے رسول مٹا دو، اور لکھو، محمد بن عبداللہ ..... صلح اس بات پر کی گئی کہ دس سال جنگ نہیں ہوگی، لوگوں کو چین اور امن نصیب ہوگا، لوگ ایک دوسرے سے تعرض کرنے سے بچیں گے، اگر کوئی مسلمان ہو کر مدینہ آئے تو آپ لوگ اس کو لوٹا دیں گے، اور اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ آئے تو ہم اس کو نہیں لوٹائیں گے، مسلمان اس سال واپس جائیں گے، اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوں، تاکہ کوئی یوں نہ کہے کہ مسلمانوں کو دباؤ ڈال کر روک لیا گیا، البتہ اگلے سال مسلمان عمرہ کے لئے آسکیں گے اس وقت ان کے پاس صرف تلواریں ہوں گی، اور تلوار بھی نیام میں رکھی ہوگی۔

معاہدہ ابھی لکھا جا رہا تھا کہ حضرت ابوجندل (رضی اللہ عنہ) مکہ مکرمہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ آئے، اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا، سہیل نے کہا، یہ پہلا آدمی ہے جس کی واپسی کا ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کی کہ انھیں واپس نہ لیا جائے، لیکن سفیر نہیں مانا، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوٹا دیا۔

صلح کا معاملہ قلمبند ہو چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کرام کو احرام کھولنے کا حکم فرمایا، اور ہدی کا جانور ذبح کرنے کے لئے کہا، اصحاب کرام تذبذب میں پڑ گئے، اور ایک اضطراب سا پھیل گیا، بالخصوص جب انھوں نے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کو دوبارہ کافروں کے حوالہ کئے جاتے ہوئے دیکھ لیا، تب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، یارسول اللہ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص ہمارے پاس مسلمان ہو کر آئے، ہم اسے کافروں کے حوالہ کیونکر کریں، اور اگر کوئی مرتد ہو کر ان کے پاس جائے، تو کیا وہ اس کو نہیں لوٹائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے پاس جو لوگ مسلمان ہو کر آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کے لئے کشادگی اور فراخی پیدا فرمائے گا۔ اور اگر ہمارا کوئی آدمی مرتد ہو کر ان کے پاس پہونچے تو اللہ تعالیٰ اسے ہم سے دور ہی فرمائے۔

پھر حضرت عمر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور عرض کیا، ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انھوں نے عرض کیا، کیوں نہیں، پھر کہا کیا ہمارے شہید ہونے والے ساتھی جنتی، اور ان کے مقتول جہنمی نہیں ہیں؟ انھوں نے فرمایا کیوں نہیں عرض کیا، پھر ہم اپنے دین کے معاملہ میں اس قدر دب کر کیوں رہیں، آپ نے فرمایا، وہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، لہٰذا آپ کی اطاعت تم پر لازم ہے۔

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہی کچھ عرض کیا اور کہا کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ عنقریب تم بیت اللہ میں داخل ہوگے، اور اس کا طواف کروگے، پھر ہم لوٹ کر کیوں چلیں؟ آپ نے فرمایا، کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم داخل ہوں گے، انھوں نے عرض کیا نہیں، پھر آپ نے فرمایا، تم آئندہ بہت جلد کعبۃ اللہ میں داخل ہوگے، اور اس کا طواف کروگے۔

صلح کی شرط میں یہ بھی تحریر تھا کہ جو لوگ معاہدہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہونا چاہیں، وہ آپ کے حلیف بن سکتے ہیں اور جو لوگ قریش کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں وہ ان کے حلیف بن سکتے ہیں۔ اس شرط کے بعد خزاعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا، جبکہ بنو بکر اور غطفان نے قریش کے ساتھ حلیف بننا پسند کیا۔ غرض اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانور کو ذبح فرمایا، سر مونڈھا، اصحاب کرام نے بھی آپ کی پیروی کی، احرام اتارا، اور مدینہ منورہ واپس لوٹے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ قریش اور اس کے حلیف نجد اور حجاز کے قبیلوں نے غافل پاکر خزاعہ پر حملہ کر دیا، اور ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا، اس اقدام کے بعد ظاہر ہے کہ معاہدہ ٹوٹ چکا تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لڑنے کا ارادہ فرمایا اور دعا کی خدایا، ہماری بابت قریش کو اس وقت تک اندھیرے میں رکھنا، تاوقتیکہ ہم ان کو ان کے گھروں میں نہ جالیں۔ پھر جب آپ نے خروج کا ارادہ کیا، تو ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کے نام ایک خط لکھ کر آپ کی آمد اور ان سے جنگ کرنے کے ارادے سے انھیں واقف کرانا چاہا، انھوں نے اپنے خط میں لکھا تھا،

اے گروہ قریش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیل بیکراں کی طرح تم سے جنگ کے لئے آرہے ہیں، آپ کا لشکر دن کو مخفی رہ کر راتوں رات چلتا ہے، خدا کی قسم اگر وہ تن تنہا بھی آجائیں تو تمہارے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ ان کی مدد فرمائے گا، لہٰذا اپنے معاملہ میں خوب سوچ لو، والسلام

یہ خط انھوں نے ایک عورت کو دیکر مکہ روانہ کیا، فوراً وحی کے ذریعہ آپ کو اس کی اطلاع ملی، آپ نے حضرت علی اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا، تم اس کو رخ کرنے والی خاتون کو روضہ خاخ کے پاس پاؤگے، اس کے ساتھ ایک تحریر ہوگی، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی تھی، روضۂ خاخ میں انھوں نے اس کو جالیا، دونوں نے عرض کیا، تحریر نکالو، اس نے کہا میرے پاس کوئی تحریر نہیں ہے، انھوں نے کہا بخدا تم تحریر نکالو، ورنہ ہم تمہارا کپڑا اتار دیں گے، اس نے فوراً اپنے بالوں کے جوڑے میں سے تحریر نکالی، ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب سے پوچھا، تم نے یہ حرکت کیوں کی، انھوں نے عرض کیا، بخدا میں نے اسلام سے مرتد ہونے کے لئے ایسا نہیں کیا، بلکہ بات یہ ہے کہ قریش کی کسی نہ کسی سے قرابت داری ہے جس کی وجہ سے وہ ان کے مال کی حفاظت کریں گے جبکہ میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں، اس لئے میں نے اس طرح ان پر ایک احسان دھرنا چاہا، تاکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ میرے مال کی حفاظت کریں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انھوں نے تمہارے سامنے سچ کہا ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضور مجھے اجازت دیں میں ان کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا نہیں ۔ یہ بدر میں شریک لوگوں میں سے ہیں، تمہیں کیا معلوم شاید اللہ نے بدر والوں سے یہ کہہ رکھا ہے کہ تم جو چاہو کرو، میں نے تم سب کو بخش دیا ہے ۔ ـــــ یہی صلح تاریخ میں صلح حدیبیہ کے نام سے موسوم ہوئی، جسے اکثر مسلمانوں نے ناپسند کیا تھا، اور اس کے اندر مسلمانوں کی توہین اور ذلت محسوس کی تھی، جبکہ انجام کار یہ فتح اور کھلی ہوئی کامیابی کی شکل میں نمودار ہوئی اور مکہ فتح ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظمت اور شکوہ کے ساتھ مکہ مکرمہ داخل ہوئے، مکہ والے ہتھیار بدست ہو کر آپ سے جنگ کے لئے تیار تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کا دائرہ کار وسیع کر دیا، اور فرمایا، جو لوگ مسجد حرام میں داخل ہوں گے، انھیں امن ہوگا، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن ہوگا، جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا، وہ بھی امن سے ہوگا ۔

مکہ کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنے ہتھیار کو ٹھیک کر رہا تھا اس کی اہلیہ اس کے قریب بیٹھی ہوئی تھی، اس نے کہا، میں نہیں دیکھتی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب کا کوئی مقابل ہوگا، اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے کسی کو تیری خدمت میں دوں ؟ پھر رجز پڑھتے ہوئے اس نے کہا ۔

ان یقبلوا الیوم فما لی علۃ ھذا سلاح کامل و الۃ

وذو غرارین سریع السلۃ

اگر آج جنگ کے لئے وہ سامنے آئیں تو مضائقہ نہیں، یہ کامل ہتھیار ہے، اور یہ سارا ساز و سامان ہے ۔ یہ دو دھاری تلوار ہے جو فوراً سونت لی جاتی ہے ۔

یہ کہہ کر وہ شخص ہتھیار لے کر باہر نکلا، ابھی وہ باہر گیا ہی تھا کہ گھبرا کر پھر لوٹ آیا، اور اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی سے کہنے لگا، جلدی سے دروازہ بند کرو، اس نے کہا، تم کتنی جلد واپس آئے، اس نے یہ اشعار پڑھے۔

انك لو رائيت يوم الخندمه اذ فر صفوان وفر عكرمه

کاش اگر تو خندمہ کا دن دیکھے، جب صفوان اور عکرمہ (جیسے سردار) بھاگ کھڑے ہوئے۔

واستقبلا بالسيوف المسلمه يقطعن كل ساعد وجمجمه

تلوار سونت کر وہ ہمارے سامنے آکھڑے ہوئے، اور ہر پہونچے اور کھوپڑی کو کاٹنا شروع کیا۔

لهم نهيت خلفنا وهمهمه لم تنطق في اللوم ادنى كلمه

ہمارے پیچھے ان کے شیروں کی سی دہاڑ اور گرج ہے، اس لئے آج ملامت کا ایک لفظ تک نہ کہنا۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب و کامراں ہوکر مکہ مکرمہ پہونچے تو آپ نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ رو رو کر چیخ و پکار کر رہی ہیں، اور انکی اولاد اور شوہر کو کوئی گزند نہ پہنچے اس لئے گھوڑوں کو اپنے ڈوپٹوں سے مار رہی ہیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پلٹے، اور فرمایا، ایسے موقعہ پر حسان (رضی اللہ عنہ) کیا کہتے ہیں انھوں نے عرض کیا، وہ کہتے ہیں۔

عدمنا خيلنا ان لم تروها تثير النقع موعدها كداء

اگر تم نہ دیکھو گے تو (مضائقہ نہیں) ہمارے گھوڑے گرد و غبار اڑاتے ہوئے آگے بڑھ جائینگے کیونکہ کاٹ پھینک کا ان سے وعدہ ہے۔

ينازعن الاعنه مصغيات على اكتافهما الاسد الظماء

وہ مڑ کر لگاموں سے الجھتے ہیں، جب کہ ان کے مونڈھوں (پشت) پر پیاسے شیر بیٹھے ہوئے ہیں۔

تظل جيادنا متمطرات يلطمهن بالخمر النساء

ہمارے گھوڑے سرپٹ بھاگے جا رہے ہیں، اور عورتیں انھیں دوپٹوں سے مار رہی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں امن کی منادی کرائی، اور فرمایا، جو کوئی مسجد حرام میں داخل ہوگا، اسے امن ہے، جس نے دروازہ بند کر لیا اسے امن ہے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا اسے امن ہے۔ جس نے اپنا ہتھیار رکھ دیا اسے امن ہے، چنانچہ مکہ کے تمام باشندوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور شاعر نے سچ ہی کہا ہے۔

دعا المصطفی دھرا بمکۃ لم یجب وقد لان منہ جانب وخطاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ایک زمانے تک دعوت دی، اور آپ نے بات چیت میں اور ہر پہلو سے، نرمی برتی، لیکن خاطر خواہ جواب کسی نے نہیں دیا۔

ولما دعا بالسیف صلت بکفہ لہ اسلموا واستسلموا او انابوا

لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دعوت دی جب تلوار آپ کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ تو بہتوں نے اسلام قبول کیا، یا ہتھیار ڈال دیئے، یا تائب ہوئے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اکٹھا کیا اور فرمایا: کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں گا۔ انھوں نے کہا، آپ شریف بھائی ہیں، اور شریف بھتیجے، اللہ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی، ہم سخت کار ہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ تم سب آزاد ہو، چنانچہ ان سب کا نام "آزاد" پڑا، یہ وہ لوگ تھے جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، ان میں چند ایسے ہی افراد مارے گئے، جن کی بابت یقین تھا کہ ان کی بقا دوسروں کے لئے سخت مضر ہے، ان میں ایک شخص عقبہ بن ابی معیط ہے جس نے سجدہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر اونٹ کی اوجھ لاکر رکھ دی تھی، دوسرا شخص نضر بن حارث ہے، جس نے اپنے اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تھی۔

جب عام معافی کا اعلان ہوا تو ابوسفیان بن حارث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، کھڑے ہوئے اور آپ کی تعریف میں چند اشعار پڑھے، ان میں کچھ اشعار یہ تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعمرك انی حین احمل رایة لتغلب خیل اللات خیل محمد

بجز اس وقت میں اس لئے جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا کہ لات کے سوار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سواروں پر غالب آجائیں ۔

لك المدلج الحیران اظلم لیله فهذا اوانی حین اهتدی فاهتدی

آپ کے لئے آخری رات میں چلنے والا ایک گم کردہ راہ جس کی رات تاریک رہی، ایسے ہی وقت میری رہنمائی کی گئی، اور میں نے ہدایت پائی ۔

هدانی هادغیر نفسی ودلنی علی الله من طردته کل مطرد

میرے اپنے آپ کے علاوہ ایک رہنما نے میری رہنمائی کی، اور اللہ تک میری رسائی ایک ایسی ہستی نے کی، جسے میں نے ہر لحاظ سے جلاوطن کیا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا، تم نے ہی تو مجھے ہر طرح سے جلاوطن کیا تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو ان کی حالت اور کیفیت پر چھوڑا، اور تاریخ میں ایسا کہیں ثابت نہیں کہ آپ نے ان میں سے کسی سے ان کے اسلام کی بابت دریافت کیا ہو بلکہ انھیں تدریجاً اختیاری طور پر اپنی رضا و رغبت کے ساتھ اسلام لانے کا موقع دیا، اور اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد بالکل ٹھیک ثابت ہوا کہ

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الممتحنة ۷)

امید ہے کہ اللہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کر دے، اور اللہ کو بڑی قدرت ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

نیز اللہ نے اپنے پیغمبر کو یہ بھی حکم فرمایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ

تم کہہ دو کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آپہونچا ہے، پس جو کوئی راہ یاب ہوا، وہ اپنے لئے راہ یاب ہوا، اور جو گمراہ ہوگا، یقیناً اس کا وبال خود اس پر پڑیگا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں۔

(یونس ۱۰۸)

اور اگر کافروں کو جبراً مسلمان بنانا مشروع ہوتا ورنہ انھیں قتل کر دینا ضروری ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی امتیاز برتتے، اور جو اسلام لاتے آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیتے اور جو کفر کرتے انھیں آپ قتل کر دیتے۔

لیکن فتح مکہ کے بعد عوام کسی جبر و اکراہ کے بغیر انبوہ در انبوہ اسلام قبول کرنے لگے، کیونکہ حجاز اور نجد کے عربوں نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے اسلام لانے کے لیے فتح مکہ کو علامت کے طور پر منتخب کر لیا تھا، چنانچہ وہ کہتے تھے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہوں گے، تو قریش پر آپ ضرور غالب آئیں گے۔ اور آپ مکہ فتح کر لیں گے، اور اگر آپ رسول نہ ہوں گے تو قریش آپ پر غالب آئیں گے، اور انھیں قتل کر دیں گے، چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو عرب کے وفود ہر طرف سے آنے لگے، اور قبول اسلام کا اعلان کیا، تب اللہ نے ایام تشریق کے وسط دنوں میں یہ سورہ نازل فرمائی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (النصر)

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، اور تم لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہوئے دیکھو تو اپنے رب کی حمد کی تسبیح کرو، اور اس سے استغفار طلب کرو، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سورہ سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات بس قریب آچکے ہیں۔

صحیح مسلم اور بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال پر ہمارے سامنے تقریر کی، اور فرمایا،

" اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شراب، مردار، سور، اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے، کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مردار کی چربیوں کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں، اسے کشتیوں پر ملا جاتا ہے، اور لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، نہیں، وہ حرام ہے، پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے، چربیوں کو اللہ نے ان پر حرام کر دیا تھا، لیکن انھوں نے حیلہ اور تدبیر سے کام لیا اور اسے پگھلا کر فروخت کیا، اور اس کی قیمت کو کھالیا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَءَيْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ کی روشنی میں کچھ نصیحتیں

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جس کے لئے وہ سب ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ بڑی حکمتوں والا بڑا آگاہ ہے، اور وہ ذات بڑی بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ جس نے موت اور حیات محض اس لئے پیدا کی، تاکہ یہ دیکھے کہ تم میں کس کا کردار بہتر ہے۔ اور وہ بڑا معزز نہایت بخشنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ہر مقبول اور پسندیدہ کاموں کی دعوت دیتے ہیں، اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرما، اور آپ کے تمام آل واصحاب پر بہت بہت سلام نازل کر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ. مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ (الانبیاء - ۱-۳)

لوگوں کے حساب (کا وقت) قریب آپہونچا ہے اور وہ غفلت میں پڑے اعراض کئے ہوئے ہیں، ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو تازہ نصیحت آتی ہے، یہ اسے کھلواڑ کرتے ہوئے سنتے ہیں، اور ان کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیات میں اللہ نے لوگوں کے حساب کتاب کی گھڑی بہت جلد آنے کی اطلاع فرمائی، اور حساب کی یہ گھڑی قرب قیامت سے منسلک ہے، کیونکہ آنے والی میعاد آکر رہے گی، جب کہ بعید ترین شی قریب نہیں ہوتی ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (النساء، ۸۷)	وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا اس میں کچھ شک نہیں، اور اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے ۔

کسی دانشور کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس حساب کتاب کے لئے سستی کرے، اور اللہ کے سامنے پیشی کے لئے غفلت سے کام لے کیونکہ یہی وہ وقت ہوگا جب سزا اور جزا اور ثواب و عذاب بندوں کے سامنے آکر رہے گا، اور تب بس یہی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نہیں رہا، اور موت سے زندگی کی ساعتیں انتہائی نزدیک تر ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ، الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ، وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (الماعون)	کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو جزا و سزا کے دن کا انکار کرتا ہے، یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا کھلانے کیلئے ترغیب نہیں دیتا، ایسے نمازیوں کی بڑی خرابی ہے، جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیزیں لوگوں کو مستعار بھی نہیں دیتے ہیں ۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۔ اس عبارت کے اندر استفہام انکاری ہے یعنی جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے ہیں، اللہ کے سامنے حساب کتاب کو نہیں مانتے، اللہ ان پر سخت نکیر فرماتا ہے کیونکہ یہی وہ دن ہوگا، جب ہر انسان اپنے عمل کا بدلہ پائے گا نیکی پر نیکی اور بدی پر بدی اسے مل کر رہے گی۔

قیامت کا انکار کچھ وہی لوگ کرتے ہیں جو سخت گنہ گار اور حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں ارشاد باری ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (الانفطار ۱۷،۱۹)

اور تمہیں کیا علم کہ جزا و سزا کا دن کیا ہے، پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا اور سزا کا دن کیا ہے وہ وہی دن ہے، جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا اور بادشاہت اس دن کی بس اللہ کے لئے ہوگی۔

روز قیامت کے منکر کافر ہیں، ارشاد ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (التغابن ۷)

جن لوگوں نے کفر کیا انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ ہاں ہاں کیوں نہیں، میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تم نے جس قدر عمل کیا اس میں تمہاری آزمائش ہوگی اور یہ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔

یعنی موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

• مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا ایک شخص (کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ (لقمان ۲۸)

پیدا کرنے اور جلا اٹھنے) کی طرح ہے۔

۵۔ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى بَلٰى إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الاحقاف ۳۳)

کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ کیوں نہیں؟ بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۶۔ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (یٰسین - ۸۲)

یقیناً جب وہ کسی چیز کے بارے میں ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کا حکم بس یہی ہوتا ہے کہ ہو جا پس ہو جاتا ہے تو وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کوئی کیسے راحت پاتا ہے، جب کہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور منہ میں لئے کھڑا ہے، پیشانی جھکائے حکم کا منتظر ہے کہ کب حکم ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، (ایسے وقت) ہم کیا کہیں؛ فرمایا: کہو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین آقا ہے۔

فنا کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ رب العزت کی جب مرضی ہوگی، اور دنیا کی آخری گھڑی آن کھڑی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پہلی بار صور پھونکنے کا حکم دیں گے یہ ایک گرجدار کڑک کی آواز ہوگی، اس کی وجہ سے فی الفور تمام لوگ ہلاک ہو جائیں گے، یہانتک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر ایک چادر دو آدمی پکڑنے کی کوشش کریں گے تو نہ یہ اسے پکڑ سکے گا اور نہ دوسرا اس کو تھام سکے گا کہ قیامت آجائے گی، ایک شخص لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھنا چاہے گا کہ قیامت آجائے گی اور وہ اس کو پیالہ میں دوبارہ رکھ بھی نہیں سکے گا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ

> جس دن زمین میں ایک زلزلہ آئے گا، اور اس کے بعد اور زلزلہ آئے گا، اور موت اپنی تمام تر ہلاکت خیزیوں کے ساتھ آئیگی، آپ سے عرض کیا گیا، صور پھونکنے کے دونوں وقفوں کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا؟ فرمایا چالیس، عرض کیا گیا، کیا چالیس دن، فرمایا میں انکار کرتا ہوں، عرض کیا گیا چالیس ماہ، فرمایا: میں انکار کرتا ہوں، عرض کیا گیا، چالیس سال؟ آپ خاموش رہے، (پھر فرمایا) پھر تمام لوگ مرجائیں گے اور اپنی قبروں میں چالیس سال ٹھہریں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ پیہم ان پر بارش برسائے، جس کی وجہ سے لوگ اپنی قبروں سے اس طرح پھوٹ پڑیں گے، جیسے طراثیث زمین سے اگتی ہے پھر جب وہ پوری طرح نمودار ہوجائیں گے، تو اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ حشر کے لئے اکٹھا ہونے کی خاطر صور پھونکیں، جس کے بعد روحیں بھڑک اٹھیں گی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میری عزت کی قسم ہر روح ٹھیک اسی جسم میں لوٹ کر چلی جائے گی جسے وہ اب تک دنیا میں آباد کئے تھی چنانچہ لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن، غیر ختنہ شدہ حالت میں اٹھ کھڑے ہونگے، اسی کو سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا، اف بے شرمی! کیا ایک شخص ـــ دوسرے کی شرمگاہ کو نہیں دیکھے گا، آپ نے فرمایا، معاملہ اس سے کہیں زیادہ نازک اور اہم رہے گا کہ لوگ کسی اور چیز کو یوں اہمیت دیں گے غرض پھر وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور کہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ. اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ. فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(یٰسٓ ۵۲، ۵۴)

ہائے ہماری کم بختی ہم کو ہماری خواب گاہوں (قبروں) سے کس نے اٹھا دیا، یہ وہی قیامت ہے جس کا (خدائے) رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا، صرف ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے پس کسی جان پر کچھ بھی ظلم نہیں ہوگا، اور تمہیں بس اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو دوبارہ اٹھائے گا، یہاں تک کہ جو لوگ جل کر راکھ ہو جائینگے یا درندوں کے پیٹ میں پہونچ جائیں گے، یا جو مچھلیوں کا لقمہ بنیں گے، اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ جلائے گا، یہاں تک کہ جو بوڑھی عورتیں دنیا میں پوپلی اور مرجھائی ہوئی ہوں گی، انھیں اللہ تعالیٰ دوبارہ ایسا بنائے گا کہ وہ نوخیز، کنواری، ہم عمر اور شوہر کی پسندیدہ ہونگی، ان کی عمریں ۳۳ سال کی ہونگی، اور نماز روزہ کی وجہ سے حوروں سے بھی زیادہ حسین وجمیل ہونگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً. فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا. عُرُبًا اَتْرَابًا

(الواقعۃ ۳۵، ۳۷)

بلاشبہ ہم نے حوروں کو ایسا پیدا کیا کہ ان کو کنواریاں بنایا، شوہروں کی محبوب، اور ہم عمر،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں بعض عورتیں ایک سے زائد شوہروں کے نکاح میں ہوتی ہیں، اب اگر وہ اور اس کے شوہر بھی جنت میں جائیں گے، تو وہ کس کے ساتھ ہوگی، آپ نے فرمایا، ام سلمہ، اسے اختیار ہوگا، اور جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بااخلاق ہوگا، وہ اسی کے ساتھ ہوگی، ام سلمہ! بااخلاق آدمی دنیا اور آخرت دونوں جہاں کی بھلائیوں کا مالک ہوتا ہے۔ (طبرانی، کبیر، اوسط)

عقائد پر اعمال کا دار و مدار ہے، جب عقیدہ بہتر ہوگا، تو عمل بھی بہتر ہوگا، اور اس کا نتیجہ بھی ٹھیک نکلے گا، اور اگر عقیدہ بگڑے گا، تو عمل بھی بگڑے گا، اور نتیجہ بھی خراب ہوگا،

روز قیامت کو جھٹلانے والے کی بابت باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اپنی بداعتقادی اور بداعمالی کی وجہ سے روز حساب کو جھٹلاتے ہیں اور یتیم کو سختی سے جھڑکتے اور ڈانٹتے ہیں، کیونکہ ان کے دل میں نرمی اور مہربانی اور نیکی اور نیکوکاری نہیں ہوتی، کیونکہ انھیں اللہ کی طرف سے نہ ثواب کی امید ہے، اور نہ وہ سزا سے ڈرتے ہیں۔

پھر فرمایا: وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ، یہ اسی لئے کہ جن کے دلوں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی، وہ دوسروں کے لئے بھی بھلائی کا جذبہ دل میں نہیں رکھے گا، کیونکہ قتل و خونریزی چوری اور شراب نوشی اور خود غرضی بری عادتوں اور نکمی خصلتوں کا شاخسانہ ہے۔ یونہی دولت کا ناجائز حصول اور چھین جھپٹ بھی بےدینی کا نتیجہ ہے، جو اللہ کے نزدیک جزا و سزا اور ثواب و عذاب کی کوئی امید نہیں رکھتے ہیں۔ انھیں کی بابت قیامت کے دن ارشاد ہوگا۔

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ. وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ. وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰى أَتٰىنَا الْيَقِيْنُ (المدثر ۴۲، ۴۷)

کس چیز نے تمہیں دوزخ میں چلایا، انھوں نے کہا ہم نمازیوں میں نہیں تھے اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور ہم فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ بیٹھ کر فضول بحثیں کرتے تھے، اور ہم حساب کے دن کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے کہ انھوں نے قیامت کے دن کو جھٹلایا، یعنی مرنے کے بعد کی زندگی کو نہ مان کر ان کے اعمال میں بگاڑ آیا، کیونکہ ہر برتن سے وہی کچھ چھلکتا ہے، جو اس میں ہوتا ہے، اور جو کوئی بھلائی سے محروم ہوتا ہے۔ اسے بھلائی نہیں ملتی، ایسے لوگوں کے اعمال میں اس لئے خرابی پیدا ہوتی ہے کہ ان کا عقیدہ بگڑ چکا ہوتا ہے، جبکہ ان کے برخلاف جو لوگ غیبت پر ایمان لاتے ہیں۔ روز قیامت کو سچ مانتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ ملے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا. إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا. إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا. فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا. وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا.

(الانسان ۔ ۸، ۱۲)

ہم تم کو خالص اللہ کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں، اور نہ شکرگذاری کے ہم کو پروردگار سے اس دن کا ڈر ہے، جو نہایت اداس اور بہت سخت ہوگا، تو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا، اور تازگی اور مسرت عطا فرمائے گا، اور ان کے ۔۔۔ بدلہ انھیں بہشت کے باغ اور ریشم کا لباس عنایت کرے گا۔

یتیم وہ بچہ ہوتا ہے جو ابھی بلوغ کی عمر کو نہیں پہونچا ہو کہ اس کے باپ مرگئے ہوں، اور بالغ ہو جانے کے بعد یتیم یتیم نہیں رہ جاتا، یتیم کو بھی زبردست حق حاصل ہے، مسلمانوں کا بہترین گھرانہ وہ ہے جہاں کسی یتیم کی پرورش ہو رہی ہو، اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو، مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم تو ہو، لیکن اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو، جو کوئی اللہ کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا، اس کا ہاتھ جس قدر بالوں پر پڑے گا، اس کے عوض ایک ایک نیکی اسے ملے گی، یہی صورت مسکین کو بھی حاصل ہے، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے گرد چکر لگائے اور لقمہ دو لقمہ یا کھجور دو کھجور لے کر لوٹ آئے، بلکہ مسکین وہ ہے۔ جو بے نیازی کی حد تک دولت نہ پائے، نیز اسے کوئی مسکین بھی نہ سمجھے کہ خیرات لے، ملا کرے، یا وہ لوگوں کے بیچ کھڑا ہو، اور دست سوال دراز کرتا ہو۔

(امام مالک، احمد بن حنبل، بخاری و مسلم، ابوداؤد، نسائی، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

ایسے بہتیرے افراد ہیں، جن کی موت اس عالم میں آتی ہے کہ ان کی فرد قیں ان کے سینوں میں دبی کی دبی رہ جاتی ہیں۔

پھر فرمایا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ	تو ہلاکت ہو ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں میں سہو کرتے ہیں۔

ایسے تمام لوگوں کو وعید سنائی گئی، جو نمازوں سے سستی اور لاپرواہی برتتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو نماز کو اپنے وقت سے ٹال کر پڑھتے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لوگ کبھی نماز پڑھتے ہیں، کبھی نہیں پڑھتے، ایسے لوگوں کے دلوں میں نماز کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ادھوری نماز پڑھتے ہیں، رکوع سجدہ پورا پورا نہیں کرتے، خشوع و خضوع نہیں اختیار کرتے، نماز کے اندر ان کے رب کی عظمتوں کا استحضار انھیں نہیں ہوتا، جبکہ وہ مومن کامیاب اور بامراد ہیں، جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع رکھتے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک شخص ساٹھ سال سے نمازیں پڑھتا تھا، لیکن اس کی ایک نماز بھی قابل قبول نہیں ہوئی، کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو پتہ چلا کہ وہ شخص رکوع سجدہ پورا نہیں کرتا تھا، چوری ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بد ترین جرم ہے، لیکن بد ترین چوری یہ ہے کہ نماز کے اندر سرقہ کیا جائے، اور یہ بھی ایک لحاظ سے نماز کو برباد کرنا ہے، علاوہ ازیں جہاں تک نماز کے اندر سہو کا تعلق ہے، تو یہ سہو دراصل شیطان کی چھین جھپٹ کا نام ہے، جو وہ بندوں کی نماز میں عام طور پر کرتا ہے۔ اور ستائش اور تعریف کے لائق بس اسی کی ذات ہے جو نہ سوتی ہے اور نہ سہو کا شکار ہوتی ہے، لہٰذا جس کسی کو نماز میں سہو لاحق ہو، اور اسے کچھ نہ یاد رہے کہ اس نے تین رکعت پڑھی یا چار رکعت پڑھی، تو اسے کم سے کم رکعت پر بنا کرنا چاہئے، (مثلاً تین اور چار کے اندر شبہ ہو تو تین مان کر آگے کی رکعتیں پڑھ لے) پھر سہو کے دو سجدے کرے، اب اگر اس کی نماز میں کمی ہوگی، تو سہو کے یہ سجدے اس کی نماز کے لئے لائق تلافی ہوں گے، اور اگر اس نے نماز پوری ہی پڑھی ہوگی، تو شیطان، ان سجدوں کی وجہ سے دھول چاٹنے پر مجبور ہوگا۔

پھر فرمایا: اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ۔ یعنی جو اپنی نمازوں میں اسی طرح صدقہ خیرات اور حج جیسے کاموں میں ریاکاری کرتے ہیں، تاکہ لوگ انھیں دیکھیں، اور ان کی تعریف کریں، اس طرح ان کا یہ عمل ریاکاری اور شرک ہوگا، اور جو شخص اس لئے نماز پڑھتا ہے، تاکہ لوگ اس کو دیکھیں تو وہ شرک کرتا ہے، اور جو اس لئے خیرات کرتا ہے تاکہ لوگ اس کو دیکھیں، وہ بھی شرک کا مرتکب ہوگا، کیونکہ باری تعالیٰ ایسے ہی اعمال کو قبول کرتا ہے، جو خالص اس کی خوشنودی کیلئے ہو، اور اس کی رضا جوئی اس کا مقصود ہو۔

پھر فرمایا: وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔ جس شخص کے اندر خاص اپنے لئے خیر نہ ہو، جو آخرت کے لئے عمل نہ کرتا ہو، وہ اس کا سزاوار ہے کہ خود اس کے اندر بھی کوئی بھلائی نہ ہو، روزمرہ کی زندگی میں دیکھا جائے گا کہ ایسے لوگ ایک ہانڈی، معمولی برتن، دری اور موٹر گاڑی تک کسی کو دینا گوارہ نہیں کرتے، جن کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہونچ سکے، حالانکہ لوگوں میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس سے دوسروں کو نفع ہو، لوگوں کو اس سے نفع ہو، اور اس کے شر سے عام آدمی حفاظت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہو۔ نیز لوگوں میں بھی محبوب ترین آدمی وہ ہے جس کے اخلاق بندگان خدا کے ساتھ بہتر ہوں۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنی چاہیئے۔ آخرت کے لئے دنیا ہی سے توشہ اختیار کرنا چاہیئے، اور اگر ہمارے اندر ایمان ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی ہمیں اطاعت کرنی چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، دنیا اور آخرت کے امور کے متعلق ہم بس اسی سے مدد چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ ملک حق مبین، اللہ رب العزت کے سوا کوئی معبود نہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے اور امانت دار بندے اور رسول ہیں نیز آپ کی ذات تمام جہانوں کے لئے باعثِ رحمت ہے۔ آپ پر، آپ کی آل اور جملہ اصحاب کرام پر اللہ کی رحمت ہو۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہوتا تو رخ انور پر ایسی بھنبھناہٹ کی آواز آتی جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھناہٹ ہوتی ہے، ایک دن جب وحی کا نزول ہوا، آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے، اور فرمایا:

اللھم زدنا ولا تنقصنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا تؤثر علینا، وارضنا وارض عنا۔	اے اللہ ہمیں بیش از بیش عطا فرما، اور کمی مت فرما، ہمیں عطا کر، محروم نہ فرما، ہمیں اوروں پر ترجیح دے ہم پر اوروں کو ترجیح مت دے، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں بھی راضی بھی فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا: اللہ نے مجھ پر دس آیتیں نازل فرمائی ہیں، جو کوئی انھیں پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا، پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی،

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

یقیناً وہ مومن فلاح پائے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں، اور جو لغو سے اعراض کرتے ہیں، اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے تو ایسے ہی لوگوں پر کچھ ملامت نہیں ہے اور جو اس کے علاوہ راہ اختیار کرے تو وہی تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کے نگراں ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، وہی وارث ہونے والے ہیں، جو جنت کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(المومنون ۱-۱۱)

سورہ کا آغاز اس ارشاد سے ہوا، قد افلح المومنون یعنی ایمان والے کامیاب ہوئے۔ قد حرف تحقیق ہے، مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ فلاح اور کامیابی ایسے ایمان والوں کو بطور خاص رحمت فرمائے گا، جو مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہوں گے۔

"فلاح" خیر کے کاموں کے اظہار کے لئے ایک جامع ترین لفظ ہے، کیونکہ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمن میں وہ کامیابی حاصل ہوتی ہے جو دنیا و آخرت میں سعادت کی باعث ہے۔ نیز ارشاد ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (اعلیٰ ۱۴، ۱۵)

یقیناً اس نے فلاح پائی جس نے (اپنے نفس کا) تزکیہ کیا، اور اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔

اس خصوصیت کی بنا پر ان کلمات کو اذان کے اندر جگہ دی گئی، اور نماز کے لئے موذن ان الفاظ کے ساتھ دعوت دیتا ہے۔ حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح اور حدیث میں ہے۔

> جس کو فلاح کی دعوت دی جائے، اور وہ اس پکار پر لبیک نہ کہے، تو ایسا شخص نہ خود کبھی خیر کا خواہاں ہوگا، اور نہ اس سے کسی خیر کی توقع ہوگی۔

جنت اپنی تمام تر ابدی راحتوں کے ساتھ جب منصۂ شہود پر آئی، اور اس کے اندر ایسی ایسی نعمتیں ودیعت کی گئیں جنھیں نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، پھر جب اس سے کہا گیا کہ وہ کچھ کہے تو اس نے کہا، قد افلح المومنون۔

اس کے جواب میں کہا گیا، تیرے ایسے مقام کے لئے خوشخبری ہو، جو شاہوں کا مسکن ہے۔

مومنین کو ان اوصاف سے متصف اس لئے بتایا گیا کہ بیشتر مقامات پر اللہ نے ایمان کو عمل صالح سے مربوط کیا ہے۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (البینۃ ۷)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا، وہی مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔

مومنین کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ یعنی جو اپنی نمازوں میں ڈرتے خوف کھاتے اور گھبراتے ہیں، خشوع فی الصلوٰۃ کا ذکر نماز کی نگہداشت سے پہلے کیا، کیونکہ خشوع و خضوع نماز کا مغز ہے، اور ڈر اور خوف کے بغیر نماز ایسی ہے جیسے بغیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح کے جسم ہوتا ہے ۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں کبھی آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھ لیتے تھے ، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے اپنی نگاہوں کو مقام سجدہ پر مرکوز کر لیا ، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا :

اگر اس شخص کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو اس کے اعضاء وجوارح میں بھی خشوع طاری ہوتا ۔ ! (حکیم فی النوادر ، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ باسناد ضعیف ، اور مشہور یہ ہے کہ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے ۔

یہ اسی لئے کہ نماز کا مقام بیحد عظیم ہے ، نماز پڑھتے ہوئے نمازی خدا کے حضور ادب وقار اور متانت سے کھڑا ہوتا ہے ، چنانچہ حدیث میں ہے ۔

میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں ، اللہ تعالےٰ اپنا چہرہ اپنے بندے کے چہرے کے سامنے کئے رکھتا ہے ، تا وقتیکہ وہ نماز سے نہ پلٹے ۔ (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بروایت حارث اشعری)

یہی وجہ ہے کہ افتتاح نماز کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ نماز پڑھنے والا یوں کہے :

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔

اسی کے ساتھ ساتھ صفتِ احسان یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی اس طرح پرستش کرے گویا اس کو دیکھ رہا ہے ، اور اگر اس کو نہ دیکھے تو یہ ضرور تصور کرے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے ۔ (مسلم بروایت عمر رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْ یَرٰاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ (الشعراء ۲۱۸، ۲۱۹)

وہ تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو (نمازمیں) اور نمازیوں کے ساتھ تمہاری نشست و برخاست کو بھی دیکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے ہوتا ہے تاکہ نمازی اپنے دل میں خدا کی عظمت اور بڑائی کو مستحضر رکھے، کیونکہ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے، اور اگر اس نے یہ تصور کیا، تو دنیا کی ہر چیز اس کی نگاہوں کے سامنے ہیچ اور حقیر ہے۔ اس کے بعد نمازی تکبیر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے، یہ اشارہ ہے کہ وہ دنیا کے حجابات کو چھوڑ رہا ہے اور اللہ کے حضور داخل ہو رہا ہے۔ سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر انھیں سینہ پر باندھ لے۔ نیز روایات میں ناف کے نیچے اور ناف کے اوپر بھی منقول ہے، لیکن پہلی روایت ارجح ہے اس لئے کہ یہ صورت اس ذلیل قیدی کی سی ہے، جو اپنے آقا کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو، اپنے رب کی رحمتوں کا امیدوار ہو، اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتا ہو، اور اس کی صورت گویا اس طرح ہے کہ اس نے اپنے رب کے خلاف ایک سے زائد جرائم کا ارتکاب کیا، اور شورش برپا کی، اور اب وہ خدا کے حضور آیا ہے، نماز کو صلوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بندے اور خدا کے درمیان رابطہ کی کڑی ہے، نمازی ہمہم اپنے رب سے وابستہ ہوتا ہے، اس کے احسانات سے مربوط ہوتا ہے، اور اس کے فضل وکرم سے بڑا ہوتا ہے، جبکہ اس کے بالمقابل غیر نمازی کا رشتہ اپنے رب سے ٹوٹا ہوا ہوتا ہے، شرعی نماز کا یہی تصور ہے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور مومنوں کے لئے باعث حیات ہے،

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

تمہاری دنیا کی یہ چند چیزیں مجھے محبوب ہیں، عورتیں، خوشبو اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، (مسند احمد، نسائی، حاکم، بیہقی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بروایت انس رضی اللہ عنہ، اسناد جید ہے)

ابو حازم سے کسی نے دریافت کیا، تم کیسے نماز پڑھتے ہو، انھوں نے کہا، جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں بخوبی وضو کرتا ہوں، اور جنت کو اپنے دائیں اور دوزخ کو اپنے بائیں تصور کرتا ہوں، صراط مستقیم کو اپنے پیروں کے نیچے سمجھتا ہوں، اور اللہ کو اپنے آپ سے آگاہ پاتا ہوں، پھر نہایت تعظیم کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں، انکساری کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، تواضع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، خوف و دہشت کے عالم میں سلام پھیرتا ہوں اور اس کے باوجود ڈرتا ہوں کہ میری نماز قبول بھی ہوگی یا میرے منہ پر ماردی جائے گی۔

یہ وہ اسعادت ارواح تھیں جنھیں وہ سب نصیب تھا جو انھیں حاصل تھا، اور ان کے دل ترسیدہ تھے، یہ مقدس افراد نیک اعمال پوری نکوکاری اور پختگی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ اور اس کے باوجود ڈرتے رہتے تھے کہ ان کی عبادتیں ان کے منہ پر نہ ماردی جائیں! سچا مومن وہ ہے جو دیانت داری کے ساتھ عبادت کرے اور رد کردیئے جانے سے ڈرتا رہے، جبکہ منافق وہ ہے، جو بداعمالی میں پیش پیش بھی رہتا ہے، اور عذاب اور سزا سے محفوظ بھی رہتا ہے۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف ۹۹)	تو کیا وہ اللہ کی تدبیروں سے مطمئن ہوگئے، حالانکہ اللہ کی تدبیروں سے مطمئن بس وہ قوم ہوتی ہے جو نقصان اٹھانے والی ہے۔

خشوع و خضوع کو فقہاء نے نماز کا ایک رکن قرار دیا ہے، خشوع کا دوسرا نام طمانیت ہے، یعنی رکوع سجدہ میں سکون اور خاطر جمع رکھے، نیز اس لئے کہ نماز کا ایک میزان اور ترازو ہے، جس پر اس کا وزن کیا جاتا ہے، یہ ترازو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو ایسی ہی تم بھی پڑھو! یہ عملی ترازو ہے جبکہ اس کا قولی ترازو وہ روایت ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو بری طرح نماز پڑھتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا، اور انھیں فہمائش کی۔ بخاری ومسلم میں یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بدوی نے مسجد میں آکر نماز شروع کر دی، نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ان سے کہا، لوٹ کر پھر سے نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، اس طرح لوٹ کر جانے اور نماز پڑھنے کا سلسلہ تین بار تک جاری رہا، آخری مرتبہ بدوی نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا میں اس سے بہتر طریقہ پر نماز نہیں پڑھ سکتا، مجھے نماز سکھا دیجئے۔ اب ہم کو فراغت قلب کے ساتھ غور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کو سننا چاہئے، جس میں آپ نے اس بدوی کو نماز کا صحیح طریقہ سکھایا، جنھیں نماز پڑھنا نہیں آتا تھا، یہ روایت ہمارے لئے مشروع اور مقبول نماز کی بہتر تلقین اور تعلیم ہے۔

آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے اٹھنے لگو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہو۔ اسباغ یعنی اچھی طرح وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اعضاء وضو کو اچھی طرح پانی سے تر کیا جائے، اور چمڑی پر سے ایسی کسی چیز کو ہٹا لیا جائے، جو وضو کا پانی وہاں نہ پہنچنے دے۔ جیسے انگوٹھی، گھڑی، سیمنٹ، یا آٹا وغیرہ، چنانچہ روایت میں ہے، ناگواریوں کے ہوتے ہوئے اچھی طرح وضو کرنا، باجماعت نماز پڑھنے کے لئے پیدل مسجد جانا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا خطاؤں کو دھو دیتا ہے اور وضو نماز کی کنجی ہے، بے وضو آدمی تاوقتیکہ وضو نہ کرے اس کی نماز قابل قبول نہیں ہوتی، • وضو • وضاءۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی صفائی کے ہیں، اسلام صفائی پسندی کا مذہب ہے، وضو کی حکمت اعضاء کی چستی اور ان کے اندر پھرتی پیدا کرنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پاکی نماز کی کنجی ہے، اللہ اکبر اس کا تکبیر تحریمہ ہے، اور سلام پھیرنا اس کی تحلیل ہے۔ (ابوداود، ترمذی، دارمی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا: پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو۔

نویت ان اصلی یا میں فلاں نماز کی نیت باندھتا ہوں، وغیرہ اس طرح زبان سے نیت نہ کرے، اس لئے کہ نیت کا تعلق دل سے ہے، اور زبان سے نیت کے الفاظ دہرانا بدعت ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا، کیا آپ بھی نماز سے پیشتر اس طرح نیت کرتے ہیں، نویت ان اصلی کذا، آپ نے جواب دیا، نہیں، اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کرنا منقول نہیں ہے۔

پھر فرمایا: قبلہ رخ کھڑے ہو۔

جن لوگوں کو قبلہ رخ ہونے کی صلاحیت حاصل ہو، ان کے لئے یہ عمل شرط ہے۔ ارشاد ہے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرۃ: ۱۴۴) پس تم اپنے رخ کو مسجد حرام کے رخ پر کر لو۔

اب جو لوگ ہوائی جہاز، سمندری جہاز یا کاروں پر سرگرم سفر ہوں انھیں جو رخ میسر آئے اسی رخ پر نماز پڑھنا چاہئے، خواہ ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو،

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (البقرۃ: ۱۱۵) پس تم جس طرف کا رخ کرو وہیں اللہ کا چہرہ ہے۔

پھر فرمایا، پھر جو تمہیں قرآن پاک سے میسر آئے اس کی تلاوت کرو۔

جو لوگ باشعور ہوں، انھیں نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے، یہ ان کے لئے رکن ہے ارشاد نبوی ہے۔

جو لوگ سورۂ فاتحہ نہ پڑھیں، ان کی کوئی نماز ہی نہیں ہوتی،

(متفق علیہ، مسند امام احمد، اصحاب سنن، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ بروایت عبادہ بن صامتؓ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کے باوجود عہد نبوی میں بہتیرے افراد چونکہ زمانۂ جاہلیت سے ابھی ابھی نکلے تھے اس لئے انھیں سورۂ فاتحہ ٹھیک سے یاد نہیں ہوئی تھی، خصوصاً معمر حضرات اس سلسلے میں کورے تھے، جیسے ایک بدوی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کا کوئی حصہ مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ اس لئے مجھے اتنا سکھا دیجئے جو میری نماز کے لئے کافی ہو، آپ نے فرمایا: کہو: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. وَاللّٰہُ اَکْبَرُ انھوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو میرے رب کے لئے ہے، خود میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ. وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (احمد، ابوداود، نسائی نیز ابن حبان، دارقطنی اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

پھر فرمایا: پھر رکوع میں جاؤ، اور پورے اطمینان سے رکوع کرو، اطمینان، سکون کو کہتے ہیں، یعنی رکوع سجدہ میں پرسکون رہے، اور تین بار یہ کہے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کمال درجہ کی یہ ادنیٰ مقدار ہے، پھر فرمایا۔

پھر سر اٹھاؤ، اور اچھی طرح کھڑے ہو جاؤ۔ یعنی سکون سے کھڑے رہو، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے نماز میں اپنی پشت کو سیدھی نہیں کیا، اس کی نماز نہیں ہوگی۔

فرمایا، پھر سجدہ میں جاؤ، اور اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔

کیونکہ بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے حکم ہوا ہے کہ میں سات چیزوں پر سجدہ کروں، " پیشانی " یہ کہکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا، کیونکہ پیشانی کے ساتھ ناک پر بھی سجدہ کرنا ضروری ہے" دونوں ہاتھ " دونوں گھٹنے " دونوں پیروں کے سرے" نیز یہ بھی حکم ہوا کہ میں بالوں اور کپڑوں کو نہ لپیٹوں، پھر کہوں، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ تین بار، کمال درجہ کی یہ ادنیٰ مقدار ہے۔

پھر فرمایا: پھر سر اٹھاؤ، تاوقتیکہ سکون سے بیٹھ نہ جاؤ، یعنی دونوں سجدوں کے بیچ جلسہ میں سکون سے بیٹھو، اور کہو، رب اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی۔

پھر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ بھی کرے۔

فرمایا: اور پوری نماز اسی طرح ادا کرے۔

مشروع نماز کی یہ کیفیت ہے، یہی وہ نماز ہے جو رب دوجہاں کے حضور پیش کیے جانے کے لائق ہے اور جو نمازی کی یہ کہہ کر سفارش کرے گی،

کہ خدایا اس کی بھی حفاظت فرما، جس طرح اس نے میری حفاظت کی۔

اس کے علاوہ ایسی ادھوری نمازیں جنھیں نماز پڑھنے والا ادا کرتا ہو، جن کا رکوع سجدہ بالکل ٹھیک سے نہ ادا کرتا ہو، اور جس کے اندر سکون اور اطمینان کا دور تک پتہ نہ ہو، ایسی نماز اپنے پڑھنے والے کی بابت کہے گی۔

اللہ تجھے بھی ضائع کرے، جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ بکثرت عمل کے بجائے، بحسن وخوبی عمل کو پسند کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ، لغو ہر قسم کے باطل قول اور فعل کو کہتے ہیں ، چنانچہ جوئے بازی ، زنا کاری کی مجلسیں بھی لغو اور باطل کی مجلسیں ہیں ، شراب نوشی کی مجلس کا بھی یہی حکم ہے ، فٹبال اور کوئی سا کھیل جو واجب اور فرض نمازوں سے غافل کر دے اس کا حکم بھی لغو اور باطل کا سا ہے ۔ اللہ نے ان مومنین کی تعریف کی ہے جو ان برائیوں سے بچتے ہیں ۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان ۷۲) اور جب وہ کسی لغو چیز سے گذرتے ہیں ۔ تو شرافت کے ساتھ گذر جاتے ہیں ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ لوگوں کو لایا گیا ، جنھوں نے شراب پی رکھی تھی ، ان میں ایک شخص روزہ دار تھا ، اور اس نے شراب نہیں پی رکھی تھی ، حضرت عمر رضؒ نے فرمایا اس روزہ دار کو پہلے تعزیر کی سزا دو ، کیونکہ جب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام ۶۸) اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو اس یاد دہانی کے بعد ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ مت بیٹھو !

پھر یہ شخص ان ظالم شرابیوں کے ساتھ کیونکر بیٹھا ۔

پھر فرمایا ، وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ اللہ رب العزت نے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو بیشتر مواقع پر ایک ساتھ ذکر کیا ہے ، کیونکہ زکوٰۃ نماز کے قرین ہے ، نیز زکوٰۃ اسلام کا پل ہے ، سچے مسلمان اور کافر فاسق و فاجر کے درمیان نماز ہی سے تفریق ہوتی ہے ، زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے مالوں کی صفائی یعنی افزائش اور اضافہ ہوتا ہے ، برکت کا نزول ہوتا ہے اور ورثہ کے ہاتھ میں دولت جانے پر بھی اس کے اندر برکتوں کا نزول ہوتا ہے ، نیز زکوٰۃ نکالنے والا بخل اور کنجوسی اور حرص و ہوس سے پاک و صاف ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۔ (التوبۃ ۱۰۳)

ان کی دولت سے صدقہ کے طور پر وصول کرو، تاکہ اس سے انھیں پاک کردو اور ان کے (نفس کا) تزکیہ کردو۔

اللہ نے صدقہ کو صدقہ اسی لیے کہا کہ اس سے صدقہ کرنے والے کے ایمان کی تصدیق وتحقیق ہوتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے مال کی محبت پر اپنے رب کی محبت کو ترجیح دی۔ اپنے نفس کا احتساب کیا، مستحقین کو زکوٰۃ دی، خوش دلی سے اس کام کو انجام دیا۔ اپنے رب کے نزدیک اس کو غنیمت تصور کیا، اور اس طرح ایمان اور امانت دار رہا۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن ۱۶)

اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رہا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

آخری زمانہ میں لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے، اور کم لوگ اس کو ادا کریں گے، حالانکہ حقیقت میں یہ تاوان نہیں، بلکہ غنیمت ہے، چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے،

ولم ار کالمعروف تدعی حقوقه مغارم فی الاقوام وھی مغانم

ایسی نیکی کی طرح میں نے کوئی دوسری چیز نہیں دیکھی، جس کے حقوق کچھ لوگوں کے نزدیک تاوان ہوں اور کچھ لوگوں کے نزدیک مال غنیمت ہو۔

پھر فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۔

اس آیت میں زناکاری سے تحفظ اور پاکدامنی کی ترغیب ہے، اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ یہ فحش گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (الاسراء ۳۲) اور زنا کے قریب مت جاؤ اس لئے کہ وہ فحش کاری اور بہت برا راستہ ہے۔

زنا کا انجام بدترین ہے، اس کی سزا المناک ہے جن دلوں میں اس کا لگاؤ ہے وہ سدا کے بیمار ہیں، اور بڑھاپے کے بعد اس گندگی میں مبتلا ہونے والے بالخصوص سخت آزمائش میں گرفتار ہوں گے۔

تفنی اللذاذة ممن نال صفوتها من الحرام ويبقى الاثم والعار

جو لوگ حرام طریقے سے لذت اندوزی چاہیں گے انھیں پاکیزہ لذت تو نہیں ملے گی، بلکہ گناہ اور شرم باقی رہ جائے گی۔

تبقى عواقب سوء فى مغبتها لا خير فى لذة من بعدها النار

اس کا انجام حد درجہ تباہ کن ہے، ایسی لذت کس کام کی جس کے بعد آتش دوزخ ملے۔

پھر فرمایا، وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اپنے ہر خطاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کہتے تھے، جس شخص کے اندر ایمان نہیں اس کے اندر امانت داری نہیں۔

اہل عالیہ کا ایک شخص آپ کے پاس آیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ اس دین کے تعلق سے مجھے کچھ بتائیے؟ فرمایا: اے عالیہ کے بھائی! امانت داری۔

امانت داری کا تعلق بسا اوقات بندوں کے آپسی معاملات سے ہے، جیسے لین دین، امانت، ناپ تول، ادا حقوق ربانی، نیز اس کے علاوہ حکومتی ذمہ داریوں کے اندر بھی امانت داری پائی جاتی ہے جس کی پرسش اعلیٰ آفیسران کے سامنے ماتحتوں کو کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً ہر شخص اپنی کارکردگی اور امانت کی حفاظت کی بابت جوابدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ خیانت کرنے والوں کے مکر کو کبھی ٹھیک نہیں رہنے دیتا، اس لئے ضروری ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس امانت کی حفاظت کی جائے، اور دشمن ہاتھوں کو کسی چیز کے اچک لینے سے روک رکھا جائے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جس کسی کو ہم نے کوئی ذمہ داری سونپی، پھر اس نے سوئی جیسی کوئی چیز یا اس سے بڑی شی ہم سے چھپائی تو یہ غلول ہے۔

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران ۱۶۱)	اور جو کوئی کھوٹ کرے گا، قیامت کے دن اسے اس کھوٹ کو لانا لازمی ہوگا۔
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ (النساء: ۵۸)	بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل تک لوٹا دو۔

کبھی امانت داری بندہ اور اس کے رب کے مابین ہوتی ہے، چنانچہ وضو ایک امانت داری ہے، اور اسی طرح غسل، نماز، زکوٰۃ، روزہ، اور دیگر حقوق و حدود بھی ایک قسم کی امانت داری ہیں، اور جو کوئی ان حقوق کی ادائیگی کی نگہداشت کرتا ہے اس کے حسن اعمال کی بنا پر اسے جنت ملے گی، اور اگر کھوٹ یا کوتاہی کی تو اس کی بداعمالی پر اسے سزا ملے گی۔

پھر فرمایا: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

ان آیات کا آغاز نماز پر اور اختتام بھی نماز سے ہوا۔ یہ آیت اس دوسری آیت کے مشابہ ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ	بیشک انسان بڑا جلد باز پیدا ہوا ہے جب اسے کوئی شر پہونچتا ہے تو وہ رونے دھونے لگتا ہے، اور جب اسے خیر حاصل ہوتی ہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (معارج ۱۹ - ۲۳) وہ باز آجاتا ہے۔ سوائے ان نمازیوں کے جو اپنی نمازوں پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔

یہ افراد محض اس لئے قابل تعریف ہیں کہ وہ نماز اپنے وقت پر پڑھتے ہیں، یہ ایسے نہیں جو کبھی نمازیں پڑھتے ہیں کبھی چھوڑ دیتے ہیں، جیسے ملحد، بیدین کرتے ہیں، کبھی یہ لوگ کپڑے کی ناپاکی کا عذر کرتے ہیں، کبھی تہمد اور ازار کی ناپاکی کا گلہ کرتے ہیں، ایسوں کے دلوں میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اور نہ صرف نماز کی بلکہ پاکی وغیرہ کی بھی کوئی قدر نہیں کرتے۔

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ (التوبۃ: ۴۶) لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور نکلنا) پسند ہی نہیں کیا، تو ان کو روک دیا، اور ان سے کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو،

نماز پروردگار عالم کی امانت اور بندوں کے دین کا ستون ہے۔ جو کوئی سستی کرتے ہوئے یا نماز کے حکم کی توہین کرتے ہوئے اسے چھوڑ بیٹھے گا، ایسا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فرمان کی مصداق کافر ہوگا۔

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى (طٰہٰ ۶۱) اور یقیناً وہ خسارہ میں رہا جس نے جھوٹ باندھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

آدمی اور کفر کے درمیان نماز کا ترک کر دینا ہی (حائل) ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ہمارے اور ان کے درمیان جو معاہدہ ہے وہ نماز چھوڑ دینے کا معاہدہ ہے، اور جس نے اس کو چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا، اور جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی دین نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کے اندر نماز کی حقیقت وہی ہے جو جسم میں سر کو حاصل ہے۔

اسی لیے اسلاف صالحین نماز کو میزان کا نام دیتے تھے، کیونکہ آدمی کے اپنے دین سے سب کے آخر میں نماز نکلتی ہے، اسلاف کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کی دین داری کو پرکھنا چاہتے تھے، تو اس کی نماز کی بابت دریافت کرتے تھے، اگر انھیں معلوم ہوتا کہ وہ نماز کی حفاظت کرتا ہے اور باجماعت ادا کرتا ہے۔ تو وہ اسے دین دار کہتے تھے، اور اگر پتہ چلتا کہ باجماعت نمازوں سے وہ سستی کرتا ہے تو سمجھ لیتے کہ اس کے اندر دینداری نہیں اور جس کے اندر دین داری نہیں، ایسا آدمی ہر قسم کی شرارت کا سزاوار اور خیر و خوبی سے دور تر ہوتا ہے۔ اور جس کے اندر خود کوئی بھلائی نہیں، وہ دوسروں کو کیا بھلائی دے سکتا ہے، کیونکہ ہر برتن سے وہی کچھ گرتا ہے جو اس کے اندر بھرا ہوتا ہے۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ (التوبة ۱۱)

پس اگر انھوں نے توبہ کیا اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ کو ادا کیا تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

پھر فرمایا:

أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ

وہی لوگ ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

یہ وراثت کسی ایسے مال کی ملکیت نہیں جس کی لذت فنا ہو جائے، اور اس کے اثرات ہی باقی رہ جائیں، جو اگر حلال ہو تو اس کا حساب ہو، حرام ہو تو بطور سزا وارد ہو، بلکہ یہ محض اللہ کا فضل ہے، اور یہ فضل جنت کا کامیابی کے ساتھ حصول اور دوزخ سے تحفظ ہے۔ یہی وہ سرمایہ ہے۔ جس کے اندر صالحین ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (المطففین : ۲۶) اور اس میں مقابلہ کرنے والوں کو مقابلہ کرنا چاہئے ۔

قدھیاوك لر مرلو فظنت له فار با بنفسك ان تدنی مع الھمل

تجھے ایسے کام کے لئے تیار کر رکھا ہے کہ اگر اس کو سمجھ لو تو یوں جانوروں کے ساتھ پڑنے سے گریز کرو ۔

دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے ڈھانک لے ، عفو و درگذر کا وسیع تر معاملہ فرمائے ، اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہمیں بھی شامل فرمائے ، اور اپنا ذکر ، اپنا شکر ، اور اپنی بہتر عبادت کی توفیق بخشے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لبنانیوں کے درمیان واقع خانہ جنگی اور اسلامی موقف[1]

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کی اطاعت کی، اور پرہیزگاری برتی، وہ معزز ہوا، اور جس نے اس کے حکموں کی نافرمانی اور اضاعت کی، وہ ذلیل وخوار ہوا اسی کی ذات ہے جس نے اطاعت کرنے والوں کو اس کی خوشنودی کے کاموں کی توفیق بخشی، معصیت کرنے والوں کو ذلیل وخوار کیا، اور شیطان نے انھیں گھیر کر ان کے اندر کفر، فسق، اور نافرمانی کی محبت کو پیدا کر دیا، اور اللہ کی یاد کو ان کے اندر سے بھلا دیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ دنیا رنج وکرب، شر ومضرت، اور غم واندوہ وآلام سے لبریز ہے۔ اور اس بگڑی کو صرف دین اور اطاعت الٰہی ہی سنوار سکتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

> مومن کا سارا عمل ہی تعجب خیز ہے، اگر اسے مسرت پہونچتی ہے تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے، اور وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے، اور اگر اسے مضرت لاحق ہوتی ہے۔ تب بھی صبر کرتا ہے، اور وہ اس کے لئے بہتر ہوتی ہے، اور یہ خصوصیت صرف مومن ہی کو حاصل ہے۔
>
> (مسند احمد، مسلم، بروایت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ)

---

[1] خطبۂ جمعہ کا متن، جسے مصنف نے، محرم ۱۳۹۶ھ کو جامع کبیر دوحہ قطر میں دیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاتی المصائب حین تاتی جمۃ واری السرور یجیء فی لفلتات

مصیبتیں جب کبھی آتی ہیں، گھیر کر آتی ہیں۔ جبکہ خوشیوں کی آمد گاہے گاہے دیکھتا ہوں۔

امن و عافیت سے بڑھ کر دنیا کی کوئی نعمت افضل نہیں، اور آدمی عافیت کی قدر تب ہی کرتا ہے جب وہ بلا اور آزمائش میں گرفتار ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

چین اور عافیت سے افضل ترین کوئی عطیہ کسی کو نہیں بخشا گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

اے چچا اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو۔

(ترمذی بسند صحیح بلفظ اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو، بروایت انس رضی اللہ عنہ)

دعائے قنوت کا ابتدائی حصہ یوں وارد ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ

اے اللہ ہم کو بھی ہدایت فرما ان لوگوں کی طرح جن کو تو نے ہدایت بخشی اور ہمیں بھی عافیت عطا فرما ان لوگوں کی طرح جن کو تو نے عافیت بخشی۔

صبح و شام کی دعاؤں میں آپ یہ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَبَدَنِیْ وَ اَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ استر عَوْرَاتِیْ وَاٰمِن روعَاتِی

اے اللہ دنیا اور آخرت میں میں تجھ سے عفو و عافیت اور دائمی کرم گستری کا خواہاں ہوں اے اللہ میں تجھ سے اپنے دین، اپنے جسم اور اپنے اہل و عیال اور اپنے مال میں عفو و عافیت کا طالب ہوں، اے اللہ میری شرمگاہوں کی حفاظت فرما، اور ڈر اور خوف سے ہمیں تحفظ مرحمت فرما۔

(طبرانی بروایت حضرت خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ میں آپ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ۔ (مسلم)

اے اللہ تیری ناراضگی کے مقابلہ میں میں تیری رضامندی چاہتا ہوں، تیری گرفت کے بدلے تیری معافی کا خواہاں ہوں۔

نیز فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ۔ (مسلم، ابن عمرؓ)

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمتوں کے زوال سے، تیری دی ہوئی عافیت میں تبدیلی آنے سے، تیری ناگہانی انتقامی کارروائیوں سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگیوں سے۔

ان دعاؤں سے راحت و عافیت کی فضیلت عیاں ہوتی ہے، اور اس میں شک نہیں کہ آج لبنان اور اس کے باشندے جس ناگہانی افتاد اور فتنہ و فساد میں گرفتار ہیں، اور اس بگاڑ نے جس طرح انھیں گھیرا ہے، اور کیا مالدار کیا غریب، کیا مرد کیا عورت، کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب اس میں گرفتار ہیں، اور آج ان کی کھیتی باڑی، ان کا گھر بار اور ان کی پوری سرزمین جس طرح دہل رہی ہے۔ وہ اس فتنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، آج ان ہی کی سرزمین ان پر تنگ ہو چکی ہے، جب کہ وہ کبھی کشادہ تھی، اور خود ان کی جان سخت عذاب میں مبتلا ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بلا اور مصیبت محض گناہوں سے آتی ہے، اور توبہ سے اس کا ازالہ ہوتا ہے، اور منکرات اور معاصی کے بھی ثمرے اور نتیجہ بالضرور رونما ہوتے ہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

اور اللہ نے ایک بستی کی مثال دی جو امن و اطمینان کے ساتھ تھی اس تک اس کی روزی آسودگی کے ساتھ ہر طرف سے آتی تھی، تو اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (النحل ۱۱۲)

اللہ کی نعمتوں کا کفر کیا، پس اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا، ان کی اسی حرکتوں کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔

ہم سے پہلی عذاب رسیدہ قوموں کی بابت ارشاد خداوندی ہمارے سامنے ہے۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَّمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا. وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (العنکبوت - ۴۰)

تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑلیا، پس ان میں کچھ تو ایسے تھے، جن کو چنگھاڑ نے آپکڑا، اور ان میں کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، اور ان میں کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا، اور اللہ کی شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

اللہ نے ان واقعات کو ہمارے سامنے محض اسی لئے پیش کیا تاکہ ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہو، اور لوگوں میں بہتر وہی ہیں جنھیں اوروں کو دیکھ کر عبرت حاصل ہو۔

دنیا میں لوگوں کی دو قسم ہے، کچھ لوگ آزمائش میں گرفتار ہیں، جبکہ کچھ لوگ راحت اور آرام میں ڈوبے ہوئے ہیں، اس لئے جو لوگ راحت میں ہیں انھیں چاہئے کہ عافیت پر خدا کا شکر ادا کریں، اور بلا و آزمائش میں پڑنے والوں پر رحم کریں۔

آج لبنان کی خانہ جنگی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہے۔ یا مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہے۔ ذہن کے اندر ایسا ہی تصور ابھرتا ہے، اور اس طرح یہ بھی صلیبی جنگوں کا شاخسانہ اور اسی کے اثرات ہیں، لیکن اس موقعہ پر ہم ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ لبنان میں جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں، وہ بالکل سچے اور پکے مسلمان ہیں، ایسا نہیں، بلکہ ان کے اندر سچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بھی ہیں، اور انھیں کے اندر منافق بھی چھپے ہوئے ہیں، جیسے اطراف کے ملکوں میں منافقوں کی بھاری تعداد موجود ہے، اور منافقوں سے کوئی زمانہ یا ملک خالی نہیں، یہاں تک کہ عہد نبوی میں مدینہ منور جیسی سرزمین بھی اس لعنت سے خالی نہیں تھی، یہاں بھی منافقین آباد تھے،

اللہ تعالیٰ نے انھیں کی بابت فرمایا ہے ۔

مِنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۔ وَمِنْ	ان دیہاتوں میں جو تمہارے آس پاس آباد
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى	ہیں، کچھ منافق ہیں اور خود مدینہ کے باشندوں
النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ	میں بھی ایسے ہیں جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں
نَعْلَمُهُمْ (التوبة ۱۰۱)	تم انھیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں ۔

بعض منافقین کو قتل کر دینے کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی گئی، تو آپ نے یہ فرمایا تھا، " لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں " چنانچہ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ ان کے ظاہری مسلمان کے جیسا معاملہ کیا، حالانکہ آپ ان کی منافقت سے بخوبی واقف تھے، اس کی وجہ یہی ہے کہ احکام کا تعلق ظاہر سے ہے اور لبنانی مسلمان بھی اسلام کا ٹائٹل استعمال کرتے ہیں، اور ان کے دشمنوں نے ان کی بابت پر فریب پروپیگنڈہ کیا ہے اور بعض لوگ اس کا شکار بھی ہوئے ہیں، وہ پروپیگنڈہ یہ ہے کہ لبنانی مسلمان مالدار کمیونسٹ ہیں، اور یہ کہہ کر وہ مسلم حکام کو ان کی نصرت اور مدد سے باز رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی اعانت کے لئے اطراف کی مسلم حکومتیں دست تعاون نہ دراز کریں جبکہ دوسری طرف ان کے مسیحی حواریوں نے لندن میں ایک محاذ بنالیا ہے اور اسی قسم کے پروپیگنڈے سے انھیں ذلیل کر رہے ہیں، اور اپنی نشریات میں اسی پروپیگنڈے پر پورا زور صرف کر رہے ہیں تاکہ اس قسم کا ایک ذہن بنالیں، اور جس طرح یہ ایک دھوکہ ہے خود جنگ بھی بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے، ورنہ کمیونزم نے اس جنگ میں حصہ نہیں لیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی وجہ سے جنگ بھی نہیں ہوئی، نہ اس کے کھاتے میں اس کا اندراج ہے، بلکہ یہ جنگ تمام تر اس بنیاد پر ہے کہ کچھ پارٹیوں نے مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دینے کا تہیہ کر لیا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان لوگوں نے لبنان میں ایک ہوا باندھ رکھی ہے۔

اپنے انتقال کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تحریر لکھوائی تھی، اس میں یہ درج تھا کہ

"تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ایک سی ہے، کوئی ادنیٰ آدمی بھی کوئی ذمہ لے تو سب پر اس کا اطلاق ہوگا، اور وہ مخالفین کے مقابلہ میں ایک ہاتھ اور ایک بازو ہیں"

ایک ہاتھ اور ایک بازو کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے خلاف ان کا دشمن چڑھائی کرے جیسے ان دنوں متعدد انتہا پسند جماعتیں ان کے خلاف سرگرم عمل ہیں، تو تمام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کا گلہ گھونٹنے اور اس کے شر کو دفع کرنے کے لئے ایک ہاتھ بن جائیں، اور ایک دوسرے کی کفالت اور سرپرستی کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ (الانفال ۷۲)

اور اگر وہ تم سے دین کے اندر مدد طلب کریں تو تمہیں ان کی مدد کرنی ہوگی، سوائے ان لوگوں کے خلاف جن کے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ ہے۔

مسلمانوں پر ایک دوسرے کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے، کیونکہ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، جسم کا ایک عضو بھی اگر بیمار ہوتا ہے تو پورا بدن بخار اور کمزوری کا شکار ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی بکثرت آبادی درحقیقت ایک برادری ہے اور ایک دوسرے کے تعاون کی وجہ سے ان کی ایک طاقت اور یونٹ ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اسلامی بھائی چارگی نرمی و مہربانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوستی اور نکوکاری کی خواہاں ہے، ان کا فرض ہے کہ وہ معصیت زدہ لوگوں کی مدد کریں کیونکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ، ۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو، لیکن گناہ اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔

باہم تعاون جب تک عددی قوت اور افراد کی طاقت سے نہ ہو سکے تو دولت سے یہ کام بخوبی ہو سکتا ہے، کیونکہ دولت وہ محور ہے جس کے گرد جنگ کی چکی تیزی سے گھومتی ہے اور دشمن کی طاقت کو توڑنے کے لئے اس سے پوری مدد لی جاتی ہے، لوگ ہلاکت میں پڑنے سے بچتے ہیں، بھکمری سے بچتے ہیں، جبکہ دشمن اسی کے اندر انھیں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اور ان کا استیصال کرنا چاہتا ہے۔ اور ان کی جڑیں کاٹنے کی فکر میں ہے، جبکہ کافروں کو جو باطل پر ہیں آپس کی امداد اور تعاون کے سہارے مسلمانوں کے مقابلہ میں طاقت ور نہیں ہونا چاہئے، نہ یہ مناسب ہے کہ مسلم حکام یا عوام غیر مسلم طاقتوں کو مسلمانوں کے خلاف مدد دیکر اکسائیں، خواہ یہ طاقتیں مشرک ہوں، یا مسیحی ہوں، بلکہ ان دشمنوں کے خلاف خود ان مسلمانوں کی مدد انھیں کرنی چاہئے۔

آج اگر مسلمان کے پڑوسی کہیں مسیحی ہیں تو ہم بھی یہ پسند کرتے ہیں کہ مسلمان ان کا تعاون کرتے ہوئے سابق کی طرح عزت اور وقار کے ساتھ زندگی گذاریں۔

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (الکفرون ۶) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

اس لئے ان کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے خلاف ظلم وزیادتی نہ کریں، ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں دینی اور مذہبی اختلاف سے باہمی خصومت کی چنگاریوں کو ہوا نہ دیں، اور شمشیر وسناں اور توپ وتفنگ کے دہانے ایک دوسرے کے خلاف نہ کھولیں، — جب کہ قدیم زمانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انھیں غیر مسلموں کا یہ حال تھا کہ قدیم زمانہ میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ لحہ بہ لحہ بڑھتا جارہا تھا، اور روم جیسے مختلف اجنبی ملکوں پر مسلمانوں کا تسلط بڑھ رہا تھا، ان دنوں مسلمانوں کے ماتحت نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ امن و امان اور عزت و وقار کے ساتھ زندگی گذارتے تھے۔ انھیں ذمی محض اسی لئے کہا گیا تھا کہ وہ خدا اور مسلمانوں کی ذمہ داری کے تحت ہوتے تھے اگر کوئی انھیں نقصان پہنچانا چاہتا تو خود مجرم ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ افراد ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے، اقتصادیات، محنت، اور سماجی میدانوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے علوم و فنون اور علم و دانش میں باہم تعاون کرتے، خلفاء اور مسلم حکام ان پر ہر قسم کی رعایت اور عدل و احترام کا سایہ ڈالتے، اور ان کے خون اور ان کی دولت کی بالکل اسی طرح حفاظت کرتے تھے جیسے عام مسلمانوں اور ان کی املاک کی حفاظت ان کے ذمہ تھی، نیز مسلم حکام ان کے گرجا گھروں، مندروں اور عبادت گاہوں کی بھی اسی طرح حفاظت کرتے تھے، اور انھیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہونچاتے تھے، نہ ہی پجاریوں یا عبادت کرنے والوں کو ان کے اندر آنے سے روکتے تھے، مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ یہی وہ طرز عمل تھا، جس کی بنا پر مسیحی برضا و رغبت فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہوتے تھے، اب ان میں جو اپنے دین پر استوار رہتا، انھیں وہ اپنی دولت اور اپنی جان کا پورا پورا تحفظ حاصل ہوتا، ان پر وہی حقوق ہوتے جو دوسروں پر عائد ہوتے، اور دوسروں کو جو حقوق حاصل ہوتے، بعینہٖ وہی حقوق خود ان کو بھی میسر ہوتے لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسیحیوں نے لبنان میں مسلمانوں کے ساتھ سخت ظلم کیا، بلکہ بیشتر دوسرے ملکوں میں بھی مسلمانوں نے ان کے ساتھ جس قدر نرمی کی مسیحیوں نے اس کے قطعی برخلاف عمل کیا، اور خود قدیم مسیحی بھی ان کے برعکس تھے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم حد درجہ نرمی پر مبنی تھی، معافی اور صلح و آشتی کے وہ پیامبر تھے، یہاں تک کہ اگر کسی سے شرارت اور عناد پہنچے تو وہ اس کے ساتھ بھی حد درجہ نرمی ہی کے برتاؤ کے حامی تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد حاضر کا یہ الٹ پھیر بھی عجیب ترین ہے کہ حضرت مسیح کے یہ نام لیوا جس قدر ان کی تعلیمات سے دور ہوئے، مسلمانوں کے خلاف جبر و تشدد ان کا طرۂ امتیاز بن گیا، اور ان کا یہی مشن ٹھہرا کہ وہ مسلمانوں کا خون بہائیں، ان کے ناک کان کاٹیں، بیگناہوں کو بھون کر رکھ دیں، ان کے بچوں اور عورتوں کو اغوا کریں، خدا کی بندگی کے لئے بنائی گئی مسجدوں کو (نعوذ باللہ) مسمار کریں اور عام مسلمانوں یہاں تک کہ دین دار مسیحیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اور المناک حقیقت ہے کہ مسیحیوں نے خود مسیحی راہبوں کو گرجا گھروں میں قتل کیا ہے، حالانکہ دین اسلام ہی نہیں بلکہ بعض دیگر مذاہب نے بھی عبادت گذاروں اور راہبوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے اور یہ حرکت خواہ لبنان میں کی گئی، یا اس کے علاوہ کہیں اور، اس میں شک نہیں کہ اس سے بدترین حرکت کوئی اور نہیں ہو سکتی، اور یہ اسی کا اثر ہے کہ آج لبنان سلگ رہا ہے، اور پورا لبنان مٹی اور راکھ کا ڈھیر بنا ہوا ہے، اور ان تمام تر حرکتوں کا منشا یہ ہے کہ اس خطہ سے اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے، حالانکہ ان کے اس اقدام کا بدترین نتیجہ خود ان کے خلاف اور دوسرے تمام لوگوں کے خلاف بہت جلد رونما ہو کر رہے گا۔

• وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا (المائدہ ۴۱)

اور اللہ جسے آزمانا چاہے تو اللہ کے مقابلہ میں تم اس کے لئے کسی چیز کے مالک نہیں ہو،

• إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ (رعد، ۱۱)

بیشک اللہ کسی قوم کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں لاتا تاوقتیکہ وہ اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کریں، اور جب اللہ کسی قوم کا برا چاہتا ہے تو کوئی اس کو پلٹا نہیں سکتا۔

اور خداے عظیم و برتر کا ارشاد بجا ہے۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا (الاسراء، ۱۶)

اس بستی کے عیش پسندوں کو حکم دیدیتے ہیں پس وہ اس میں خوب فسق وفجور کرتے ہیں پس ہمارا قول ان پر سچ ثابت ہو جاتا ہے اور ہم اسے ملیامیٹ کر کے رکھ دیتے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ (الشعراء، ۲۲۷)

اور عنقریب جنھوں نے ظلم کیا وہ جان لیں گے کہ انھیں کس رخ پر پلٹ کر جانا ہے۔

ہم اللہ سے دین پر ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں، اور ہر قسم کے ناپسندیدہ اخلاق کردار اور گفتار سے بس اسی کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت یافتہ مسلم خاتون کے
اوصاف حمیدہ

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی کی مدد چاہتے ہیں، ہم اپنے اندروں کی شرارتوں اور اپنی بداعمالیوں اور شیطان کے وسوسوں سے بس اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،

اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم: ۶)

اے لوگو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کے عذاب سے بچائیں، دوزخ کی آگ سے تحفظ کی محفوظ ترین صورت یہ ہے کہ فرائض خداوندی پر عمل کیا جائے، منہیات اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچا جائے، اپنے والوں کو آگ سے بچانے کی صورت یہ بھی ہے کہ انھیں خیر کا حکم دیا جائے، شرارتوں سے روکا جائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی انھیں تلقین کی جائے، اس لئے کہ کسی سرپرست کا اپنی اولاد کو بہترین اخلاق سکھانا، صلاح و تقویٰ سے آراستہ کرنا، اور حماقت، فساد اور ہلاکت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو بچانا سب سے افضل عمل ہے، مرد اپنے گھر اور اپنے اہل وعیال میں ذمہ دار ہے، اور اس کی رعیت کی بابت اس سے باز پرس ہوگی، عورت اپنے شوہر کے گھر میں اپنی بال بچیوں کے درمیان نگراں کار ہے۔ اور اپنی رعیت کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی، چنانچہ یہی احادیث سے ثابت ہے۔ !

جب بھی ایک شخص اپنے اہل وعیال کا نگران کار ہوگا، تو اس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ انھیں فرائض اور فضائل کی تلقین کرے، نکمی خصلتوں اور بری عادتوں سے انھیں بچائے۔ اپنے بچوں کا ہاتھ تھام کر انھیں نماز پڑھنے کے لئے مسجد لے جائے، تاکہ نماز کی پابندی سے نماز کی محبت ان کے دلوں میں بیٹھے، اور وہ بھی اس کے عادی بنیں، کیونکہ یہ فطرت ہے کہ جو کوئی جس چیز کی محبت میں جوان ہوتا ہے، تادیر اس کے رگ وپے میں اس کے اثرات برقرار رہتے ہیں، لہٰذا سرپرست جب اپنی اولاد کا ہاتھ تھام کر انھیں نماز کے لئے لے جائے گا، اور اس کی محنت کرائے گا، تو ان کے دلوں میں اس کی محبت راسخ ہوگی، جس سے وہ خدا اور خلق خدا ہر دو کے قریب ہوگا اور اس کی دنیا اور آخرت میں انقلاب آئے گا، کیونکہ نماز ام الفضائل ہے اور ہر گندی اور نکمی خصلتوں سے دور رکھنے والی ہے۔

یوں ہی عورت اپنے شوہر کے گھر اور اپنی بچیوں کی نگران کار ہے، اور اپنی رعیت کی بابت اس سے باز پرس ہوگی، اس کا یہ فرض ہے کہ اپنی بچیوں کو شرم وحیا، پردے گوشے اور عفت وعصمت کے تحفظ کی دعوت دے، اور بے حیائی اور بے پردگی سے بچنے کی تلقین کرے، پاک صاف رکھے اور وقت پر نماز پڑھنے کے لئے کہے، کیونکہ نماز اندرونی کمی اور بگاڑ کی اصلاح کرتی ہے اور خدائے بزرگ وبرتر کی یاد دلاکر اسے بےحیائی اور برائی سے محفوظ رکھتی ہے۔

اللہ رب العزت نے لوگوں کو ایک دوسرے سے مختلف پیدا کیا، اور یہ اختلاف ان کے اندر ہمیشہ رہے گا، ان میں کوئی مسلمان کوئی کافر رہے گا، کوئی نیک کوئی بد، اور کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح اور کوئی فاسق و فاجر رہے گا، اب اگر کسی فاسق و فاجر کو اس کے کفر و فسق کا مظاہرہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اور وہ کھلم کھلا بدکرداری اور بے حیائی کا ارتکاب کریں تو خدا کی قسم یہ سماج کے لئے زبردست بگاڑ کا سبب ہوگا، کیونکہ عادت واطوار اور طبیعت میں منتقل ہوتی ہیں، اور شر، ہمہ گیر طور پر پھیلنے کے سبب بڑھتا جاتا ہے، اور برائی کو دیکھ کر لوگوں کے اندر برائی کا جذبہ پروان پاتا ہے، پھر منکرات کے مشاہدے سے منکرات کے ارتکاب کی راہیں کھلتی ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر برائی کا جذبہ پروان پاتا ہے، اور اس کی وجہ سے دلوں کے اندر سے بھلائی اور برائی کا امتیاز جاتا رہتا ہے، جب برائیاں بکثرت ہوتی ہیں، اور آنکھ اس کی عادی ہوتی جاتی ہے تو برائی کا احساس دلوں سے نکل جاتا ہے۔ اور لوگ برائی کو دیکھ کر بھی اسے برائی محسوس نہیں کرتے، نہ کوئی اس کو معصیت خیال کرتا ہے، کیونکہ دلوں سے امتیاز کا نور ہی نکل جاتا ہے، چنانچہ مثل مشہور ہے کہ مس زیادہ ہونے سے حس ختم ہوجاتی ہے اور پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھوت چھات کی طرح بگاڑ ٹوٹ کر لوگوں میں پھیل جاتا ہے، اور لوگ ایک دوسرے کی اندھی تقلید میں پڑ جاتے ہیں۔

منجملہ ان برائیوں میں سے ایک برائی بے پردہ عورتوں کی ہے جو اگر بازاروں میں اس طرح بے محابا نکل پڑیں کہ وہ کپڑے پہنے ہوں لیکن پھر بھی ننگی ہوں، ان کا سر سینہ اور گردن کھلی ہوئی ہو، ہاتھ مونڈھے یا بغل تک نظر آتا ہو، دونوں پیر آدھی پنڈلی تک لوگوں کو دعوت نظارہ دیں، اور کوئی روک ٹوک بھی نہ ہو، ایسی صورت میں اس منکر پر اگر بار بار نگاہ پڑے، اور نگاہیں اس کی عادی بنتی جائیں، تو اس میں شک نہیں کہ دلوں سے وحشت دور ہوگی، اور یہ ایسی عام مصیبت ہوگی کہ بچے انھیں حرکتوں کی چھاؤں میں پل کر جوان ہونگے اور جوان بوڑھے ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلم خواتین کو نہ صرف آپ اپنی آراستگی اور اصلاح کرنی چاہئے، بلکہ اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچیوں کو بھی انھیں ساتر اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہنانا چاہیئے، تاکہ اس کا اثر ان کے اندرون میں سرایت کرے، کیونکہ بچپن سے جس چیز کے اثرات جس کے اندر نشو و نما پاتے ہیں، اس کی محبت اس کے دل میں خود بخود جوان ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تم میں سے جو کوئی زیادہ عرصہ تک حیات رہے گا، وہ بہت
ساری تبدیلیوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(بہ روایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ۔ بہ روایت ابو داؤد، ترمذی، نیز انھوں نے اس کو حدیث حسن صحیح کہا ہے۔)

اور اللہ اور اس کے رسول کے یہ ارشادات بالکل بجا ہیں، کیونکہ ہم خود اخلاق و کردار اور عقائد و اعمال میں زبردست بگاڑ دیکھ رہے ہیں۔

زمانہ کی اسی نیرنگی کا یہ اثر ہے کہ ہم نے ایسا طویل زمانہ بھی گذارا ہے، جبکہ ہم نے مسلم خواتین کو پسندیدہ اور قابل تعریف زندگی گذارتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بچپن سے معزز، صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی گذارتی تھیں پردہ پوش لباس میں کپڑے لٹکائے وہ کہیں آتی جاتی تھیں ان کی پوشاک خوب ڈھیلی ڈھالی اور کشادہ ہوتی تھی۔ ان پوشاکوں سے ان کے بدن ڈھکے ہوتے تھے۔ اوڑھنی دوپٹہ یا چادر سے سر، گردن اور سینہ ڈھکے ہوتے تھے۔ اور یہ خواتین ایسا سمجھتی تھیں کہ یہ ان کے دین کا فرض ہے۔ اور جب تک وہ ایسا نہیں کریں گی، ان کی نمازیں درست نہ ہوں گی کیونکہ نماز کی صحت کے لئے یہ شرط ہے، پھر ستر پوشی ان کی شرافت و فضیلت کا عنوان اور ان کے حسب نسب کا سرمایہ ہے۔ اب اگر وہی خواتین آج کے دور میں باہر بے پردہ نکلنے والی ان خواتین کو دیکھتیں جو اپنے ہاتھ کو کہنی یا مونڈھے تک کھولے پھرتی ہیں۔ ان کے دونوں پیر نصف پنڈلی تک ننگے ہوتے ہیں، اور وہ یوں سر، سینہ، چہرہ اور گردن کھولے، دوپٹہ کے بغیر یوں سر اٹھائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتی ہیں، تو ہمیں یقین ہے کہ وہ باحیا خواتین، ان بے حیا عورتوں کو بڑھ کر تھپڑ رسید کر دیں، اور برا بھلا کہنے پر ہی اکتفا نہ کریں، کیونکہ انھیں یقین ہوگا کہ یہ عورتیں شرافت اور مروت سے خالی بے دین اور بداخلاق لڑکیاں ہیں، جو اور کچھ تو ہو سکتی ہیں، لیکن مسلم خاتون ہرگز نہیں ہو سکتی ہیں، کیونکہ ان کا لباس اس حد تک ناگوار ہے کہ عقل سلیم کو انھیں دیکھ کر قے ہونے لگے، اور دین داری سراسر ایک طرف دھری کی دھری رہ جائے، اور یہ عجیب بات ہے کہ آج نصاریٰ اپنے کفر اور شرک کے باوجود آج کل کے چھوٹے اور تنگ پوشاکوں سے گریز کرنے لگے ہیں، اور اپنی عورتوں کو ڈھیلے ڈھالے کشادہ کپڑوں کو پہننے کے لئے کہتے ہیں، اور اپنے جرائد، اخبارات اور رسائل میں اس کی خوبیوں کا پرچار کرتے ہیں سینما کی سلائیڈوں پر اسی کی تشہیر کرتے ہیں، اور اپنی عورتوں کو ان کے استعمال کی اس لئے بھی تلقین کرتے ہیں کہ جسمانی صحت بالخصوص حاملہ خواتین کے لئے اس قسم کی پوشاک مفید ترین ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اس تمام تر تشہیر اور پروپیگنڈے کا آج نہیں تو کبھی بھی اثر ہوگا، اور ضرور ہوگا۔

ان دنوں جبکہ بیشمار مسلم خواتین مسیحی اور دیگر غیر مسلم خواتین سے بے محابا مل جل رہی ہیں، اور یہ عورتیں ہوتی ہیں جن کے اندر دین داری اور اخلاق کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ حقیقت ہے کہ مسلم خواتین ان عورتوں سے ان کی حیا سوز پوشاک کا استعمال سیکھتی ہیں۔ جبکہ یہ پوشاکیں عریانیت، بے حیائی، ذلت اور حقارت کا جیتا جاگتا نمونہ ہوتی ہیں، اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ کافر خواتین سے مشابہت کا ذریعہ ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، اس کا شمار بھی انھیں لوگوں میں سے ہوتا ہے۔

سخت افسوس کا مقام ہے کہ آج یہ پوشاک معزز گھرانوں اور دولت مندوں کے گھروں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقب لگا کر داخل ہو چکی ہے ، ادھیڑ اور بوڑھی عورتیں انھیں استعمال کرتی ہیں ، اور چھوٹی بچیوں کی تو پرورش ہی انھیں لباسوں پر ہوتی ہے ، اور اندھیر یہ کہ بالکل اندھی پیروی اور چھوت چھات کی بیماری کی طرح بیحیائی کا یہ مرض بھی اپنے پنجے گاڑتا جا رہا ہے ۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ گھر کے بڑے اور محلوں کے ذمہ دار اس سلسلے میں مجرمانہ حد تک خاموش ہیں ، اور ان پوشاکوں کو جن پر خواتین ٹوٹی پڑ رہی ہیں ، بالکل بدلنا نہیں چاہتے ہیں ، اس پر مستزاد ننگی کھلی بلیو فلموں نے ان فتنوں کو اور بھی ہوا دی ہے ۔ اور جس طرح گرہیں کھل جانے کے بعد چٹائی کی تیلیاں ایک ایک کر کے نکلتی جاتی ہیں اسی طرح ان بلیو فلموں نے اخلاقی قدروں کو ایک ایک کر کے پامال کر دیا ہے ، جس کی وجہ سے دلوں کا نور گل ہوتا ہے ، بصیرت کی روشنی ماند پڑتی ہے ۔ اور پھر نین کے یہ اندھے نیکی کو برائی ، اور برائی کو نیکی تصور کرتے ہیں ۔

معزز مسلم خواتین ! اس میں شک نہیں کہ اللہ نے تمہیں اسلام کے شرف سے مشرف کیا اور دنیا کی تمام غیر مسلم خواتین پر تمہیں فوقیت دی ، بشرطیکہ تم اس کے فرائض کی انجام دہی کرو ، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ عورت اپنے دین اور اخلاق کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے ، پوشاک اور حسن و خوبصورتی سے اس کا تعارف نہیں ہوتا ، اس لئے تمہارا فرض ہے کہ شرافت اور عظمت کا لباس پہنو ، فضیلت عزت اور حیا اور پردہ پوشی کی پوشاک اختیار کرو ۔ کیونکہ یہی پوشاک ساتر اور کشادہ ہے ، جلال و جمال ، اور حیا اور وقار صرف اس سے ہی جھلکتا ہے ، اور یہی پاکیزہ ، باحیا اور پرہیزگار خواتین کا لباس ہے ، اس لئے تمہیں چاہئے کہ خواہشات کے اندھے کنویں اور اندھی پیروی کے اس عمیق گڈھے میں نہ پڑو ، اور کافر عورتوں کی مشابہت مت اختیار کرو ۔ اور جہنم کی ان ایجنٹوں کی پیروی مت کرو ۔ جو تمہیں جہنم میں ڈھکیل کر محض فتنہ اور فساد کو ہوا دینا چاہتی ہیں ۔

اس لئے مسلم خواتین کا یہ فرض ہے کہ وہ جہنمی عورتوں میں شامل ہونے سے بچیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ وہ کپڑے پہنے ہوں گی پھر بھی ننگی ہونگی مائل کرنے والی بھی ہونگی اور خود بھی مائل ہو رہی ہونگی، ان عورتوں کو جنتوں کی خوشبو تک نہیں ملے گی، ــــ اس لئے مسلم خواتین کو اپنا دین اور اپنی ستر پوشی عزیز تر ہونی چاہیئے۔ اور کافر عورتوں کو ان کی مکاری اور دھوکہ بازی ہی مبارک ہو۔

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (البقرۃ: ۲۲۱)

اور یقیناً ایک مومنہ کنیز کسی شرک کرنے والی سے بہتر ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی کیوں نہ پسند آئے۔

قرآن عظیم میں ہر منکر امر کی بابت سخت تنبیہ وارد ہے، ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (الاحزاب ۵۹)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں! بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکائے رکھیں یہ ان کے لئے اس سے بہتر ہے کہ انھیں پہچان لیا جائے، پس انھیں ستایا نہ جائے۔

اللہ نے اپنے پیغمبر کی ازواج اور عام مسلمان بیویوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی چادروں کو لٹکائے رکھیں، "جلباب" چادر اور عباء کی قسم کا ایک کپڑا ہوتا ہے (برقعہ کی طرح) جس سے پورا جسم ڈھکا ہوتا ہے، البتہ آنکھوں کے پاس اتنا حصہ کھلا ہوتا ہے جس سے وہ راستہ چل سکتی ہیں آزاد اور شریف عورتوں کی یہ شان ہے، اس کی وجہ سے ان کے پردہ بھی ہوتا ہے، اور وہ لائق احترام بھی ہوتی ہیں، آزاد عورتوں کا اس طرح پورا بدن اور چہرہ ڈھانکے رہنا نص قطعی سے ثابت ہے، جبکہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (النور ۳۱)

نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر وہ جو کھلا ہو، اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔

اللہ نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ مومن خواتین اور خود ازواج مطہرات کو شرعی پردہ اور اس کے آداب کی نگہداشت کی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں، کیونکہ نگاہ ابلیس کے مسموم ترین تیروں میں سے ایک ہے، اور جس قدر نگاہ اٹھتی ہے، ابلیس کی ہوس اسی قدر تیز تر ہوتی جاتی ہے۔

نگاہ، زنا کا پیش خیمہ ہے، خواہ مردوں کی نگاہ ہو یا عورتوں کی، اسی لئے آگے ارشاد ہے۔ " ویحفظن فروجھن " امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

" دونوں نگاہیں زنا کرتی ہیں، اور ان کی زناکاری، نظر بازی ہے اور دل تمنا کرتا اور ہوس کرتا ہے، جبکہ شرمگاہ اس کو جھٹلاتی ہے، یا سچ کر دکھاتی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ایسی بیویوں کے پاس مت جاؤ جن کے شوہر لاپتہ یا غائب ہو " ۔ تو ایک انصاری نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیور کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا:

دیور تو موت ہے "

یہ اس لئے کہ جو کوئی کسی عورت کے ساتھ رہتا ہے، تو ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے، ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی حدیث سے ثابت ہے ۔ پھر فرمایا :۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ (النور ۳۱)

اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر وہی جو کھلا ہوا ہو اور اپنی چادروں کو اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں، مگر اپنے شوہروں کیلئے یا اپنے باپوں پر ۔

اور اس طرح جملہ محارم کا ذکر فرمایا ۔

اللہ نے مسلمان خواتین کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر کریں ، البتہ محرم مرد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، شریعت کے اس حکم کی موجودگی میں سوچنا چاہئے کہ جب زینت کے اظہار کی ممانعت اتنی شدید ہے تو اجنبی نوجوانوں کے ساتھ اختلاط اور ان کے ساتھ تخلیہ کس قدر خطرناک ہوگا ، یا ان کے ساتھ دور دراز علاقوں میں سفر کرنا بھی حد درجہ مضر ہوگا ، ظاہر ہے اس قسم کے کردار اور اس کی حرمت میں کوئی تردد نہیں، لہذا اس سلسلے میں تعاون اور سہارا دینا بھی نہ صرف حرام ہے بلکہ اس قسم کے عمل کو برقرار رکھنا اور اس پر انکار نہ کرنا بھی برا ہے ۔

پھر فرمایا : وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ (النور ۳۱) خمار دوپٹہ کو کہتے ہیں جسے سر پر رکھا جاتا ہے ، اور پھر اسے لپیٹ کر گردن اور سینہ پر لپیٹ لیا جاتا ہے ۔ خمار کی شرط یہ ہے کہ اس سے خمار کے نچلے حصہ کی ستر پوشی ہو ، نماز کے اندر یہ ستر پوشی زیادہ ضروری ہے ، نیز مسلمان عورت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ نماز میں وہ اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کو چھوڑ کر پورے بدن کو ڈھانکے رہے ، خواہ وہ کسی اندھیرے کمرے یا رات میں نماز کیوں نہ پڑھ رہی ہو ، کیونکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے شرم کی جائے ، اور صحت نماز کے لئے یہ فرض ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

جو اوڑھنی شفاف اور اتنی نہیں ہو کہ اس سے اندر کا سب جھلکتا ہو تو ایسی اوڑھنی کا رہنا نہیں رہنا دونوں برابر ہوگا، اور اس سے نماز صحیح نہیں ہوگی، انصار کی عورتوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرے جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿ وليضربن بخمرهن على جيوبهن ۔ تو انھوں نے موٹے موٹے بے سلے ہوئے کپڑے لے کر انھیں بیچ سے پھاڑ لیا، اور اپنے سروں پر ڈال کر جب وہ اس طرح باہر نکلتی تھیں تو پردہ پوشی کی وجہ سے انھیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

ایک دوسری آیت میں ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔

(الاحزاب، ۳۳، ۳۴)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں، اور اس طرح زینت نہ دکھاتی پھرو جس طرح اگلی جاہلیت کے زمانے میں دکھاتی تھیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور تمہارے گھروں میں جو آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور جو حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) انھیں یاد رکھو۔ بیشک اللہ نہایت باریک بیں بڑا باخبر ہے۔

بخدا یہ ایک لطیف خطاب اور آراستہ ترین طریق تعلیم ہے، جس میں پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات اور مسلم خواتین کو اپنے گھروں میں رہنے کی تلقین کی گئی، کیونکہ عورت کی شریف ترین حالت یہی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے، اور خانگی مشغلے جیسے سلائی، کڑھائی، نوشت وخواند، یا گھر بار اور اہل وعیال کی نگہداشت کرے اور فضول ادھر ادھر کی آمد ورفت نہ رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ عورت بوجھل پیر کے ساتھ گھر میں چلے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ باہر آمد و رفت رکھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) گھر کے داخلی امور کو انجام دیں، اور علی (رضی اللہ عنہ) بیرونی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں، نیز اللہ نے جنت کی حوروں کے ٹھیک وہی اوصاف بیان فرمائے ہیں، جن سے پاکدامن شریف خواتین دنیا میں متصف ہوتی ہیں، چنانچہ انھیں پوشیدہ رکھے گئے انڈوں سے تشبیہ دی، اور کہیں ان عورتوں سے جو خیموں میں رہتی ہیں۔

پھر فرمایا:

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ اور اگلی جاہلیت کی سی زینت مت دکھاتی پھرو۔ (الاحزاب: ۳۳)

اللہ نے پہلی جیسی جاہلیت کی طرح بن سنور کر نکلنے سے منع فرمایا، اور آج بھی بعض شہروں میں عورتیں اس قسم کی جہالت برتتی ہیں، اور اپنے جسم کے ان حصوں کا ننگا مظاہرہ کرتی ہیں، جن سے شہوت تیز ہوتی ہے، چنانچہ وہ اپنے ہاتھوں کو مونڈھے اور بغل تک کھولے ہوتی ہیں، ان کے دونوں پیر نصف پنڈلی تک ننگے ہوتے ہیں، اور وہ سر چہرہ اور گردن کھولے ہوئے اوڑھنی کے بغیر ننگی گھومتی ہیں، جاہلیت اولیٰ کا تبرج یہی ہے، جو مسلم خواتین کے اندر قطعی غیر معروف ہونا چاہیے بلکہ عرب مشرک عورتیں شرک کے باوجود اس قسم کی حرکت نہیں کرتی تھیں، بلکہ یہ عیسائی اور عجمیوں کی پوشاک ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں عجم کی عورتوں کو سینہ اور چہرہ کھولتے ہوئے دیکھتا ہوں، ایسی صورت میں میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی نگاہوں کو پھیر لو ــ!

موجودہ زمانے میں جبکہ بعض مسلمان عورتوں کا ایمان بھی کمزور ہو چکا ہے، انھوں نے فرنگی اور عجمی عورتوں سے بھی زیادہ برہنگی اور عریانیت کا مظاہرہ شروع کر دیا ہے، اور پہلی سی جاہلیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی ان کے قدم آگے بڑھ گئے ہیں، اور عورت کا دین جس قدر کمزور ہوگا، اور اس کے اخلاق جیسے جیسے بگڑیں گے، وہ فرنگی زدہ بنیں گی کیونکہ ان کی عقل اور ان کا دین کمزور ہے، اور وہ آبگینوں کی طرح ہیں اور آج ان کی آزمائش اس لئے بھی ہے کہ وہ ایسے سر پھرے، نوجوان کے پلے پڑ چکی ہیں، جو اپنی بیوی کی برہنگی اور بازاروں میں ان کے بے محابا پھرنے پر فخر کرتے ہیں جنھیں ان کے عیب دار کپڑوں پر کوئی جھجک نہیں ہوتی، اور ان عورتوں کو بھی شرم وحیا اور ذرہ برابر ڈر نہیں، اس پر مستزاد بسا اوقات یہ عورتیں اپنے ان ہوش ربا پوشاکوں میں اپنے بوائے فرینڈس سے ملنے جاتی ہیں، تاکہ ان کی نگاہوں کی پیاس بجھا سکیں، اور خود بھی انھیں جی بھر کر دیکھ سکیں، اور آپس کی بے جوڑ دوستی کے رشتوں کو استوار کرتی رہیں، اور اس طرح ایک دوسرے کو فتنہ اور آزمائش میں مبتلا رکھیں، ظاہر ہے برہنگی اور کمینہ پن کی یہ حد درجہ گری ہوئی صورت ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ بے حیائی اور غیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، اور اس قسم کا گرا ہوا عمل کسی ذلیل بے دین اور بے حیا سے ہی سرزد ہو سکتا ہے۔

من یھن یسھل الھوان علیه ؛ مالجرح بمیت ایلام

جو کوئی ذلیل ہوتا ہے ذلت اس پر آسان ہو جاتی ہے، آخر مردہ کو کوئی کتنا بھی زخمی کرے اسے درد کا احساس کہاں ہوگا۔؟

پردہ داری اور عزت وعصمت کا تحفظ آبرومندی اور پاکدامنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جیسے "خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مسیحیوں نے مسلمانوں سے حسد اور ان سے ذاتی بغض وعناد کی بنا پر یہ الزام رکھا کہ وہ اپنی بیویوں کو بند رکھتے ہیں، اور اس کے بعد انھوں نے بلیو فلموں کے ذریعہ عریانیت اور فحاشی کا وہ غلیظ پروپیگنڈہ کیا، جو آج عوام کے گھروں میں نہ صرف دستک دے رہا ہے بلکہ شب خون مارنے کے درپے ہے اس کی وجہ سے نہ صرف نسوانیت سربازار رسوا ہے، بلکہ اس کی وجہ سے ایمان اور عقیدہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزور ہوتا جاتا ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ پروپیگنڈہ سننے میں جتنا زہریلا ہے۔ آنکھوں سے اس کا زہر نہ جھلنے کتنا گنا زیادہ ہوگا۔

ان الرجال الناظرين الى النساء مثل السباع تطوف باللحمان

جو مرد عورتوں کو گھورتے رہتے ہیں، ان کی حیثیت ان مردار خور درندوں کی ہے جو گوشت کے گرد منڈلاتے ہوتے ہیں۔

ان لم تصن تلك اللحوم اسودها اكلت بلا عوض ولا اثمان

ان درندوں سے اگر ان گوشتوں کو بچایا نہیں گیا تو وہ یوں ہی کسی عوض معاوضہ کے بغیر انھیں ہڑپ کریں گے۔

پھر فرمایا:-

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا

(الاحزاب، ۳۲، ۳۴)

اور نماز کی پابندی کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہیں ... اور جو حکمت کی باتیں اور اللہ کی آیتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں، ان کا تذکرہ کرتی رہیں، بیشک اللہ تعالےٰ نہایت نکتہ داں اور بڑا باخبر ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر کی ازواج مطہرات، اور عام مومنوں کی بیویوں کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ نمازوں کی پابندی کریں، یعنی وقت پر نماز ادا کریں، ٹھہر ٹھہر کر سکون سے پڑھیں، اور رکوع سجدے اور پوری نماز میں خشوع و خضوع کا لحاظ رکھیں، کیونکہ خشوع و خضوع نماز کی روح اور اس کی جان ہے، پھر نماز ایسی عبادت ہے جس کی زبردست تاکید وارد ہے، اور اس کے ذریعہ بچوں اور بچیوں کو تربیت میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ نماز دینداری کا ستون اور امانت داری کی جڑ بنیاد ہے، اس کے ذریعہ فضائل تک رہنمائی حاصل ہوتی ہے، ناپسندیدہ خصلتوں اور کمینی عادتوں سے گریز نصیب ہوتا ہے، دل میں اللہ کی محبت جاگزیں ہوتی ہے، اس کا تقرب اور بندگی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کے اندر اسلام کا کوئی اثر یا دینداری کا کوئی حصہ نہیں، جو عورت اپنے شوہر کی نماز کے لئے دعوت دیئے جانے پر اسے ٹھکرائے، اور نماز نہ پڑھنے پر اصرار کرے، مرد کو ایسی بیوی کو چھوڑ دینا واجب ہے، کیونکہ نماز چھوڑ دینا کفر کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنة: ۱۰)	اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو۔
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (الممتحنة: ۱۰)	نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔

پھر فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ (الاحزاب: ۳۴)	اور تمہارے گھروں میں جو آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں) انھیں یاد رکھو۔

یہ اور اس سے پیشتر کی آیت بطور خاص ازواج مطہرات کی بابت نازل ہوئی، لیکن معنوی طور پر اس کے مخاطب جملہ مسلم خواتین ہیں، کیونکہ جملہ اشباہ و نظائر کی طرح قرآن پاک کی آیات کے لئے مقررہ پس منظر کی بجائے اس کے عموم الفاظ کا زیادہ اعتبار رہے۔

یہ آیت اس کا قوی تر ثبوت ہے کہ خواتین کو کتاب و سنت کی تعلیم سے آراستہ کرنا چاہیئے، اور دیگر تمام شرعی تعلیم سے ان کا آراستہ ہونا ضروری ہے، جیسے مردوں کے لئے یہ ضروری ہے اور اس لئے بھی کہ صحیح اور مفید علم سے نہ صرف اخلاق و عادات میں انقلاب آتا ہے، بلکہ شرافت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کمال کو بھی عروج نصیب ہوتا ہے ۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ	اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے، جو تم میں سے ایمان لائے اور جو علم والے ہیں ۔

(المجادلۃ : ۱۱)

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو تحریر سے ممانعت وارد ہے، تو اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ایک تہمت ہے، جس کے الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ اس طرح منقول ہیں کہ

"انھیں کمروں (بالاخانوں) میں مت رکھو، اور انھیں تحریر اور کتابت مت سکھاؤ ۔ بلکہ انھیں سوت کاتنا اور سورۂ نور پڑھنا سکھاؤ"

یہ کوئی صحیح حدیث نہیں، اور علماء نے تحقیق کرکے اسے باطل قرار دیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ایک الزام ہے، لہٰذا اس سے استدلال کسی صورت درست نہیں ہے ۔ لہٰذا سچی بات یہی ہے کہ لکھنے پڑھنے اور مطالعہ کرنے میں مرد و عورت ہر دو کا حکم قطعی یکساں ہے، چنانچہ عورتوں کو دینی، اخلاقی، اور حفظان صحت کی کتابیں دیکھنی چاہئیں، اور خانہ داری، بچوں کی پرورش اور بنیادی تعلیمات وغیرہ پر لکھی گئی کتابوں کو پڑھنا چاہئے، اس کے علاوہ فنی کتابیں جیسے صحیح عقائد، تفسیر، سیرت و سوانح، تاریخ، اور حدیث و فقہ کی کتابیں بھی پڑھتے رہنا چاہئے، کیونکہ یہ سب ان کے حق میں بہتر ہے، جن کی وجہ سے وہ جہالت کی تنگنائے سے نکل سکیں گی، اور یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ باتوں کی تحسین میں کوئی دانشور اعتراض نہیں کرسکتا، البتہ پردہ داری اور وقار کا التزام کرنا چاہیئے، اور اجنبی مردوں سے اختلاط سے بہر صورت بچنا چاہیئے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ اصحاب کرام اور تابعین عظام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی بیویاں مختلف علم وفن سے بخوبی آگاہ تھیں، چنانچہ ان میں کوئی محدثہ تھیں، کوئی فقہ سے آشنا تھیں۔ اور انھوں نے دریائے علم وفن کی جس طرح شناوری کی، اور اس سلسلے میں علماء نے جس قدر کتابیں لکھیں ان مختصر اوراق میں ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اور مشاہدہ اس حقیقت کا بخوبی شاہد ہے کہ شام اور عراق کے شہروں میں جو مخطوطات بکثرت پائے جاتے ہیں، ان میں بڑی تعداد ایسی ہے جو انھیں خواتین اسلام کے زور قلم کا نتیجہ ہے، اور جو خواتین اپنے فن میں یکتائے زمانہ اور بے مثال تھیں، ذیل میں ہم ان میں سے ایک کا ذکر جمیل پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں:۔

منجملہ ان خواتین میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرفہرست ہیں،

جن سے اجلہ صحابہ، پس پردہ ہوکر آیات وروایات کے اشکال رفع کراتے تھے حلال وحرام اور جملہ احکام کی بابت استفسار کرتے تھے۔ بیشتر صحابہ کرام کے فیصلوں پر آپ ناقدانہ اظہار فرماتی تھیں، اور آپ منجملہ ان سات اجلۂ صحابہ وصحابیات میں سے ہیں، جن سے سب سے زیادہ روایتیں منقول ہیں۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ۔ یہ اصحاب کرام مکثرین حدیث اس لئے قرار پائے کہ ان سے ایک ہزار سے زائد روایتیں منقول ہیں، اور زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس وصف سے بخوبی متصف تھیں اس پر مستزاد آپ کے اندر بلاغت، کمال، اور حفظ کے اوصاف بھی کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ٹکڑا منقول ہے، اور ابواسامہ اس کو حضرت ہشام بن عروہ سے اور وہ اس کو اپنے والد سے اور وہ اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

: إِنَّهُ لَمَّا أَلْقَى الدِّيْنُ بِجِرَانِهِ، وَرَسَتْ أَوْتَادُهُ، وَدَخَلَ النَّاسُ فِيْهِ أَفْوَاجًا ..... وَقَدْ نَظَمَ لَكُمْ أَمْرَكُمْ، أَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ انتهىٰ ۔

" جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہوگئیں، اس کے قدم جم گئے، اور لوگ فوج در فوج دائرۂ اسلام میں آنے لگے اور مختلف ٹکڑیوں اور جماعتوں سے نکل کر اس شرف سے مشرف ہونے لگے، تب..... اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس چیز کو منتخب فرمایا، جو اس کے پاس ہے، پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، تو شیطان نے اپنا جال اور پھندہ پھیلایا اس کے چیلوں نے بھی یہ یقین کر لیا کہ ان کی دلی مرادیں بر آئیں گی، اور وہ وقت آپہونچا جس کے وہ منتظر تھے، حالانکہ میں اور صدیق اکبر ان کے سامنے ہی موجود تھے، بالآخر انھوں نے آستین چڑھالی، کمر کو کس لیا، اپنے ہم خیال ساتھیوں کو اکٹھا، اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لائے، اور اپنی مساعی حسنہ سے اسلام کی سابقہ چمک دمک کو لوٹا دیا، اس کی پراگندگی اور انتشار کو رفع کیا، کجی اور ٹیڑھ کے بجائے اسے آراستہ پیراستہ کیا، بالخصوص ارتداد اور نفاق پر کاری ضرب لگائی، دین کو ورطہ ہلاکت سے نکال کر اسے بلند و بالا کیا، پھر جب انھوں نے حق کو حقداروں تک پہونچا دیا، اور ہر چیز کو اس کے صحیح ٹھکانے پر بٹھا دیا، اور خون کو اس کی ٹھیک رگوں میں پہونچا دیا، تو ان کا وقت موعود آپہونچا لیکن انھوں نے اپنے بعد پیدا ہونے والے خلا کو ایسی ہستی سے پر کیا جو شفقت و مہربانی میں ان کی نظیر تھے۔ سیرت و اخلاق و کرم گستری میں انھیں کے بھائی تھے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی، اس ماں کی تمام خوبیاں بس اللہ کے لئے ہیں جنھوں نے انھیں اپنے شکم میں اٹھائے رکھا، پھر انھیں دودھ پلایا، وہ یگانہ روزگار تھے، انھوں نے کفر کا منہ بگاڑ دیا، شرک اور بت پرستی کو دیش سے نکالا، انھوں نے کائنات ارضی کی کایا پلٹ دی، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین نے اپنا سب کچھ اگل دیا، اور اپنے تمام تر پوشیدہ خزانوں کو نکال باہر کیا، کائنات ہستی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر فریفتہ تھی، اور وہ ان سے گریز کرتے تھے، وہ ان کی گرویدہ تھی، اور یہ اس سے کنارہ کش تھے، پھر انھوں نے اس سے پرہیز کیا، اور اس طرح اسے چھوڑ دیا، جیسے کبھی ان کا اس سے ساتھ بھی نہ تھا، پھر مجھے بتاؤ، تمہیں کس بات پر شک ہے، اور میرے باپ کے کس دن کا تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہو، کیا ان کی تقرری کے دن، جب انھوں نے انصاف سے کام لیا، یا جس دن انھوں نے اس دنیا کو خیرباد کہا، حالانکہ انھوں نے تمہارے جملہ امور کو منظم اور آراستہ کر دیا تھا، میں تم سے یہ بات کہتی ہوں، اور اپنے اور تمہارے لئے بس اللہ سے مغفرت کی طلب گار ہوں" تمام شد!

(تاریخ بن عساکر، بروایت جعفر بن عون عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

آپ کی گرم گفتار کا یہ ہلکا سا نمونہ ہے، جس سے خواتین صحابیات کی وسعت معلومات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، ان کی اصابت رائے اور فصاحت و بلاغت الم نشرح ہوتی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ معانی اور بیان کے گوہر آبدار آپ کی دم گفتار میں جس طرح پیوست تھے، اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھیں مفید علوم اور عمل کے ساتھ ان کی تعلیم پر کس قدر دسترس حاصل تھی۔

دوسری طرف ان کی علمی برکتوں کا اثر خود ان کے اخلاق اور حسن آداب پر بھی نمایاں تھا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جس قدر علم اور تعلیم میں اصلاح اور انقلاب آئے گا، عمل آراستہ پیراستہ ہوگا، اور جب علم اور تعلیم میں بگاڑ آئے گا، تو عمل میں بھی خرابی آئے گی اور عمل کے اندر بگاڑ آنے کی وجہ سے نتائج لامحالہ بگڑیں گے، کیونکہ بعض علم وہ ہے جس کے ڈانڈے جہالت سے جا ملتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے بھی پناہ مانگی ہے، جو مفید نہ ہو، اور پناہ ہمیشہ شر سے مانگی جاتی ہے لہٰذا جو علم مفید نہ ہو، وہ جہالت کی اسی ضمن میں داخل ہے۔

آخر یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ آج عورتیں رقص و سرود، اور فحش اداکاری سیکھتی ہیں جو تمام تر جھوٹ کا پلندہ ہوتی ہیں، ساتھ ہی جانداروں کی تصویریں بناتی ہیں، پھر یہ بدترین تعلیم اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلومات انھیں تن تنہا سفر پر آمادہ کرتی ہیں، جن کی وجہ سے وہ اپنے گھر سے بے پردہ نکل کھڑی ہوتی ہیں، اور فسق وفجور کے اڈوں، لہو ولعب اور سینما گھروں کا چکر لگاتی ہیں، اور نماز کے فرائض وواجبات کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ افسوس آج بچوں اور بچیوں کی تعلیم کی معراج یہی کچھ بن چکی ہے۔

صحیح تعلیم یہ ہے کہ نشو ونما اور تربیت ٹھیک ٹھیک ہو، اور یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ دینی اخلاق وآداب اس طرح استوار ہوں کہ خواتین صالحہ اور پاکباز ہوں، دینی علوم کی جویا اور اس کی متلاشی ہوں، پھر تعلیم نسواں کی بنیادی غرض، ان کی اپنی اصلاح اور اخلاق وعادات کا اس حد تک سنوار لینا ہے جس سے وہ فرائض اور فضیلتوں کو یکجا کر سکیں، نکمی خصلتوں اور بری عادتوں سے بچ سکیں، اور اگر ایسا ہوا تو یہ خواتین مردوں سے کہیں زیادہ دین واخلاق اور نیکی اور خیر کی تعلیم میں پیش پیش ہونگی۔ اور ان کے اندر انقیاد، اور اطاعت وفرمانبرداری کا کامل جذبہ ہوگا، اور ان اوصاف کی حامل خواتین ان اساتذہ اور معلمات کے لئے بہتر تحفہ ہوں گی۔ جو ان خام جوہر کو گوہر شب چراغ بنانے کے لئے انھیں حق وہدایت کی راہ دکھائیں گے،

اسلامی تعلیمات بالخصوص شعبہ نسواں کے لئے راحت اور سعادت کی ضامن ہے، اس کی وجہ سے تمام مسلم گھرانوں اور خانوادوں میں ایک نئی بہار آئے گی، کیونکہ دین اسلام انھیں پردہ داری اور پاکدامنی کی تعلیم دے گا، کھانے اور پہننے اور اوڑھنے میں انھیں انکساری کی تعلیم دیگا، اور انتہاپسندی اور فضول خرچی سے بچائے گا، جو یکسر بے ضرورت ہوتی ہیں۔ دوسری طرف یہی دین انھیں نکاح کی منزل میں درمیانہ روی کی تلقین کرے گا اور مہر کے اندر فضول خرچی سے بچائیگا اور انھیں فہمائش کرے گا کہ

جب تم سے ایسا کوئی شادی کی درخواست کرے، جس کی دینداری
اور اخلاق سے تم مطمئن ہو، تو اس کا نکاح کرادو اور اگر تم نے ایسا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو اس سے فتنہ اور زمین کے اندر سخت فساد برپا ہوگا ۔

(ترمذی بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

اسلام اخراجات کے اندر حسن تدبیر کے ساتھ میانہ روی کی تلقین کرتا ہے، اور اسراف اور فضول خرچی سے منع کرتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ بہتی ندی پر بھی بیٹھا ہو، تو اسے بے جا استعمال سے باز رکھتا ہے ۔ اسی کے ساتھ ساتھ قرابتداروں اور پڑوسیوں کے ساتھ محبت کرنے اور عام لوگوں سے امن و آشتی کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کرتا ہے، سلام اور حسن کلام کو عام کرنے کی تاکید کرتا ہے اور لعن طعن اور گالی گلوچ سے سختی کے ساتھ باز رکھتا ہے، اور ماؤں کی اصلاح سے ہی یہ انقلاب اس لئے آئے گا کہ مائیں اولاد کے لئے خوبی اور خرابی ہر دو صورتوں میں درس گاہ کی حیثیت رکھتی ہیں، اگر مائیں بدزبان ہونگی، تو ان کی اولاد بھی یہی کچھ سیکھے گی ۔ اور آپس میں لعنت ملامت کریں گی، اور اگر وہ خود پاک طینت ہونگی تو اپنی اولاد کو جسم اور کپڑوں کی صفائی اور گھر بار کی ستھرائی کی تعلیم دیں گی اور صاف صفائی کی اہمیت اس درجہ ہے کہ یہ ایمان کی جڑ اور جسمانی صحت کی بنیاد ہے ۔

عورت کتنی سگھڑ اور باسلیقہ ہے اس کا اندازہ دیکھنے والوں کو ان کی جسمانی، خانگی اور بال بچوں کی صفائی سے ازخود ہو جاتا ہے، کسی خاتون کی لائق ستائش حالت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ شمع خانہ بنی رہے، اپنے کام سے کام رکھے، جیسے سینا پرونا، اور امور زنانہ داری اور بچوں کی نگہداشت سے اس کو واقفیت ہو۔ گھر کے باہر اس قدر آمد و رفت نہ رکھتی ہو، کیونکہ عورت کا گھر کے اندر رہنا لائق فضیلت ہے، اور اس کا باہر آمد و رفت رکھنا قابل مذمت ہے نیز اسے شوہر کے حقوق ادا کرنے کے لئے پابند کیا جائے گا، تاکہ اس کے ساتھ حسن صحبت اور نیک معاشرت رکھے، دستور کے مطابق اس کی اطاعت کرے، اور ایسے بے جا مطالبات اسکے گلے میں نہ ٹھونسے جس کی تکمیل اس کے لئے دشوار ہو، اور گھر میں کسی ایسے فرد کو بھی نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے دے جس کو اس کا شوہر ناپسند کرتا ہو۔ اسی کے ساتھ ساتھ غیر محرم کو بھی تخلیہ میں نہ آنے دے۔

اسلامی تعلیمات اور دینی اخلاق کا یہ نچوڑ ہے جو خانگی اور خاندانی امور نیز بچوں اور بچیوں کی تربیت کے میدان میں عورتوں کو چاق و چوبند بناتے ہیں اور ان کی زندگی اور آخرت، باسعادت ہوتی ہے۔ نیز ان امتیازی اوصاف اور مفید تر تجاویز سے آگاہ بھی وہی خواتین ہوتی ہیں، جو عقل علم اور ادب و دین سے آراستہ پیراستہ ہوں۔

مسلمانوں کے اندر اخلاقی پسماندگی اور کردار کی پستی کی وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے بچوں کی تربیت اور ان کی دینی تعلیم کے اندر سستی سے کام لیا، جبکہ صرف اسی صورت خواتین شمع خانہ اور خاندان کی زینت بن سکتی ہیں۔

فرنگیت کی پیداوار اور بے پردگی کے رسیا وہ لوگ ہیں، جنھوں نے نمازوں کو گم کیا، خواہشات کے پیچھے پڑے، شریعت کی دیواروں کو زمین بوس کیا، دین کی حرمت و غیرت کو پامال کیا، اور غیر مسلموں کے طریقہ کو پوری شدت سے اپنا لیا، آج یہ کوتاہ اندیش اور نادان یہ سمجھتے ہیں کہ تمدن، تہذیب، ترقی اور پیش قدمی یہ ہے کہ اونچی اونچی حویلیوں میں رہا جائے، شراب و شباب گھٹی میں پلتی رہے۔ اور بے پردگی اور عریانیت میں یہود و نصاریٰ کے دوش بدوش زندگی گذاری جائے جن کے کردار و عمل پر جہالت نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ ذہنی غباوت اور پستی نے انھیں گھیر لیا ہے اور اللہ کے مقابل شیطان انھیں دھوکہ میں ڈالے رکھتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ انھوں نے گمراہی کا راستہ اپنا کر قعر ذلت میں خود کو گرا دیا، اور ناپسندیدہ اخلاق سے راضی ہوئے، جس نے انھیں جہالت اور کھلی گمراہی کا راستہ دکھایا، پست اخلاق، اور پست اخلاق والوں کی ہمنشینی کا انھیں گرویدہ بنایا، اب اگر ان کی سرشت اسی صورت برقرار رہی، اور خدا کی اطاعت اور بندگی کی طرف وہ لوٹ کر نہیں آئے تو وہ عیب کا نشانہ بنیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقد و جرح کے تیروں کا شکار بنیں گے، اور تاریخ ان کے ان سیاہ کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کرے گی، جن کی بنا پر انھوں نے اپنے اسلاف صالحین کی سیرت سے انحراف کیا، حالانکہ اسلاف صالحین کو انھیں تعلیمات، ان کے دین کے ساتھ تمسک، اور رب العالمین کی اطاعت نے عزت اور شرف سے نوازا تھا، اس لئے میں نہیں جانتا کہ امن اور آشتی کا حق دار کون ہے۔ کاش تمہیں اس کا اتنا بھی احساس ہوتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن اخلاق کی توفیق بخشے، کیونکہ اس کے سوا اس کی توفیق دینے والا کوئی اور نہیں ہے، نیز وہ ہماری برائیوں سے ہمیں باز رکھے، کہ وہی باز رکھنے والا ہے، نیز ہم اپنی اندرونی برائیوں اور نفس کی خباثت سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور شیطان کے وسوسوں سے بھی بس اس کی پناہ چاہتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے تمام اصحاب اور جملہ اہل خاندان پر رحمتوں کا نزول ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کے اخراجات میں میانہ روی

سہولت کو بروئے کار لانا اور عسرت سے بچنا

تمام تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، خدائے قوی و بزرگ و برتر کے علاوہ کسی کو طاقت اور قوت حاصل نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بادشاہ، اور مبین و برحق مالک ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آپ صادق و امین ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جملہ آل و اصحاب پر درود و سلام نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم-۲۱)

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے اندر سے تمہارے لئے ایسی بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے آپس میں محبت اور شفقت پیدا فرمائی اس کے اندر ان قوموں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر و نظر رکھتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر انھیں فرمایا کہ ہو جا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ ایک بے مثال، کامل الاعضاء انسان بن گئے، وہ اپنی ساخت پرداخت میں یکہ و تنہا تھے، چنانچہ پیدائش کے بعد ویرانوں میں مارے مارے پھرتے، اور تنہائی میں وحشت زدہ ہوتے تھے، کوئی پل انھیں قرار نہیں تھا، اور کیونکر ہو جب کہ ان کا کوئی گھر بار بھی نہیں تھا انھیں حرمان نصیبی کے ایام میں ایک دن وہ سو رہے تھے کہ بیدار ہونے کے بعد انھیں اپنے پہلو میں گوشت پوست کی ایک مخلوق بیٹھی ہوئی نظر آئی، یہ حوا (علیہا السلام) تھیں جو انھیں کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں، حوا کو پاکر آدم علیہ السلام کو زبردست سکون اور انس و محبت حاصل ہوئی، اور انھیں انسان اسی انس و محبت کی وجہ سے کہا گیا، کیونکہ انسان طبعی انس اور جذبہ محبت کی وجہ سے انسان کے نام سے موسوم ہوا۔

اس معجزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورت کی پیدائش بائیں پسلی سے ہوئی، اور سب سے ٹیڑھی یہی اوپر کی پسلی ہوتی ہے، اس کے اس ٹیڑھ کے باوجود چاہو تو تم اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہو، لیکن اگر تم نے اسے سیدھا کرنا چاہا تو اسے توڑ پھوڑ ڈالو گے، اور توڑ دینا، طلاق دیدینا ہے۔ (متفق علیہ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیث کا کلمہ یوں ہے، لہٰذا عورتوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرو۔)

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا (الروم ۲۱)	اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری اپنی ذات سے تمہارے لئے ایسی بیویاں پیدا کیں جن سے تم سکون حاصل کرتے ہو۔

عورت مرد کے لئے سکون کا باعث اور اس کے لئے بزرگی اور نعمت کا سبب ہے، جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انس ومحبت اور رشک وسرور حاصل ہوتا ہے، اسی کی خاطر وہ غم وآلام کو برداشت کرتا ہے، اور رشک وسرور حاصل کرتا ہے، اسی کی خاطر وہ غم وآلام کو برداشت کرتا ہے، اور اس کے ہوتے ہوئے وہ مخدوم وحکمراں اور زبردست آقا خود کو شمار کرتا ہے، اس لئے وہ آدمی بڑا مسکین ہے جو عورت کے بغیر جی رہا ہو۔

کنواروں اور بن بیاہوں کی زندگی مرنے اور جینے والوں سے بدتر زندگی ہے۔ دوسری طرف شوہر بھی بیوی کے لئے بزرگی اور نعمت کا باعث ہے جو اس کے ضعف وناتوانی کی حیثیت کو رفع کرتا ہے، اس کے تنہائی کے گوشوں کو خوش آگیں بناتا ہے۔ اور جس قدر اخراجات اور خرچ کی اس کو ضرورت پڑتی ہے، اس کے لئے کوشش کرکے اسے گھر کی ملکہ، کنبہ کی بانصیب خاتون، اور بچوں اور بچیوں کی ماں بناتا ہے۔

بے لوث مسرت یہ ہے کہ میاں بیوی میں محبت اور سیر چشمی کا دور دورہ ہو، کیونکہ باہمی محبت ہی ازدواجی مسرت کا خزانہ ہے جس سے ایک دوسرے کے روابط استوار ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی عزت کرتا ہے، اور دونوں میاں بیوی خوشی اور مسرت کی ملی جلی زندگی گذارتے ہیں۔ ذیل کی آیت کا یہی مفہوم ہے۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (الروم ۲۱) اور تمہارے درمیان آپس میں محبت اور شفقت پیدا فرمائی۔

لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کے اندر محبت تو ہوتی ہے، لیکن اس سے بڑھ کر شفیقانہ برتاؤ ان کے اندر نہیں ہوتا، جبکہ دوسری طرف بعض سنگدل بدمزاج خاوندوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت تو کرتے ہیں، لیکن بسا اوقات ان سے دشمنانہ برتاؤ بھی روا رکھتے ہیں، جیسے مار پیٹ، گالی گلوچ، لعن طعن، اور ان کے ماں باپ کو سخت سست کہنا وغیرہ، اور کبھی یہ شوہر اپنی بیوی سے سخت کٹھن کام لیتے ہیں، انھیں اخراجات اور خرچ کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذارہ بھی کم دیتے ہیں، اور انھیں اتنا بھی تنگ کرتے ہیں کہ وہ اپنے میکے سے خرچ وغیرہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں، کبھی یہ ناخلف شوہر ان کے علاوہ دوسری بیوی کر لیتے ہیں، اور پہلی سے اس طرح تعلق توڑ لیتے ہیں کہ انھیں اور ان کے بچوں تک کو خرچ کے لئے ایک پیسہ نہ دے کر انھیں اس طرح بیچ میں ٹنگی ہوئی بنا دیتے ہیں کہ نہ وہ ادھر کی ہوتی ہیں اور نہ ادھر کی، نہ وہ شوہر والی کہلا سکتی ہیں نہ ہی بن شوہروں والی بھی جا سکتی ہیں، ظاہر ہے اس قسم کے شوہر بدتر، اور شریر ترین افراد ہوتے ہیں، جن کی طبیعت میں بگاڑ ہوتا ہے، اور جن کے اخلاق وعادات اور عزت واکرام کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے۔

کبھی اس کے برعکس بعض شوہروں میں شفیقانہ برتاو اور عفو ودرگذر ہوتا ہے، لیکن انھیں اپنی بیویوں سے کوئی خاص محبت نہیں ہوتی ہے، چنانچہ بعض معززین اور اشراف کی سرشت بھی یہ ہوتی ہے کہ ان کی اہلیہ سے انھیں دلی لگاؤ نہیں ہوتا ہے، لیکن پھر بھی وہ ان کے ساتھ نرمی اور شائستگی کا برتاو کرتے ہیں، اور جس طرح روزی اور رزق میں لوگوں کے اندر تفاوت ہوتا ہے ان کے اخلاق وعادات میں بھی فرق ہوتا ہے، اس لئے افضل اخلاق سے بہتر کوئی عطیہ نہیں ہو سکتا۔

ہر انسان کے اندر کوئی نہ کوئی نقص ضرور ہوتا ہے، یوں ہی عورتوں کے اندر بھی خرابی ہوتی ہے، جیسے یا تو ان کے حسن وخوبصورتی میں خامی ہوتی ہے، یا ان کی ذہنی حالت میں فتور ہوتا ہے، یا تدبیر میں کمی ہوتی ہے، غرض کمال اور تمام ہر مرد یا عورت میں کم یا زیادہ ہوتا ہے البتہ معززین عزت اور شرافت کی زندگی بالضرور گذارتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے، اس لئے کہ اگر اس کی ایک عادت اسے ناگوار ہوگی تو دوسری عادت ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ ہوگی ، (مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

شریف باخلاق آدمی معمولی چیزوں سے چشم پوشی کرتا ہے، اور پوری پوری چیز کو وصول نہیں کرتا، اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت کو ناپسند سمجھتا ہے لیکن اس کی پیشانی اس کے لئے اور اس کے اہل وعیال اور بال بچوں کے لئے باسعادت ہوتی ہے، اور ان کے لئے شریف اولاد جنتی ہیں، اور ان کے لئے نفع بخش اور فخر ومباہات کا باعث ہوتی ہیں ۔

فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء، ۱۹) اور شاید تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور اللہ تمہارے لئے اس کے اندر بہت ساری چیز پیدا فرمائے ۔

بعض مرد کسی عورت کی محبت میں یا اس کے حسن وخوبصورتی کے ایسے دیوانے ہوتے ہیں کہ اپنے آل واولاد اپنی دنیا اور اپنا دین سب کچھ تباہ کر دیتے ہیں ۔

وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ (البقرۃ : ۲۱۶) اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو اور تمہارے لئے شر انگیز ہو ۔

جب کسی صالح خاتون سے کسی مرد کی نسبت طے ہو جائے اور وہ دین اور مرتبہ والی ہو، تو اس مرد کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسے فوری سعادت اور بڑی بزرگی نصیب ہوئی ہے ۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

> دنیا پونجی ہے اور بہترین پونجی نیک بیوی ہے، جس پر جب بھی نگاہ پڑے تو وہ اسے خوش کر دے، اور اگر حکم دے تو اس کی اطاعت کرے، اور اس کی نظروں سے اوجھل ہو تو اپنے آپ کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے ۔ (مسلم بہ مختصر روایت

حضرت عبداللہ بن عمر، الفاظ یہ ہیں : ۔ دنیا پوری کی پوری ایک پونجی ہے اور دنیا کی بہترین پونجی نیک بیوی ہے، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو بایں الفاظ نقل کیا ہے: تقویٰ الٰہی کے بعد بندہ مومن نے کسی اور چیز سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا ہوگا، جتنا نیک بیوی سے اس کو فائدہ پہونچتا ہے جسے جب وہ کوئی بات کا حکم دیتا ہے، اس کی تعمیل کرتی ہے، اسے دیکھتا ہے تو اسے مسرت ہوتی ہے، اور اگر اس کے خلاف قسم کھالے تو وہ اس کو پوری کر دے، اور اگر کہیں چلا جائے تو اس کی دولت اور اپنے آپ کی حفاظت کرے۔)

اس نعمت عظمیٰ کا شکر اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ ایسی بیوی کے ساتھ بہتر اخلاق سے پیش آئے، اور اس کے ساتھ ملنساری برتے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مومنوں میں کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں سب سے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی، ابن حبان، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ باسناد صحیح)

بالخصوص دین اور حسن واخلاق والی بیویاں ایسا خزانہ ہیں، جسے انسان اپنی زندگی میں اپنے گھر میں جمع کرتا ہے، کیونکہ وہ اس کی لڑکیوں اور اس کے اہل خانہ کی دین واخلاق کے لحاظ سے بہترین تربیت کرتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کسی خاتون سے نکاح چار خصلتوں کی بنا پر کیا جاتا ہے۔
اس کی دولت کی خاطر، اس کے حسن اور اس کے مرتبہ کی خاطر، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دین کی خاطر، اس لئے تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں،
تم تو بس دیندار دیکھ کر اس سے نکاح کرو۔ (متفق علیہ بروایت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

چونکہ شرعی نکاح سنت نبوی ہے اور نسل انسانی کی بقا کی صورت ہے۔ اس لئے دانشوروں کا فرض ہے کہ اس کے دروازوں کو ہمیشہ کھلا رکھیں اور اس کی راہیں ہموار کئے رہیں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نکاح کی راہ میں جو ظالمانہ مطالبات یا دباؤ درپیش ہوں، اسے سختی سے دور کیا جائے، کیونکہ نکاح کے خواستگاروں کے لئے یہ ایک تنگنائے اور سخت گھاٹی ہے، بالخصوص متوسط خاندان کے مسلمان بچوں کے لئے یہ ایک دشوار صورت ہے جس کی وجہ سے ان بچوں اور ان کی قرابت دار چچازاد بہنوں یا بستی والوں کے رشتہ میں کوئی دشواری نہ ہو، اس لئے ایسی انجمن اور ادارے بالضرور قائم کئے جائیں، جن سے ان کے لئے راہیں ہموار ہوں، اور تنگی اور حرج دور ہو، نیز اس کے علاوہ نکاح کی مشقت ختم ہو اس کی بھی صورت انھیں پیدا کرنی چاہیئے، جس کی بنا پر اسراف وفضول خرچی ختم ہو، اور بے تدبیری کی وجہ سے تحفہ تحائف اور لین دین کا رواج کم ہو، تاکہ میاں بیوی کے لئے خسارہ واقع نہ ہو، ورنہ عورت، ایک شریف ہستی ہے۔ نیلام کا سودا یا اس بازار کا کوئی مال نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے ذریعہ لوگوں کے درمیان ناہمواری کا خاتمہ ہونا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "بہتر نکاح وہ ہے جو نہایت آسان تر ہو۔ (ابو داؤد، بروایت عقبہ بن عامر باسناد حسن)

نیز فرمایا: "بہتر نکاح وہ ہے جو کم سے کم خرچ والا ہو" اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "عورتوں کی مہر کو گراں بہا نہ بناؤ، کیونکہ اگر مہر کی گرانی تمہارے لئے دنیا میں بزرگی اور کرامت کا باعث ہوتی اور اللہ کے نزدیک پرہیزگاری کا سبب ہوتی، تو خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مہر کی گرانی کو روا رکھتے کیونکہ آپ) تم میں سب سے زیادہ افضل ہستی تھے، لیکن آپ نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ یا کسی صاحبزادی کی مہر پانچ سو درہم سے زیادہ نہیں رکھی۔"

پانچ سو درہم کی یہ مقدار سو ریال سے قدرے کم ہے، اور اشراف مہر کی گرانی کو اپنے حق میں کوئی بہتر چیز خیال نہیں کرتے، بلکہ ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ نکاح کے خواہاں کو جوڑ کا منگیتر نصیب ہو، اور ان کے درمیان راحت اور رفاہیت کے روابط استوار ہوں، اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اسراف و فضول خرچی اور ایسی تمام صورتوں کے خلاف جنگ کریں جو میاں بیوی کے لئے مضرت رساں ہو۔

اور اگر کوئی ہم رتبہ اپنی بچی کا رشتہ کسی برابر والے کو پیش کرے، تو اسے اعراض نہیں کرنا چاہئے، جیسا کہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا چاہا، آپ نے معذرت چاہی، کیونکہ آپ کو نکاح کی رغبت نہیں تھی، پھر انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رشتہ چاہا، وہ خاموش رہے۔ اور اثبات یا نفی کسی طور سے جواب نہیں دیا، پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ چاہا، آپ نے انھیں قبول فرمالیا۔

آج یہ عام المیہ ہے کہ جانگسل مطالبات، اور ناقابل برداشت تکالیف نے کتنی ہی نوجوان کنواری دوشیزاؤں کو ان کے باپ کے گھروں کا ٹاٹ بنا رکھا ہے، جہاں ان کے شباب کو گھن سا لگتا جا رہا ہے، اور ان کی عمریں سال بہ سال بڑھتی اور چڑھتی جاتی ہیں، اور مجرمانہ رکاوٹیں اس کے سوا کچھ نہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی رشتہ آتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تاجر نہیں، دوسرے رشتہ کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے ہیں کہ یہ ہم پلہ اور جوڑ کا نہیں، تیسرے کو کہتے ہیں کہ وہ ہمیں کچھ زیادہ نہیں دے گا، اور اس طرح بار بار کے انکار کی وجہ سے ان کی لڑکی کی چمک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنگ ماند پڑجاتی ہے، گویا وہ لڑکی نہیں، نیلام کا کوئی سامان ہے، جس کی بولی بولی جاتی ہے، اور اگر وہ لڑکی ہی پر اس معاملہ کو منحصر کردیں تو بہت ممکن ہے کہ وہ مناسب رشتہ کو قبول کرلے اور کہہ دے کہ میری اور اس کی روزی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

جبکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	اور اپنوں میں سے بیواؤں سے نکاح کرو اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو نیک ہیں، ان سے اگر وہ تنگدست ہیں تو اللہ انھیں اپنے فضل سے دولت مند بنا سکتا ہے۔

(النور: ۳۲)

• ایامیٰ۔ وہ خواتین ہیں، جن کے شوہر نہیں، نیز ان مردوں کو بھی کہتے ہیں، جن کے بیویاں نہیں ہوتیں۔! اللہ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بے نکاحے مردوں اور عورتوں کو نکاح کرنے کے لئے آسانیاں بہم پہنچائیں، آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی منگنی کا خواہاں رشتہ چاہے تو اس کی بدحالی اور غربت کی بنا پر رشتہ کو منقطع مت کرو، کیونکہ ازدواج خود دولت مندی کا شاخسانہ ہے، جبکہ غربت عارضی چیز ہے اور بہت جلد زائل ہوجانے والی ہے، جبکہ کتنے ہی نادار، شادی کے بعد مالدار ہوجاتے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم سے کوئی ایسا نکاح کا خواہاں، رشتہ طلب کرے جس کی دینداری اور اخلاقی حالت سے تم مطمئن ہو تو اس رشتہ کو منظور کرلو، اور اگر تم نے اس کو قبول نہیں کیا تو پھر زمین پر زبردست فتنہ اور بہت بڑا فساد رونما ہوگا۔ (ترمذی بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ اپنے بیٹوں کو دوکان کا مال سمجھتے ہیں، چنانچہ اگر ان سے کوئی ان کی بیٹی یا بہن کا رشتہ طلب کرتا ہے تو وہ اسے چھری سے کاٹنا شروع کرتے ہیں تاکہ اس کا گوشت اور ہڈی کچھ بھی باقی نہ رکھیں۔ اور جب وہ اپنی اہلیہ کے پاس جائے تو ان کی حیثیت ہڈی کی ہو جس پر گوشت نہ ہو، یا جسم ہو جس کے اندر روح کا کہیں پتہ نہ ہو اور اس کی وجہ محض یہ ہو کہ نکاح کی وجہ سے وہ ناقابل برداشت قرض میں پڑکر رنج وغم میں مبتلا ہو جائے، حالانکہ ان نادانوں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اگر ان کا داماد خوش رہا تو ان کی بیٹی بھی خوش خوش رہے گی۔!

خرم و احتیاط اور حوصلہ مندی کی بات یہ ہے کہ دانشور سہولت اور آسانی پہنچانے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں کیونکہ راحت رسانی میں خیر و برکت مضمر ہے، لہٰذا آسانی کرو، اور دشواری سے پرہیز کرو۔ اور خدا گواہ ہے کہ ہمیں ان معزز افراد اور با اخلاق اشراف کا یہ طریقہ بہت پسندیدہ ہے، جو اپنے داماد کا ہاتھ تھام کر بڑے آرام سے اس کی بیوی کو اس کے حوالہ کر دیتے ہیں چنانچہ نہ صرف ہمارے دلوں میں ان کا احترام بڑھتا ہے، بلکہ لوگوں کے درمیان ان کی عزت و احترام میں اضافہ ہوتا ہے، اور ایسا ہی نکاح خیر و برکت کا باعث ہے، بنا بریں با اخلاق اور دیندار خواتین سے میری گذارش ہے کہ :-

جتنا ہو سکے وہ اپنے شوہروں کی ایسے وقت میں مدد کریں، جب انھیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے، نیز یہ بھی کہا گیا کہ تنگ دست آدمی کی اہلیہ اس کا ایک بازو ہے البتہ اس عورت کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند سے ایسا کوئی مطالبہ نہ کرے، جس سے وہ عاجز آجائے، مثلاً ضرورت سے زائد خرچ کا مطالبہ نہ کرے، قیمتی گھڑی، سونے کی مصنوعات یا راحت و آسائش کا ایسا سامان بھی طلب نہ کرے جو اس کی پہونچ سے باہر ہو، نیز بیوی کو چاہیئے کہ اپنے خاوند کے بستر سے الگ نہ رہے یا کسی زبردست فرمائش کا مطالبہ کر کے عدم فراہمی کی صورت میں اس کے گھر سے نہ نکل جائے، چنانچہ اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اپنے سے نیچے کو دیکھو ، اپنے سے بالاتر کو مت دیکھو کیونکہ
اس سے تم اپنے رب کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کروگے ،

(مسلم بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

ایک تنگ دست کی نادار بیوی کو چاہئے کہ کسی تاجر کی اہلیہ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے کیونکہ آدمی سخاوت اسی قدر چیز میں کرے گا جو اسے میسر ہو ، اور ہر برتن سے وہی کچھ گرتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے ، جبکہ تہی دست کسی کو کیا دے سکتا ہے ، لہٰذا اس کو صبر کرنا چاہیے کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے ۔ اور بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ تنگی کے بعد راحت پہونچا دے۔

نیز ہم ان سطروں میں ولیمہ یا شادی کی دعوت میں کم خرچ کی بھی تلقین کریں گے ، جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" بدترین کھانا وہ ہے جس کی طرف ایسوں کو بلایا جائے جو
اس کا انکار کرے اور جو آنا چاہے اسے روک دیا جائے "

لہٰذا اس سلسلے میں فراخ دستی سے بچتے ہوئے بقدر ضرورت پر اکتفا کرنا چاہئے تاکہ سنت پر عمل ہو سکے ، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

ولیمہ کرو ، خواہ ایک بکری ہی کا سہی ، (مسلم بروایت انس بن
مالک رضی اللہ عنہ)

" لو " کی بابت تقلیل اور تکثیر دونوں کی روایت وارد ہے ۔

باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور نبی آخر الزماں تھے ، لیکن آپ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ دو مد جو کے ساتھ کیا تھا ، جبکہ آج کا مسلمان ایک ایک ولیمہ پر کم و بیش ۴۰ / ۵۰ جانور ذبح کر دیتا ہے ۔ کبھی ایک نوخیز اونٹ ذبح کرتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ چاول اور پھل فروٹ مستزاد ہوتے ہیں۔ ایسی دعوتوں میں معززین بھی شرکت سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے گوشت اور چاول پڑا کا پڑا رہ جاتا ہے اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا جاتا ہے۔ یا جانوروں کی خوراک بنتا ہے۔ جبکہ بہتیرے غریبوں کے گھروں میں فاقہ کی نوبت آتی ہے۔ حالانکہ یہ دولت میاں بیوی کے حق میں محض ضائع ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا۔

و لم یحفظ مضاع المجد شی من الاشیاء کالمال المضاع

گم کردہ عزت، کسی چیز کی کیا حفاظت کرے گا، جیسے وہ دولت کی حفاظت نہیں کر سکتا،

مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا خرابی اور پریشانی نے بہتیرے نوجوانوں کو ہندوستانی مشرک عورتوں یا کمیونسٹ عورتوں سے شادی کے لئے مجبور کیا، جب کہ ان کے اندر نہ دین ہوتا ہے اور نہ اخلاق ہوتا ہے۔ نیز ان میں سے بہتیری عورتیں کھلم کھلا روزہ اور نماز نہیں پڑھتی ہیں اور جملہ اسلامی شعار کے ترک کا برملا اعلان کرتی ہیں۔

حالانکہ یہ بات مخفی نہیں کہ ان کا نکاح مسلم مردوں کے لئے حرام ہے۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (الممتحنة، ۱۰) — نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ انکے لئے حلال ہیں۔

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنة ۱۰) — اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو۔

نیز مسلمانوں کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ وہ اپنی بیٹی یا زیر سرپرستی کسی بچی کا نکاح کسی ملحد بے دین سے کرادے، جس کی بابت یہ معلوم ہو کہ وہ نماز نہیں پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے یا وہ ایسا شخص ہے جو برائیوں اور حرام کاموں کو کرنا حلال سمجھتا ہے، اور شراب بے خوفی سے پیتا ہے، ایسے افراد کے ساتھ بچیوں کو بیاہ دینا، ان کے دین، ان کے عقیدے، ان کی نسل اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود ان کی جان کو برباد کرنا ہے، بعض یہاں تک کہتے ہیں کہ جس نے اپنی بچی کا نکاح کسی بدکار سے کرا دیا، اس نے رحم کا رشتہ توڑ لیا، اور کسی مسلمان خاتون کا رشتہ کسی ایسے مرد سے کرا بھی دیا گیا، جو نماز روزہ ترک کر دینا مباح سمجھتا ہو، تو اس میں شک نہیں کہ ایسوں سے نکاح درست بھی نہیں ہوتا، اور شبہ زنا متصور ہوگا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (النور ۲۶)

خبیث عورتیں، خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں، اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔

لہٰذا تمہیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہئے، اپنے دین کو مضبوطی سے تھام کر فرائض خداوندی کی نگہداشت کرنی چاہئے اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے پردگی اور فرنگی تمدن کی مضرت

تعریفیں پھر تمام تر تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ پر آپ کی تمام آل و اصحاب پر اور آپ کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے تمام لوگوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد ! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

(التحریم ۶)

اے ایمان والو ! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں ۔ اس پر ایسے تند خو اور سخت فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم کی معصیت نہیں کرتے اور جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے وہ بس وہی کرتے ہیں ۔

بعض سلف صالحین کہتے ہیں :- جب تم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کے الفاظ سنو تو کان لگا کر سنو، کیونکہ اس لفظ کے ذریعہ یا تو کسی بھلائی کا حکم دیا جاتا ہے یا کسی برائی سے روکا جاتا ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ لوگ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچائیں اور آگ سے تحفظ کی صورت محض یہی ہے کہ بندے فرائض خداوندی کی تعمیل کریں اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچیں، اسی کے ساتھ ساتھ گھر والوں کو نیک باتوں کا حکم دیں اور شر سے روکیں، کوئی سرپرست اپنی اولاد کو حسن اخلاق سے آراستہ ہونے کی تعلیم سے زیادہ مفید تعلیم نہیں دے سکتا، ساتھ ہی انھیں صلاح و فلاح اور نماز اور پرہیزگاری کی تعلیم دے، اور حماقت، بگاڑ اور تباہ کاری سے انھیں بچائے، ایسے بھی ہر آدمی اپنے گھر بار اور اہل وعیال کا نگراں ہے، اور ان کی بابت اس سے پرسش ہوگی، عورت بھی اپنے گھر بار، اور آل و اولاد کی بابت جوابدہ ہوگی، کیونکہ وہ اس کی نگران کار ہے۔

جب ایک شخص اپنے گھر والوں کی بابت نگراں ہوگا، تو یہ اس کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ انھیں فرائض اور فضائل کی ادائیگی کی نگہداشت کرے، نکمی خصلتوں اور بری عادتوں سے انھیں بچائے، اور اپنے بچوں کا ہاتھ تھام کر انھیں نماز کے لئے مسجد کی طرف اپنے ساتھ لے جائے تاکہ نماز کی محبت ان کی گھٹی میں پڑ جائے اور فطرت کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ بچپن سے جس کی محبت دل میں گھر کرتی ہے، آخر تک وہ اس میں سرشار رہتا ہے، اور جب بچوں کا ہاتھ پکڑ کر انھیں مسجد لے جائیں گے، اور اس سلسلے میں ان پر محنت ہوگی تو نماز کی محبت بھی ان کے دلوں میں راسخ ہوگی جس سے وہ محبوب الٰہی ہونگے، اور بارگاہ خداوندی میں مقبول ہونگے، نیز اس سے ان کی آخرت اور دنیا درست ہوگی اور یہ بھی خدا کی راہ میں عظیم جہاد شمار ہوگا۔

ایک عورت کا یہ فرض ہے کہ اپنے بچوں کے اندر ستر پوشی اور پاکی وصفائی کی تعلیم دے، نیز نماز اور بندگی کے طریقے انھیں بتائے، اور عریانیت اور برہنگی کی مضرت انھیں بتائے، کیونکہ تربیت کا یہ بھی اہم فریضہ ہے۔

اللہ نے تمام انسانوں کو یکساں پیدا کیا، ان میں مسلم اور غیر مسلم بھی ہیں، فاسق و فاجر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پرہیز گار بھی ہیں، اور نیک اور بد بھی ہیں، اب اگر فاسق و فاجر کو فسق و فجور اور بے دینی کے لئے چھوڑ دیا گیا، اور لوگوں کے سامنے وہ اس قسم کی حرکتیں کرتا رہا، تو اس میں شک نہیں کہ سماج کے لئے یہ بڑی خرابی ہوگی، کیونکہ بری عادتیں اور نکمی خصلتیں بھی چھوت چھات کی طرح ایک سے دوسرے کے اندر منتقل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا

(الاسراء: ۱۶)

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس بستی کے عیش پسندوں کو حکم دیتے ہیں پس وہ اس کے اندر خوب خوب گناہ کرتے ہیں پس ان پر قول سچ ثابت ہو جاتا ہے اور ہم انھیں ملیا میٹ کر دیتے ہیں،

ہلاکت سے یہاں اخلاقی تباہی مراد ہے، کیونکہ جسمانی ہلاکت سے کہیں زیادہ اخلاقی تباہی مضرت رساں ہوتی ہے اور قوموں کی بقا حسن اخلاق پر موقوف ہے، اگر اخلاق اچھے ہوں تو قومیں برقرار رہتی ہیں، اور اگر اخلاق بگڑ جائیں تو قومیں بھی تباہ و برباد ہو جاتی ہیں، بالفاظ دیگر اگر لوگوں نے منکرات کو پھلنے پھولنے کے لئے چھوڑ دیا، اور ان پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ تو اس سے زمین میں بڑا زبردست بگاڑ آتا ہے اور بڑے بڑے فتنے رونما ہوتے ہیں، اور آخر میں عوام کی بڑی تعداد چھوت کی طرح پھیلنے والی برائیوں میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے، نیز اندھی تقلید بھی ان کے لئے سخت تباہ کن ہے جس سے لوگوں کے اندر برائی کا احساس بھی نکل جاتا ہے پھر لوگوں کو ان بستیوں سے عبرت پکڑنی چاہیے جہاں کل تک اسلامی حکومت تھی، لیکن آج وہاں بساط الٹ گئی اور وہاں کے رہنے والوں نے نماز روزہ کو خیرباد کہا اور طرح طرح کے فسق و فجور اور گناہوں میں پڑ گئے، فسق و فجور اور گناہوں کا برملا اظہار کیا، دیکھنا چاہئے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوا، اور ان کے اندر کس قدر نقص اور خرابی پیدا ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے اندر کس قدر کفر، اور بدکرداری عام ہوئی، اور اخلاق وعقائد تباہ و برباد ہوئے، یہاں تک کہ وہ جانوروں سڑکوں اور شاہراہوں میں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں، اور بھلائی کو بھلائی اور برائی کو برائی نہیں سمجھتے نہ ہی کسی برائی سے باز آتے ہیں، اور نہ حق اور ہدایت تک رسائی کی راہ پاتے ہیں۔

برائیوں کو بار بار نظر بھر کر دیکھنے سے برائی کا نہ صرف ارتکاب آسان ہو جاتا ہے، بلکہ بھلے برے کی تمیز تک اٹھ جاتی ہے، اور منکرات، معصیت اور بدی کا اس حد تک احساس نکل جاتا ہے کہ دل تمیز اور فرق تک نہیں کر پاتا، چنانچہ مقولہ مشہور ہے کہ جب حس زیادہ ہوتا ہے تو حس مردہ ہو جاتی ہے۔

اسی قسم کی ایک قباحت وہ ہے جو عورتوں کے اندر بکثرت پائی جاتی ہے چنانچہ یہ عورتیں بازاروں میں عریانیت کا مظاہرہ کرتی ہوئی گذرتی ہیں، ان کا سر اور سینہ کھلا ہوتا ہے، مونڈھے اور بغل تک ہاتھ ننگے ہوتے ہیں، پیر نصف پنڈلیوں تک عریاں ہوتے ہیں، اور سر بازار سب کی نگاہیں ان پر پڑتی ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ ان برائیوں کے بار بار نگاہوں کے سامنے آنے سے ان کی وحشت دل سے دور ہوتی ہے، اور یہ حد سے ناگوار چیز ان کے لئے بھلی معلوم ہوتی ہے اور بچپن سے بڑھاپے تک اس گناہ کی بابت زیاں اور برائی کا احساس تک دلوں کے اندر نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ چھوٹی بچیوں کو ابتدا سے ساتر لباس پہنانا چاہئے، تاکہ اس کی محبت دلوں کے اندر پروان پائے، اور بچپن سے جس کے اندر جس چیز کی محبت پیدا ہوتی ہے، آگے چل کر بھی اس کے اثرات ان کے اندر انگڑائیاں لیا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جس کی عمر تم میں دراز ہوگی، وہ بہت ساری تبدیلیاں[1] اور اختلافات دیکھے گا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے چنانچہ انھیں

[1] پوری روایت ابوداؤد، ترمذی میں موجود ہے نیز انھوں نے اسکو حدیث حسن کہا ہے، بروایت ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیشمار تبدیلیوں میں بیشتر وہ ہے جنھیں ہم موجودہ زمانے میں بالخصوص خواتین کے اندر دیکھتے ہیں کہ آج بیشتر عورتیں ہمارے ملکوں میں یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی نہایت خوش گوار اور دلنشیں زندگی گذارتیں ہیں، بچپن سے ہم انھیں دیکھتے ہیں کہ وہ ساتر اور ڈھیلے ڈھالے لباس پہنتے ہیں، جن سے ان کا سارا بدن ڈھک جاتا ہے، دوپٹے سے وہ اپنا سر اور گردن اور سینہ ڈھانکے ہوتی ہیں، اور یقین کرتی رہیں کہ یہ ستر پوشی ان کے دین کا اہم جز ہے اور نماز کی صحت کے لیے نہایت ضروری ہے، نیز ستر پوشی، شرافت اور فضیلت کا سرنامہ ہے، اور اس کی بزرگی اور عظمت کی علامت ہے اور ہمیں یقین ہے کہ آج اگر کوئی عورت اپنے بازوؤں کو مونڈھوں اور بغلوں تک ننگی رکھے، اور نصف پنڈلی تک پیروں کو عریاں رکھے، اور سر، سینہ، اور گردن کو ڈوپٹہ سے عریاں رکھ کر چلے تو گالی گلوچ کے بجائے وہ اس کو مار بیٹھیں اور ایسی خواتین کو فرومایہ اور پست تصور کریں، جن کے اندر دین اور اخلاق کا کوسوں پتہ نہ ہو، نیز اس لئے بھی کہ یہ ایک ناگوار اور فحش پوشاک ہے اور دینداروں ہی کی نہیں بلکہ دانشوروں کی عقلوں کو بھی اس قسم کا لباس دیکھ کر قے ہوتی ہے۔

موجودہ زمانے میں ایک مشکل یہ آن پڑی ہے کہ بیشتر مسلمان عورتیں غیر مسلم عورتوں جیسے انگریز، اور مسیحی یا عرب لیکن بے دین عورتوں سے محو اختلاط ہوتی ہیں، اور ان کے ذریعہ بہت ساری گندہ اور فرسودہ عادتیں سیکھ لیتی ہیں۔ یونہی عریانیت اور اہانت انگیز لباس کا استعمال سیکھتی ہیں جو سراسر کافر عورتوں کی پوشاک کے عین مطابق ہے۔ اور جو کوئی جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس کا شمار انھیں میں سے ہوتا ہے، اور افسوس کہ بیشتر گھرانوں میں عریانیت کا یہ مرض اندھی تقلید کے ساتھ چھوت چھات کی طرح بڑھتا جا رہا ہے اور یکساں طور پر بڑے اور چھوٹے ہر کوئی اس کے اندر مبتلا ہیں، اور اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ گھر کے ذمہ دار یہ سب دیکھتے ہیں اور اس کے اندر تبدیلی لانے کے بجائے اس پر خاموشی اختیار کئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ عریانیت اور بے پردگی کو ان بلیو فلموں کی وجہ سے بڑی مدد ملتی ہے جو کچی عقلوں کے لئے غذا اور روٹی کی حیثیت رکھتی ہیں، اور جس طرح شراب جسم کے اندر تباہی مچاتی ہے۔ یہ فلمیں الگ، عقلوں کو بگاڑتی ہیں، نیز کہا جاتا ہے کہ جب سن کر ان فلموں کی مغفرت عیاں ہوتی ہے تو ان کا دیکھنا کس قدر مغفرت رساں ہوگا۔

حالانکہ مذکورہ فلمیں محض فرضی افسانہ ہوتی ہیں، جو فضولیات اور بے ہودگی میں ملوث کرتی ہیں، اور نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کے اندر عشق اور ہوسناکی کے جھوٹے فسانوں کے بیج بوتی ہیں۔ اور برائی کی طرف ان کے رجحان کو تیز کرتی ہیں، بالخصوص خلوت میں رہنے والوں کا دل ان کی وجہ سے رنجیدہ اور افسردہ ہوتا ہے، اور غم واندوہ سا ہمیشہ طاری رہتا ہے، نیز جب اس قسم کا افسانوی تصور ذہن کے اندر تازہ ہوتا ہے تو دن سوتے اور راتیں جاگتے ہوئے گذرتی ہیں، ایسوں کو نیند کی لذت نہیں ملتی۔ جب کہ نیند کو اللہ تعالیٰ نے راحت اور آرام کا باعث بنایا ہے۔ اور صحت کا سبب قرار دیا ہے۔ جبکہ بے خوابی مرض کی علامت ہے، ایسے مبتلا نوخیز ذہنوں کے جو لوگ نگران کار ہیں انھیں ہم نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ان بچوں کو اخلاق فاضلہ اور بلند کردار کی تعلیم دیں، اور انھیں تاکید کریں کہ وہ گری ہوئی سفلی عادتوں سے بچیں، اور دینداری شرافت، اور امانت داری کو سیکھیں، ورنہ اگر ان کے اندر سے شرم کا مادہ نکل گیا، تو پھر انھیں اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔

معزز مسلم خواتین! اللہ نے تمہیں اسلام سے مشرف فرما کر جملہ خلائق پر تمہیں سربلند کیا، لیکن اس کی شرط یہی ہے کہ تم اپنے فرائض کو بحسن وخوبی انجام دو۔ پھر عورت اخلاق اور معتدل کردار سے پہچانی جاتی ہے، پوشاک اور حسن سے نہیں پہچانی جاتی اس لئے تمہیں چاہئے کہ عزت اور شرافت کا لباس زیب تن کرو، اور فضیلت و بزرگی کا لباس وہی ہے جو ساتر اور پردہ پوش ہو، جو حسن وخوبصورتی اور حیا اور وقار کا لباس ہے اور یہی پرہیزگاروں اور پاکباز کی پوشاک ہے اسلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں ایسی عورتوں کی فہرست سے خود کو قطعی الگ رکھنا چاہئے، جن کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وہ کپڑے پہنے ہونگی، لیکن پھر بھی ننگی ہونگی، خود بھی مردوں کیطرف اور مردوں کو بھی اپنی طرف مائل کریں گی، ایسی عورتیں جنت کی خوشبو نہیں پائیں گی، ——

پھر مسلم خواتین کو ان کا دین اور ان کی ستر پوشی سب سے زیادہ عزیز ہے، جبکہ غیر مسلم عورتیں عریانیت اور کفر کو سب کچھ سمجھتی ہیں۔

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (البقرة ۲۲۱)

اور یقیناً ایمان لانے والی باندی کسی شرک کرنے والی سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کتنی ہی کیوں نہ پسند آئے۔

اس منکر کی بابت کتاب اللہ میں سب سے زیادہ تنبیہ کی گئی، اور یہ حکم ہوا کہ

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (الاحزاب، ۵۹)

اے نبیؐ اپنی بیویوں، اپنی لڑکیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ وہ اپنی چادروں کو جھکائے رکھیں، یہ ان کے لئے اس سے قریب تر ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انھیں ستایا نہ جائے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت کو نہ ظاہر کریں، مگر وہی جو کھلا ہوا ہو، اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ (النور: ۳۱) پر ڈالے رکھیں۔

اللہ نے اپنے نبی کی عورتوں، بچیوں، اور ضمناً تمام مسلم خواتین کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی چادروں کو نیچے کی طرف جھکائے رکھیں، "جلباب" چادر کی طرح ایک کشادہ پیرھن ہوتا ہے، جس سے جسم اس طرح ڈھکا ہوتا ہے کہ کوئی حصہ کھلا نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا:

ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن — خمار یعنی ڈوپٹہ کی ہیئت کذائی یہ ہونی چاہئے کہ وہ ساتر اور اندر کی چیزیں، جیسے بال، سینہ، گردن اور اس پر پڑے ہار وغیرہ سب کو ڈھانکے رہے۔ نیز نماز کے اندر پردہ پوشی کی اور بھی تاکید وارد ہے، چنانچہ مسلم خواتین کو نماز کے اندر پردہ پوشی کی زیادہ تاکید وارد ہے خواہ وہ رات میں نماز پڑھیں، یا کسی تنگ تاریک کوٹھری میں پڑھیں، بہرصورت انھیں ایسا دبیز دوپٹہ استعمال کرنا چاہئے جو پردہ داری کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز دوپٹہ کے بغیر قبول نہیں کرتا"

(مسلم بروایت مصعب بن سعد، الفاظ یہ ہیں، پاکی کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی نماز کو قبول نہیں کرتا، اور کھوٹ آمیز خیرات کو قبول نہیں کرتا۔)

ایسا باریک دوپٹہ جس سے اندرونی حصہ مخفی نہ رہے جیسے بال گردن اور سینہ وغیرہ اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں، تاوقتیکہ اس کے اوپر کوئی کپڑا، یا ایسی چادر نہ استعمال کی جائے جو ساتر ہو۔

ایک دوسری آیت میں ہے

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ — اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں، اور پہلی سی جاہلیت کا مظاہرہ نہ کریں، اور نماز قائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب ۳۳) اور زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔

بخدا یہ ایک لطیف خطاب ہے، اور ادب سکھانے کا مہذب طریقہ ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے نبی کی ازواج اور جملہ مسلم خواتین کو گھروں میں رہنے کی تلقین کرتا ہے، کیونکہ شمع خانہ بننا عورت کے لئے قابل ستائش صورت ہے، تاکہ وہ گھریلو کام کاج جیسے سینے پرونے اور پکانے، ریندھنے میں اپنے اوقات کو صرف کرے، اور گھر کے باہر بلا ضرورت قدم نہ نکالے، اس لئے کہ جو عورت گھر سے کم نکلتی ہے وہ معزز اور پر وقار ہوتی ہے، اور ادھر ادھر پھرنے والی عورتیں ذلیل و خوار سمجھی جاتی ہیں اور عموماً ان پر تہمت اور بہتان عائد ہوتی ہے، اور اللہ رب العزت نے جنتی عورتوں کی ہیئت وہی کچھ بتائی جو مسلم خواتین کی ہوتی ہے چنانچہ انھیں پوشیدہ کئے گئے انڈوں سے، اور کہیں نیچی نگاہ والیوں جیسے وقیع الفاظ سے یاد کیا، اور کہیں خیمہ کے اندر فروکش رہنے والی کے الفاظ سے تعبیر کیا۔

پھر فرمایا:۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

جاہلیت اولیٰ کا یہ تبرج جس سے قرآن پاک نے منع فرمایا ہے، وہی ہے جس کے اندر آج بیشتر بڑے شہروں کی عورتیں مبتلا ہیں اور جو اپنے جسم کے فتنہ انگیز حصوں کو عریاں کرتی پھرتی ہیں، چنانچہ مونڈھوں اور بغلوں کو ننگی رکھتی ہیں، اور پیروں کو پنڈلی اور گھٹنے تک کھولے رکھتی ہیں، اور اوڑھنی کے بغیر سر کھلی گھومتی ہیں، یہی جاہلیت اولیٰ کا تبرج ہے جو مسلم خواتین کے لئے قطعی غیر معروف ہے، بلکہ یہ سچی اور عجمی خواتین کا شیوہ اور طریقہ ہے۔

لیکن افسوس کہ موجودہ دور میں عرب عورتوں نے بھی جاہلیت اولیٰ اور مسیحی عورتوں سے آگے بڑھ کر بے پردگی کو اپنانا شروع کر دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ عورتوں کے اندر جس قدر دین کمزور ہوگا، ان کے اخلاق میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بگاڑ آئے گا، اور وہ بے پردگی اور فرنگیت کو اپنانے میں آگے اور آگے بڑھیں گی، کیونکہ عورتیں دین اور عقل کے لحاظ سے کمزور تر ہیں، ان کی عقلیں آبگینوں کی طرح ہیں، اور کبھی یہ کم عقل عورتیں ایسے سر پھرے نوجوانوں کے سر بندھتی ہیں، جو اپنی بے پردہ اہلیہ کی بے پردگی پر فخر کرتے ہیں، اور عریاں اور فحش لباس انھیں پہنا کر بازاروں میں گشت کرانا اپنی شان سمجھتے ہیں، نیز کبھی اپنی بیویوں کو اجنبی مردوں کے جمگھٹ میں لے جاتے ہیں، تاکہ ہر دو فریق ایک دوسرے کو دعوت نظارہ دیں اور باہم دوستی کی پینگیں اس طرح بڑھیں کہ ہر دو فتنہ اور آزمائش میں پڑ کر اپنے آپ کو تباہ و برباد کر دیں، ظاہر ہے مذکورہ حرکتیں حد درجہ بے مروتی، اور بے غیرتی پر دلالت کرتی ہیں اور بے حیائی اور بے غیرتی کی علامت ہیں۔

من یھن یسھل الھوان علیه ما لجرح بمیت ایلام

جو کوئی ذلیل ہو، ذلت اس کے لئے آسان ہوتی ہے۔ کسی مردہ کو زخمی کرنے سے بھلا اسے درد کہاں ہوگا۔

نظر بازی شیطان کی حرص و ہوس کو تیز کرتی ہے اور عفت و عصمت کا تقاضا یہ ہے کہ نظر بازی کی مہلت نہ مل سکے، یہی نظر بازی وہ لعنت ہے جو خوابیدہ فتنوں کو جگاتی ہے حسرت اور افسوس کو بڑھاوا دیتی ہے، اور دلوں میں مشقت کے شعلے بھڑکاتی ہے۔

ان الرجال الناظرین الی النساء مثل السباع تطوف باللحمان

جو مرد عورتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں، ان کی حیثیت ایسے درندوں کی ہے جو گوشت کے گرد منڈلاتے ہیں

ان لم تصن تلك اللحوم اسودها اکلت بلاعوض و لا اثمان

اگر گوشت کو ان شیروں سے نہیں بچایا گیا، تو کسی عوض اور قیمت کے بغیر وہ ان کو ہڑپ کر لیں گے۔

فرنگیت کی یہ پیداوار اور بے پردگی اور عریانیت کے رسیا وہ ہیں جنھوں نے نمازوں کو ضائع کیا، خواہشات کے پیچھے پڑے، شریعت کی دیوار کو پھاڑ دیا، دین کی حرام کردہ چیز کا مذاق اڑایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غیر مسلموں کی راہوں کو اپنا لیا، یہ نادان اپنی ناقص عقل اور حقیر ہمت سے یہ سمجھتے ہیں کہ تمدن، کلچر، اور ترقی اور جدیدیت تمام تر شراب نوشی اور فرنگیوں کے ساتھ باہمی میل جول میں ہے، افسوس ان جاہلوں کی عقلوں پر جہالت اور نادانی کا پردہ پڑ چکا ہے اور شیطان نے انھیں دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے، خدا کی قسم یہ ضلالت اور ذلت کی راہوں میں پڑ چکے ہیں، اور ان ناپسندیدہ خصلتوں میں مست ہیں جو صراحۃ جہالت، پست اخلاقی، اور فاسقوں کی صحبت کا نتیجہ ہیں، اب اگر انھوں نے اپنی سیرت اور اخلاق کو نہیں بدلا، اطاعت خداوندی کو لوٹ کر نہیں اپنایا اور اسی سرشت پر باقی رہے تو اس میں شک نہیں کہ وہ ملامت کا ہدف بنیں گے، اور ہر کوئی انھیں تنقید کا نشانہ بنائے گا، اور تاریخ اس لحاظ سے انھیں ضرور یاد رکھے گی کہ انھوں نے بدکرداری کو اپنا کر سلف صالحین کی روش سے انحراف کیا، جب کہ ان لوگوں نے دین کو تھام کر عزت اور احترام کو حاصل کیا تھا، اور رب کی اطاعت ان کے لئے طرۂ امتیاز بھی اس لئے میں نہیں جانتا کہ امن اور آشتی کا مستحق کون ہو سکتا ہے کاش تمہیں اس کی سمجھ ہوتی۔

اس لئے ضروری ہے کہ تم خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرو، اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو، اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب پرست عورتوں کی انتہا عرب خواتین کی ابتدا ہے

مشاہدہ اور تجربہ ـــ جس سے حقائق کی بابت عبرت اور راست نصیحت حاصل ہوتی ہے، ـــ شاہد ہے کہ عورت کا اپنے گھر سے نکلنا گھر بار اور اہل وعیال کی بربادی ہے، اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان روابط یکسر منقطع ہوتے ہیں، اور ان کے اخلاق وکردار میں زبردست بگاڑ آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیحی دانشوروں نے اپنی نسل کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاقی بگاڑ پر اپنے سروں کو پیٹ لیا ہے، ان نئی نسلوں میں بگاڑ اس طرح رچ بس رہا ہے کہ مغرب کے ان ملکوں میں جب بچیوں کے عمریں کم وبیش سولہ اٹھارہ سال کی ہوتی ہے، تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہیں، ماں باپ بھی ایسی عمر میں لڑکیوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے روادار نہیں ہوتے، جب وہ برسرکار یا کام کے لائق ہوجاتی ہے، غرض اس عمر اور ان حالات میں لڑکی گھر سے نکل کر اپنے ہی جیسے کسی نوجوان کا ہاتھ تھام لیتی ہے، اور دونوں کسی گوشہ میں رہنے لگتے ہیں۔ اور کھانے کمانے میں لگ جاتے ہیں، اس طرح لڑکی ایک دو سال ایسے گذار دیتی ہے کہ خود اس کے گھر والے اس کی بابت کچھ نہیں پوچھتے، نہ وہ ان کو اپنی طرف سے کوئی اطلاع دیتی ہے، ادھر خود وہ اپنے مرد ساتھی سے قانونی نکاح بھی نہیں کرتی، اور اگر قانونی نکاح بھی کرتی ہے تو حاملہ ہونا پسند نہیں کرتی، اس لئے کہ حمل کی وجہ سے اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ کھا کما نہیں سکتی، یوں ہی اس کا مرد ساتھی بھی نہیں چاہتا کہ ماں اور اس کے بچوں کی کفالت اور نگہداشت اسے کرنی پڑے، بہرصورت زناکاری ان کی لذتیت کا سبب ہوتا ہے، اور قانونی نکاح سے وہ محض اخراجات سے بچنے کے لئے گریز کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بیٹے کے کوئی بیٹا، اور بیٹی کو کوئی اولاد نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کا قرابت کا تعلق ایک دوسرے سے منقطع ہے، پھر ان بچوں کی پرورش کے بجائے وہ کتے بلی پالتے ہیں، تاکہ انھیں تسلی حاصل ہو، جبکہ ان کی بیویاں ان جانوروں سے دوسری دلچسپیاں بھی رکھتی ہیں، اور پھر ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی دلچسپی تعلیم اور تعلیمی اداروں سے منقطع ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایسے ہنر سے بھی کٹ کر رہ جاتے ہیں، جن سے انھیں روزگار میسر آئے، دولت مندی اور ترقی انھیں نصیب ہو، اور پھر بالآخر ان کی دولت کم ہوتی جاتی ہے، ان کی نسلیں منقطع ہو جاتی ہیں، اور ان کی صنعت و حرفت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

یہ پر فریب حالات نام نہاد آزادی، اور پر شور تمدن کی انتہا ہیں، جن پر آج مغرب اور یورپ کو ناز ہے اور یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ آج یورپ تمدن کو زنا نہیں سمجھتا، بلکہ اسے بقول ان کے ایسی آزادی کی انتہا سمجھا جاتا ہے جس کا فائدہ لڑکیاں دونوں ہاتھوں سے اٹھانا چاہتی ہیں، البتہ اس آزادی میں خلل ان کے نزدیک تب ہی آتا ہے جبکہ کسی عورت سے بالجبر زنا کیا جائے، یا شوہر کے بستر پر اس سے زنا کیا جائے، حالانکہ یہ وہ بھی جانتے ہیں کہ خود ان کی شریعت میں بھی زنا حرام ہے یہاں ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ سارا یورپ اس کے اندر ملوث ہے بلکہ ان میں سے اکثر کا یہی حال ہے، اور یہ ایک ہمہ گیر علت ہے جس کے اندر وہ مبتلا ہیں، ورنہ ان میں بعض گھرانے وہ ہیں، جو عفت اور پاکدامنی سے متصف ہیں، اور گھر بار کی نگہداشت اور بچوں کی تربیت بہتر طریقے سے انجام دیتے ہیں اور شوہر کے حقوق کی رعایت اور ان کا احترام کرتے ہیں، لیکن ایسے افراد کم ہیں، یہی وجہ ہے کہ بیشتر یورپین اہل قلم اور دانشور مرد عورتیں، ان عورتوں پر سخت تنقیدیں کرتی ہیں جو اپنے اخلاق کو تباہ کرتی ہیں، یا اپنی بچیوں کی تربیت اور نگہداشت نہیں کرتی ہیں۔

کوئی عورت حقیقی کمال تک اسی وقت رسائی حاصل کر سکتی ہے جبکہ وہ اسلامی تربیت کی حامل ہو، جس کے ذریعہ فرائض اور فضائل کی محبت دلوں میں راسخ ہو جائے، اور نکمی خصلتوں اور بری عادتوں سے احتراز ممکن ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب کا ایک ہمہ گیر مرض وہ شرمناک رواج ہے جو ان دنوں وہاں کوئی معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا، وہ یہ ہے کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کا خواہاں ہوتا ہے اور حقیقی یا مصنوعی طور پر وہ اس کی محبت کا دم بھرتا ہے، تو دونوں تجربہ کے لئے ایک عرصہ تک ایک دوسرے کے ساتھ رہنے لگتے ہیں، اور یہ دوستی کسی ایک عمل تک محدود نہیں رہتی، بلکہ ہر کام میں وہ شریک ہوتے ہیں، یہاں تک کہ خلوت اور جلوت میں ہر اپنے اور پرائے کے سامنے وہ بالکل ساتھ ساتھ زندگی گذارتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ بالکل ایک ساتھ اسی طرح سوتے بھی ہیں جیسے نکاح کے بعد میاں بیوی شب بسری کرتے ہیں۔

اس پر مستزاد مرد عورت کو طرح طرح سے دھوکہ اور اندھیرے میں رکھتا ہے، مثلاً ابتدا میں حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے، کبھی اس کو باور کراتا ہے کہ فلاں بینک میں اس کا اس قدر سرمایہ جمع ہے، حالانکہ یہ محض فریب ہوتا ہے اور اس طرح سال دو سال تجربہ کے طور پر شادی سے پہلے شادی کی یہ ریہرسل چلتی ہے، اور پھر جب لڑکی اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے اس کی جھوٹی محبت میں گرفتار ہوتی ہے، اور اس کے جھوٹے وعدوں اور پر فریب خوابوں پر وہ ریجھتی اور فریفتہ ہونے لگتی ہے، تو یک بیک نوجوان وہاں سے نو دو گیارہ ہو کر کسی اور لڑکی کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کی کوشش کرتا ہے، اور کارِ جہاں دراز کی طرح، یہ سلسلہ بھی ایک کے بعد دوسری اور تیسری کے ساتھ دراز ہوتا ہے، اور پھر چونکہ نکاح کے بغیر نکاح کی لذتیں انھیں حاصل ہوتی ہیں، اس لئے حقیقی نکاح اور اس کی ذمہ داریوں سے گریز کے لئے وہ فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں، اور قانونی نکاح سے بہرصورت دور ہی رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد عورتوں پر حاکم ہیں!

شرعی اور قانونی نکاح میں عورت کی شمولیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی مرضی اور اختیار سے شوہر کی اپنے اوپر بالادستی اور فوقیت کو تسلیم کرتی ہے، لیکن یہ بالادستی کسی ظلم وزیادتی کے ذریعہ قائم نہیں ہوتی، اور نہ اس کے اکرام اور عزت نفس یا اس کی انسانیت کو مجروح کرکے حاصل کی جاتی ہے، جبکہ اللہ نے اپنی کتاب حکیم میں شوہر کو سید کے لفظ سے بھی تعبیر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ (یوسف ۲۵)

اور دونوں نے اس عورت کے شوہر کو دروازہ کے پاس کھڑا پایا۔

نیز ایک موقع پر اسے مصاحبۃ بالجنب " پاس بیٹھنے والے کے لفظ سے متعارف کرایا ہے دوسری طرف مردوں کی حاکمیت کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء: ۳۴)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

ارشاد باری " اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ " آیت میں درج حاکمیت اور سیادت کی وجہ وہ ہے، جس کی بابت ارشاد ہے " بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض " یعنی عورت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ نسبت مرد اس کی حمایت ، اس کی نگہداشت اور اس کی کفالت کا کہیں زیادہ اہل ہے ۔ وبما انفقوا من اموالھم ۔ یعنی مہر اور نان ونفقہ جو مرد کے ذمہ ہے ، دوسرے مقام پر اسی کی طرف اشارہ ہے ۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ : ۲۲۸)

اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے ۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر کچھ فضیلت ہے ۔

پھر ظاہر ہے کہ مرد عورت کی طرح نہیں ہوتا ، چنانچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس عدم موافقت کی وجہ ضعف نازک کی نزاکت اور گوناگوں تصرفات اور اقدام میں اس کی ناقص رائے ہے ، جیسا کہ اکثر عورتیں طبعی طور پر اس کا شکار ہیں ، لیکن اس صنفی نزاکت سے اس پر کوئی حرف نہیں آسکتا کہ خواتین ذہین اور ہوشیار بھی ہوسکتی ہیں ، اس لئے کہ متعدد خواتین فہم و فراست ، سیاست ، اور حسن تصرف میں منفرد ہوتی ہے ، جبکہ بعض عورتیں اپنے شوہروں کی بہ نسبت کہیں زیادہ علم عقل ذہانت اور معیشت میں لائق وفائق ہوتی ہیں ، لیکن اس کا حکم شاذ ونادر کی حیثیت رکھتا ہے ، جس پر قاعدہ کلیہ نہیں قائم ہوتا ، بلکہ اکثریت کا اعتبار ہوتا ہے ، اور اگر عورتیں خواہ کتنی ہی عقل رسا اور ذہانت کی حامل ہوں ، اور خواہ کتنی ہی صدیاں بیت جائیں ، لیکن یہ حقیقت ہے کہ تاقیامت عورتیں زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کی محتاج ہیں ، چنانچہ نگہداشت اور تحفظ ، کفالت ، اور سرپرستی غرض ہر میدان میں عورت مرد کی محتاج ہے یہاں تک کہ بعض اقوام میں عورتیں مردوں کو مہر اور علیحدہ سے کچھ رقم بھی اس لئے دیتی ہیں ، تاکہ مرد ان کی کفالت اور نگہداشت کرے ، اور عورتیں شدت سے اس کی خواہاں ہیں ، پھر مرد عورت کی مرضی کے مطابق اس کی کفالت کرتا ہے ، اور عورت اس کی طرف میلان رکھتی ہے ۔ نیز کہا جاتا ہے کہ " شوہر کے بغیر عورت مسکنت کی حامل ہے " ۔ نیز ایسی عورت " ایم " اور " ارملہ " کہلاتی ہے جسے غم واندوہ اور افسردگی گھیرے ہوتی ہے ۔ اور اگر کوئی حصول زر کے لئے کسی پیشہ کی حرص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے ۔ یا پڑھنے پڑھانے میں اتنا طویل عرصہ صرف کرتی ہے کہ اس کے شباب کا پھول مرجھا جائے اور اسے شوہر اور اولاد نصیب نہ ہوں تو اس میں شک نہیں کہ ایسی عورتیں اپنی عمر کے آخری دنوں میں ضرور پچھتاتی ہیں ۔ اور انھیں ان ایام پر گہرا رنج و غم ہوتا ہے جو ازدواجی زندگی کے بغیر ان پر گذر جاتا ہے ، اور انھیں شوہر کا انس اور ایسی نسل نصیب نہیں ہوتی ، جو زندگی میں ان کی وارث ہو ، اور مرنے کے بعد ان کی یاد تازہ کر سکے ۔

آج جو لوگ طبقۂ نسواں کی جھوٹی ہمدردی کا دم بھرتے ، اور اس کے لئے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں ۔ وہ محض جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں ۔ اور اس قسم کا مطالبہ کرتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں سے نکلنے اور کام کی آزادی ملنی چاہیئے ، اور اس عمل کی وہ تحسین کرتے ہیں ، حالانکہ اس کی مضرت اور نقصان سے وہ بخوبی واقف ہوتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس طرح بیوی اپنے شوہر کے حقوق اور اور بچوں کی نگہداشت نہیں کر سکتی ، نہ ہی اپنے گھروں کی ذمہ داری کو پوری کر سکتی ہے ۔ یہ نادان ہمدردی کی آڑ میں انھیں نقصان پہنچاتے ہیں اور انھیں ایسے چوپائے اور مویشی کی طرح چھوڑنا پسند کرتے ہیں ، جو جہاں چاہے چرے ، اور جس پر چاہے منہ مارے ۔ کم و بیش یوروپین عورتوں کا یہی شیوہ ہے ، جو اگر زندہ رہنا چاہتی ہے تو اس کے نام نہاد ہمدرد اس کو مار ڈالنا چاہتے ہیں ۔

ابتغی اصلاح سعدی بجھدی وھی تسعیٰ جھدھا فی فسادی

میں اپنی کوشش سے سعدی کی اصلاح چاہتا ہوں جبکہ وہ میری ہی تباہی کے لئے کوشاں ہے ۔

اب جبکہ اہل یورپ اپنے سماجی مسائل اور شہری معیشت کی ترقی کے لئے بیدار ہو چکے ہیں ، اور انھیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان کا تمام تر بگاڑ ان کی خواتین کی بری تربیت ، اور غلط تعلیم پر مبنی ہے نیز جو ان کے معاشرے میں مختلف سماجی اور شہری امراض رونما ہو چکے ہیں ، اور جن کا اثر ان کے تمدن پر بہت گہرا پڑ چکا ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں ، انکی دولت اور ان کی نسل دن بدن ٹوٹتی جا رہی ہے ، نیز ان کی کارکردگی اور کردار کی عمارت سرنگوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی ہے اور پورا یورپ اس پسماندگی اور ابتری کا بری طرح شکار ہے۔ جس کی وجہ سے زندگی کے ہر شعبہ میں کمزوری کے اثرات نمایاں ہیں۔ اور خاص طور پر ان کی آنے والی نسلیں تدریجاً اس سے متاثر ہو چکی ہیں۔ غرض یہ تمام برے اثرات جس وقت سے یورپ میں رونما ہیں۔ یوروپین اہل قلم خواتین اور مرد اس انقلاب کو پوری شدت سے محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور وہ اسلام کی خوبیوں اور اس کی عظمتوں کے گن گاتے ہیں۔ اور پوری شدت سے یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع ہوں، اور اپنی بچیوں اور عورتوں کی تربیت کریں،

ذیل میں ہم ایسے چند شواہد پیش کرتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ حسن وہ ہے کہ سو کن کو بھی اس کا اعتراف ہو۔ ۔ بہرکیف نصیحت اور عبرت کے لئے ایسی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں، اور غیروں کے ذریعہ عبرت زیادہ قابل قدر ہے۔

ایک انگریز ماہر تعلیم سموئیل سمائلیس جو انگریزی تمدن کی نشاۃ ثانیہ کا شدت سے خواستگار ہے۔ کہتا ہے۔

عہد حاضر کا وہ نظام جو عورتوں کو کارخانوں میں کام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ خواہ اس سے دولت کی فراوانی کتنی ہی زیادہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نظام نے خانگی زندگی کی عمارت کو ڈھا دیا ہے۔ گھر کا نظم اور خاندانی روابط کی کڑیاں اس کی وجہ سے اکھڑ چکی ہیں۔ اس کی وجہ سے سماجی رشتے تار تار ہو چکے ہیں۔ اور یہی وہ نظام ہے جس نے شوہر سے بیوی کو اور بیوی سے اس کی اولاد کو چھین رکھا ہے۔ اور آج اس کا نتیجہ، اس کے سوا کچھ نہیں کہ عورتوں کی اخلاقی حالت دن بدن ابتر ہو اور وہ قعر مذلت میں گرتی چلی جائے، جبکہ عورت کا حقیقی کردار یہ ہے کہ وہ خانگی ذمہ داریوں کو پوری کرے۔ اپنے گھر، اپنی اولاد، اپنی خانگی معیشت اور ان کی تمام تر ضرورتوں کو پوری کرے۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کارگاہوں نے صنف نازک کو ان تمام تر ذمہ داریوں سے قطعی بے بہرہ بنا دیا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ کے مکانات شمع خانہ کے بغیر ویران ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے، مشفق ماؤں کی آغوش کو نہ پاکر تربیت کے لئے ترستے ہیں۔ اور لاپرواہی اور ممتا سے محرومی کا شکار ہیں۔ ازدواجی محبت کے سوتے کبھی کے خشک ہو چکے ہیں۔ اور طبقۂ نسواں اس صنف سے خالی ہے کہ وہ ایک باوفا بیوی، اور بے مثال اہلیہ ثابت ہو۔ بلکہ اس کے بجائے وہ مرد کی ساتھی اور اس کی دم چھلہ بنی ہوئی ہے اور وہ بڑی حد تک ان اثرات کا مظہر بن چکی ہے جہاں سے فکری انکساری، ازدواجی تعلقات، اور اخلاقہ فاضلہ کھرچ کھرچ کر مٹ جاتے ہیں، جن پر فضیلت اور بزرگی کا انحصار ہے۔

(ایجوکیشنل انسائیکلوپیڈیا فرید وجدی ص ۶۳۹/۸)

مشہور اخبار ہفتہ روزہ لاگوس ریکارڈ لندن کے ایک اخبار نویس کے اس اقتباس کو نقل کرتا ہے کہ

> عورتوں کا گھروں سے نکل کر مردوں کے دوش بدوش مختلف کاموں میں مصروف رہنا سب سے بڑی مصیبت اور آزمائش بن چکا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بے شمار لڑکیاں اپنے گھر بار کو چھوڑ کر نکل کھڑی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف ملک میں ناتمام حمل اور ناجائز اولاد کا تناسب سال بہ سال بڑھتا جاتا ہے۔ جو سماج کے لئے نہ صرف بوجھ ہے بلکہ سوسائٹی اور افراد کے لئے شرم اور عار کا باعث ہے۔ اس لئے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ عورت مرد کی جس قدر بھی مزاحمت اور اس سے مقابلہ کرے گی، تباہی بڑھتی جائے گی، جبکہ عورت کی جسامت اور اس کی ساخت پرداخت خود اس کی چغلی کھاتی ہے کہ مردوں پر جس قدر دباؤ اور ذمہ داریاں عائد ہیں، عورتوں پر عائد نہیں ہوتیں، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کام وہ کر سکتی ہیں، مرد وہ کام نہیں کر سکتے "

(مجلہ منارج ۴ صفحہ ۱۸۴)

مشہور اہل قلم خاتون (مس انی روڈ) اخبار ایسٹرن میل میں رقمطراز ہے۔

ہماری لڑکیاں کارخانوں میں جس طرح کام کرتی ہیں، اور ان کے کپڑے اور بدن جس طرح گندہ اور آلودہ ہو کر ہمیشہ کے لئے ان کی زندگی ویران اور اجیرن ہو جاتی ہے، اس کے مقابلہ میں بہتر تو یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں معروف رہیں۔ کاش ہمارے علاقے مسلم ملکوں کی طرح بن جائیں، جہاں جاہ وحشمت بھی ہے۔ اور عفت پاکدامنی اور صفائی ستھرائی بھی۔ وہاں عورتیں زندگی کی پر لطف راحتیں پاتی ہیں گھر کے بچوں کی طرح لڑکیاں گھروں میں مصروف کار ہوتی ہیں اور کسی صورت داغدار نہیں ہوتیں، جبکہ اس کے بالمقابل انگلینڈ کے علاقوں میں ہمارے لئے یہ بات سخت شرمناک ہے کہ لڑکیاں، لڑکوں اور مردوں کے اختلاط کی وجہ سے نکمی خصلتوں کا شکار ہوتی ہیں، اس لئے کیوں نہ ہم ایسے کاز کا آغاز کریں، جس کی وجہ سے لڑکیاں اپنی فطری اور طبعی روش کو پالیں، کیونکہ ان کی فطرت یہی ہے کہ وہ گھروں کی ذمہ داریوں کو نبھائیں، اور اپنی عزت اور شرافت کے تحفظ کے لئے مردوں کے کاموں کو چھوڑ دیں۔

مشہور اہل قلم لیڈی کوک ایکوما اخبار میں لکھتی ہے جس کا متن حسب ذیل ہے

مرد اختلاط کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اور اگر صنف نازک میں اس قسم کی حرص آجائے تو یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے، آزادانہ اختلاط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتنا زیادہ ہوگا، زنا کی اولاد کا تناسب اتنا ہی بڑھے گا، اور اس کی ساری مصیبت عورت کے سر پر پڑے گی، کیونکہ جو مرد کسی عورت سے ایک عرصہ کے لئے وابستہ ہو کر پھر اسے چھوڑے گا، وہ عورت فقر و فاقہ اور ذلت کا شکار ہوگی، غربت اور افلاس کے ساتھ ساتھ ناجائز حمل کی بدنامی اس کے لئے سوہان روح ہوگی، دوسری طرف حمل کی وجہ سے سر درد، چکر اور اس سے متعلقہ بیماریاں الگ اس کے لئے اذیت کا باعث ہوں گی، لہٰذا کیا ہمارے لئے وہ وقت نہیں آیا، جبکہ اگر ہم ان امراض کا انسداد نہ کر سکیں تو کم از کم ہمیں ان کے اندر خاطر خواہ کمی لانی چاہیئے، جبکہ ہماری زندگی مغربی تمدن کے لئے ایک داغ ہے!

لہٰذا سرپرست اس حقیقت کو بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ ان کی لڑکیاں کارخانوں میں کام کر کے جو چند روپئے کماتی ہیں، بالآخر ان کا انجام کیا وہ نہیں ہوتا، جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے؟

اس لئے ان لڑکیوں کو اس بات کی تعلیم دو کہ وہ مردوں سے دور رہیں۔ انھیں ایسے شکاریوں سے باخبر رکھو، جو ان کی گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مرد عورت کے اختلاط کی وجہ سے ناجائز حمل کا تناسب خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے، بالخصوص یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ کنواری مائیں زیادہ تر وہ ہیں جو کارخانوں میں کام کرتی ہیں، یا گھروں میں خادماؤں کی حیثیت رکھتی ہیں، اور اگر اسقاط حمل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلینک اس حد تک سرگرم نہ ہوتے تو موجودہ تناسب اور بھی بڑھا ہوا نظر آتا۔

موجودہ صورتحال نے ہمیں ناقابل تصور پستی میں مبتلا کیا ہے، جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، یہاں تک کہ ہمارے علاقے کے افراد عورتوں کو قانونی بیوی کی شکل میں قبول کرنا نہیں چاہتے، اور ظاہر ہے یہ تمدن کی حد درجہ پستی اور گراوٹ کی علامت ہے۔

(اقتباس تمام ہوا، مجلہ المنار ج ۴ ص ۴۸۲)

مذکورہ بالا مقالہ ہم نے اس امر کی شہادت کے طور پر لکھا ہے کہ آج کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے یورپ کی اندھی تقلید میں نہ صرف اپنی عادات واطوار کو بگاڑ لیا ہے بلکہ فسق وفجور کی راہوں میں انتہا تک پہونچ چکے ہیں، اور ان کی حالت ان قوموں کی سی ہو چکی ہے۔ جنھوں نے فرنگیت زدہ ہو کر طاقت ور قوموں کی آنکھ بند کر کے تقلید کر رکھی ہے۔

ہم نے اپنے رسالہ "اختلاط اور اس کے بدترین نتائج" میں یہ تحریر کیا ہے کہ جس اختلاط کو ہم روکنا اور مٹانا چاہتے ہیں وہ لوگوں کو بدتر انجام اور بری حالت میں پہنچا کر چھوڑے گا، لہٰذا جو لوگ کج فہم ہیں اور جن کا قدم گناہ کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے ان کے بہکاوے میں ہم نہ آئیں کیونکہ برائی میں کسی کو نمونہ نہیں بنانا چاہئے، عورتوں کا ان اداروں میں بھیڑ لگانا ان فساق کے لئے ان کو ورغلانے، بہکانے اور ملاقات کا بڑا مضبوط وسیلہ ہے۔ اور یہ فساق چاہتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ ان کے ملنے کے مواقع پیدا ہوتے رہیں یہ ہمارا فرض ہے کہ اخلاق وسیرت کو تباہ کرنے والے ان اسباب کی طرف سے آنکھیں بند نہ رکھیں، نہ اپنے آپ کو فریب دیں۔

ایک کنواری محفوظ پاکدامن لڑکی اس مخلوط سوسائٹی میں انتہائی عفت وطہارت کے ساتھ داخل ہوتی ہے، اور ایک بے پردہ عورت کی جگہ بیٹھتی ہے، جہاں ہر گرے پڑے لوگوں کی آمد ورفت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمینے اور فاسق لوگ اپنی نگاہیں اور نظریات اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بے باکی سے اس کے سامنے ہنسی مذاق شروع کرتے ہیں، اور اس کو ورغلانے اور بہکانے کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ اگر لڑکی حسب وجمال کی مالک ہے تو خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ کی جاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی مدت گذرتی ہے کہ وہ اپنے اوپر سے حیاء وحشمت کی چادر اتار پھینکتی ہے، عفت زائل اور عصمت کا بندھن کھول کر آزاد ہو جاتی ہے، پھر عقل ودین میں کمی کی بنا پر حرام اور فحش کاری کی طرف پوری طرح جھک جاتی ہے، ان عورتوں کی عقلیں تو آبگینوں کی طرح ہیں۔ اور جوانی دیوانی ہوتی ہے اور عصمت یہ ہے کہ تم قابو نہ پاسکو، اور معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے، اور مساس احساس کو کم کر دیتا ہے۔

قالت عهدتك مجنونا فقلت لها ان الشباب جنون برؤه كبر

اس نے کہا میں نے تم سے مجنونانہ معاہدہ کیا، میں نے اس سے کہا جوانی دیوانی ہے، اور بڑھاپا اس سے نجات ہے۔

اور اللہ اور عوام کے سامنے اس فتنہ کے جوابدہ وہ امراء اور لیڈران ہیں جن کا فرض ہے کہ فتنہ سے بچانے کے لئے ان دونوں جنسوں کے اختلاط کی راہوں کو بند کر دیں، اور علماء کا فیصلہ ہے کہ جو چیزیں مل کر حرام چیز کو جنم دیں وہ خود حرام ہیں، اور وسائل مقاصد کا حکم رکھتے ہیں اور مفاسد کا دور کرنا حصول مصالح پر مقدم ہے، اور جو شخص شبہات میں پڑتا ہے، وہ حرام میں مبتلا ہوتا ہے، لہٰذا ان چیزوں سے روکنا اور بچنا ضروری ہے، کیونکہ یہ مختلف قسم کے نقصانات کا باعث بنتی ہیں۔ اور عورتیں جب ان چیزوں کی عادی ہو جائیں گی تو ان کو برا بھی نہیں سمجھیں گی، اور ان کے اخلاق، جاہ وحشم اور عفت ودین سب کچھ ان سے رخصت ہو جائیں گے۔

اس اختلاط سے ایک باحیا عورت کو جو سب سے بڑا خسارہ ہوتا ہے، وہ اس کی حیا ہے جو اس کی عصمت وحفاظت کے لئے لباس کے برابر ہے۔ شرم وحیا کو کچھ لوگ معمولی چیز سمجھتے ہیں جبکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت ہے، بخاری میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

"حیا ایمان کا جزء ہے۔" نیز فرمایا: "حیا مکمل خیر ہے"

کیونکہ حیا کا انحصار ان کاموں کے کرنے میں ہے جو عورت کو زینت و جمال بخشتے ہیں اور ان کاموں سے بچنے میں ہے جو عورت کو داغدار اور عیبی بناتے ہیں۔ اور حیا سے تازگی اور جلال و جمال پیدا ہوتا ہے، جبکہ بے حیائی سے یہ سب خوبیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ تم دیکھ سکتے ہو کہ حیا کی چادر پھینکنے والی عورت کتنی بدصورت اور مردانی نظر آتی ہے جس کو دیکھ کر یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ عورت ہے یا مرد؟

لعمرك ما في العيش خير ولا الدنيا اذا ذهب الحياء

تمہاری زندگی کی قسم زندگی اور دنیا میں کوئی بھلائی نہیں، اگر حیا چلی جائے۔

يعيش المرء ما استحيا بخير ويبقى العود ما بقي الحياء

حیا کے ساتھ آدمی جب تک زندگی گذارے، اس کی زندگی خیر کے ساتھ گذرے گی، اور لکڑی بھی اسی وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک اس کا چھلکا برقرار رہے۔

شرم و حیا ہر چیز میں بہتر ہے، لیکن عورتوں کے اندر اس کی موجودگی احسن اور سب سے بہتر ہے۔ اگر تم بے حیائی کا نقصان معلوم کرنا چاہتے ہو تو ان ملکوں پر نظر ڈالو جہاں کی عورتوں نے حیاء کو خیرباد کہہ دیا ہے اور جن کا یہ نظریہ ہے کہ انسان ایک حیوان ہے، تم کو وہاں عورتوں کے اخلاق و عادات کی تباہی، مزاج کی پستی، طور طریقہ کا بگاڑ اور شر و فجور میں ان کے لت پت ہونے کا تعجب خیز منظر نظر آئیگا عورت کو وہاں اس کی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا کیا۔ اور اس کے ساتھ دوسرے نے کیا کیا؛ بالکل حیوان کی طرح عورت کو نہ اللہ سے حیا نہ اللہ کی مخلوق سے، نہ اس کو اس کی خواہش کہ اس کی عزت باقی رہے اور لوگ اس کو اچھے نام سے یاد کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب ہے کہ جب تم نے حیا نہیں کی تو پھر جو چاہو کرو ۔ (بخاری بروایت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ ۔ حدیث یہ ہے :۔ نبوت اولی کا جو کلام لوگوں کو میسر آیا، اس میں سے یہ ہے کہ جب تم نے ----)

قرآن پاک نے صراحت کے ساتھ عورتوں کو منع کر دیا ہے کہ وہ اپنی زینت غیر مردوں اور نامحرموں کے سامنے ظاہر کریں۔ اور معلوم ہے کہ اختلاط کی موجودہ شکل میں وہ اپنے محاسن اور جسم کے فتنہ انگیز مقامات کو ضرور ظاہر کریں گی، مثلاً ہاتھوں کو کلائی تک ضرور کھولے گی جس میں سونے کے کنگن اور گھڑی ہوگی، اور نصف پنڈلی تک پاؤں کو کھولے گی، اور اپنے سر اور گردن اور ہار اور کان کی بالیوں کو کھولے گی، اور اس مخلوط سوسائٹی میں جب آئے گی تو رنگ و روغن اور خوشبودار عطریات سے لیس اور مزین ہو کر ہی نکلے گی، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ نوجوان اس کے دیکھنے والے ہیں، ایسی صورت میں اجنبی مردوں کے سامنے اس زینت کے اظہار کی حرمت میں کسی عقل مند کو شبہ ہو سکتا ہے، اس کی حرمت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، نیز اس کے لئے تعاون بھی حرام ہے، اور ایسا کرنے والوں کی مدد کرنا بھی حرام ہے۔ بلکہ جو لوگ اس کو باقی رکھے ہوئے ہیں ان کا یہ عمل بھی حرام اور اس پر چپ رہنا بھی حرام ہے، اس کے مفاسد کی تفصیل کی بھی ضرورت نہیں ہے، ان مفاسد کا انجام عقل و تجربے سے بالکل بدیہی طور پر معلوم ہو چکا ہے، اور جتنا ہم نے اب تک ذکر کیا اس سے زیادہ ان مفاسد کو وہ لوگ جانتے ہیں جو ان کی تقلید میں مبتلا ہیں، لیکن اپنے اندھے پن کو وہ ہدایت پر ترجیح دیتے ہیں ۔

وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ، وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا (الاعراف ۱۴۶)	اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھتے ہیں تو اس کو اختیار نہیں کرتے، اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھتے ہیں تو اس کو اختیار کرتے ہیں ۔

چنانچہ وہ ان اسلامی آداب اور عربی اخلاق کو چھوڑنا بہتر سمجھتے ہیں، اور جو لوگ ان پر عمل پیرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کو چھوڑنے کے سلسلے میں مخالف ہیں، یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، کیونکہ وہ اس کو تمدن اور روشن خیالی سمجھتے ہیں۔

عمی القلوب عموا عن کل فاشدہ لانھم کفروا باللہ تقلیدا

دل اندھے ہوگئے ہر فائدہ سے آنکھیں بند کرلیں، کیونکہ محض تقلید میں انھوں نے اللہ کا انکار کیا۔

محارم کے خلاف غیرت رکھنا فضائل و مکارم کی عادات میں سے سمجھا جاتا ہے، غیرت مند آدمی سے ڈرا جاتا ہے۔ اور جس میں غیرت نہیں وہ ذلیل ہے۔ غیرت جو اپنے محل و مقام پر ہوتی ہے وہ آدمی کی زندگی کی حفاظت اور اس کے گھر والوں کی حمایت کے لئے ہتھیار کا کام دیتی ہے، کیونکہ قابل تعریف غیرت یہ ہے کہ قبیح چیزوں سے کراہت کی جائے۔ اس کو برا سمجھا جائے۔ اس سے اور اس کے کرنے والے سے نفرت کی جائے، اور انسان میں اپنے اور اپنے اہل کی حفاظت کا جذبہ جتنا زیادہ شدید ہوگا، اس کی حمیت و غیرت بھی اتنی ہی شدید ہوگی اور برائیوں خصوصاً زنا اور اس کے لوازمات میں جتنا ملاپ ہوگا، اتنا ہی اس کے دل سے غیرت کی حرارت بجھے گی، اور پھر وہ برائی کو برائی نہیں سمجھے گا، نہ اپنے لئے نہ اپنے گھر والوں کے لئے بلکہ بے حیائی کے فعل سے اس کو ہمدردی ہوگی۔ اور دوسرے کے لئے وہ اس کو سنوار کر پیش کرے گا، جیسے دیوث کرتا ہے، جو اپنی بیوی کے اندر بدکاری کو باقی رکھتا ہے، اور اسی وجہ سے جنت اس پر حرام ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ

"دیوث جنت میں نہیں جائے گا۔"

(احمد، الفاظ انھیں کے ہیں۔ نسائی، حاکم)

نیز انھوں نے اسی کی اسناد کو صحیح کہا ہے، "تین آدمی وہ ہیں جن پر اللہ نے جنت کو حرام کر رکھا ہے۔ عادی شرابی، والدین جس کو عاق کر دیں، اور دیوث جو اپنی بیوی کے اندر برے کام کو باقی رکھتا ہے، کیونکہ جو اپنی ذات و اخلاق میں ذلیل ہے ذلت کا ہر کام اس کے لئے آسان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اخلاق اور گھرانے کو برباد کرنے والے چاہتے ہیں کہ دوسروں کے اخلاق اور گھرانے بھی خراب ہوں، تاکہ اس سے ان کا عار مٹے اور ان کی ذلت ورسوائی پر پردہ پڑے، ایسے ہی لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائیاں ان کے شہر میں پھیلیں، اور غیرت دین کا حصہ ہے جس میں غیرت نہیں، اس میں دین نہیں، کیونکہ بے غیرتی کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی حدود اللہ اور اس کے محرمات کو توڑنے پر راضی ہو جاتا ہے۔

ہوشیار آدمی اور عقل مند مفکر کو چاہئے کہ انجام پر نظر رکھے، اور مصالح اور مفاسد کے درمیان مقابلہ کرے، اس لئے کہ یہ قضیہ اپنے مابعد سے متعلق ہے، کیونکہ برائیاں ایک دوسرے کو کھینچتی ہیں اور بعد کی برائی پہلی برائی سے بدتر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اختلاط کے حامی اگر اس مقابلہ میں کامیاب ہو گئے، تو اباحت اختلاط کی بنا پر وہ رقص کی اباحت کا بھی مطالبہ کریں گے، اور اس کے بعد عورت کو مکمل آزادی دینے کا مطالبہ کریں گے، کہ وہ جس طرح چاہے اپنا حق استعمال کرے، نہ اس پر اس کے شوہر کا زور، نہ باپ کا، یورپ کی لیڈی کی طرح اس کا سب سے بڑا نشانہ یہی ہے۔ اور محض اسی کے لئے وہ کوشاں ہے۔

عزیزان گرامی! آپ لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور سوچنا اور جاننا چاہئے کہ مسلمان اپنی سوسائٹی اور اخلاق میں محض اسی لئے ذلیل اور ناکام ہوئے کہ وہ اپنے خاندانی نظام، اپنی عورتوں اور بچوں کو ایسی صحیح دینی تربیت دینے سے ناکام رہے جو ان کو فضائل و مکارم سے سنوارتی اور ذلت و بدخلقی سے بچاتی ہے۔

ان کی حسن تربیت سے لاپرواہی تعلیم کی خرابی نے ان کے عادات واطوار کو خراب کر ڈالا، اور اسلامی تعلیم اور عربی اخلاق کو بھلا بیٹھے، تعلیم کی خرابی سے عمل خراب ہوا، اور عمل خراب ہوا تو اس کا نتیجہ بھی خراب ہوا۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ — جسے اللہ آزمائش میں ڈالنا چاہے اس پر اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (المائدۃ، ۴۱)

مقابلہ میں کسی کا کچھ زور نہیں، یہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں کی صفائی اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

تمہارے لئے میری یہی نصیحت ہے، جس سے میرا مقصد تم کو فائدہ پہنچانا اور نقصان سے بچانا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم اس کو قبول کروگے، اور اس کے مطابق عمل اور اصلاح کی کوشش کروگے، ورنہ آئندہ تم میری بات کو یاد رکھوگے، اللہ تمہارا نگراں ہے۔ میں تمہارے دین اور امانت کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن تدبیر کے ساتھ دولت کی حفاظت اور اسراف وفضول خرچی کی کراہت

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت اور قوت نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نیز آپ پر، آپ کے تمام آل واصحاب پر اور آپ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لینے اور آپ کی رہنمائی میں چلنے والے جملہ افراد کو سلام ہو۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اس میں شک نہیں کہ قرآن حکیم اور اس یادگار تذکرہ نے لوگوں کی زندگی کو عدل اور حسن وخوبی کے ساتھ منظم اور آراستہ کیا ہے، نیز حسن ارشاد اور بہتر تعلیم کا بندوبست کیا یہ کتاب دین اور دنیا اور سیاست وجہانبانی کی روشن کتاب ہے جو ہر فضیلت کی تعلیم دیتی ہے۔ اور ہر قسم کی رذیلت سے روکتی ہے۔

قرآن پاک نے نماز روزہ زکوٰۃ اور محض تمام تر اسلامی شریعت کے مسائل ہی نہیں سکھائے بلکہ اس نے ہر اقسام کی صحیح تر تاکید اور واضح نصیحتوں کو بروئے کار لایا، چنانچہ انسانوں کو صنعت وحرفت اور احسان ونکوکاری کی تعلیم دی، اور ایسی تمام ہدایتیں دیں، جس کے ذریعہ خویش واقارب اور اہل وعیال کے ساتھ حسن معاشرت کا برتاؤ کیا جائے، تجارت اور بیوپار کو حسن تدبیر اور نفع بخش بنیادوں پر استوار کیا جائے، اور اسراف وفضول خرچی سے پرہیز کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن میں بندھا ہوا مت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (الاسراء ۲۹)

بنا ڈالو اور نہ اس کو پوری طرح ایسے پھیلا رکھو کہ تمہیں ملامت اور حسرت کے ساتھ بیٹھ رہنا پڑے۔

اللہ رب العزت نے ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھنے سے منع فرمایا جس کا مطلب بخل کرنا اور صدقہ سے گریز کرنا ہے۔ اور واجب شدہ زکوٰۃ اور خیر کے جملہ کاموں سے پرہیز کرنا ہے۔ جیسا کہ بہتیرے مالدار آج اس مرض میں مبتلا ہیں کہ جب انھیں صدقہ خیرات اور واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی جاتی ہے تو بخل اور کنجوسی کی شدت انھیں روک لیتی ہے۔ اور وہ زکوٰۃ نہیں ادا کرتے۔

دولت کو اللہ نے بعض قوموں کے لئے عطیہ اور دیگر اقوام کے لئے مشقت کا باعث بنایا گویا یہی مال کچھ قوموں کے لئے سعادت اور دوسری قوموں کے لئے بدبختی کا سبب ہے۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن ۱۶)

اور جو کوئی اپنے آپ کو بخل سے بچائے رکھے گا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

پھر فرمایا: وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنی اخراجات اور بیجا خواہشات میں اس قدر مت خرچ کرو جس سے روپیہ ختم ہو جائے، اور تمہاری حالت غیر ہو جائے۔

فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا یعنی تمہارے غلط تصرف اور اخراجات پر لوگ تمہیں ملامت کریں، اور تم خود اپنے اوپر ملامت کرو۔ اور بری تدبیر پر ماتم کرو۔ جبکہ اللہ نے اعتدال پسندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان ۶۷)

اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے بیچ میانہ رو ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

اور قرابت دار، مسکین، اور مسافر کو اس کا حق دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا

(الاسراء، ۲۶، ۲۷)

اور فضول خرچی مت کرو، اس لئے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا منکر تھا۔

اللہ نے ایسے تمام لوگوں کو جنھیں مال و دولت حاصل ہے۔ یہ حکم دیا کہ وہ عطیہ خداوندی اور فضل ربانی میں بخل سے کام نہ لیں، اور قرابت داروں کو ان کا حق پہنچائیں، قرابت دار آدمی کے اپنے رشتہ دار ہیں، جیسے بھائی، بہنیں، چچا، پھوپھیاں، خالائیں، ماموں، پھوپھی اور چچا کی اولاد اور ماموں اور خالہ کی اولاد وغیرہ۔ یہ وہ افراد ہیں جن کے قرابت داروں کی دولت میں اللہ نے حصہ مقرر کیا، اور زکوٰۃ، خیرات، صدقہ اور صلہ رحمی کی صورتیں ان کے لئے روا رکھیں، یہ افراد دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں۔ جو کوئی ان لوگوں کے ساتھ ربط اور جوڑ رکھے گا، اللہ ان کے لئے خیر و برکات کے چشمے کھول دے گا، اور ان کی دولت اور اہل و عیال میں افزائش فرمائے گا۔

صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے فرماتے ہیں۔

جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی روزی اور عمر میں افزونی ہو، اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔ کیونکہ جوڑ رکھنے والا، جڑا ہوا، اور توڑنے والا کٹا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم، بروایت انس رضی اللہ عنہ)

و مطعم الغنم یوم الغنم مطعمہ انی توجہ والمحروم محروم

کمائی اور مال غنیمت کا کھلانے والا جہاں کہیں جائے گا، اسے بھی وہی کھلایا جائے گا، جبکہ محروم کرنے والا خود بھی محروم رہے گا۔

صلہ رحمی ان تمام مبارک کاموں میں سے ایک ہے، جس سے افراد متصف ہوتے ہیں، کسی نے کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولم ار کالمعروف تدعیٰ حقوقه مغارم فی الاقوام وھی مغانم

نیکی اور بھلائی کی طرح میں نے ایسا کوئی کام نہیں دیکھا جو لوگوں کے اندر تاوان شمار ہوتا ہو، حالانکہ وہی درحقیقت کمائی اور مال غنیمت ہے۔

پھر فرمایا: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا چونکہ باری تعالیٰ نے صلہ رحمی کرنے اور مسکینوں اور مسافروں کو بیش از بیش نوازنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ صلہ رحمی اور خیرات کا عمل صرف اسی صورت منحصر ہے جبکہ دولت موجود ہو، کیونکہ جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ بھلا کسی اور کو کیا دے سکتا ہے؟ — اس لئے اللہ نے اس بات کا حکم فرمایا کہ دولت کو ضائع نہ کیا جائے تجارت کو حسن تدبیر سے انجام دیا جائے، اور اسراف اور فضول خرچی سے کلی پرہیز کیا جائے، اس لئے کہ کائنات ارضی کے ان افتتاحی لمحات میں دولت مرد مومن کے لئے ڈھال ہے، اور کوئی کسی صورت اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا، اور جملہ برادران میں بھی وہی شخص معزز ہے جو دولت مند ہو،

اسی لئے ارشاد ہے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا اسراف اور فضول خرچی کی صورت یہ ہے کہ آدمی ہوا و ہوس اور خواہشات میں اندھا دھند دولت لٹائے، کھائے پیئے، پہنے اوڑھے، چلنے پھرنے اور سواری کرنے میں درمیانہ روی کا کوئی لحاظ نہ کرے، اور استعمال کی ایک ایک چیز اور زندگی کے جملہ امور میں بڑھ بڑھ کر خرچ کرے۔

درمیانہ روی ہر لحاظ سے بہتر ہے، حدیث میں ہے۔

جس نے درمیانہ روی اختیار کی، وہ شخص کبھی تنگ دست نہیں ہوگا۔ (مسند احمد بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ہیثمی نے اس کو ضعیف کہا، جب کہ یہ روایت لائق تقویت ہے۔)

نیز فرمایا: درمیانہ روی نصف زندگی ہے اور حسن اخلاق نصف دین ہے۔

(خطیب بروایت انس رضی اللہ عنہ، باسناد ضعیف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات میں میانہ روی نصف معیشت ہے، لوگوں سے محبت کا سلوک نصف عقل ہے۔ اور اچھی طرح سوال کرنا نصف علم ہے۔ (طبرانی فی الکبیر و مکارم اخلاق، بیہقی شعب الایمان بروایت بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما)

ایسے بھی حلال دولت، اسراف اور فضول خرچی کی متحمل نہیں ہوتی، اور مشاہدہ شاہد ہے کہ اسراف اور فضول خرچی کرنے والا مرنے سے پہلے فقر و ناداری کا شکار ہوتا ہے، ایسے بھی جس قدر اسراف اور فضول خرچی کی جائے گی، اور بے تدبیری سے کام لیا جائے گا، اتنا ہی دولت زائل اور ختم ہو جائے گی، جبکہ اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے اور جائز طریقے سے زیب و زینت اور صلہ رحمی اور خیرات کرنے سے شکر گذاری کا احساس اور جذبہ پیدا ہوتا ہے جو برکت اور افزائش کا سبب ہے، اور دولت کا یہی منشا ہے، جس کے لئے اس کی تخلیق عمل میں آئی ہے۔

مذہب اسلام دولت کی سرمایہ کاری اور تحفظ اور حلال طریقے سے تجارت کی افزائش کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، حدیث میں ہے۔

مرد صالح کے لئے صالح دولت بہترین سرمایہ ہے۔

(ترمذی، حدیث حسن ہے)

نیز فرمایا، سچا تاجر انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

نیز ارشاد ہے کہ اہل دولت نے اجر و ثواب کو سمیٹ لیا ہے، یعنی جنت میں درجے اور ابدی راحت انھیں میسر ہے، پھر قرآن پاک کی یہ آیت بھی اظہار فضیلت کے لئے کافی ہے۔ ارشاد ہے

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (النساء: ۵) اور نادانوں کو اپنا وہ مال مت دو جس کو اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنا دیا ہے۔

"سفہاء" وہ نادان ہیں جو مال کی حفاظت اور اس کی افزائش کے جوہر سے خالی ہیں، خواہ یہ افراد مرد ہوں یا عورت، اور جو سفاہت، خفت عقل کا باعث ہو، اس کی علامت یہ ہے کہ مال کی حفاظت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نہیں کر سکتے۔

الَّتِیْ جَعَلَ لَکُمْ قِیٰمًا یعنی وہ دولت جس سے تمہارا جسم اور تمہاری خانگی حالت راست اور درست ہو اور تمہاری عزت و شرافت اور تمہاری قوت میں اضافہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے رب سے رزق کی وسعت طلب کی ہے، اور فقر و ناداری سے پناہ مانگی ہے۔

ابن عقیل کہتے ہیں بخدا اگر تم میں سے کسی کے چہرے پر فقر و ناداری نے اپنے تیور بگاڑے تو خود اس کی ذات، اور اس کے خویش و اقارب اور اہل و عیال میں بھی اس بگاڑ کے اثرات مرتب ہو کر رہیں گے۔

اور حدیث میں ہے، جاہ و مرتبہ بھی دولت ہے پھر فرمایا:

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا (الاسراء)

فضول خرچوں کا شیطان کا بھائی بننا ان کی ذلت اور اہانت کا ثبوت ہے، کیونکہ شیطان وہ انتہا پسند مخلوق ہے جس نے نعمت خداوندی کا شکر ادا کرنے کے بجائے اسے ٹھکرانے پر اصرار کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا جس قدر شکر و احسان ادا کیا جائے گا، اتنا ہی اس کے اندر اضافہ ہوگا، اور بلاشبہ ہم زوال نعمت، ناگہانی انتقام، عافیت کے رخصت ہو جانے اور پروردگار عالم کی خفگی اور ناراضگی سے بس اسی کی پناہ چاہتے ہیں۔

جو لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ باری تعالیٰ اپنے بندوں کی دولت کا تحفظ کس طرح کرتا ہے، اسے باری تعالیٰ کے اس ارشاد کو پڑھنا چاہیے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا

اے ایمان والو جب تم کبھی آپس میں کسی مقررہ میعاد تک کے لئے ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارے درمیان دستاویز انصاف سے لکھے، اور لکھنے والا لکھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ..... سے انکار نہ کرے۔ جس طرح اللہ نے اس کو سکھایا ہے
وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا لکھ دے، اور جس کے ذمہ حق واجب ہے وہ لکھوائے
اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ اور اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے
عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اور اس میں سے کچھ کم نہ کرے، پھر اگر وہ شخص جس
اَلَّا تَرْتَابُوْٓا (البقرۃ : ۲۸۲) کے ذمہ حق ہے بے عقل یا ضعیف ہو یا لکھوانے
کی قابلیت نہ رکھے تو اسکا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف
ہے۔ اور اس سے بہت قریب ہے کہ تم کسی شک شبہ میں نہ پڑو۔ !

دولت کے تحفظ کے لئے بندوں پر عنایت خداوندی کی یہ انتہائی صورت ہے، جہاں اس نے عزم و حوصلہ کے ساتھ اقدام کی تاکید فرمائی، اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کے باہمی حقوق خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے انھیں فی الفور قلمبند کرلیا جائے، یہ اسی لئے کہ قرآن پاک دنیا اور دین کی تعلیم دیتا ہے، چنانچہ دعائے منقول میں ہے۔

اے اللہ میرے دین کی اصلاح فرما، جس کے اندر میرے جملہ امور کا تحفظ مضمر ہے
اور میری دنیا کی اصلاح فرما، جس کے اندر میرا معاش ودیعت ہے۔
(مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

دانشور، ادباء اور ماہرین ایسے لوگوں کی تعریف کرتے ہیں جو حق و انصاف، اور صلہ رحمی کے لئے اور غم زدوں مصیبت کے ماروں اور ضرورتمندوں کے لئے جد و جہد اور کوشش کرتے ہیں۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ خیر اور نیکی کی راہوں میں دولت کو وارزاں تصور کیا جائے، لیکن بربادی سے حفاظت اور نادانوں اور احمقوں سے بچانے کے لئے اسے شدت سے محفوظ رکھا جائے، چنانچہ سخی، محتاط، مدبر اور دور اندیش کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے۔

فلا هو فی الدنیا مضیع نصیبه ولا عرض الدنیا عن الدین شاغله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا شخص دنیا میں اپنے نصیب کو ضائع کرنے والا نہیں، اور نہ دنیوی اسباب اسے اپنے دین سے غافل کریں گے۔

نیکی اور بھلائی کا کام پرہیزگاروں کے لئے باعث ہمت ہے، اور اگر تمام اعضاء وجوارح دنیا کی محبت میں سرشار ہوئے تب بھی اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا، ایک اور شاعر نے بہتر سیاست اور بہتر طریقے سے لین دین کرنے والے کی تعریف میں کہا ہے۔

وھوب تلاد المال فیما ینوبه منوع اذا ما منعه کان احزما

مشکلات کی آمد پر وہ اپنا بہتر سرمایہ بخش دیتا ہے، لیکن یہ دنیا جب محتاط عمل ہو تو وہ روک دیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعراء اور حکماء کے اقوال پر اس طرح سبقت فرمائی ہے کہ آپ کی ہر بات پختہ اور آپ کا ہر کردار لائق ستائش ہے چنانچہ روایت میں ہے۔

درمیانہ روی اختیار کرنے والا کبھی تنگ دست نہیں ہوگا،

نیز فرمایا:۔

اخراجات میں میانہ روی آدھی معیشت ہے جبکہ لوگوں سے چاہت اور محبت نصف عقل ہے۔ (طبرانی، بیہقی، روایت بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا:

اللہ نے بکثرت قیل وقال کرنا، بکثرت سوال کرنا، اور دولت کو ضائع کرنا تمہارے لئے ناگوار قرار دیا ہے۔

(روایت مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اس کے علاوہ بیشتر افراد فضول خرچی اور عیش ومستی میں غرق ہوتے ہیں اور دولت جب ان کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے، تب ہی انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے بالخصوص جب ان کے سر قرض کا پہاڑ چڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ اور تاوان سے خود پناہ مانگی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا:

جب کوئی شخص مقروض ہوجاتا ہے۔ تو گنہ گار ہوتا ہے چنانچہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

حدیث میں یہ بھی ہے کہ قرض کم کرو، کیونکہ اس کی وجہ سے راتوں کو غم اور دنوں کو پستی اور ذلت نصیب ہوتی ہے۔

اسراف اور فضول خرچی کی ایک قسم یہ ہے کہ بعض دولت مند الماس کی انگوٹھی دس بیس ہزار کی خرید لیتے ہیں۔ میں نے یہاں تک بھی سنا ہے کہ بعض انگوٹھیوں کے دام ایک لاکھ یا اس سے زائد بھی ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ حد سے زیادہ فضول خرچی اور اسراف ہے کیونکہ افضل ترین زیور صاحب حیثیت اور مقدرت آدمی کیلئے وہ ہے جو انکساری کرتا ہو۔ اور جو کوئی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اسے بڑا مرتبہ دیتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ذات، اپنی پوشاک اور اپنی سج دھج میں بڑا بنتا ہے تو لوگوں میں اس کا مرتبہ کم سے کم ہوتا ہے۔

اگر تم کسی شریف ترین انسان کو دیکھنا چاہو، تو کسی ایسے بادشاہ کو دیکھو جو کسی مسکین کی پوشاک پہنے ہو۔

یہ پوشاک جہاں لوگوں کے اندر اس کی سیرت اور اس کے کردار کو بہتر بنائے گی وہیں اس کی مسکنت دین دنیا میں اس کی اصلاح کرے گی۔

فضول خرچی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ دس بیس ہزار یا کم و بیش کی گھڑیاں خریدی جائیں، اور یہ انتہا درجہ کا اسراف ہے جس سے شریعت نے منع کر رکھا ہے، اور عقل بھی جس کو ناگوار سمجھتی ہے، اور میانہ روی اور عدل و انصاف کے یہ خلاف ہے۔ اور نص شرعی کی رو سے بھی یہ حرام ہے، کیونکہ کسی مسلمان کو سونے چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا جائز نہیں، امت کی عورتوں کے لئے البتہ یہ حلال ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علاقوں کی دولتمند خواتین کا یہ اقدام بھی اسراف اور فضول خرچی میں داخل ہے کہ وہ ایک ایک جوڑا ہزار دو ہزار یا اس سے زائد رقم دے کر خریدتی ہیں۔ اور اسے زیب تن کر کے شادی خوشی، یا عید کی تقریب میں شریک ہوتی ہیں۔ حالانکہ پوری عزت و وقار اور ستر پوشی کے لئے ایک جوڑا ایسا بھی کافی ہے جس کی قیمت سو ریال ہو، اور اسی کے اوپر دیگر استعمال کی چیزوں کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

اسراف اور فضول خرچی کی ایک صورت وہ ہے جس میں کسی فرد واحد کے لئے، شادی اور ولیمہ کے لئے یا کسی لاپتہ کی آمد پر دعوت دی جاتی ہے۔ اور بیسیوں جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ کبھی کوئی اونٹ بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ بیشمار قیمتی پھل فروٹ، میوے، اور اشیاء زیب دسترخوان کر دی جاتی ہیں۔ بعض مدعو ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسراف و فضول خرچی کی اس خلاف ورزی یا عدل و انصاف کے تقاضوں سے انحراف کرتے ہوئے بھی ان دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جہاں تکلیف کم ہوگی، الفت اور محبت زیادہ ہوگی، اور جو لوگ میانہ روی اور حد اعتدال سے تجاوز کرتے ہیں، وہ مذمت اور علتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

اللہ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جنھوں نے اسراف اور بخل سے ہٹ کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کی عادت ڈالی، اور اس راہ میں معتدل مزاج رہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ عقلاء اور دانشوران وسیع تر دسترخوانوں سے انحراف کرتے ہیں، کیونکہ ان کی نظر میں یہ دولت کی اضاعت ہے، کیونکہ ان گراں قیمت دعوتوں میں گوشت اور چاول کی تحقیر ہوتی ہے، اور انھیں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر اور چوپایوں کے پیٹ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جبکہ بیشتر غریب انسان ان کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

ولم یحفظ مضاع المجد شئ من الاشیاء کالمال المضاع

گم کردہ عزت، کسی چیز کی کیا حفاظت کرے گا، جیسے وہ دولت کی حفاظت نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ضرورت سے زائد اخراجات کرتے ہیں، ان سے حقوق کی ادائیگی میں بھی زبردست کوتاہی سرزد ہوتی ہے جیسے ان پر قرضہ جات چڑھتے جاتے ہیں، اور اس طرح وہ ایسے قرضہ میں بہت جلد گرفتار ہو جاتے ہیں، جو راتوں کے غم واندوہ اور دنوں کے لئے ذلت کا باعث ہیں۔

دین اسلام جس کے عقائد کو ہم نے حرز جان بنایا ہے، اس کا مقصد دولت کا تحفظ اور اس کی افزائش ہے، تجارت کو فروغ دینا اور جملہ امور میں درمیانہ روی اور اعتدال کی راہ اپنانا ہے۔

جبکہ لائق مذمت اسراف اور فضول خرچی کی شکلیں یہ بھی ہیں کہ نکاح اور شادی بیاہ وغیرہ میں جانگسل مطالبات اور اذیت ناک تکالیف کا سامنا کیا جائے، حالانکہ سہولت اور آسانی میں برکت ہے، جبکہ بیجا تکلیف نحوست کی علامت ہے، لہٰذا سختی کے بجائے آسانی پہنچانا چاہیئے، اور سب سے بہتر نکاح وہ ہے جو حد درجہ سہولت بخش اور کم سے کم تکلیف آمیز ہو۔

تکلفات سے لوگوں کے اندر ترک تعلق پیدا ہوتا ہے، دوسری طرف کنواری دوشیزائیں اپنے باپ کے گھروں میں بن بیاہی پڑی رہ جاتی ہیں اور ان کا نکاح نہیں ہونے پاتا، جبکہ شرعی مقصود ایسے لڑکوں اور لڑکیوں میں ربط اور جوڑ پیدا کرنا ہے، جو ہمسر اور برابر ہوں، اور اس ذمہ داری اور امانت کو پوری کر سکیں جو اس کی منگیتر کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے، اور جملہ خانگی ضروریات میں اس کی نگہداشت کر سکے، اور اس کی ضروریات کو پوری کرے، تاکہ یہ خاتون گھر، کنبہ اور قبیلہ کی آنکھوں کی تارہ بنی رہے اور بچوں اور بچیوں کی سعادت مند والدہ بنے، جو زندگی کی زینت ہیں۔

لہٰذا تمہیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی لغزشوں سے توبہ کرنا چاہیئے، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرنی چاہیئے، اور اگر ہم صاحب ایمان ہیں تو ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ سے مخلصانہ دعا کرنا توحید ہے اور غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی اولین اور آخرین کا معبود ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور نبی آخر الزماں ہیں۔ اے اللہ اپنے نبی اور رسول پر اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرما،

حمد وصلوٰۃ کے بعد ۔! اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

(البقرۃ : ۱۸۶)

اور جب میرے بندے میری بابت سوال کریں تو (انھیں کہہ دو) میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے، میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ سیدھا راستہ پائیں۔

مذکورہ بالا آیت سورۂ بقرہ کی آیات صیام کے ٹھیک وسط میں واقع ہے جہاں ایک طرف اس کی فرضیت کو ظاہر کیا گیا، تو دوسری طرف اس کی حکمت ومصلحت کو پیش کیا گیا، بندہ مومن جو روزہ دار ہوتا ہے، وہ بندگی کے کاموں کو بیش از بیش کرتا ہے، اور دعا اور تضرع سے کام لیتا ہے، کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ روزہ دار کی ایک دعا رد نہیں کی جاتی، بلکہ ضرور قبول ہوتی ہے، مذکورہ آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کیا ہمارا پروردگار نزدیک ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم اس سے سرگوشی کریں، یا وہ بہت دور ہے کہ ہم اس کو پکاریں، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ایک مرتبہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، صحابہ جب ٹیلوں پر بلند ہوتے تو تکبیر کہتے، اور لا الہ الا اللہ کہتے، اور جب نیچے وادی میں اترتے تو تسبیح پڑھتے، اور آواز اونچی کرتے، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی اور کہا لوگو! ذرا ٹھہرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ جسے تم پکارتے ہو وہ قریب ہے اور سنتا ہے ۔ اور وہ تو اتنا بھی قریب ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی سواری کی گردن بھی اس سے اتنی قریب نہیں ہے ۔

ارشاد باری وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ یعنی خدا کے وہ بندے جو اسے پکارتے اور اس سے دعا کرتے ہیں ۔ اور جو ہمیشہ بھلی باتیں سن کر سب سے اچھی بات کا انتخاب کرتے ہیں، خدا کے یہی بندے ممتاز اور نمایاں ہیں، جبکہ دیگر بندگان خدا جبر و قہر اور تشکیل، تکوین اور تخلیق کے لحاظ سے اسی کے بندے اور پروردہ ہیں۔ جبکہ حقیقی سائلین جو اس کے حضور گڑگڑاتے ہیں ۔ یہ خدا کے نیک صالح اور مخلص بندے ہوتے ہیں۔ جو اللہ کی بندگی کرتے ہیں ۔ اور دین کو خالص کر کے صرف اسی کے سامنے گڑگڑاتے اور اس سے فریاد کرتے ہیں ۔

دُعا بندگی بھی ہے، اور بندگی کا مغز بھی، چنانچہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

دعاء عبادت ہے ، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (غافر : ۶۰)	تمہارے رب نے کہہ رکھا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار پر لبیک کہوں گا، یقیناً جو لوگ میری بندگی سے اعراض کرتے ہیں، عنقریب وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم رسید ہوں گے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، آخر الذکر نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔)

ایک اور روایت میں ہے، دعا عبادت کا مغز ہے، کسی چیز کا مغز اس کا خالص ترین حصہ ہوتا ہے، اللہ کے نزدیک عبادت سے زیادہ برتر کوئی شے نہیں، کیونکہ وہ دین کا ستون، آسمان و زمین کا نور اور مومن کا ہتھیار ہے، اور جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ دوران دعا کوئی شخص ہلاک نہیں ہو سکتا، اللہ رب العزت بھی اسی کا خواہاں ہے کہ اسی سے دعائیں کی جائیں، اور الحاح وزاری سے دعائیں کرنے والوں کو وہ پسند کرتا ہے، اور جو اس سے سوال نہیں کرتا، وہ اس پر ناراض ہوتا ہے

اللہ یغضب ان ترکت سوالہ وبن اٰدم حین یسئل یغضب

اللہ سے سوال نہ کرو تو وہ ناراض ہوتا ہے جبکہ بنو آدم سوال کئے جانے پر غضبناک ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان ،،) ان سے کہہ دو کہ میرا پروردگار تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا اگر تم اسے نہ پکارو۔

خواہ ہم یہ کہیں کہ اس سے مراد دعا عبادت ہے، یا دعا مسئلہ ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہر دو دعائیں عبادت ہیں، خواہ ناگہانی افتاد پر اس سے سوال کیا جائے، یا ضرورت کے بغیر بھی محض اسے پکارا جائے، دعا ثمردار درخت کی حیثیت رکھتی ہے، یا اس کی حیثیت ودیعت کئے گئے خزانہ کی سی ہے، جو ہر ناگہانی افتاد یا وقوعہ پر آدمی کے کام آتی ہے، مصیبت کے آنے یا اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس سے بلائیں دور ہو جاتی ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تقدیر کا لکھا بس دعاؤں سے ہی دفع ہو سکتا ہے، عمر میں بس نیکی سے افزائش ہوتی ہے، اور خیرات بدترین اموات سے نجات دیتی ہے۔ (ابن حبان، حاکم، بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ، نیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے صحیحین کی شرط کے مطابق کہا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اطلاع دی کہ دعا سے تقدیر اور قضاء الٰہی کا تدارک ہوتا ہے اس لئے کوئی یہ نہ کہے کہ فلاں چیز ہو کر رہے گی، خواہ میں دعا کروں یا نہ کروں ۔ ! کیونکہ ایسی بیشمار چیزیں ہیں، جن کا حصول دعا کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے یا مٹا دیتا ہے، اور دعا قوت میں ہے۔

وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ ہمیں بچا، اور ہمارے لئے تو نے جس قدر فیصلے ایسے کئے جس کے اندر ہمارے لئے شر مضمر ہے، اسے ہم سے پھیر دے ۔

اب اگر تقدیر اور قضاء الٰہی کے دفعیہ کے لئے دعا سبب نہ ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مشروع نہیں فرماتے، اور نہ اپنی امت کو اس کی فہمائش یا ہدایت فرماتے، اور مراسیل حسن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

زکوٰۃ دے کر اپنی دولت کی حفاظت کرو، اپنے امراض کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کو دعا اور تضرع وزاری سے دفع کرو ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ،

اللہ سے تحفظ چاہو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا، اللہ سے غفلت طلب کرو۔ اس کو تم اپنے سامنے پاؤ گے، آسودگی میں اللہ کو پہچانے رکھو سختی میں وہ تمہیں پہچانے گا، جب سوال کرو، اسی سے مانگو، اور جب استعانت طلب کرو بس اللہ سے مدد چاہو۔ (ترمذی نے پوری روایت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا، اور اس کو حدیث حسن صحیح کہا)

جب بندے کا اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا ہے اور وہ آسودگی اور خوشی کے لمحات میں اس کو پکارتا ہے، اور اس کے بعد جب کبھی وہ سختی اور درستی میں یا کسی سخت حاجت میں پڑجاتا ہے، اور اللہ کو پکارتا ہے، تو اللہ رب العزت سے اس کے فرشتے کہتے ہیں۔

" اے پروردگار ایک جانے پہچانے بندے کی مانوس آوازیں ہیں

ندایا اس کی پکار کو سن لے "

یہی وجہ ہے کہ بعض اسلاف یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ تو نے دعا کا حکم دیا، اور قبولیت کا وعدہ کیا، لہٰذا تیرے حکم کے بموجب میں تجھ سے مانگتا ہوں، لہٰذا میری فریاد کو سن لے۔ ــــ احسان یہ ہے کہ اپنے رب کی بندگی اس طرح کی جائے گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، اور یہ عقیدہ رکھو کہ تمہاری دعا ایسی جگہ پر ہے جہاں اللہ تعالےٰ سنتا ہے۔

اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (الشعراء ، ۲۱۸ ، ۲۲۰)	وہ تم کو دیکھتا ہے اور نیز نمازیوں کے ساتھ نشست و برخاست کو بھی دیکھتا ہے بیشک وہی سننے جاننے والا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

اسکی ذات پاک و بزرگ ہے جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے۔

" خصومت کار ــــ یعنی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اور اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے لگی کہ انھوں نے میری جوانی کو تباہ کردیا، میرا مال کھا گئے، ان سے میرے کچھ اولاد ہوئی، پھر جب ان پر کبر سنی آئی تو انھوں نے مجھ سے ظہار کرلیا، اس لئے میں اپنا شکوہ بس اللہ کے سامنے کرتی ہوں " ابھی میں کوٹھری کے ایک گوشے میں تھی، اور اس خاتون کی کچھ باتیں سن رہی تھی، جبکہ اس کی کچھ باتیں مجھ پر مخفی تھیں، اور وہ اپنی جگہ سے ہٹی بھی نہیں تھی کہ اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی شکایت سُن لی، اور یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ (المجادلة ۱)

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی اور اللہ سے شکایت کرتی تھی، اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا، بلاشبہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ وہ ہے جس کو اللہ نے حضرت یونس علیہ السلام کی بابت نقل کیا، اجمالاً وہ قصہ یہ ہے کہ جب ان کی قوم نے ان کی لائی ہوئی ہدایت کو قبول نہیں کیا، اور ان کے آتش غضب کو تیز کیا، تو وہ اپنی بستی سے غضبناک ہو کر نکل پڑے۔ آگے بڑھے تو ایک کشتی پر سوار ہوئے، سوء اتفاق کہ کشتی ڈوبنے لگی، انھوں نے کشتی کا سارا بوجھ دریا میں ڈال دیا، لیکن کشتی ذرا بھی اوپر نہیں آئی پھر انھوں نے قرعہ اندازی کا فیصلہ کیا، چنانچہ یونس بن متی (علیہ السلام) کے نام قرعہ فال نکلا، کشتی والوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا، کیونکہ انبیاء کرام کی آزمائش سخت ترین آزمائش ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ (الصافات ۱۴۱)

تو قرعہ ڈلوایا، پس خطاوار ٹھہرے۔

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ (الصافات: ۱۴۲)

پس مچھلی ان کو نگل گئی، اور وہ (اپنے کو) ملامت کر رہے تھے۔

یعنی پیغمبر علیہ السلام کو اپنی قوم پر جو اتنا شدید غصہ آیا اور اس کی وجہ سے جو وہ شہر بدر ہوئے اس کی وجہ سے اللہ نے انھیں تنبیہ فرمائی جبکہ ان کا فرض یہ تھا کہ وہ اپنی قوم کی اذیت پر صبر کرتے، بہرکیف ایسے نازک وقت میں انھوں نے تین تاریکی در تاریکی میں اپنے رب کو یاد کیا۔ پہلی تاریکی دریا کا اندھیرا تھا دوسرے رات کی تاریکی، اور تیسرے مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ آپ کی دعا کے الفاظ یہ تھے۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ

کوئی معبود نہیں سوائے تیرے، تو پاک ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (الانبیاء ۸۷-۸۸)

بیشک میں ظالموں میں سے ہوں، پس ہم نے ان کی سن لی اور انھیں غم سے نجات دی، اور ہم ایمان لانے والوں کو ایسے ہی نجات دیتے ہیں

پھر اس دعا کی قبولیت کا اظہار کرتے ہوئے باری تعالےٰ نے بتایا کہ عظیم تر پیغمبر کی نجات محض اس لئے ہوئی کہ وہ اس کربناک ماحول میں بھی اپنے رب کو پکارتے رہے۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (الصافات ۱۴۳، ۱۴۴)

تو اگر وہ تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے تو وہ ٹھہرے رہتے اس کے پیٹ میں اس روز تک جب (لوگوں کو) اٹھایا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

میرے بھائی ذوالنون (مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا ایسی دعا ہے، جسے جو کوئی مصیبت زدہ بھی مانگے گا، اللہ اس کی دعاؤں کو ضرور سنے گا، یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (ترمذی، بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

اس لئے جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ان کی دعاؤں کو سختی کے دنوں میں سنے، انھیں چاہیے کہ راحت اور آسائش کے دنوں میں وہ اسے زیادہ سے زیادہ پکارتے رہیں" ـــــ ایک مسلمان آدمی جب کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس کے اندر قطع رحمی، یا گناہ گاری کا کوئی دخل نہیں ہوتا تو تین میں سے کوئی ایک صورت اس کے لئے ضرور حاصل ہوتی ہے، پہلی یہ کہ یا تو اللہ تعالےٰ اس کی دعا کو فوری طور پر قبول کر لیتا ہے، دوسرے یا تو اس کی دعا کو ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے۔ تیسرے یا اس پر آنے والی کسی ناگہانی افتاد کو دفع کر دیتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، تب تو ہم بکثرت دعائیں مانگیں گے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا، اور خدا کا فضل و کرم تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی کہیں کشادہ اور فراخ ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ اس کی حلاوت اور شیرینی کو چکھ لیتا ہے، تو اس کے سامنے خیر، رحمت اور اجابت کے تمام دروازے چوپٹ کھل جاتے ہیں، چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مجھے قبولیت دعا کی چنداں فکر نہیں، مجھے تو بس دعائیں کرنے کا غم ہے۔ اور اگر مجھے دعائیں کرنا نصیب ہوگیا، تو اجابت بھی خود بخود حاصل ہوگی۔

اب جبکہ یہ امر ثابت ہے کہ دعا عبادت ہی نہیں، بلکہ عبادت کا مغز ہے، اور بندہ کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۶) اور میں نے انسانوں اور جنوں کو محض عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسان دعاؤں سے آزردہ اور مایوس نہ ہو، اور نہ دعائیں کرنے سے عاجز رہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

جب تک جلدی نہیں کی جائے گی، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، مثلاً کوئی یوں کہنے لگے کہ میں نے تو بہت ساری دعائیں کیں، لیکن کیا کروں میری سنی نہیں جاتی۔ (متفق علیہ۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

افضل ترین عبادت یہ ہے کہ کشادگی اور فراخی کا انتظار کیا جائے، اس لئے ان الفاظ کو ورد زباں، اور حرز جان بنائے رکھو، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

اور پھر جب یہ ثابت ہوا کہ دعا عبادت ہے، بلکہ عبادت کا مغز ہے، تو یہ امر واضح ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبادت کو غیر اللہ کی طرف پھیرنا شرک ہے، اور ایسا عظیم گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ)	اور جو ایمان کا انکار کرے اس کا عمل رائیگاں ہوا۔
مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ	جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے، تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ظلم کرنے والوں کے لئے کوئی معاون نہیں ہے۔

لہٰذا اب جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر کسی مردہ مخلوق کو پکاریں گے اپنی ضرورتوں کے لئے اس کے سامنے روئیں اور گڑگڑائیں گے اور اپنی مشکلات کا اس سے حل اور علاج چاہیں گے، خواہ وہ مخلوق کوئی نبی یا پیغمبر ہو ولی، یا کوئی صحابی ہو، علی، عبدالقادر، عیدروس، یا کوئی قبر والا ہو تو اس میں شک نہیں کہ ایسے تمام پکارنے والے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے تصور کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (یونس ۱۰۶)	اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسے کو مت پکارو جو تمہیں نفع نہ دے سکے، اور نہ نقصان دے سکے اور اگر تم نے ایسا کیا، تب یقیناً تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو گے۔

اللہ رب العزت نے یہ خبر دی ہے کہ جو لوگ قبروں میں پڑے ہوئے مردوں سے فریاد کریں ان سے زیادہ گمراہ اور ظالم کوئی نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ مردہ خود اپنے کردار میں گرفتار ہوتا ہے۔ نہ وہ اپنی نیکیوں میں کوئی اضافہ کر سکتا ہے، نہ ہی اپنی برائیوں کو کم کر سکتا ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى	اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا، جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے، جو قیامت تک اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ، وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ

پکار کو نہ سن سکے، بلکہ وہ ان کی پکار سے بھی یکسر غافل ہیں۔ اور جب لوگوں کو یکجا کیا جائیگا تو وہ خود ان کے دشمن ہوں گے اور وہ انکی عبادت سے بھی انکاری ہوں گے۔

(الاحقاف ۶۰۵)

لہٰذا صرف اپنے رب سے اخلاص کے ساتھ دعائیں مانگو، کیونکہ وہی نفع اور نقصان پہنچانے والا ہے۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

کہو تمہاری کیا رائے ہے جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے، تو کیا وہ اس کے ضرر کو ہٹا سکیں گے۔ یا اگر وہ مجھ پر کوئی نوازش کرنا چاہے۔ تو کیا وہ اس کی نوازش کو روک سکیں گے، تم کہدو کہ اللہ میرے لئے کافی ہے اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے

(الزمر ۳۸)

دعا خالص اللہ کا حق ہے، اور وہ کبھی اس کو گوارہ نہیں کرے گا کہ اس کی کسی مخلوق کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن ۱۸)

اور بیشک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، پس تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

عہد حاضر کے مشرکین، جاہلیت کے مشرکین سے کہیں زیادہ گہرے مشرک ہیں، یہی وجہ ہے کہ تم دیکھو گے کہ خواہ یہ مرد ہوں یا عورت یہ بار بار قبروں اور مزاروں کے چکر کاٹتے ہیں جس کے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقول ان کے اولیاء مدفون ہیں ، اور وہ کائنات ارضی میں تصرف کی اہلیت رکھتے ہیں ۔(نعوذ باللہ) پھر یہ افراد اپنی مشکلات کے ازالہ اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے انھیں سے فریاد کرتے ہیں:

المستجیر لعمرو عند کربتہ کالمستجیر من الرمضاء بالنار

عمرو (وبکر) سے جو لوگ مشکلات کے عالم میں فریاد کرتے ہیں، ان کی حیثیت اس شخص کی سی ہے، جو شدت کی گرمی میں آگ کے اندر پناہ ڈھونڈے ۔ !

ادنیٰ ترمیم کے ساتھ اسی شعر کو ہم یوں عرض کریں گے ۔

المستغیث بقبر عند کربتہ کالمستغیث من الرمضا بالنار

قبروں اور مزاروں سے جو لوگ مشکلات کے عالم میں .....

اگر انھیں کوئی واعظ یا نصیحت کرنے والا قرآنی آیات پڑھ کر شرک سے باز رکھنے کی تلقین کرتا ہے ، اور انھیں بتاتا ہے کہ شرک حرام اور سب سے بڑا ظلم ہے ، تو وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیتیں خاص مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں ، پھر تم ہمیں ان مشرکین کی صف میں کیوں شمار کرتے ہوئے ، جب کہ ہم موحد مسلمان ہیں ۔ اور " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کلمہ پڑھتے ہیں ، لیکن نادان اتنا نہیں جانتے کہ اس کلمہ طیبہ کی یہ شرط ہے کہ اس کا اقرار کرنے والا سب سے پہلے شرک سے باز آئے ، ورنہ اس کی شہادت جھوٹی اور وہ دروغ گو کہلائے گا ، اور اپنے رب کا منکر ہوگا ، اور یقینا اسے معلوم بھی ہے کہ اولین مشرکین کی بہ نسبت خود یہ کہیں زیادہ غلیظ اور سخت مشرک ہیں ، لیکن یہ محض اپنے جھوٹے دعوؤں اور زبانی پروپیگنڈوں کے ذریعہ اپنے شرک پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں ، اور اس طرح وہ اپنے کردار میں بدی کا ارتکاب کرتے ہیں ، اور سزاؤں سے بچنا بھی اپنا حق سمجھتے ہیں ۔

اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ فَلَا یَاْمَنُ کیا وہ اللہ کی تدبیروں سے مطمئن ہو چکے ہیں ، حالانکہ اللہ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف ۹۹) کی تدبیر سے تو بس خسارہ اٹھانے والی قوم ہی مطمئن ہو سکتی ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا (یونس ۱۸)

اور وہ اللہ کے سوا ایسے کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں۔

یعنی مشرکین انھیں اپنے اور اللہ کے درمیان رابطہ کی کڑی سمجھتے ہیں، تاکہ وہ انھیں اللہ سے قریب کردیں، حالانکہ یہ معبودان باطل خود اپنے لئے کسی قسم کے نفع یا ضرر کے مالک نہیں ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (فاطر ۱۴)

اور تم جنھیں اس کے سوا پکارتے ہو وہ معمولی سی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں، اگر تم انھیں پکارو، تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے، اور اگر سنا تو اسے قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کرنے کا بھی انکار کر بیٹھیں گے اور تمہیں خدائے خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دیگا۔

اور وہ محض باری تعالےٰ کی ذات ہے۔

اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو کر پورے اخلاص کے ساتھ اپنے رب سے دعائیں مانگو، جادہ مستقیم پر ثابت قدم رہو، اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام کے اسلامی آداب

مصافحہ اور معانقہ کی سنت اور بوسہ کی کراہت

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اور یہ ایسے بندے کی گواہی ہے جو یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ اس کا پروردگار ہے ، اور پھر اسی پر وہ استوار رہا ، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جملہ خلائق کے سردار اور اللہ کے بندے ہیں ، اور وہی جنت کی دعوت دینے والے ہیں ، اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جملہ آل و اصحاب کرام پر بہت بہت درود اور رحمتیں نازل فرما ، حمد و صلوٰۃ کے بعد ! صحیح مسلم میں یہ روایت ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،

> مسلمان کا مسلمان پر چھ حق ہے ، جب اس سے ملاقات کرے
> اسے سلام کرے ، جب اس کو پکارے ، اس کی پکار پر لبیک کہے
> جب نصیحت طلب کرے اسے نصیحت کرے ، جب چھینکے ، اور
> الحمد للہ کہے تو یہ اس کو چھینک کا جواب (یَرْحَمُكَ اللّٰه) سے
> دے ، جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ مرجائے تو
> اس کے جنازے میں شریک ہو ۔ (مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

ایک مسلم کے دوسرے مسلم پر یہی حقوق ہیں ، اور ان حقوق سے بھائیوں کے درمیان بھائیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سی محبت اور بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ پر پروانہ وار ٹوٹ پڑے، پھر میں نے جب آپ کا چہرہ دیکھا تو میں نے یقین کر لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، میں نے آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے، سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ قرابت داری کا لحاظ کرو۔ جب لوگ سوئے رہیں تم نمازیں پڑھو تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی، حدیث حسن صحیح ہے)

نیز فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم اس وقت تک مومن نہیں ہو گے جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ رکھو، سنو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس کو عمل میں لاؤ تو تمہیں آپس میں محبت ہو، ؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔ (مسند احمد، مسلم، ترمذی، ضیاء مقدسی بروایت زبیر رضی اللہ عنہ باسناد جید)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کیسا سلام بہتر ہے ؟ فرمایا، کھانا کھلاؤ اور ہر کسی کو سلام کرو، خواہ تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔ !

بخاری میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا تین چیزیں جس کے اندر یکجا ہوئیں اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔ نفس کیساتھ انصاف دنیا میں سلام (اور سلامتی) کو عام کرنا اور تنگی کے باوجود انفاق کرنا۔

سلام، اسماء الٰہی سے ہے، لہٰذا آپس میں اس کو عام کرو، جب تم سلام کرتے ہو تو معنوی طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا تم اس کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہو، اور یہ مسلمانوں کا سلام ہے جس کا آغاز اس وقت سے ہے جبکہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اور قیامت تک رہے گا۔ کیونکہ بخاری اور مسلم میں ہے۔

جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو فرمایا، جاؤ اور فلاں گروہ کو سلام کرو (یہ گروہ فرشتوں کی جماعت تھی۔) پھر دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ جو جواب وہ دیں گے۔ وہی تمہارا اور تمہاری آنے والی نسلوں کا سلام ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام گئے۔ اور کہا السلام علیکم! انھوں نے کہا، السلام علیک ورحمۃ اللہ۔

اس طرح فرشتوں نے "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کیا۔

یہی سلام اہل جنت کا طریق سلام بھی ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس ۱۰)

وہاں ان کا قول سبحانک اللھم ہوگا، اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا، السلام علیکم، اور ان کا آخری قول یہ ہوگا، الحمد للہ رب العالمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ، اسلام کی اپنی ایک صدائے بازگشت ہے، اور وہ ایک مینار ہے، جیسے شاہراہوں کا مینار ہوتا ہے، اور یہ بھی اسی کی تعلیم ہے کہ تم ایک اللہ کی پرستش کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز کی پابندی کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو، نیکیوں کا حکم دو، منکرات سے روکو، مسلمانوں میں سے جس سے تمہاری ملاقات ہو، اس کو سلام کرو۔ گھر میں داخل ہونے لگو، تو گھر والوں پر سلام کرو۔ اس طرح گویا آپ نے یہ بتایا کہ اسلامی آداب اور طرز معیشت یہ ہے کہ ہر مسلمان ملنے والے سے سلام کرو۔ کسی مجلس میں جاؤ، تو مجلس والوں کو سلام کرو۔ اٹھ کر جانے لگو تو سلام کر کے نکلو۔ کیونکہ ہر دو مجلس یکساں ہے۔ دوسری کے مقابلہ میں پہلی مجلس کوئی خاص استحقاق کی حامل نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا ۔ گھر میں داخل ہونے لگو ، تو گھر والوں پر سلام کرو ، کیونکہ گھر والوں کو سلام میں پہل کرنے پر اہل خانہ پر برکتوں کا نزول ہوگا ، ان پر رحمتیں نازل ہوں گی اور فرشتے گھر والوں پر اپنے پروں کا سایہ کریں گے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا :

میرے بیٹے ! جب گھر والوں کے پاس جاؤ ۔ تو انھیں سلام کرو ۔ کیونکہ خود تم پر اس سے برکتیں نازل ہونگی ۔ اور گھر والوں پر بھی برکتوں کا نزول ہوگا ۔ (ترمذی ؛ حدیث حسن صحیح ہے)

یہ اسی لئے کہ اللہ نے سلام کی خوبی یہ بیان فرمائی کہ یہ خوش آمدید کہنے کے لئے مبارک اور خوبصورت کلمات ہیں ۔ فرمایا :

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (النور ٦١)	پھر جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو ۔ (جو ایک) دعائے خیر ہے ، اللہ کی طرف سے برکت والی (اور) عمدہ

کیونکہ گھر والوں پر سلام کرنے والا آپ اپنے اوپر سلام کرنے والا بھی متصور ہوگا ، نیز فرمایا :

تین آدمی ہیں جن میں سے ہر ایک کی ذمہ داری اللہ پر ہے ، ایک وہ شخص جو راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا ، اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے دوسرے وہ شخص جو مسجد میں داخل ہوا ، اس کی ذمہ داری بھی اللہ پر ہے ۔ اور تیسرے وہ شخص جو سلام کرکے اپنے گھر میں آئے ، اس کی ذمہ داری بھی اللہ پر ہے ۔

لیکن افسوس کہ اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگوں نے اس سنت سے اہمال برتا ، اور اس بات سے حسد کیا کہ خود ان کے گھروں میں برکتوں کا نزول ہو ، اور آج یہ حال ہے کہ بہتیرے افراد گھر میں گالی گلوچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں، اور گھر کا جو فرد ان کے سامنے آتا ہے۔ یہ اسے لعنت ملامت اور سخت سست کہتے ہیں، حالانکہ جو کوئی کسی ایسے پر لعنت کرے جو اس کے لائق نہ ہو۔ تو یہ لعنت خود اس کے اوپر لوٹ کر آتی ہے۔ پھر ایک مومن کو لعنت کرنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے۔

اسلامی عہد میں سلام امن و آشتی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ یعنی جب ایک شخص دوسرے کو سلام کرتا اور دوسرے اسے سلام کا جواب دیتا، تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہر دو افراد امن و سلامتی میں داخل ہوئے۔ اور ایک کو دوسرے سے کسی گزند کے پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

بعض غزوات میں اصحاب کرام میں سے بعض نے ایسے افراد کی طرف رخ کیا جو اپنے اسباب اٹھائے ہوئے، ایک طرف کو جا رہے تھے، صحابہ کرام نے ان لوگوں کو مشرک تصور کیا۔ جب یہ لوگ سامنے آئے تو انھوں نے سلام میں پہل کی، اور کہا السلام علیکم، انھوں نے جواب نہیں دیا، اور کہا کہ انھوں نے ہمیں اسی لئے سلام کیا ہے تاکہ اپنے اسباب کو ہم سے بچا لے جائیں، چنانچہ انھوں نے ان کے اسباب کو جا لیا۔ اور انھیں اپنے ساتھ ہانک لائے، لیکن اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔ جو ہر سربستہ رازوں اور بھیدوں سے بخوبی واقف ہے۔ چنانچہ ان غنیمت اکٹھا کرنے والوں کی بابت اللہ نے بخوبی جان لیا، اور تب ہی یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا (النساء ۹۴)

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں باہر نکلو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔ اور جو شخص تم کو سلام کرے، تو اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیا تم دنیوی زندگی کا ساز و سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔ تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ لیکن اللہ نے تم پر احسان کیا، تو ایسے موقعہ پر تم تحقیق کر لیا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیت بندگان خدا کو جملہ امور میں سنجیدگی، غور وفکر اور تحقیق وتفتیش کی تعلیم کے لئے ہے تاکہ ان کے اندر اعلیٰ تہذیب پختہ ہو، اور وہ کسی کے ساتھ غلط اقدام نہ کر بیٹھیں، اور اس کی مملوکہ چیز ناحق نہ چھین لیں۔ حسن کردار کی یہ تعلیم، حسن گفتار کے اس دوسرے طریق تعلیم کے عین مطابق ہے۔ ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ	اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس
فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا	کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، تاکہ
قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا	تم کسی قوم کو نادانی سے نقصان (نہ) پہنچا دو۔
فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات ۶)	پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

قرآن پاک نے انسانی زندگی کا بہترین نظام پیش کیا، اور انفرادی واجتماعی زندگی میں انھیں حسن وعمل کی دعوت دی، اور یہ بتایا کہ ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ بالخصوص سلام کرنا بھائی چارگی کو راسخ کرتا ہے اور بغض وحسد کی خلیج کو پاٹ دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> تم سے پہلے کی قوموں کی بیماری تمہارے اندر بھی چپکے چپکے سرایت کر چکی ہے، یہ بیماری بغض وحسد ہے، اور مونڈھ دینے والی ہے، اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، حضور! مونڈھ دینے والی کیا ہے؟ فرمایا یہ بالوں کو نہیں مونڈتی، بلکہ دین کو مونڈھ کے رکھ دیتی ہے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگے، جب تک تمہارے اندر ایمان اور یقین نہ ہو، اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہارے اندر محبت نہ پیدا ہو، اور سنو! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب اس کو بروئے کار لاؤ تو تمہارے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے سے محبت پیدا ہو ؟ دیکھو آپس میں سلام کو عام کرو ۔ (مسند احمد، مسلم، ترمذی، ضیاء مقدسی بروایت زبیر رضی اللہ عنہ باسناد جید)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بغض کرنے والوں کے درمیان اصلاح اور درستی پر زور دیا، اور اس کی تاکید فرمائی کہ انھیں ایک دوسرے سے قریب کیا جائے، بالخصوص جبکہ ان دونوں کے درمیان قرابت اور رحم کا رشتہ ہو کیونکہ اس صورت میں عداوت اور دشمنی سخت جانگسل ہوگی، اور قطع تعلق کا گناہ ان کے اندر شدید تر ہوگا۔ حدیث میں ہے ۔

کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ اس طرح چھوڑے رکھے کہ دونوں کا جب ایک دوسرے سے سامنا ہو تو یہ اس سے منہ پھیر لے، اور وہ اس سے منہ کو پھیر لے جبکہ ان میں سب سے بہتر وہی ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے ۔

(متفق علیہ بروایت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ کسی مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو اس لئے چھوڑے رکھنا جائز نہیں ہے کہ ان کے درمیان کوئی ناچاقی خلفشار یا خصومت ہو، یا حقیر دنیا کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی عناد ہو۔ اور سب سے بہتر آدمی تو وہ ہے جو نرم دل، نرم زبان رکھتا ہو، اپنے ہر ملاقاتی سے سلام کرے، اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا، تو اسے بھی سلام کرے، تاکہ دل کا غبار اور کینہ کپٹ زائل ہو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی اللہ کے لئے انکساری کرتا ہے، اللہ اس کو بلند مقام مرحمت فرماتا ہے، اور اگر کوئی اللہ کا نافرمان ہو تو تمہارا اس کے ساتھ سب سے بہتر سلوک اور بدلہ یہ ہے کہ اس کی بابت تم اللہ کے نافرمان مت بنو، بلکہ اپنے رب کی اطاعت کرو۔ اور سب سے زیادہ سنگدل وہ ہے جس سے اگر کہا جائے کہ اپنے قرابت دار، یا اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بھائی پر رحم کر، تو یہ جواب دے، کہ تم اپنا دیکھو، میرے معاملہ میں ٹانگ نہ اڑاؤ۔۔!

کسی مسلمان کا سال بھر چھوڑے رکھنا اس کا خون بہا دینے کے مترادف ہے۔ (ابو داؤد، باسناد صحیح، بروایت اسلمی رضی اللہ عنہ انھوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو سال بھر چھوڑے رکھا گویا اس نے اس کو مار ڈالا)

لہٰذا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی مسلمان بھائی کے ساتھ سلام کلام ترک کر دے۔ ہاں اگر وہ کسی معصیت میں مبتلا ہو تو اس امید پر اسے چھوڑا جا سکتا ہے کہ شاید وہ توبہ کرے۔

وھجران من ابدی المعاصی سنۃ وقد قیل ان یردعہ اوجب واکد

جس کسی نے معاصی کا ارتکاب کیا اسے چھوڑ دینا سنت ہے، جبکہ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ دینا کہیں زیادہ واجب اور ضروری ہے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روشن ہدایت یہ ہے کہ ہجر (اور بائیکاٹ کرنا) صرف اسی صورت مفید ہے جب اس کا نفع زیادہ ہو، اور کامیابی یقینی ہو، جیسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا سماجی بائیکاٹ کیا، جنھوں نے آپ کے ساتھ جہاد میں نکلنے کے بجائے پیچھے ہی رہ گئے، یہ افراد کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم تھے، اور یہ تمام افراد صحابہ کرام میں شامل تھے، یوں ہی آپ نے ان صاحب کا بھی بائیکاٹ کیا، جنھوں نے اپنے مکان کے سامنے ایک گنبد سا تعمیر کیا، اور یہ ارد گرد کے پڑوسیوں کے مکانات سے اوپر اونچا نکل رہا تھا، آپ نے ان صاحب کو اس وقت تک سلام نہیں کیا، یا سلام کا جواب نہیں دیا جب تک کہ انھوں نے اس کو منہدم نہیں کیا، یوں ہی آپ نے ان صاحب سے بھی قطع تعلق کیا جنھوں نے زعفران کی خوشبو استعمال کر لی تھی، اور جب تک انھوں نے اس کو دھو نہیں لیا، آپ نے انھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام کا جواب نہیں دیا، اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی رنگت ظاہر نہ ہو، البتہ اس کی خوشبو بھڑکیلی ہو، جبکہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کی رنگت نمایاں ہو اور بو ہلکی ہلکی ہو جیسے زعفران اور حنا (مہندی) وغیرہ آپ نے سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے والے سے بھی بات چیت نہیں کی اور ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ جب بعض حاضر باش اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا کہ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب کیوں نہیں دیا، دوسری طرف انھوں نے ان صاحب سے کہا۔ جاؤ انگوٹھی نکال پھینکو پھر آپ کے پاس جاؤ، اور سلام کرو، آپ ضرور سلام کا جواب دیں گے، وہ صاحب گئے، اور انگوٹھی نکال پھینکی، پھر آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا، جب تم آئے تو تمہارے جسم پر جہنم کا زیور پڑا ہوا تھا اس لئے میں نے تمہیں سلام کا جواب نہیں دیا۔ بائیکاٹ اور ترک تعلق کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حد تک تفصیل ثابت ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

بائیکاٹ تعزیر اور ڈانٹ ڈپٹ کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اس کا استعمال اسی صورت ممکن ہے جبکہ اس کا نفع پہنچ سکے، اور اگر بائیکاٹ کی وجہ سے جس کا بائیکاٹ کیا جائے، اس شخص کے اندر نفرت اور عداوت کے جذبات ہی پروان پائیں، اور وہ متمرد اور سرکش ہو جاتا ہے، تو اس صورت میں یہ اقدام نہیں کرنا چاہئے۔

پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے یہودیوں، عیسائیوں اور منافقوں کو بھی سلام کا جواب دیدیتے تھے، جو آپ کو بڑھ کر سلام کرتے تھے، اور آپ کا ارشاد ہے۔

یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو۔

ایک متفق علیہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ،

جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو جواب میں تم بس وعلیکم کہدو (مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی ـــ یہ صاحب بڑے بودے تھے، لیکن ان کی قوم پر ان کا کچھ اثر تھا۔ ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے آنے دو۔ (اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بتایا گیا تو وہ اپنے سماج کا بدترین آدمی ہے، پھر جب وہ شخص آیا تو ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے ہنس کر اور انبساط سے بات چیت کر رہے ہیں۔ جب وہ صاحب چلے گئے تو بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا۔ آپ نے ابھی فرمایا کہ وہ اپنے سماج کا کوئی اچھا آدمی نہیں ہے۔ لیکن اس کے آنے پر ہم نے دیکھا کہ اس کے سامنے ہنس رہے ہیں۔ اور انبساط کا اظہار کر رہے ہیں۔؟ آپ نے فرمایا، کیا تم مجھے فحش گو سمجھتی ہو؟ بدترین آدمی تو وہ ہے جسے لوگ اس کی فحش کاری سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔ ایک اور روایت میں ہے۔ اس کے شر سے بچنے کے لئے اسے چھوڑ دیں۔ ـــ اور یہ حقیقت ہے کہ آج کے یہود و نصاریٰ اور منافقین کی سرشت کچھ ایسی ہے کہ بائیکاٹ ان کے لئے چنداں مفید نہیں ہوگا، کیونکہ یہ یقین ہے کہ یہ ان کے لئے سخت مضر ہوگا۔ اور انھیں کے زمرے میں دوسرے بدعت پسند گروہ اور جماعتیں داخل ہیں۔ جیسے شیعہ وغیرہ ان کے حق میں بھی بائیکاٹ مضر ہوگا۔ اور ان کے عقیدے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اس لئے اس بات کی اجازت ہے کہ انھیں سلام کیا جائے۔

ہم نے پہلے عرض کیا کہ سلام اللہ رب العزت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جس کے معنیٰ سلامتی اور امن و شانتی کی دعا کے ہیں۔ اور سب سے قابل قدر آدمی وہ ہے، جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ اور بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل سے کام لے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شاہراہوں اور سڑکوں کے بیچ میں بیٹھنے سے گریز کرو۔

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے ہمیں سڑکوں پر بیٹھنا ہی ہوتا ہے ۔ (پھر ہم کیا کریں ؟) آپ نے فرمایا ، اگر تم بیٹھنا ہی چاہو ، تو راستوں کو اس کا حق دو ۔ ! اصحاب کرام نے عرض کیا ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راستوں کا حق کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا ، نگاہوں کو نیچی رکھنا ، اذیت رسانی سے بچنا ، سلام کا جواب دینا ، اور نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے گریز کرنا ۔

سلام کی بابت اسلامی تعلیمات اور اس کے آداب یہ ہیں ، اور سمع وطاعت کا فائدہ یہ ہے کہ اتباع اور پیروی کی جائے ، اس لئے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ ، اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو ۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ۔ !

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوت چھات، فال لینا، گنڈہ تعویذ اور چہار شنبہ اور ماہ صفر کو منحوس سمجھنا

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہیں، ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں، اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور کوئی طاقت اور قوت سوائے اللہ کے کسی اور کو حاصل نہیں ہے، اور ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔ چھوت چھات اور فال لینا کوئی چیز نہیں، اور بھوت پریت اور صفر (کی نحوست) کوئی چیز نہیں ہے۔

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار فرمایا کہ چھوت چھات، اور متعدی امراض بھی بنفس نفیس اثر انداز ہوتے ہیں اور قضاء وقدر اور تقدیر الٰہی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ آپ نے یہ صراحت فرمائی کہ اللہ نے جو چاہا کیا، اور اس نے جو نہیں چاہا نہیں کیا، اور ایک بار جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ چھوت چھات کوئی چیز نہیں، (مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) تو ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہموار زمین پر اونٹ ہرنوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اتنے میں ایک خارش زدہ اونٹ ان کے پاس چلا آتا ہے، اور دیکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی دیکھتے تمام اونٹوں کو خارش کا عارضہ لاحق ہوجاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: بھلا بتاؤ! آخر اس پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے آگئی؟ اس روایت میں آپ نے یہ اشارہ فرمایا کہ پہلے اونٹ کو محض قضاء و قدر کے نوشتہ اور تقدیر الٰہی کی وجہ سے خارش کا مرض لگا، اس میں چھوت چھات کا کوئی عمل دخل ہرگز نہیں تھا، اسی طرح باقی ماندہ ہر اونٹوں کو محض نوشتہ تقدیر کی وجہ سے یہ مرض لگا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث سے مطلق چھوت چھات کا انکار بھی نہیں فرماتے ہیں، اس لئے کہ یہ ایک واقعی امر ہے اور روزمرہ کے مشاہدات اس کی شہادت دیتے ہیں، جیسے خود اس اعرابی کا مقولہ اس کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

نیز صحیحین کی اس روایت سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"تندرست اونٹوں کے درمیان، بیمار اونٹوں کو نہ رکھا جائے۔"

اس روایت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ خارش زدہ، یا سخت پیاس کے مرض میں مبتلا اونٹوں کو صحت مند اونٹوں کے بیچ نہ لایا جائے، نیز یہی حکم بکریوں اور بیمار مرغیوں کا ہے، جنھیں مرغیوں والا دھوکہ سے لوگوں کو فروخت کر دیتا ہے، جبکہ حدیث میں ہے۔

"جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں"

(مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا پر توکل کرتے ہوئے بلا اور آزمائش کے اسباب اور وباء اور چھوت چھات سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:۔

"جذامی سے ایسے ہی بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔"

ایک مرتبہ ایک جذامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اسے شہر میں آنے سے منع فرمایا، اور کہا کہ تم لوٹ جاؤ، ہم نے تم سے بیعت کر لی ہے۔ یوں ہی چیچک زدہ اور دوسرے امراض سے متاثر لوگوں کا حال ہے، پھر اللہ نے اسباب کو ان کے مسبب سے جوڑ رکھا ہے۔ اور ہر شی کا ایک نہ ایک سبب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر فرما دیا ہے۔ لہٰذا پرہیز علاج سے بہتر ہے، اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"جب کسی علاقہ میں وبا پھیلی ہوئی ہو، تو وہاں ہرگز مت جاؤ"

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام گئے تو آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی بڑی تعداد موجود تھی جب آپ دبازدہ شہر کے قریب پہنچے تو بیرون شہر حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے ملاقات ہوئی، انھوں نے بتایا کہ شہر میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ آپ شہر کے باہر اتر گئے، پھر ۔ آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مہاجرین کو یکجا کرنے کے لئے فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مہاجرین کو اکٹھا کیا۔ جب وہ اکٹھا ہوئے، تو آپ نے شہر میں داخل ہونے یا نہ داخل ہونے کی بابت مشورہ لیا، بعضوں نے کہا، آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں، اور شہر میں داخل ہو جائیں۔ بعضوں نے کہا، یہاں سے لوٹ جائیں، اور اندر نہ جائیں، پھر آپ نے انھیں رخصت ہونے کے لئے کہا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ انصار کو میرے پاس بھیج دو، انھوں نے بالاتفاق یہ مشورہ دیا کہ آپ لوٹ جائیں اور صحابہ کو لے کر ہلاکت کی جگہ نہ جائیں اتفاق سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اب تک غیر حاضر تھے، جب وہ آئے تو عرض کیا کہ اس تعلق سے میرے علم میں ایک بات ہے۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے۔

"جب کسی بستی میں وبا پھیلی ہوئی ہو تو اس کے اندر مت جاؤ"

تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق کی تحقیق پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور سنن ابوداؤد میں ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

"عدن میں ہمارا ایک شہر ہے، جو ہمارا سبزہ زار اور گرمی گذارنے کی جگہ ہے۔ لیکن جب ہم وہاں اترتے ہیں۔ تو ہمارے جسم کمزور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں، اور ہماری تعداد گھٹ جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسی بری حالت میں اس کو چھوڑ دو - کیونکہ بعض میل جول بھی ہلاکت کا باعث ہے -"

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وبا زدہ چیزوں سے کسی انسان کی نزدیکی، اور بکثرت امراض کی شکار کسی ایسی بستی میں رہائش میں ہلاکت اور بربادی ہے۔ لہٰذا اس جیسے وبا زدہ شہر میں رہنا کسی قسم کی بدفالی نہیں، یوں ہی کسی متعدی بیماری میں مبتلا آدمی کو شہر میں آنے سے روکنا کسی قسم کی بدفالی نہیں، بلکہ یہ عین احتیاط اور حوصلہ مندی کا طریقہ ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو اپنی امت کے لئے جاری کیا ہے، کیونکہ بلا اور مصیبت اور اس کے اسباب سے بچنے کی یہ ایک صورت ہے، اور وبا زدہ علاقوں سے دوری کا یہ بھی ایک طریقہ ہے، جہاں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسی دیوار پر ہوا، جو جھکی ہوئی تھی آپ تیزی سے آگے بڑھ گئے، کسی نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:

مجھے ناگہانی موت کا اندیشہ ہے!

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی معیت میں مراجعت چاہی، اور یہ چاہا کہ شام جوان دنوں وبا کا شکار تھا، وہاں نہ جائیں، تو آپ نے اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو سوار ہوں گا، جب صبح ہوئی، اور لوگ سوار ہو گئے، تو ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ (مسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تمام پیغمبر اور ان کے متبعین کا یہ شیوہ اور طریقہ تھا کہ وہ تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتے تھے، تقدیر الٰہی کے ذریعہ تقدیر الٰہی سے جنگ کرتے تھے، اور تقدیر کے خلاف مستحکم تدابیر اختیار کرتے تھے۔ لہٰذا آدمی جن امراض کا شکار ہوتا ہے، وہ بھی قضاء و قدر کا نتیجہ ہے۔ اور اس کے علاج کے لئے جو تدابیر وہ اختیار کرتا ہے اور شفایابی چاہتا ہے، وہ بھی قضاء و قدر کا نتیجہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح گویا وہ دوا اور علاج کے ذریعہ امراض کے خلاف برسرپیکار ہوتا ہے، اور یہ اسی مقولہ کے عین مطابق ہے کہ ہم مختلف آفتوں کے ذریعہ آفتوں کا سامنا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، آپ کی کیا رائے ہے کیا جو دوائیں ہم کرتے ہیں، یا جھاڑ پھونک، اور پرہیز جو ہم اختیار کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ تقدیر الٰہی پلٹ سکتی ہے۔؟

آپ نے فرمایا، کیوں نہیں آخر وہ بھی تو تقدیر الٰہی ہے۔

تقدیر کوئی گلہ کا پھندہ، گردن کا طوق، یا پاؤں کی بیڑی نہیں ہے، بلکہ تقدیر الٰہی نام ہے اس علم الٰہی کا جو ازل سے اشیاء سے متعلق اللہ کے علم میں ہے۔ اور اس پر اکتفا یا انحصار کرنا کوئی ضروری نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" دوا علاج کرو، لیکن کوئی حرام چیز کو بطور دوا استعمال مت کرو۔ اس لئے کہ اللہ نے جو مرض اتارا ہے، اس کا علاج بھی ضرور نازل کیا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ جس نے جان لیا۔ جان لیا۔ اور جو انجان رہا، وہ نہ جان سکا۔ البتہ موت کا کوئی علاج نہیں ہے "

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" مجرب اور مباح دواؤں کے استعمال سے گریز کرنا شریعت پر نقد اور جرح کے مترادف ہے اور یہ خیال کرنا کہ ان سے کوئی نفع نہیں ہوگا، ایک قسم کی خام خیالی ہے۔ جبکہ کامل صاحب ایمان بوقت ضرورت دوا استعمال کرتا ہے، اور اسی کے ساتھ اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے " بیان تمام ہوا ــ!

اس میں شک نہیں کہ سخت درجہ کی مفرپھوت یہ ہے کہ آدمی نادانوں اور فسادیوں کی صحبت اختیار کرے، جو نشہ آور چیزوں اور ہر قسم کی خرابیوں میں ڈوبے ہوئے ہوں، اور اس قسم کے نادان بہتیرے ایسے ہیں جنھوں نے فرزانوں سے دوستی گانٹھ لینے کے بعد انھیں بھی تباہ و برباد کر دیا، یہی وجہ ہے کہ آئے دن یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص دنیا میں اچھے آداب اور بہتر طور و طریق کیساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی گذارتا ہے۔ لیکن اس کے بعد شر پسند اور مفسدوں کی عادتیں اس کے اندر در آتی ہیں، اور یہ ان کی صحبت میں بیٹھ کر فرائض سے منہ موڑ کر نکمی خصلتوں میں شرابور ہو جاتا ہے۔ اور ان کے چہروں کی کالک اور سیاہی اس کے منہ پر بھی جھلکتی ہے۔ اس کے گھر والوں پر وحشت طاری ہوتی ہے اور پھر گھر والے، رشتہ دار، اور پاس پڑوس والے اس سے نفرت اور بغض کرتے ہیں، کیونکہ یہ اپنی سرشت اور فطرت میں بالکل نرالا ثابت ہوا، اس کی طبیعت ان سے مختلف ہوئی، اور اب جو کوئی ان کے ساتھ رہے گا۔ تو اس کا بگاڑ ان کے اندر، اس کے بھائی بندوں اور اولاد میں بھی اسی طرح سرایت کرے گا، اور یہ شخص سماج کا بیکار عضو ہو کر رہ جائے گا۔ اور جو ذلیل ہوتا ہے۔ اس کے اوپر ذلت اور خواری آسان تر ہوتی ہے۔ رہی بدفالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ یہ جاہلیت کا عمل ہے۔

اور بدفالی کسی مسلمان کو اس کے عمل اور حاجت سے روک نہیں سکتی ہے

(صحیح حدیث جس کو صحیح سند کے ساتھ ابوداؤد نے حضرت عروہ بن عامر سے نقل کیا۔)

اور نہ سفر وغیرہ کرنے سے اس کو باز رکھ سکتی ہے، چنانچہ فرمایا:

"جس شخص کو فال نکالنے نے اس کی ضرورت سے روک دیا، اس نے شرک کیا۔" نیز فرمایا، تم میں سے کوئی جب ایسی کوئی بات دیکھے جو ناگوار ہو تو کہے:

اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔	اے اللہ بھلائی کا دینے والا صرف تو ہے، اور برائی کو دفع کرنے والا بھی بس تو ہی ہے، اور سوائے تیرے کوئی بھی طاقت اور قوت کا مالک نہیں ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "تین چیزوں سے یہ امت خالی نہیں رہے گی، حسد، گمان، اور فال لینا، سنو کیا میں اس سے گلو خلاصی کا راستہ نہ بتاؤں، لوگوں نے عرض کیا، ہمیں ضرور بتائیے، آپ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب تم کسی سے گمان کرو، تو اس کو حقیقت کا رنگ مت دو، حسد کرو تو شر پسندی مت کرو، اور جب فال لو تو اس کے باوجود اس کام کو کر گذرو ۔ !" (عبدالرحمٰن بن عر اصفہانی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو مرسلاً نقل کیا۔)

مذمت کے لائق ایک فال یہ بھی ہے کہ ماہ صفر کو منحوس سمجھا جائے، عوام میں اس قسم کا تصور عام ہے، چنانچہ جاہل ان دنوں شادی بیاہ نہیں کرتے اور نہ سفر کرتے ہیں۔ اور یہ ان کا خود ساختہ اور خانہ زاد تصور ہے، واقعات یا حقائق کی رو سے اس کا کوئی وجود نہیں ہے، کیونکہ دوسرے مہینے اور دنوں کی طرح صفر میں بھی اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور فتوحات نازل فرماتا ہے، وحی الٰہی اور پیغام ربانی کا اس میں بھی نزول ہوا ہے۔ اور اس ماہ میں بھی دعائیں قبول ہوئی ہیں، لہٰذا اس ماہ میں بری فال یا نحوست کا تصور کرنا اسی طرح ممانعت کے لائق ہے، جیسے شرک کرنا منع ہے، اسی طرح آخری چہار شنبہ (ماہ صفر کا آخری بدھ) کو منحوس سمجھنا بھی منع ہے۔ جاہل عوام اس روز کو مکمل طور پر منحوس سمجھتے ہیں، حالانکہ اس روز عاد پر تیز ہوا کا عذاب آیا، غرض اس روز یہ لوگ سفر اور شادی بیاہ نہیں کرتے۔ پھر آخری چہار شنبہ دنیا کے دوسرے دنوں کی طرح اپنے اندر بہ نفس نفیس نہ کوئی برائی رکھتا ہے۔ اور نہ بھلائی، جاہل عوام عیدین کے بیچ کے ایام کو بھی منحوس سمجھتے ہیں۔ اور شادی بیاہ ان دنوں میں نہیں کرتے، اس نحوست کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں انھیں دنوں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی اور متعدد دلہنیں ہلاک ہو چکی تھیں۔ اس لئے جاہل عوام اس کو منحوس خیال کرتے تھے، لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قسم کی خرافات کو سنا تو آپ نے فرمایا: "دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں مجھ سے بیاہ کیا، اور شوال ہی میں پہلی رات میرے پاس تشریف لائے، پھر بھلا تم میں سے کوئی میری بہ نسبت بھی آپ کی نظروں میں پسندیدہ تھی" اس روایت سے دراصل آپ نے نحوست اور بدفالی کی جڑیں کاٹنی چاہیں، اور ماہ و سال اور زمانہ کو منحوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے سے روکنا چاہا۔

اسی قبیل کی ایک چیز تعویذ وغیرہ لٹکانا ہے۔ تعویذوں کے کئی نام ہیں جیسے گنڈہ، تانت نقش وغیرہ عوام الناس اسے بچوں کے گلہ اور بازو وغیرہ پر باندھ دیتے ہیں، تاکہ جن، بھوت پریت اور نظر بد سے ان کی حفاظت ہو سکے۔ زیادہ تر جاہل عوام اور کم عقیدہ، بد باطن، اور کمزور خیال لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اور جب یہ لوگ اس قسم کی چیزیں گلہ میں لٹکا لیتے ہیں تو ان کا ذہن اللہ کی طرف سے قطعی ہٹ جاتا ہے اور وہ انھیں گنڈوں اور تعویذوں ہی کو نفع و ضرر کا باعث سمجھ بیٹھتے ہیں۔

جاہل عوام گنڈہ تعویذ لکھنے والے ملاؤں اور سیانوں کے پاس جاتے ہیں، یہ نام نہاد صنف اس فن میں بڑی مشاق ہوتی ہے چنانچہ مختلف اغراض کے لئے گنڈے تعویذ طلب کرتے ہیں، اور یہ لوگ جھٹ کسی سیاہ کاغذ پر کچھ لکھ لکھا کر کسی سفید کپڑے یا کاغذ میں لپیٹ کر اپنے ناپاک لعاب اس پر اگل دیتے ہیں۔ اور ان جاہلوں کو تھما کر اسے حفاظت سے رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سارا کھڑاگ محض چند کھوٹے سکوں کے حصول کے لئے ہوتا ہے، اور وہ خود بھی جانتے ہیں کہ ان کا یہ سارا عمل دھوکہ کی ٹٹی ہے۔

اراد احراز مال کیف امکنہ ٭ فظل یکتب للنسوان احرازا

ان لوگوں نے ہر ممکن طریقہ پر مال کو اکٹھا کرنا چاہا۔ اس لئے عورتوں کے لئے گنڈے اور تعویذ لکھنا شروع کر دیا۔

افسوس کہ جو نادان اپنے بدن پر یا اپنی اولاد کے گلہ میں یہ گنڈے اور نقش وغیرہ لٹکاتے ہیں۔ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ انھوں نے بلاؤں اور مصیبتوں کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹا ہے، اور مضرت اور ناکامی پن کو گلہ لگایا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بد دعاؤں کا شکار بھی ہوئے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا دیتے ہوئے فرمایا:۔

• جس نے تعویذ لٹکائی، خدا کرے اس کا کوئی کام پورا نہ ہو۔ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے کوڑیاں لٹکائیں، اللہ اسے کبھی آرام نہ دے "

یعنی اسے سکون اور چین کبھی نصیب نہ ہو، بلکہ ہمیشہ اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو گنڈہ لٹکائے دیکھا، آپ نے دریافت کیا، یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا، کمزوری کے لئے میں نے لٹکایا ہے، آپ نے فرمایا: اسے نکال پھینکو، کیونکہ اس سے تمہاری کمزوری میں اور بھی اضافہ ہوگا، اور اگر تم مر گئے، اور یہ چیز تم پر رہی تو تم کبھی کامیاب نہیں ہوگے " (احمد بروایت عمران بن حصین)

اسی لئے روایت ہے کہ جس نے کسی انسان کی تعویذ کاٹ کر پھینک دی، گویا اس نے گردن چھڑا دی، یعنی شیطان کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں اس کو پہنچا دیا۔

تحفظ اور بچاؤ کے لئے اس قسم کا ٹونا ٹٹکا لٹکانا شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " جس نے کوئی چیز لٹکائی اس نے شرک کیا۔" لٹکانے کی یہ ممانعت ہر دو کو شامل ہے خواہ قرآن پاک سے کچھ لکھ کر لٹکایا جائے یا کہیں اور سے لیا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کے ایک دھاگا لٹکائے ہوئے دیکھا پوچھا، یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا، یہ گنڈہ ہے۔ جس پر منتر پڑھ کر پھونکا گیا ہے، جب میں لٹکا لیتی ہوں تو میری نگاہ ٹھہر جاتی ہے۔ اور کھول دیتی ہوں تو آنکھ پھڑکنے لگتی ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اس کو توڑ دیا۔ پھر فرمایا: مسعود کے خاندان والو! تم لوگ شرک سے بے نیاز ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے " جس نے کوئی چیز لٹکائی اس نے شرک کیا،" رہی یہ شکایت تو تمہیں اس پر اتنا کہنا کافی ہوگا کہ

اللھم رب الناس، اذھب الباس	اے اللہ، اے لوگوں کے معبود، اس تکلیف کو دور
اشف انت الشافی، لاشفاء الاشفاءك	فرما، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، شفا بس تیری
شفاء لاتغادر سقما	ہی طرف سے ہے، ایسی شفا مرحمت فرما، جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا) بعد کوئی مرض باقی نہ رہے ۔ !

موجودہ زمانے میں لوگوں نے ایک بدعت یہ نکال رکھی ہے کہ وہ گلے میں آیۃ الکرسی لکھ کر لٹکا لیتے ہیں ۔ اور سونے چاندی کی تختی یا زنجیروں سے اسے مزین کرتے ہیں، اور جس طرح عورتیں گلے میں سونے چاندی کا ہار وغیرہ ڈالتی ہیں۔ اسی طرح مرد ان تختیوں کو لٹکائے پھرتے ہیں حالانکہ مختلف وجوہ سے، یہ عمل حرام ہے ۔

اول : عورتوں کے ہار پہننے کی یہ ایک نقالی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی نقالی اور مشابہت اختیار کرتے ہیں ۔

دوم : سونے کا استعمال، جبکہ سونا کم یا زیادہ مردوں کو استعمال کرنا حرام ہے، خواہ گھڑی ہو یا سونے کی انگوٹھی یا بٹن ہو وغیرہ ۔ !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اسے زور سے زمین پر پھینکا اور فرمایا ،

" تم میں سے بعض آدمی آگ کا انگارہ جان بوجھ کر اٹھا لیتے ہیں
اور اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتے ہیں ۔ (مسلم، ابن عباس رضی اللہ عنہما)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے، تو انگوٹھی کے مالک سے لوگوں نے کہا، اب اپنی انگوٹھی اٹھالو، انھوں نے کہا، خدا کی قسم جس چیز کو حضور نے پھینک دیا ہو، اب میں اسے نہیں اٹھاؤں گا ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے محض حق کی تعمیل کے لئے پھینکا تھا ۔

سوم : اس قسم کے نقش اور تعویذ جن پر قرآنی آیات کندہ ہوتی ہیں، اس سے خود قرآن کی توہین لازم آتی ہے، کیونکہ پہننے والا اسے پہن کر پاخانوں، غسل خانوں اور تمام گندی جگہوں میں دراندہ چلا جاتا ہے، جبکہ اللہ نے قرآن کریم کے ادب اور احترام کو واجب قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر علماء نے ہتھیار وغیرہ میں سونے کے استعمال کی اجازت دی ہے، یوں ہی دانت اور ناک وغیرہ میں سونے کو لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ البتہ اگر کوئی اور دھات اس کی متبادل بن سکے، تو اب سونا لگانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

رہا چاندی کا استعمال تو کم یا زیادہ چاندی استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا کے مومن بندے کبھی اپنے گلے میں یا اپنی اولاد کے گلہ میں گنڈہ تعویذ اور نقش وغیرہ لٹکانے کی جسارت نہیں کرتے، بلکہ اس کے بجائے وہ مسنون اور منقول دعائیں پڑھتے اور ان کا ورد کرتے ہیں، کیونکہ اللہ نے انھیں تحفظ اور حفاظت کا سامان بنایا ہے، چنانچہ وہ اپنی دعاؤں میں کہتے ہیں۔

• ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ عَنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَعَنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

اللہ کے کامل اور مکمل کلمات کے ذریعہ میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور بھوت پریت سے اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ (اور نظر بد) سے

نیز یہ بھی کہتے ہیں۔

• ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ كُلِّهَا عَنْ شَرِّ مَا رَبِّيْ خَلَقَ

اللہ کے تمام کامل اور مکمل کلمات کے ذریعہ میں اپنے رب کی پیدا کردہ ہر ہر شرارت سے پناہ مانگتا ہوں۔

• ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ

اللہ کے تمام کامل کلمات کی میں پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب، اس کی سزاؤں اور اس کے بندوں کی شرارت سے، اور شیطان کے وسوسوں سے جب وہ حاضر ہونے لگیں، اس کی پناہ معزز ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

اس کی تعریف اور خوبی زیادہ ہے، اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

• ۔ تَحَصَّنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْهِیْ وَإِلٰهُ كُلِّ شَیْءٍ ۔ وَ اعْتَصَمْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّ كُلِّ شَیْءٍ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔ أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَا شَیْءَ أَعْظَمُ فِیْهِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ ۔ وَأَعُوْذُ بِأَسْمَائِهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ ۔ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ لَا نُطِیْقُ شَرَّهُ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ أَنْتَ بِنَاصِیَتِهِ إِنَّ رَبِّیْ صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ

میں اس اللہ کی حفاظت چاہتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی میرا اور ہر چیز کا خدا ہے۔ میں نے اپنے رب سے حفاظت چاہی جو ہر چیز کا معبود ہے اس زندہ اور ابدی ذات پر اعتماد کیا جو کبھی نہیں مرے گا، اور میں ہر قسم کے شر کو یہ کہہ کر دفع کرتا ہوں کہ "کوئی طاقت اور قوت اللہ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے، میں خدائے بزرگ کے چہرے کی پناہ لیتا ہوں، جس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، اور اس کے ان کامل اور مکمل کلمات کی پناہ لیتا ہوں جن سے تجاوز کوئی نیک اور بد کر ہی نہیں سکتا میں اس کے ان پاک اور بہتر ناموں کی پناہ لیتا ہوں، ایسی تمام چیزوں کے شر کے مقابلہ میں جن کو میں نے جانا اور جن کو میں نہیں جانتا ہوں، اور ان تمام شر سے جس کو اس نے پیدا کیا اور عیاں کیا، اور ہر ایسے شریر کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں جس کے شر کے دفعیہ کی میرے اندر طاقت نہیں۔ اور اے اللہ میں ایسے تمام شریروں کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، جن کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، بیشک میرا ہی پروردگار کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ اللہ نے معوذتین نازل فرمایا ۔ یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تاکہ بندے ان کے ذریعہ ہر قسم کے اشرار اور ان کے شر سے حفاظت چاہتے رہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر دم کر لیا کرتے تھے ، پھر ان ہتھیلیوں کو جسم پر جہاں جہاں ان کا گذر ہو سکتا ، پھیر لیا کرتے تھے ، لہٰذا یہ سورتیں حفاظت کا زبردست ذریعہ ہیں ۔ اس لئے خدا سے حفاظت چاہو ، وہ تمہاری حفاظت کرے گا ، اور جب بھی تم اس سے تحفظ چاہو گے ، اس کی ذات کو اپنے سامنے موجود پاؤ گے ۔!

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب کو وہ اپنی عفو و درگذر کی چادر میں ڈھانک لے ۔ ہم پر اپنا فضل و کرم فرمائے ، اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ہمیں شامل فرمائے ، اور ہمیں اپنی یاد اپنی شکر گذاری ، اور اپنی نیک بندگی کی توفیق بخشے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی مانگنے کی نماز

پانی مانگنے کے لئے نماز کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ عید کی نماز کی طرح دو رکعت نماز پڑھی جائے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد چھ زائد تکبیریں کہی جائیں، اور دوسری رکعت میں پانچ زائد تکبیریں کہے، پھر یہ کہے،

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ستائش کے لائق اور سبب کا والی ہے، وہی پہلی بار پیدا کرنے والا اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے۔ سخت سے سخت تکلیفوں کو دور کرنے کی بس اسی سے آرزو کی جاسکتی ہے، فضل واحسان اور مزید نوازش کی بس اسی سے امید کی جاتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے علاوہ بندوں پر نوازش کرنے والا کوئی نہیں، وہی ذات پاک وصاف ہے جو ہر قسم کی بندشوں کو کھول دینے والی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو دعاؤں کو قبول کرنے والی ہے پاک ہے وہ ذات جو سوزش اور جلن کی صورت میں فریاد کو پہنچتی ہے، پاک ہے وہ ذات جو تمام بندوں کی روزی اور اس کی تقسیم کی نگراں ہے، خواہ یہ مخلوق خشکی اور تری میں ہو، یا چٹیل میدانوں میں، وہ ذات پاک ہے جو ہر کس وناکس کی روزی رسانی اور پردہ پوشی کرتا ہے، خواہ کوئی کتنا ہی نافرمان کیوں نہ ہو۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ ! لوگو اللہ سے ڈرو، اور اس کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کے حکموں کی تعمیل کرو، اور اس کی نافرمانی مت کرو۔ اور اگر تم نے اس کی فرمانبرداری کی، تو کوئی ناگوار چیز تم تک نہیں پہونچ سکے گی۔ اور اگر تم نے اس کی نافرمانی کی، تو وہ تمہیں ناقابل برداشت سزائیں دے گا، اللہ تم پر رحم کرے، تم اس سرزمین پر اپنے رب کریم سے بارش طلب کرنے کے لئے اکٹھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہو، اور احکم الحاکمین کی یہ حکمت ہے کہ وہ پاک ذات اپنے مومن بندوں کو قحط سالی مشقت اور طرح طرح کے کال میں مبتلا کرتا ہے، تاکہ بندے دل سے اپنے رب کی طرف متوجہ، اس کے سامنے سر نیاز خم کریں، دین کو اسی کے لئے خالص کر کے اس سے آہ وزاری کرتے ہوئے اس کے سامنے روئیں گڑگڑائیں اور یقین کے ساتھ یہ جان لیں کہ وہ ہر حال میں اللہ کے محتاج ہیں، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام اور دیگر افراد قحط سالی کا شکار ہوئے، اسی طرح حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں قحط پڑا، اس لئے وہ لپک کر اللہ کی طرف بڑھتے تھے، اس کے لئے نمازیں پڑھتے، آہ وزاری کے ساتھ اس سے دعائیں کرتے، تاکہ ان کی مصیبتوں کا ازالہ ہو اور یہ صحیح ہے کہ دعا اور استغفار سے بلا اور مصیبت دور ہوتی ہے۔

• وَاِنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (هود ۳)

اور یہ کہ تم اپنے پروردگار سے بخشش چاہو، پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تم کو ایک مقررہ وقت تک اچھا فائدہ پہنچائے گا۔

• وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ (هود - ۵۲)

اور اے میری قوم اپنے پروردگار سے بخشش مانگو، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا۔ اور تمہاری قوت پر قوت بڑھائے گا۔

• فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا (نوح ۱۱)

تو میں نے ان سے کہا تم اپنے رب سے بخشش مانگو، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ مانگنے سے خوش ہوتا ہے، گڑگڑا کر دعائیں مانگنے والوں کو پسند کرتا ہے اور جو لوگ اللہ سے سوال نہیں کرتے، ان پر وہ غضب ناک ہوتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر، ۶۰) اور تمہارے رب نے کہا تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنوں گا۔

اس لیے خدا سے دعائیں مانگو، اور قبولیت کا یقین دل میں رکھ کر اس سے خوب خوب سوال کرو۔!

استسقاء کی نماز دراصل ایک دعائیہ نماز اور تضرع وزاری کا مجموعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو مسنون فرمایا، اور سابقہ انبیاء کرام نے اس پر عمل کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس کے راوی ہیں، اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ایک بار اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام بارش کی دعا مانگنے کے لیے نکلے، آپ نے ایک چیونٹی کو پشت کے بل زمین پر پڑی ہوئی پایا، اس کے چاروں پیر آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی: "اے اللہ! ہم تیری معمولی سی مخلوق ہیں، تیری رحمت اور بارش کے بغیر ہمیں کوئی چارہ نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا لوگو! لوٹ جاؤ، تمہارے علاوہ دوسروں نے دعائیں مانگ لی ہیں، اب تم ضرور سیراب کیے جاؤ گے۔"

اس میں شک نہیں کہ بلاؤں کا نزول گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور ان کا دفعیہ توبہ کر لینے سے ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خدا کی قسم! قوموں کی خوشحالی کا زوال ان کی کسی غلطی سے ہوتا ہے، جس کا وہ ارتکاب کرتے ہیں، اور اگر قومیں مصائب کے آنے اور نعمتوں کے زوال کے بعد گھبرا کر اپنے رب کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاجزی کے ساتھ متوجہ ہو جائیں، اور نیتوں کو سچی رکھیں، تو جو کچھ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے لوٹا دے گا، اور ان کا جتنا کچھ بگڑ چکا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو درست کر دے گا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف ۹۶)

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انھوں نے جھٹلایا، پس ہم نے ان کی کرتوتوں کی وجہ سے انھیں گرفتار کر لیا۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (الروم ۴۱)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا مزہ چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

استسقاء اللہ سے بارش طلب کرنے کا نام ہے، کیونکہ "س" اور "ت" طلب کا معنی دیتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زمین بنجر ہو چکی اور بارش کا کال پڑ گیا، اس لئے اپنے رب سے ہمارے لئے بارش کی دعا کر دیجئے، آپ نے منبر رکھنے کا حکم فرمایا، چنانچہ عیدگاہ میں منبر رکھ دیا گیا، پھر لوگوں کو ایک مخصوص دن نکلنے کا اعلان کیا گیا، چنانچہ سورج کا کنارہ بلند ہوا تو آپ نکلے، اور حاضرین کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ، وَقَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ، وَوَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ

تم نے اپنے علاقہ میں قحط سالی کی شکایت کی، اور اللہ نے تمہیں دعا کا حکم فرمایا ہے، اور دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَالرَّحْمَةَ، وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْيَائِسِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا وَاَغِثْنَا. اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا. هَنِيْئًا مَرِيْئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ. اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَلَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ. وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِكَ فَلَا تَمْنَعْ عَنَّا بِذُنُوْبِنَا فَضْلَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا. فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا.

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ حساب کے دن کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ جو چاہے کرتا ہے۔ جیسا چاہے حکم دیتا ہے اے اللہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو بے نیاز ہے۔ اور ہم تیرے محتاج ہیں ہم پر بارش اور رحمت نازل فرما، اور ہمیں مایوس لوگوں میں سے مت بنا، اے اللہ ہمیں سیراب فرما۔ ہماری مدد فرما، اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما جو ہماری معاون ہو خوشگوار ہو، بہترین ہو، نفع بخش ہو، مضر نہ ہو، بہت جلد آئے، دیر نہ کرے، اے اللہ اپنے بندوں کو سیراب فرما، اپنے علاقوں، اور اپنے مویشیوں کو آسودہ فرما، اپنی رحمت کی چادر تان دے اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ فرما دے، اے اللہ ہم تیری جملہ خلائق میں سے ایک ادنیٰ مخلوق ہیں۔ لہٰذا ہمارے گناہوں کے سبب اپنے فضل کو ہم سے مت روک، اے اللہ ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔ لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَّا ، اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ ، اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ وَسُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ، وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

ہم پر موسلا دھار بارش برسا ، اے ہمارے پروردگار ہمارے نادانوں کی کرتوتوں کی وجہ سے ہمیں گرفت نہ فرما ، یہ تو بس تیری آزمائش ہے جس کے ذریعہ تو جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے ، اور جسے چاہتا ہے راستہ دکھاتا ہے تو ہمارا آقا ہے ، اس لئے ہمیں بخش دے اور ہمیں معاف فرما ، تو ہی ارحم الراحمین ہے ۔ اور تم ہمارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بیان کرتے ہیں ، اور پیغمبروں پر سلام ہو ، اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے ۔

پھر اپنی چادر پلٹ دے ، اور قبلہ رخ ہو کر دعائیں مانگے ۔۔۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوت ہونے سے پہلے نیکیوں کی طرف سبقت کرنا

تمام تعریفیں خاص اللہ کے لئے ہیں جس کے انعام وفضل سے نیکیاں پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہیں، اور اطاعت پر عمل کرنے سے زندگی خوش گوار اور خیر وبرکت میں اضافہ ہوتا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما اور آپ کے تمام آل واصحاب پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَارِعُوْٓا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا

اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ یہ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشحالی اور تنگی میں اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ کہ جب کوئی سخت گناہ کر بیٹھتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (آل عمران ، ۱۳۳ ، ۱۳۶)

لگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اور وہ جان بوجھ کر اپنے (برے) افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اچھے کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

مذکورہ آیات میں اللہ نے اپنے بندوں کو نیک اعمال کی طرف سبقت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جس سے ان کی مغفرت ہو، ان پر خدا کی رحمت ہو، اور وہ جنت پاکر کامیاب اور بامراد ہوں جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کرام اور ان کے جیسے لوگوں کا حال گذرا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (الانبیاء ۹۰)

یہ سب نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، اور ڈر اور رغبت کے عالم میں ہمیں یاد کرتے تھے، اور ہم سے ڈرتے تھے۔

نیز اللہ نے اپنے نیک بندوں کا کچھ ایسا ہی وصف بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (المومنون ۶۰ ، ۶۱)

اور جو کچھ انھیں بخشا گیا، اس میں سے خرچ کرتے اور اس کے باوجود ان کے دل اس لئے لرز اٹھتے تھے کہ انھیں اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ نیکیوں کی طرف جلدی کرتے تھے، اور وہی اس کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار سوال کرتے ہوئے عرض کیا، اے اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ وہ لوگ ہیں جو زنا اور سرقہ کرتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا : نہیں اے صدیق کی بیٹی ! بلکہ یہ وہ لوگ ہونگے جو نمازیں پڑھیں گے ، روزے رکھیں گے ، صدقہ اور خیرات کریں گے ، اور اس کے باوجود اس بات سے ڈرتے رہیں گے کہ کہیں ان کا یہ سب رد نہ کر دیا جائے ، جو کچھ انھیں دیا گیا اس میں سے وہ برابر خرچ کرتے رہیں گے اور پھر بھی ان کے دل ڈرتے رہیں گے ، مومن درحقیقت وہی ہے جو امید و بیم اور آس و تراش دونوں کو اپنے دل میں رکھتا ہو ، جب کہ منافق دنیا بھر کی برائی بھی کرتا ہے ، اور خود کو بڑا مطمئن بھی سمجھتا ہے ۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف ۹۹)	کیا یہ لوگ اللہ کی پوشیدہ تدبیر سے بے خوف ہیں ، تو یاد رکھو اللہ کی پوشیدہ تدبیر سے نقصان اٹھانے والے ہی بے خوف ہوتے ہیں ۔

بنا بریں مغفرت ، رحمت ، اور کامیابی کے ساتھ جنت میں داخلہ کی صورتوں کی طرف پیش قدمی کرنے کا مطلب یہی ہے جس کا حکم اللہ نے اپنے اس ارشاد میں دیا ہے کہ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (المائدہ ۴۸)	پس تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو ۔ تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔ پس وہ تمہیں ان چیزوں کی بابت خبر دے گا جن کے بارے میں تم اختلاف کرتے تھے ۔

نیز فرمایا

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (الواقعۃ ۱۰ ، ۱۱)	اور آگے نکل جانے والے سب سے آگے ہیں ۔ یہی لوگ خاص قرب رکھنے والے ہیں ۔

یعنی یہ وہ لوگ ہیں ، جو نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں ۔ اعمال صالحہ انجام دیتے ہیں جنت کے باغوں کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں ۔ پنجگانہ نمازوں اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے لپکتے ہیں یہی لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت جنت میں اللہ کے مقرب ہونگے، اسی لئے علماء نے کہا ہے: " جمعہ کے دن جو لوگ امام سے جتنا قریب ہوں گے، اتنا ہی جنت میں وہ اللہ تعالےٰ سے بھی نزدیک رہیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اللہ نے ماہ رمضان کو اپنے بندوں کے لئے ایک میدان بنایا ہے، جس میں اپنے رب کی خوشنودی کے حصول کے لئے دوڑ لگاتے ہیں چنانچہ جو قوم آگے بڑھ جاتی ہے، کامیاب ہوجاتی ہے، اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں وہ ناکام رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا ان ہنسنے والے کھلاڑیوں پر ایسے روز بڑا تعجب ہوتا ہے، جس دن محنت کرنے والے کامیاب اور بامراد ہونگے، اور سست اور دغاباز خسارے میں رہ جائیں گے۔!

وَفِي ذَالِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور (نعمتوں کے شائقین) کو چاہئے کہ اسی سے رغبت کریں۔ (المطففین ۲۶)

صحیح حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے سنا، آپ فرمارہے تھے۔

پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ اپنی صحت کو، بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو، غریبی سے پہلے، اپنی فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔ اس لئے کہ اس دنیا کے بعد طلب رضامندی کی کوئی صورت نہیں اور نہ اس دنیا کے بعد جنت اور جہنم کے علاوہ کوئی اور مقام ہے۔

فیا ساهیا فی غمرة الجهل والهوی صریع الامانی عن قریب ستندم

اے جہالت اور خواہشات کی بھنور میں آرزؤں کا شکار ہوکر پھنس جانے والے، عنقریب تو نادم ہوگا۔!

افق قد دنی الوقت الذی لیس بعده سوی جنة او حر نار تضرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوش میں آجا ! کیونکہ وہ وقت قریب آپہونچا جس کے بعد سوائے جنت کے یا دہکتی ہوئی آگ کے کوئی اور چیز نہیں ہے ۔

فبادر اذا ما دام فی العمر فسحة ٭ وعدلك مقبول وصرفك قیم

لہٰذا جب تک عمر میں گنجائش ہے تیزی سے آگے بڑھتا جا ؛ تاکہ تیرا فرض ونفل مقبول اور مستحکم ہے ۔

وجد وسارع واغتنم زمن الصبا ٭ ففی زمن الامکان تسعی وتغنم

لپک ، اور کوشش کر ، اور بچپن کے زمانہ کو غنیمت جان ، کیونکہ امکانی زمانے ہی میں تو کوشش کرسکتا ہے ۔ اور مال غنیمت پاسکتا ہے ۔

وسر مسرعا فالسیل خلفك مسرع ٭ وهیهات مامنه مفر ومهزم

اور تیزی سے چل اس لئے کہ تیرے پیچھے سیلاب تیزی سے آرہا ہے جس سے فرار اور گریز یا جس کو شکست دینا بہت دور کی بات ہے ۔

فهن المنایا ای واد نزلته ٭ علیها القدوم او علیك ستقدم

یہ سیل حوادث موت کا لشکر ہے ، جس گھاٹ یا وادی پر تیرا گذر ہوگا ، وہیں تو اس کے سپاہیوں کو پائے گا ، یا تو جہاں کہیں ہوگا ، یہ سپاہی خود تجھ پر حملہ آور ہونگے ۔

اور اس ارشاد باری " اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ " کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے اپنے فرمانبردار اور پرہیزگار بندوں کے اعزاز واکرام کی خاطر جنت کو پیدا فرمایا ، بالکل اسی طرح جہنم کو ان بندوں کی سزا اور گوشمالی کے لئے پیدا فرمایا ، جو اس کے حکموں کے مخالف اور سرکش ہیں ، اور جس گھڑی اللہ نے جنت کو پیدا فرمایا ، تو اس سے کہا ، بول ! اس نے کہا قد افلح المؤمنون ، تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا ، تیرے لئے بشارت ہو تو بادشاہوں کا ٹھکانا ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ جنت گراں مول اور انمول ہے ، جس کا حصول صرف اعمال صالحہ سے ممکن ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ اسے پرہیزگاروں کے لئے آراستہ کیا گیا، جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حرام چیزوں سے بچتے ہیں، پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، غصہ کو پی جاتے ہیں، اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اس لئے کہ اللہ رب العزت ان لوگوں سے کہے گا۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل ۳۲) اپنے (اعمال کی وجہ سے) جو تم کرتے تھے، جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اور اللہ نے اگلوں اور پچھلوں سبھوں کو تقویٰ کی وصیت کر رکھی ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ (النساء، ۱۳۱) تم سے پہلے کے اہل کتاب کو اور خود تمہیں ہم نے تاکید کر رکھی ہے کہ تم سب اللہ سے ڈرتے رہو

تقویٰ کی حقیقت بس یہی ہے کہ بندہ ایسے ہی کام کو انجام دے جس کا حکم ہے، اور ان تمام باتوں سے بچے جو حرام اور ممنوع ہیں، اور مذکورہ ہر دو عمل محض عذاب الٰہی سے بچنے، اور اس سے ثواب پانے کے لئے کرے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے تقویٰ یہی نہیں کہ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھی جائے، اور دن کو روزے رکھے جائیں۔

بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ نے جو کچھ فرض قرار دیا ہے اسے ادا کیا جائے، جو کچھ حرام فرمایا ہے اسے چھوڑ دیا جائے، پھر اس پر مزید جو کچھ کرو گے، وہ نور علی نور ہوگا، اس لئے جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں، ان کی تمام تر کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے نیک اعمال کرتے ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دوزخ سے بچو، پھر آپ نے نفرت سے منہ پھیرا، اور اعراض کرتے ہوئے فرمایا: دوزخ سے بچو خواہ چھوہارہ کا ایک ٹکڑا ہی دے کر، اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات ہی کہہ کر۔ (مسلم بروایت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، ایک صاحب نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں معزز ترین آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا، لوگوں میں سب سے معزز وہ ہے جو اپنے رب سے خوب ڈرتا ہو، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرتا ہو، خوب خوب نیکیوں کا حکم دیتا ہو، اور برائیوں سے روکتا ہو۔

(بخاری ومسلم، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ[1])

کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

الا انما التقوی ھی العز والکرم وحبك للدنیا ھو الذل والسقم

سنو! تقویٰ تمام تر عزت اور کرامت کا نام ہے جبکہ تمہارا دنیا سے محبت کرنا سراسر ذلت اور بیماری ہے۔

ولیس علی عبد تقی نقیصة ٭ اذا ما اتقی اللہ وان حاك اوحجم

اور اگر کوئی خدا کا بندہ متقی اور پرہیزگار ہو، اور وہ خدا سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے ہرگز یہ کوئی عیب نہیں کہ کپڑا بُنے، یا سینگی لگائے۔

٭ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق ۲، ۳)

اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے (گلو خلاصی) کی راہ نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

٭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ

اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے

---

[1] البتہ اس روایت میں اپنے رب سے خوب ڈرتا ہو۔ کے بجائے یہ الفاظ ہیں۔ لوگوں میں معزز ترین وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ ڈرتا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۔ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا (الطلاق، ۴، ۵)

کام میں آسانی پیدا کرے گا، یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے، اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس سے اس کے گناہ دور کر دے گا، اور اس کو بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

متقی اور پرہیزگاروں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ (آل عمران ۱۳۴)

(یہ) وہ لوگ ہوتے ہیں جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں۔

یعنی جو خرچ کیا کرتے ہیں۔ اور ثواب کے حصول اور عذاب سے بچنے کیلئے تنگی اور فراخی ہر حال میں خیرات کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۔ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (الانسان ۔ ۸، ۱۰)

اور اس کی (یعنی اللہ کی) محبت میں مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم تمہیں محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں، اور نہ (تمہاری) شکرگذاری چاہتے ہیں۔ ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر ہے جو نہایت اداس اور بہت سخت ہے۔

انھوں نے یہ جملے اس وقت نہیں کہے، جب وہ غریبوں کو کھانا کھلاتے تھے، بلکہ اللہ کو ان کے بھیدوں کا علم ہے، لہٰذا اس نے ان جملوں کو ان کی زبانوں پر جاری کیا، اور افضل ترین صدقہ ناداروں اور ادنیٰ لوگوں کی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے، اور ہر شخص کو اپنے ماتحتوں کی کفالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنی بخشش کا آغاز کرنا چاہئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ اور خیرات کی ترغیب دی، ہمارے پاس کوئی دولت تو تھی نہیں، پھر بھی ہم اپنی پشت پر بوجھ ڈھوتے تھے، اور جو لت اسے خیرات کرتے تھے۔ ان دنوں ایک فقیر کا ایک درہم کسی مالدار کے سو درہم سے بڑھا ہوا ہوتا تھا، بخاری میں یہ روایت بھی مذکور ہے، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کون سا صدقہ زیادہ اجر کا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اس حال میں صدقہ کرو کہ تم تندرست اور حوصلہ مند رہو، دولت کے خواہش مند رہو، اور ناداری سے ڈرتے رہو، لیکن خیرات کرنے میں اتنی بھی دیر مت کرو کہ جان گلہ میں اٹکنے لگے، اور آخری وقت آپہونچے تو تم کہو، فلاں کو اتنا دو، اور فلاں کو اتنا دو، اور فلاں کا اتنا تھا، یونہی ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جو اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ مرنے کے وقت سو درہم خیرات کرے۔

پھر فرمایا:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ	وہ غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف
عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ	کر دیتے ہیں، اور اللہ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔

(آل عمران ۱۳۴)

جن متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے اللہ نے ہمیشہ کے باغات تیار کر رکھے ہیں، ان کے اوصاف یہ بھی ہیں کہ وہ غصہ کو پی جاتے ہیں۔ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، کیونکہ اللہ خود عفو و درگذر کرتا ہے، اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ خدا کے یہ برگزیدہ بندے بدلہ لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے حق سے دستبردار ہو جاتے ہیں، دوسری طرف غصہ کو پی جانے میں یہ فضیلت بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمر ہے کہ ایسا کرنے والا سنجیدہ ہوش مند، اور نیک مزاج ہوتا ہے اور یہ قولہ مشہور ہے کہ "بردباری کا علم غصہ کی حالت میں ہوتا ہے، رضامندی کی حالت میں نہیں۔" خاص طور پر روزہ داروں کے لئے مستحب یہی ہے کہ جب کوئی انھیں غصہ دلائے، یا گالی دے، تو یہ اپنے ہونٹ پر تقویٰ کی لگام لگالے اور پرہیزگاری کا مضبوط حلقہ تھام لے، اور فوراً کہہ دے کہ "میں روزہ ہوں" تاکہ اس کا نفس، دل کی بھڑاس نکالنے سے بچ جائے، اور اس کا دشمن بھی اس میدان میں سرپٹ دوڑنے سے باز رہے، پھر ایسے بھی روزہ مومن کے لئے ڈھال ہے جس سے وہ مجرمانہ زندگی گناہ کی آلودگی اور بیہودگی سے بچتا ہے، اور جس شخص کے لئے روزہ دنیا میں ڈھال ہو، آخرت میں بھی دوزخ سے بچنے کے لئے ڈھال ہوگا، کیونکہ مثل مشہور ہے کہ "جیسی کرنی ویسی بھرنی" اور جیسا کوئی کہتا ہے ویسا ہی سنتا ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اور کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا "غصہ مت کرو"، پھر سائل نے جتنی مرتبہ اس سوال کو دہرایا، جواب میں آپ نے یہی فرمایا کہ "غصہ مت کرو!" (بخاری بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کیونکہ غصہ کی وجہ سے ہر قسم کا شر رونما ہوتا ہے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کرام سے فرمایا: بڑا زور آور اور پہلوان اپنے اندر تم کسے سمجھتے ہو، انھوں نے عرض کیا، زور آور وہ ہوتا ہے جسے لوگ پٹخ کر زیر نہ کر سکیں، آپ نے فرمایا، نہیں، پہلوان وہ نہیں جو کسی کو زیر کر دے، بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہو۔ [1]

اس لئے جب کسی شخص کو غصہ آئے تو مستحب ہے کہ وضو کرلے، یا چہرے کو پانی سے دھولے، کیونکہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جو آگ سے بنا ہے، اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور

---

[1] مسند احمد متفق علیہ۔ ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ، بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصہ کی تسکین کے لئے آزمودہ ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اس آیت کے اختتام پر فرمایا :

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران ۱۳۴) اور اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے ۔

درحقیقت احسان اور نیکو کاری کو اللہ نے ہر ایک پر لازم کیا ہے، چنانچہ یہ ضروری ہے کہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرے اور جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے کام لے چنانچہ بخاری میں ہے کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالے ہوئے تھا، اچانک ایک بدکار عورت کی نگاہ اس پر پڑی، اس نے اپنا موزہ اتارا، اور کنوئیں سے پانی نکال کر اسے پلا دیا، اللہ نے اس کے اس عمل کی اس قدر حوصلہ افزائی کی کہ اس عورت کو بخش دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کیا جانوروں کے ساتھ حسن سلوک میں بھی ہمارے لئے اجر ہے، آپ نے فرمایا، ہاں ہر تر جگر رکھنے والے کے اندر اجر ہے، اور لوگوں کی فطرت میں ان لوگوں کے ساتھ نیکی ودیعت کر جاتی ہے، جو ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ نیز فرمایا، ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دی گئی۔ اس عورت نے اسے باندھ رکھا تھا، اور بخاری میں ہے کہ اس نے بلی کو کچھ اس طرح باندھ رکھا تھا کہ نہ اسے کھانا دیتی تھی، اور نہ اسے اس طرح آزاد چھوڑتی تھی کہ وہ از خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا سکے یہاں تک کہ اسی حالت میں وہ مرگئی، پھر ارشاد ہوا۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران ۱۳۵)

یہ وہ لوگ ہیں جب وہ کوئی فحش حرکت کرتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پس اپنے گناہوں کی فوری مغفرت طلب کرتے ہیں، اور بھلا اللہ کے سوا گناہوں کو اور کون بخش دیتا ہے۔ پھر وہ اپنی حرکت پر جان بوجھ کر اصرار بھی نہیں کرتے ۔

متقی اور پرہیزگار لوگوں کے یہ چند اوصاف ہیں، غفلت غم وغصہ یا خواہشات کے غلبہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے۔ تو وہ فوراً اللہ تعالےٰ کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ اس کے حضور توبہ کرتے ہیں، اپنے گناہوں کو بخشواتے ہیں اور سرزد گناہوں پر نادم ہوتے ہیں، پھر تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے یہ چنداں ضروری نہیں کہ آدمی یکسر معصوم ہو، کیونکہ بندہ گناہوں کے بعد جب توبہ کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۔ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ

(الاعراف ۲۰۱ ، ۲۰۲)

بیشک جو لوگ پرہیزگار ہیں، جب، انھیں شیطان کی وسوسہ اندازی سے کوئی خیال چھو جاتا ہے تو وہ فوراً چونک جاتے ہیں، پھر وہ (سیدھا راستہ) دیکھنے لگتے ہیں۔ مگر جو شیطان کے بھائی ہیں۔ انھیں شیطان گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں پھر اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتے۔

متقی اور پرہیزگار لوگوں کے بارے میں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ان میں سے کسی سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو وہ عقلمندی اسی میں دیکھتا ہے کہ توبہ کرکے فوراً اس گناہ سے نکل جائے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

ان تغفر اللھم تغفر جما وأی عبد لك لا ألما

اے خدا اگر تو بخش دے تو سب کچھ بخش دے (سارے ہی گناہوں کو بخش دے) اور تیرا کون سا ایسا بندہ ہے جس سے کوئی گناہ نہ سرزد ہوا ہو۔

اور توبہ کی شرطیں یہ ہیں کہ بندہ گناہوں سے یکسر باز رہے، جو کچھ ہوا، اس پر شرمندہ ہو، دوبارہ گناہ سرزد نہ ہو اس کا پختہ ارادہ کرے، اور اگر اس نے کسی کا مال جبراً چھین لیا ہے تو اسے چاہئے کہ حق دار کو فوراً اس کا حق لوٹا دے، کیونکہ اس کا شمار ان دفاتر میں سے ہے جنھیں اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں چھوڑے گا، علاوہ ازیں گناہوں پر اصرار کرنا اور توبہ نہ کرنا سخت ہلاکت خیز ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ حدیث میں ہے ۔

اصرار کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہو، جو جان بوجھ کر اپنی حرکتوں پر اصرار کرتے ہیں، حالانکہ وہ بخوبی جانتے ہیں، اور جو لوگ استغفار کرتے ہیں وہ اصرار نہیں کرتے، اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ ان سے ارتکاب ہو ۔ (ابوداؤد، ترمذی بروایت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ترمذی نے اس کو غریب کہا اور اسناد کو کہا کہ قوی نہیں)

حدیث میں یوں ہی ثابت ہے، اور جو کوئی گناہ کے گمان سے توبہ کرتا ہے، اور اس سے مغفرت چاہتا ہے، حالانکہ اس کا دل اس کی محبت میں آلودہ ہے، ایک طرف وہ گناہ سے چمٹا ہوا بھی ہے، اور دوسری طرف دوبارہ گناہ کی جانب رغبت بھی رکھتا ہے، تو ظاہر ہے اس قسم کی توبہ اپنے پروردگار کے ساتھ ایک قسم کا ٹھٹھا اور مذاق ہے، اور جھوٹوں کی توبہ اسی قسم کی ہوتی ہے ۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ

(النساء: ۱۸)

اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی، جو ساری عمر گناہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہوتی ہے۔ تو کہنے لگتے ہیں کہ اب تو میں توبہ کرتا ہوں ۔

پھر فرمایا

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (آل عمران ۱۳۶)

یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت اور بہشت کے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات میں اللہ نے ابتدا میں مغفرت طلب کرنے کی طرف پیش قدمی کرنے اور جنت کی کامیابی کے حصول کو بیان فرمایا، اور اختتام میں مغفرت اور جنت کی کامیابی کا تذکرہ فرمایا، اور ایک عقل مند آدمی سب سے زیادہ جس چیز کا اہتمام کرتا ہے، وہ جنت کی طلبی، جنت کی کامیابی اور اس کے مطابق عملی سرگرمی ہے۔ یعنی ایمان اور یقین کے ساتھ بندہ اس کے حصول کی تگ و دو کرے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔ "میں نہ آپ کی طرح ٹھیک سے گنگنا سکتا ہوں، اور نہ (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) کی طرح، میں تو بس (اپنی دعاؤں میں) اللہ سے جنت کا طالب ہوں، اور دوزخ سے بس اسی کی پناہ مانگتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہماری گنگناہٹ بھی بس انھیں دونوں کے اردگرد ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر اپنی طرف سے آڑ اور پردہ ڈال دیتا ہے، پھر اس کے گناہوں کا اس سے اعتراف کراتا ہے، جب وہ گناہوں کا اعتراف کرتا ہے، تو اس سے کہتا ہے، میں نے تیرے ان گناہوں کو بخش دیا۔

سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ. اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ. وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا، اور میں تیرا بندہ ہوں، میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، جتنا کچھ مجھ سے ہو سکے، جو کچھ تو نے بنایا اس کے شر سے میں تیری ہی پناہ ڈھونڈتا ہوں، تو نے مجھ پر جو انعامات کئے اس کی وجہ سے میں (اپنے گناہوں کا) اقرار کرتا ہوں۔ نیز میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بخاری بروایت شداد بن اوس)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (ص ۱۸۰، ۱۸۲)

کیونکہ تیرے سوا کوئی میرے گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔

تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے۔ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور پیغمبروں پر سلام ہو، اور ہر طرح کی تعریف بس اللہ کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختتام سال پر نفس کا محاسبہ اعمال

تمام تعریفیں اللہ کے لئے خاص ہیں۔ ہم اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی طاقت اور قوت کسی اور کو حاصل نہیں، ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد ماہ و سال اور شب و روز غرض ہر ساعت اور ہر گھڑی اعمال کے لئے بساغنیمت اور بہترین پونجی ہے، اور زندگی کے یہ تمام لمحے تیزی سے گذر جانے اور ختم ہوجانے والے ہیں، لیکن جس ذات نے عدم سے ان ساعتوں کو وجود بخشا، ان کے اندر فضیلت کو ودیعت فرمایا اور طرح طرح کی خصوصیت بخشی، وہ ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، کبھی اس کو زوال نہ ہوگا، ہمیشہ قائم و دائم رہے گا، کبھی فنا نہ ہوگا، ہر حال اور ہر زمانے میں وہی ایک معبود ہے، وہ اپنے تمام بندوں کا نگراں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ کرنے والا ہے، ادل بدل کر انھیں طرح طرح کے کاموں میں لگاتا ہے، تاکہ ان پر انعام واکرام کی چادر تان دے، پھر ان کے ساتھ انتہائی جود وکرم کا معاملہ فرماتا ہے، نیز یہ حقیقت ہے کہ ہر روز اور ہر دن میں اللہ نے اپنی عبادت کی کوئی نہ کوئی ذمہ داری کو بندوں پر واجب کیا ہے، جس سے بندہ تقرب الٰہی کو حاصل کرسکتا ہے، اور ان ساعتوں میں اس کی رحمت اور کرم کے وہ نکتے مضمر ہیں جن سے وہ جسے چاہتا ہے، فیضیاب کرتا ہے، لہٰذا باسعادت اور لائق مبارکباد وہ افراد ہیں، جو شب و روز کو غنیمت جانتے ہیں اور ان ساعتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مقررہ عبادتوں کو انجام دے کر اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں ۔

ہر نئے ماہ کا چاند جو انسان پر طلوع ہوتا ہے، اسے اپنی موت سے قریب اور آخرت سے نزدیک کرتا ہے، اور ہم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کی عمر دراز اور اعمال نیک ہوں، جبکہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی عمریں مختصر اور اعمال برے ہوں، پھر آخرت کی رو سے خواہ کوئی آدمی نیکی اور عبادت پر اجر و ثواب پائے، یا نافرمانی اور برائی پر گناہ پائے، یہاں دنیا میں تو بس یہی کہا جاتا ہے کہ فلاں مر گیا، اور زندگی اور موت کے درمیان فاصلہ ہی کیا ہے، اور جو زندگی آنے والی ہے، وہ ضرور آکر رہے گی ۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ. مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (غافر، ۳۹۔۴۰)

اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی محض فائدہ اٹھانے کی چیز ہے، اور بلاشبہ آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے، جو برے کام کرے گا، اس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا، اور جو نیک کام کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی ہو گا، تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں ان کو بے حساب روزی ملے گی ،

اللہ نے اس دنیا کو متاع اور پونجی کہا ہے، متاع اس سرمائے کو کہتے ہیں، جس سے بندہ گھڑی دو گھڑی فائدہ اٹھائے، اور پھر وہ چیز اس کے ہاتھ سے چھن جائے، یہ لفظ "متاع مسافر" سے ماخوذ ہے ۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

کیا تم آخرت کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے (حالانکہ) دنیا کی زندگی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا قَلِيلٌ (التوبۃ : ۳۸) فائدے تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں

قیامت کے دن دنیا کے معمر ترین انسان کو حاضر کیا جائے گا۔ یہ شخص دنیا میں بڑا آسودہ تھا، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ خدا کی بندگی سے دور اور ہر قسم کی برائی میں شرابور تھا، غرض اس کو جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے سوال ہوگا، کیا تو نے دنیا میں کبھی راحت اور آسودگی دیکھی ہے، کبھی تجھ پر اچھے دن بھی گذرے ہیں؟ وہ کہے گا، پروردگار عالم! میں نے تو کبھی بھی راحت اور آرام نہیں دیکھا۔ اس طرح یہ شخص جہنم کا پہلا عذاب چکھتے ہی دنیا بھر کا آرام فراموش کر جائیگا پھر اس سے سوال ہوگا، تو دنیا میں کتنے دنوں رہا؟ وہ کہے گا بس ایک روز یا کچھ گھڑی، پھر اس سے کہا جائے گا کہ اس ایک دن یا اس کے کچھ حصہ میں تو نے جو سودا کیا، وہ بدترین سودا تھا۔!

یہ وہ بدنصیب لوگ ہوں گے، جنھوں نے دنیا میں اپنی عقل، اپنی فکر اور اپنے مشغلہ کا بڑا حصہ دنیاوی کاموں میں گذارا، پیٹ اور پلیٹ اور مادے اور معدے کی خواہشات کا ہمیشہ ساتھ دیا، سفلی جذبات کے تابع رہے، اپنے رب کے فرائض سے مجرمانہ غفلت برتی، آخرت کو فراموش کر گئے، اور ان کی یہ روش اس وقت تک برقرار رہی جب تک دنیا سے ذلیل وخوار ہو کر ان کا جنازہ نہ نکلا، یہ راندہ درگاہ ہوئے، دھتکارے گئے، نیکیوں سے ان کی جھولی خالی رہی، نیک اعمال سے ان کو سروکار نہ تھا، اور آخر کار وہ گھڑی آئی کہ سکرات موت اور بربادی کی حسرت ایک ساتھ ان پر حملہ آور ہوئی، اور آنے والا خوف ان کے دامن گیر ہوا، اور اس وقت افسوس اور ندامت کا پسینہ ان کے ماتھے پر نمودار ہوا، لیکن اب پچھتائے کیا ہوت!

يَقُولُ يٰلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ
وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ
(الفجر : ۲۴، ۲۶)

اس دن وہ کہے گا، کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ نیک اعمال آگے بھیج دیئے ہوتے
اس دن اللہ گنہگاروں کو ایسی سزا دے گا کہ اس جیسی سزا کسی نے دی ہوگی، اور ان کو اس طرح جکڑیگا کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کسی نے نہ جگڑا ہوگا ۔

• خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (الحج ۱۱)

وہ دنیا اور آخرت دونوں کھو بیٹھا، اور یہی تو صریح خسارہ ہے ۔

اس کے برعکس جو بانصیب افراد اپنی زندگی کی ہر گھڑی کو وصول کرتے ہیں، نیک اعمال کا توشہ لیتے ہیں اور آخرت کے لیے دنیا میں ہی تیاری کرتے ہیں، ایسے لوگ دنیا سے رخصت کی گھڑی صدمہ اور افسوس نہیں کرتے، موت کی علامت نمودار ہونے پر روتے دھوتے نہیں خوف اور ہراسانی انھیں چھو کر نہیں جاتی اور آخرت کے لمحے قریب آنے پر رنج وغم کا شکار نہیں ہوتے، کیونکہ ان کے اعمال انھیں مانوس کرتے ہیں، اور ان کی نیکی اور نکوکاری ہر قسم کی بری ساعتوں اور ان کی شکست وریخت سے انھیں بچائے رکھتی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے خوش نصیب افراد کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے، تو انتہائی شفقت اور نرمی کے ساتھ ان سے کہا جاتا ہے ۔

• يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر ۲۷، ۳۰)

اے مطمئن روح اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، اور (اللہ اس سے کہے گا کہ) میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا ۔

اور اسی بنا پر دعائے ماثورہ میں بندہ یہ دعا کرتا ہے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَآئِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّآءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا

اے اللہ میں تجھ سے اس لذت کا سوال کرتا ہوں جو تیرے رخ انور کو دیکھنے کی صورت میں حاصل ہوتی ہے، نیز تیری ملاقات کا ایسا شوق چاہتا ہوں جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنۃ مضلۃ — نہ کوئی اذیت ناک مصیبت ہو، اور نہ وہ کسی گمراہ کن فتنے اور آزمائش سے دوچار کرے۔

اور یہی اس ارشاد نبوی کا مفہوم ہے جو صحیح حدیث میں درج ہے کہ

جس نے اللہ سے ملاقات کو محبوب جانا، اللہ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو کوئی اس سے ملاقات کو ناگوار جانتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناگوار رکھتا ہے، اصحاب کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تو ہر کوئی موت کو ناگوار سمجھتا ہے، آپ نے فرمایا، بات یہ نہیں، بلکہ جب انسان دنیا سے نکل کر آخرت کی چوکھٹ پر قدم رکھتا ہے — یعنی حضوری موت کی علامات اس پر نمودار ہوتی ہے — تو اس وقت اگر آدمی نیک لوگوں میں سے ہوتا ہے، تو اسے خیر کی بشارت ملتی ہے، چنانچہ وہ خود اللہ سے ملنے کے لئے بیتاب ہو جاتا ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں کروٹیں لیتی ہے، اور اگر بندہ برے لوگوں میں سے ہوتا ہے تو اس وقت اسے بری خبریں ملتی ہیں، جن کی وجہ سے وہ اللہ سے ملاقات سے نفرت کرتا ہے چنانچہ اللہ بھی اس کے ملنے سے نفرت کرتا ہے —! (مسلم بروایت عائشہ و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما)

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو آپ روزہ سے تھے، آپ نے کنیز سے فرمایا، دیکھو! کیا سورج ڈوب گیا ہے؟ جب کنیز نے بتایا کہ سورج ڈوب گیا، تو آپ نے تھوڑی سی کوئی چیز اٹھائی اور اسی سے روزہ کھول لیا، پھر فرمایا: اے موت خوش آمدید! اے موت کے بہرے قاصد اخوب وقت پر آیا، بخدا وہ شخص کبھی کامیاب نہیں ہوگا، جس نے دنیا پر حسرت کی، اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے دنیا میں رہنا اس لئے نہیں پسند کیا تھا، کہ نہریں نکالوں یا پودے لگاؤں، بلکہ میں نے دنیا میں رہنا اس لئے پسند کیا تھا تاکہ راتوں میں تہجد کے لئے اٹھوں، دن میں روزے رکھوں، اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے زانو بہ زانو شرکت کروں، آہ اب وہ باسعادت گھڑیاں پھر نہیں مل سکیں گی، آپ نے ان الفاظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ادا فرمایا، اور اس دوران آپ کا انتقال ہوگیا ــــ رضی اللہ عنہ وارضاہ !

یہ موت بس سے ہم آپ گھبراتے اور خوف کھاتے ہیں، یہ ابدی فنا نہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر اور ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہونا ہے، جہاں ایک نئی اور البیلی زندگی شروع ہوگی، جو لافانی اور پائیدار ہوگی۔

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ (النجم: ۳۱)

تاکہ جن لوگوں نے برے کام کئے، ان کو ان کے اعمال کا برا بدلہ دے اور جنھوں نے اچھے کام کئے، ان کو اچھا بدلہ دے۔

دنیا کرداروعمل کا کارخانہ ہے، جب کہ آخرت بدلہ کی جگہ ہے۔ اللہ نے انسان کو محض حرکت و عمل اور اپنے رب کی اس وقت تک بندگی کا حکم فرمایا، جب تک کہ اس کی موت نہ آجائے ــــ !

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (الحجر ۹۹)

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے۔

دنیا اپنی تمام تر خیر وبرکت اور خوبیوں کے ساتھ محض اس لئے وجود میں آئی، تاکہ بندہ کا اعزاز واکرام بڑھے۔ اور وہ دنیا جہاں کی نعمتوں کو اپنے رب کی بندگی اور جنت کی نعمتوں کے حصول کے لئے صرف کردے۔

• كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ (سبا ۱۵)

اپنے رب کی روزی کھاؤ، اور اس کا شکر ادا کرو۔

• كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي

ہم نے جو پاکیزہ روزی بخش دی، اس میں سے کھاؤ، اور سرکشی مت کرو، ورنہ تم پر میرا غصہ نازل ہوگا، اور جس پر میرا غضب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ هَوٰى (طٰہٰ ۸۱) نازل ہوا، بلاشبہ وہ ہلاک ہوگیا۔

"طغیان" کفر اور فسق و فجور میں حد سے بڑھ جانے کو کہتے ہیں، جس کی صورت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں سے تو پورا پورا فائدہ اٹھائے، لیکن اس کی بندگی کی بجائے اس کی نافرمانی پر کمربستہ رہے۔ اور اپنی خداداد صلاحیت اور دھن دولت کو ایسی چیزوں میں خرچ کرے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

دنیا آزمائش اور امتحان کی جگہ ہے، جہاں اعمال کا جائزہ اور حساب لیا جاتا ہے، یہ دنیا غم والم فتنہ وفساد، اور اذیتوں اور مصیبتوں سے لبریز ہے، اس جگہ کی کدورتوں اور میل کچیل کو صرف دین داری اور رب کی بندگی ہی پاک وصاف کر سکتی ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب دنیا کی چمک دمک پر آپ کی نگاہ پڑتی، جس سے آپ کو ایک گونہ حیرت ہوتی، تو آپ فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔

اس دعا میں یہ اشارہ مضمر ہے کہ دنیا کی زندگی تمام تر آلودگی، مضرت اور اذیت پر مبنی ہے یہاں کی راحت، اذیت ہے، پاکیزگی میں آلودگی ہے، حلال پر حساب اور حرام چیزوں پر سخت سزا ہے اور شفاف ترین زندگی ایک مومن کے لیے بس وہی زندگی ہوگی، جب وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور کہے گا۔

الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب (فاطر ۳۴، ۳۵)	اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا، بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا اور قدر دان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے گھر میں لا اتارا، جہاں ہم کو نہ رنج پہنچے گا، اور نہ ہمیں تکان ہی ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خذوا اهبة فی الزاد فالموت کامن ٭ فما عنه من منج ولا عنه عند د

توشہ کے لئے تیاری کرلو۔ کیونکہ موت ایسی پوشیدہ ہے کہ نہ اس سے نجات ممکن ہے اور نہ کوئی جائے فرار ہے۔

فما دارکم هذی بدار اقامه ٭ ولکنها دار ابتلاء وتزود

تمہارا یہ دنیا کا گھر کوئی اقامت کی جگہ نہیں، بلکہ یہ تو محض آزمائش اور توشہ کی تیاری کا گھر ہے۔

اما جاءکم من ربکم "وتزودوا" ٭ فما عذر من وافاه غیر مزود

کیا تمہارے رب کا یہ فرمان تم تک نہیں پہنچا کہ "توشہ اختیار کرو" بھلا اس شخص کے پاس کونسا عذر ہوگا جو رب سے کسی تیاری کے بغیر ملاقات کرے

ینادی لسان الحال جدوا الترحلوا عن المنزل الغث الکثیر التنکد

زبان حال سے تمہیں آوازیں دی جاتی ہیں کہ اٹھو، کوشش کرو۔ تاکہ تم اس بھری پری آلودہ اور گندی سرزمین سے بہت جلد کوچ کرسکو۔!

أتاک نذیر الشیب بالسقم مخبرا بانک تتلوا القوم فی الیوم او غد

بڑھاپے کا ڈرانے والا تمہارے پاس آیا اور تمہیں امراض سے خبردار کیا، اور یہ بتایا کہ آج یا کل تم بھی قوم سے جا ملوگے۔!

صحیح حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ ایک شخص کو نصیحت کررہے تھے، آپ فرمارہے تھے۔

پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو غریبی سے پہلے، اپنی فرصت کے دنوں کو مصروفیت سے پہلے، اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے، اور ایک اور روایت میں ہے کہ اس دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد مشقت کی کوئی اور جگہ نہیں ، اور نہ اس دنیا کے بعد جنت یا جہنم کے علاوہ کوئی اور گھر ہے۔!
اس لئے حاضرین کرام خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنے رب کے فرائض اور احکام کی نگہداشت کرو۔ اور اللہ اور اپنے رسول کی اطاعت کرو، بشرطیکہ تم مومن ہو!

دوسرے خطبہ کا نمونہ

تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے مخصوص ہے، جو اپنی تمام تر مخلوقات سے برتر اور بلند ہے، وہی دیتا اور روکتا ہے اور پست اور بلند کرتا ہے، میں اس کی حمد و ثنا اس شخص کی طرح کرتا ہوں جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی درماندہ اور بیچین لوگوں کی فریاد سنتا ہے، نیز میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جملہ انسانوں اور جنوں کی طرف اللہ نے انھیں مبعوث فرمایا، اے اللہ درود نازل فرما اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی تمام آل واصحاب کرام پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! حاضرین کرام! مرنے سے پہلے اپنے رب کے حضور توبہ کرو۔ اور معروف ہونے سے پہلے نیک اعمال کی طرف دوڑ پڑو۔ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان اس کی کثرت یاد کرتے ہوئے رابطہ استوار رکھو، کھلے اور چھپے طور پر صدقہ اور خیرات کرو، فتحیاب ہو گے روزی میں افزائش ہو گی، اور تمہاری ہر قسم کی تلافی ہو گی نیز تمہیں یہ بھی جاننا چاہئے کہ شب و روز کی رہگذر پر تمہاری عمر کا سورج دن بدن ڈھلتا جا رہا ہے، تمہارے اعمال رجسٹر پر درج ہو رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور موت اچانک آنے والی ہے۔ پھر دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جو کوئی یہاں نیکی بوئے گا، وہاں نیکی کاٹے گا، اور جو کوئی بدی کی کاشت کرے گا، وہاں جاکر بدی کاٹے گا، اور ہر کوئی وہی کچھ کاٹے گا جو بوئے گا۔ پھر کل جو آنے والا ہے اس دن ہر شخص کو اسکے پورے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا ــ!

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (البقرة ۲۸۱)

اور ڈرو ایسے دن سے جس میں تم لوٹ کر اللہ کی طرف جاؤ گے، پھر ہر نفس کو اسکی کرنی کا پورا پورا بدلہ ملے گا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس لئے تمہیں چاہئے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی لغزشوں سے توبہ کرو، اور اپنے رب کے فرائض کی نگہداشت کرو۔" اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم مومن ہو"!

(انفال)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر ۱۰)

ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان کے ساتھ ہم پر سبقت لے گئے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کسی قسم کی کھوٹ نہ رکھنا۔ اے ہمارے پروردگار بیشک تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔

۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الصافات ۱۸۰، ۱۸۲)

تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے، ان باتوں سے پاک ہے۔ جو وہ بیان کرتے ہیں، اور پیغمبروں پر سلام ہو اور ہر طرح کی تعریف بس اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے خطبہ کا ایک اور نمونہ

تمام تعریفیں خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں، جس نے پیدا کیا، اور ٹھیک، ٹھیک بنایا اندازہ کیا، پھر راہ پر لگا دیا، اسی کے لئے وہ سب ہے جو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے، اور جو کچھ زیر زمین ہے اور اسی کے لئے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے۔ وہی ملک حق مبین ہے۔ پوری کائنات اور اس کی سلطنت پر حاوی ہے۔ میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں، اور ایسے شخص کی طرح اس کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عقل و خرد رکھنے والوں کا شیوہ اور طریقہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ڈھکی چھپی چیزوں اور سرگوشی کو جانتا ہے۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جو کامل تقویٰ کی دعوت دیتے ہیں۔ اے اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کے جملہ آل و اصحاب کرام کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما، جو علم اور ہدایت کا چراغ ہیں، اور ان پر بہت بہت سلام فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! لوگو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ اور ان کی سی نگاہ اور نگرانی رکھو۔ جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ قیامت کی اندوہناک اطلاع سے تم اس قدر غفلت اور جہالت برتتے ہو، اور فانی ہونے والی انتہائی حقیر چیزوں پوری شدت سے مصروف ہو اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تمہاری یہ بے توجہی تمہیں راست اور درست راستے سے روکے ہوئے ہے، کیا قضاء و قدر کے طوفان حوادث نے تمہیں بیدار نہیں کیا؟ اور کیا ان لوگوں کے واقعات نے تمہیں جھنجھوڑ نہیں ڈالا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے اپنے رب کو جھٹلایا، اس کی نافرمانی کی، اپنے رب کی بندگی کو پس پشت ڈالا، اور محض دنیا کی زندگی کی لالچ میں اللہ نے اپنے فضل وکرم سے جو انھیں بخشا، اسے خرچ کرنے میں بھی دریغ کیا، پھر ان لوگوں کو اللہ نے جن کڑی سزاؤں میں جکڑا، اس کا انھوں نے اندازہ نہیں کیا پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوا، جنھوں نے بغاوت اور سرکشی کی، اللہ کے نبیوں کے پیغامات ان تک پہنچے، لیکن انھوں نے ان کو قبول نہیں کیا، ان کے کانوں میں وعظ ونصیحت کی آوازیں پڑتی رہیں لیکن انھوں نے توجہ نہیں کی، اور نہ اپنے گناہوں سے توبہ کیا، آخر کار یک بیک اللہ کا حکم ان تک آپہونچا، اور وہ پوری طرح زد میں آگئے۔

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (مریم ۹۸)	کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو، یا کہیں ان کی بھنک سنتے ہو۔
فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (النمل ۵۲)	اب ان کے یہ گھر ان کے ظلم کے سبب سے خالی پڑے ہیں، بلاشبہ اس واقعہ میں دانشمندوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔

بنا بریں تمہیں چاہئے کہ ان کے جیسے ہرگز مت بنو، ورنہ جو افتاد اور مصیبت ان کو پہنچی، تم بھی اس کا شکار ہوگے، اور بالآخر اپنی کرتوتوں پر نادم ہوگے، اس لئے تمہارا یہ فرض ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ، اپنی لغزشوں سے توبہ کرو۔ اور اپنے رب کے فرائض کی بخوبی نگہداشت کرو۔ اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی کما حقہ اطاعت کرو۔!

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا	اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لانے میں سبقت لے گئے، ہمارے دلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر ۱۰)

میں ان لوگوں کی طرف سے کھوٹ نہ ڈال جو ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقتوں والا نہایت مہربان ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الصافات ۱۸۰، ۱۸۲)

تمہارا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے۔ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اور ہر طرح کی تعریف بس اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری خطبہ کا ایک اور نمونہ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے خاص ہیں جو ہر زبان پر ستائش اور تعریف کے لائق ہے ہر کون و مکان میں پرستش کے قابل ہے اور ہر کام میں بس وہی مقصود اور مراد ہے، میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں کیونکہ حمد و ستائش کا آغاز بھی بس اسی سے ہے، اور انجام بھی بس اسی کی طرف ہے، میں اس کا شکر گذار ہوں اور اس کے وسیع و کشادہ فضل کا طلب گار ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ پورے اخلاص سے کہتا ہوں، کیونکہ ایسی ہی مخلصانہ گواہی دین کا ستون ہے، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جملہ خلائق میں آپ ہی کی ذات اللہ کی سب سے بہتر ثنا خواں بھی ہے، اور آپ ہی سب سے زیادہ تعریف کے لائق ہیں، اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما، آپ کے جملہ آل و اصحاب پر بھی جو حق کے بڑے رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں، اور ان پر بہت بہت سلام نازل فرما۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد! اے دنیا کے سمیٹنے والے، جبکہ نیک اعمال کو سمیٹنے کی تو نے فکر نہیں کی، اور اے وعظ و نصیحت کو سن کر ان سنی کرنے والے، آخر کب تک گناہ اور برائی میں مصروف ہوگا حالانکہ یہ برائی نہ کسی کو باقی رکھنے والی ہے اور نہ کچھ چھوڑنے والی ہے؟ کب پنجگانہ نمازوں، جمعہ کی نمازوں اور مسجدوں سے دور رہے گا، اور اپنی دنیا میں مست رہے گا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنے والا اس کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے، اور ایک جمعہ چھوڑنے والے کا تباہ دل سیاہ ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ کوئی مسلسل تین تین جمعہ ہی نہ پڑھے، کیا اس کا پورا دل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ نہ ہوگا۔ اور جو شخص خواہ کتنا ہی رکوع اور سجدہ کرے۔ لیکن اس کی نمازیں اسے بے حیائی اور برائی سے نہ روکے، کیا وہ اپنے رب سے دور نہ ہوگا، اور اس کا بندہ شمار بھی ہوگا؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ شراب اور نشہ استعمال کرنے والوں کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ ان کے چہرے سے حیا ٹوٹ کر ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتی ہے؟ کیا اسے یہ علم نہیں کہ جو کوئی جانے بوجھے بغیر گواہی دے یا جان کر گواہی کو چھپالے تو ایسا شخص گویا اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رابطہ کی کڑیوں کو توڑ بیٹھتا ہے اور جو کوئی کسی مسلمان کو مار ڈالتا ہے، یا اس کے قتل کے لئے کسی قسم کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ میں بدترین ٹھکانا تیار کرتا ہے۔ لہٰذا اے نافرمانی کرنے والے بھلا اس بھرے پرے مجمع میں تو کون سا حیلہ اور بہانہ کرے گا، جہاں قہر و غضب سے بھرا بیٹھا تیرا رب بالکل سامنے جلوہ گر ہوگا، اور منادی آواز دے گا کہ اے میدان محشر میں کھڑے ہونے والو! تم سب کان کھول کر سنو! کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے دروازوں کو بند کیا، پردوں کو گرالیا، نمازوں کو چھوڑ بیٹھے۔ نشہ آور چیزوں کو استعمال کیا اور بے حیائی اور نت نئی برائی کا ارتکاب کیا؟

بنابریں خدا کے بندو! آج دوڑ پڑو، اور اپنے آپ کو توبہ اور نیک کاموں کے ذریعہ جکڑ بندیوں سے آزاد کرالو، ورنہ اللہ کی طرف سے وہ چیز آکر رہے گی جس کا دفعیہ کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں، کیونکہ اس روز نہ کوئی مال نفع دے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے والدین کی سفارش کرے گا، البتہ وہی افراد اس المیہ سے مستثنیٰ ہونگے، جو اپنے رب کے حضور درست اور اطاعت گذار دل لے کر حاضر ہونگے۔! اس لئے تمہیں چاہئے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے رب کے فرائض کی کلی نگہداشت کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔!

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ. وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(الحشر ۲)

ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے، اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کیطرف سے کھوٹ نہ ڈال جو ایمان لائے، اے ہمارے پروردگار بیشک تو بڑی شفقتوں والا نہایت مہربان ہے۔

۴

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗءِ ذِي الْقُرْبٰى. وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

(النحل ۹۰)

بیشک اللہ حکم دیتا ہے کہ (ہر معاملہ میں) انصاف کرو۔ اور (سب کے ساتھ) بھلائی کرو۔ اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرو۔ اور بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے منع فرماتا ہے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

میں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ جل جلالہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔!

❊ ❊ ❊

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ اخیرہ کا ایک اور نمونہ

تمام تعریفیں لطیف وخبیر کے لئے سزاوار ہیں، جس کے لطف وکرم سے سختیاں چھٹ جاتی ہیں، اس کی شفقت وعنایت سے نعمت اور فائدے پے بہ پے جاری وساری ہوتے ہیں اور جس کے اوامر ونواہی کو انجام دیتے رہنے سے دل پاک وصاف ہوتے ہیں، اور نئی خصلتوں کی آلودگی سے دور رہتے ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ رب العزت کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کی نشانی ہر ہر چیز میں عیاں اور نمایاں ہے، اور جو گواہی دیتی ہے کہ وہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، نیز میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں آپ پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر اللہ کی بہت بہت رحمتیں ہوں، اور ان پر بہت بہت سلام ہو —!

حمد وصلوات کے بعد! بندگان خدا —! اس میں شک نہیں کہ دلوں پر حرص وآز کا اس قدر غلبہ ہے جس نے دل والوں کو تباہ وبرباد کر دیا ہے، اسی طرح گناہوں کی آلودگی بھی قلب ونگاہ پر اس قدر جم چکی ہے، جس نے اس نہاں خانہ دل کو تیرہ وتاریک بنا رکھا ہے، اس لئے تمہارا یہ فرض ہے کہ توبہ اور استغفار کے ذریعہ اس سیاہی کا ازالہ کرو۔ رات دن کے فرائض کی نگہداشت کرو۔ اور اپنے اعمال کے بگاڑ کو درست کرو، تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے احوال کو درست کرے صلہ رحمی کرو۔ تاکہ اللہ تمہاری روزی میں برکت عطا فرمائے، تمہاری عمر، اور تمہارے دھن دولت میں ترقی عطا کرے، کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک کرو تاکہ اللہ تمہارے درجات کو بلند فرمائے کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کوئی رحم کرتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے ۔ جو جوڑتا ہے اسے جوڑا جاتا ہے جو کوئی ظلم و زیادتی کرتا ہے اسے توڑ دیا جاتا ہے ۔ جو کوئی شہوت کی لگام کو چیزوں میں ڈھیلی رکھتا ہے ۔ نشہ آور چیزوں کو دھڑلے سے استعمال کرتا ہے ، ایسا شخص خسارے اور شرمندگی کا شکار ہوتا ہے ، اور ان سب کے بالمقابل جو کوئی پنجگانہ نمازوں کی پابندی کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے ۔ وہ نفع اور مال غنیمت پاتا ہے ، اس لئے تمہیں چاہئے کہ بغاوت اور سرکشی سے گریز کرو ۔ کینہ کپٹ اور حسد سے دل کو صاف رکھو ، اور خوب سمجھ لو کہ حسد کرنے والا کبھی آگے نہیں بڑھتا اور رنج و غم کے سوا انھیں کچھ ہاتھ بھی نہیں آتا ، اور ان کے حصہ میں بس افسردگی اور حسرت ہی ہوتی ہے نیز یہ بھی یقین رکھو کہ ہر برتن سے وہی گرتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے ۔ اور جو کوئی اپنے کسی بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے ۔ وہ خود اس میں گرتا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ، اور جو کوئی علم بغاوت بلند کرتا ہے آپ خود مارا جاتا ہے ۔ اور جو دوسروں کو ستاتا ہے اللہ تعالےٰ اسے ہی اس کی سزا دیتا ہے ۔ اور جو دوسروں کے درمیان دشمنی اور عداوت پیدا کرتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس کو پھاڑ کر الگ کر دیتا ہے ۔ اور ان سب کے برعکس جو کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے ، اللہ اس کی مدد کرتا ہے ۔ لیکن جو خاموش رہ کر چاپلوسی کرتا ہے ۔ وہ ذلیل و خوار اور ناکام رہتا ہے ۔ اور قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا ۔ میں یہ سب کہہ تو رہا ہوں اور اس کے ساتھ ہی اللہ رب العزت سے اپنے لئے ، تمہارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت بھی طلب کرتا ہوں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے خاص ہیں، جو نہایت بزرگ اور داتا ہے، جس نے انسان کو عدم سے وجود بخشا، پھر اس سے کہا ہو جا، چنانچہ وہ ہو گیا، ہر دن اس کی ایک شان ہے اور کائنات کی ہر شی فانی ہے، بس اللہ کی ذات باقی رہے گی جو عظمت اور جلال والا ہے — میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ اس شخص کی گواہی ہے جو یہ اقرار کرتا ہے کہ اس کا رب اللہ ہے، پھر اسی پر وہ استوار رہتا ہے، نیز میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول اور جملہ خلائق کے پیغمبر ہیں، اے اللہ اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما، اور آپ کی تمام آل اطہار اور اصحاب کرام پر رحمتیں نازل فرما، اور ان پر بہت بہت سلام نازل کر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد — ! اس میں شک نہیں کہ اللہ نے اس دنیا میں جملہ مخلوقات کے لئے فنا کا فیصلہ کر دیا ہے، البتہ آخرت کی زندگی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اور جس کے لئے فنا مقرر ہے وہ کبھی ہمیشہ باقی نہیں رہے گا۔

يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (غافر ۳۹)

اے (میری) قوم بیشک دنیا کی یہ زندگی (ادنیٰ) پونجی ہے اور یقیناً آخرت کی زندگی ہی ہمیشہ کا ٹھکانا ہے۔

اللہ نے اس دنیا کو متاع کہا ہے، اور متاع وہ معمولی شی ہوتی ہے جس سے آدمی گھڑی دو گھڑی فائدہ اٹھائے اور پھر وہ چیز ختم ہو جائے، یہ لفظ "متاعِ مسافر" سے ماخوذ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ (التوبہ ۳۸)	کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو چکے ہو، لیکن آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے ۔

نیز فرمایا ،

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (ال عمران ۱۸۵)	اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکہ کی پونجی ہے

دنیا کا سب سے بڑا عیب یہی ہے کہ اس کے حالات تغیر پذیر اور اس کا فنا ہونا مشہور ہے اور یہی اس کے زوال کی سب سے بڑی دلیل ہے چنانچہ یہاں کی تندرستی بیماری ہے، راحت پریشانی کا پیش خیمہ ہے، زندگی موت ہے، آبادی بربادی کی علامت ہے، دوستوں کا جمگھٹا ایک نہ ایک دن بکھرنے والا ہے اور روئے زمین کی ہر چیز ایک نہ ایک دن فنا ہونے والی ہے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہ موت جس سے لوگ گھبراتے ہیں، یہ ابدی فنا نہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر چلا جانا ہے، تاکہ بدکاروں کو ان کی بداعمالی کا مزہ چکھائے، اور نیکوکاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دے، اس لئے موت سے وہی گھبراتا اور لرزتا ہے جو آخرت کے لئے نیکی کی سوغات نہیں بھیجتا، اور موت سے اس بنا پر نفرت کرتا ہے کہ اپنے رب سے ملاقات اس کے لئے ناگوار ہے پھر اس نے برے اعمال ہی اپنے آگے بھیج رکھے ہیں اور جب وہ دنیا کو خیرباد کہہ کر ہوئے آخرت روانہ ہوتا ہے تو اس پر موت کی سکرات طاری ہوتی ہے، دنیا چھوڑنے کی اسے حسرت ہوتی ہے، آنے والا خوف اس کے دامن گیر ہوتا ہے، اور پھر اس گھڑی حسرت اور ندامت کا پہاڑ اس کے سر پر ٹوٹتا ہے، جبکہ پچھتاوا اس کے کسی کام نہیں آتا۔ اور وہ ہاتھ ملتے ہوئے کہتا ہے ۔

يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ فَيَوْمَئِذٍ	اے کاش میں نے آخرت کی زندگی کے لئے کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ (الفجر ۲۴، ۲۶) کیا ہوتا۔ اس دن اللہ جیسا نہ کوئی عذاب دے سکتا ہے اور نہ اس کے جیسا کوئی پکڑ سکتا ہے۔

دنیا میں لوگوں کی حیثیت ان اجنبی مسافروں کی سی ہے جنھیں یقین ہے کہ اس دنیا کے علاوہ ایک دوسری ہی دنیا ان کا ٹھکانا ہے، چنانچہ وہ اسی کے لئے توشہ جمع کرتے ہیں۔ وہیں کی خاطر سرگرم ہوتے ہیں، تاکہ وہاں نقل مکان کی راہ ہموار ہو سکے۔

کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی شخص کہیں کے لئے کچھ تیاری کرتا ہے، اور اچھی چیزیں وہاں پہلے سے بھیجے ہوتا ہے، تو خود بھی جلد از جلد وہاں پہنچنا پسند کرتا ہے۔ لہٰذا نیکوکار آدمی موت سے اس لئے محبت کرتا ہے کیونکہ اپنے رب سے ملنا اس کی نظر میں محبوب ہے، اور جو اللہ سے ملنا محبوب رکھتا ہے۔ اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، ورنہ جسے اللہ سے ملاقات ناگوار ہو، اللہ بھی اس سے بیزار ہوتا ہے، اور ان سے ملنا اسے قطعی پسند نہیں ہوتا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تو ہر کوئی موت کو ناگوار سمجھتا ہے، آپ نے فرمایا، بات یہ نہیں، بلکہ دراصل جب انسان دنیا سے نکل کر آخرت کی چوکھٹ پر قدم رکھتا ہے۔ یعنی حضوری موت کی علامت اس پر نمودار ہوتی ہے۔ تو اس وقت اگر وہ نیک لوگوں میں ہوتا ہے تو اسے خیر کی بشارت ملتی ہے۔ چنانچہ ایسا شخص اللہ سے ملنے کے لئے بیتاب ہو جاتا ہے، اور اگر بندہ برے لوگوں میں سے ہوتا ہے، تو اس وقت بری خبریں اسے ملتی ہیں، جن کی وجہ سے اللہ سے ملاقات سے اسے نفرت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ بھی اس کے ملنے سے نفرت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اپنی زندگی کے چالیس برس بسر کئے، اس عرصہ میں آپ پر کوئی وحی نہیں آئی تھی، چنانچہ اپنی قوم کے سامنے بطور حجت اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ۱۶)

اس سے پہلے بھی عمر کے ایک حصہ میں میں تمہارے درمیان رہا ہوں۔ تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔

پھر یک بیک حق آپ پر نمودار ہوا ۔ اور چالیس سال کے بعد غار حرا میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق ۱-۵)

اپنے اس رب کے نام سے پڑھو جس نے انسان کو بندھے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھو تمہارا رب بڑی عزت والا ہے، جس نے انسان کو قلم سے سکھایا، انسان کو وہ چیز سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

بعثت نبوی کا یہی وہ زمانہ ہے جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے بندوں پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (آل عمران ۱۶۴)

یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں خود انھیں میں سے ایک پیغامبر بھیجا،

پھر وحی کا سلسلہ جاری ہوا، اور لگاتار وحی اترتی رہی۔ بالآخر ہجرت کے دسویں سال وہ وقت آیا جب اللہ سے ملاقات اور آپ کی دنیا سے روانگی کی گھڑی قریب آئی۔ اس سال آپ نے ایک خلقت کے ساتھ حج فرمایا، اور احکام حج کی انھیں تعلیم فرمائی، عوام میں پہلے سے منادی کردی گئی تھی کہ آپ حج کرنے جارہے ہیں، لہٰذا مدینہ منورہ میں بڑی تعداد میں لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہوئے ، اور ہر کوئی دل سے یہ چاہتا تھا کہ اس عظیم عبادت میں ہو بہو آپ کی پیروی کریں۔

اور جس گھڑی آپ میدان عرفات میں وقوف فرما رہے تھے ، یہ آیت نازل ہوئی ۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ	آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ	تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا ، اور تمہارے لئے
رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا	دین اسلام کو پسند کیا ۔

(المائدۃ ۳)

اور کسی چیز کی تکمیل کے بعد ہی اس کا زوال شروع ہوتا ہے ۔ ہر کمالے را زوالے

اذا تم شیء بدا نقصه توقع زوال أمر اذا قیل تم

جب کوئی چیز مکمل ہوتی ہے تو اس میں کمی کا آغاز ہوتا ہے ، لہٰذا اسی وقت سے زوال کی امید رکھو جب کہا جائے کہ وہ چیز پوری ہو گئی ۔

چنانچہ عرفہ کے دن خطبہ کے دوران آپ نے اپنی میعاد کی تکمیل کا ارشاد فرمایا " اس سال کے بعد شاید میں تم سے دوبارہ ملاقات نہ کر سکوں ، اس لئے سن لو ! میرے بعد لوٹ کر کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارتے پھرو ۔ " (اقتباس خطبہ نبوی ، حجۃ الوداع)

اس حج کو " حجۃ الوداع " اسی لئے کہا گیا کہ آپ نے لوگوں کو اس موقعہ پر وداع کیا ، اور ایک زبردست خطبہ ان کے سامنے دیا ، آپ نے فرمایا : تمہارا خون ، اور تمہاری دولت تم پر حرام ہے بالکل اسی طرح جیسے تمہارا آج کا دن ، آج کے اس شہر میں لائق احترام ہے ، سنو ! جاہلیت کی ایک ایک چیز آج میرے قدموں کے نیچے پڑ چکی ہے " اسی دوران آپ نے سود کی حرمت کا ذکر فرمایا ، عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ، اور کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے پر لوگوں کو ابھارا ۔ !

ایام تشریق کے وسط میں یہ سورہ نازل ہوئی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔ (النصر)	جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی ، اور آپ نے دیکھ لیا ، کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں ، تو آپ اپنے رب کی حمد کیجئے ، اور اس سے مغفرت چاہئے ۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے ۔

اور جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صراحت فرمائی ، اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرب وفات کا صریح اعلان موجود ہے ، سورہ کا مفہوم یہ ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور تم دیکھ لو کہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں ، تو سمجھ لو کہ اب تمہارا وقت آپہونچا ، لہٰذا ہماری ملاقات کی تیاری کرو ۔ دوسری طرف عام عربوں نے اسلام قبول کرنے کے لئے فتح مکہ کو علامت بنالیا تھا ، یعنی وہ کہتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے ، تو ضرور آپ کے ہاتھوں مکہ فتح ہوگا ، اور آپ قریش پر غالب آئیں گے غرض آٹھویں سنہ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا تو عام عرب رضاء و رغبت کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (النصر ۳)	تو آپ اپنے رب کی حمد کیجئے ، اور اس سے مغفرت چاہئے ، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا ہے ۔

اس سورہ کے نزول پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ آپ اٹھتے بیٹھتے تسبیح پڑھا کرتے تھے اور فرماتے :

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ۔	اے اللہ میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں ، خدایا مجھے بخش دے ۔ !

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب آپ مدینہ منورہ پہونچے تو آپ نے لوگوں کے درمیان خطبہ دیا، اور فرمایا،

اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو جتنی ہو سکے دنیا کی چمک دمک اسے نصیب ہو، یا پھر وہ اپنے رب کے پاس جو کچھ ہے اس کو پسند کرے، تو اس نے جو کچھ اس کے رب کے پاس ہے اسی کو پسند کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو آپ کو گلے سے لگا لیا، اور فرمایا:

" ہم اپنے ماں باپ کو آپ پر قربان کرتے ہیں "

بعض صحابہ کرام نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ہمیں تعجب ہوا کہ آپ ایک شخص کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اللہ نے اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا، یا تو اسے دنیا کی چمک دمک اور زیب و زینت ملے، اور یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے اختیار کرے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ " ہم اپنے ماں باپ کو آپ پر قربان کرتے ہیں "

حقیقت یہی تھی کہ وہ شخص خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھیں دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو چننے کا اختیار ملا، اور ابوبکر اس حقیقت کو ہم سے زیادہ جانتے تھے،

(صحیحین بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے، اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا، اس سے پہلے ہر سال ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن پاک سناتے تھے، اس مرتبہ آپ نے دو مرتبہ قرآن پاک سنایا۔

صفر ۱۱ھ میں اس ماہ کے آخری ایام میں آپ کو درد شروع ہوا، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ چٹائی پر لیٹی ہوئی تھیں، اور اپنا سر پکڑے کہہ رہی تھیں، ہائے میرا سر! آپ نے ان سے کہا، میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو جائے، پھر میں تمہیں غسل دوں تجہیز و تکفین کروں، پھر تمہاری نماز جنازہ پڑھوں، انھوں نے عرض کیا، ہاں کیوں نہیں، میں تو مر جاؤں اور آپ اپنی کسی اہلیہ کے پاس شب باش رہیں، آپ نے فرمایا، نہیں بلکہ اب تو میرا سر درد سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھٹا جارہا ہے، پھر آپ کے درد دن بدن بڑھتا رہا، اس عرصہ میں آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، آپ نے آہستہ سے ان سے کچھ کہا، وہ رونے لگیں، پھر آپ نے دوبارہ ان سے سرگوشی کی، وہ ہنس پڑیں، جب اس کی بابت ان سے سوال کیا گیا، تو انھوں نے فرمایا: پہلی بار جب آپ نے سرگوشی فرمائی، اور میں رو پڑی تو؛ اس لئے کہ آپ نے فرمایا تھا اس درد سے میں بچ نہیں سکوں گا، بلکہ میری موت واقع ہوجائے گی، لہٰذا تم صبر سے کام لینا اور ثواب کی امید رکھنا، مجھے یہ سن کر رونا آیا، پھر جب دوبارہ آپ نے سرگوشی فرمائی اور میں ہنس پڑی تو آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے میں ہی مر کر آپ سے ملوں گی، میں ہنس پڑی بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ٹھیک چار ماہ بعد آپ بھی انتقال فرما گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں اس کی تاکید کرتے تھے کہ نمازوں اور اپنے باندی غلاموں کی کلی نگہداشت کی جائے، اور جب آپ سے کہا گیا کہ لوگ نماز باجماعت کے لئے آپ کے منتظر ہیں، تو آپ نے فرمایا، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو! وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے، ان کے سوا کوئی اور نماز پڑھائے اس سے اللہ اور اس کے رسول دونوں انکاری ہیں پھر جب جماعت کھڑی ہوئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اٹھا کر دیکھا، کہ حاضرین صف بستہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، تو آپ کو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہوا، چنانچہ آپ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا، اور انھیں اٹھا کر لے چلنے کے لئے کہا دونوں صاحبان نے آپ کو اٹھایا، البتہ آپ کے دونوں پیروں سے گویا زمین پر لکیر سی پڑ رہی تھی۔ پھر ان دونوں نے آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا، لوگوں کو محسوس ہوا کہ آپ ان کے درمیان ہیں، تو انھیں بڑی بشاشت ہوئی، نماز کے بعد آپ جب دوبارہ گھر تشریف لے گئے تو پھر وفات پاکر ہی آپ باہر نکل سکے، صلی اللہ علیہ وسلم۔!

مرض وفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی، لشکر اسامہؓ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(موتہ) کے لئے روانہ کیا جائے، وفود کو اسی طرح عام اجازت ہو، جیسی عہد نبوی میں انھیں اجازت حاصل ہوتی تھی، تیسرے یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال باہر کر دیا جائے، نیز فرمایا، مسجد کے تمام بغلی دروازوں کو بند کر دیا جائے، صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا جائے، یہ بغلی دروازہ وہ (اندرونی راستہ) ہے۔ جس کے ذریعہ گھر سے اندر ہی اندر مسجد میں داخل ہو سکتے تھے، ایام مرض میں جس زوجہ مطہرہ کے گھر آپ کی باری ہوتی وہاں آپ کو لے جایا جاتا تھا، اور اس حالت میں بھی باری کا آپ خیال رکھتے تھے، البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا چونکہ آپ کو انتظار رہتا تھا، اس لئے چلنے والوں سے آپ استفسار فرماتے تھے، کہ میں کل کہاں رہوں گا!؟ اور یہ محض حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچنے کی خواہش کے تحت تھا۔

پھر جب دیگر ازواج مطہرات کو علم ہوا کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانا چاہتے ہیں تو انھوں نے بخوشی اپنی باری انھیں دیدی، اس عرصہ میں آپ کا مرض بھی بڑھ چکا تھا۔ چنانچہ آپ آخر تک حجرۂ صدیقہ میں رہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ آپ کا انتقال میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہوا، (مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا) نزع کا عالم شدید ہوا تو اس کی تخفیف کی سعی لاحاصل کی گئی، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت نزع دیکھ کر پھر مجھے کسی کی بآسانی موت پر کبھی رشک نہیں آیا، کیونکہ آپ چہرے سے پسینہ پوچھتے جاتے تھے، اور فرماتے تھے، سکرات موت کا بھی ایک عالم ہوتا ہے! "اے اللہ اے رفیق اعلیٰ"! بالآخر ٹھیک ۶۳ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، اور عام طور پر عمر طبعی یہی ہے جب آدمی موت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ساٹھ ستر سال کے دوران ہی میری امت کی عمر کی کھیتی کاٹی جاتی ہے، اور بہت کم ایسے ہیں جو اس حد کو تجاوز کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عمر میں انتقال کیا ۔!

یہی نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا انتقال بھی ٹھیک اسی وقت ہوا جب ان کی عمریں ۶۳ - ۶۳ سال کی تھیں ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگوں میں زبردست کہرام برپا ہوا، چنانچہ کچھ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے وفات پائی ۔ بعض نے کہا آپ نے وفات نہیں پائی، اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مضافات میں اپنی ایک اہلیہ کے پاس چلے گئے تھے، آپ کو اطلاع ملی، تو فوراً تشریف لائے، چہرہ سے کپڑا اٹھایا، رُخ انور کا بوسہ لیا، اور فرمایا: آپ زندگی میں بھی حسین ترین تھے، وفات پاکر بھی سب سے بہترین رہے ۔ پھر مسجد میں آئے تو لوگ مختلف ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے رو رہے تھے، آپ منبر پر چڑھے، لوگ فوراً آپ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے اللہ کی حمد وثنا فرمائی اور کہا ۔

لوگو سنو ! جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتا تھا، اسے معلوم ہونا چاہئے کہ آپ وفات پاگئے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا، اسے معلوم ہو کہ اللہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور کبھی اس کو موت نہیں آئے گی، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَائِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

(آل عمران ۱۴۴)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے، آپ سے پہلے بھی رسول گذرے پس اگر آپ مرگئے یا شہید کر دیئے گئے تو کیا تم الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے اور جو شخص الٹے پاؤں لوٹے گا تو ہرگز اللہ کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا، اور اللہ قدرداں لوگوں کو جزا دے گا ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جونہی یہ آیت پڑھی گئی، میری کمر سیدھی ہوگئی، اور مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے یہ آیت میں نے پہلی بار سنی ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں سنی، اور مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچ مچ انتقال کرگئے ہیں۔ اور پھر مدینہ منورہ کے ہر مرد اور عورت کی زبان پر جیسے یہی آیت جاری تھی، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے تو آپ نے ایک لشکر تیار فرمایا تھا، جس پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بہ نفس نفیس اس لشکر میں شریک تھے، یہ لشکر مدینہ منورہ کے قریب جرف نامی مقام پر رکا ہوا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کا منتظر تھا کہ آپ کب اس مرض سے صحت یاب ہوتے ہیں۔

لیکن صحت یابی کے بجائے جب اچانک آپ کا انتقال ہوگیا، تو مدینہ منورہ میں عام بےچینی پھیل گئی، اس لئے کہ عرب دین سے یہ کہہ کر پھر رہے تھے کہ اگر آپ نبی ہوتے تو یوں انتقال نہیں کرتے، ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کے گلی کوچہ پر مردوں کا پہرہ بٹھا دیا تھا، پھر جب معاملہ سنگین ہوگیا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور لشکر اسامہ کو واپس بلانے کی درخواست کی تاکہ اس کے ذریعہ مرتدین کا قلع قمع کیا جاسکے، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم نے کہا، بخدا جس جھنڈے کی گرہ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے، میں اسے نہیں کھولوں گا، خواہ میں یہ کیوں نہ دیکھوں کہ ازواج مطہرات ہمارے سامنے سے اچک لی جائیں۔!! اصحاب کرام نے عرض کیا کہ اچھا اگر آپ انکار ہی کرتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپس آنے کی اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے۔ تنہا عمر (رضی اللہ عنہ) کی واپسی میں مضائقہ نہیں ہے، چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یہ لشکر آگے بڑھا، اور یہ خدا کی عجیب حکمت کاملہ تھی کہ اس لشکر کی روانگی سے مسلمانوں کو عزت اور برکت نصیب ہوئی، کیونکہ جن مرتدین پر اس لشکر کا گذر ہوتا، یہ لشکر انھیں دین اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف لوٹا دیتا تھا ۔!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہماری حالت بکھری ہوئی بکریوں کی سی تھی، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس قدر ہمت دلائی اور ایسا دلیر بنا دیا جیسے ہم بھڑکے ہوئے شیر ہوں" ۔ !

پھر جماعت صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے بیعت کا آغاز کیا، تاکہ خواتین اور مستورات کا تحفظ ہو، اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی ہو سکے، چنانچہ تمام صحابہ نے خوشی خوشی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، اور ان سے کہا کہ ہماری دینداری کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی رہے۔ تو کیوں نہ ہم اپنی دنیا کے لئے آپ سے راضی برضا رہیں۔ یہ اسی لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے کہا تھا کہ" اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا سبھی کا انکار کرتے ہیں"۔ وفات کے تیسرے روز صحابہ نے تجہیز تکفین شروع کی غسل کا کام حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے مل کر انجام دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ اب جو مجھے معلوم ہوا، اگر پہلے ہی معلوم ہوا ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ازواج ہی غسل دیتیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ عورت مرد کو غسل دے سکتی ہے جیسے مرد اپنی بیوی کو بلا طور پر غسل دے سکتا ہے پھر حضرت ام سلیم نے حضرت ابوبکر کو غسل دیا، اور حضرت علی نے حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہم) کو نہلایا تھا۔

غسل دینے کے بعد نماز جنازہ کے لئے لوگ آگے بڑھے، پہلے مردوں نے نماز پڑھی، پھر بچوں نے، پھر آخر میں عورتوں نے نماز جنازہ ادا کی، نماز پڑھنے والے تنہا آکر نماز پڑھ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ" جس نبی کا انتقال جس سرزمین پر ہوا ہے وہیں انھیں دفن بھی کیا گیا ہے"۔ لہٰذا آپ کو حجرۂ عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں دفن کیا گیا پھر ابوبکرؓ کا انتقال ہوا تو آپ کو جوار رسول میں جگہ دی گئی، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقال ہونے لگا، تو انھوں نے آپ کے پڑوس میں تدفین کی اجازت چاہی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا تھا کہ ان کے حجرے میں تین چاند گرے ہیں۔! اس خواب کی تاویل کا اسی طرف اشارہ تھا، اور آسمان سے گویا ان الفاظ میں تسلی دی گئی کہ

> اہل بیت تم پر سلام ہو! اور اللہ کی رحمت و برکت کا نزول ہو، ہر چیز کے فوت ہونے پر بس اللہ کی طرف سے تعزیت اور تسلی دل کو نصیب ہوتی ہے، اور ہر مرنے والے کا وہی مورث اور نائب ہے، لہٰذا صرف اللہ پر بھروسہ رکھو، اسی سے توقع وابستہ رکھو، اور حقیقی مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہو،
>
> والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ "ہم نبیوں کی جماعت کچھ بھی چھوڑ کر نہیں جاتے، ہمارا کل ترکہ "صدقہ اور خیرات ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یہ مختصر تذکرہ ہے! آپ نے یہ بھی خبر دے رکھی ہے کہ آپ کی امت کے اعمال آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اس لیے جن مسلمانوں کے اندر استقامت ہوتی ہے اور وہ اپنے رب کی پوری اطاعت کرتے ہیں۔ تو آپ کو ان کے حالات جان کر خوشی ہوتی ہے، اور جو لوگ خدا کی نافرمانی اور معصیت کرتے ہیں تو آپ کو اس سے سخت کوفت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا، قیامت کے روز تم میرے سامنے پیش کیے جاؤ گے، میں تمہاری شباہت اور تمہارے ناموں سے تمہیں اسی طرح پہچان لوں گا، جیسے آدمی کسی انوکھے اونٹ کو اپنے اونٹوں کے ریوڑ میں پہچان لیتا ہے پھر بائیں طرف کے کچھ لوگوں کو جبراً لیا جانے گا میں کہوں گا، اے میرے پروردگار! میرے امتی ہیں، تب کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے، انھوں نے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے بعد کیا کیا ؟ تب میں کہوں گا، ان لوگوں کے لئے دوری اور مجبوری ہو جنھوں نے میرے بعد رد و بدل کیا، اور میں وہی کہوں گا جو خدا کے اس صالح بندے نے کہا تھا کہ

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۔ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ	اور جب تک میں ان میں رہا ان کے حالات کی خبر رکھتا رہا، پھر جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا، تو پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے، اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو بخش دے (تو یہ تیری مہربانی ہے) بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے [1]
(المائدہ ۱۱۷، ۱۱۸)	

اللہ رب العزت کی تائید و توفیق کے ساتھ کتاب تمام ہوئی ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ! وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ !

۱۳۹۹/۸/۸ھ

۱۹۷۹/۷/۲ء

شیخ عبداللہ بن زید آل محمود

رئیس امور مذہبی و صدر نشین عدالتہائے شرعی مملکت قطر ۔ !

---

[1] بروایت امام مالک و ابو داود رحمہما اللہ تعالیٰ ۔ !

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدارالسلفیہ کی نئی مطبوعات

سبیل الرسول

تالیف: مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ

تصحیح وتقدیم: مولانا مختار احمد ندوی

اس کتاب میں قرآن اور حدیث کے استدلال سے ثابت کیا گیا ہے کہ دین اسلام پر چلنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶

قیمت: ۴۰ روپے

صفحات: ۳۹۰

صلوۃ الرسول

تالیف: مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ

تصحیح وتقدیم: مولانا مختار احمد ندوی

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶

خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مکمل ضابطہ

قیمت: ۵۰ روپے

صفحات: ۵۴۲

تعلیم الاسلام

صفحات: ۳۱۲

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶

تالیف

مولانا مختار احمد ندوی

قیمت: ۲۰ روپے

اسلام کی مکمل بنیادی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آسان اور عام فہم رسالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

AL DARUSSALAFIAH
6/8, SHAIKH HAFIZUDDIN ROAD, BYCULLA BRIDGE, BOMBAY-400 008.

مطابع
الدار السلفية